الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی

بے نظیر کتاب گنجینۂ جامع جمیع حالات معجزات از ابو البشر آدم تا خاتم الانبیا و شہادت حضرات حسنین علیہم التحیۃ والثنا
از روی آیات قرآنیہ و احادیث پیغمبر و اقوال اولیا کہ از کتب سیر و تواریخ و ملفوظات صحیحہ علما و مشائخین یافتہ شدہ

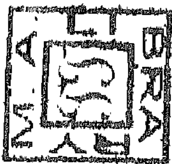
مسمّٰی بہ

تفریح الاذکیاء فی احوال الانبیاء

جلد دوم

تالیف منیف زبدۃ العلما اسوۃ العرفا سوختۂ آتش جمال مصطفوی مولوی ابو الحسن صاحب مرحوم کاکوری
عم جناب مولوی محمد ابو الحسن صاحب جو بسبب تحریک سعید مولوی محمد حسین صاحب بہادر خلف الرشید ... مغفور

مطبع منشی نولکشور بحسن طبع رونق یافت



فہرست فوائد و بیانات تفریح الاذکیا فی احوال الانبیا جلد دوم

الحمد لله وسلام علی عباده الذین اصطفی

درین روزها کتاب بابرکت خطاب جامع جمیع حالات ومعجزات از ابو البشر آدم تا خاتم الانبیا وشهادت حضرت حسنین علیهم التحیة والثنا از روی آیات قرآنیه واحادیث نبویه واقوال اولیا که در کتب سیر وتواریخ وملفوظات صحیحهٔ علما ومشائخین یافته شده

مسمی به

احوال الانبیا فی
تفریح الاذکیا

جلد

از تالیف لطیف زبدة علما اسوة عرفا سوختهٔ آتش جمال مصطفوی مولوی ابو الحسن صاحب مرحوم کاکوروی

بتصحیح جناب مولوی محمد ابو الحسن صاحب [illegible] مولوی محمد احسن صاحب [illegible]

در مطبع منشی نولکشور بحسن طبع رونق یافت



الحمد لله رب العالمين والعاقبة للمتقين والصلاة على رسوله محمد وآله واصحابه وازواجه اجمعين

مقدمه در احوال جناب رسالت مآب مستغنی از القاب حضرت سرور کائنات اول مخلوقات آخر
بحیثیات افضل موجودات خاتم الانبیاء والمرسلین شفیع المذنبین والعاصین مقصود الطالبین
مطلوب العاشقین حبیب الدارین محبوب الثقلین احمد مجتبی محمد مصطفی صلی الله علیه وعلی آله
واصحابه وسلم نسب شریف اهل تحقیق بدین طرح ذکر کرده ابو القاسم محمد بن عبد الله بن شیبة
الحمد ابو الحارث عبد المطلب بن عمرو الملقب بهاشم بن مغیرة عبد مناف بفتح المیم المکنی بابی عبد شمس
ویقال له القمر ایضا لکثرة الحسن والجمال بن قصی بضم القاف وفتح الصاد المهملة وتشدید التحتانیة
بصیغة التصغیر ویقال له زید ویزید ویلقب بمجمع بن کلاب بکسر الکاف العربی اسمه حکیم او عروة
بن مرة بضم المیم وتشدید الراء المهملة بن کعب بفتح الکاف وسکون العین المهملة بن لؤی بضم اللام و
فتح الواو وتشدید التحتانیة بن غالب بفتح الغین المعجمة بن فهر بکسر الفاء وسکون الهاء
لقب بقریش عند البعض بن مالک بن النضر بفتح النون وسکون الضاد المعجمة یلقب بقریش عند البعض
بن کنانة بکسر الکاف وفتح النونین لقبه قریش عند البعض بن خزیمة بضم الخاء المعجمة وفتح الزاء المنقوطة

بن

علی صیغۃ التصغیر بن مدرکہ بضم المیم وسکون الدال وکسر الراء المہملۃ علی صیغۃ اسم الفاعل من الادراک
اسمہ عامر او عمرو بن الیاس بکسر الہمزۃ علی قول ابن الانباری وبفتحہا عند البعض مشتق من الیاس ضد الرجاء
والہمزۃ للوصل ہو قول القاسم ابن الثابت والسہیلی بن مضر بضم المیم وفتح الضاد المعجمۃ بن نزار بکسر النون
وفتح الزاء المعجمۃ المکنی بابی ربیعۃ وابی ایاد بن معد بضم المیم وفتح العین المہملۃ او بفتح المیم وسکون المہملۃ
وتشدید الدال کذا فی الکرمانی بن عدنان بفتح العین المہملۃ وسکون الدال المہملۃ کذا فی الوان الادب
یہان تک اتفاق ہے بعد اسکے تا حضرت ابو البشر آدم علیہ السلام اختلاف بسیار ہے چنانچہ بعضے تا حضرت
اسمٰعیل علیہ السلام تین واسطے غیر مشہور بیان کرتے ہین اور بعضے چار اور بعضے اور بھی اور
حضرت اسمٰعیل علیہ السلام سے تا حضرت آدم بھی اختلاف ہے اور کوئی روایت بلا معارض ثابت
نہین ہوئی فالسکوت عن الذکر اولے بلکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب عدنان پر پہونچتے توقف
فرماتے تھے رواہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کذا فی مسند الفردوس وقال ابن مسعود والسہیلی کذب النسابون
الی ما فوق عدنان و حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ مین عدنان تک پہونچ کر سکوت کرتا ہون
کہ بالا تر اس سے نہین جانتا مگر اہل سیر و تواریخ متفق ہین کہ حضرت اسمٰعیل وابراہیم ونوح وادریس
وشیث علیہم السلام اجداد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مین داخل ہین اور جو شب معراج
حضرت ادریس نے فرمایا مرحبا بالاخ والنبی الصالح سو یہ از روے تواضع ہے اور سنن بیہقی مین ابن
عباس رض سے روایت ہے کہ فرمایا حضرت نے کہ میری پشت مین سفاح[1] جاہلیت کو دخل نہین ہے اور
امیر المؤمنین علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ فرمایا حضرت صلعم نے کہ آدم سے میرے
والدین تک میرے سلسلہ نسب مین ہرگز سفاح جاہلیت کا لگاؤ نہین ہے اور والدہ آپ کی آمنہ بنت
وہب بن عبد مناف بن زہرہ بن کلاب بن مرہ تھین فائدہ عدنان سردار قوم تھے اشہر اولاد
آپکے معد یعنی نمر تازہ نبت ابو قضاعہ اشہر اولاد اسکی قضاعہ و آباد و نزار آثار النبوۃ مین ہے
کہ نزار مشتق از نزر یعنی اندک انکی پیشانی مین نور محمدی چمکا تو معد خوش ہوا اور فقرا و مساکین کو
اطعام والباس سے مسرور کیا اور فرمایا کہ جو کچھ صرف کیا جاے اس مولود کے حق مین اندک
وقلیل ہے اسی رعایت سے نام نزار ہوا نزار کی اولاد مشہور تر والا تر مضر تھے کہ شریعت ابراہیمی نے
انکے سبب سے رونق پکڑی اول قدرا شتر جہت خانۂ کعبہ وحدا شتر انھین نے جاری کیا ہے انکے
الیاس ہوے اور دیدۂ ابوین بعد از یاس انکے جمال باکمال سے روشن ہوے ولہذا مسمی بالیاس
وفات انکی بیماری سل سے ہوئی ہے اور صحیح یہ ہے کہ ہدیہ کعبہ کو اونٹ اول الیاس نے بھیجے تھے

[1] سفاح یعنی زنا یعنی فعل جاہلیت مین نہ تھا … [illegible]

یہ بھی متبع و مروج شریعت ابراہیم علیہ السلام تھے اور الیاس کی اولاد مشہورہ میں مدرکہ ہیں کہ انہوں نے
اپنے آبا و اجداد کی بزرگی و شرافت بوجہ کمال حاصل کی والدہ انکی ہے اور یہ مدرکہ ہیں بنا بر
بالغہ ہو کما ہو متعارف فی العرب اور انکے خزیمہ ہوئے یہ بھی سردار قوم تھے اور متبع ملت حنفیہ
انکے کنانہ ہوئے موصوف بصفات حسنہ خصوصا صفت سخاوت و وسعت اخلاق اس مرتبہ تھی
کہ ذات تنگدستی میں بھی بذل و ایثار میں دریغ نہ کرتے تھے آخر حیات میں انہوں نے اولاد کو
وصیتیں بہت فرمائیں ازانجملہ یہ بھی تاکید فرمائی کہ ذریت محمدی صلعم کہ ارحام ولد ہو میں انکے نضر
پیدا ہوئے انکی اولاد مشہورہ سے نضر ہیں کیفیت انکی ابو نضر کی روایت ہو کہ لکھتے ہیں نضر
ایک روز سوئے تھے کسی نے پکارا یا نضر تجھکو شتاب دیا گیا درمیان ملک ظاہری
اور عزت سرمدی کی نضر نے کہا کہ یارب قد اخترت ما یبقی الابد لیکنہ اہل تاریخ لقب انکا قریش
بیان کرتے ہیں اور وجوہ تسمیہ میں کئی توجیہیں لکھتے ہیں اول یہ کہ قریش ایک جانور بزرگ ہے
دریا میں کہ وہ مچھلیاں کھایا کرتا ہے اور اسکو کوئی نہیں کھاتا جسطرح صراح میں ہے سو جب
نضر نے اکثر قوم عرب پر استیلا پایا تب انکو قریش کہنے لگے دوسرے قریش ماخوذ از تقرش ہے
اور تقریش بمعنی تفتیش ہے نضر کا یہ دستور تھا کہ جب ایام حج میں خلق کثیر جمع ہوتی تو تفتیش
فقرا و مساکین کو [illegible] کرکے کچھ دیا کرتے تھے اس سبب سے قریش کہلائے تیسرے یہ کہ قریش
مشتق ہے قرش سے بمعنی کسب [illegible] اور نضر کا یہ دستور تھا کہ اپنی قوم کو اکثر بنا بر تجارت بھیجا کرتے تھے
لہذا انکی بقریش چوتھے قرش بمعنی جمع کردن و فراہم کردانیدن آیا و نضر نے اپنی اولاد کو عرب
جمع کیا اسلیے قریش کہلائے و بذا الوجہ جمع جدا روایت ہے کہ وقت وفات نضر نے اپنی اولاد کو
جمع کرکے اکثر نصائح فرمائے اور مالک کو ولیعہد کیا اور مالک نے وقت وفات فہر کو نصائح کرکے
قوم کا سردار گردانا اور فہر نے غالب اپنے بیٹے کو وصی کیا اور غالب بہ بنی شہادت و تقی اور مرجع
[illegible] ہوا اور غالب نے لوی کو مرجع و ملجائے قوم وقت وفات قرار دیا اور لوی نے کعب کو کہ یہ
اپنے وقت میں بڑے سردار و مرجع جمیع امور تھے اور انکی اولاد میں مرہ نامور ہوئے کہ بروز جمعہ
قریش کو جمع کرکے نصیحت کرتے تھے اور کہتے تھے کہ میری اولاد سے پیغمبر آخر الزمان پیدا ہوگا انکی
متابعت کرنا اور ایمان لانا تمپر واجب ہے یہ بات میں نے اپنے آبا و اجداد سے سنی ہے اور تمکو وصیت
کرتا ہوں کہ نطفہ زکیہ [illegible] کو ارحام طاہرات میں تفویض کرو اور انکا یہ دستور تھا کہ سال قحط میں
فقرا و مساکین کو کھانا کھلاتے تھے اور وقت وفات اولاد کو جمع کرکے انواع وجوہ سے بنا بر

احوال کلاب

نہیا نت نور محمدی و صایا کیے اور کلاب کو ولیعہد گردانا اور کلاب بمعنی ہمہ گر خصومت کرنے کے آیا ہے
جیسے جمع ہو کلاب کی و کلب بالفتح بمعنی سگ ہے اور مراد اس سے معنی کثرت کے ہین اور داب عرب تھا
کہ اس قسم کے نام اولاد کے جسطرح کلاب و سباع واسطے تخویف و تحذیر دشمنون کے رکھتے تھے اور
نام غلامون کے مانند مرزوق و رباح واسطے محبت اپنی کے رکھے تھے جب کہ وفات قریب پہونچی تو

احوال قصی

قصی نے اسی بیٹے کو سردار کیا اور قصی تصغیر قصی کہ از روے لغت بمعنی بعید ہے اور وجہ تسمیہ یہ ہوئی کہ بعد وفات پدر
مع اپنی مان مسماۃ فاطمہ کے بلاد قضاعہ حدود شام مین اقامت پذیر ہوے اور وطن سے دور رہے تھے
اور چونکہ انکے سبب سے قریش بعد از پریشانی کہ مین مجتمع ہوے اس جہت سے مجمع کہلائے
دار الندوہ انھین کا بنایا ہوا ہے اسی مکان مین قریش کے اشراف جمع ہوکر مشورت کرتے تھے
چنانچہ یہ بات جناب رسالت پناہ کے وقت تک باقی تھی اور دار الندوہ بمعنی مجلس قوم و جاے سخن ہے
اور ندوہ از روے لغت بمعنی سخن گفتنی در ندی و نادیہ بمعنی مجلس روایت ہے کہ قصی نے ایک روز
اپنے اہل بیت کو جمع کرکے تقویٰ اور پرہیزگاری کی وصیت فرمائی اور غضب الٰہی سے ڈرایا
بعد اسکے ہر ایک بیٹے کو ایک ایک کام پر معین کیا چنانچہ عبد الدار کو علم داری اور دربانی کعبہ کی
عنایت کی اور ضیافت اور مہمانی حاجیان ام القریٰ کے تفویض کی اور نقابت و ایالت و امارت
و سرداری عبد مناف سے متعلق کردی انکے چار بیٹے ہوے ہاشم جد عبد اللہ اور عبد الشمس
جد بنی امیہ اور نوفل جد جبیر بن مطعم و مطلب جد اعلیٰ امام شافعی ہین روضۃ الاحباب مین ہے کہ

احوال عبد مناف

ہاشم اور عبد الشمس توام پیدا ہوے تھے اور دونون کی پشتین ملی ہوئین تھین تلوار سے جدا کی گئین
کہ وہی تلوار دونون مین رہی چنانچہ حضرت صلعم مین اور ابوسفیان مین اور علی مرتضیٰ اور معاویہ مین
اور امام حسین رضی اللہ عنہ اور یزید علیہ ما یستحقہ مین ظاہر ہوئی وقت وفات عبد مناف نے
سرداری قوم ہاشم کو سپرد کی وجہ تسمیہ ہاشم یہ ہے کہ ہشم بمعنی نان ریزہ کردن آیا ہے انکا دستور تھا
کہ قحط کے دنون مین دیار شام مین روٹیان اونٹون پر لاد کر لاتے اور دو اونٹ ذبح کرکے پکاتے
اور خشک روٹیون سے ثرید بنا کر لوگون کو کھلاتے تھے اول عرب مین طریقہ ضیافت انھین نے
جاری کیا ہے اور سخاوت انکی ضرب المثل ہے انکی پیشانی سے نور محمدی چمکتا تھا نام انکا عمر العلی ہے

احوال ہاشم

اور ہاشم لقب آخر عمر مین مسماۃ سلمیٰ بنجاریہ بنت عمرو بنجاری سے مدینے مین نکاح کیا کہ انسے عبد المطلب
پیدا ہوے تب ہاشم جانب شام تشریف فرما ہوے اور بمقام غزہ یا غرفہ کہ متعلقات دمشق سے ہے
وفات پائی اور وقت نزع اپنے بھائی مطلب سے وصیت کی کہ کمان اسمعیل و علم نزار و کلید خانہ کعبہ شیبہ لاکے

لڑکے کو جسکا نام شیبہ ہو عنایت کرنا اور بعضے کہتے ہیں کہ ہاشم نے قبل ولادت عبد المطلب کے
وفات پائی اور وقت رحلت جوان سے تھے تین بیٹے موجود تھے ایک اسد پدر مادر علی مرتضیٰ دوم
نضیلہ سوم صیفی اور بعد وفات ہاشم عبد المطلب پیدا ہوئے نام انکا شیبہ اس سبب سے ہوا کہ انکے
سر میں سب سفید بال تھے یا ایک بال سفید تھا اور بعد بلوغ بسبب کثرت محامد شیبۃ الحمد
کہلائے اور عبد المطلب کہلانے کی وجہ جمہور کے نزدیک یہ ہے کہ ایک شخص قوم قریش کا
بعد وفات ہاشم مدینے میں آیا اور اسنے ایک لڑکے کو تیر چلاتے دیکھا اور وہ کہتا تھا انا ابن ہاشم
جب وہ شخص مکے میں آیا تو اسنے حرم کعبے میں مطلب بن مناف سے ملاقات کرکے کہا جو کچھ
دیکھا اور سنا تھا مطلب اسی ہنگام سے اونٹ پر سوار ہو کر مدینے میں پہونچا اور شیبۃ الحمد کو
بلا اطلاع انکی ماں کے لے چلا چونکہ شیبہ پرانا کہنہ پہنے ہوئے تھے تو جو کوئی راہ میں مطلب سے پوچھتا
یہ کون ہے وہ کہتے کہ میرا غلام ہے جب مکے میں پہونچے تو پوشاک نفیس پہنا کے مجلس قوم میں لائے
اور حال مفصل بیان کیا اسدن سے شیبہ عبد المطلب کہلائے اور روضۃ الاحباب میں ہے کہ بعد
وفات ہاشم شیبہ کو مطلب نے پرورش کیا اور رسم تھا کہ جو کوئی کسی یتیم کو پرورش کرتا تھا
وہ یتیم اسکا غلام کہلاتا تھا اس سبب سے عبد المطلب کہلائے ولاخلاف بین الروایتین [illegible]
میں ہے کہ عبد المطلب کے بارہ بیٹے ہوئے اور چھ بیٹیاں ہوئیں عبد اللہ و ابو طالب و زبیر
و عبد الکعبہ چار پسر اور مسماۃ بیضا و امیمہ و برہ و عاتکہ چار دختر مسماۃ فاطمہ بنت عمر مخزومیہ سے
اور حمزہ سید الشہدا و مقوم و حجل بتقدیم الجیم علی الحاء المہملہ اور بالعکس کہ اسکو عبد و حجل و مغیرہ بھی
کہتے ہیں اور مسماۃ صفیہ دختر بطن مسماۃ ہالہ بنت وہب بن عبد مناف کے اور عباس و ضرار و قثم مسماۃ نتیلہ
بنت حباب سے اور حارث و ابولہب جسکا نام عبد العزی تھا اور مسماۃ اروی مسماۃ صفیہ یا قتیلہ بنت
جندب سے کذا فی المواہب اور روضۃ الاحباب میں اروی کو سقیہ عبد اللہ لکھا ہے اور ابولہب جسکا نام
عیداق یا عبد العزی تھا البطن لبنی بنت ہاجر سے شمار کیا ہے اور عیداق کو تیرھوان بیٹا لکھا ہے واضح ہو
کہ حارث پسر عبد المطلب سب سے بڑا تھا یہی شخص حفر چاہ زمزم میں عبد المطلب کا شریک تھا
اسی کے بیٹے ابوسفیان و مغیرہ و نوفل تھے سو ابوسفیان و نوفل ایمان لائے تھے اور یہ ابوسفیان غیر پدر
معاویہ ہیں اور ان لوگوں میں سے ضرار و قثم و حجل کے کوئی اولاد نہیں ہوئی اور بعضوں کے نزدیک قثم حارث کا
بھائی مادری تھا صغر سنی میں مر گیا تھا ابن جوزی نے لکھا ہے کہ قبل پیدا ہونے عبد اللہ پدر رسول اللہ صلعم کے
ایک دن عبد المطلب نے خواب دیکھا کہ میری پشت سے ایک زنجیر نورانی نکلی کہ اسمیں چار طرفیں ہیں

ایک طرف جانب آسمان چلی اور دوسری طرف جانب زمین اور تیسری طرف سمت مشرق اور چوتھی
جانب مغرب اور وہ زنجیر ایسی تابان و روشن و پرنور ہے کہ نگاہ کو تاب اُسکی رویت کی نہین ہے
پھر وہ زنجیر ایسی بڑھی کہ برابر ایک درخت کے سرسبز و شاداب ہوگئی اور ہر طرح کے میوے لگے
اُسمین نظر آئے اُسکے سائے مین دو شخص مہیب صورت کشیدہ قامت کھڑے ہوے دیکھے پس
مین نے اُنسے پوچھا تم کون ہو ایک نے کہا ہم نوح نبی اللہ علیہ السلام ہین دوسرے نے
کہا مین ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام ہون اور کہا ہم اسلیے آئے ہین کہ اس درخت کے سائے مین
آرام لین اور مژدہ ہو تمکو اے عبد المطلب اس خواب سے پھر مین خواب سے اُٹھ کر خوفناک و ترسناک
باہر گیا اور قریش کے کاہنون سے اُسکی تعبیر پوچھی کاہنون نے کہا کہ اے عبد المطلب تیرے صلب سے
ایسا شخص پیدا ہوگا کہ جسپر تمام اہل آسمان و اہل ارض ایمان لائینگے اور باعث رحمت ایک
قوم اور سبب خرابی دوسری قوم کا ہوگا بالجملہ بعد وقوع اس واقعے کے عبد المطلب نے مسماۃ
فاطمہ مخزومیہ بنت عمرو بن عاید مخزومی سے نکاح کیا اُنسے عبد اللہ والد رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ واصحابہ وسلم پیدا ہوے عبد المطلب نے جانا کہ یہ لڑکا خواب والا ہے لیکن جو پوتا حکم
بیٹے کا رکھتا ہے ظہور اُس خواب کا پشت عبد اللہ سے ہوا اور جب عبد اللہ جوان ہوے
تو قطع نظر از پاکی طینت بڑے زور آور پہلوان تیر انداز ازبس خلیق و کریم و مجمع صفات کمالات
وحسنات ہوے اُنکے حُسن و جمال کا ایسا شُہرہ ہوا کہ صنادید قریش سے ہر ایک شخص آرزو رکھتا تھا
کہ اپنی بیٹی کا عقد نکاح اُنسے کردے اور چونکہ نور حضرت محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وسلم عبد اللہ کی
پیشانی سے چمکتا تھا اہل کتاب اس نشان اور دیگر علامات سے جانتے تھے کہ پیغمبر آخر الزمان صلی اللہ
علیہ وسلم انھین کے صلب سے ظاہر ہونگے اس سبب سے وہ لوگ عبد اللہ سے عداوت مانتے
اور اکثر اوقات اُنکے مارنے کو اطراف مکے مین آتے اور بمشاہدہ امور غریبہ و شواہد عجیبہ نامراد
و ناکام پھر جاتے اور قبل اس خواب کے جب حکومت و پیشوائی اہل مکہ عبد المطلب کو بعد فوت
مطلب اُنکے چچا کے پہونچی تو ایک دن فناء کعبے مین سوتے تھے ایک شخص نے خواب مین حکم دیا کہ
چاہ زمزم کو کھودو اور زمزم بسبب شامت ظلم و فساد قوم جرہم کے غائب ہوگیا تھا یعنی عمرو بن حارث
سردار قوم جرہم نے حجر اسود کو رکن کعبے سے جدا کرکے مع ہر دو غزال کعبہ جنکو اسفندیار فارسی نے
بطور ہدیہ بھیجے تھے اور کئی ہتیار کہ بیت اللہ مین تھے چاہ زمزم مین ڈالکر نشان زمزم مٹا دیا تھا
اس سبب سے عبد المطلب مقام زمزم سے واقف نہ تھے کہ واقع کہان ہے دوسری مرتبہ پھر خواب دیکھا

کوئی کہتا ہے کہ زمزم ذخیرہ شیخ اعظم یعنی اسمعیل ہے جب بیدار ہوئے تو زیادہ تر حیران ہوئے پھر سوچ سے
کہنے والے نے کہا کہ مابین سرگین اور خون جس جگہ کو اپنی منقار سے سوراخ کرے اور اسکے مقابل دو بت
سرخ رنگ رکھے ہوئے نظر پڑیں ناچار دوسرے دن بیت الحرام میں گئے اور منتظر علامات مرقومہ ہو کر بیٹھے
اتفاقاً کئی مشرک ایک خرزورہ شیلا کو جاکے کے پاس ذبح کرتے تھے دفعتہً تیغ سے نکل کر بھاگے اور تاہنیہ
زمزم کے پاس پہونچے اور آساف ونائلہ کے سامنے کہ اُسی جگہ دونوں منصوب تھے دونوں نے اسکو ذبح کیا
اور خون اُسکا اُسپر ملا اور گوشت و پوست خود لے گئے اور خون و سرگین وہاں چھوڑ گئے اُسی وقت ایک کوا
آیا اُسنے اپنی منقار سے وہاں سوراخ کیا تب عبدالمطلب نے خیال کیا کہ یہ سب خواب کی علامتیں ظاہر ہوئیں
اور جو کچھ میں نے خواب میں دیکھا تھا اُسکی حقیقت و ماہیت یہ ہے بالجملہ امارات و علامات اس خواب کے
بعنایت غیبی عبدالمطلب پر منجلی ظاہر ہوئے تو عبدالمطلب جد رسول اللہ کا عزم مصمم حفر زمزم پر ہو گیا اور
ارادہ کیا کہ زمزم کو صاف کریں قریش مانع ہوئے عبدالمطلب مع اپنے بیٹے حارث کے برسرمقابلہ آئے
اللہ تعالے نے اُنکو غالب اور منصور کیا کہ زمزم کو ایسا صاف کیا کہ پانی نکلا اور بڑی نام آوری ہوئی
اُسوقت عبدالمطلب نے یوں نذر کی کہ اگر میرے دس بیٹے ہوں تو ایک کو راہ خدا میں قربان کرونگا
اللہ نے دس بیٹے عنایت فرمائے جب سب جوان ہوئے ایک رات عبدالمطلب خانہ کعبہ پاس سوتے تھے
خواب میں دیکھا کہ گویندہ کہتا ہے نذر وفا کر عبدالمطلب ترساں لرزاں بیدار ہوئے اور وفائے نذر میں
متامل تب ایک بکری ذبح کر کے فقرا کو کھلائی پھر خواب میں دیکھا کہ نذر ادا کر اور قربانی کر بزرگ تر
اس سے عبدالمطلب نے گائے حلال کی پھر تیسری بار خواب دیکھا کہ قربانی کر بزرگ تر تب اونٹ
نحر کیا پھر خواب میں دیکھا کہ قربانی کر بزرگ تر اس سے عبدالمطلب نے پوچھا کہ اس سے زیادہ کیا ہے
جواب ملا کہ ایک بیٹا ذبح کر اس بات سے عبدالمطلب بہت ڈرے اور غمناک ہوئے اور اپنے بیٹوں کو
جمع کر کے صورت حال ظاہر فرمائی بیٹوں نے کہا کہ ہم حاضر ہیں عبدالمطلب اس اطاعت سے بہت
راضی ہوئے اور واسطے تسکین خاطر کے قرعہ ڈالا کہ جسکا نام نکلے اُسکو قربانی کریں قرعہ عبداللہ کے نام
نکلا عبدالمطلب متحیر ہوئے لیکن ناچار چھری لیکر عبداللہ کا ہاتھ پکڑ قربان گاہ میں لائے چونکہ عبداللہ بہت
خوبصورت تھے قریش مانع آئے اور بعد رد و کد سجاح نامے ایک کاہنہ کے پاس گئے اُسنے کہا آدمی کی
دیت تمہارے یہاں دس اونٹ ہیں سو ایک طرف عبداللہ کو رکھو اور دوسری طرف دس اونٹ
تب قرعہ ڈالو اور اسی طرح کرو یہاں تک کہ قرعہ اونٹوں کے نام نکلے چنانچہ اسی طرح عبدالمطلب نے قرعہ ڈالا
یعنی دس اونٹ کہ عرب میں دیت انسان مقرر تھے علاحدہ کیے اور قرعہ ڈالا عبداللہ ہی کا نام نکلا تب

دس اونٹ اور زیادہ فرمائے پھر بھی عبد اللہ کا نام نکلا یہان تک کہ دس مرتبہ قرعہ ڈالا اور سو اونٹون کی
نوبت پہونچی آخر گیا رھوان قرعہ اونٹون کے نام نکلا کہ عبد المطلب نے بعوض عبد اللہ انکو نذر خدا مین
قربان کیا اس عرصہ مین عمر عبد اللہ کی پچیس برس بقولے تیس برس کی تھی اس سبب سے آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ انا ابن الذبیحین یعنی عبد اللہ اور حضرت اسمعیل علیہ السلام **فائدہ**
دور اسلام مین شارع نے سو اونٹ کہ فدیہ عبد اللہ تھا خون بہا انسان کا مقرر فرمایا **فائدہ** قریش
اس سبب سے چاہ زمزم کے صاف کرنے سے مانع ہوئے تھے کہ قریب مقام زمزم کے دو بُت یعنی
اساف و نائلہ رکھے تھے اس سبب سے چاہ زمزم کے کھودنے سے ناراض تھے روضۃ الاحباب مین لکھا ہے
کہ جس رات مین عبد اللہ پیدا ہوئے اہل کتاب نے جانا کہ پیغمبر آخر الزمان کی ولادت قریب ہے اور
سبب اسکا یہ ہوا کہ ایک جامہ صوف سفید ملبوس حضرت یحییٰ پیغمبر کا کہ انکو کافرون نے شہید کیا تھا
خون آلودہ اُنکے پاس تھا اور مضمون کتب سماویہ سے جانتے تھے کہ جب وہ جامہ بار دگر بخون تازہ
سرخ ہو جائے اور چند قطرے خون کے اسمین سے ٹپکین تو یہ علامت قرب تولد پیغمبر آخر زمان کی ہے
سو اس رات مین اُس جامے مین یہ نشان ظاہر ہوا تھا اور اسی سبب سے ہمیشہ عبد اللہ سے دشمنی رکھتے
اور عبد اللہ شکار دوست تھے چنانچہ ایک دن عبد اللہ شکار کو گئے وہان نوّے آدمی اہل کتاب کے
تلوارین زہر آلودہ کھینچے ہوئے جانب شام سے اُنکے قتل کے ارادے پر آئے وہب بن مناف بھی
اُس جنگل مین دوسری طرف شکار کھیلتے تھے اُنھون نے دیکھ کر چاہا کہ مین اعانت کرون دفعۃً چند سوار
ابلق گھوڑون پہ یا شتر سوار کہ جنکو اس عالم کے لوگون سے کچھ بھی مشابہت نہ تھی غیب سے ظاہر ہوئے
یعنی فرشتے تھے کہ آسمان سے اُوترے اور اُس گروہ بے شکوہ کو عبد اللہ سے دفع کیا سب ہلاک ہوئے
ایک بھی نہ بچا وہب ابن مناف نے اُسی دم سے چاہا کہ مسماۃ آمنہ بمد ہمزہ و کسر میم و نون مفتوحہ
اپنی بیٹی کو عبد اللہ سے عقد کرون سو اپنے گھر مین آکر اپنے اقارب سے مشورہ کیا سب لوگون کی
رائے مطابق ہوئی تب مسماۃ برہ بنت ام حبیبہ بنت برہ بنت قلابہ بنت امیمہ بنت دب بنت
لیلی بنت عوف والدۂ آمنہ زوجہ وہب بن زہرہ بن کلاب بن مرہ نے عبد المطلب کو پیغام بھیجا
وہ اس تلاش ہی مین تھے کہ اگر کوئی عورت عفیفہ باحسب نسب نظر پڑے تو عبد اللہ کا
عقد کرون جب آمنہ بنت وہب کو بصفات حمیدہ موصوف پایا بلا تامل راضی ہوئے کہ باہم خطبے کا
طریق قائم ہوگیا بعد چندے شعب ابیطالب مین عقد سے فراغت حاصل ہوئی اہل سیر کے
نزدیک شب جمعہ اوسط ایام تشریق مین قریب جمرۃ الوسطی نوبت مقاربت پہونچی تو نور محمدی

صلے اللہ علیہ وسلم کی پیشانی عبد اللہ میں چمکتا تھا منتقل ہوا یعنی آمنہ حاملہ ہوئیں اسی
سبب سے امام احمد حنبل رحمۃ اللہ علیہ یوم جمعہ کو لیلۃ القدر سے افضل جانتے ہیں کیونکہ جو
خیرات اور برکات اہل عالم پر اس رات میں نازل ہوئیں کسی اور رات میں تا دم قیامت
نازل نہونگی اس سال میں کافروں نے حج جمادی الثانی میں ادا کیا تھا کیونکہ طائفہ کفار
جب حج بھول جاتے تھے تو تقدیم و تاخیر کا لحاظ نہ رکھتے تھے سوائے ذی الحجہ کے حج ادا
کرتے تھے روایت ہے کہ اس رات فرشتوں کو حکم ہوا کہ تمام عالم کو مشک کریں رضوان کو ارشاد ہوا کہ
دروازے جنت کے کھول کر تمام جبروت و لاہوت کو معطر کر دے مالک کو ارشاد ہوا کہ آتش دوزخ کو
آج کی رات ٹھنڈا کر دے اور تخت شیطان کہ بین السماء والارض ہوا پر معلق تھا الٹ دیا گیا
وہ مردود چالیس روز شبا روز جبل ابو قبیس پر بحالت اضطراب رویا کرتا یا یہ کہ ایک فرشتے نے اسکو
دریا میں غوطہ دیا جو متحیر کالا کیا تو ذریت ابلیس نے سبب پوچھا وہ مردود بولا کہ خرابی ہوئی ہماری
تمہاری جو کبھی نہوئی تھی آج کی رات آمنہ [illegible] حبیب اللہ نور پیغمبر آخر الزمان علیہ السلام سے [illegible] پیدا
پیدا ایسا شخص ہوگا کہ اسکے باعث سے عبادت لات و منات و عزی و ہبل کی بالکل [illegible] ہوجائیگی
یہ مورتیں سب [illegible] جابجا دیان منسوخ ہونگے [illegible] کافروں [illegible] اختیار کو
منع کریگا جو نہ مانیگا اسکو سزا دیگا ہماری آمد و رفت آسمان پر نہوگی جب تصعد کرینگے فرشتے
انکار ریحینگے پس مسلم کہانت و غیب کوئی بات علم نہ رہیگا تمام عالم عدل و انصاف سے
معمور ہوجائیگا تمام روئے زمین مساجد ہو کر عبادت حق سے آباد ہوگی احوال نیک کا روز بروز
کمال ہوگا اور ہمارا دم زوال ہوگا روایت ہے کہ جس رات میں نور محمدی نے بطن پاک آمنہ کو
منور کیا اور سپہر رسالت کا آفتاب برج حمل میں در آیا اسکی صبح کو جہان کے بت منہ کے بل گر
شیاطین [illegible] سے بند کیے گئے بادشاہوں کے تخت الٹ گئے حضرت احدیت سے ارشاد ہوا
کہ اے ملائکہ ارض و سما آج تمام عالم کو نور محبوب سے منور کر دینا کوئی گھر نہ تھا جو نورانی ہوا
کوئی جانور نہ تھا جو گویائی میں نہ آیا مشرق سے مغرب تک وحوش و طیور نے خوشیاں کیں اور
شادیانے جبروتی و لاہوتی خوب بجے روایت ہے کہ بعد نکاح و قبل زفاف ایک روز عبد اللہ مساۃ
رقیقہ بنت نوفل کی طرف کہ [illegible] قاف
و فتح [illegible] فاطمہ [illegible] سکون [illegible] و فتح عین مہملہ
یعنی فاطمہ [illegible] خثعمیہ تھی [illegible] ساتھ

نزدیکی کر اور پھر آکہا ماں عبد اللہ نے فرمایا کہ یہ بات بلا نکاح نہیں ہوگی اُسنے اصرار کیا عبد اللہ نے
بہانہ کیا کہ گھر ہو کر آتا ہوں بعد اُسکے گھر آکر اپنی بی بی سے ہم بستر ہوئے اور وہ نور جسکے چوٹ سے
شیشۂ دل عورتوں کے چور چور تھے آمنہ کے پیٹ مین پہونچا صبح کو عبد اللہ اُس عورت کے پاس گئے
اور کہا کہ اگر نکاح کر تو مین راضی ہوں یہ عورت بھی بڑی کاہنہ حسینہ فصیحہ متمولہ صاحب عصمت
وعفت و ناکتخدا تھی اُ سنے کہا کہ مین بدکار نہین ہوں لیکن مین نے نور محمدی کو تیری پیشانی مین
چمکتا دیکھ کر چاہا تھا کہ جسطرح ہو مین اسکو لون خدا نے نہ چاہا اب مجھکو کچھ غرض نہین اے عبد اللہ
سچ بتا تو کس عورت کے ساتھ سویا عبد اللہ نے احوال کہا اُسنے کہا اے عبد اللہ اپنی بی بی کو خبر کر
کہ تو نے اپنے پیٹ مین بہترین اہل زمین کو اُٹھایا ہی اُسکی محافظت کرنا ضرور ہی اور بعضے کہتے ہین
کہ یہ عورت ام قتال ورقہ ابن نوفل کی بہن تھی اُ سنے اپنے باپ سے آنحضرت کا حال سُنا تھا
کہ نبی اسماعیل سے ہونگے سو اُسنے نور محمدی پیشانی عبد اللہ مین دیکھ کر خواہش کی اور بعضے کہتے ہین
کہ نام اُس عورت کا جسنے خواہش وصال عبد اللہ سے کی تھی لیلی عدویہ تھا اور وجہ تطبیق روایات
یہ ہی کہ ان سب عورتوں نے خواہش کی تھی ہر ایک راوی نے جو اسکو پہونچا روایت کیا اور ایک
روایت ہی کہ اکثر عورتین قریش کی کہ نور محمدی کی چمک سے عاشق جمال عبد اللہ تھین کثرت
غم و اندوہ سے بیمار ہوگئین اور اُنمین سے دو سو لڑکیاں اسی غم و درد مین مرگئین اور روایت ہی کہ
ان دنوں قحط و خشک سالی کے سبب سے قریش پر بڑی سختی تھی سو آنحضرت کی برکت سے
خوب مینھ برسا اور تمام عالم سرسبز ہوگیا اور سارے حیوانات اور نباتات پر ایک نور عجیب چھا گیا
بلکہ اسی خوشی سے نام اس سال کا سنۃ الفتح والابتہاج رکھا گیا ابو نعیم نے حضرت عباس سے
روایت کی ہی کہ اس رات مین اہل قریش کے دواب اور مویشی نے قدرت نطق پا کر
خوشی مین پکار پکار کر کہا کہ قسم ہی پروردگار کی آمنہ کے پیٹ مین خدا کا رسول ہی
تمام دنیا کا امام اور سارے خاندانوں کا چراغ اور عہدۂ نبوت کا سرتاج اور روایت صحیحہ ہی
کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پورے نو مہینے نہ زیادہ نہ کم ماں کے پیٹ مین رہے اور
جیسا کہ عورتوں کی عادت ہی کہ حمل کے دنوں مین بدمزگی طبیعت اور ناخوشی خاطر رہا کرتی ہی
سو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ کو اس قسم کے عوارض سے کوئی بھی
عارضہ نہ تھا بلکہ وہ فرمایا کرتی تھین کہ حمل کے دنوں مین مجھے یہ بھی معلوم نہوا
کہ مین حمل سے ہوں اور حضرت آمنہ فرماتی ہین کہ ایک رات مین مین کچھ سوتی کچھ جاگتی تھی

کہ ایک آواز میرے کان مین آئی کہ تو حمل سے ہی اور تیرے حمل مین بہترین خلائق ہی
اُسوقت سے مین نے جانا کہ حمل سے ہون اور مدت حمل تک ہر مہینے آسمان سے یہ آواز
آتی تھی کہ اے آمنہ تجھے مبارک ہو کہ ابو القاسم کے ظہور کا دن آ پہونچا بالجملہ جب نو مہینے کے
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پیش از طلوع صبح صادق یا پیش از طلوع آفتاب بارہوین ربیع الاول
بقول اشہر روز دوشنبہ بالاتفاق سرا سے محمد ابن یوسف مذا مین مختون مسرور بطرف قبلہ
قبلہ دونون ہاتھ زمین پر رکھے اور سر آسمان کی طرف اٹھائے ہوئے پیدا ہوئے اسی
شب مین حرمین شریفین کے لوگ ابتک مولد پڑھتے ہین اور آداب اور مناسک بجالاتے
اور اہل مکہ ابتک زیارت مقام مولد شریف کرتے ہین اور اس مقام کو متبرک جانتے ہین
اور وہ سرا سے ایک کوچے مین واقع ہی کہ اسکو زقاق المولد کہتے ہین اور وہ کوچہ ایک
شعب مین ہی کہ مشہور بشعب بنی ہاشم ہی اور جو لوگ کہتے ہین کہ ولادت شریف رمضان
مبارک مین واقع ہوئی ہی اور دلیل اسکی یہ بیان کرتے ہین کہ علوق نطفہ محمدیہ صلے اللہ
علیہ وسلم رحم آمنہ مین شب عرفہ یا اوسط ایام تشریق مین ہوا اور مدت حمل نو مہینے پوری تھی
پس ماہ رمضان ماہ ولادت پڑتا ہی سو تطبیق اس قول مین اور قول اشہر مین یہ ہی کہ کفار
اشہر حرام مین تقدیم و تاخیر کرتے تھے اس صورت مین جائز ہی کہ سال ولادت حضرت مین
کفار نے صفر کو بجاے ربیع الثانی مین کیا ہو اس تقدیر پر نو مہینے پورے ربیع الاول مین ہوتے ہین
کذا فی روضۃ الاحباب فائدہ از روے تحقیق شیخ جلال الدین سیوطی کے واضح ہو کہ سب
سترہ رسول پیدایشی مختون ہین آدم نوح سام شیث ادریس صالح ہود یوسف لوط
شعیب موسیٰ سلیمان زکریا حنظلہ یحییٰ عیسیٰ محمد مصطفٰے صلے اللہ علیہ وعلیہم اجمعین چنانچہ
صاحب مختار نے رسائل شتی جلد اخیر مین لکھا ہی اور کتب معتبرہ سے واضح ہی کہ جس دن
حضرت صلے اللہ علیہ وسلم پیدا ہوے اُس دن واقعہ اصحاب فیل سے چالیس یا پچپن یا پچپن دن
گذرے تھے اور نوشیروان پادشاہ تھا اور اسکی سلطنت پر بیالیس برس گذر چکے تھے اور
آنحضرت ... آدم کو ... گذرے تھے اور چھ ہزار تین سو اکا دن برس قمری
اور دو سو اٹھائیس روز ہبوط آدم علیہ السلام کو ہوچکے تھے اور اہل حساب کے نزدیک بیسوین
یا اٹھائیسوین شہر اردیبہشت تھی اور سترھوین دے ماہ مشہور فرس سے اور جس رات
حضرت پیدا ہوے نوشیروان کا محل زلزلے مین آیا اور چودہ کنگرے اُسکے گر پڑے یہ اشارہ

کہتے ہین کہ ... وقت طلوع فجر تھا ... منقول ہی کہ ... ۱۲ منہ

اسطرف ہی کہ اُسکی اولاد مین چودہؔ آدمیون کی پادشاہی رہیگی اور یہ معاملہ ہوا کہ آتشکدہ
فارس جو ہزار برس سے جلتا تھا ٹھنڈا ہوگیا اور ساوہ کا دریا جو بڑے زور شور سے
جاری تھا سوکھ گیا اور رودخانہ سماوہ مین جو ہزار برس سے سوکھا پڑا تھا پانی جاری ہوگیا
اسمین یہ اشارہ ہی کہ آتش پرستون کا بازار سرد اور کفر کے دریا خشک ہونگے اور دریاے
اسلام جاری رہینگے بالجملہ اس واقعہ سے نوشیروان گھبرایا اور بہت دنون تک خائف رہا
مگر اس حال کو کسی سے بیان نہین کیا یہان تک کہ قاضی القضاۃ فارسیون نے جسکو
موبدان کہتے تھے یہ خواب دیکھا کہ شتر تند سرکش عربی گھوڑون کو کھینچتے ہین یہان تک کہ
دجلے سے گذر گئے اور بلاد مین پھیل پڑے موبدان نے تعبیر کی کہ عرب کے ملک مین حادثہ
برپا ہوگا جس سے عجم کا ملک مغلوب ہوجائے پس نوشیروان ایسے ایسے واقعات سے
پریشان ہوا اور اُسنے نعمان ابن المنذر کو لکھا کہ کوئی نجومی ایسا میرے پاس بھیجدے کہ
اُس سے ان واقعات کا حال دریافت کرون نعمان نے عبدالمسیح ابن عمرو غسانی کو بھیجا کہ
نوشیروان نے کیفیت واقعات سے مطلع کر کے کشف حقیقت چاہی اُسنے کہا یہ سب واقعات
دلالت حدوث حادثہ پر کرتے ہین مگر تعین وقت حادثہ سے میرا ماموں سطیح جواب دیسکتا ہی
اور یہ سطیح وہ شخص تھا جو ایام سیل عرم پیدا ہوا عمر اُسکی چھ سو برس کی تھی اور بڑا کاہن شاطر
اپنے علم مین ماہر تھا اور ہیئت ترکیبیہ اُسکی قدرت حق کی اعجوبہ تھی کہ تمام جسم مین جوڑ بند نہ تھے
قدرت نشست و برخاست نہ رکھتا تھا مگر جب غضب مین آتا تو ہوا مین پھرتا اور بیٹھتا اور اعضا مین
ہڈی نہ تھی سواے استخوان جمجمہ کے اور کنارے ہاتھ اور اُنگلیون کے گویا ایک سطیح گوشت کی تھی
جسوقت چاہتے کہ اُسکو کسی مقام پر لیجائین تو لپیٹ لیتے تھے جیسے کپڑے کو لپیٹتے ہین اور نہ
اُسکے سر تھا نہ گردن مُنھ سینہ پر تھا جب کوئی غیب کی بات پوچھنا چاہتا اُسکو ہلاتا جیسے
مشک دوغ ہلاتے ہین تب اُسمین دم پڑتا اور جواب دیتا وہب ابن منبہ سے روایت ہی
کہ ایک جن سطیح کا آشنا تھا وہ خبرین آیندہ بتلایا کرتا تھا اور یہ وہ جن تھا جسنے طور سینا پر
اللہ صاحب کا کلام جو موسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہوا تھا سُنا تھا الغرض نوشیروان نے
عبدالمسیح کو سطیح کے پاس بھیجا جسوقت رسول کسریٰ سطیح کے شہر مین آیا تو اُسکو سکرات موت مین
پایا وقت ملاقات بعد عرض سلام جانب کسریٰ سے ابلاغ پیام کیا سطیح نے جواب نہ دیا
عبدالمسیح نے سطیح کو ہلایا اور چند بیتین مشتمل احوال کسریٰ اور اُسکے سوال کی پڑھین سطیح نے

جب اُن بیتون کو سُنا جنبش کی اور کہا عبد المسیح آیا ہی بجانب سطیح سوار اوپر شتر دوانیدہ رفتار کے
بہ تحقیق سطیح قریب اُسکے ہی کہ قبر مین داخل ہو بھیجا ہی تجھکو ملک بنی ساسان یعنی نوشیروان نے
بسبب اضطراب و تزلزل ایوان اور گر پڑنے کنگرون کے اور بجھنے آتشکدۂ فارس کے اور خواب قاضی
موبدان کی کہ اونٹ سرکش عربی گھوڑون کو کھینچتے ہین یہان تک کہ دجلے سے باہر اوترگئے اور
بلاد فارس مین منتشر ہوئے اے عبد المسیح مین کہتا ہون اذا ظہرت التلاوۃ و بُعث صاحب الہراوۃ
وفاز وادی السماوۃ وغارت بحیرۃ ساوۃ وخمدت نیران فارس لم تکن بابل للفرس مقاما
ولا الشام لسطیح شاما یملک منہم ملوک و ملکات علی عدد الشرفات ثم یکون ہنات و ہنیات و
کل ما ہو آت آت حاصل یہ کہ جسوقت ظاہر ہو تلاوت یعنی جسوقت قرآن خوانی ہوگی اور
لاٹھی والا یعنی محمد رسول اللہ صلعم پیغمبر ہوگا اور دریاے سماوہ مین پانی جاری ہوگا اور ساوہ کا دریا
خشک ہوجائیگا اور فارس کا آتشکدہ ٹھنڈا ہوگا نہ رہیگا بابل فارسیون کا مقام اور نہ شام
سطیح کا خوابگاہ یعنی اُسوقت سطیح اپنی زندگی مین نہوگا سلطنت عجم تمام ہوجاویگی چودہ آدمی سلطنت کیانی پر
تخت نشین ہون اے عبد المسیح جو کچھ ہونے والا ہی ظاہر ہوگا اور واقعات اس زمانے کے افسانہ ہونگے
چنانچہ یہ کلام کہکے مرگیا اور عبد المسیح نے یہ جواب کسریٰ سے بیان کیا کہ چودہ آدمی بعد کنگرہ پادشاہت
کرینگے اسکو مدت مدید درکار ہی لیکن تقدیر سے غافل تھا چنانچہ عرصۂ قلیل مین ریاست اُسکی برہم ہوگئی
اور دس رئیس چار برس مین مر گئے اور چار شخصون کی دولت تا خلافت خلیفہ ثانی رضی اللہ عنہ کے رہی
خلافت خلیفہ ثالث مین وہ بھی جاتی رہی بالجملہ جو باتین سطیح نے کہین تھین وہ سب واقع ہوئین اور
یزدجرد کا ملک سال سی و یک ہجری مین بسرکردگی سعد ابن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فتح ہوا اور یزدجرد
آخر خلافت حضرت عثمان مین ایک آسیابان کے ہاتھ سے جنگل مرو مین مارا گیا پھر اُنمین کوئی پادشاہ نہوا
محققین اہل تاریخ فرماتے ہین کہ بعد سطیح کے کوئی کاہن راست گو ظاہر نہین ہوا اور عبد اللہ ابن عمرو ابن
عاص سے روایت ہی کہ اہل شام مین ایک درویش عیص نام اکثر کہا کرتا تھا کہ اے اہل مکہ تم مین
ایک لڑکا پیدا ہوگا جسکے مطیع عرب و عجم ہونگے اور قریب تر ہونے والا ہی چنانچہ جب کوئی مکہ مین پیدا ہوتا
وہ درویش اُسکا حال پوچھتا حتی کہ آنجناب صلعم پیدا ہوے تو عبد المطلب نے اُسکو آگاہ کیا اُسنے کہا یہ
وہی لڑکا ہی تمنے اُسکا نام کیا رکھا عبد المطلب نے کہا محمد نام ہی کہنے لگا اُسکی تین علامتین مجکو معلوم ہین
ایک شب گذشتہ مین ستارہ اُسکا طالع ہوا دوسرے دوشنبہ کو پیدا ہوا تیسرے محمد نام ہوا اور فاطمہ ثقفیہ
بنت عبد اللہ مادر عثمان ابن ابی العاص کہتے ہین کہ تولد حضرت صلعم کے وقت مین بھی آمنہ کے پاس موجود تھی

سو مجھکو ایک نور ایسا نظر پڑا جس سے تمام گھر روشن ہوگیا اور ستارے آسمانی آیسے نزدیک آگئے
کہ مجھے گمان ہوا کہ آمنہ پر یا مجھپر گر پڑینگے یہ تھا یہ وہ نور جلا جسکی تجلی سے طور بہ طور پر موسی عمران
گر اہوش سے دور یہ دور اسکو نہ سمجھنا کہ ہم آنکھون کے حضور یہ پس یہ واجب ہی کہ تم حسب حدیث مشہور
جب تلک ذکر ہی اسکے رہے محفل پر روشن یہ صلوات اُسپہ پڑھو تا کہ رہے یہ دل روشن یہ اور حاکم نے عائشہ صدیقہ
رضی اللہ عنہا سے روایت ہی کہ شہر مکہ مین ایک یہودی تاجر رہتا تھا اُسنے قریش سے کہا رات کو ایک لڑکا
تم مین پیدا ہوا ہی قریش نے کہا ہمکو خبر نہین بولا بے شبہہ ہوا ہی اور اُسکے ما بین دونون شانون کے بال
مجتمع ہین جسطرح گھوڑے کی رگین تب قریش یہودی کو لیکر دروازۂ آمنہ پر آئے اور حضرت صلعم کو دیکھا
تو وہ علامت پائی گئی اور یہودی بیہوش ہوکر گرا اور بے تحاشا کہ اُٹھا واللہ نبوت بنی اسرائیل سے
منتقل ہوئی اور عبدالرحمن ابن عوف اپنی والدہ مسماۃ شفا سے روایت کرتے ہین کہ وہ کہتی تھین کہ جس
رات آمنہ کو دردزہ ہوا ہی مین قابلہ آمنہ تھی جب کہ حضرت صلعم میرے ہاتھون پر بطن مادر سے آگئے تو مین نے
سُنا کوئی کہتا ہی یرحمک ربک اور مشرق سے غرب تک ایک روشنی ایسی ہوگئی کہ مین نے بعضے قلعے روم کے
اپنی آنکھون سے دیکھے اور آمنہ فرماتی ہین کہ جب میرے دردشروع ہوا تو مین نے ایک آواز سنی اور ڈرگئی
پھر مین نے دیکھا کہ ایک پیالہ سفید شربت سے بھرا ہوا رکھا ہی مین سمجھی وہ دودھ ہی اور مین پیاسی تھی سو مین نے
اُسکو پیا کر دل کو اطمینان ہوا اور تحقیق محدثین اہل تاریخ کی یہ ہی کہ آمنہ شب تولد آنجناب صلے اللہ علیہ
وسلم مین تنہا تھین اسی سبب سے ترسان وہراسان ہوئین کہ غیب سے ایک طائفہ ملکوت نے نزول کیا
تب اطمینان ہوا اس روایت مین اور روایت موجودگی فاطمہ ثقفیہ اور شفا مادر عبدالرحمن مین تعارض واقع ہوتا ہی
کاتب الحروف کے نزدیک رفع تعارض ہوسکتا ہی اسطرح کہ جب دردزہ پیدا ہوا تو آمنہ اکیلی تھین اور
وہ اول شب تھی اور اواخر شب مین یعنی ہنگام طلوع صبح ظہور السرور صلعم جملہ دوست و اقارب سببی و
نسبی حاضر ہوے تھے اور بھی آمنہ فرماتی ہین کہ حضرت محبوب رب العالمین صلے اللہ علیہ وآلہ وصحابہ وسلم
جسوقت پیدا ہوے اُسی دم سجدے مین گئے اور انگشت شہادت جانب آسمان اُٹھائی مین کہتا ہون
کہ یہ دعا فرمائی تھی واسطے نجات اُمت مرحومہ کے آمنہ فرماتی ہین کہ بعد اُسکے ایک سفید ابر آیا اُسنے
آنجناب کو اپنے بیچ مین چھپا لیا اور میرے کان مین آواز آئی کہ گوینده کہتا ہی اسکو مشرق و مغرب مین
پھرالاؤ تاکہ سب مخلوق بری و بحری اور تمام ملائک ارضی و سماوی و جن و بشر و وحوش و طیور ... و شجر
و حجر اسکے نام سے واقف و آگاہ ہوجاوین اور بخوبی پہچان رکھین اور ابو البشر حضرت آدم علی نبینا
وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کا خلق اور حضرت شیث علیہ السلام کی معرفت اور شیخ الانبیا حضرت نوح کا

علیہ السلام کی شجاعت اور ابراہیم کی خلت اور اسمٰعیل کی زبان اور اسحٰق کی رضا اور صالح کی فصاحت
اور لوط کی حکمت اور یعقوب کا بشرے اور موسیٰ کی شدت اور ایوب کا صبر اور یونس کی طاعت اور یوشع کا
جہاد اور داؤد کی آواز اور دانیال کا حب اور الیاس کا وقار اور یحییٰ کی عصمت اور عیسیٰ کا زہد عطا کر اور
بحر اخلاق انبیا میں غوطہ دو آمنہ فرماتی ہیں کہ جب یہ آواز سن چکی تو ابر کھل گیا اور حضرت محمد مصطفےٰ
صلے اللہ علیہ وسلم اسوقت پیچیدہ پارچہ سبز میں پائے گئے کہ مثل چشمہ اس حریر سے پانی ٹپکتا تھا اور
کہنے والا کہتا تھا کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم حاکم ہوئے تمام دنیا پر تمامی خلق انکے مطیع ہوگی اور روئے مبارک
ماہ چہاردہم نظر آیا اور بوئے مشک اذفر نے دماغ کو معطر کر دیا اور تین شخص نظر آئے ایک کے ہاتھ میں
ابریق نقرہ اور دوسرے کے ہاتھ میں طشت زمرد سبز اور تیسرے کے ہاتھ میں حریر سفید ایک نے انگشتری
نکالی اور سات مرتبہ دھو کر بین الکتفین مہر کر دی اور اپنی گود میں ایک ساعت رکھ کر میری گود میں دیا
اور عبدالمطلب سے منقول ہے کہ میں شب ولادت آنحضرت صلعم مجاورت کعبہ میں مصروف تھا
جب نصف شب گذری تو کعبہ مقام ابراہیم پر سجدہ میں گرا اور در و دیوار سے آواز آتی تھی
اللہ اکبر اللہ اکبر رب محمد المصطفےٰ الآن قد طہرنی ربی من انجاس الاصنام و ارجاس المشرکین
یعنی اللہ بزرگ ہے جو پروردگار محمد مصطفےٰ کا ہے اب اس نے مجھے پاک کر دیا نجاست بتوں اور خباثت
مشرکوں سے اور آواز غیب سے آئی کہ بخدا سے کعبہ کہ قبول ہوا اور مسکن محمد کا گردانا گیا
اور میں نے آنکھ سے دیکھا کہ مورتیں جو گرد کعبہ رکھی تھیں پارہ پارہ ہوگئیں اور ہبل
نامے بت جو سب میں بڑا تھا اوندھے منھ زمین پر گرا پڑا تھا اور غیب سے ندا ہوئی
کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم آمنہ سے پیدا ہوئے اور سحاب رحمت آیا یہ احوال مشاہدہ کرکے
عبدالمطلب جانب خانہ آمنہ متوجہ ہوئے تو تمام گھر نور سے بھرا نظر آیا عبدالمطلب نے
آمنہ کو دیکھا تو نور تاباں مصطفےٰ پیشانی آمنہ پر نظر نہ آیا عبدالمطلب نے پوچھا اے آمنہ
وہ نور کہاں گیا فرمایا میں نے بیٹا جنا ہے عبدالمطلب نے بشوق تمام کہا یہاں جلد لاکہ
میں اس سے مشرف ہوں آمنہ بولیں کہ توقف کیجے اسوقت آپ اسکو دیکھ نہیں سکتے
کیونکہ جسوقت حضرت پیدا ہوئے تو ایک شخص آیا کہ قد و قامت اسکا خرمے کے درخت کے
برابر تھا اسنے کہا اس لڑکے کو باہر نہ نکالنا اور تین دن تک کسی آدمی کو نہ دکھلانا اس
سبب سے میں مجبور ہوں تب عبدالمطلب نے شمشیر برہنہ کرکے کہا کہ میں تجھکو مار ڈالونگا یا آپکو
ہلاک کرونگا نہیں تو جلد میرے فرزند کو دکھلا ناچار آمنہ نے وہ مکان جسمیں حضرت محمد مصطفےٰ

صلے اللہ علیہ وسلم جلوہ فرما تھے بتلایا فوراً عبد المطلب اُسی طرف چلے گئے تو دیکھا کہ ایک مرد
باشوکت وحشمت وباہیبت وجلالت شمشیر برہنہ ہاتھ مین لیے ہوے کھڑا ہی اُسنے فرمایا
اے عبد المطلب تو کہان آیا عبد المطلب نے کہا مین اسنے نور البصر کو دیکھنا چاہتا ہون
فرمایا اے عبد المطلب جب تک ملائک سموات اور ارض اُسکی زیارت سے مشرف نہو لینگے
تب تک کسی بشر کو اجازت نہوگی کہ وہ دیکھے اس کلام کے سُنتے ہوے عبد المطلب کانپ گئے
اور تلوار ہاتھ سے گر پڑی اور کانپتے ہوے باہر کو بھاگے اور قصد کیا کہ اس معاملہ سے
قریش کو اطلاع کرون مگر طاقت بیان باقی نہ رہی محمد ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے
لکھا ہی کہ ان دنون عبد اللہ والد حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات ہو چکی تھی موضع ابوا مین
اور درج الدرر مین مولانا اصیل الدین محدث لکھتے ہین کہ بعد معاملہ نکاح وزفاف آمنہ
عبد المطلب نے عبد اللہ کو بنا بر تجارت جانب شام روانہ کیا تھا جب وہان سے معاودت کی
تو مدینہ منورہ مین بیمار ہوے اور متوقف ہوے بنی نجار مین جب قافلہ جانب مکہ معظمہ
روانہ ہوکر ابوا مین پہونچا تو عبد اللہ نے وفات پائی عمر اُنکی پچیس برس خواہ بائیس
برس کی ہوے دار النابغہ یا دار النابغہ مین مدفون ہوے اور مدارج النبوۃ مین ہی کہ
عبد اللہ اور آمنہ سے سواے حضرت کے کوئی اولاد نہین ہوئی اور محمد ابن اسحاق کے
نزدیک وقت فوت عبد اللہ آنحضرت صلعم شکم مادر مین تھے اور بعضے کہتے ہین گود مین تھے
اٹھائیس مہینہ یا سات مہینے کے اور بعضے دو ماہ کے کہتے ہین اور یہ قول اصح اقوال سے ہی
اور حضرت ابن عباس سے روایت ہی کہ عبد اللہ نے وفات پائی تو فرشتون نے کہا اے
معبود برحق محمد تیرا پیغمبر یتیم ہوا ارشاد ہوا کہ مین حافظ اور نصیر اور کفیل اُسکا ہون تم
اُسپر صلوٰۃ وسلام بھیجا کرو اور دعا کیا کرو پانچ جب عبد المطلب نے حضرت صلعم کو دیکھا
تو نہایت مسرور ہوے اور بیت اللہ مین لے گئے اور پناہ خدا مین سونپ دیا اور محمد
نام رکھا اور در دروازہ کعبہ پر کھڑے ہوکر شکر خدا ادا کیا بعد اُسکے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کو بہ حفاظت تمام آمنہ کے پاس لائے اور محافظت کے واسطے نہایت تاکید کر دی
اور کہا اے آمنہ آگاہ ہو کہ میرے اس فرزند سعادت مند کی شان عظیم ہوگی اور اسکو
مرتبہ بلند عنایت ہوگا الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ فائدہ پوشیدہ نہ رہے
کہ محمد اشہر اسمار حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے ہی اور اصل مین یہ لفظ بصیغہ اسم مفعول

از باب تفعیل ہی اور تکریر و تکثیر اسکا خاصہ ہی پس محمد بمعنی ستودہ مکرر و بسیار و ولنعم ما قیل سے
مقام تو محمود و نامت محمد ۔ بدینسان مقامی و نامی کہ دارد ۔ مطالع المسرات مین لکھا ہی کہ اللہ جل شانہ نے
دو ہزار برس پیش از خلقت خلق یہی نام حضرت کا رکھا تھا کہ یہی نام عبد المطلب کی زبان سے
نکلا بعض قریش نے پوچھا کہ تمھارے آبا و اجداد مین یہ نام کسی کا نہین ہوا ہی تمنے کسلیے یہ نام
رکھا عبد المطلب نے کہا مین نے یہ نام اسواسطے تجویز کیا کہ اللہ تعالی اُسکی تعریف کرے اور
اہل زمین اُسکی ستایش مین مصروف ہون کذا فی مزرع الحسنات اور مواہب لدنیہ مین لکھا ہی
کہ آمنہ نے ایام حمل مین خواب دیکھا کہ کوئی کہتا ہی انت حاملۃ بسید ہذہ الامۃ فاذا وضعت
فسمیہ محمدا اور اللہ صاحب نے چار جگہہ اپنے کلام مین اسی نام سے یاد فرمایا ہی جیسا کہ وما محمد
الا رسول اور ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین اور والذین
اتبعوا ما نزل علی محمد اور محمد رسول اللہ والذین معہ اور ذکر شریف حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا
کتب سابقہ اور السنہ انبیاء گذشتہ مین باسم محمد و احمد مشتہر تھا اور اس نام کو اور احمد کو
اللہ صاحب نے ایسا پوشیدہ رکھا تھا کہ کوئی شخص قبل حضرت کے اس نام سے نامزد
نہین ہوا لیکن احمد پس بالاتفاق کوئی اس نام کا سے نہین ہوا باقی رہا محمد سو یہ بھی ایسا ہی ہی
حتی کہ جب زمان ظہور نبوت احمدی قریب تر پہنچا اور علماء توریت و انجیل اور کاہنون اور
منجمون نے اس مژدہ جان فزا سے لوگون کو مسرور کیا تو بعضون نے اپنے بیٹون کے نام
محمد رکھے اس آرزو سے کہ یہ نبی آخر الزمان ہون اور عجائب حکمت الٰہیہ سے یہ ہوا کہ انمین سے
کسی نے بھولے سے بھی دعوی نبوت نہ کیا کہ باعث التباس و اشتباہ واقع ہوتا حافظ ابن
حجر اور سخاوی نے قریب پندرہ آدمیون کے جنکے نام محمد رکھے گئے تھے بیان کیے ہین
محمد ابن عدی ابن ربیعہ تمیمی سعدی و محمد ابن احیحہ اوسی بصیغہ تصغیر ہر دو مہملہ و محمد ابن اسامہ
و محمد ابن البراء بکری و محمد ابن حارث و محمد ابن حرمان یعمری و محمد ابن حمران جعفی و محمد
ابن خزاعی سلمی و محمد ابن خولی ہمدانی و محمد ابن سفیان و محمد ابن یحمد ازدی و محمد ابن یزید
و محمد ابن الاسدی و محمد ابن الفقیمی اور قاضی عیاض نے محمد ابن مسلمہ انصاری کو بھی
انھین مین شمار کیا ہی اور غرض قدرت حق سے یہ ہی کہ یہ نام پاک یعنی احمد و محمد بعضے اوراق
و شمار پر بخط قدرت لوگون نے لکھا ہوا دیکھا ہی کہ اُنکے قصص و حکایات قاضی عیاض نے
شفا مین اور قسطلانی نے مواہب لدنیہ مین نقل فرمائے ہین جسکو ملاحظہ کرنا منظور ہو ملاحظہ کرے

اور عبد اللہ نورزی کہتے ہین کہ غرہ رجب سنہ آٹھ سو چوہتر مین ایک بچہ بکری کا پیدا ہوا تو اُسکی
پیشانی پر محمد رسول اللہ قلم قدرت سے لکھا تھا مین نے اُسکو بچشم خود دیکھا اور صاحب فتح المتعال
فرماتے ہین کہ سنہ ایک ہزار چھبیس مین فقیر نے بلدۂ فاس مین ایک پتھر ایک عورت کے پاس
دیکھا تو اُسکی ایک جانب مین بقلم قدرت بخط سیاہ لا الہ الا اللہ لکھا تھا اور دوسرے پہلو مین محمد
رسول اللہ سو مین نے اُس عورت سے لینا چاہا اور دو وزن اُسکے سونا دینا رہا اُسنے نہ دیا اور
حدیث شریف مین آیا ہو کہ اللہ جل شانہ اُس شخص کو دوزخ مین نہ ڈالینگے جسکا نام محمد یا احمد ہو
اگرچہ اس حدیث کو صاحب مقاصد حسنہ اور مصنف سفر السعادت نے ضعیف کردیا ہو مگر پھر بھی
امید ہو کہ اگر کوئی ایمان دار اس عقیدے سے نام رکھے تو عجب نہین کہ آتش دوزخ سے محفوظ رہے
اور ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہو کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جسکے گھر مین
تین نام ہون محمد و احمد و عبد اللہ تنگی اُس گھر مین نہین آئیگی اور ابن مسعود سے روایت ہو کہ
فرمایا حضرت صلعم نے جو شخص میری محبت کے واسطے اپنے بیٹے کا نام میرے نام پر رکھے قیامت کے
دن وہ اپنے بیٹے کے ساتھ بہشت مین داخل ہوگا اور ابوہریرہ سے روایت ہو کہ فرمایا حضرت صلعم نے جو بندہ
مومن اپنے بیٹے کا نام محمد رکھے جب اُسکو بلاوے اور کہے ای محمد تمام حاملان عرش اُسکے جواب مین
کہین لبیک یا ولی اللہ پھر کہین خوشخبری ہو تجکو ای ولی اللہ کہ ہماری عبادت و طاعت مین تو
شامل ہو اور اجر ہماری بندگی کا اللہ تجکو کرامت فرمائیگا کذا فی الرکن الثانی من المعارج پس
کاتب الحروف کے نزدیک اس نام سے نامزد ہونا موجب فضیلت دنیا و آخرت ہو مگر تسمیہ باسم
وکنیت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم یعنی محمد ابو القاسم افراداً یا جمعاً مین اختلاف واقع ہو امام مالک
رحمۃ اللہ علیہ بجواز مطلق قائل ہین اور بعضے افراداً قائل بجواز ہین اور جمعاً منع فرماتے ہین
یہ مذہب الرافعی اور بعضے کہتے ہین کہ کنیت افراداً یا جمعاً مکروہ ہو صرف باسم محمد جائز ہو اور
ملا عباد لیکھنی حاشیۂ صدرا مین لکھتے ہین کہ نام مبارک رسول الثقلین صلی اللہ علیہ وسلم بضم میم
یعنی محمد بولنا چاہیے اور غیر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام بفتح میم لینا چاہیے اللہ اعلم بحقیقۃ الحال
الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ القصہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عالم بطون سے عالم ظہور مین
تشریف لائے تو اول سات دن آمنہ نے دودھ پلایا پھر ابولہب کی لونڈی ثویبہ نے اور یہ ثویبہ
وہ ہو جسنے آنحضرت کے پیدا ہونے کی بشارت ابو لہب کو پہونچائی کہ تیرے بھائی عبد اللہ کے گھر مین
لڑکا پیدا ہوا ہو اُسی وقت ابو لہب نے اُسکو اس بشارت کے صلے و انعام مین آزاد کیا اور یہ کہدیا کہ

توجا کر دودھ پلاتے آپ نے دودھ پلایا اور حمزہ ابن عبد المطلب اور ابو سلمہ عبد اللہ ابن عبد الاسد
مخزومی اور عبد اللہ جحش اسدی نے بھی اُسی کا دودھ پیا اور اُس عرصہ میں اُسکا ثویبہ کا مسروح نام تھا
اگرچہ ثویبہ کے اسلام میں اختلاف ہی لیکن آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اُسکی تعظیم کرتے تھے اور مدینہ
منورہ سے اکثر اُسکے واسطے انعام اور پوشاک اور خلعت بھیجتے رہتے تھے اور ثویبہ نے سنہ آٹھ ہجری میں
خیبر کی واقعہ کے بعد وفات پائی اغلب یہ ہی کہ صحبت آنحضرت سے مغفرت اُسکی ہوئی ہوا اور حضرت
عباس ابن عبد المطلب فرماتے ہین کہ مین نے اپنے بھائی ابو لہب کو دیکھا کہ بدحالت مین گرفتار ہی
مین نے اُس سے حال پوچھا اُسنے کہا دوشنبہ کی رات کو عذاب مین رفاہیت ہوتی ہی اور باقی ہمیشہ
عذاب مین مبتلا رہتا ہون حضرت عباس نے کہا اسکا کیا سبب ہی اُسنے جواب دیا کہ جب پیدا ہوئے
محمد صلے اللہ علیہ وسلم تو ثویبہ نے مجھکو بشارت دی سو مین نے اس خبر کے صلے مین اُسکو آزاد کیا
اور وہ رات دوشنبہ کی تھی اور صحیح بخاری مین بھی اسکا اشارہ ہی اس مقام سے معلوم ہوا کہ جو کوئی
بروز ولادت آنجناب اظہار فرحت وسرور کا کرے تو ثواب پاوے بعد اُسکے حلیمہ سعدیہ بنت
ابی ذویب کے دودھ سے پرورش ہوئی اسکا قصہ اسطرح سے ہی کہ طبرانی اور بیہقی اور ابو نعیم وغیرہ
محدثین نے حلیمہ سے روایت کی ہی کہ حلیمہ فرماتی ہین کہ جب مین قبیلہ بنی سعد ابن بکر کی عورتون کے
ساتھ جو شیر خوار لڑکون کی تلاش مین نکلی تھین مکے مین آئی تو اس سال بڑا قحط پڑا تھا اور
میرے پاس ایک گدھی تھی کہ لاغری سے چل نسکتی تھی اور ایک اونٹنی تھی جو ایک قطرہ بھی
دودھ نہ دیتی تھی اور میرا لڑکا اور خاوند میرے ساتھ تھے اور تنگدستی کا یہ مرتبہ تھا کہ فاقون کے مارے
نہ رات کو نیند آتی اور نہ دن کو کل پڑتی جب قوم کی عورتین مکے مین پہونچین تو سب نے اپنی خاطر خواہ
اچھے اچھے مالدارون کے لڑکے دودھ پلانے کے واسطے لیے کہ سوا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے
اور کوئی لڑکا باقی نرہا سو بھی اس سبب سے کہ آنحضرت یتیم تھے کسی نے قبول نہ کیا ناچار مین نے
اپنے خاوند سے مشورہ کیا کہ مجھے کمال شرم آتی ہی کہ مکے سے خالی پھر جاؤن اور کوئی لڑکا اپنے
ساتھ نہ لیجاؤن انسب یہی ہی کہ اس یتیم کو لے لون سو بعد اس مشورہ کے مین آمنہ کے پاس گئی
اور مین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ ایک سفید کپڑے مین لپٹے ہوئے سوتے ہین اور
تنفس جاری ہی یعنی آپ سانس لیتے تھے اور یہ عادت محمود ہی اور جو بعضون نے خراٹا کرکے تعبیر کیا ہی
یہ صحیح نہین ہی آپ کبھی خراٹا نہ لیتے تھے کیونکہ خراٹا ایک آواز ناپسند ہی اور خدا تعالی نے سب باتون سے آپکو منزہ
کیا تھا یہ تقریر ہی مولانا ولی اللہ محدث دہلوی والد حضرت استاد الاستاد مولانا مقتدانا حضرت شاہ عبد العزیز محدث قدس سرہ

اور بدن مبارک سے مشک کی بو ایسی آتی ہو کہ سارا مکان مہک رہا ہو سو میرا دل انکی صورت پر فریفتہ ہو گیا
کہ مین آہستہ آہستہ پاس گئی اور سینۂ مبارک پر مین نے اپنا ہاتھ رکھا تو جھٹ حضرت نے آنکھین کھولین
اور دیکھکر متبسم ہوے مین نے بہت پیار سے دونون آنکھین چومین اور گود مین لیکر پستان راست
منھ مین دی کہ حضرت نے دودھ پیا پھر مین نے پستان چپ دینی چاہی حضرت نے منھ مین نلی اور
تا زمان رضاعت ایک ہی پستان کے شیر پر رہے دوسری پستان کو کبھی منھ بھی نہ لگایا حضرت
ابن عباس فرماتے ہین کہ وجہ اسکی یہ تھی کہ حق تعالی نے ابتداے حال سے آنحضرت پر عدالت اور
انصاف کا وصف کھول دیا تھا پس آپ نے دودھ پینے مین بھی سررشتۂ عدالت و انصاف ہاتھ سے
نہ دیا ایک پستان کا دودھ آپ پیا کرتے اور دوسری کا اپنے بھائی رضاعی کے واسطے چھوڑ دیتے
بعد اُسکے حلیمہ فرماتی ہین کہ مین حضرت کو گود مین لیکر اپنے فرودگاہ پر آئی اور اپنے خاوند کو دکھلایا
وہ بھی دیکھتے ہی عاشق ہو گیا اور میری اونٹنی لاغری اور فاقہ کشی سے ایک قطرہ بھی دودھ نہ دیتی تھی
سو وہ دودھ سے سیراب ہو گئی اور تھن اُسکے بھر گئے پھر میرے خاوند نے دوہکر آپ پیا اور مجھکو پلایا کہ تکلیف
فاقہ کشی کی اُس سے دفع ہوئی اور رات کو نیند بھر سوے صبح میرے خاوند نے کہا اے حلیمہ یہ لڑکا
تجھے مبارک ہو کہ اسکا تشریف لانا ہمارے لیے مبارک ہوا آخرش چند روز کے بعد حلیمہ آمنہ سے
رخصت ہوئی اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو اپنے آگے گود مین بٹھلا لیا اس مرکب مین
ایسی طاقت آگئی کہ سب مرکبون سے آگے جاتا تھا حلیمہ کہتی ہین کہ چپ و راست سے مجھے
آواز آتی تھی کہ اے حلیمہ اب تو غنی ہو گئی اور جس منزل پر اوترتی تھی وہ منزل سرسبز اور
تر و تازہ ہو جاتی تھی حالانکہ قحط کے سبب سے سبزی کا نام بھی نہ تھا جب اپنے گھر
پہونچی تو ایک عجیب رونق اور آبادی ہو گئی اور طرفہ یہ تھا کہ ہر چیز مین برکت پائی جاتی تھی
بکریان بہت بہت سا دودھ دیتین کہ اور لوگ اپنے چرواہون سے کہتے کہ جس چراگاہ مین
حلیمہ کی بکریان چرتی ہین تم بھی اپنی بکریان اُسی جگہ چرایا کرو اسی طرح سے اور انواع
انواع طرح کی برکتین برکت قدم مبارک سے ہوئین کہ بیان اُنکا تفصیل وار مشکل ہو
پھر جب آنحضرت کو طاقت گفتار ہوئی تو حلیمہ کہتی ہین کہ مین نے سنا کہ اکثر آپ کی زبان پر
یہ الفاظ جاری ہوا کرتے تھے اللہ اکبر اللہ اکبر الحمد للہ رب العالمین وسبحان اللہ بکرۃ
واصیلا اور کبھون کپڑون پر بول و غائط نہ فرماتے تھے اور بول و غائط کا ایک وقت
معین تھا اور جب طاقت رفتار ہوئی تو آپ خراماں خراماں گھر کے دروازہ پر جاتے

اور اکثر وہان لڑکے کھیلتے نظر آتے تو آنحضرت اُنمین شامل نہوتے بلکہ اُنکو کھیلنے سے
منع فرماتے اور کہتے کہ ہمکو لہو و لعب کے واسطے پیدا نہین کیا ہے اور آپ کا نشو و نما اسطرح پر تھا
کہ ایک مہینے مین اتنا بڑھتے جتنا اور لڑکے سال بھر مین اور رونا اور مچلنا اور رُوٹھنا
اور لڑکون کی طرح آپ کی عادت مین نہ تھا اور کوئی چیز بائین ہاتھ سے نہ لیتے تھے
اور جو چیز ہاتھ سے لیتے اُسپر ہاتھ رکھتے بسم اللہ فرماتے حلیمہ فرماتی ہین کہ مین کبھون
آنحضرت کو اپنے پاس سے الگ نہونے دیتی مگر ایک دن غافل ہوگئی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
اپنی بہن رضاعی مسماۃ شیما کے ساتھ دھوپ مین باہر چلے گئے مین ڈھونڈھتی نکلی تو شیما کے
ساتھ پایا مین نے خفا ہو کر شیما سے کہا کہ تو ایسی گرمی اور دھوپ مین کہان لے گئی تھی اُسنے کہا
کہ اُنکو کچھ دھوپ سے مضرت نہ تھی اُنکے ساتھ بادل کا ایک ٹکڑا سایہ کر رہا تھا فائدہ
قبیلہ بنی سعد ابن بکر عرب مین از بس فصیح و بلیغ تھا اور پانی خوش اور ہوا اُس تمام [illegible]
نہایت صاف تھی اس سبب سے مکے کے لوگ اپنی اولاد کو وہان کی عورتون سے دودھ
پلواتے اور اسی طمع سے اُنکے سپرد کر دیتے تھے و لہذا ہر سال مین دو مرتبہ یعنی فصل ربیع
و خریف مین اُس قبیلے کی عورتین حرم شریف مین آتین اور بچون کو لیجاتین اور جب
عمر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی تین یا چار برس کی ہوئی تو معاملہ شق صدر و غسل
قلب اطہر پیش آیا کہ ایک دن آنجناب نے حلیمہ سے فرمایا میرے بھائی دن مین کہان
جاتے ہین جو نظر نہین آتے حلیمہ نے کہا بکریان چرانے جاتے ہین فرمایا ہمکو بھی اُنکے
ہمراہ کر دے اُسنے بنا بر سرور خاطر آنجناب علے الصباح تیل ہاتھ دھلا شانہ بالون مین کر
پوشاک پہنا سرمہ لگا اپنے بیٹون کے ساتھ کیا اور واسطے رفع نظر بد کے ایک ہار مہرہ سلیمانی کا
بھی گلے مین ڈالا کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فی الفور گلے سے نکال کر پھینک دیا اور
فرمایا میرا حافظ اللہ ہے مگر عصا ہاتھ مین لیکر بھائیون کے ہمراہ چلے گئے اور بکریان چرایا کیے دوپہر کو
ضمرہ پسر حلیمہ افتان و خیزان روتا چلاتا آیا کہ امی آنا دوڑ میرے بھائی محمد یا یہ کہا کہ بھائی
محمد کی خبر لے قریب ہے کہ تو اُنکو زندہ نہ پائے کام تمام ہو جائے حلیمہ نے کہا کیا ہوا اُسنے کہا
محمد ایک مقام پر کھڑے تھے دو شخص آئے اُنکو اُٹھا لیگئے پھر لٹا کر پیٹ چاک کیا آگے کا
حال نہین جانتا حلیمہ پریشان ہو کر مع اپنے شوہر کے دوڑی پہاڑ پر گئین تو دیکھا حضرت صلے اللہ
علیہ وسلم صحیح و سالم بیٹھے ہوئے جانب آسمان دیکھتے ہین الا رنگ چہرہ متغیر حلیمہ کو دیکھکر

تبسم فرمایا حلیمہ نے بوسہ لیکر کہا مین تمپر فدا کیا معاملہ ہے فرمایا دو یا تین شخص بلباس سفید آئے ایکے ہاتھ مین چاندی کی چھری دوسرے کے پاس طاس زمردی برف سے پر اُنھون نے مجھے اُٹھایا اور پہاڑ پر لائے ایک نے نہایت مہربانی سے لٹا کر میرا سینہ تا ناف چاک کیا پر مجھے درد نہ معلوم ہوا پھر پیٹ مین ہاتھ ڈال کر دوسے نکالے اور برف کے پانی سے دھوکر رکھدیے دوسرے نے دل نکال کر چاک کیا اور نقطۂ سیاہ خون آلودہ نکال کر ڈال دیا اور کہا ہذا حظ الشیطان منک یا حبیب اللہ اور ایمان واثق وعرفان حق وایقان صادق کہ اُسکے ہاتھ مین تھے میرے دل مین بھرسے پھر اسی مقام مین رکھدیا اور ایک انگوٹھی نور کی نکال کر دل پر مہر کی سو میرا دل حکمت ونبوت کے نور سے پُر ہوگیا اور ایسی خنکی و تازگی دل مین سماگئی کہ میرے جوڑ بند مین اثر باقی ہے ؎ دلم خزانۂ اسرار بود و دست قضا ✤ درش ببست و کلیدش بہ دلستانی داد ✤ پھر اُسی شخص نے اپنے ہاتھ سے میرا سینہ برابر کردیا صرف ایک خط باریک سینہ سے تا ناف باقی رہا پھر مجھے چھوڑ پرواز کرگئے ؎ خط مو سینہ سے تا ناف جو ہے مشک سیاہ ✤ رشتۂ جان سے ہے شیرازۂ مکتوب آلہ ✤ یا رخ حور پہ ہے گیسوئے مشکین سیاہ ✤ یا مصلے پہ رکھا سُبحہ ہے سبحان اللہ ✤ جسکے ہر دانے سے دانا ہے جہان ہو آگاہ ✤ یا شب تار مین ہے وادی امین کی راہ ✤ انس ابن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ مین نے اُس زخم کا نشان شکم مبارک پر دیکھا تو ایک نشان لنبا باریک خط سا تھا ؎ بال آئینۂ تن پر نہین واللہ مگر ✤ خط باریک ہے اک سینۂ نورانی پر ✤ کیون نہو سینہ سینۂ بہشت بہار دیگر ✤ سایۂ سنبل جنت ہے بروے کوثر ✤ خط مشکین بہ سر سینۂ انور کہیے ✤ آب آئینہ مین یا موجۂ عنبر کہیے ✤ سینہ پر حضرت موسیٰ کی پڑی شب کو نگاہ ✤ نہ ملی اُنکو بھی اِس وادی امین کی راہ ✤ جادۂ راہ سے جبرئیل مگر تھے آگاہ ✤ بولے دیکھو یہ ہے خس پوش تہ خط سیاہ ✤ رہنمائی کو یہان خضر دل حق جو ہے ✤ کیا ہوا سینہ کا میدان جو مقام ہو ہے ✤ جب حضرت تمام احوال فرما چکے حلیمہ نے گود مین لیکر گھر پہونچایا وہان لوگون نے کہا اُنکو کاہن کے پاس لیچلو تاکہ یہ حال دریافت ہو حضرت نے فرمایا کچھ اندیشہ نکرو الحمد للہ مین صحیح سالم ہون بالجملہ اُن لوگون نے جن کا سایہ ٹھہرایا اور مصر ہوئے کہ ضرور ضرور کاہن پاس لیچلو حلیمہ کو کچھ بن نہ پڑی ناگزیر کاہن کے پاس لیگئین اور سرگذشت کہہ چلین اُسنے کہا یہ لڑکا اپنا حال آپ ہی کہے تب حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بالتفصیل ظاہر کیا کاہن نے کود کر حضرت کو

گلے سے لگایا اور سینے سے بزور چمٹایا اور بآواز بلند پکارا اے اہل عرب اسکو مارو اور مجھے
بھی اسی کے ساتھ قتل کرو جو نہ مارو گے تو جوان ہو کر تمھارے دین کو باطل اور عالمون کو جاہل کریگا
اور ایسے خدا کی طرف بلائیگا جسکو تم پہچانتے جانتے نہوگے اور ایسے دین کی دعوت کریگا جسے تم
مانتے نہوگے تب حلیمہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کاہن سے لیلیا کہا او دیوانہ ہو جو مین ایسا جانتی
زنہار تیرے پاس نہ لاتی تو البتہ سزاوار قتل ہی پھر حضرت کو گھر لائین حلیمہ کہتی ہین کہ جب
یہ واقعہ عجیب ظاہر ہوا تو میرے شوہر نے کہا اسکو عبد المطلب کے پاس پہونچانا چاہیے ایسا نہو
کہ آسیب و نقصان کسی طرح کا پہونچ جائے سو مین حضرت خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کو
لیکر جانب مکہ معظمہ روانہ ہوئی وقت شب مین نے سنا کوئی کہہ رہا ہی کہ بنی سعد سے خیر و برکت جاتی ہی
بطحاء مکہ خوش ہون شادیانے بجا دین کہ انکی زیب و زینت پھر آئی وہ ہمیشہ حفظ و امان مین
رہیگا جب کہ متصل مکہ کے پہونچی تو دروازہ حرم پر جا کے محفوظ خیال کرکے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو
بٹھلا دیا اور خود براے قضاے حاجت بشری ایک جانب الگ گئی جب فارغ ہو کر وہان آئی
تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو نہ دیکھا ہرچند چپ و راست پیش و پس تلاش کیا کسی طرف نشان نہ ملا
اور جس کسی سے مین نے پوچھا اسنے بھی لاعلمی ظاہر کی حیران و پریشان سراسیمہ و گریان واحمداہ
وا ولداہ پکار رہی تھی یکایک ایک بوڑھا شخص آدمی لاٹھی ہاتھ مین لیے ہوے آیا اسنے
پوچھا کیا حال ہی کیون روتی ہو مین نے سرگذشت بیان کی اسنے کہا مین تجھے ایک بزرگ کے
پاس لیچلون وہ تیرے گم شدہ کو بہم پہونچا دیگا چنانچہ وہ مجھے ہبل نامے بت کے پاس لیگیا اسنے
سات بار طواف کیا اور نہایت منت و سماجت و الحاح و زاری سے کہا کہ محمد ابن عبد اللہ کا نشان
بتلا سو وہ بت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام مبارک سنتے ہی اوندھے منھ گر پڑا اور جتنی مورتین
اسکے گرد تھین وہ بھی سب زمین پر گرین اور اندر سے آواز آئی کہ اے پیرمرد یہان سے دور ہو محمد صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کا نام یہان نہ لے وہی ہمارا خراب کرنے والا و فضیحت و رسوا کرنے والا ہی سو وہ بوڑھا
ڈرتا چلاتا ہانپتا کانپتا باہر آیا لاٹھی ہاتھ سے گر گئی بیہوش ہوگیا جب بہوش مین آیا کہا اے حلیمہ
تیرے بیٹے کا حافظ خدا ہی ہرگز اسکو ضائع نہ کریگا اگرچہ حلیمہ کو اس تقریر سے فی الجملہ تسکین
و طمانینت ہوئی لیکن یہ سوچی کہ اس راز سربستہ کو کھولنا اور معاملہ نہفتہ کو ظاہر کردینا بلکہ عبد المطلب
جد حضرت صلعم کو آگاہ کرنا واجب و لازم ہی چنانچہ حلیمہ کہتی ہین کہ مین ناچار ہو کر خبر کرنے عبد المطلب کے
پاس گئی اور معاملہ گذشتہ و واقعہ پیش آمدہ بیان کیا عبد المطلب سنکے نہایت مضطر و پریشان

اندر آئینہ حیران بہ تمنا سے مشاہدہ جمال جانان دوڑکر صفا پہاڑ پر چڑھے اور قریش کو آواز دی کہ آل
آل غالب چلو تنگی آواز سے سب قوم قریش جمع ہوکر آئے اعلا سے تا اسفل مکہ حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کو سب نے تلاش کیا نہ اسقدر پیادہ سے کا شمار ہے نہ سوار کا سب کی سعی بیہودہ تھی مگر
کسی مقام پر آنجناب کا سراغ نہ لگا تب عبدالمطلب زیادہ تر متفکر ہوئے اور مسجد حرام میں جاکر ساتھ حرم
کے گریہ کیا پھر ہاتف کی آواز سنی کہ تم غم نہ کرو محمد کا حافظ خدا ہے عبدالمطلب نے کہا اے ہاتف
کہاں ہیں ہاتف نے جواب دیا کہ وادی تہامہ میں درخت کیلے کے نیچے بیٹھے ہیں سو عبدالمطلب گئے
راہ میں ورقہ ابن نوفل علاوہ بھی عبدالمطلب کے ہمراہ ہوا یہاں تک کہ مقام مقصود پر آئے تو حضرت
درخت کیلے کے نیچے بیٹھے تھے چنانچہ عبدالمطلب نے گود میں لیکر گھوڑے پر اپنے آگے بٹھلا لیا اور مکہ میں
داخل ہوئے بہت خوشی کی گئی اونٹ ذبح کیے اور سونا خیرات کیا اور حلیمہ کو بہت مال و اسباب عنایت کرکے
رخصت فرمایا اس قصے میں بھی بعض اہل تحقیق نے بوقت ولادت کچھ اسرار کھول کر بیان کیے ہیں
مگر تحقیق نہیں ہوتا کہ اس معاملہ میں کیا اسرار حکمت رکھے تھے عالم الغیب الخفیات خود عالم ہے کسی کو کیا
اسکے اسرار سے خبر ہوسکتی ہے فائدہ روایات صحیحہ سے واضح ہے کہ اول حضرت صلعم دو برس قبیلہ بنی سعد میں
جلوہ افروز رہے اور بعد گزرنے مدت رضاعت کے حلیمہ سعدیہ سپرد آمنہ کر گئیں اور چونکہ ان دنوں مکہ
معظمہ میں وبا کی شدت تھی لہذا بایما رضا آمنہ پھر آنجناب کو اپنے قبیلہ میں لیگئیں کہ دو برس جو بعد اسکے
تین برس اور اپنے پاس رکھا بالجملہ پانچ برس تک حضرت صلعم کا رہنا قبیلہ بنی سعد میں ثابت ہوتا ہے اور
بعد پانچ برس کے شروع چھٹی برس میں حلیمہ کو یہ خوف ہوا کہ شق صدر کا معاملہ از بس نازک ہے ایسا نہو
کہ پھر واقع ہو اسلیے کہ مکہ میں لاکر عبدالمطلب کے سپرد کر گئیں مخفی نہ رہے کہ روایات شق صدر مختلف ہیں
ایک یہ کہ قبیلہ بنی سعد میں اول مرتبہ یا دوسری مرتبہ واقع ہوا اور ایک روایت میں ہے کہ جب آنجناب چھ برس کے
ہوئے تب شق صدر ہوا اور بعض دس برس کی عمر میں بیان کرتے ہیں اور بعض سے انکے احادیث صحیحہ سے
معلوم ہوتا ہے کہ شق صدر شب معراج کو بھی واقع ہوا پس جمع بین الروایات [illegible] تعارض نہ رہا
یوں ہوتا ہے کہ یہ معاملہ عجیبہ شق صدر کئی مرتبہ واقع ہوا ہے فائدہ بعضے کہتے ہیں کہ شیخ ابوالفضل
جو ہند میں چار [illegible] آپکی وجہ یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا شق صدر
اسی عمر میں [illegible] صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر [illegible]
تین برس کی تھی شیخ شریعت الاسلام [illegible] یہ وجہ بیان کی ہے [illegible] صلی اللہ علیہ وسلم
کلان عمر ثلث [illegible] مولانا محمد اسحق صاحب نے [illegible] لکھا ہے کہ یہ جو ہندوستان میں [illegible]

مقرر ہوا ہی بے اصل ہی القصہ بعد رخصت ہو جانے حلیمہ سعدیہ کے مسماۃ برکہ مشہور ام ایمن حبشیہ
کنیز عبد اللہ کہ حضرت صلعم کو میراث والدین پہونچی تھین ہوا اسی خدمت گزاری مین مصروف ہوئین
وہ فرماتی ہین کہ مین نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھوک و پیاس کی شکایت کرتے کبھی نہین سنا
بلکہ جب صبح ہوتی تھوڑا پانی نوش فرماتے تھے پھر دوپہر کو مین کھانے کو کہتی تو فرماتے مجھے حاجت
نہین ہی جب چھ برس دیروا تیسے سات برس کے ہوئے تو آمنہ والدۂ حضرت مع ام ایمن آنجناب
صلی اللہ علیہ وسلم کو جانب مدینہ یا سکینہ لیگئین اور قبیلۂ بنی عدی مین اپنے ماموں کے گھر ایک مہینے کامل
مقیم رہین اس اثنا مین یہود مدینہ شواہد علامات سے پہچانتے اور کہتے کہ نبی موعود آخر الزمان یہی ہین
پھر بعد ایک ماہ کے آمنہ جانب مکہ معظمہ تشریف لیچلین اور موضع ابوا مین جو کہ مابین مکہ و مدینہ واقع ہی
مقام کیا اسی جگہ انکی وفات ہوئی اور وہین مدفون ہوئین اور بعض عالموں نے قبر انکی ام القری
مین لکھی ہی اور جمع بین الروایتین یہ ہی کہ اول ابوا مین دفن کیا تھا بعد اسکے مکہ معظمہ مین لاکر دفن کیا ہی
فائدہ متقدمین کو عدم اسلام ابوین رسول اللہ صلعم مین یقین واثق ہی اور متاخرین مین ابن حجر
اور مولانا شاہ عبد العزیز دہلوی کا بھی یہی مسلک ہی مگر بعض متاخرین اہل حدیث نے اسلام ابوین
رسول الثقلین صلی اللہ علیہ وسلم بلکہ جمیع آبا و امہات کا اسلام حضرت آدم علیہ السلام تک ثابت کیا ہی
اور اثبات اسلام کے تین طریق بیان کیے ہین اول یہ کہ والدین آنحضرت دین ابراہیم خلیل اللہ
علیہ السلام پر تھے دوسرا یہ کہ دونون زمانہ فترت مین تھے نہ زمانہ نبوت مین یعنی انکو کسی نبی کی
دعوت نہین پہونچی تیسرا یہ کہ اللہ تعالی نے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی دعا سے دونون کو زندہ کیا
اور اسلام لائے چنانچہ حدیث شریف مین آیا ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ سے سوال کیا کہ
انکو زندہ کر دے میرے ماں باپ کو سو اللہ نے زندہ کیا اور دونون مسلمان ہوئے اگرچہ احادیث
صحیحہ مین تصریح اسکی خلاف ہی اور اس حدیث کو ضعیف بھی کہتے ہین لیکن تصحیح و تحسین حدیث احیا
محققین نے فرمائی ہی کئی طرح سے اور یہ بھی معلوم ہوتا ہی کہ حدیث احیا ان احادیث سے جنکو
متقدمین محدثین نے روایت کیا ہی متاخر ہی اور یہ علم گویا متقدمین سے پوشیدہ مستور تھا کہ متاخرین پر
اللہ نے کھولا و اللہ یختص برحمتہ من یشاء من فضلہ اور شیخ جلال الدین سیوطی نے اس بات مین
رسالے لکھے ہین اور مخالفین کو جواب دیے ہین کذا قال المحقق الدہلوی فی شرحہ للمشکوۃ الغرض
ام ایمن بعد وفات آمنہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو مکہ معظمہ مین لائین اور عبد المطلب حضرت کی
تربیت و پرورش مین مصروف ہوئے اور اپنے سب لڑکون سے زیادہ دوست رکھنے لگے ایک مرتبہ

عبدالمطلب کو سفر یمن کا اتفاق پڑا اور قریش بھی ہمراہ گئے تھے جب وہان سے واپس آئے
تو قریش پر قحط مستولی تھا اور وہ قحط ایسا طولانی ہوا کہ کئی برس تک رہا آخر عبدالمطلب کو غیب سے
آواز آئی کہ محمد صلعم سے استسقا کراؤ سو عبدالمطلب حضرت صلعم کو اپنے کندھون پر چڑھا کر پہاڑ پر
لے گئے اور دعا کرائی اُسی وقت پانی برسا کہ قحط وخشک سالی جاتی رہی جب حضرت صلعم آٹھ برس
دو ماہ دس روز کے ہوئے و بروایتے آمنہ کی وفات سے دو برس گذرے تو عبدالمطلب نے وفات پائی
عمر اُنکی ایک سو بیس برس کی ہوئی اور اُسی سال مین نوشیروان و حاتم نے وفات پائی اور بیٹا
نوشیروان کا ہرمز پادشاہ ہوا اُم ایمن سے روایت ہے کہ جب جنازہ عبدالمطلب باہر نکلا تو آنحضرت
جنازے کے پیچھے روتے ہوئے جاتے تھے بالجملہ بعد وفات عبدالمطلب کے ابوطالب عم آنحضرت صلعم
خدمت مین مصروف ہوئے اور ابوطالب نے یہ نعمت غیر مترقبہ قرعہ ڈال کے حاصل کی تھی اور حضرت نے
بھی بطیب خاطر قبول فرمایا اور ابوطالب کمال محبت کرتے ہمیشہ اپنے پاس رکھتے ایکدم جدا
نکرتے تھے اور اشعار آپ کی مدح مین کہا کرتے اور بخوبی جانتے تھے کہ نبی موعود یہی ہین ابن عساکر
اپنی تاریخ مین عرفطہ بضم العین المہملہ وسکون الراء المہملہ وضم الفاء و اہمال الطاء سے روایت
کرتے ہین کہ مین ابوطالب کے زمانہ کفالت مین داخل مکہ ہوا تو وہان قحط سالی تھی قریش کے
لوگون نے کہ عبدالمطلب کے زمانے مین شاید قحط کا پڑنا اور حضرت سرور کائنات کی دعا سے مینہ کا
برسنا دیکھ چکے تھے ابوطالب سے کہا کہ تم اپنے بھتیجے سے پانی کے واسطے دعا کراؤ سو ابوطالب گھر سے
نکلے اور اطفال قریش کا ہجوم اُنکے ساتھ ہوا اُنمین ایک لڑکا ایسا نورانی تھا کہ جسطرح آفتاب
اُسکو ابوطالب نے اُٹھا کر اُسکی پیٹھ دیوار کعبے سے لگا دی اُسنے اُنگلی سے آسمان کی جانب اشارہ کیا
تو چارون طرف سے بادل گھر آیا اور پانی برسنے لگا اور ایسا برسا کہ جنگل بھر گئے حالانکہ پیشتر نشان ابر کا
نہ تھا اور جب عمر صلی اللہ علیہ وسلم کی نو برس کی ہوئی تو حضرت اسرافیل علیہ السلام ملازمت مین
حاضر رہنے لگے تین برس بعد پھر حضرت جبرئیل اُنتیس برس بطریق ملازمت پوشیدہ رہے اور
جب بارہ برس کی عمر ہوئی بلکہ دو مہینے دس یوم زائد تو ابوطالب نے شام کا سفر کیا حضرت اقدس بھی
ہمراہ تھے راہ مین جب شہر بصریٰ پر پہونچے تو بصریٰ کے چھ میل اسطرف موضع کفر مین ایک صومعہ تھا
اسمین ابو عداس بضم العین المہملہ ملقب بحیرا بالفتح بای موحدہ و کسر حاء مہملہ و سکون یاء تحتیہ کہ اسکو
جرجیس بالفتح جیم و سکون راء مہملہ و باء ساکنہ بھی کہتے تھے اور وہ درویش زاہد نصرانی تھا اور
مدت دراز سے قیام پذیر اسی سبب سے وہ قریہ دیرۂ بحیرا مشہور تھا آتے جب علامات مندرجہ کتب آسمانی

حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو بخوبی پہچانا اور زیادہ تر تائید علامات و شواہد یہ ہوئی کہ اُسنے ایک
ابر کا ٹکڑا سایہ کیے ہوئے قافلے پر دیکھا تو یقین کامل ہوا کہ اس قافلے مین پیغمبر آخر الزمان
تشریف فرما ہین اور مدت سے انکا منتظر تھا ہر ایک قافلے کو تاکتا رہتا تھا اسلیے تمام قافلہ کی
دعوت کی چنانچہ ابو طالب مع اہل قافلہ وہان گئے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک درخت کے
نیچے چھوڑ گئے تب دم وہ ابر جو سایہ بان تھا اُسی درخت پر ٹھہر گیا قافلے کے ساتھ نہ گیا بحیرا نے
لوگون سے پوچھا کہ تمھارے ساتھیون مین کوئی شخص فرودگاہ پر رہگیا ہے ابو طالب نے کہا ہان
اور اُسی وقت آنجناب کو طلب کیا تو وہ ابر سایہ کیے ہوئے چلا آیا بحیرا نے بخوبی پہچان کے
ابو طالب پر تاکید کردی کہ انکو شام مین ہرگز نہ لیجانا یہود انکے دشمن ہین لہذا ابو طالب نے
مال تجارت بصری مین فروخت کیا اور پلٹ آئے دیگر روایت کہ بحیرا نے حضرت کو ایک روٹی اور
خرمے دیے تھے اور ترمذی نے ابو موسی اشعری سے روایت کی ہے کہ موٹی روٹی اور روغن زیتون
ہمراہ کردیا اور اہل تحقیق کہتے ہین کہ بحیرا نے دست مبارک پکڑ کے کہا کہ یہ شخص رسول العالمین ہے
اہل قافلے نے کہا تو نے کسطرح جانا اُسنے کہا کہ جب تم لوگ ان دو پہاڑون سے نکل کر
یہان آئے تو ہر ایک شجر و حجر انکو سجدہ کرتا تھا اور یہ دونون سجدہ نہین کرتے مگر نبی کو
یہ روایت ہے ابو موسی اشعری کی الغرض ابو طالب نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بخوف یہود
روانہ مکہ کردیا اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کہ وہ بھی قافلے مین تھے حضرت کے ہمراہ گئے
اور ترمذی اور حاکم نے روایت کی ہے کہ اس عرصہ مین سات آدمی روم کے رہنے والے
حضرت کو ڈھونڈھتے ہوئے آئے تھے بحیرا نے اُنسے کہا تم کیون آئے اُنھون نے کہا کہ
پیغمبر آخر الزمان ان دنون باہر نکلنے والا ہے اسکی تلاش مین پھرتے ہین کہ اگر پاجائے تو قتل
کرین بحیرا نے کہا کہ جو امر خدا نے مقدر کیا ہے اسکو تغیر دے سکتے ہو بولے نہین بحیرا نے کہا کہ
آپکا ایمان لاؤ اور بیعت کرو کہ وہ بیشک نبی عالی رتبہ ہے تم ہرگز اسکو ضرر نہ پہونچا سکوگے
روایت ہے کہ بحیرا نے ابو طالب سے علاحدہ ہوکے پوچھا کہ یہ لڑکا تمھارا کون ہے ابو طالب نے کہا
کہ میرا بیٹا ہے کہا غلط اسکے والدین زندہ نہ ہونگے ابو طالب نے کہا یہ میرا بھتیجا ہے کہا یہ سچ ہے
پھر حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے مخاطب ہوکے کہا تمکو لات و عزی کی قسم مجھے خبر دو کہ تمھارے
باہین دونون شانون کے اس شکل کا نشان ہے فرمایا واللہ میرے نزدیک بد تر لات و عزی سے
کوئی چیز نہین ہے اُسکی قسم مجھے نہ دے بحیرا نے کہا تمکو قسم خدا کی ہے سچ کہو فرمایا جیسا نشان

تو چاہتا ہے وہ تو بلاشک ہو بحیرا نے کہا اشہد انک رسول اللہ حقاً سر قدم مبارک کو بوسہ دیا
فائدہ اہل تحقیق کے نزدیک بحیرا بت پرست نہ تھا مگر اسنے امتحاناً لات وعزے کی قسم دلائی تھی بالجملہ
پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکہ معظمہ مین تشریف لائے اور سترہ برس کے ہوئے تو زبیر خواہ عباس
ابن عبد المطلب باسید مین جانب ملک یمن باجازت ابی طالب لے گئے آنکو بھی اکثر خوارق
عادات نظر آئے اور جب بیس برس کے ہوئے تو ظہور ملائکہ اور واقعات عجیبہ دیکھے گئے کہ
تواریخ کتب حدیث مین موجود ہین اسی سال مین حلف الفضول واقع ہوا اور صورت یہ ہوئی
کہ ایک مرد یمنی نے اپنا اسباب عاص ابن وائل کے ہاتھ بیچ کیا عاص نے قیمت نہ دی بعد اسکے
کوہ ابو قبیس پر چڑھ کے عاص کے ظلم کی شکایت مین ایک شعر پڑھا اسپر قریش جمع ہوئے اور
دارالندوہ مین اس بات پر عہد ہوا کہ ظالم کا ظلم دفع کرین زبیر بن عبد المطلب اسمین سرگشتہ ہوے
یعنی تھا ایک گروہ عبد اللہ ابن جدعان کی حویلی مین متفق ہو کے اختلاف کیا اور کہا ہذا
حلف الفضول مجلس اول مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی جلوہ فرما تھے لیکن عہد و پیمان مین
کسی کے شریک نہ تھے اور جب عمر شریف بیس برس سے متجاوز ہوئی تو حضرت نے کوہ اجیاد مین
[illegible] شتربانی شروع کی اور جو کچھ مزدوری مین ملتا مسکینون کو
عنایت کرتے اور جب پچیس برس کے ہوئے تو ابوطالب پر افلاس غالب آیا پس ایک دن اپنا
حال کہکر ملتمس ہوئے کہ قریش کا قافلہ بقصد تجارت جانب شام روانہ ہوتا ہے اور سنا گیا ہے کہ
خدیجہ بنت خویلد کو ایک شخص امین کی احتیاج ہے اگر اسکا مال آپ لیجائین تو ہمکو شاید نفع ہو
دفعۃً خدیجہ نے یہ حال سنا اور نہایت آرزو سے کہلا بھیجا کہ اگر حضرت راضی ہون تو مین دوچند
اجرت دینے پر حاضر ہون ابوطالب نے قبول کیا اور خدیجہ نے بے تامل اجرت بھیجدی سو حضرت صلعم
ہمراہی میسرہ غلام خدیجہ جانب شام روانہ ہوئے جب شہر بصری مین پہونچے تو ایک درخت خشک کے نیچے
اترے وہان نسطورا راہب نصرانی رہتا تھا اسنے دیکھکر کہا کہ اس درخت کے نیچے سوا پیغمبر کے
کوئی نہین اترتا لہذا حضرت کے پاس حاضر ہو کے اسم شریف دریافت کیے کہنے لگا کہ تم خاتم النبیین ہو
اور میسرہ سے خوارق عادات سنکر کہا کہ مین اس پیغمبر کے انتظار مین تھا الحمد للہ کہ زیارت نصیب ہوئی
اے میسرہ تجھے وصیت کرتا ہون کہ ایسے برگزیدہ کو تنہا اور شام مین نہ لیجانا کہ یہود انکے دشمن ہین
کیونکہ پیغمبر آخر الزمان ہین میسرہ نے کہا کہ مین نے شدت حرارت مین ابر و فرشتے سایہ کرتے ہوے
دیکھے ہین اور زیر قدم سے پانی جاری ہوتا ہے اور ایک آدمی کے لائق کھانا ستر آدمی کو انکی برکت سے

کہاتے ہین اُنسے کہا سب بہت ہی چنانچہ میسرہ نے اسباب تجارت وہین فروخت کرایا سب چند نفع پایا
اور مصنف اس معاملے کو یون بیان کرتے ہین کہ جب حضرت صلعم کی عمر چوبیس برس نو مہینے چھ روز کی ہوئی
اور امانت و دیانت آپ کی عالم مین شائع ہوئی اور قوم قریش آپ کو محمد امین کہنے لگے تو خدیجہ کبریٰ کو
خواہش ہوئی کہ حضرت کو اپنا اسباب تجارت دیکر بھیجین اس بات کا پیغام بھیجا حضرت صلعم نے
بمشورہ ابوطالب قبول کیا کہ خدیجہ نے میسرہ غلام اور خزیمہ اپنے رشتہ دار کو ہمراہ کر کے جناب
رسالتمآب صلعم کو بجانب شام روانہ کیا یہ معاملہ دو مہینے چوبیس دن قبل نکاح سے ہوا تھا بالجملہ
جب حضرت صلعم نے بصری مین اسباب فروخت کیا اور مراجعت فرمائی اور قریب حرم مکہ تشریف فرما ہوے
تو اُسوقت گرمی کی شدت تھی اور ایک اونٹ پر حضرت خاتم المرسلین سوار تھے دوسرے پر خزیمہ و میسرہ
اور خدیجہ الکبریٰ مع چند عورات قریش بالاے بام بیٹھی ہوئین راہ کے مسافرون کو غور سے دیکھتی تھین
دفعۃً حضرت محبوب رب العالمین اونٹ پر سوار نظر آئے تو خدیجہ نے دیکھا کہ دو مرغ درحقیقت وہ
دونون فرشتے تھے اپنے پرون سے سرمبارک پر سایہ کیے ہوے چلے آتے تھے اور میسرہ و خزیمہ دونون ساتھ
تھے خدیجہ متحیر ہوئین اور متعجب ہوئین تب یہان تک کہ میسرہ و خزیمہ خدیجہ کے پاس پہنچے اور خدیجہ نے
خیر و عافیت انکی پوچھکر حضرت کا احوال پوچھا اور سایہ کی حقیقت کا سوال کیا ان دونون نے
[illegible] کا کلام بیان کرکے جو کچھ خوارق عادات دیکھے تھے بیان کیے بحر المعانی مین [illegible] ہے کہ
جب حضرت صلعم و میسرہ جانب شام سے اسباب لیکر آئے خدیجہ نے اُسکو فروخت کیا اور دونا فائدہ اٹھایا
اُجرت بھی حضرت کو دونی دی اور اجرت چار اونٹ جوان تھی بالجملہ جب خدیجہ نے حضرت کا حال سنا
اسی وقت خدیجہ عاشق ہوئین اور انکے دل نے چاہا کہ حضرت کے نکاح مین آوین اگرچہ سیکڑون
ہزارون شریفون اور بڑے بڑے امیرون نے انکے ساتھ خواہش ازدواج کی تھی اس سبب سے
کہ خدیجہ شرافت و نجابت مین نہایت ممتاز اور دولت عزت سے قریشیون سرفراز تھین مگر خدیجہ نے
سب کو جواب صاف دیا تھا بلکہ فرمایا تھا کہ مجھکو خواہش نکاح نہین ہی لیکن خداوند تعالی نے انکو
حضرت کی محبت مین ایسا مشغوف کر دیا کہ بلا تامل مسماۃ نفیسہ بنت منیہ کو بلاکر کہا تو حضرت کے
حضور مین حاضر ہوکے دریافت کر کہ آپ کا میلان جانب نکاح ہی یا نہین سو وہ عورت حضرت کے
پاس آئی اور کہنے مافی الضمیر اپنا ظاہر کیا حضرت نے فرمایا نکاح کا ساز و سامان ہمارے پاس نہین ہی
وہ بولی اگر کوئی عورت اپنے قوم کی شریف و مالدار ایسی ہو کہ سامان نکاح کے بھی کفالت کرے تب تو کچھ
عذر نہین ہی حضرت نے فرمایا ایسی عورت کہان ہی کہنے کہا خدیجہ بنت خویلد آپ کی تمنا رکھتی ہی اور

اور چاہتی ہے کہ نکاح کروں اور آپنے مجکو استفسار کیلئے بھیجا ہے حضرت نے فرمایا مضائقہ نہیں چنانچہ
نفیسہ خدیجہ کے پاس یہ مژدہ لیگئی خدیجہ ممنون ہوئیں اور بعضے کہتے ہیں میسرہ غلام خدیجہ نے اس
مہم کو سرانجام کیا ہے ہر دو تقدیر جب خدیجہ نے جانا کہ حضرت کو نکاح سے انکار نہیں ہے تو عمرو ابن اسد
اپنے چچا کو کیونکہ باپ مر چکا تھا خویلد کے وارث تھا طلب کیا اور حال گذشتہ سے اطلاع بخشی اور بعض کے
نزدیک ورقہ ابن نوفل چچازاد بھائی اپنے کو بھی بلایا تھا الغرض دونوں راضی ہوئے اور ہمارے
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اعمام سے احوال کہا وہ بھی راضی ہوئے چنانچہ حمزہ وعباس و ابوطالب
وغیرہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ہوکر خدیجۃ الکبری کے گھر گئے پھر روساء قریش کے سامنے
ابوطالب نے یہ خطبہ پڑھا الحمد للہ الذی جعلنا من ذریۃ ابراہیم وزرع اسمعیل وضئضئ معد وعنصر مضر
وجعلنا حضنۃ بیتہ وسواس حرمہ وجعل لنا بیتا محجوجا وحرما آمنا وجعلنا الحکام علی الناس ثم ان
ابن اخی ہذا محمد بن عبد اللہ لا یوزن بہ رجل الا رجح وان کان فی المال قل فان المال ظل زائل
وامر حائل ومحمد من قد عرفتم قرابتہ وقد خطب خدیجۃ بنت خویلد وبذل لہا من الصداق ما آجلہ
وعاجلہ من مالی وہو واللہ بعد ہذا لہ نبأ عظیم وخطر جلیل حاصل یہ ہے کہ حمد وسپاس اس خدا کو ہے
جسنے ہمکو اولاد ابراہیم و اولاد اسمعیل سے گردانا اور منبت نشو ونما ہمارا اصل مضر ومعد بنایا اور اپنے
گھر وحرم کا نگہبان کیا اور ہمکو دیار عرب وارباب فضل وادب کا مقتدا وپیشوا کیا اور بعد حمد میرا بھتیجا
محمد ابن عبد اللہ وہ شخص ہے کہ اسکے ہموزن کوئی مخلوق خدا نہیں ہوسکتا بلکہ اگر موازنہ کیا جاوے
تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم راجح نکلیں اگرچہ کیسہ مال اسکا مشہور بقلت ہے لیکن مال کا اعتبار نہیں یہ تو
سایہ ہے معرض زوال میں اور محمد وہ ہے جسکی قرابت تمکو معلوم ہے حالانکہ اسنے خواہش کی ہے خدیجہ بنت
خویلد کی اور اسکو نکاح میں لاتا ہے بعوض مہر جسکا موجل ومعجل میرے مال سے متعلق ہے اور قسم خدا کی ہے
محمد کو بعد اس معاملے کے مرتبہ عظیم ہوگا بعد اسکے ورقہ ابن نوفل نے یہ خطبہ پڑھا الحمد للہ الذی جعلنا
کما ذکرت وفضلنا علی ما عددت فنحن سادۃ العرب وقادتہم وانتم اہل ذلک کلہ لا ینکر العرب العشیرۃ فضلکم
ولا یرد احد من الناس فخرکم وشرفکم وانا فی ہذا الامر راغبون حاصل یہ کہ حمد وسپاس اس خدا کو ہے جسنے
ہمکو ان فضائل میں گردانا جو تمنے بیان کیے پس ہم سردار عرب ہیں اور تم ان کمالات کے اہل ہو کوئی
آدمی اور کوئی فرد افراد وقبائل وعشائر عرب سے تمہارے فضل کا منکر نہیں ہے اور نہ کوئی متنفس تمہاری
شرافت کو رد کرتا ہے اور حقیقۃ مجکو قبول اس خطبہ میں رغبت ہے اسکے بعد ابوطالب نے کہا اے ورقہ
میں چاہتا ہوں کہ عمرو بن اسد بھی تیرا شریک ہو سو عمرو ابن اسد نے کہا اے گروہ قریش تم گواہ ہو

کہ مین نے خدیجہ بنت خویلد کو محمد بن عبد اللہ کے نکاح مین دیا بالجملہ نکاح ایجاب و قبول طرفین سے منعقد ہوا اور ابوطالب نے قاعدہ عقد صحیح ابوطالب نے کئی اونٹ نحر کرکے اشراف قوم کو کھانا کھلایا اور باندیان ام المومنین خدیجہ کی اور لڑکیون نے دف بجا کے رقص کیا اور دوپہر کے وقت اسی دن نکاح واقع ہوا فائدہ مہر حضرت خدیجہ کا ایک روایت مین چار سو مثقال طلا تھا اور روایتے پانسو درہم اور روایتے بیس اونٹ تھے فائدہ یہ جو کھانا ابوطالب نے کھلایا طعام ولیمہ تھا ولیمہ مشتق ہی ولم سے اور الولم کے معنی اجتماع چونکہ وقت اجتماع زوجین کے کھلایا جاتا ہو اسلئے اسکو ولیمہ کہتے ہین یا ولیمہ وہ طعام ہی جو نکاح مین کھلایا جاتا ہے اکثر علما اسپر ہین کہ ولیمہ سنت ہو اور بعض ان مین سے اسکو مستحب کہتے ہین اور بعضون نے کہا واجب ہو اور وقت ولیمہ کا بعض کے نزدیک بعد دخول ہو اور بعض کہتے کہ وقت عقد ہو اور بعض قائل ہین دونون کے یعنی وقت عقد بھی کرنا چاہیے اور بعد دخول بھی اور اختلاف کیا ہی علما نے تکرار ولیمہ مین یا دو دن سے ایک جماعت علما نے مکروہ کہا ہی اور مالکیہ نے مستحب جانا ہے [illegible] اور مختار یہ ہے کہ ولیمہ [illegible] خانہ کے ہو اور مجمع البحار مین لکھا ہو کہ ضیافت آٹھ قسم ہو ولیمہ واسطے نکاح کے خرس بضم اول واسطے پیدا ہونے لڑکے کے اعذار ختنہ کے لیے وکیرہ واسطے تعمیر مکان کے واسطے نقیعہ سفر کے [illegible] خواہ مسافر تیار کرائے یا اسکے لیے کوئی اور تیار کرے وضیمہ بالضاد المعجمہ مصیبت کے لیے [illegible] العقیقہ [illegible] والمادبہ وہ کھانا ہو جو تیار کیا جائے واسطے ضیافت کے بے سبب و [illegible] مستحب ہین مگر ولیمہ کہ بعضون کے نزدیک [illegible] ہو اور صحیح یہ ہو کہ ولیمہ سنت ہی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم و اصحاب آپ کے کیا کرتے تھے اور [illegible] علماء کے نزدیک ولیمہ مین جانا واجب ہو جو نہ جائے وہ گنہگار اور بعضون کے نزدیک مستحب ہی کھانا [illegible] اگر کچھ عذر نہ ہو تو کھائے فائدہ پوشیدہ نہ رہے کہ خدیجہ اولا نامزد ورقہ ابن نوفل ابن اسد کے تھین [illegible] نکاح نہین ہوئی یہان تک کہ عتیق ابن عائذ مخزومی نے خواستگاری کی اس سے اول نکاح ہوا اور ایک بیٹا اور ایک بیٹی پیدا ہوئے بعد عتیق مرگیا تو [illegible] تمیمی سے نکاح ہوا اس سے بھی ایک بیٹا ہوا اور ایک بیٹی اور ایک [illegible] ہند و ہالہ و زینب پیدا ہوئے [illegible] مرا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح ہوا انسے قاسم و عبد اللہ [illegible] بیٹے و زینب و رقیہ و ام کلثوم و فاطمہ چار بیٹیان پیدا ہوئین [illegible] صاحبزادے [illegible] [illegible] بعد [illegible] رقیہ و ام کلثوم [illegible] حضرت کی وفات پائی فاطمہ علیہا السلام [illegible] بعد اور تمام اولاد حضرت کی خدیجہ سے تھی مگر ابراہیم ماریہ قبطیہ سے اور نسبہ خدیجہ حضرت سے نکاح مین آئین تو عمر انکی چالیس [illegible] اور حضرت صلعم کی پچیس کی

مگر شیخ عبد الحق محدث رحمۃ اللہ علیہ نے عمر خدیجہ چالیس برس کی وقت نکاح لکھی ہو وہو الصحیح اور باقی
حال انکا احوال ازواج مطہرات میں لکھا جائیگا ایک فضیلت اس مقام پر قابل بیان ہو کہ بعد نکاح
حضرت جبرئیل نے آکر حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ اللہ صاحب خدیجہ کو سلام کہتے ہیں حضرت نے
فرمایا اے خدیجہ یہ جبرئیل امین ہیں تیرے رب کا سلام تجکو کہتے ہیں خدیجہ نے کہا ان اللہ ہو السلام و
منہ السلام وعلی جبرئیل السلام وعلیک یا رسول السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ من سمع السلام الا الشیطان اور
جب عمر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پینتیس ۳۵ برس کی ہوئی تو قریش نے بنائے کعبہ کو بقولے تعمیر کعبہ
شروع کی اور چاہا کہ مسقف کریں کیونکہ قبل خرابی چار دیواری تھی اور طول یعنی بلندی بمقدار قد آدم
اسی عرصہ میں اتفاقیہ ایک کشتی کہ روم سے براہ دریا جاتی تھی تباہ ہوئی اہل کشتی میں ایک آدمی باقوم
نام کاریگر معماری میں استاد پختہ کار تھا وہ مع اپنی قوم کے جدہ میں مقیم ہوا قریش نے یہ خبر سنکر ولید
ابن مغیرہ نے جدہ میں جاکر کشتی کی لکڑی خرید کی اور باقوم معمار کو حرم میں لایا اور تعمیر کعبہ شروع کر دیا
اور فہمائش کی کہ مطابق بنائے ابراہیم علیہ السلام بنا نادیں بشرطیکہ اجزاے دیوار میں کسی طرح کا خلط نہو
باقوم نے کہا یہ بات حیز امکان سے خارج ہے دو باتیں اختیار کرو یا تو اجازت دو کہ پتھر و مٹی ملاکے بنایا جائے
یا مقدار بیت سے کچھ کم کیا جائے سو قریش نے شق ثانی اختیار کی اور موضع حجر کو بیت سے قطع کیا اسی موضع کو
اب حجر اور کبھی حطیم بولتے ہیں بعد اسکے چاروں کن قبائل قریش میں تقسیم ہوے اور تعمیر شروع ہوئی اور سب مل کر
پتھر لانے لگے حضرت صلعم بھی پتھر لانے میں شریک ہوے یہاں تک کہ دیواریں تیار ہوئیں اور آستانہ حرم
بلند کیا گیا کہ سیل آب سے بیت اللہ محفوظ رہے اور بلا اذن بواب کوئی جا نسکے جب حجر الاسود رکھنے کی
نوبت آئی تو بطون قریش یعنی بنو ہاشم و بنو امیہ و بنو مخزوم و بنو زہرہ وغیرہم میں مخالفت پیدا ہوئی بلکہ نوبت بجدال
اتفاق کیا اسپر کہ جب تک ہم سب لوگ قتل نہونگے ہرگز دوسرے قبیلہ کو وضع حجر میں دخل نہ دینگے چنانچہ اسی
سبب سے لقب اس عہد کا عقد الدم قرار پایا جب یہ فساد ظاہر ہوا تو ولید ابن المغیرہ نے سب لوگوں کو منع کرکے
یہ قرار دیا کہ جو کوئی شخص باب بنی شیبہ سے اول آئے وہی اس قضیہ میں حکم ہو اسی کے حکم پر عمل کرو چنانچہ
حضرت خاتم المرسلین محبوب رب العالمین اول باب بنی شیبہ سے تشریف لائے سب لوگ آنجناب کو دیکھ کر خوش ہوے
اور ملتمس ہوے کہ اس قضیہ میں جو کچھ آنجناب ارشاد فرماویں منظور ہے حضرت صلعم نے اپنی چادر دوش مبارک سے
لیکر زمین پر بچھائی اور بید بیضا سے حجر اسود کو اٹھا کر چادر میں رکھا اور فرمایا کہ ہر قبیلہ سے ایک ایک شخص
چاروں گوشے چادر کے پکڑ کر اٹھائے اور دیوار حجر تک لائے تاکہ سعادت و برکت سے کوئی قبیلہ محروم نہ رہے
بعد ازاں سب لوگ مجھے حجر اسود کے رکھنے میں وکیل کریں قریش نے قبول کیا اور عتبہ ابن ربیعہ و [illegible]

ابن المغیرہ وقیس ابن عدی نے چارون کونے چادر کے پکڑے اور اُٹھا کر موضع معہود تک لیگئے تب حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے دست مبارک سے حجر کو اُٹھا کر موضع حجر مین رکھدیا اور جملہ بطون قریش اسپر راضی ہوے
اسی عرصہ مین یہ ہوا کہ بیت اللہ کے اندر ایک کنوان تھا اسمین سے ایک سانپ بہت بڑا وقت طلوع آفتاب
دیوار پر بیٹھتا تھا اور سب لوگ اسکو دیکھ کر خوف کھاتے تھے سو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی برکت سے ایک دن
عقاب نے اسکو اُٹھا لیا کہ سب لوگون کا خوف جاتا رہا فائدہ بیت اللہ کی خرابی کے دو سبب مؤرخین بیان
کرتے ہین بعضے کہتے ہین کہ بیت اللہ مین ایک کنوان تھا کہ حکام ماضیہ نے چند زیور مع جواہر مرصع طلا مکلل
بجواہر اُسمین دفن کیے تھے چند اوباشون نے اُسکو کھود کر نکال لیا اس سبب سے ایک نوع کا تزلزل چار دیواری
بیت اللہ مین واقع ہوا بلکہ قریب الانہدام ہوگیا اور بعضے کہتے ہین کہ سیل آب سے بناء کعبہ مین صورت
خرابی پیدا ہوگئی تھی اور جمع بین القولین یون ہوسکتی ہے کہ اول اوباشان قریش نے گنج مخفی کھودا بعد
سیل آب آیا کہ اُنھین دونون سببون سے بیت اللہ قریب الانہدام پہونچا تھا کہ قریش نے پھر بنایا
بالجملہ اسی سال سے امارات خیر و برکت ام القریٰ مین ظاہر ہونے لگے اور لوائح نبوت روشن ہوچلے اور
اخبار راہبین و کاہنین کا ظہور شروع ہوا کہ وقت بعثت نبی قریب تر آیا پس زید ابن عمرو ابن نفیل
و ورقہ ابن نوفل و عثمان ابن الحویرث و عبید اللہ ابن جحش ملکر قوم قریش کو بت پرستی پر لعن طعن کرنے لگے
اور دین قویم ابراہیم علیہ السلام کی طلب مین مکے سے نکلے اور غیر شہرون مین متفرق ہوے چنانچہ زید ابن
عمرو سے اطراف شام مین ایک عالم توریت ملاقی ہوا اُس سے زید نے طریقہ عبادت پوچھا اُسنے کہا جس
شہر سے تو آیا ہے اُسی شہر مین خاتم المرسلین رسول رب العالمین جلد تر مبعوث ہونے والا ہے اُسی کے ہاتھ پر
دین ابراہیم از سر نو عروج پکڑیگا پھر زید ابن عمرو اُسی مقام سے کہ شاید ارض بلقا سے تھا پھر آ کر بلاد
لخم مین دشمنون کے ہاتھ سے مارا گیا اور ورقہ ابن نوفل نصرانی ہوا اور کتابین بنی اسرائیل کی پڑھکر صفات
خاتم المرسلین سے بخوبی آگاہ ہوا اور اُسنے جانا کہ یہ نبی جلد تر مکہ مین ظاہر ہوتا ہے اور اسی انتظار مین
عمر اپنی بسر کرتا اور خدیجہ کبریٰ سے پوچھا کرتا وہ حضرت کے صفات بیان کرتین تو ورقہ جب حضرت کو
دیکھتا بمطابقت معلومات چہرۂ مبارک پر بوسہ دیا کرتا اور کہتا لاریب تمھین پیغمبر آخر الزمان ہوگے چنانچہ
ابتدا ے نبوت تک یہ شخص زندہ رہا پھر مرگیا بعضے اسکے ایمان کے قائل ہین اور بعضے تردد و توقف
کرتے ہین لیکن میرے نزدیک تصدیق حضرت صلعم مین کچھ شبہہ نہین ہے اسواسطے کہ آنجناب فرماتے ہین
رایت ورقہ ابن نوفل جنۃ او جنتین پس اگر مؤمن نہ تھا تو بہشت اُسکے واسطے کیسی اور عثمان ابن
الحویرث روم مین جا کر نصرانی ہوا اور عبید اللہ ابن جحش اول اسلام لایا پھر حبش مین جا کر مرتد ہوگیا اور

حالت ارتداد مین مرا اور اسی سال مین بروایتے حضرت فاطمہ پیدا ہوئین اور جب حضرت اڑتیس برس کے
ہوئے تو آپ کو نور نظر آنے لگا اور غیب کی آوازین سننے لگے دل مین شوق گوشہ گزینی و خلوت نشینی کا
پیدا ہوا کوہ حرا پر تشریف لیجاتے اور بیت اللہ کو دیکھا کرتے اور ذکر حق مین مشغول رہتے **فائدہ**
یہ پہاڑ جسکو حرا کہتے ہین بکسر حا و بفتح را مہملتین بروزن کتاب ہی تین میل مکے سے واقع ہی اسی کو
جبل ثور بولتے ہین اسی مین ایک غار ہی چار درعہ کا لنبا اور ایک درعہ اور تہائی درعہ کا چوڑا
وہان سے کعبہ نظر آتا ہی اسلیے وہ مقام پسند پڑا تھا اور ابن حجر عسقلانی شرح صحیح بخاری مین بیان کرتے ہین
کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم ان دنون متشرع بشریعت ابراہیمی تھے وہو الصحیح اور جو لوگ قائل ہین کہ تعبد آنحضرت
کسی دین سے مطلق نہ تھا اُسکا مطلب یہ تھا کہ بحکم عقل و استحسان کاربند تھے خواہ بالہام خواہ برویاے
صالحہ وہو المختار بظاہر قولہ تعالی وکذلک اوحینا الیک روحا من امرنا ما کنت تدری ما الکتاب ولا الایمان
اور میل امام غزالی اس مسئلہ مین جانب توقف ہی اور عبادت مین اختلاف ہی بعضے بفکر قائل و بعضے بذکر
مائل وہو الصحیح لان الذکر اعلی من الفکر اور اتفاق ہی کہ آنحضرت نے کوئی بات جاہلیت کی اختیار
نہین کی بلکہ جمیع صغائر و کبائر سے معصوم تھے الغرض خلوت سے یہ نوبت پہونچی کہ شجر و حجر سے وقت ملاقات
آواز السلام علیک یا رسول اللہ آنے لگی چنانچہ حضرت فرماتے تھے کہ مین پہچانتا ہون ایک پتھر کو مکے مین
جو مجھکو قبل نبوت سلام کرتا تھا اور سفر السعادت مین ہی کہ نزول وحی سے پہلے صرف آواز آتی تھی کہ یا محمد لیکن
گوینده نظر نہ آتا تھا اور سات برس صرف نور نظر آیا کہ اسمین آنجناب مسرور رہتے تھے اور جب عمر شریف
چالیس برس کی ہوئی خواہ ایک دن زیادہ تو نور وحی کا شروع ہوا اور بقول صحیح ظہور اس نور کا تاریخ
ہشتم خواہ سوم ربیع الاول یوم دوشنبہ تھا اور سنہ اکتالیس عام الفیل صحیح بخاری مین حضرت عائشہ
رضی اللہ عنہا سے روایت ہی کہ اول علامات وحی مین رؤیاے صالحہ ہوئے کہ جو کچھ رات کو حضرت خواب مین دیکھتے
صبح کو بعینہ ظاہر ہوتا بعد اسکے خلوت پسند آئی تو غار ثور مین چند روز کا کھانا لیکے تشریف لیجاتے اور
تسبیح و تہلیل و حمد و ثنا مین مشغول رہتے جب کھانا صرف ہو جاتا تو حضرت خدیجہ کے پاس آتے اور دو ایک دن
قیام کرکے پھر وہین تشریف لیجاتے تھے مدت اقامت غار ایک مہینے سے کم ہوتی تھی مگر بسبیل ندرت الغرض
اس عرصہ مین ایک دن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم اپنا جسم مبارک دھونے کو غار سے نکلے دفعتہ حضرت جبرئیل امین نے
ہوا مین آواز دی اے محمد حضرت نے دیکھا تو کوئی نظر نہ آیا پھر دوسری مرتبہ آواز دی حضرت صلعم متحیر دائین
بائین دیکھنے لگے تو ایک شخص نورانی شکل آفتاب روشن تاج نورانی بر سر عمامہ سبز در بر تشریف لائے اور
اور ایک ٹکڑا حریر کا ہاتھ مین لیکر کہا پڑھو حضرت نے فرمایا مین پڑھا نہین ہون پھر انھون نے اپنی [illegible]

حضرت کو خوب دبایا کہ عرق آگیا اور کہا کہ پڑھو حضرت نے کہا مین پڑھا نہین ہون پھر اُس بزرگ نے
اُسی طرح کیا غرض کہ تین مرتبہ بقدر طاقت آنجناب صلعم خوب دبوچا پھر اقرأ باسم ربک الذی خلق مالم یعلم تک
پڑھایا اور ایک روایت ہو کہ اول تعوذ و بسملہ کہلا کے یہ آیتین پڑھائین کہ حضرت صلعم کو یاد ہو گئین چنانچہ
تفسیر واحدی مین ہو کہ اول تعلیم جبرئیل یہ ہوئی کہ یا محمد استعذ باللہ ثم قل بسم اللہ اور ایک روایت ہو کہ بتعلیم
آیات مذکورہ حضرت جبرئیل نے اپنا پیر زمین پر مارا کہ ایک چشمہ نکل آیا پھر استنجا کرکے مضمضہ و استنشاق کیا
اور منھہ دھویا پھر ہاتھ پیر تین تین مرتبہ دھوکے ایک مرتبہ سر کا مسح کیا یعنی حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو
اسطرح وضو کرنا سکھلایا کیونکہ ایسے افعال مین تعلیم فعلی زیادہ تر مفید ہوتی ہو بعد اسکے حضرت جبرئیل نے
ایک چلو پانی لیکے روے مبارک پر چھینٹا دیا اور خود آگے بڑھکر دو رکعت نماز پڑھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
اقتدا کی جب نماز سے فارغ ہوے تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا وضو کرنا اور نماز کا پڑھنا اسطرح سے
ہوتا ہو اور صحیح یہ ہو کہ یہ روایت بعد نزول سورہ فاتحہ صحیح ہو بالجملہ حضرت جبرئیل بعد تعلیم آیات خود جانب
آسمان چلے گئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی دولت خانے کو روانہ ہوے راہ مین ہر درخت اور پتھر سے آواز
آتی تھی السلام علیک یا رسول اللہ اور حضرت کا دل کانپتا تھا اُسی حالت مین داخل دولت سرا ہوے
اور حضرت خدیجہ کبریٰ سے فرمایا زملونی زملونی یعنی مجھے چھپاؤ مجھے چھپاؤ حضرت خدیجہ نے بالاپوش اوڑھایا
اور ٹھنڈا پانی چھڑکا جب افاقہ ہوا تو آپ نے فرمایا مجھے اپنی جان کا خوف ہو حضرت خدیجہ نے کہا خدا لے تعالے
تمکو ضائع نہ کریگا اور آپ کے صفات حمیدہ بیان کرکے کہا کہ تم غریبون کی مدد کرتے ہو اور محتاجون سے
سلوک اور ایسے کامون مین جنسے حق کی تائید ہو اعانت کرتے ہو پھر تم مستحق رحمت الٰہی ہو نہ غضب الٰہی
پھر آپ کو پاس ورقہ ابن نوفل ابن عبد العزیٰ کہ برادر عم زاد انکے تھے لیگئین وہ کتب سابقہ پڑھے تھے
اُنسے حال بیان کیا ورقہ نے حضرت سے کہا اے بیٹے میرے بھائی کے تُنے کیا دیکھا آپ نے تمام کیفیت بیان کی
ورقہ نے کہا یہ ناموس اکبر تھا جسکو عربی مین جبرئیل کہتے ہین یہی فرشتہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس
آیا تھا تم اس امت کے پیغمبر ہو کاش مین جوان ہوتا اُن دنون مین جب کفار تمھین نکالینگے آپنے پوچھا
کہ یہ لوگ مجھے نکالینگے ورقہ نے کہا ہان ایسے ہی لوگون کے کافر دشمن ہوتے ہین اور تم وہ پیغمبر ہو جنکی خبر
حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دی ہو آپ اصلا خوف نہ فرمائین بلکہ خوش ہون پھر انھین دنون مین ورقہ نے
انتقال کیا فائدہ حضرت خدیجہ نے ایک دن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ورقہ کا حال پوچھا کیا فرماتے
ہین وہ ورقہ کہ حق یہ ہو کہ اسنے آپ کی تصدیق کی تھی مگر زمانہ ظہور نبوت اور اتباع احکام اُسکو نصیب نہوا
فرمایا اُسکو مین نے سفید کپڑے پہنے دیکھا ہو اگر حیات اسکی ہوتی اور مسلمانون مین محسوب ہوتا

تو سفید کپڑے پہنے نظر نہ آتا اس حدیث سے ظاہر ہوا کہ اگر کوئی شخص کسی مرد مسلمان کو سفید کپڑے پہنے خواب میں دیکھے تو یہ دلیل ہے
اسکے نجات کی اللھم نجنا من النار والبسنا لباس الاخیار بحرمۃ سید الابرار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فائدہ جسطرح ورقہ ابن نوفل زمانہ نبوت سے
پیشتر ایمان لائے تھے اسی طرح حبیب نجار وغیرہ ایمان لائے تھے چنانچہ سعد ابن کرب الحمیری کہ دو برس قبل از بعثت ایمان لایا ہے
اُسی نے اول کعبہ کو لباس پہنایا ہے اور قیس ابن ساعدہ ایادی حکیم العرب جسکی عمر سات سو برس کی ہوئی اور زید ابن نفیل ابن عم
حضرت عمر ابن خطاب اور امیہ ابن الصلت شاعر و بحیرا راہب نسطورا وغیرہم قبل ظہور نور نبوت ایمان لا چکے تھے فائدہ نبوت
اور رسالت محض عنایت موہبت الٰہی ہے اسمین کسب کو اصلا دخل نہین کوئی یہ نہ سمجھے کہ ریاضت و مجاہدے کا نتیجہ ہے فائدہ اس
معاملہ مین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا کمال فراست واضح ہوا اور ظاہر ہوا کہ حقائق امور کی معرفت تامہ انکو حاصل تھی اور اگرچہ
حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو اپنی نبوت اور حضرت جبرئیل علیہ السلام کے ہونے مین شک و شبہ نہ تھا مگر حضرت خدیجہ نے اپنی
رائے کے موافق ورقہ ابن نوفل کے پاس کالیجانا مناسب جانا تاکہ آنجناب کو عین الیقین حاصل ہو جو حقیقت حال مفصل
گزارش کرتین تو بیان نہو سکتا کیونکہ حالات کتب سابقہ انکو معلوم نہ تھے فائدہ ورقہ ابن نوفل نے جو حضرت کو برادرزادہ کہا
سو یہ از روئے عرف و محاورے عرب کے تھا اور عبد اللہ کے ہم عمر بھی تھے فائدہ اس قصہ مین کئی نکتے ہین اول یہ کہ
بنی آدم کی تربیت و تعلیم مین طریق تدریج جاری ہے خصوص ایسے بار عظیم کے اٹھانے مین تدریج واجبات سے ہے کیونکہ اگر اول
دفعہ مین حضرت پر وحی قرآن نازل فرماتے تو اسکا تحمل دشوار تھا لہذا اول خواب مین علوم جزئیہ کی تعلیم شروع فرمائی
تاکہ آہستہ آہستہ علوم عالم غیب سے خوگر ہون پھر بحالت بیداری و ہوشیاری خلوت کی محبت دل مین ڈالی کہ زن و فرزند کے
علائق سے علٰحدہ ہوئے اور عالم غیب سے توجہ کلی بہم پہونچا اور ایک مکان مخلے بالطبع بتلایا کہ وہان جنس بشر سے کوئی نہو تاکہ
بر وقت نزول وحی کسی کو گمان تلقین و تلمذ دل مین نہ گذرے پھر وقت انزال وحی ایک صدمہ سخت قلب پر ڈالا کہ توہم تلبیس و تصنع
پیدا نہو اور اس سے پہلے حضرت جبرئیل کو یہ ارشاد ہو لیکہ تم حضرت پر نمودہ ہوا کرو اور تسلی دیا کرو تاکہ مقتضائے بشریت بار نبوت سے
گھبرا نہ جائین دوسرا یہ کہ تاثیر روح حضرت جبرئیل ہلانے جھلانے سے روح حضرت صلے اللہ علیہ وسلم مین ایسی کامل ہوئی کہ آنجناب کو
طاقت قرأت حاصل ہو گئی اسی کو طریق توجہ کہتے ہین اور یہ چار طرح پر اصحاب طریقت مین جاری ہے اول تاثیر انعکاسی مثلاً ایک شخص
عطر لگا کے مجلس مین آئے اور اسکی خوشبو سے اہل مجلس مستفید ہون سو یہ استفادہ اُسی وقت تک رہتا ہے جب تک وہ شخص مجلس مین ہے لہذا
یہ قسم ضعف اقسام تاثیر مین ہے دوسری تاثیر القائی مثلاً کوئی شخص تیل و بتی ایک سکورے مین رکھ کے لائے دوسرا شخص کہ آگ
لیے بیٹھا ہے اسکو روشن کردے کہ چراغ تیار ہو جائے سو یہ تاثیر فی الجملہ قوی ہے کہ بعد صحبت بھی اسکا اثر باقی رہتا ہے لیکن ہوا کے تند
وغیرہ سے زائل ہو جاتا ہے اور ایسی صورت مین نفس کو تہذیب کامل حاصل نہین ہوتی جسطرح بلا روغن و فتیلہ شعلہ آتش اصلاح نہین کر سکتا
تیسری تاثیر اصلاحی مثلاً کسی دریا یا چاہ سے پانی لیکے کسی خزانے مین جمع کرین اور فوارہ حوض تک رستہ نجوبی صاف کرین اور پانی کو
اسی راہ سے جاری کرین کہ فوارہ جوش و خروش سے چھوٹنے لگے تو اثر اسکا بہ نسبت تاثیرات بالا کے قوی تر ہے اور اصلاح نفس و تہذیب

[illegible] ہو جاتی ہے لیکن بقدر [illegible] مسافت [illegible] ہر ایک حاجت مند دریا ہی چاہتا ہے اگر خزانے پر کوئی آفت آجانے تو نقصان میں کمی نہ
ہو [illegible] تاثیر افادہ کی کہ مرشد کامل اپنی روح پہ کمال کو مسترشد کی روح سے ایسا ملا دے کہ مرشد کی روح کا کمال مسترشد کی روح میں
[illegible] ہو جاتی ہے [illegible] انواع تاثیر [illegible] اور ایک دوسرے میں فنا ہو جاتی ہیں اور بار حاجت استفادہ کی
[illegible] بہت سی [illegible] تاثیر اور الوقوع ہے اور اولیا امت مصطفویہ سے بھی واقع ہوئی ہے بالجملہ تاثیر حضرت جبرئیل علیہ السلام
[illegible] صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] جبرئیل نے اپنی روح الطیف کو ساتھ بدن حضرت کے جسم الطیف میں داخل کر
[illegible] بشریت [illegible] کردیا اور ایک حالت [illegible] ملکیت کی پیدا ہوئی کہ بیان میں نہیں آسکتی تاثیر ایسی کہ ورقہ ابن نوفل نے
حضرت کی [illegible] نزول وحی [illegible] جبرئیل کو پہچان لیا اور خود حضرت و امانت پہ [illegible] اگر خدا نے آپ کو جلد اس
[illegible] کسی کو گمان [illegible] شرائع سابقہ سے [illegible] کیا ہو اور یہ بھی منظور ہے اگر کسی اہل کتاب کی بات سے
[illegible] انتقال [illegible] اور انبیا کا کلام بلسان جبرئیل سے ارشاد کیا کہ اس سے [illegible] کا جاتا رہے
یعنی فرمایا اقرا باسم ربک الذی خلق خلق الانسان من علق اقرا وربک الاکرم الذی علم بالقلم علم الانسان ما لم یعلم یعنی پڑھ اپنے رب کا نام
[illegible] اور اسی کی [illegible] سوائے آدمی کلام قدیم کو اپنے نفس کے زور سے پڑھ نہیں سکتا اور اس بات کی [illegible]
[illegible] اور [illegible] خیال کرو اسی پروردگار نے پیدا کیا ہے [illegible] کو [illegible] اسما کے ہم وہی کا نام [illegible]
[illegible] اور اس خیال میں [illegible] زبان پر جاری کرینگا کیونکہ خالق اشیا اسی [illegible]
[illegible] کلام قدیم [illegible] عزت میں ہے اور آدمی [illegible] ذلت میں تو ایک چیز کو تمام
[illegible] پیدا کیا اور کسی [illegible] کا اسرار کا حامل ہوا [illegible]
[illegible] ایسا رابطہ دیا ہے کہ لطافت روح اپنے مقام پر ہے اور کثافت جسم اپنے مقام پر
[illegible] عند الشرع والعقل [illegible] دلیل ہے پھر کیا تعجب ہے کہ اپنے کلام قدیم کو [illegible]
[illegible] لطافت [illegible] قائم کیں اور چونکہ جناب سالک [illegible]
[illegible] فرمائی کہ [illegible] پروردگار بڑا کریم ہے کہ اسکو اسی کا نام کردیا اور
[illegible] ہے کہ اسباب تحصیل اپنی پاس نہیں رکھتا اور یہ مانع تمام افراد انسانیہ
[illegible] اپنے کرم سے ان علوم کو بعض مخلوقات کے ذریعے سے پہونچا دیتا ہے چنانچہ
[illegible] عقل سے دریافت نہ کر سکتے تھے سو کتب سے معلوم کر لیتے ہیں جیسے احوال قرون گذشتہ کیفیات سنین ماضیہ
[illegible] انبیا و اولیا [illegible] فائدہ یہ ہے کہ اول حضرت علم کو ارشاد ہوا کہ اپنے ثواب نفس کے واسطے قرآن پڑھو
[illegible] ضرور ہے جیسے امت کو قرأت واسطے ثواب کے ضرور ہے اگر نبی تبلیغ نہ فرماوے تو
[illegible] منظور ہوا کہ آنحضرت اپنی امت کو بقدر استعداد انکے کار خانہ الوہیت سے مطلع فرماویں

اور یہ بواسطے قلم تعلیم کرین جسطرح عادت سلاطین جاری ہی کہ اپنی رعایا کو اور نوکروں کو نام الفصیح سے بواسطے قلم اطلاع
دیتے ہین اور بالمواجہہ کمتر کہتے ہین مثلاً محل کے لوگون کے نام دفتر نظارت سے دریافت ہوتے ہین اور تعداد انکے تنخواہ قلم
خوبیات سے اور شمار ملازمین بموجب مقرری قلم دفتر بخشی گری سے اور حالات مستحقین اور وجوہ خیرات دفتر صدارت سے اور عرض
وطول بلاد وشہور وقریات قلم دفتر تقسیم سے وشمار جاگیر وخالصہ قلم دفتر وزارت سے وتعداد قیدیان ومحبوسان قلم دفتر اطلاق
وتعداد خزانہ قلم دفتر میر سامانی سے دریافت ہوتے ہین فائدہ یہ خیال نہ کرنا چاہیے کہ باوصف امی ہونے کے آنحضرت کو
پڑھنے کا حکم ہوا تو یہ تکلیف مالایطاق ہی کسواسطے کہ یہ حکم تکلیفی نہین ہی بلکہ حکم تلقینی ہی جسطرح بچون کو مکتب مین لیجاکے
استاد لکھتا ہی کہ پڑھ حالانکہ وہ قدرت نہین جانتا تو یہ مطلب استاد کا ہوتا ہی کہ مین پڑھون تو اسکو سُن کے آمادہ پڑھنے پر ہو
نہ یہ کہ خواہ مخواہ پڑھ اور لفظ اقرا اور اسی طرح پانچون سورتون کے قل داخل قرآن ہین کیونکہ ایسے آنحضرت کو مخاطب
فرماتے ہین جسطرح اور اوامر ونواہی سے سو یہ لفظین بطور سرنامہ فرمان وخطوط ہین جیسے بادشاہ ختم بدانند بشنو یا مثل
ہذا ما حققہ استاذ الاستاذ فی تفسیرہ القصہ اسی عرصہ مین ایک دن حضرت جبرئیل بھرا ہین آسمان وزمین ایک کرسی پر معلق
بیٹھے ہوے دیکھ پڑے تو آنجناب گھبرائے اور فرمایا زملونی زملونی جسطرح قصہ غار مین واقع ہوا اور وحی ہوئی یا ایہا المدثر قم
فانذر یعنی اسے لحاف مین لپٹے کھڑا ہو پھر ڈرسنا بعضے کہتے ہین کہ نبوت آنجناب رسالت پر مقدم تھی کیونکہ اہل حدیث کے
نزدیک رسالت کے واسطے تبلیغ وانذار ضرور ہی سو تکمیل نفس وتعلیم وتلقین کے لیے سورہ اقرا نازل ہوا اور تبلیغ
وانذار کے واسطے سورہ مدثر اول نبوت ہی دوسرے رسالت فائدہ حضرت جبرئیل علیہ السلام کا مرتبہ اللہ کے نزدیک
بہت بڑا ہی کہ روح القدس وروح الامین انکا خطاب ہی سب پیغمبرون کے پاس وحی لائے اور اللہ کے وکیل رہے
انھین کا کام ہی شرائع کا پہچانا عابدون کی امداد کرنا کافرون کو ہلاک کرنا فتح وشکست ظاہر کرنا انکا احسان آدمی پر
زیادہ ہی مگر یہ فضیلت مطلقہ نہین بلکہ بالخصوص بلاحظہ کار ہائے نافع نوع انسانی کیونکہ حضرت اسرافیل اطلاع
کانونات لوح محفوظ مین وقرب ومنزلت مین پیش قدم بلکہ حضرت جبرئیل ومیکائیل وعزرائیل پر حاکم وفرمان دا امین
فائدہ پوشیدہ نہ رہے کہ نزول وحی حضرت صلعم پر کئی طرح سے ہوتا تھا ایک یہ کہ حضرت صلعم جو رویا دیکھتے تھے
نامہ مین یہ بابت ابتدا مین تھی یعنی جو خواب دیکھتے اُسکا ظہور فی الفور ہوگیا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے
روایت ہی اول ما بدی بہ رسول اللہ صلعم من الوحی الرؤیا الصالحۃ فی النوم فکان لایری رویا الاجاءت
مثل فلق الصبح دوسرے یہ کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام قلب آنجناب پر حکم آلہی القا کرتے اور خود ظاہر نہوتے
اور نہ آنجناب کوئی آواز سُنتے کما قال اللہ نزل بہ الروح الامین علے قلبک اور اسی کو نفث کہتے ہین تیسرے
حضرت جبرئیل بصورت مرد متمثل ہوکر آتے اور حکم خدا پڑھ کر سناتے اور بیشتر واکثر بصورت دحیہ کلبی تشریف
لاتے تھے چنانکہ بعض اصحاب نے گاہ گاہ انکو دیکھا ہی بعض اہل تحقیق فرماتے ہین کہ رویت جبرئیل حالت

انزال وحی مین موجب فقدان وزوال بصارت ہی چنانکہ حضرت ابن عباس کو یہ معاملہ واقع ہوا کہ انہون نے
ایک بار حضرت صلعم کے پاس ایک شخص کو دیکھا جب وہ چلا گیا تو پوچھا یہ کون تھا حضرت نے فرمایا کیا تو نے دیکھا لیا
کہا ہان فرمایا جبرئیل تھے اب تیری آنکھون کی کو روشنی جاتی رہیگی تا برکت صحبت آنجناب صلعم اسکا آخر عمر مین ہوا
اور ابن عباس کہا کرتے تھے کہ اگرچہ میری بصارت ظاہری زائل ہوگئی ہو لیکن زبان و قلب مین روشنی ہو
ہذا ما حققہ استاذ الاستاذ قدس اللہ سرہ العزیز اور شیخ عبد الحق شرح مشکوۃ مین فرماتے ہین کہ فرمایا حضرت صلعم
جسنے جبرئیل کو سواے پیغمبر کے دیکھا اُسکی بینائی جاتی رہی اور بینائی تیری بھی جانے والی ہو لیکن بروز وفات
پھر ملجاویگی کہتے ہین کہ جب ابن عباس مرے اور انکو کفن مین لپیٹا تو ایک جانور سفید آیا اور کفن مین غائب
ہر چند لوگون نے تلاش کیا نہ ملا تب عکرمہ مولی ابن عباس نے کہا کیا احمق ہو یہ بینائی اُسکی تھی جسکا پیغمبر نے
وعدہ فرمایا تھا اور جب انکو لحد مین رکھا تو آواز غیب سے آئی یا ایتہا النفس المطمئنۃ ارجعی الی ربک راضیۃ مرضیۃ
اور جو کوئی شبہہ کرے کہ اور صحابہ نے بھی حضرت جبرئیل کو دیکھا تھا کبھون بصورت اعرابی اور کبھون بصورت
دحیہ کلبی جیسا جلال الدین سیوطی نے تحقیق کیا ہو کہ حضرت عائشہ اور ابی ابن کعب و عبد الرحمن ابن عوف
و عرباض ابن ساریہ وغیرہ نے بھی دیکھا ہو اور ابی داؤد نے ابو جعفر سے روایت کی ہو کہ مناجات جبرئیل کی
پیغمبر خدا کے ساتھ ابو بکر صدیق نے سنی ہو پھر انکی بصارت کیون نہ زائل ہوئی تو رفع اسکا یون ہوتا ہو کہ وہ
وقت نزول وحی نہ تھا اس سبب سے زوال بصر نہوا بعض علما فرماتے ہین کہ یہ تعلیل حضرت صلعم کی عام نہ تھی
بلکہ خاص ابن عباس کے واسطے تھی کیونکہ یہ حضرت صغیر تھے امور غیبیہ کے دیکھنے کی برداشت نہ رکھتے تھے لہذا
صدمہ پہونچا جب تک قوت معارض رہی بینائی بھی رہی اور جب سن کا انحطاط ہوا اُس صدمہ نے تاثیر کی
لیکن یہ توجیہ رکیک ہو صحیح یہ ہو کہ برکت خدمت حضرت صلعم کی معارض صدمہ ہوئی اور آخر عمر مین اسی برکت سے
جب آنکھین ابن عباس کی محسوسات ظاہری سے بند ہوگئین تو صور خیالیہ و اعیان مثالیہ سے مشغول ہوئین اور
شیخ عبد الحق محقق دہلوی شرح مین فرماتے ہین کہ اور صحابہ نے حضرت جبرئیل کو عالم ناسوت مین دیکھا تھا اور
حضرت ابن عباس نے عالم ملکوت مین اس سبب سے زوال بصارت ہوگیا اور علامہ ترمذی فرماتے ہین کہ حضرت
ابن عباس نے جبرئیل علیہ السلام کو دو مرتبہ دیکھا ایک بار بصورت دحیہ کلبی دیکھا تھا چنانچہ سیوطی نے جمع الجوامع مین
لکھا ہو کہ فرمایا ابن عباس نے ایک مرتبہ گذرا مین پیغمبر خدا پر پارچہ سفید پہنے اور حضرت صلعم دحیہ کلبی سے
راز کہہ رہے تھے اور وہ جبرئیل تھے سو جبرئیل نے حضرت سے کہا یہ ابن عباس ہو اگر سلام کرتا ہم پر تو ہم جواب دیتے
اسکے کپڑے خوب سفید ہین اور بعد اسکے پہنیگی اولاد اسکی کپڑے سیاہ اور جب چڑھ گئے جبرئیل آسمان پر تو حضرت صلعم
میری طرف پھرے اور فرمایا کسنے منع کیا تجکو سلام سے مین نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ باتین کر رہے تھے

دحیہ کلبی سے میں نے مکروہ جانا کہ بانہ رکھوں آپکو اُس سے فرمایا حضرت صلعم نے وہ جبرئیل تھے روایت کیا اسکو
ابن عساکر اور ترمذی نے کہا کہ یہ قصہ دوبار ہوا کذا فی جامع الاصول اس جگہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک مرتبہ عالم ناسوت میں
دیکھا تھا دوسری مرتبہ عالم ملکوت میں اور رویت ثانیہ موجب فقدان بصارت ہوئی اور شرح سفر السعادت میں لکھا ہے کہ
بسبب تمثل جبرئیل علیہ السلام بصورت بشر بنا بر استیناس و ائتلاف تھا اور اہل تحقیق کہتے ہیں کہ ہر جگہ واسطہ افادہ و استفادہ میں
مناسبت و جنسیت شرط ہے تو جب کبھی بشریت حضرت صلعم کی ملکیت جبرئیل علیہ السلام پر غالب آتی تھی تب
جبرئیل بلباس بشر ظاہر ہوتے تھے اور ہرگاہ کہ ملکیت جبرئیل بشریت آنجناب پر غالب آتی تھی تو حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم وجود بشریہ سے غائب ہو کر غلبت ملکوت میں جاتے رہتے تھے اور صورت اولی وحی کی عادۃ
بشارت ہوتی تھی اور صورت ثانیہ بوعید و نذارت ہذا ما حققہ استادی محمد حسن علی الہاشمی المحدث رحمۃ اللہ علیہ
اور مواہب لدنیہ میں ہے کہ دحیہ کلبی نہایت حسین و جمیل و خوش اندام تھے حتی کہ جب سفر سے پلٹ کر آتے
تو عورتیں بیگانہ و بیگانہ انکو دیکھنے آتی تھیں میں کہتا ہوں کہ اسی مناسبت سے حضرت جبرئیل علیہ السلام
اکثر بصورت دحیہ کلبی تشریف لاتے تھے کہ حسن صوری موجب مسرت و فرح روح انسانی کا ہے چوتھی طرح
وحی کی یہ تھی کہ ایک آواز مانند آواز جرس گوش مبارک میں سنائی دیتی تھی کہ سوائے آنجناب صلعم کے اور
کسی کو الفاظ و معانی اُسکے مفہوم نہ ہوتے تھے اسی قسم میں جبین مبارک پر پسینا آتا تھا اور مرکب بیٹھ جاتا تھا
چنانچہ حضرت ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ سرد ترین ایام زمستان میں وحی آتی تھی
تب بھی جبین مبین آنجناب سے قطرات عرق ٹپکتے تھے اور ہنگام نزول وحی اگر آنجناب گھوڑے یا اونٹ پر
سوار ہوتے تھے تو وہ جانور گر پڑتا تھا اگر یادہ شتر خاصہ آنحضرت کہ عضبا و قصوا نام رکھتی تھی ہاتھ و پیر اپنے
خم کر لیتی تھی اور افتادگی سے محفوظ رہتی تھی اور اس بات کی اُسکو عادت ہو گئی تھی اور اگر کسی کی ران پر
متکی ہوتے تھے تو اُسکے ٹوٹ جانے کا خوف ہوتا تھا اور چہرہ مبارک سرخ ہو جاتا تھا اور نفس شریف بلند ہوتا تھا
کہ دور سے آواز سنی جاتی تھی کذا ذکرہ استاد الاستاذ فی تفسیرہ تحت قولہ تعالے انا سنلقی علیک قولا ثقیلا اور
بروایت صحیح ثابت ہے کہ ایک مرتبہ آنجناب صلعم زید ابن ثابت رضی اللہ عنہ کی ران پر سر رکھے لیٹے تھے دفعۃً
وحی آئی تو انکی ران گرانی سے ٹوٹنے لگی اور جب سورہ مائدہ نازل ہوئی تو آنجناب ناقہ پر سوار تھے قریب تھا
کہ اُسکا بازو ٹوٹ جائے اور اہل تحقیق کہتے ہیں کہ مطلق وحی کے نزول میں حضرت پر ایک نوع کی شدت ہوتی تھی
اور رنگ چہرہ کا متغیر ہو جاتا تھا کچھ صلصلۃ الجرس کی تخصیص نہیں تھی کما اشار الیہ تعالی شانہ انا سنلقی
علیک قولا ثقیلا پانچویں طرح یہ تھی کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام بصورت اصلیہ تشریف لاتے تھے اور
حکم خدا بیان کرتے تھے چنانکہ سورہ والنجم میں فرماتے ہیں ولقد راٰہ نزلۃ اخری عند سدرۃ المنتہی عندہا

جنۃ الماویٰ ہے یعنی اُسکو دیکھا ہی اُسنے ایک دوسرے اتارے مین پاس حد کی بیری پاس اُسکے نزدیک ہی
بہشت رہنے کی اس آیت سے قطعاً ثابت ہی کہ حضرت صلعم نے جبرئیل علیہ السلام کو بصورت اصلی اُنکی دو مرتبہ
دیکھا ہی ایک اول نبوت مین جب سورۂ مدثر لائے ہین اور اُسوقت کرسی پر بیٹھے اور آسمان ایک کنارے سے
دوسرے کنارہ تک لیے بھر رہا تھا دوسری مرتبہ شب معراج مین ہفت فلک سے اوپر بیری کے درخت
پاس دیکھا اور اُسوقت حضرت جبرئیل کے چھ سو بازو تھے کذا حققہ الشیخ فی تکمیل الایمان روایت ہی کہ حضرت
جبرئیل علیہ السلام بارہ مرتبہ حضرت آدم علیہ السلام کے پاس آئے اور چار مرتبہ حضرت ادریس کے
پاس اور پچاس مرتبہ حضرت نوح کے پاس اور بیالیس مرتبہ حضرت ابراہیم کے پاس اور چار سو مرتبہ
حضرت موسیٰ کلیم کے پاس اور دس بار حضرت عیسیٰ کے نزدیک اور چوبیس ہزار مرتبہ حضرت محمد مصطفیٰ
صلعم کی خدمت مین مگر بصورت اصلیہ دو ہی مرتبہ ہے یہ مین چھٹوین طرح یہ تھی جو کہ شب معراج مین [illegible]
نازل ہوئی ساتوین حضرت حق نے بلا واسطہ ملک کلام کیا وراے حجاب سے آٹھوین بے واسطہ
و بے حجاب شب معراج مین کلام ہوا اور یہ ظاہر ہی کہ وحی فوق السماوات اسی قبیل سے ہی نوین
حضرت نے جناب حق کو خواب مین دیکھا اور کلام کیا چنانچہ حدیث زہری مین وارد ہی جا ربی سبل فی احسن
صورۃ وقال الغلام فی ای شئ یختصمون الملأ الاعلیٰ دسوین وحی القائی کہ وقت فیصل خصومات حکم
حق جانب خدا سے القا ہوتا تھا گیارھوین طرح یہ تھی کہ ایک آواز مانند آواز زنبور عسل گوش
حق نیوش مین آتی تھی بارھوین استنشاق نفحات الہیہ تھا کہ انی اجد نفس الرحمن من جانب الیمن
اسطرف اشارہ ہی تیرھوین طرح وحی کی بطریق ملامسہ ہوتی تھی چنانچہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم
فرماتے ہین وضع اللہ کفہ بین کتفی فوجدت بردہا بین ثدیی فعلمت ما فی السموات والارض چودھوین
وحی بواسطہ حضرت اسرافیل علیہ السلام تھی چنانچہ صحاح مین عامر شعبی سے روایت ہی کہ اول اسمین جو
حضرت اسرافیل اور تین برس تک دکھلائی دیے اور وحی لایا کیے پھر موکل ہوے حضرت جبرئیل اور
لائے قرآن شریف اور طبرانی نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہی کہ فرمایا رسول اللہ صلعم نے
پھر نازل ہوئی مجھپر اسرافیل اور بولے مین رسول خدا ہون اور حکم لایا ہون کہ چاہو پیغمبر و عبد اللہ ہو
اور چاہو پیغمبر و بادشاہ تب مین نے جبرئیل کی طرف دیکھا اُسنے کہا کہ تواضع و بندگی اختیار کرو
اور اسی حدیث مین ہی کہ اسرافیل علیہ السلام کسی پیغمبر و نبی پر نازل نہین ہوئی کذا فی المواہب اور
یہ بھی اسی کتاب مین لکھا ہی کہ طریق انزال وحی حضرت پر چھیالیس طرح پر تھا اور علامہ قسطلانی نے
فتح الباری مین لکھا ہی کہ چھیالیس طور وحی کے باعتبار اختلاف حامل وحی کے تھے فائدہ وحی لغت مین

آگاہ کرنا باخفا ہو جسطرح سے ہو خواہ بہ کلام یا بہ کتابت یا برسالت یا باشارت اور گاہے
لفظ وحی سے معنی اسم مفعول کے قصد کرتے ہین چنانکہ خلق سے مخلوق اور یہ کلام الٰہی ہو جو کہ انبیا پر نازل
ہوتا ہو سو ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ہر قسم کی وحی ہوئی اور انبیا رسابقین پر بتوزیع فائدہ
تاریخ و ماہ نزول وحی مین اختلاف ہو محمد اسحق فرماتے ہین کہ نزول وحی رمضان شریف مین ہوا
اور اسوقت چھہ ہزار تینتیس برس ہبوط آدم علیہ السلام سے گذرے تھے اور جامع الاصول مین بعد بیان
اختلاف تصحیح کی ہو کہ نزول وحی بتاریخ سوم خواہ ہشتم ربیع الاول ہوا اور عمر آنجناب کی اکتالیس برس کی
تھی اور بہجۃ المحافل مین ہو کہ جبرئیل علیہ السلام اول بروز شنبہ وقت شب تشریف لائے اور یکشنبہ کو بھی آئے
پھر بروز دوشنبہ تاریخ ہشتم یا دہم ربیع الاول مخاطب بالرسالہ کر گئے اور اسوقت قتل کسری سے سات مہینے
گذرے تھے القصہ حضرت خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وسلم نے اظہار کیا کہ مین پیغمبر خدا و خاتم الانبیا
ہون سو اول حضرت خدیجۃ الکبری رضی اللہ عنہا مشرف بایمان ہوئین بعد ازان اسی دن آخر وقت
یا دوسرے روز اول وقت حضرت امیر المومنین یعسوب المسلمین علی ابن ابیطالب رضی اللہ عنہ
ایمان لائے چنانچہ آنجناب فرماتے ہین صلیت مع النبی قبل الناس بعد اسکے زید ابن حارثہ پھر
حضرت امیر المومنین امام المتقین بالتحقیق ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور بعضے کہتے ہین کہ جسوقت حضرت
محبوب رب العالمین کوہ حرا سے تشریف لائے اور احوال وحی بیان فرمایا اسی وقت خدیجۃ الکبری ایمان لائین
قد ذہبت الیہ جماعۃ من الصحابۃ والتابعین اور بعضے کہتے ہین کہ اول علی مرتضی ایمان لائے اور بعضون کے
نزدیک سب سے پہلے ورقہ ابن نوفل ایمان لایا اور شیخ ابن الصلاح کے نزدیک احوط یہ ہو کہ طائفہ عورتون سے
اول خدیجہ ایمان لائین اور گروہ اطفال سے اول علی مرتضی اور جوانون مین ابوبکر صدیق اور موالی مین زید
ابن حارثہ اور غلامون مین بلال حبشی رضی اللہ عنہم اجمعین اور ابن عبد البر نے دعوی کیا ہو کہ بالاتفاق
ثابت ہو کہ اول علی ابن ابیطالب ایمان لائے ہین لیکن صغر سن و خوف والد سے چھپاتے تھے اور صدیق اکبر
نے فورا بلا تامل و تردد ظاہر کر دیا اور دلیل انکی یہ ہو کہ امام حسن علیہ السلام فرماتے ہین کہ مین نے سنا اپنے باپ سے
وہ فرماتے تھے کہ صدیق اکبر مجھسے چار باتون مین سابق ہین ایک افشاء اسلام مین دوسرے ہجرت مین
تیسرے مصاحبت غار مین چوتھے اقامت صلوۃ مین اور مین براہ خوف اظہار اسلام و ادائے صلوۃ مین اخفا کرتا تھا
اور حضرت ابن عباس فرماتے ہین کہ کریمہ سورہ احقاف حتی اذا بلغ اشدہ و بلغ اربعین شان ابوبکر مین
نازل ہوئی ہو اور قصہ اسکا یہ ہو کہ جب صدیق اکبر کی عمر بیس برس کی ہوئی تو ہمراہ حضرت رسالت مآب صلعم
قصد تجارت جانب شام گئے اور ایک مقام پر درخت بیری کے نیچے نزول فرمایا ہو سے اسکے قریب ایک [illegible]

رہتا تھا ابو بکر رضی اللہ عنہ اسکے پاس گئے اُسنے پوچھا کہ درخت بیر کے نیچے کون تھا ابو بکر نے کہا محمد ابن عبداللہ
بن عبدالمطلب اُس راہب نے کہا واللہ یہ نبی ہین بعد عیسی ابن مریم علیہ السلام کے اس درخت کے سایہ مین
کوئی نہین بیٹھا مگر محمد نبی اللہ سو یہ کلام اسی وقت سے صدیق اکبر کے دل مین جم گیا اور نقش فی الحجر ہو گیا
کہ اسی دن سے ابو بکر نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت و خدمت اختیار کی یہان تک کہ چالیس
برس کے ہو گئے اور ابو بکر اسلام لانے کے وقت اڑتیس برس کے تھے [illegible] صدیق کے ایمان لانے سے
دعوت اسلام شروع ہوئی اور انکی فہمایش سے اور لوگ ایمان لانے لگے یعنی عثمان ابن عفان رئیس
بنی عبدالشمس و زبیر بن العوام سردار بنی اسد و عبدالرحمن ابن عوف و سعد بن ابی وقاص امیران بنی زہرہ و
طلحہ ابن عبیداللہ امیر بنی تیم حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور حاضر ہو کر مسلمان ہوئے اور قبائل
قریش کی شوکت شکست ہوئی انھین بزرگون کو سابق بولتے ہین بعد ازان [illegible] و عثمان ابن مظعون و ابو عبیدہ
ابن الجراح و ابو سلمہ ابن عبد اللہ بن عبد الاسد مخزومی و ارقم ابن ابی الارقم و عبداللہ ابن مسعود ہذلی ایمان لائے
کنیت ابن مسعود کی ابو عبدالرحمن ہے و ہذلی بضم الہاء و کسر الذال نسبت جانب قبیلہ ہذیل کے ہے یہ قبیلہ قبائل
قریش سے ہے اور بعضون کے نزدیک چند روز پیشتر اسلام لانے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ایمان لائے ہین اور بعض
کے نزدیک بعد پانچ آدمیون کے چھٹے ہین حضرت [illegible] مسواک و آب طہارت آنحضرت صلعم [illegible] انھین کے
سپرد فرماتے تھے [illegible] حنفیہ کے نزدیک بعد خلفاء اربعہ کے [illegible] کوئی فقیہ نہ تھا [illegible] الایمان [illegible]
[illegible] ساٹھ برس سے کچھ زیادہ عمر ہوئی اور وفات سال [illegible] ہجری مین پائی بقیع مین مدفون ہین
بعد ان حضرات کے سعید بن زید اور زوجہ انکی فاطمہ بنت خطاب و بلال و خباب بن الارت و صہیب رومی ایمان لائے
اور صہیب بن سنان غلام آزاد عبداللہ بن جدعان تیمی کے ہین کنیت انکی ابو یحیی اور مسکن [illegible] مین [illegible] اصل [illegible]
و فرات ہے اہل روم کی لوٹ مین ہاتھ آئے تھے اسوجہ سے رومی کہلاتے اور رومیون سے قبیلہ کلب نے خرید کیا انسے عبداللہ
بن جدعان نے مول لیا اور آزاد کیا اور بعضے کہتے ہین کہ روم سے مکہ معظمہ مین بھاگ آئے تھے انہون کم عمر تھے جب
جوان ہوئے تو عبداللہ بن جدعان سے ہمقسم ہوئے اور اسلام لائے عمر شریف انکی ستر برس کی ہوئی سال اڑتیس ہجری مین
وفات پائی بقیع مین مدفون ہین اور ایسا ہی انکے [illegible] عمار ابن یاسر اور ماں انکی سمیہ [illegible] ایمان لائے
اوران سب کے ایمان لانے مین حضرت صدیق اکبر کی برکت ہوئی اور اللہ نے انکی دعوت کو اثر بخشا اور لیکن جو کہتے ہین
بعد حضرت خدیجہ کے سب مردون سے پہلے [illegible] ایمان لائے [illegible] تین برس تک
دعوت اسلام پوشیدہ تھی [illegible] ایمان لائے [illegible] فاصدع بما تؤمر و اعرض
عن المشرکین نازل ہوئی یعنی اللہ نے حضرت سے فرمایا ظاہر کرو اس کام کو جسکا تمھین حکم ہوا اور پھیر لے اپنا منہ

مشرکون سے تب تو حضرت نے کھلا کھلی دعوت اسلام شروع کی یہان تک کہ سورۂ شعرا مین ارشاد ہوا وانذر
عشیرتک الاقربین واخفض جناحک لمن اتبعک من المومنین یعنی ڈر سنا اپنے قریب رشتے دارون کو اور جھکا بازو اپنے
ایمان والون کے لیے جو تیری پیروی کرین جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضرت صلعم نے تمامی قریش کو پکار کر سنایا اور
اپنے چچا و پھوپھی و بیٹی سے فرمایا اللہ کے یہان اپنی فکر کرو مین تمہارا خدا کے یہان کچھ نہین کر سکتا جب کہ دعوت
اسلام آشکارا ہوئی تو ولید بن مغیرہ و عاص بن وائل و ابو زمعہ الاسود بن المطلب و اسود بن عبد یغوث و حارث
بن قیس بن عیطلہ شرارت و خباثت باطنی سے بدگوئی کرنے لگے کہ ایک دن مین اللہ نے پانچون کو جو درحقیقت پنج عیب شرعی
تھے کئی بیماریون مین مبتلا کر کے داخل جہنم کیا اور بعضے کہتے ہین عاص و ولید بعد ہجرت مرے ہین اسی عرصہ مین یہ
معاملہ ہوا کہ ایک دن ابن وقاص چند آدمیون کے ساتھ نماز پڑھنے کعبہ مین گئے تو مشرک آکر مانع ہوے ایک مشرک کو
انھون نے قتل کیا یہی خون اول اسلام مین ہوا ہے ابن اسحاق فرماتے ہین کہ اول چالیس آدمی مسلمان ہوے پھر تو
عورت و مرد جانب اسلام دوڑے اور دین اسلام کا اظہار ہونے لگا قریش نے تعرض موقوف کیا مگر جب حضرت صلعم کی
زبان مبارک پر بتون کی نکوہش ظاہر ہوئی تب درپے ایذا ہوے اور آپس مین یہ عہد باندھا کہ جو شخص اسلام لاوے اسے مار ڈالو
ابوطالب و دیگر بنی ہاشم سواے ابی لہب کے حضرت رسالت پناہ کے حامی و معین ظاہری ہو گئے ایک روز اشراف قریش
جمع ہو کر ابوطالب پر چڑھ آئے اور کہنے لگے کہ تمہارا بھتیجا ہمارے ٹھاکرون کو برا کہتا ہے اور ہمارے آبا و اجداد کو [illegible]
اور ہمارے دین کو باطل جانتا ہے اسکو منع کرو اسلیے کہ تم بھی اسی دین مین ہو جسمین ہم ہین ابوطالب نے ملائمت و حلم سے
سمجھا دیا اسی طرح دو تین مرتبہ مجتمع ہو کر آئے پھر ایک دن عمارہ ابن ولید ابن مغیرہ کو لا کر کہا یہ شخص محمد کا عوض ہے ابوطالب نے
(یہ شخص نہایت خوبصورت تھا)
کہا سبحان اللہ چہ نسبت خاک را با عالم پاک مجھکو ہرگز منظور نہین تب کافر لوگ لڑائی پر مستعد ہوے ابوطالب نے بنی ہاشم و بنی مطلب
و بنو عبد الشمس و بنی نوفل کو اعانت کے واسطے طلب کیا سو باستثناے ابی لہب مردود سب بنی ہاشم و بنی مطلب حاضر ہوے
و بنی عبد الشمس و بنی نوفل نہ آئے مگر فتنہ فرو ہو گیا فائدہ اسی باعث سے بنی مطلب ذوی القربی مین داخل ہین بخاری نے
جبیر ابن مطعم سے روایت کی ہے کہ جب حضرت صلعم نے سہم ذوی القربی تقسیم کیا تو مین نے اور عثمان ابن عفان نے کہا
یا رسول اللہ ہم و بنی مطلب قرابت و بزرگی مین برابر ہین انکو آپ نے حصہ دیا اور ہمکو نہ دیا فرمایا مطلب کی اولاد
و ہاشم کی ایک ہی چیز ہے حاصل اس مقام کا یہ ہے کہ عبد مناف کے چار بیٹے ہاشم مطلب عبد شمس نوفل سو نوفل سے جبیر
و عبد الشمس سے عثمان رضی اللہ عنہما ہین پس جبکہ حضرت صلعم نے خیبر کا پانچوان حصہ بنی ہاشم و مطلب کو دیا اور عبد شمس
و نوفل کی اولاد کو نہ دیا تب ان دونون نے التماس کیا کہ یا رسول اللہ بنی ہاشم کی شرافت کے ہم قائل ہین لیکن کیا سبب ہے کہ
مطلب کی اولاد کو آپ نے حصہ دیا اور ہمکو نہ دیا اگر از راہ برادری ہے تو ہم اور وہ برابر ہین اسوقت حضرت صلعم نے فرمایا

انما بنو ہاشم و بنو المطلب شیء واحد و شبک بین اصابعہ [illegible] کہ ان دونون کی اولاد کبھی جدا نہین ہوئی [illegible]

وکفر و اسلام مین شریک ہی انکی خصوصیت کا یہ سبب ہو پس امام شافعی اسی وجہ سے بنی المطلب کو آل مین
داخل جانتے ہین القصہ موافق فرمان وانذر عشیرتک الاقربین حضرت صلعم کوہ صفا پر جلوہ فرما ہوے اور باستیفا اقارب کو
نام لیکر آواز دی اکثر سردار آئے اور بعض نے آدمی بھیجا خبر کو پھر حضرت نے فرمایا ای اہل قریش اگر مین تمسے کہون کہ
ایک لشکر اس پہاڑ کے نیچے ہی اور تمپر غارت کا ارادہ رکھتا ہی تو تم میرا کہنا سچ جانو یا جھوٹ سب بولے ہم سچ جانینگے
اسلیے کہ ہمنے آپکو کبھو جھوٹ کہتے نہین سنا بعد اسکے حضرت نے فرمایا ای قریش مین تمکو عذاب خدا سے ڈراتا ہون
سو میرا کہنا مانو ابولہب چچا آپکے جسنے پتھر مارے تھے بولا تبا لک سائر الیوم الہذا جمعتنا یعنی تو ہلاک ہو جیو اسی واسطے
تو نے ہمکو بلایا تھا حضرت نے تحمل کیا پر اللہ نے جواب یا اتیت یدا ابی لہب وتب یعنی ٹوٹ جائیو دونون ہاتھ ابی لہب کے
اور ہلاک ہوا نام اس مردود کا عبد العزی تھا کیونکہ بت کا پوجنے والا تھا عبد المطلب نے ابولہب کہا تھا کہ یہی عنوان دوزخی
ہونے کا تھا اور سبب [illegible] اسکا ہو اسکے دخل جہنم ہوا اور مراد دونون ہاتھون سے عقائد و عمل ہین
یہ دونون ٹوٹے تو ہلاک ہوا اور اسکی جمیل کی عورت تھی نہایت دشمن تھی آنحضرت کی راہ مین جنگل کے کانٹے بچھاتی
تاکہ آمد ورفت مین تکلیف ہو وہ بھی بڑی خرابی سے مری اور حطب جہنم ہوئی اور خدا نے اسی کو حمالۃ الحطب فرمایا ہی یعنی
لکڑی ڈھونے والی سبب نسبت سے کہ وہ لکڑی کا گٹھا اپنے سر پر لایا کرتی تھی لہذا حمالۃ الحطب کہا اور بعد نزول سورۃ
تبت یدا ایک دن ایک پتھر لیکے حرم مین گئی آپ اور حضرت ابوبکر وہان بیٹھے تھے آئی خدا نے اسکی آنکھون کو آپ
کے دیکھنے سے اندھا کر دیا حضرت ابوبکر کو دیکھ کے کہا مین نے سنا ہی تمہارے یار نے میری ہجو کی ہی اگر مین انکو پاتی تو یہ پتھر سے مارتی
حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ مین دو ہمسایون مین تھا ایک
ابولہب دوسرا عقبہ ابن ابی معیط کہ یہ دونون گوبر وغیرہ لا کے راستے مین پھینکتے تھے کہ حضرت کو چلنے مین تکلیف ہو اور جب آنحضرت
[illegible] ایسی نجاست پاتے تو فرماتے کہ ای بنی عبد مناف یہ کیا ہمسائگی ہی اور گوبر کو راستے سے ہٹا کر دیتے اور قریش کا
یہ حال تھا کہ کوئی شخص کہین سے آتا تو اس سے کہتے کہ محمد کی بات نہ ماننا وہ فتنے مین پڑ جائیگا اور کبھو کہتے تھے کہ یہ
شخص ساحر ہی اور کبھو کہتے کہ شاعر ہی یا کاہن اور کبھو کہتے کہ مجنون ہی چنانچہ ایک دفعہ یہ اتفاق ہوا کہ ولید ابن مغیرہ جو بڑا عاقل اور
مسن تھا قریش سے کہنے لگا کہ موسم حج قریب ہی قبائل عرب اطراف و جوانب سے کعبہ کی زیارت کو آوینگے اور دعوی
نبوت محمد ابن عبد اللہ کا سن چکے ہین لا محالہ لوگ انکا حال پوچھینگے ایسی کوئی بات تجویز کرنا چاہیے جس سے انکے دل پھر
جائین مگر ایک ہی بات تجویز کرو کہ پھر اس مین اختلاف نہ پڑے روسا قریش نے کہا کہ ای عبد شمس تو ہی فکر کر ولید نے کہا
تم لوگ اول تجویز کرو پھر مین بھی اپنی عقل کے موافق بتلاؤنگا تب کسی نے کہا کہ محمد کو کاہن کہنا چاہیے اسنے کہا واللہ مین نے
بہت کاہن دیکھے اس مرد کا کلام ہرگز کاہنون کے سجع و زمزمہ سے مناسبت نہین رکھتا کیونکہ کاہن کبھو سچ کہتا ہی اور کبھو
جھوٹا اور محمد کے کلام مین کبھو کذب نہین ہوتا اگر یہ تجویز کروگے تو عرب کے لوگ جھوٹا بتلائینگے تب بولے کہ مجنون ہی کہین

ولید نے کہا واللہ جنون کی کوئی بات اُسمین نہین پاتا ہون مین نے بہت مجنون دیکھے ہین اور ظاہر ہے کہ ہذیان مجنونون کے مشتمل
وعظ ونصائح پر نہین ہوتے اور اکثر کلام اُنکا بیجا خبط وبے ربط ہوتا ہے اور محمد کا کلام سراسر حکمت و وعظ ہے پھر اور لوگ بولے
کہ ہم شاعر کہینگے ولید نے کہا شاعر بھی نہین ہے مین نے عبید بن الابرص اور امیہ بن الصلت اور دیگر شعراے متقدمین کے اشعار سنے ہین
اور خود بھی شعر شاعری مین خوب ماہر ہون اُسکا کلام اصلا شعر سے مناسبت نہین رکھتا اور نہ اُسکو پہلے شعر گوئی کا ہے تب کہنے لگے
کہ ساحر کہنا چاہیئے ولید نے کہا ساحر لوگ مین نے بہت دیکھے وہ ہرگز ساحر نہین ہے اسواسطے کہ کلمات سحر کے مہمل اور بے معنی ہوتے ہین
اور ساحر ہمیشہ اپنے سحر سے کسب مال دنیوی کرتا ہے اور یہ کلام پر از معنی ہے اور محمد کو پروا مال اصلا نہین بعد از بیان ان مقولات کے
تامل مین جاتا رہا اور ترش رو ہوکر خاموش ہوا اب قریش گھبرا گئے اور کہنے لگے کہ تو ہی بتلا کیا کہین ولید بولا واللہ جو کلام محمد
علیہ السلام بولتے ہین اُسمین ایک عجیب حلاوت وفصاحت وقبول ولون ہے کہ کسی کلام مین نہین پاتا ہون اور وہ خود بذات خاص
ایسا نہین جسکو کوئی نہ پہچانے کیونکہ نسب مین سب سے افضل یعنی عبدالمطلب کا پوتا ہے اور فصاحت بیانیہ وطلاقت لسانیہ مین
اپنا نظیر نہین رکھتا پھر جو بات تم تجویز کروگے وہ بات بعد از ملاقات جھوٹی ٹھہریگی مگر اصل حقیقت یہ ہے کہ یہ سحر بابل ہے کہ محمد کو
بسند صحیح کہین سے پہونچا ہے اور سحر بابل وراے انواع سحر کے ہے دلیل قوی اُسکی سحر ہونے پر یہ ہے کہ اُنکے کلام مین ایک تصرف
ظاہر ہے یعنی باپ بیٹون مین جورو خصم مین جدائی پڑجاتی ہے اس حیثیت سے فی الجملہ سحر سے مشابہت کا کہنا زیبا ہے اگر کچھ کہا چاہتے ہو
تو ساحر ہی کہو اگرچہ یہ بھی مفید نہوگا غرض کہ اسی پر سب لوگ خوش ہوکر متفق ہوے اور شہر مین منادی کروادی کہ اب محمد کو ساحر
کہا کرو اور کوئی شخص شاعر ومجنون وکاہن نہ کہے پھر موسم حج مین جو کوئی شخص اُنکے پاس آتا اُس سے بھی کہتے اسی ولید کے حال مین
سورہ مدثر مین ارشاد ہوتا ہے انہ فکر وقدر فقتل کیف قدر ثم قتل کیف قدر ثم نظر ثم عبس وبسر ثم ادبر واستکبر فقال ان ہذا الا سحر
یوثر ان ہذا الا قول البشر یعنی اُسنے سوچ کیا اور دل مین ٹھہرایا سو مارا جائیو کیسا ٹھہرایا پھر مارا جائیو کیسا ٹھہرایا پھر نگاہ کی پھر
تیوری چڑہائی اور منہ تھتھایا پھر پیٹھ دی اور غرور کیا پھر بولا اور نہین یہ جادو ہے چلا آتا اور نہین یہ کہا ہے آدمی کا سا عجب
اتفاق ہے کہ ولید ابن مغیرہ کے عناد کا سبب یہ واقع ہوا کہ ایک دن ولید مسجد مکہ مین بیٹھا تھا اور آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم بھی اس مسجد مین تشریف فرما تھے کہ سورہ حم السجدہ نازل ہوا آنحضرت نے اُسکو باواز بلند حسب عادت پڑھا
تو ولید نے بھی کان لگا کر سنا آنحضرت نے دیکھا کہ یہ شخص بھی سنتا ہے لہذا دوبارہ آنحضرت نے پڑھا اُسنے تامل کرکے
اپنی قوم سے کہا کہ انصاف یہ ہے کہ مین نے آج جو کچھ محمد سے سنا ہے وہ ہرگز کلام آدمی کا نہین ہے اور نہ کلام جن کا اسلیے کہ
اس کلام مین وہ حلاوت ہے کہ کسی کلام مین نہین ہے اور یہ کلام غالب ہے کہ سب پر غالب رہے اور کبھون کسی سے
مغلوب نہو پھر جب اُس مجلس سے اُٹھا تو یہ خبر ابوجہل کو پہونچی کہ آج ولید کلام محمد پر فریفتہ ہوا ہے سو وہ مردود بعضے کسون کو
ساتھ لیکر ولید کے گھر گیا اور بولا مجھے سخت تعجب ہے شاید تو بھی دین محمد پر مائل ہوا ہے اور تجھکو بھی رغبت اُس کھانے کی جو
ابوبکر اُسکے لیے پکا کر لاتا ہے ہوئی ہے ولید اس بات پر نہایت برآشفتہ ہوا اور کہنے لگا کہ تو میرا افلاس تو سمجھتا ہے محمد اور

پسر ابو قحافہ اتنک میرے دروازے کے نقیر کے برابر بھی نہیں ہے پس مجھکو ننگ کھانے کی کیا پروا ہے ابوجہل نے کہا
کہ اگر یہ حال ہے تو مسجد میں چل کر قبائل قریش کو بلوا اور در باب محمد مشورہ کر لیا مسجد میں آیا اور تمام قبائل قریش
و سردار اُس قوم کے جمع ہوئے ابوجہل ابولہب ابوسفیان و نضر بن الحارث و امیہ ابن خلف و عاص ابن ابی حجاج
ولید متوجہ ہوئے اور کہنے لگے کہ سخت مشکل درپیش ہے یعنی محمد صلے اللہ علیہ وسلم دعویٰ نبوت کرتے ہیں اور جو کلام
پڑھتے ہیں اسکو خدا کا کلام بتلاتے ہیں اور موسم حج قریب ہے آدمی بہت آوینگے اب کچھ تجویز کرنا چاہیے لا اسی سے یہ مشورہ
ہوا جو اوپر بیان کیا گیا پس اس تقریر سے معلوم ہوا کہ ولید مردود حقیقت قرآن و نزول قرآن سے واقف ہوا اور
با وصف اس قبیلہ کے ابطال حقیقت میں ساعی ہوا اور ترقی کر کے اعلا مرتبہ کفر میں کہ کفر عناد منصب ابلیس ہے
پہونچ گیا تو اُسکی شان میں نازل ہوا سأرهقه صعودا یعنی اب اُسے چڑھاؤنگا بڑی چڑھائی صعود نام ہے
ایک سیدھے پہاڑ کا جو دوزخ میں ہے حدیث شریف وارد ہے کہ ارتفاع اسکا ستر برس کی راہ ہے کافرونکو فرشتے
ہر کل اُسپر لیجا کر تکلیف دینگے اور حالت اُس پہاڑ کی سوزش میں یہ ہے کہ جب ہاتھ اُسپر رکھینگے ہاتھ گھل جائیگا
اور پھر اُسی لمحہ درست ہو جائیگا اسی طرح سے پیرون کی حالت ہوگی غرض اسی مشقت سے فرشتے زنجیرون میں کھینچ کے
پہاڑ پر لیجاوینگے پھر وہان سے نیچے ڈالینگے اور ہمیشہ اسی طرح کی آفت رہیگی اور ولید کو اس عذاب سے اسلیئے تعبیر
فرمایا کہ وہ اپنی حرکت فکریہ میں درجہ بدرجہ مطالب سے مسا وی پر صعود کرتا تھا اور قرب حق سے بعید ہو کر نیچے آتا تھا
اور دریائے جہل مرکب قدیم میں غوطہ کھاتا تھا اور حق پر نہیں ٹھہرتا تھا واضح ہو کہ اس کافر شدید العناد سے بہت
اولاد ذکور ہوئی لیکن سات آدمی مشہور ہیں ولید ابن الولید خالد ابن الولید عمارہ ابن الولید ہشام ابن الولید
عاص ابن الولید قیس ابن الولید عبد الشمس ابن الولید سو چار شخص انمین سے مشرف باسلام ہوئے ولید
و خالد و عمارہ و ہشام اور تین شخص کافر مرے کذا قال استاذ الاستاذ فی تفسیرہ لیکن عمارہ کا اسلام ثابت نہیں ہوتا
از انجملہ خالد نے ایسے ایسے جہاد فرمائے کہ منصب امیر الامرائی اُسکو حضور آن حضرت سے عنایت ہوا اور بعد آنحضرت
خلافت خلیفۂ اول میں بھی اسی منصب پر بحال رہے اور آن حضرت نے اُنکو سیف اللہ خطاب دیا تھا اور فتح شام
و عراق انھین کے ہاتھ سے ہوئی اور بیشتر مہم مرتدین انھین نے سرانجام کی ہے اور ولید ابن الولید کو
ولید مردود نے گھر میں قید کیا تھا کہ آنحضرت کے پاس نجاوے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اُسکی خلاصی
کے واسطے نماز صبح میں قنوت فرماتے تھے اور بآواز بلند کہتے تھے اللھم انج الولید بن الولید و عیاش
ابن ابی ربیعة و سلمة ابن ہشام و المستضعفین من المؤمنین یہانتک کہ یہ لوگ اُن ظالمون کے ہاتھ سے
رہا ہو کر فیض یاب صحبت مبارک ہوئے اور اس کافر کو اللہ تعالے نے مال بھی سب طرح کا دیا تھا یعنی
مال زراعت اور مال مواشی اور مال تجارت کہ ان تین قسم کے مال سے جو کچھ حاصل ہوتا ہے خرچ سے

زیادہ ہوتا رہتا ہی بخلاف اوروں کے اور قابلیت اور لیاقت شعر و سخن و سحر و کمال ہر فن اللہ نے
عنایت کیا تھا کہ اسی سبب سے ریحانہ قریش کہلاتا تھا اور باوصف ان امور کے ایسا ناشکرگذار تھا کہ کبھوں
کلمہ شکر زبان پر نہ لایا اور سوائے بت پرستی اور عبادت لات و عزی کے کسی کام میں مصروف نہوا آخرکار
یہ نوبت پہونچی کہ پے درپے نقصان مال و جاہ لاحق ہونے لگا کہ فقیر ہو کر مرا اور آخرت میں کندہ دوزخ بنا
اور ان شبہات واہیہ کو اللہ جل شانہ نے رفع کیا ہی کہ سورۂ ذاریات میں ارشاد ہوتا ہی کذلک ما اتی
الذین من قبلہم من رسول الا قالوا ساحر او مجنون اتواصوا بہ بل ہم قوم طاغون یعنی اسی طرح
ان سے پہلوں کو جو رسول آیا ہی کہا کہ جادوگر ہی یا دیوانہ آیا یہی کہہ مرے ہیں ایک دوسرے کو
کوئی نہیں ہی یہ لوگ شریر ہیں اور سورہ طور میں فرماتے ہیں فذکر فما انت بنعمۃ ربک بکاہن
ولا مجنون ام یقولون شاعر نتربص بہ ریب المنون قل تربصوا فانی معکم من المتربصین یعنی اب تو
سمجھا کہ تو رب کے فضل سے پریوں والا نہیں نہ دیوانہ کیا کہتے ہیں یہ شاعر ہی ہم راہ دیکھتے ہیں
اسپر گردش زمانہ کی تو کہہ تم راہ دیکھو کہ میں بھی ساتھ تمہارے راہ دیکھتا ہوں روایت صحیح ہی
کہ عروہ ابن زبیر نے عبد اللہ ابن عمرو ابن عاص سے پوچھا کہ مجھکو خبر دے اس سخت تکلیف سے جو
آنحضرت کو قریش سے پہونچی تھی اُسنے کہا کہ ایک دن قریش کعبے میں تھے اور میں بھی وہیں تھا
کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا ذکر آیا تو کہنے لگے کہ واللہ ہمنے کبھوں ایسا صبر نہیں کیا جیسا آپ
کرتے ہیں یعنی جو کچھ محمد چاہتا ہی ہمکو اور ہمارے باپ دادوں کو کہتا ہی اور ہمارے دین کو بُرا جانتا ہی
اتنے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور طواف کعبے میں مشغول ہوئے تو اُنکا سے طواف میں
قریش پر بھی گذر ہوا قریش نے ایک بات ایسی سخت کہی کہ آنحضرت کا چہرہ مبارک میں نے متغیر دیکھا
پھر دوسرے اور تیسرے طواف میں بھی اُسی طرح بولے تیسری مرتبہ آنحضرت نے کھڑے ہو کر فرمایا
کہ اے اہل قریش سنو کان لگا کر کہ میں تمپر ذبح لایا ہوں اگر میرا کلام نہیں سنتے اور میری متابعت نہیں کرتے
تو بکری کی طرح ذبح کرونگا اور بخوبی مطلع ہو کہ میری لڑائی میں سب برباد و خراب ہوگے اس کلام کے
سنتے ہی آواز سب کی بند ہوئی اور بدن میں لرزہ پڑا آخر تملق اور چاپلوسی سے پیش آئے دوسرے دن
پھر جمع ہوئے تو میں موجود تھا پھر آنحضرت تشریف لائے اور طواف میں مشغول ہوئے یکایک بلوہ کرکے سب کافر
آنحضرت پر کتوں کی طرح دوڑے اور کہنے لگے تو ہی ہمارے حق میں اور ہمارے ٹھاکروں کے حق میں
بد زبانیاں کرتا ہی آنحضرت نے فرمایا کہ وہ میں ہی ہوں تب ایک کافر نے کنارہ چادر پکڑا اور گردن مبارک میں
ڈال کر کھینچنے لگا کہ آنحضرت کا دم بند ہونے لگا ابوبکر صدیق یہ حال دیکھتے تھے وہ دوڑے اور کافروں سے

آنحضرت کو چھوڑا یا وہ لوگ صدیق سے لپٹ گئے اور مارنے لگے کہ حضرت صدیق بیہوش ہوگئے اور آپ کے سر کے بال ٹوٹ گئے اور بڑی چوٹ آئی تب بنو تمیم نے چھوڑا یا جب تھوڑی دیر مین ہوش آیا تو کہنے لگے اتقتلون رجلاً ان یقول ربی اللہ وقد جاءکم بالبینات من ربکم یعنی تم ایسے شخص کو قتل کیا چاہتے ہو جو کہتا ہی کہ میرا رب اللہ ہی اور تمھارے پاس خدا کی نشانیان لایا ہی صحیح بخاری مین ابن عمر سے روایت ہی کہ وہ کافر عقبہ ابن معیط تھا اور اس تکلیف مین آنحضرت کو غش آگیا تھا اور حضرت صدیق نے حالت بیہوشی مین چھڑایا محققین فرماتے ہین کہ مومن آل فرعون سے حضرت صدیق اکبر افضل تھے کیونکہ اسنے زبان ہی سے حضرت موسیٰ کی خدمت کی تھی اور حضرت ابوبکر نے زبان اور ہاتھ سے کی اور قول اور فعل سے نصرت کی اس سبب سے حضرت امیر المؤمنین علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ ان مقامون مین حضرت امیر المؤمنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی اشجعیت کے قائل تھے اور عبداللہ ابن مسعود سے روایت ہی کہ ایک دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ کے نزدیک نماز پڑھتے تھے اور ابوجہل ملعون مع ایک جماعت قریش کے بیٹھا تھا اسنے کہا کہ یہ کیا کر رہا ہی کوئی ایسا ہی کہ فلانی جگہ سے اونٹ کا شکنبہ یعنی اوجھ اٹھا لائے اور جب یہ مرد نماز کے سجدے مین جائے تو اسکے شانون پر رکھدے عقبہ علیہ اللعنۃ گیا اور اونٹ کا شکنبہ اٹھا لایا جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سجدے مین گئے اسنے دونون شانون کے بیچ پیٹھ پر وہ اوجھ رکھدیا آنحضرت سجدہ مین رہ گئے اور سر مبارک سجدہ کے لیے نہ اٹھایا قریش ہنسنے لگے[1] تا آنکہ حضرت فاطمہ زہرا علیہا السلام کو خبر ہوئی وہ تشریف لائین آنحضرت سجدے مین تھے انھون نے وہ ایذا کی دفع کرکے کافرون کو ملامت فرمائی جب آنحضرت نماز سے فارغ ہوے تو بنظر بے حرمتی نماز کے دعاے بد فرمائی کہ اللھم علیک بقریش اسی طرح تین مرتبہ دعا کی پھر نام لیکر کہا اللھم علیک بابی جہل ابن ہشام وعتبہ ابن ربیعہ وشیبہ ابن ربیعہ وولید ابن عتبہ وامیہ ابن خلف وعقبہ ابن ابی معیط وعمارہ ابن الولید وغیرہم ان عن عبداللہ ابن مسعود پس عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ واللہ جس کسی کا نام حضرت نے دعا مین لیا تھا وہ جنگ بدر مین مارا گیا اور امیہ بن خلف ناخلف آنجناب کے دست نصرت سے زخمی ہو کے مین آیا اور مرگیا فائدہ عمارہ ابن ولید کے نام مین شک ہی مولف مشارق الانوار کے نزدیک یہی شخص تھا جسکو راوی بھول گیا مگر اس قول پر وثوق نہین کیونکہ موت عمارہ حبش مین لکھتے ہین شاید کوئی اور کافر تھا جسکا نام حضرت نے لیا مگر راوی بھول گیا ابن اسحق فرماتے ہین کہ جب قریش کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر کسی طرح دسترس نہ ہوا تو باہم یہ عہد و پیمان کیا کہ جو کوئی مسلمان ہے قوم و قبیلہ و در ماندہ و عاجز ہو اسکو ایذا دین چنانچہ عمار ابن یاسر رضی اور انکے والدین و ہمشیرہ کی تکلیف تعذیب مین مشغول ہوے بلکہ ایک دن گرم ریت پر لٹا رہے ہوے مارتے تھے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا اور فرمایا صبرا یا آل یاسر فان موعدکم الجنۃ آخر کار ابوجہل مردود نے یاسر و سمیہ

[1] یعنی ہنسی کے مارے ایک فلان شخص سے لوٹتی کی اور دوسرا کسی فلان شخص سے لوٹتی کی

[2] یعنی یا سمیہ کی [illegible]

بضم السین المہملہ وکسر المیم وتشدید التحتانیہ زوجہ یاسر کو مارتے مارتے مار ڈالا کہ ابتدائے اسلام میں درجہ شہادت
انھیں کو نصیب ہوا سمیہ دختر خباط معتقہ ابو حذیفہ تھیں اور مہاجرین اولین کے ساتھ حبش کو تشریف لیگئیں تھیں جب وہان سے
مراجعت کی تو اسی دو دنے ہلاک کیا وہ مرد اپنے قبل پر شتر مار العنہ اللہ علیہ وعلی من تبعہ اور سوائے انکے بلال رض کو
ایسی ایسی تکلیفیں دیتے تھے کہ بیان میں نہیں آسکتیں یعنی حضرت بلال عاشق خدائے ذوالجلال امیہ بن خلف
سالک راہ ضلال کے غلام تھے اور پوشیدہ زیور ایمان سے آراستہ ولباس ایقان سے پیراستہ ہو چکے تھے اور عبادت حق
حسب فرمودہ رسول برحق کیا کرتے تھے جستہ جستہ یہ خبر ابن خلف ناخلف کو پہونچی اسنے اپنی خدمت سے الگ کیا
اور کلید خزانہ و بتخانہ دوسرے غلام کو دی اور بلال سے پوچھنے لگا تم کسکی پرستش کرتے ہو فرمایا خدائے محمد مصطفی کی
اسنے کہا اس عبادت کو چھوڑ نہیں تو مارا جائیگا فرمایا یہ تو ہرگز نہوگا تب وہ کافر آگ بگولا ہو گیا اور وضع تعذیب
و تادیب باتفاق رائے شیطان ادیب اپنے کے ایذا نکالی کہ غلاموں سے حکم دیا کہ صبح کو دن چڑھتے ببول کے
کانٹے بلال کے بدن میں چبھویا کرو اور جب آفتاب خوب گرم ہو تو انکو دھوپ میں چت لٹا کر اوپر سے گرم پتھر رکھا کرو تاکہ
ہل نہ سکیں اور گرد آگ جلا دیا کرو کہ خوب جلیں اور جب شام ہو ہاتھ پیر باندھ اندھیری کوٹھری میں قید رکھو اور
باری باری تازیانے مارا کرو اور صبح تک یہی کام کیا کرو اسی طرح ایک مدت گذری مگر حضرت بلال پکار پکار احد احد کہتے
یعنی معبود میرا ایک ہی چنانچہ ایک مرتبہ وقت شب حضرت صدیق اکبر رض اس مکان کی طرف گذرے تو اس ملعون کے گھر سے آواز
نالہ وزاری کان میں آئی پوچھا اس گھر میں کیا ہوتا ہے لوگوں نے بیان کیا جو حال تھا صدیق اکبر کو نہایت رنج ہوا اور صبح کے وقت
اسکے گھر میں تشریف لیگئے اور نصیحت فرمائی کہ خدا سے ڈر اور ظلم ناحق نہ کر کیونکہ اسنے سچا دین قبول کیا ہے اسکو غنیمت جان اور بیش
آیا کر احسان کہ آخرت میں کام آویگا اور سختی قیامت سے بچا دیگا اسنے جواب دیا کہ آخرت کہاں ہے اور کیونکر معلوم ہوا کہ یہ دین
سچا ہے اور اگر بالفرض آخرت بھی ہو تو مجھکو دنیا میں کس چیز کی کمی ہے جو آخرت کی نعمتوں پر محض وہمی خیالی میں فریفتہ ہوں مگر ہاں تمہیں
حضرت صدیق اکبر نے بہت نرمی سے پھر سمجھایا کہ میرا کہا مان اور اس بیچارے پر ظلم نہ کر تب اس کمبخت نے جل کر کہا کہ اگر آپکا دل کڑھتا ہے
تو اسکو خرید کر لیجیے حضرت صدیق اکبر نے فرمایا اچھا اسکے عوض میں جو تو طلب کرے میں دینے کو طیار ہوں اسنے کہا کہ تم اسکو خرید نہ کر سکوگے
اور اگر منظور ہے تو اپنا غلام نسطاس رومی کہ وہ لیئق وکارگزار بھی ہے اور دو ہزار کی جمع بھی رکھتا ہے مجھکو دو اور اس غلام کو لو
حضرت صدیق راضی ہوئے اور اللہ کی رضامندی کے واسطے نسطاس کو دیا اور بلال کو لیا بلکہ چالیس اوقیہ اور اسپر زیادہ دیئے اور جب حضرت بلال
کو لیکر چلے تو وہ کافر ہنستا اور کہتا تھا کہ یہ شخص باوصف فطانت و زیرکی اس مقام پر دھوکا کھا گیا میں تو بلال کو ایک دانق
بدلے بھی نہ لیتا کہ درم کا چھٹواں حصہ ہے بلکہ مفت بھی پسند نہ کرتا یہ کلام سنکر حضرت صدیق نے فرمایا کہ اے بے وقوف
اس غلام کا رتبہ ایسا ہے کہ اگر تمام یمن کی بادشاہت کے عوض میں تو بیچتا تو میں خرید کرتا پھر بلال رضی اللہ عنہ کو آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کے حضور میں حاضر کیا اور تمام احوال گذشتہ عرض کیا اور کہا آپ گواہ رہیے کہ اللہ کی رضامندی

کے واسطے انکو مین نے آزاد کیا آنحضرت بہت خوش ہوئے اور حضرت بلال فارغ البال ہو کے حضرت کی خدمت مین رہنے لگے
اور سعادت دارین حاصل کی مخفی نہ رہے کہ مکہ معظمہ مین دو شخص ایسے تھے جو بڑے مالدار تھے ایک حضرت صدیق اکبر اور دوسرا امیہ
ابن خلف اکثر سوا ان دونون کا معاملہ صرف مال مین مختلف ہوا امیہ نے بارہ غلام لیے اور ہر ایک کو تربیت کر کے ایک ایک کام مین
لگایا کسی کو کھیتی و زراعت مین کسی کو میوون کی حفاظت مین کسی کو قیمتی اونٹ کی تجارت مین کسی کو کارخانہ عمارت مین
کہ اس نے بہت مال بکثرت جمع ہو گیا با اینہمہ فقیر و محتاج کو بھولے سے بھی ایک حبہ نہ دیتا اور اگر کوئی غلام کسی کو کچھ دیتا تو وہ
ناراض ہوتا بلکہ عہدہ سے معزول کر دیتا اور جب کوئی نصیحت کرتا اور آخرت کا تذکرہ لاتا تو کہتا اول آخرت کہان ہے اور اگر
بالفرض ہو تو مجھکو کیا احتیاج ہے اور حضرت صدیق اکبر نے ابتدائے اسلام سے کہ مسلمانون کی نہایت تنگی کا وقت تھا اپنے مال کو
اللہ تعالی جل شانہ کی رضامندی کے واسطے حضرت صلعم کے مصارف مین و مسلمانون کے تنگ وقت مین اور دوسرے نیک کامون مین صرف کر کے
ذخیرہ آخرت کا جمع کیا تھا چنانچہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے معاملے مین ظاہر ہوا کنیت حضرت بلال ابن رباح کی ابو عبد اللہ ابو عبد الکریم
نزدیک ابو عبد الرحمن اور بعضون کے نزدیک ابو عبد الکریم اور بعض کے نزدیک ابو عمرو والدہ انکی حمامہ بفتح الحاء المہملہ وتخفیف المیم
انہیں کے ہاتھ سے امیہ بن خلف جمحی غزوہ بدر مین مارا گیا اور حضرت بلال سخت گندم گون طویل القامت کثیر الشعر تھے سال بستم ہجری
دمشق مین وفات پائی عمر شریف بروایتے ساٹھ برس کی کسی نے زائد بروایتے ستر برس کی ہوئی فضائل انکے اکثر ہین اور بس انکی
فضیلت مین فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ سابقین چار ہین مین سابق عرب ہون اور بلال سابق حبشہ و صہیب سابق روم و سلمان
سابق فارس اور یہ بھی فرمایا کہ بلال کو مین نے اپنے آگے بہشت مین دیکھا ہے القصہ اسی طرح کے سات اور غلام و کنیز اور بھی مبتلائے
بلا تھے کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کافرون سے خرید کر کے آزاد کیا ازانجملہ عامر ابن فہیرہ تھے کہ حضرت صدیق نے بعوض
ایک رطل سونے کے بنی جملہ عان سے مول لیکر آزاد کیا اور بروز ہجرت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ رکاب تھے اور روز بیر معونہ شہید
ہوئے بڑے اولیاؤن مین تھے ازانجملہ زنیرہ تھین کہ بڑی ایماندار تھیں کافرون کی تکلیف دہی مین مبتلا تھیں جب انکو
حضرت صدیق اکبر نے مول لیکر آزاد کیا تو آنکھیں جاتی رہیں مالکون نے طعنہ دے کر کہا کہ تمہیں لات و عزی نے دکھلایا فرمایا یہ سب
جھوٹ ہے ہرگز لات و عزی کو طاقت نفع و ضرر کی نہیں ہے سوا خدا کے سو اللہ نے اسی وقت صحت عطا کی ازانجملہ نہدیہ
نہدیہ اور انکی بیٹی ہے کہ یہ دونون ایک عورت بنی عبد الدار کی لونڈیان تھین اور وہ عورت انکو نہایت ایذا دیتی تھی حضرت ابو بکر
خبر پاکر اسکے پاس گئے اور نصیحت فرمائی اور کہا جو کچھ قیمت چاہیے لے لے اس نے بہت قیمت مانگی اخیر انہون نے بلا تکرار غنیمت خیال کر
اور ان دونون سے فرمایا کہ خوش خبری ہو تمکو مین نے مول لیکر آزاد کر دیا اٹھو چلو وہ دونون آٹا پیستی تھین کہنے لگین ہم نے اسکا
اسکا نمک کھایا ہے اور جو کام چھوڑ جاوینگے حضرت صدیق نے آفرین کی اور اجازت دی ازانجملہ ایک عورت بنی مومل کی لونڈی تھی
یہ بھی ایک فرقہ بنی عدی کا سو حضرت عمر اس وقت تک اسلام نہ لائے تھے اس لونڈی کو اسلام لانے کے سبب سخت ایذا دیتے تھے
یہان تک کہ حضرت صدیق اکبر کو خبر ہوئی اسکو بھی خرید کر کے آزاد کر دیا ازانجملہ ابو عبیدہ کو بھی خرید کر کے آزاد کیا اور سوا اسکے

جو مذکور ہوئے اور بہت بردون کو آزاد کیا القصہ جب اکثر مال حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا صرف ہوا تو ابو قحافہ آنکے
باپ نے کہا اے ابو بکر ان لوگون کے آزاد کرنے سے کیا فائدہ ہے اگر چالاک چُست غلام لیکر آزاد کرتے تو وقت پر معین و مددگار
ہوتے حضرت صدیق اکبر نے فرمایا انما ارید ما ارید پھر یہ آیت قرآن مین نازل ہوئی فاما من اعطی واتقی وصدق بالحسنی
فسنیسرہ للیسری یعنی سو جسنے دیا اور ڈر رکھا اور سچ جانا بھلی بات کو تو اسکو ہم سہج سہج پہونچا دینگے آسانی مین اور یہ بھی
نازل ہوئی وما لاحد عندہ من نعمۃ تجزی الا ابتغاء وجہ ربہ الاعلی ولسوف یرضی یعنی اور کسی کا نہین اسپر احسان جسکا بدلا دے
مگر رضامندی اپنے پروردگار کی جو سب سے اوپر اور آگے وہ راضی ہوگا اس مقام سے کہا ہے دلیل فضیلت حضرت صدیق اکبر کی ہاتھ
آئی ہے کہ اس سورہ مین اللہ صاحب نے ابو بکر صدیق کو اتقی فرمایا اور سورۂ حجرات مین ارشاد ہوا ہے ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم ان
دونون آیتون کے ملانے سے حاصل ہوا کہ خداوند تعالے کے نزدیک اس امت مین افضل و اکرم ابو بکر صدیق ہین القصہ جب حضرت
صدیق اکبر رض کا اکثر مال ایسے نیک کامون مین صرف ہوگیا تو اب چالیس ہزار درہم سرمایہ رہا اسکو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر اور
دیگر مسلمانون پر بارشاد رسول صرف کر بیٹھے کہ منجملہ چھ ہزار درہم باقی رہے اسکو سفر ہجرت و تعمیر مسجد نبوی وغیرہ مین صرف کیا
اسی باعث سے آنجناب فرماتے تھے کہ جیسا ابو بکر کے مال نے مجھکو فائدہ بخشا ایسا کسی کے مال نے فائدہ نہین دیا کیونکہ مال
خدیجۃ الکبریٰ و ابو طالب و عبد المطلب جد حضرت کا حضرت کی خاص ذریات اور صلۂ رحم و مہمانون کی ضیافت و محتاجون کی اعانت مین
صرف ہوا تھا اور مال ابی بکر شوکت اسلام و اعانت و خلاصی اہل اسلام مین خرچ ہوا اس واسطے دونون مصرف مین فرق بین ہے جب سب مال صرف ہو گیا
تو ایک روز حضرت صدیق اکبر کمبل کا کرتہ پہنے حضور مین آئے حضرت جبرئیل علیہ السلام نے پوچھا کہ ابو بکر تو بڑا مالدار تھا اسکا کیسا حال ہوا کہا
فرمایا کہ اسنے سب مال اپنا مجھپر صرف کر دیا جبرئیل نے کہا اللہ صاحب نے ابو بکر کو سلام کہا ہے اور پوچھا ہے کہ اس مسکینی و محتاجی مین بھی مجھسے
راضی ہے حضرت صدیق اکبر یہ کلام سنکر وجد مین آگئے کہ بیخود ہوگئے اور بار بار فرماتے تھے انا عن ربی راض انا عن ربی راض اسی کا اشارہ ہے
ولسوف یرضی القصہ جب کافرون نے اصحاب باصفا پر حد سے زیادہ ظلم کیا تو حضرت نے فرمایا کہ تم لوگ حبشہ کو چلے جاؤ وہان کا سلطان منصف و عادل ہے
وہ خاطرداری و پاسداری سے پیش آویگا سو پانچویں سال نبوت مین گیارہ یا بارہ مرد اور چار عورتین پوشیدہ روانہ ہوئے حضرت عثمان و
رقیہ بنت رسول اللہ و زبیر ابن العوام و عبد اللہ ابن مسعود و عبد الرحمن ابن عوف و مصعب ابن عمیر و ابو سلمہ ابن عبد الاسد و ام سلمہ زوجہ انکی
و عثمان ابن مظعون و عامر ابن ربیعہ و لیلی زوجہ انکی و حاطب ابن عمرو و سہیل ابن بیضا و ابو حذیفہ ابن ربیعہ قرشی و سہلہ بنت سہیل ابن عمرو
زوجہ انکی مشہور یہ ہے کہ ابو حذیفہ کا نام ہشام ہے ذو قبلتین و ذو ہجرتین ہین اور قبل دار ارقم اسلام لائے اور بدر مین حاضر ہوئے اور یمامہ مین شہید ہوئے
عمر چون یا ترپن برس کی ہوئی جب یہ لوگ حبشہ مین پہونچے تو اواخر رمضان سال مذکور مین یہ خبر مشہور ہوئی کہ مشرکون سے صلح ہوگئی لہذا
مہاجرین نے بمقتضائے حب الوطن مراجعت فرمائی اور شوال مین قریب ام القری آگئے وہان ایک قافلہ ملا اس نے خبر کو غلط کہا ناچار مہاجرین بامان
داخل ہوئے چنانچہ عثمان ابن مظعون جوار ولید ابن مغیرہ مین اور ابو سلمہ ابن برہ بنت عبد المطلب جوار ابی طالب مین و علی ہذا القیاس عبد اللہ ابن مسعود و
المطلب جوار بخدمت سید ابرار مین حاضر ہوئے پھر دوسری مرتبہ بعد عدم تحمل ایذاء قریش جانب حبشہ گئے اور اسکی مرتبہ اور اصحاب بھی ہمراہ ہوئے

چنانچہ جعفر ابن ابی طالب بھی انھین مین تھے وبروایات صحیحہ ثابت ہے کہ اکثر مہاجرین اسی اثنا مین یا دو برس تک لوٹ گئے اور عورات قریشیہ اور بنات اور سواے لڑکون کے اور جو حبشہ مین پیدا ہوے ۔ علاوہ فائدہ یہ اول ہجرت ہے بعد اسکے ہجرت کبری جانب مدینہ مطہرہ ہوئی اور یہ حکم باقی ہے جب آسکے معنی یہ ہے جائین یعنی فرار الدین مجبور ہتا ہے مشرکین ملحدین اہل علم فرماتے ہین کہ سیر مین کی دو قسم ہے ایک طلب دوسری طلب پس پہلی طرح گھر سے ایک نکلنا دار حرب سے کہ تا قیامت باقی ہے دوسرے خروج ارض بدعت سے اگر اسکے ازالہ کی قدرت نہو تیسرے خروج اس زمین سے جہان حرام زیادہ ہو سو واسطے کہ طلب حلال مسلمان پر فرض ہے چوتھے فرار ایذا سے بدنی سے کہ اللہ نے اسکی رخصت دی ہے جسطرح حضرت موسی کے حال سے خبر دی فخرج منہا خائفا یترقب پانچوین خروج بلاد سے کہ ہوا ناموافق ہو چنانچہ قصہ عرنیین سے ظاہر ہے مگر بلاد طاعون اس حکم سے مستثنے ہے بقیام الدلیل علیہ چھٹوین خروج بخوف تلف مال و اسباب دوسرے طلب دو قسم ہے طلب دین و طلب دنیا پس طلب دین نو قسم ہے ایک طلب عبرت کما قال اللہ تعالے اولم یسیروا فی الارض فینظروا دوسرے سفر حج تیسرے سفر جہاد چوتھے سفر طلب معاش پانچوین سفر تجارت چھٹوین سفر بنا بر طلب علم ساتوین سفر بنا بر زیارت بقاع متبرکہ آٹھوین سفر بنابر ملی بندی کے نوین سفر بنابر زیارت اخوان الغرض حضرات مہاجرین حبشہ مین با امن و امان گذران کرنے لگے یہ خبر قریش مکہ کو ہوئی انھون نے بروایت ابن اسحق ہمراہ عمارہ ابن الولید عمرو ابن عاص سہمی کو بادشاہ پاس باتحفت روانہ کیا تا کہ مسلمانون کو وہان سے نکلوا دین اور نزدیک بعض مہینہ المحافل کے بجاے عمارہ عبد اللہ ابن ربیعہ ہے اور بعض کے نزدیک تینون شخص گئے تھے اور صحیح یہ ہے کہ ایک بار عبد اللہ ہمراہ عمرو گیا دوسری بار عمارہ گیا اور وہین مر گیا یعنی ایک عورت سے متہم ہوا کہ نجاشی نے سحر کروا کے مروا ڈالا علی التقدیرین جب یہ لوگ وہان داخل ہوے تو اول نجاشی کو سجدہ کیا اور تحائف قریش پیش کیے اور وزیرون کو رشوت دیکر اپنا معین گردانا پھر بمنت و سماجت التماس کرنے لگے کہ ہمارے بنی اعمام اپنا وطن قدیم چھوڑ کر یہان آئے ہین اور عقیدہ انکا یہ ہے کہ حضرت عیسی علیہ السلام کو غلام کہتے ہین کہ عقیدہ بادشاہ کے بھی خلاف ہے سو انکو ہمارے ساتھ کر دیجیے نجاشی بادشاہ اگرچہ اسوقت تک نصرانی تھا مگر اس تقریر سے از بس ناراض ہوا اور نہایت غصہ و غضب مین آیا اور بولا کہ میری شان کے یہ امر نہایت خلاف ہے کہ جو لوگ میرے پاس پناہ پکڑین انکو مین دشمنون کے سپرد کرون پھر مسلمانون کو طلب کیا وہ سب حاضر ہوے اور سلام علیک بجا لا کر مجلس بادشاہ مین بلا تکلف فروکش ہوے اہل دربار نے لفظ سلام سنکر کہا تم لوگون نے خلاف ادب کیا اور سب تو اس بادشاہ عالی شان کے کسطرح سجدہ کیا جعفر ابن ابی طالب نے فرمایا کہ ہم لوگ سواے اپنے پروردگار حقیقی کے کسی کو سجدہ نہین کرتے اور نہ ہم کسی کو اس لائق جانتے ہین ہمارے پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی یہی نصیحت ہے کہ سواے خدا کے وہ معبود حق ہے اور کسی کو سجدہ کرنا گناہ عظیم ہے بعد ازان اپنے دین مقبول اسلام کے اکثر احکام بیان کیے اور کفار قریش کی شرارتین اور خباثتین ظاہر فرمائین کہ ان لوگون نے اسطرح کی تکلیفین مسلمانون کو دی ہین کہ بیان انکا دشوار ہے اور ہم فی الحال ان کافرون سے طاقت مقابلہ نہین ہے بایں وجہ تمہارے شہر مین بھاگ آئے ہین اور تمکو عادل و منصف سمجھتے ہین نجاشی نے یہ کلام سنکر بہت خوف کھایا اور کہا اے جعفر ابن ابی طالب جو کچھ کلام الہی تمہارے پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوتا ہے اسمین سے میرے سامنے کچھ پڑھو تا کہ مین اسکی حقیقت سے آگاہ ہون چنانچہ جعفر ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے سورہ مریم کا شروع پڑھا بسم اللہ الرحمن الرحیم کہیعص ذکر رحمت ربک عبدہ زکریا اذ نادی ربہ نداء خفیا قال رب انی وہن العظم منی واشتعل الراس شیبا ولم اکن بدعائک رب شقیا وانی خفت الموالی من ورائی وکانت امراتی عاقرا فہب لی من

لدنک ولیا یرثنی ویرث من آل یعقوب واجعلہ رب رضیا یعنی یہ مذکور ہے تیرے رب کی مہر کا اپنے بندے زکریا پر جب پکارا اپنے رب کو چھپی
پکار بولا اے میرے رب بوڑھی ہو گئیں ہڈیاں اور ڈیگ نکلی سر میں بڑھاپے کی اور تجھ سے مانگ کر اے رب میں محروم نہیں رہا اور میں ڈرتا ہوں
بھائی بندوں سے اپنے پیچھے اور عورت میری بانجھ ہے سو بخش مجھکو اپنے پاس سے ایک کام اٹھانے والا جو میری جگہ بیٹھے اور یعقوب کی اولاد کی
اسکو اے رب من مانتا نجاشی تھی فصاحت کلام سے رونے لگا کہ آنسو اسکے داڑھی پر بہے اہل دربار متحیر ہوے نجاشی نے کہا واللہ یہ کلام اور توریت کا کلام
ایک ہی مقام کا ہے اور حضرت عیسی علیہ السلام کی تم بات ہمکو اسی طرح پہونچی ہے مجھکو کسی طرح شبہہ و شک نہیں سو میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ
علیہ وسلم رسول برحق ہیں عیسی روح اللہ انھیں کی خبر دی تھی بعد اسکے نقد جلس بہ آیا قریش واپس کیا اور عمرو بن عاص و عمارہ سے صاف جواب دیا کہ
واللہ میں مسلمانوں کو تمہارے سپرد نہ کرونگا اور جو امور بادشاہت مجھسے متعلق نہوتے تو میں حاضر ہو کے کفش برداری سے سرفرازی حاصل کرتا اور
بالفعل پوشیدہ ایمان لایا اور مسلمانوں سے کہا جیسے یہاں ہو کوئی مزاحم نہوگا کافروں نے کہا کہ یہ لوگ حضرت عیسی علیہ السلام کو برا کہتے ہیں نجاشی نے
اہل اسلام سے پوچھا جعفر بن ابی طالب نے کہا کہ ہم حضرت عیسی علیہ السلام کو حق پر کہتے ہیں کہ وہ خدا کے بندے تھے اور یہ کلمہ کن مریم کے پیٹ سے
پیدا ہوئے بغیر باپ کے اور پیغمبر والا قدر ہیں نجاشی نے کہا انجیل میں صفت عیسی اسی طرح مندرج ہے تم صادق ہو الغرض ایلچی قریش کے دربار سے مردود ہو
ور خائب و خاسر و سیاہ پھرے اور اہل اسلام میں سے جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینے کو رونق بخشی تب تینتیس مرد اور آٹھ عورتیں داخل ام القری
یعنی مکہ ہوے ازانجملہ دو شخص فوت ہوے اور سات نفر قید رہے اور چوبیس غزوہ بدر میں حاضر ہوے اور بقایا مہاجرین بروز فتح خیبر ہمراہ جعفر ابن ابی طالب
تشریف لائے اور حضور اقدس میں قدمبوس ہوے روایت ہے کہ جب دوسری مرتبہ اصحاب نے ہجرت کی تو حضرت صدیق اکبر بھی تشریف لیگئے تھے مگر مالک ابن الدغنہ
سردار قبیلہ قارہ نے برک الغماد سے واپس لایا اور اپنی پناہ میں رکھا فائدہ دغنہ اہل لغت کے نزدیک بضم دال مہملہ و غین معجمہ و تشدید نون ہے وہو المشہور
ور توشیح شرح بخاری میں بفتح دال مہملہ و کسر غین معجمہ و نون مفتوحہ اور نام اسکا حارث ابن یزید اور عند البعض مالک ہے اور دغنہ نام اسکی ماں کا ہے
اور قارہ بفتح قاف و بتخفیف را مہملہ ایک قبیلہ ہے قبائل مضر سے اور برک الغماد بفتح با موحدہ و سکون را مہملہ و کسر غین معجمہ و میم خفیفہ ایک موضع ہے
پانچ میل ام القری سے جانب یمن اور بعض نے بکسر موحدہ و بضم غین معجمہ بھی پڑھا ہے الغرض ابن دغنہ نے حضرت صدیق اکبر کو اپنی پناہ میں لیا اور
انکے مکان پر پہونچا کے حال پناہ دہی کا اشراف قریش سے بیان کیا انھوں نے کہا کہ اس شرط ہمیں منظور ہے کہ قرآن کو گھر سے باہر باواز بلند نہ پڑھا کریں
کیونکہ اسکو سنکے ہمارے لڑکے بالے فریفتہ ہوتے ہیں حضرت صدیق نے چند روز ایسا ہی کیا پھر درون صحن خانہ میں مسجد بنائی اور نماز تہجد میں
اور نمازوں میں قرآن مجید باواز بلند پڑھنا شروع کیا اور عادت حضرت صدیق کی تھی کہ جب قرآن شریف پڑھتے تو بے اختیار روتے تھے
ہمسایے کی عورتیں اور لڑکے مجتمع ہو سننے لگے کافروں نے ابن الدغنہ سے کہلا بھیجا اسنے حضرت صدیق سے کہا کہ آپ برخلاف عہد کرتے ہیں میری حمایت
قائم نہ رہیگی آنجناب نے فرمایا کہ مجھے سوا خدا کے اور کسی کی پناہ میں رہنا بھی منظور نہیں ہے وہ اپنی پناہ توڑکر چلا گیا اور حضرت صدیق اکبر بامان خدا
محفوظ رہے عینی شرح صحیح بخاری میں ہے کہ اول مسجد اسلام میں یہ ہے کہ جسکو صدیق اکبر نے تعمیر کیا جب سال ششم نبوت کا آیا تو حضرت
امیر حمزہ ابن عبد المطلب ایمان لائے لقب انکا سید الشہدا اور اسد اللہ بھی آیا ہے حضرت بڑے شجاع و بہادر و قوی جوان تھے والدہ انکی و والدہ
رسول اللہ کی حقیقی بہن تھیں نام انکا ہالہ بنت وہیب تھا اور سبب اسلام انکا یہ ہوا کہ ایک دن ابو جہل ملعون نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں

کچھ بےادبانہ کلام کیا حضرت نے از رہ حلم نہایت تحمل فرمایا مگر عبد اللہ بن جدعان کی لونڈی نے حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ سے کہدیا کہ حضرت اسوقت
تک شکار سے آئے تھے اور طواف کعبہ کرتے تھے سنتے ہی غصے میں بھرے ابی جہل کے پاس گئے اور اس زور سے کمان اُسکے سر پر ماری کہ اُس ملعون کا سر پھٹ گیا اور کہا
اے معقول تو محمد کو گالی دیتا ہے حالانکہ میں اُسکے دین میں ہوں اور اسی وقت حضور اقدس میں حاضر ہو کر مسلمان ہوگئے آنحضرت نہایت خوش ہوئے اور اب انتالیس
اہل اسلام حضرت کے ہمراہ ہوئے اور اسوقت آنجناب ارقم کے گھر میں مع اصحاب باصفا تشریف فرما تھے اور سب پوشیدہ رہتے تھے اور قریش میں دو شخص
ایسے سردار تھے ایک ابوجہل ابن ہشام دوسرے عمر ابن خطاب حضرت نے دعا فرمائی یا اللہ دین اسلام کو عزت دے اسلام عمر ابن الخطاب یا ابوجہل ابن ہشام سے
حضرت عمر کے حق میں دعا قبول ہوئی کہ دوسرے دن اسلام لائے اور صورت اسکی یون ظاہر ہوئی کہ جب آیۃ انکم وما تعبدون من دون اللہ حصب جہنم انتم لہا
واردون نازل ہوا تو ابوجہل لعین نے ایک مجمع میں جسمیں حضرت عمر بھی تھے متصل خانہ کعبہ کے کھڑے ہوکے کہا کہ جو کوئی محمد کا سر کاٹ لاوے میں اسکو سو اونٹ
اور چالیس ہزار درہم دوں حضرت عمر نے کہا کہ میں یہ کام کر سکتا ہوں ابوجہل نے لات و عزی کی قسم کھائی اور کعبے میں جا کے ہبل کو گواہ کیا عمر با تیغ مسلح
روانہ ہوئے راہ میں ایک شخص نعیم بن عبد اللہ ابن النحام سے ملاقات ہوئی وہ مسلمان تھے انھوں نے پوچھا کہاں جاتے ہو عمر نے کہا محمد کے قتل کو نعیم نے کہا
بنی ہاشم سے کسطرح بچو گے عمر نے کہا شاید تو نے تبدیل دین کیا ہے اگر ایسا ہو تو پہلے تجھی پر ہاتھ صاف کروں نعیم نے کہا کہ میں آبائی دین پر ہوں وہ نسبت
یہ کہی کہ حضرت ابراہیم و اسمعیل کے دین پر ہوں اور ظاہر میں معلوم ہوا کہ آبائی مشرکین کے دین پر ہیں پھر دونوں باہم مل کر چلے موضع الطبع میں ایک شخص
بکری ذبح کرنے پر مستعد تھا جب اسنے بکری کے سر پر ہاتھ رکھا تو بکری نے کہا یا آل ذبح امر نجیح رجل فصیح بلسان فصیح یدعو الی شہادۃ ان لا الہ الا اللہ و ان
محمد رسول اللہ یعنی اے ذبح کرنے والے ایک کام کی بات ہے ایک فصیح زبان فصیح سے بلاتا ہے طرف گواہی لا الہ الا اللہ کے اور صحیح بخاری میں ہے کہ حضرت عمر
کہتے ہیں کہ ایام جاہلیت میں ایک بتخانے میں تھا اور مشرکین لے گئے تھے ایک قربانی کی بت کے پیش میں نے آواز سنی یا جلیح امر نجیح رجل فصیح یقول لا الہ الا اللہ یعنی ای
شخص کام کی بات ہے ایک فصیح کہتا ہے لا الہ الا اللہ سو لوگ یہ آواز سنکے بھاگے میں ٹھہر رہا دوسرے دن پھر یہی صدا آئی واسطے انھیں دنوں معلوم ہوا کہ محمد
صلے اللہ علیہ وسلم طرف لا الہ الا اللہ کے دعوت فرماتے ہیں یہ معجزہ پیش از ظہور اسلام معلوم ہوتا ہے بالجملہ اس بکری کو ذابح نے چھوڑ دیا اور عمر نے کہا اور عجیب
سخت مشکل ہوئی محمد کو جلد مارنا چاہیے پھر آگے بڑھے کہ سعد ابن ابی وقاص رضی اللہ عنہ ملے پوچھا اے عمر کہاں کا ارادہ ہے کہا محمد کو مارنے جاتا ہوں سعد نے کہا
اُنکی قوم سے کسطرح نجات ملیگی عمر نے تلوار میان سے کھینچی اور سعد بھی مقابل ہوئے قریب تھا کہ باہم محاربہ واقع ہو سعد نے زبان بدل کے کہا کہ اول اپنی بہن فاطمہ
خواہر آمنہ اور بہنوئی اپنے سعید کو جو اسلام لا چکے ہیں قتل کرلو پھر اور کو دیکھنا عمر نے کہا کسطرح معلوم ہو کہ وہ مسلمان ہوئے ہیں سعد ابن ابی وقاص نے فرمایا کہ
تمہارے ہاتھ کا ذبیحہ کھا نہ سکینگے عمر طیش کھاکے اپنی بہن کے گھر کو پھرے اُسوقت اُنکے گھر میں خباب بن الارت صحابی تھے اور سورہ طہ کہ اُنھیں دنوں میں
نازل ہوئی تھی سعید و فاطمہ کو پڑھا رہے تھے اور کیواڑ دروازے کے بند تھے عمر نے کان لگا کے سنا اور آواز دی خود دستک دی خباب صحابی مع صحیفہ چھپ رہے
آکر پوچھا کیا پڑھتے تھے انھوں نے کہا باتیں کرتے تھے پھر عمر نے ایک بکری ذبح کی اور گوشت اُسکا بھون کر بہن اور بہنوئی کو کھانے کو دیا انھوں نے
نہ کھایا عمر نے جانا کہ سعد کی بات درست ہے اور غصے ہوکے بہن کو ایسا مارا کہ سر اور منہ خون آلودہ ہوگیا اور بہنوئی کو بھی مارا تب اُنھوں نے
بے تابی سے کہا چاہو تو ہمارے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالو ہم تو محمد پر ایمان لا چکے ہیں اور وہ پیغمبر برحق ہیں عمر نے دین اسلام میں انکو مضبوط پایا اور بہن کے سر اور منہ کو
خون آلودہ دیکھ کر رحم کیا اور الگ ہو بیٹھے تھوڑی دیر کے بعد کہا جو تم پڑھتے تھے میرے پاس لاؤ تب اس صحیفے کو جسمیں سورہ طہ تھی نکالا

پھر عمر نے چاہا کہ ہاتھ میں لیکر پڑھیں انکی بہن نے کہا تم نجاست شرک سے آلودہ ہو لا یمسہ الا المطہرون یعنی نہیں چھوتے ہیں اسکو مگر پاکیزہ لوگ
تب عمر نے غسل کیا محدثین نے لکھا ہے کہ عمر نے سورہ طہ ہاتھ میں لیکر شروع سے پڑھا جب یہاں تک پہنچے کہ اللہ لا الہ الا ہو لہ الاسماء الحسنی
تو بے طاقت ہو گئے اور کہا کہ جسکا یہ کلام ہو اسکی پرستش ہی کرنا چاہیے پھر یہی اشہد ان لا الہ الا اللہ اشہد ان محمدا رسول اللہ [illegible]
خباب رضی اللہ عنہ تکبیر کہتے ہوئے باہر نکلے اور فرمانے لگے کہ میں نے سنا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے اللھم اید الاسلام بابی الحکم ابن ہشام
او بعمر ابن الخطاب فاللہ اللہ یا عمر تب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا مجھکو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں لے چلو خباب رضی اللہ عنہ نے کہا حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم حضرت امیر حمزہ ابن عبد المطلب کے گھر میں جلوہ فرما ہیں فائدہ روایات صحیحہ سے ثابت ہے کہ حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ نے
زمانہ جاہلیت میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور اصحاب رضی اللہ عنہم کے حق میں کوئی بات نازیبا نہیں کی اور کسی طرح کی ایذا دہی نہیں کی تب حضرت عمر رضی اللہ عنہ
بالعزم قدم پہنچے حضرت امیر حمزہ کے گھر پر آئے اور آواز دی کسی صحابی نے دروازہ کے شگاف سے دیکھا اور کہا کہ عمر مسلح آئے ہیں سب نے کہا اعوذ باللہ
من شر عمر لیکن امیر حمزہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا دروازہ کھول دو اگر نیت خیر سے آئے ہیں تو بہتر ہے اگر ارادہ شر رکھتے ہیں تو انشاء اللہ
انھیں کی تلوار سے قتل کرونگا چنانچہ دروازہ کھولا تو حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے اور بغل گیر ہو کے عمر کو خوب دبایا
کہ سینہ سے لگا لیا اور فرمایا اے عمر ابن خطاب اللہ اکبر نیت خیر آئی ہو تو بہتر ہے ورنہ [illegible] تب عمر رضی اللہ عنہ نے التماس کیا کہ میں اسلام
لانے آیا ہوں اور بدن کانپا اور ہاتھ سے گر پڑے اور پکار کر کہے اشہد ان لا الہ الا اللہ اشہد انک رسول اللہ تب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ اکبر
آواز بلند سے فرمایا اور سب مسلمانوں نے تکبیر کہی اور بہت خوش ہوئے حضرت عمر نے پوچھا کہ آپ کتنے مسلمان ہیں فرمایا کہ تم سے چالیس کا عدد
پورا ہوا ہے حضرت عمر نے کہا یا رسول اللہ کفار عبادت لات و عزی کی علانیہ کریں اور ہم لوگ خدائے وحدہ لا شریک کی عبادت کیوں پوشیدہ کریں
اسوقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو لیکے نکلے داہنی طرف امیر المومنین ابی بکر صدیق رفیق با توفیق اور بائیں طرف سید الشہدا امیر حمزہ عم شفیق اور پیش پیش
اسد اللہ الغالب امیر المومنین علی ابن ابیطالب سید العرب والعجم اور آگے آگے امیر المومنین عمر ابن خطاب فاروق اعظم رضی اللہ عنہم مسلح و تیار اور پیچھے
دیگر اصحاب ابرار رضوان اللہ علیہم اجمعین اور جانب بیت اللہ شریف متوجہ ہوئے اسوقت مشرکین قریش بانتظار عمر ابن خطاب کے حرم میں بیٹھے تھے
دفعۃً حضرت عمر خوش خوش نظر آئے تو مشرکوں نے پوچھا تمہارے پیچھے کیا ہے فرمایا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ اگر کسی نے اپنے مقام سے جنبش و حرکت کی
اسکا سر تیغ ہوگا چنانچہ کفار ناہنجار کعبہ سے نکل کے چلے گئے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کعبہ میں داخل ہو کے دو رکعت نماز ادا فرمائی اسی دن
وحی آئی یا ایہا النبی حسبک اللہ ومن اتبعک من المومنین الغرض حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے سے غلبہ اسلام شروع ہوا صحیح بخاری میں عبد اللہ
ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ما زلنا اعزۃ منذ اسلم عمر یعنی ہم ہمیشہ باعزت رہے جب سے اسلام لائے عمر غرض کہ اسلام کا غلبہ ہوا اور کفار قریش
جانا کہ ہجرت کا اصحاب حبشہ ہوا تو مشورہ کیا اور سب نے اتفاق کرکے حضرت پر چوٹ کریں مگر ابوطالب کے خوف سے قابو نہ پاتے تھے آخرکار
ابوطالب سے کہنے لگے کہ اب ہم تم سے لڑینگے ورنہ محمد کو حوالے کرو ابوطالب نے فتنہ دل میں کیا اور آنحضرت کو لیکر مع بنی ہاشم و بنی مطلب اصحاب ایک گھاٹی میں
یا اپنا حاطہ میں پوشیدہ ہوئے اور محافظت بیٹھے لگے کفار نے پیوند قطع کی اور کوشش کی کہ بنی ہاشم و بنی مطلب سے کوئی سلوک نہ کریں [illegible]
اور سوداگروں کو منع کر دیا کہ ان لوگوں کے پاس کوئی چیز نہ بیچیں اور ایک عہدنامہ بقطع [illegible] لکھکر کعبہ میں [illegible]

ابن بکر مدینہ تھا آپکے ہاتھ شامل ہوگئے یہان ختم ہجرت ہوا واقعہ بعاث بھی اسی سال مین واقع ہوا یوم بعاث ایک مقام ہے جسکے پاس اوس تھے انصار اور
خزرج سے لڑائی ہوئی یہ لڑائی آخری تھی پھر آٹھوین برس نبوت مین ہامین فارس و روم عراق پر لڑائی ہوئی فارسی مجوسی تھے اور رومی نصاریٰ
اہل اسلام فتح نصاریٰ چاہتے تھے اور قریش مجوسیون کی خبر آئی کہ فارس روم پر غالب ہے کافر خوش ہیں مسلمان رنجیدہ اور کافر کہنے لگے کہ
آج ہمارے بھائی تمہارے بھائیون پر غالب ہیں جیسے ہی کل ہم تم پر غالب ہونگے خدا تعالی نے یہ آیت نازل فرمائی الم غلبت الروم فی ادنی الارض وہم من بعد
غلبہم سیغلبون فی بضع سنین للہ الامر من قبل ومن بعد ویومئذ یفرح المؤمنون بنصر اللہ ینصر من یشاء وہو العزیز الرحیم یعنی مغلوب ہو گئے ہیں روم اپنے
ملک مین اور وہ بعد اسکے غالب ہونگے کئی برس مین اللہ کے ہاتھ مین ہے کام پہلے و پیچھے اور اسی دن خوش ہونگے مسلمان اللہ کی مدد سے مدد کرے
جسکی چاہے اور وہی ہے زبردست رحم والا اور حضرت نے مسلمانون کی تسلی کی حضرت صدیق اکبر تو دل کھول کے اور کہنے لگے خوش ہو روم غالب ہوگا
فارس پر ہمارے نبی نے خبر دی ہے ابی ابن خلف نے تکذیب کی اور دس اونٹ کی شرط ہوئی اور تین برس کا وعدہ ہوا ایسا ہوا کہ ایک [illegible]
چنانچہ قصہ حضرت ابی بکر نے حضرت صلعم سے کہا آپ نے فرمایا کہ بضع تین سے نو تک ہوتا ہے تم جاکے مدت زیادہ کرو اور تعداد اونٹون کی بھی بڑھا دو حضرت
صدیق اکبر پھر تشریف لائے اور اس کافر سے کہا کہ سو اونٹ کی شرط ہوا اور مدت نو برس کی اس نے قبول کی چنانچہ اس معاملے سے ساتوین برس غزوہ
یا غزوہ بدر مین پھر روم و فارس مین مقابلہ ہوا اور روم کی فتح ہوئی [illegible] یہان پہونچی اہل اسلام خوش ہوئے اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے
شرط کے اونٹ ابی ابن خلف کے وارثون سے لیے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور مین لائے آپ نے ارشاد کیا کہ خیرات کر دو فائدہ ان اونٹون
اونٹ لینے کی وجہ یہ ہوئی کہ ابی ابن خلف غزوہ احد مین حضرت کے ہاتھ سے زخمی ہو کر مر گیا جب یہ معاملہ معلوم ہوا تو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اسکے
وارثون سے اونٹ لیے اور چونکہ ابی ابن خلف نے یہ خیال کیا تھا شاید ابوبکر مکہ سے کہین چلے جائین بابت شرط ایک کفیل بالمال طلب کیا تھا انہون نے
عبداللہ اپنے بیٹے کو کفالت مین دے دیا تھا سو جب ہار گئے رومیون کے تو اسکو بھی کفالت سے نکال لیا اس قصہ سے حضرت امام اعظم و امام محمد نکالتے
کہ عقود فاسدہ شامل ہو اور غیرہ ماہین مسلمان اور کافر کے دار الحرب مین درست ہین دسوین برس نبوت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مع اپنے اہل کے
محاصرے سے نکلے اور عہد نامہ توڑا گیا اور اسکے ٹوٹنے کی صورت نکلی کہ ہشام ابن عمر عامری و زہیر ابن ابی امیہ مخزومی والدہ اسکی عاتکہ
بنت عبدالمطلب اور مطعم ابن عدی نوفلی اور ابو البختری ابن ہشام اور زمعہ ابن اسود اسدی یہ پانچون سردار قریش رات کو ایک جگہ جمع ہوئے اور
تجویز ہوئی کہ بنو ہاشم اور بنو مطلب پر تکلیف بہت ہے مروت مقتضی نہین کہ وہ لوگ اس طرح سے تکلیف پائین اور ہم راحت مین بسر کرین
اب اس عہد نامہ کو شکست کرنا واجب ہے غرض کہ پانچون شخص باہم عہد ہوئے کہ صبح کے وقت عہد نامہ چاک کرینگے جب صبح ہوئی تو زہیر ابن ابی امیہ
بیت اللہ شریف مین آیا اور طواف کر کے کہنے لگا کہ اے اہل مکہ ہم بعیش و نشاط کھانا کھائین اور بنو ہاشم ہلاک ہون واللہ مین یہان بیٹھونگا
جب تک یہ عہد نامہ توڑا جائیگا ابو جہل نے کہا واللہ تو کاذب ہے کبھو یہ عہد نہ ٹوٹیگا زمعہ ابن اسود نے کہا اے ابو جہل تو بڑا کاذب ہے ہم
ہم راضی نہ تھے اس صحیفہ پر جس وقت لکھا جاتا تھا پھر مطعم ابن عدی نے کہا کہ تم دونون سچے ہو جو شخص کہ اور بات کہتا ہو وہ جھوٹا ہے ہم
اس قول و قرار اور عہد نامہ سے بیزار ہین پس مطعم ابن عدی نے وہ عہد نامہ جو کر لیا تو تمام عہد نامہ کیڑون نے کھا لیا تھا صرف اللہ کا
نام باقی تھا اسنے چاک کر ڈالا ابو جہل نے کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ مشورہ رات کو ہوا ہے اب قریش مین خصومت اور نزاع پڑی

فائدہ قبل اس صفر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ازروے وحی ابوطالب سے فرمایا تھا کہ اس صحیفہ مین سواے نام اللہ کے اور جو باتین ظلم وجور کی لکھی ہین کچھ بھی باقی نہ رہینگی کیڑے کھا جائینگے چنانچہ جس دن وہ پانچون سردار کعبے مین آئے وہین اتفاقاً ابوطالب بھی کچھ آشنا اپنے ساتھ لیکر گھاٹی سے باہر نکلے اور کعبے مین آکر بیٹھے اور فرمانے لگے کہ اے قوم قریش وہ صحیفہ ٹھہری ہے کہنے لگے ٹھہری ہے ابوطالب نے کہا مجھسے محمد صلے اللہ علیہ وسلم نے ازروے وحی یہ خبر کہی ہے کہ سواے نام خدا اور جو کچھ ہے اس عہدنامے مین نہ رہیگا پس اس صحیفے کو دیکھو اگر یہ قول انکا سچ ہے تو مضمون صحیفے سے درگذر کرو اور جو جھوٹا نکلے تو البتہ انکو تمہارے سپرد کردونگا ساری قوم نے کہا کہ یہ بات تمنے حق منصفانہ فرمائی ہے چنانچہ عہدنامہ کھولا گیا تو خبر مخبر صادق کی صادق نکلی اور کافر شرمندہ ہوے مگر ابوجہل اور اُسکے توابع اُسی عہد پر رہے ابوطالب اُنکے حق مین بددعا فرماکر چلے آئے الغرض اُن پانچون سردارون نے وہ عہد توڑا اور مطعم ابن عدی نے عہدنامہ چاک کیا اور بنو ہاشم وبنو مطلب حصار سے باہر نکلے قریش دیکھکر رہ گئے اس عرصہ مین عمر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اُنچاس برس کی تھی پھر دسوین برس بعد گذرنے نو مہینے اکیس دن کے ابوطالب نے وفات پائی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو نہایت غم ہوا پھر بعد تین دن کے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے انتقال جنت فرمایا آنحضرت کو دوگونہ ملال ہوا کہ عام الحزن اس سال کا نام فرمایا عمر ابیطالب کی ستاسی برس کی ہوئی اور حضرت خدیجہ کی پینسٹھ برس کی بعد نکاح کے پچیس برس زندہ رہی اور صحیحین مین سعید ابن مسیب سے روایت ہے کہ جب ابوطالب کو مرض موت لاحق تھا حضرت صلعم تشریف لائے ابوجہل وعبداللہ ابن ابی امیہ دونون کا فروہان حاضر تھے حضرت نے فرمایا اے چچا لا الٰہ الا اللہ کہہ تاکہ تمہاری روز قیامت شفاعت کرون ابوطالب نے کہا اے بھتیجے اگر قریش کا خوف نہوتا کہ وہ یہ طعنہ دینگے کہ موت کے خوف سے کلمہ محمد پڑھا تو مین البتہ اسکو پڑھتا اور تمکو خوش کردیتا اور اس حالت مین ابوجہل وعبداللہ ابوطالب کو روکتے تھے کہ اے ابیطالب تو عبدالمطلب کے دین سے بدلیگا روایت ہے کہ ابوطالب نے کچھ شعر اس مضمون کے اُسوقت پڑھے کہ اُنسے صدق رسول اللہ اور حق ہونا دین اسلام کا ظاہر ہوتا تھا اور یہ بھی نکلتا تھا کہ مجھکو اگر خوف طعنہ زنی قریش کا نہوتا تو اول مین ہی دین کو قبول کرتا اب کافر چلائے کہ اے ابوطالب دین آبائی سے تو پھر گیا ابوطالب نے کہا نہین مین دین آبائی پر مرتا ہون خلاصہ یہ کہ آخر وقت ابوجہل وغیرہ کے روکنے سے منھ سے نکلا علی ملۃ عبدالمطلب اُسوقت حضرت نے فرمایا مین بخشاونگا اگر منع نہ کیا گیا چنانچہ بعد موت اونکی حضرت نے استغفار کیا اصحاب نے بھی اپنے آبا واجداد کے لیے استغفار کرنا شروع کیا اُسپر یہ آیت اُتری سورۂ توبہ مین ماکان للنبی والذین امنوا ان یستغفروا للمشرکین ولو کانوا اولی قربی من بعد ما تبین لہم انہم اصحاب الجحیم یعنی نہین پہونچتا ہے نبی کو اور ایمان والون کو کہ بخشش مانگین مشرکین کی اگرچہ وہ ہون قرابتی جب کھل چکا اُنپر کہ وہ ہین دوزخی اور تفسیر نظم الجواہر مین مفتی ولی اللہ فرخ آبادی لکھتے ہین کہ سدی سے روایت ہے کہ جب ابوطالب کی وفات قریب ہوئی قریش نے مشورہ کیا کہ چلو اس شخص سے درخواست کرین کہ اپنے برادرزادہ کو منع کردے اور ہمکو حیا آتی ہے کہ بعد موت ابیطالب کے

اسکو قتل کریں کیونکہ اہل عرب کہینگے کہ ابوطالب کی حمایت جب نہ رہی تو مار ڈالا چنانچہ ابوسفیان و ابوجہل و
نضر ابن حارث و امیہ و ابی پسران خلف و عقبہ ابن معیط و عمرو بن عاص و اسود بن بختری ابوطالب کے پاس
آکر کہنے لگے کہ تو ہمارا بزرگ ہے اور محمد نے تمکو اور ہمارے بتوں کو ایذا دی ہے بہتر ہے کہ اسکو فہمایش کرے ہمارا اور
ہمارے ٹھاکروں کا ذکر نہ کیا کرے ابوطالب نے حضرت کو بلوایا اور کہا یہ لوگ تمہاری قوم و عم زاد بھائی ہیں
فرمایا کیا چاہتے ہیں حاضرین بولے کہ تم ہمکو اور بتوں کو چھوڑ دو اور ہم تمکو اور تمہارے خدا کو چھوڑ دیں ابوطالب
بولے کہ یہ بات تو انصاف کی ہے قبول کر و فرمایا پھر کہو جب انہوں نے مکرر کہا فرمایا اگر میں ایسا کروں تو مجھکو تم
ایک کلمہ دوگے ابوجہل نے کہا قسم تیرے باپ کے دین کی اور تم بھی دو مانند [illegible] اور کہو وہ بات فرمایا تم کہو لا الہ الا اللہ
وہ سب بگڑ گئے ابوطالب نے کہا اور کچھ کہو فرمایا اگر لاویں آفتاب اور رکھیں میرے ہاتھ پر نہ کہوں مگر یہ اور صحیحین میں
عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا اے محمد ابوطالب چچا تمہارا تمہارے واسطے قریش سے لڑتا تھا
اور تمہاری حمایت میں بہت دافع بلا تھا سو تم بھی کچھ اسکو نفع پہونچاؤ گے فرمایا وہ ضحضاح آتش میں ہے کہ دونوں
ٹخنوں تک پہونچتا ہے جس سے اس کا دماغ جوش مارتا ہے اور جو میں نہوتا تو وہ درک اسفل دوزخ میں ہوتا سہیلی نے
لکھا ہے کہ حکمت اس عذاب میں یہ ہے کہ ابوطالب باوجود محبت آنحضرت ملت آبائی پر قائم رہا اسواسطے قدموں پر
عذاب مسلط کیا کہ انہیں سے ملت آبائی پر ثابت رہی تھی فائدہ ضحضاح آب قلیل کہ زمین مناک میں جمع ہوا
[illegible] روایات سے یہی ثبوت ابیطالب ملت آبائی پر واضح ہوا لا بعض اہل تاریخ نے
ایمان انکا نقل کیا ہے چنانچہ ابن اسحاق نے کہا ہے اسلام عندالموت اور ایک روایت ہے کہ جب وفات ابیطالب
قریب ہوئی تو عباس ابن عبدالمطلب نے دیکھا دونوں لب ابوطالب کے ہلتے تھے سو لگائے دونوں کان اسکی طرف
اور کہا یا ابن اخی واللہ لقد قال اخی الکلمۃ التی امرتہ بہا یعنی اے بیٹے میرے بھائی کے قسم خدا کی کہا میرے بھائی نے
اس کلمہ کو جو بتایا تھا تم نے کما فی الدلائل لیکن اہل تحقیق اس قول کی تضعیف کرتے ہیں اور ظاہرا یہ قول اول
کلام کے جو صحیحین سے نقل آیا ہے خلاف ہے اور شیعہ کہتے ہیں کہ ابوطالب مسلمان تھے اور حشویہ کہتے ہیں کہ وہ کافر تھے
واللہ اعلم بحقیقۃ الحال اور اعانت و حمایت و محبت و شفقت و رعایت و طرف داری و جان نثاری و خاطر داری حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کی ابوطالب کی طرف سے جو ہوئی ہیں کتب سیر میں مفصل مذکور ہیں اور جو کچھ وقت نزع روح کے ابوطالب نے
بصدق حضرت صلعم یہ اشعار پڑھے ہیں وہ بھی کتابوں میں مذکور ہیں پس انکے ایمان لانے کے باب میں گفتگو کرنا ہم
نزدیک ضرور نہیں کیونکہ کچھ عجب نہیں ہے کہ حضرت صلعم نے جسطرح اپنے والدین کو زندہ کرا کے ایماندار فرمایا اسی طرح اپنے
چچا کو بھی بعد موت مسلمان کیا ہو جیسا مخدوم شیخ سعد نے مجمع میں نام المعانی سے اور سبع سنابل میں مجمع سے نقل کیا ہے
کہ بعد معراج کے حضرت نے والدین و ابوطالب کو بخشایا اور اللہ نے انکو زندہ کیا کہ تینوں مسلمان ہو کر اپنے اپنے مقام کو گئے

اور متاخرین محدثین کو والدین کے ایمان لانے مین تردد نہین ہی وراسکے ممکن ہی کہ دل ابوطالب کا نور ایمان سے
بہ برکت حضرت صلعم منور ہوا ہو اور ظاہر مین بخوف کفار ایمان نہ لائے ہون القصہ بعد وفات ابوطالب کے قریش نے تکلیفین
و ایذائین دینی شروع کین کہ ہرگز ابوطالب کی زندگی مین ایسی نوبت نہ پہونچی تھی چنانچہ ایک دن کسی کافر نے حضرت پر
مٹی ڈالی آپ نے صبر کیا اور اپنی بیٹی کے گھر تشریف لیگئے اُسنے دھوئی اور رونے لگی حضرت نے فرمایا صبر کر اللہ تعالی آپکے
شر سے مجھے محفوظ رکھیگا جبتک ابوطالب زندہ رہے کسی نے ایسا نہین کیا بعد اُسکے ابولہب تھوڑے دنون حمایت پر متوجہ
ہوا تھا آخرکار کافرون مین ملا عجب اتفاق ہی کہ سبب تکلیف دینے والے جوار ہی مین تھے اور کوئی اُنمین سے مسلمان نہوا انکو حکم
ابن ابی العاص سو بھی مضطرب ہوکر **فائدہ** یہ سب ایذائین حضرت اٹھاتے تھے اسلیے کہ مقام صبر جسکے مامور تھے حاصل ہو
کما ورد واصبر کما صبر اولوالعزم یعنی من الانبیاء والرسل بالجملہ بعد وفات ابیطالب کے کئی طرح سے حضرت نے دعوت اسلام فرمائی
پر کسی نے قبول نہ کی بلکہ ایذا دیتے رہے ناچار آنجناب مایوس ہوکر مستعد ہوے کہ اب بیگانون کو دعوت کرونگا چنانچہ
وفات ابیطالب سے تین مہینے بعد قبیلہ بنی بکر مین تشریف لیجاکے دعوت اسلام فرمائی اُنھون نے ٹھہرنے نہ دیا تب قبیلہ قحطان مین گئے
وہ بھی بشرارت پیش آئے پھر جانب طائف بمعیت مع زید ابن حارثہ تشریف لیگئے اُس عرصہ مین بنی ثقیف مین تین سردار تھے
عبد یالیل و مسعود و حبیب یہ تینون عمرو ابن عمر کے بیٹے تھے انکو اور جملہ اشراف اس قوم کو دعوت فرمائی ہر ایک بدسلوکی سے
پیش آکر اقامت کے بھی روادار نہوے اور ایسی ایذائین اُنھون نے پہونچائین کہ حضرت کے نزدیک وہ دن یوم احد سے زیادہ تھا صحیحین مین
حضرت عائشہ صدیقہ رض سے روایت ہی کہ مین نے حضرت سے پوچھا یا حضرت یوم احد سے بھی کوئی دن سخت آپ پر گذرا فرمایا سخت ترین ایام
یوم عقبہ تھا جب مین نے ابن عبد یالیل ابن کلال کو دعوت کی اُسنے قبول نہ کی سو مین رنجیدہ ہوکر چلا اور ہوش مین نہ آیا مگر اس مکان مین
میرے حواس درست ہوے جب موضع قرن الثعالب مین پہونچا اور وہان مین نے جانب آسمان سر اُٹھایا تو ایک ٹکڑا ابر کا مجھپر سایہ کیے
نظر آیا وہان سے حضرت جبرئیل نے کہا اے محمد اللہ نے تمھاری قوم کے حالات دیکھکر ملک الجبال کو بھیجا ہی جو چاہو حکم فرماؤ پھر
ملک الجبال نے سلام کرکے کہا اگر حکم ہو تو کافرون پر ڈھادون اُن دونون پہاڑون کو جنکے درمیان مکہ ہی مین نے کہا مجھے منظور نہین ہی مین
امید رکھتا ہون کہ حق تعالی انکی پیٹھ سے ایسی اولاد پیدا کرے جو صرف خدا کی عبادت کرین اور لاشریک لہ سمجھین سبحان اللہ کیا ہی صبر تھا
کہ باوجود ایسی تکلیفات شاقہ کے اپنا کرم نہ چھوڑا مطلب ما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین ایسی جگہ سے ظاہر ہی اور عقدہ الرسول خیر خواہ
دشمنان اس مقام سے حل ہوتا ہی تواریخ سے ظاہر ہی کہ سرداران بنی ثقیف نے بڑی بڑی شرارتین کین ہین یعنی لڑکون اور شہدون کو
ہشکار دیا اُنھون نے نہایت بےادبی کی اور گالیان دین اور پتھرون سے حضرت کی ایڑیان زخمی کر ڈالین مگر آپنے انکے واسطے بد دعا
نہ فرمائی اللھم صل وسلم علی سیدنا و مولانا محمد سید الصابرین و امام الکاظمین علامہ قسطلانی مواہب لدنیہ مین لکھتے ہین کہ حضرت سید المرسلین
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دس دن طائف مین رہے بعد اُسکے جانب مکہ روانہ ہوے پھرتے وقت آپکو نہایت وحشت تھی اور زید ابن حارثہ
اُسوقت مین ہمراہ رکاب تھے اثناے راہ مین ایک باغ تھا شیبہ و عتبہ پسران ربیعہ کا ملا اُسمین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ٹھہرے شیبہ و عتبہ موجود تھے

انھون نے انکو پریشان دیکھ کر بلحاظ قرابت و خویشی رحم کھا کر عداس نامے غلام نصرانی کے ہاتھ ایک خوشہ انگور کا طبق مین رکھ کر بھیجا حضرت نے بسم اللہ کہکر اسے کھایا عداس نے کہا مین نے یہ کلمہ کبھی اس بستی مین سنا نہین حضرت صلعم نے فرمایا تو کہان کا رہنے والا ہو اور کس دین مین ہو اُسنے عرض کیا کہ مین متوطن نینوی کا ہون دین مین نصرانی ہون فرمایا تو یونس ابن متی کے گانون کا ہو وہ بولا آپنے کسطرح یونس کو جانا فرمایا یونس میرا بھائی تھا یعنی وہ پیغمبر تھا مین بھی پیغمبر ہون اور جمیع انبیاء علاتی بھائی ہین عداس نے پوچھا آپکا اسم شریف کیا ہو فرمایا محمد صلعم اُسنے کہا مین مدت دراز سے انجیل مقدس مین اوصاف حضرت پڑھتا ہون اور توریت مین بھی لکھا ہو کہ خدا انکو پیغمبر کریگا مگر قوم کے لوگ قبول نکرینگے اور شہر سے ہجرت کرنا ہوگی آخر کار نصرت الٰہی شامل ہوگی اور تمام زمین پر آپ کا دین پھیلیگا یا تجملہ عداس ایمان لایا اور قدمبوس ہوا عتبہ شیبہ نے قدمبوسی ورستہ دیکھی جب عداس گیا تو کہا اُسنے تجھکو فریب دیا اُسنے کہا کہ پیغمبر ہین اور آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم جانب مکہ بیمار کہ تشریف لے چلے راہ مین ایک باغ نخلہ مین نخلہ ملا جو مکہ سے رات بھر کی راہ ہو وہان منزل فرمائی آدھی رات کو نماز پڑھنے لگے اُسوقت سات نفر جن نصیبین کے آئے قرات قرآن سنکر آپ کو پہچانا اور اپنی قوم مین جاکر اسکا چرچا کیا وہ ایمان لائے یہ روایت ابن اسحاق اور اُسکے توابع کی ہو اور صحیحین سے ثابت ہو کہ یہ معاملہ بازار عکاظ مین واقع ہوا جب کہ آنجناب مع اصحاب نماز پڑھتے تھے اور احتمال یہ ہو کہ جب آنجناب طائف سے پھرے تو بازار مذکور مین جلوہ فرما ہوسے اور یہ بازار ایسا تھا کہ اُس مین سالانہ تاجر جمع ہوتے تھے یعنی بطن نخلہ مین شوال سے دسوین ذیقعدہ تک وہان قیام رہتا اور شاید آپکے ہمراہ چند اصحاب آنحضرت سے وہان مل گئے اُنکے ہمراہ آنحضرت ایک مقام مین جو کہ مکہ کی راہ پر ہے شب باش ہوسے جب صبح ہوئی تو آنجناب مع اصحاب نماز پڑھنے لگے کہ اُس حال مین نو نفر جن نصیبین کے رہنے والے شہر نصیبین متعلقات شام کے فرقہ بنی شیصبان سے کہ سادات قوم مذکور ہین اُس طرف گذرے اور قرات آنجناب سنی از انجملہ زوبعہ و عمرو و نفر سردار عظیم الشان تھے اُنھون نے اپنی قوم کی دعوت اسطرح شروع کی

کما قال اللہ تعالٰے فی سورۃ الاحقاف یا قومنا انا سمعنا کتابا انزل من بعد موسٰی مصدقا لما بین یدیہ یھدی الی الحق والی طریق مستقیم یا قومنا اجیبوا داعی اللہ و آمنوا بہ یغفر لکم من ذنوبکم ویجرکم من عذاب الیم ومن لا یجب داعی اللہ فلیس بمعجز فی الارض ولیس لہ من دونہ اولیاء اولئک فی ضلال مبین یعنی اے قوم ہماری ہمنے سنی ایک کتاب جو اتری موسٰے کے بعد سچا کرتی ہو سب اگلیون کو سوجھاتی سچا دین اور ایک راہ سیدھی اے قوم ہماری مانو اللہ کے بلانے والے کو اور اُسپر یقین لاؤ کہ بخشے تمکو کچھ تمھارے گناہ اور بچا دے تمکو ایک دکھ کی مار سے اور جو نہ مانیگا اللہ کے بلانے والے کو تو وہ نہ تھکا سکیگا بھاگ کر زمین مین اور کوئی نہین اُسکو اُسکے سوا مددگار وہ لوگ بھٹکے ہین صریح سو یہ باتین قوم جن نے سُنی اور بہت لوگ ایمان لائے مگر اس مرتبہ جنون سے ملاقات نہین ہوئی جیسا مواہب لدنیہ مین اور روضۃ الاحباب مین ملاقات کا ہونا لکھا ہو معلوم ہوا کہ جن مین بھی کافر و مومن ہین

کافر کو عذاب نار ہوگا بالاتفاق مومن میں اختلاف ہے مالک و ابن ابی لیلی و ابو یوسف و محمد کہتے ہیں جس طرح مسلمان آدمیوں کو
جنت میں ثواب ملیگا اسی طرح جن کو بھی واسطے اور صاحب کشاف کا مختار یہی قول ہے اور ضحاک کہتے ہیں کہ جن بہشت میں
کھائینگے پیئینگے مختار اکثر مشائخ کا یہ ہے اور بعض کہتے ہیں جس طرح آدمی نعمت سے لذت پائینگے وہ تسبیح و ذکر سے پائینگے اور بعض
کہتے ہیں بہشت میں نہ جائینگے گرد اگرد ہونگے اور امام اعظم فرماتے ہیں کہ ثواب انکو نہ ہوگا ایمان فقط آگ سے بچا دیگا اور اہل شہر کہتے ہیں کہ
کئی دن حضرت صلعم نے مقام مذکور میں اقامت فرمائی پھر عازم مکہ ہوئے زید ابن حارثہ نے عرض کیا کہ یا حضرت جن لوگوں نے
آپکو نکالا ہے انھیں میں آپ تشریف لیے جاتے ہیں فرمایا نا امید مت ہو اللہ تعالی مدد کریگا خاطر جمع رکھو بالجملہ مکہ مبارکہ کے
قریب جاکر ایک یار کو قریش کے پاس طلب جوار واسطے روانہ فرمایا اور بتامل اس وجہ سے داخل نہوئے کہ شاید اہل مکہ
طائف کے حالات سنکر مانند انکے پیش آویں سو کسی مشرک نے جوار قبول نہ کیا مگر مطعم ابن عدی نے تب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کعبہ میں آئے اور طواف فرمایا اور حجر اسود کو چوما اور دو رکعت ادا کر کے دعا مانگی کہ یا مسبب ایسا سبب کر کہ ایسی قوم ایمان لائے
جو تیرے دین صادق کی مدد کرے بعد اسکے باعانت ظاہری مطعم ابن عدی کے اپنی منزل خاص میں جا رونق افزا ہوئے اور مطعم مع بیٹوں
اپنے توابع و لواحق کے مشغول حراست و حمایت ہوا اور لوگوں کو بنا بتابعت دین اسلام بلانے لگا اور ابولہب آپکے پیچھے لگا ہوا
جاتا اور کہتا کہ یہ شخص جھوٹا ہے اپنے دین آبائی سے برگشتہ ہے پھر اسی سال میں طفیل ابن عمرو دوسی کہ اشراف قوم تھا حاضر ہو کر
مسلمان ہوا اور کہنے لگا یا رسول اللہ میں چاہتا ہوں کہ اپنی قوم کو اسلام کی دعوت کروں لیکن کوئی نشان ایسا ہو کہ اسکے سبب قوم میں
صورت امتیاز پیدا ہو چنانچہ حضرت صلعم نے دعا فرمائی اللہ نے ایک نور مانند چراغ دونوں آنکھوں کے بیچ میں روشن کیا تب طفیل دوسی
جانب قوم روانہ ہوا پھر اسکے دل میں گذرا کہ شاید اس علامت کو مردم قوم کوئی بیماری سمجھیں اور یہ کہنے لگیں کہ اسلام لانے سے اس
مرض میں مبتلا ہوا ہے لہذا دعا مانگی کہ یا الہی یہ نشان تغیر ہو جائے خداوند مجیب نے اس نور کو اسکے تازیانہ میں روشن کیا کہ مثل قندیل نمایاں ہوا پھر
مع اس نشان کے قوم میں داخل ہوا اور دعوت اسلام شروع کی چند نفر ایمان لائے کہ طفیل ناراض ہو کر حضرت صلعم کے پاس آیا اور عرض کیا
یا رسول اللہ قوم سزاوار الہلاک ہے آپ بددعا فرماویں کہ ہلاک ہو جائے حضرت نے کہا یا الہی قوم دوس راہ مستقیم اختیار کرے اور طفیل سے
ارشاد کیا کہ تو قوم میں بکمال رفق و نرمی بسر کر کہ طفیل رخصت ہوا اسکی برکت سے ستر یا اسی خاندان کے لوگ ایمان لائے اور بعد فتح خیبر اور
قبل فتح داخل مدینہ ہوئے اور جب تین مہینے دخول مکہ کو گذر گئے تو نو نفر جن نصیبین والے شہر نصیبین نینوی مع توابع بنا بر ملازمت
رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم بیرون مکہ حاضر ہوئے از انجملہ ایک سردار نے حضرت صلعم سے آکر عرض کیا یا رسول اللہ جنات ملازمت کو حاضر ہیں جس وقت
ارشاد ہو ویں قدمبوس ہوں فرمایا شعب الحجون میں جمع ہوں اگر یہاں آئینگے تو شہر کے لوگ ڈرینگے چنانچہ سردار نے اسی مقام میں سب جنات کو
جمع کیا اور بعد ادائے صلوۃ عشا مع عبداللہ ابن مسعود آنجناب تشریف لیگئے تو آنجناب صلعم نے ایک فرج دیکھی حضرت نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو
شعب حجون کے دروازہ کھڑا کر دیا اور ایک خط محیط مدور انکے گرد کھینچ دیا اور فرمایا اسی میں قائم رہو اور خود آنحضرت داخل درہ کوہ ہوئے
اور جنات نے بشوق دیدار ازدحام کیا حضرت عبداللہ ابن مسعود فرماتے ہیں کہ میں نے جنات کو دیکھا بعضے بصورت کرگس و بعضے بصورت قط

یہ ایک فرقہ جنات کا متصل بصرہ رہتے ہین اور سب برہنہ سر و برہنہ پا اور سیاہ رنگ تھے اور ایک پارچہ سفید بطور لنگ
بنا بر ستر عورت باندھے ہوے تھے اسی طرح اس فرقے کے لوگ بصورت مختلفہ تھے انکی تلقین مین آنجناب صلعم تا صبح مشغول رہے
جب وہ لوگ رخصت ہونے کو ہوے تو کہنے لگے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمکو کچھ توشہ تبرکاً عنایت ہو فرمایا تمکو ایسا توشہ
دیتا ہون کہ تمہاری اولاد اور اولاد اولاد وغیرہ کے بھی کام آوے یعنی جس جگہ ہڈی خالی یا پشک شتر و بز و گوسفند و سرگین گاو و گھوڑا و میش
تو انکی مشت سے وہ تمہاری اور تمہارے دواب کی غذا ہو اور اسمین خالق کبریا ایسی لذت عطا فرمائیگا کہ اور ماکولات و مشروبات مین
حاصل نہوگی یعنی استخوان غذا تمہاری اور سرگین وغیرہ غذا دواب کی تب جنات نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ بنی آدم ان
اشیا کو آلودۂ نجاست کرینگے تو ہمکو انکے کھانے مین نفرت پیدا ہوگی فرمایا مین انکو منع کردونگا پھر کوئی ان چیزون کو
نجاست سے آلودہ نہ کریگا اسیلیے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اشیاء مذکورہ سے استنجا منع فرمایا سبحان اللہ کیا معجزہ ہے
کہ جو استخوان خالی ہوتی ہے اسمین گوشت پیدا ہوجاتا ہے اور سرگین مین دانہ پھر اسی عرصہ مین ایک خون قوم جنات مین ہوگیا کہ
سب قوم نے برضا و رغبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم مقرر کیا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے موافق حکم خدا کے فیصلہ کردیا
کہ سب قوم راضی ہوئی اور عکرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ بارہ ہزار جن بروایتے چھ لاکھ رہنے والے جزیرۂ موصل کے
حرا پہاڑ مین جسکو اب جبل نور کہتے ہین جمع ہوے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تن تنہا تشریف لے گئے اور تمام شب اسی جگہ تعلیم
وقت صباح اصحاب رسول اللہ نے آثار و علامات دیکھے اور کچھ انکے اسباب و آلات چھوڑ گئے تھے ملاحظہ کیے اور حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے خود بھی دکھلائے یہ قصہ صحیح مسلم مین موجود ہے اسی طرح احادیث صحیحہ سے حاضر ہونا جنات کا کئی مرتبہ حضور
رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم مین اور تحقیقات امور دینیہ کی کرنا بخوبی ثابت ہے اصلا جاے شک شبہہ نہین حضرت عبد اللہ
بن مسعود رضی اللہ عنہ کوفے مین قوم زط کو دیکھ کر ڈرتے تھے اور پوچھتے تھے کہ یہ کیا جن ہین لوگون نے جواب دیا تھا اور کہتے تھے
کہ یہ تو آدمی ہین تب خوف جاتا اور نہین جانتے تھے کہ یہ جنات ہین اور کچھ شک نہین ہے کہ ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جس طرح
عالم انسان پر مبعوث برسالت و نبوت تھے اسی طرح جنات پر تھے اور از روے حدیث صحیح متواتر ثابت ہے کہ جب حضرت رحمۃ للعالمین
صلی اللہ علیہ وسلم نے سورۂ الرحمن علم القرآن فرقۂ جنہ پر تلاوت فرمائی تو اس قوم نے نہایت آداب سے سنی اور کریمہ فبای الاء ربکما تکذبان
شکر عرض کرنے لگے کہ اے پروردگار ہم کسی نعمت کے ساتھ ناشکری نہین کرتے فائدہ اول تب فرقۂ جنات کے حاضر ہونے کا جناب رسالتمآب
صلی اللہ علیہ وسلم مین یہ سبب تھا کہ جب آنجناب نبی ہوے تو آمد وحی کا شور تمام عالم مین پڑ گیا اور شیاطین و جنات کا جانا فلک آسمان کا اور
اخبار غیبیہ کا سننا کان کا بند ہوا اور وہان جاتے مارے جاتے اور سچی خبر انکا ری کے لیے ابلیس و توابع اپنے جن جو بسبب اضلال و ضلال پر
مامور تھے ذلیل و خوار و مجبور ہوے اور اپنے حیلون و مکرون سے معطل و بیکار رہے تو باہم یہ صورت صلاح کی کہ تمام دنیا مین پھر کر خبر لو اور
دیکھو کہ زمین پر کون خبر ظاہر ہوئی ہے جسکی باعث سے ہمکو ممانعت ہوئی ہے اگر کچھ بھی معلوم ہو جاے تو بصورت امکان اسکا تدارک کرین
چنانچہ شیاطین و جنات نے دنیا مین پھرنا شروع کیا از انجملہ نو نفر جن قبیلہ شیصبان کے کہ وہ قبائل سے ہی نصیبین کے رہنے والے اور اوس تہامہ سے

پھر تیسرے ہوئے وادی نخلہ میں وارد ہوئے اور وہاں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا قرآن پڑھنا سنکر یقین لائے کہ یہ کلام معجز نظام مالک تمام کی
طرف سے اُترتا ہے اُسی کی ہوشیاری ہو رہی ہے تاکہ اسکو کوئی چرانے نہ پائے پھر اپنی قوم میں جاکر یہ حال کہا اور مع جماعہ کثیر حضور جناب
رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوکر ایمان لائے اور بلاتامل بآواز بلند منادی کردی کہ اب قوم جنات عہدہ خبر رسانی اور
سفارت سے معزول ہوا اور بطلل بیکار کیا گیا اور پیغمبر اولوالعزم خاتم المرسلین پیدا ہوا اب چلکر انکی پیروی کرو اور قدمبوسی میں جانفشانی
چنانچہ اکثر جنات نے جو عرب کے جزائر میں رہتے تھے یہی وتیرہ اختیار کیا کہ خود حاضر ہوکر ایمان لاتے تھے کہ اکثر حکایات بطریق تواتر
کتب حدیث میں منقول اور مذکور ہیں ازانجملہ صحیح بخاری وغیرہ میں حضرت امیر المومنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ
فرماتے ہیں کہ میں ایکدن اپنے بتوں کے پاس بیٹھا تھا اسوقت ایک شخص گائے کا بچہ لایا اور نذر کے واسطے ذبح کیا ایک بت کے
پیٹ سے آواز بہت سخت نکلی کہ ویسی آواز میں نے کبھی نہ سنی تھی اور پھر ایک ناطق عام نے اُس آواز کو سنا وہ کہتا تھا یا جلیح امر نجیح
رجل فصیح یقول لا الہ الا اللہ یعنے اے زور آور آدمی ایک کام کی بات ہے ایک شخص پکار کر کہتا ہے لا الہ الا اللہ حضرت عمر فرماتے ہیں کہ
جتنے لوگ وہاں تھے سب بھاگ گئے لیکن میں کھڑا رہا کہ دیکھوں یہ آواز کسکی ہے چنانچہ میں نے دوسری اور تیسری بار بھی وہی آواز
سنی مجھکو نہایت حیرانی ہوئی سو کچھ مدت نہ گذری تھی کہ بعثت حضرت کی خبر سنی اور سنا کہ لا الہ الا اللہ کی تلقین فرماتے ہیں اور
اسی طرح ایک بوڑھے آدمی سے مجاہد روایت کرتے ہیں کہ وہ کہتا تھا ایکدن میں ایک گائے انکے لیے جاتا تھا ناگہ میں نے ایک
آواز سنی کہ یا ذریح قول فصیح رجل یصیح ان لا الہ الا اللہ یعنے اے ذریح بات اچھی کھلی ہے ایک شخص پکار کے کہتا ہے کہ لا الہ الا اللہ پھر
میں مکے میں آیا وہاں سنا ایک پیغمبر مبعوث ہوئے ہیں وہ فرماتے ہیں یہ کلمہ فائدہ ذریح یعنے بر وزن قبلہ بالفتح اور بمعنی اشتہا و ملہا بھی آتا ہے اسی طرح
امام بیہقی نے سواد بن قارب سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے کہ ایام جاہلیت میں ایک جن میرا آشنا تھا کہ اخبار آئندہ سے وہ اطلاع
دیتا تھا اور میں لوگوں سے کہتا تھا اور نذر نیاز لے لیتا تھا ایک مرتبہ رات کو سوتا تھا وہی جن آیا اور کہنے لگا اُٹھ اور سمجھ اگر تجھکو عقل ہے
ایک نبی لوی بن غالب کی اولاد میں ہوا ہے اور چند شعر پڑھے حاصل اُسکا یہ کہ ہماری قوم کے سردار لگکو جاتے ہیں ایمان لانے تو بھی چلکر
مسلمان ہو سواد کہتا ہے کہ میں چونک پڑا اور تمام شب تشویش رہا پھر دوسری اور تیسری رات کو بھی یہ معاملہ گذرا تب تو محبت اسلام کی میرے
دل میں پیدا ہوئی اور میں سامان سفر کرکے حضرت کی حضور میں حاضر ہوا آپنے دیکھتے ہوئے فرمایا مرحبا اے سواد بن قارب مجھے معلوم ہے
جس باعث سے تو آیا میں نے کہا یا رسول اللہ میں نے چند بیتیں مدح میں کہی ہیں اول آنکو سن لیجیے چنانچہ سواد نے قصیدہ بائیہ پڑھا
جسکا آخر شعر یہ ہے ع وکن شفیعا یوم لا ذو شفاعۃ ۔ سواک بمغن عن سواد بن قارب ۔ یعنے ہو جا شفیع میرا اُسدن کہ نہوگا کوئی شفاعت
تیرے سوا کوئی کام آنے والا سواد بن قارب سے ازانجملہ امام احمد نے جابر سے اور ابونعیم نے بہرہ سے روایت کی ہے کہ اول خبر بعثت آنحضرت
مدینے میں اسطرح ہوئی کہ ایک عورت مدینہ کسی جن پر عاشق تھی وہ جن رات کو اُسکے پاس آتا تھا اور اکثر پرند جانور کی صورت
دیوار پر آبیٹھتا جب عورت اکیلی ہوجاتی آدمی کی صورت اُسکے پاس آتا اور صحبت کرتا ایکدفعہ چند روز نہ آیا بعد اُسکے ایک روز حسب دستور
دیوار پر آبیٹھا عورت نے پہچانا اور کہا اُتر آ تو کیوں نہیں آیا اُسنے کہا کہ اب ہمارے تمہارے جدائی ہوئی اس لیے کہ مکے میں ایک

پیغمبر پیدا ہوا ہی اسنے ذنا کو حرام کیا ہی اور بیہقی نے بطریق ارسال امام زین العابدین سے روایت کیا ہی اور حضرت عثمان نے اسی
طرح کا ماجرا شام مین دیکھا تھا چنانچہ ابونعیم نے انسے نقل کیا ہی کہ وہ کہتے تھے کہ ہم ایک تبہ جانب ملک شام گئے تھے اسطرف ایک عورت کا
سر اور سو دفن کہانت مین مشہور تھی ہم بھی اسکے پاس گئے اور اپنے سفر کا حال پوچھا کہ آگے کیا ہوگا اسنے کہا اب مجھے کچھ معلوم نہین ہوتا
وہ جن جس سے کہ مجھے ملاقات تھی اور اخبار آئندہ کی اطلاع کرتا تھا ایکدن میرے دروازے پر آکر کہہ گیا کہ ہم رخصت ہوتے ہین مین نے
سبب پوچھا اسنے کہا ظاہر ہوے محمد اور آیا حکم جسکے مقابلے کی طاقت نہین اور چلا گیا پھر نہ آیا از انجملہ اسحق بن شاہین وغیرہ محدثین نے وہاب
بن حارث سے روایت کی ہی کہ وہ کہتا تھا مجھسے ایک جن سے آشنائی تھی اخبار غیبیہ کہا کرتا تھا ایکدن آیا مین نے پوچھا خبر آسمانی [illegible]
اسنے حسرت سے میری طرف دیکھکر کہا محمد نبی موعود کہ مکے مین پیدا ہوے ہین ساتھ کتاب کے بلاتے ہین اللہ کی طرف اور انکی بات کوئی
نہین سنتا وہاب کہتا ہی کہ مین نے کہا تو کیا کہتا ہی کہا تھوڑے دنون مین میری بات سمجھیگا یہ کہکر چلا گیا چند روز کے بعد حضرت کی
پیغمبری مین نے سنی از انجملہ فاکہی نے تاریخ مکی مین عامر بن ربیعہ سے اور ابونعیم نے ابن عباس سے روایت کی ہی کہ ایکدن جبل ابوقبیس پر
ایک جن نے سخت آواز سے چند اشعار دین اسلام کی ہجو مین پڑھے اور یہ بھی مضمون تھا کہ اہل اسلام کو جلد قتل کر ڈالنا اور شہر سے نکالنا چاہیے اور بت
پرستی بدستور جاری رکھنا لازم ہی کفار اس مضمون سے بہت خوش ہوے اور مسلمانون سے کہنے لگے کہ دیکھو تمھارے قتل و شہر بدر کرنے کا
حکم غیب سے بھی ملا یا مسلمانون کو بہت رنج ہوا حضرت صلعم کی خدمت مین حاضر ہوکر عرض کیا حضرت نے فرمایا تم خاطر جمع رکھو یہ آواز ایک
شیطان کی ہی کہ نام اسکا مسعر ہی اسکو عنقریب اللہ سزا دیگا تیسرے دن حضرت نے خبر دی کہ آج ایک جن جسکا نام سلمان ہی اور بیٹا اسکا نام
عبد اللہ رکھا اسنے مجھسے کہا کہ اگر حکم ہو تو مسعر کو قتل کرون سو مینے اجازت دی انشاء اللہ تعالی آج مسعر واصل جہنم ہوگا مسلمانون کو خوشی
ہوئی شام کے وقت اسی پہاڑ سے ایک آواز بہت مہیب صاف سنی کہ کوئی کہتا ہی مین ہون جسنے قتل کیا مسعر کو جبکہ سرکشی کی اسنے اور غرور
کیا اور جھوٹا جانا حق کو اور راہ ڈالی بری واسطے دشنام دہی ہمارے نبی پاک کے از انجملہ ابن سعد نے کتاب شرف المصطفی مین جندل
بن ثعلبہ سے روایت کی ہی کہ جندل رضی اللہ عنہ نے حضرت سے التماس کیا کہ یا رسول اللہ میرا ایک جن دوست تھا غیب کی خبرین
پہونچایا کرتا تھا ایک رات مضطرب آیا اور مجھے سوتے سے جگایا اور آپکی خدمت مین حاضر ہونے کو کہہ گیا الحاصل اس قسم کے قصے بیشمار ہین
کہ حد تواتر کو پہونچے ہین اور بعض انمین سے نہایت صحیح تفسیر عزیزی مین استاد الاسناد نے لکھے ہین جسکا دل چاہے تفسیر مذکور مین ملاحظہ
کرے فقیر کے نزدیک اگر قصص و حکایات اس قسم کی کوئی لکھنا چاہے تو ایک کتاب ضخیم ہو جائیگی اور بعضے جنات کہ جو اس وقت تک
اسلام سے مشرف نہوے تھے وہ انسانون کے ذریعے سے سلام اور تحیہ اور اپنی عاجزی اور فرمان برداری خدمت حضرت مین [illegible] بھیجتے تھے
چنانچہ ابن سعد نے جعد بن قیس مرادی سے روایت کی ہی کہ جعد کہتے تھے کہ ہم چار آدمی حج کو چلے راہ مین ایک جنگل مین [illegible]
آواز آئی کہ اے سوارو جب تم محمد نبی کی خدمت مین پہونچے تو میرا سلام اور تحیہ پہونچانا اور کہنا کہ ہم سب یہان کے جنات تمھارے دین کے
مطیع ہین اسی طرح وصیت کی تھی ہمکو عیسے بن مریم نے اور ابن عساکر نے مرداس بن قیس سے روایت کی ہی کہ ایکدن مجلس
رسول اللہ مین کاہنون کا کچھ تذکرہ تھا لوگ نقل کرتے تھے کہ یہ کارخانہ کہانت ظہور نبوت اور نزول وحی بالکل موقوف ہوگیا مرداس

ذکور نے کہا یا رسول اللہ مجھے عجیب اتفاق ہوا کہ میری ایک لونڈی تھی خلسنام نہایت عفیفہ وہ ایکدن میرے پاس آئی اور کہنے لگی کہ تم مجھکو کیسا جانتے
ہو میں نے کہا کہ نیک بخت اور صالحہ کہنے لگی ان دنوں مجھپر ایک عجب حال گذرا ہے کہ میں ایکدن گھر میں تنہا بیٹھی تھی کہ ایک شی سیاہ مجھپر چڑھ بیٹھی اور جسطرح مرد
عورت سے صحبت کرتا ہے اُسی طرح اُسنے میرے ساتھ کیا پھر کچھ معلوم نہوا سو مجھکو یہ خوف ہے کہ حمل رہ گیا ہو اور تم لوگ مجھکو زنا کی تہمت کرو میں نے
کہا کہ مجھکو تیری طرف ایسی بات کا وہم بھی نہیں تو خاطر جمع رکھ بعد چندے معلوم ہوا کہ وہ لونڈی حاملہ ہے پھر موافق معمول کے لڑکا جنی
ایسا کہ دونوں کان اُسکے کتوں کے سے اور رنگ بدن بھی خلاف انسان سو وہ لڑکا ہمارے لڑکوں کے ساتھ کھیلا کرتا دفعۃً ایکدن برہنہ
ہوکر چلانے لگا کہ فلہوس دشمن کے سوار پہاڑ کے اسطرف لوٹنے کو کھڑے ہیں اور تم غافل ہو میں ہتھیار باندھکر نکلا اور اُنکو لڑکر ہٹا آیا اسوقت
اسکی بات کا اعتبار ہو گیا اور جو کہتا تھا سچ ہوتا تھا جسوقت کہ آپ مبعوث ہوے جو کہتا ہے دروغ ہوتا ہے سبب پوچھا بولا جو مجھے خبر دیتا ہے وہ اب
جھوٹ کہتا ہے امتحانًا حجرہ تاریک میں قید کرو کہ وہ جن اگر مجھمیں سرایت کریگا اُس سے استفسار کروں میں نے قید کیا تیسرے دن وہ حجرہ کھولا تو دیکھا
کہ تمام بدن اُسکا آگ سا چمکتا ہے میں سمجھا کہ جن نے اسمیں سرایت کی ہے تب میں نے کہا اے عزیز تو پیشتر اسسے سچی خبریں کہا کرتا تھا اب جھوٹی خبریں
کسلیے کہتا ہے اُسنے کہا اب خیر الانبیا ختم الرسل مبعوث ہوے اور آسمان پر چوکیدار مقرر ہوے ہیں ایسی کی خبر راست نہیں مل سکتی پھر میں نے کہا
وہ پیغمبر کہاں ہیں اُسنے کہا کہ مکہ میں ہیں اور اب میں مرتا ہوں مجھکو قلعہ کوہ میں دفن کرنا اور بعد دفن آگ کے شعلے اٹھینگے تب تین کنکریاں اُنکا
اللھم پڑھکر مارنا تاکہ شعلے نہ بلند ہوں اُسکی غرض یہ کہکر مر گیا میں نے اُسکو قلعہ کوہ میں اُسی طرح دفن کر دیا بعد چندے یا رسول اللہ آپکی خبر
بعثت مجھکو پہونچی **فائدہ** حضرت ابن مسعود نے جنات کو دو مرتبہ خدمت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں دیکھا ہے ایک مرتبہ مکہ معظمہ میں
دوسری مرتبہ لیلۃ الجن میں بعد الہجرۃ مدینہ منورہ میں بعد از نکاح حضرت ام سلمہ کے موضع بقیع الغرقد میں واقع ہوا تھا اور اس قصہ کی کثرت
شہادت سے باہر تھی اور زبیر رضی اللہ عنہ نے بھی ایک مرتبہ جنات کو ہمراہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دیکھا ہے اور اُنکے کلام سنے ہیں چنانچہ دلائل النبوۃ
ابونعیم میں اُنکے قصہ مذکور ہیں اور ابونعیم نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ایکبار کئی گروہ جنات کے واسطے ملازمت آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے آئے اور بعد قیام چند روزہ اپنے وطن کو گئے اور امام احمد اور ابویعلی اور بیہقی وغیرہ محدثین بلال ابن حارث سے روایت
کرتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ ہمراہ آنحضرت سفر میں تھا مقام عرج میں منزل ہوئی میں اپنے خیمہ سے واسطے ملازمت آنحضرت کے نکلا دیکھا کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم خیمہ سے دور جنگل میں بیٹھے ہیں میں نے چاہا کہ آپکے پاس حاضر ہوں جب نزدیک پہنچا تو ایک شور کی آواز میرے کان میں پہونچی
میں نے توقف کیا اور دریافت کیا کہ شاید آنحضرت کے پاس غیب کے لوگ حاضر ہیں اسوقت وہاں جانا اچھا نہیں یہانتک کہ آنحضرت خود تشریف لائے
اور تبسم ہوے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ کیا شور و غوغا تھا ارشاد ہوا کہ مسلمانان جن کافران جن سے سکونت اور قرار میں نزاع کرتے تھے اور
واسطے فیصلے کے میرے پاس آئے تھے میں نے فیصلہ کر دیا کہ مسلمان جلس میں رہیں اور کافر غور میں اور دونوں آپسمیں نملیں کثیر ابن عبد اللہ
کہ راوی اس حدیث کے ہیں کہتے ہیں کہ میں نے تجربہ کیا ہے کہ جس شخص کو ملک جلس میں آسیب جن ہوتا ہے وہ جلد صحت پاتا ہے اور جس کسی کو
غور میں آسیب جاتا ہے کمتر بچتا ہے اور عقیلی اور بیہقی اور ابونعیم نے حضرت امیر المومنین عمر فاروق سے روایت کی ہے کہ میں ایکدن ایک پہاڑ پر
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھا تھا کہ ایک بوڑھا آدمی لاٹھی لیے حاضر ہوا اور سلام کیا آنحضرت نے جواب دیکر فرمایا کہ اسکی

آواز جن کی سی آئی اور پوچھا تو کون ہے اُسنے کہا میں ہامہ ابن ہیم بن لاقیس ابن ابلیس ہوں آنحضرت نے فرمایا تجھ میں اور شیطان میں کا فاصلہ ہے
سو تو بیان کر کہ تیری عمر کتنی ہوئی اُسنے کہا یا رسول اللہ میری عمر دنیا کے برابر ہوگی جب قابیل نے ہابیل کو قتل کیا واقع ہوا تو میں لڑکا تھا مگر بات
سمجھتا تھا اور پہاڑوں پر جا کر غلبہ کرتا تھا اور میوے کے باغوں میں جا کر لوگوں کو [illegible] تھا آنحضرت نے فرمایا تو برا ہے یا رسول اللہ [illegible]
آیا ہوں آپ مجھکو ملامت فرماتے ہیں یا رسول اللہ میں نے حضرت نوح سے ملاقات کی ہے اور انکے ساتھ [illegible] اور انکے ہاتھ پر میں نے
توبہ کی اور پھر ایک برس تک انکے ساتھ رہا اور حضرت ہود اور حضرت یعقوب اور حضرت یوسف علیہم السلام کے ساتھ رہا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام
سے بھی ملاقات کی اور توریت میں نے پڑھی ہے [illegible] اور حضرت عیسیٰ نے فرمایا تھا اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے
ملاقات ہو تو انکو میرا سلام کہنا سو میں وہ امانت پہنچانے آیا ہوں اور امید رکھتا ہوں کہ آپ مجھکو کچھ قرآن سکھائیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
سورہ واقعہ اور سورہ مرسلات اور عم یتساءلون اور اذا الشمس کورت اور قل ہو اللہ اور قل اعوذ [illegible] سکھائیں اور فرمایا جب تجھکو
حاجت ہو تو میرے پاس آ حضرت عمر فاروق فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی [illegible]
نہ پایا شاید وہ مرگیا یا جیتا ہے فائدہ بعض جن آنحضرت کے صحابیوں میں بھی تھے چنانچہ ایک [illegible] صفوان ابن معطل نے [illegible]
[illegible] عمرو کا فران جن کی لڑائی میں شہید ہوا انکو عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے [illegible] دفن کیا [illegible] اور حضرت عمر ابن
عبدالعزیز نے مکہ معظمہ کی راہ میں انکو دفن کیا ہو اور شخص [illegible] جن تھا [illegible] عمر بن عبدالعزیز نے [illegible] دفن
کیا اور اسی طرح قصص و حکایات عادات بیہقی نے دلائل النبوۃ میں باسناد صحیح نقل فرمائے ہیں فائدہ حضرت حسن بصری کی روایت [illegible]
اختلاف جنات میں بھی ہے بعضے قدریہ اور بعضے مرجیہ اور بعضے رافضی اور بعضے یہودی اور بعضے نصرانی اور بعضے
مجوسی ہیں اور اسی سبب سے [illegible] خواب بیداری میں اپنے مذہب کے لوگوں کو [illegible] خبریں موافق مذہب القا
کرتے ہیں اور جہلا و حمقا جانتے ہیں کہ تصدیق ہمارے مذہب کی عالم غیب سے ہوئی اور اس سے زیادہ تر گمراہی میں پڑ جاتے ہیں اور کبھی
حاجات و مہمات و دفع بلیات میں امداد و اعانت اپنے اہل مذہب کی کرتے ہیں تاکہ آدمی سمجھیں کہ ہمارے مذہب کی قوت عالم
غیب سے ہے اور اس سے ہماری حاجتیں روا ہوتی ہیں اور بلائیں دفع ہوتی ہیں [illegible] مذہب کی [illegible] اس فرقہ کی ہے عالم انسان اور عالم
جن کے [illegible] رسالت و نبوت حق [illegible] نے ایک قلم [illegible] اور وجود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بند کر دیا
[illegible] جاری کرتے ہیں اور [illegible] حاجت چاہتے ہیں تو گویا اپنی [illegible]
[illegible] سبب [illegible] حماقت سے انکے مکر و فریب میں دغا کھاتے ہیں اور مقتضائے عقل انسانی یہ تھا کہ جب خبر انکے
[illegible] تو انسے دست برداری لازم تھی کیونکہ جب جبرئیل دربار سے خارج کیا گیا تو اسکی معرفت سوال اور جواب کرنا
[illegible] اور روایات کلام مجید میں بہت جگہ مذکور ہو کر [illegible] سے [illegible] میں [illegible] گر شنیدہ
[illegible] عالم غیب کی اطلاع دی اور
[illegible] احوال [illegible] اور تاثیرات خارق عادت اور القائے وساوس

اور یہ ہم و درہم کر دینا بدن اور روح انسانی کا از روے لوازم خلقت جنیہ کے ہی نہ کسی اور سبب سے ہان اگر یہ دونو صفتین علم و عمل کی
اپنے سلب کر لیجاتین تو جن اپنی جنیت سے خارج ہو جاتا اور مقتضاے حکمت عزل خدمت سفارت و وکالت کا نہین ہی بلکہ غرض
معزول کرنے سے یہی ہی کہ بنی آدم انسے رجوع نہ لاوین اور اپنے مہمات مین مدد نچاہین گو کہ انکو قدرت بھی ہو چنانچہ اسی عزل کا یہ
فائدہ ہوا کہ لاکھون آدمی انکے فریب سے بچ گئے بعضے ورطۂ ہلاکت مین گرفتار ہون اور ظاہر ہی کہ ہدایت ہر ایک فرد کی افراد بنی آدم سے منظور ہی
اور نہ مقتضاے حکمت اور یہ بھی ثابت ہوا ہی کہ جو لوگ جنات سے ایمان لائے وہ خود آپکو معزول سمجھے اور اپنی آوازون سے آدمیون کو
مطلع کر دیا خصوصاً جزیرۂ عرب کے جنات کا یہی احوال ہوا اور جو لوگ ایمان نہ لائے وہ عزل خدمت سے راضی نہوے اور آدمیون کو
مطلع کرتے رہے کہ ہم اپنی خدمت پر بحال ہین سو وہ چار فرقے ہین اول کفار جن کہ بے پردہ مخالف ہوے اور مشکلکشائی اور غیب دانی
اپنے آدمیون کو جتاتے رہے چنانچہ ہنودون اور بت پرستون کے معبود کہ باوجود ممنوع ہونے آمد و رفت آسمان سے اغواے بنی آدم پر
مصروف ہین اور دعوت شرک کیا کرتے ہین دوسرا فرقہ منافقین کہ اہل اسلام مین داخل ہو کر مکر و فریب سے اپنے نام بزرگون کے نام پر
رکھکر سید کہلاتے ہین اور دعوے ولایت و غیب دانی و مشکلکشائی سے در پردہ اپنی الوہیت ظاہر کرتے ہین اور کوئی بات لوازم شرک و
بت پرستی سے اٹھا نہین رکھتے اور بعضے آدمی جاہل اور اکثر عوام کالانعام انمین مبتلا ہین چنانچہ شیخ سدو و زین خان و سرور والی
وغیرہ ہندوستان مین مشہور ہین تیسرا فرقہ [illegible] کی طرح آدمیون کو ایذا دیتے ہین [illegible] رہا کرتے ہین چوتھا
فرقہ جنات مین عجیب ہی کہ چونکہ بعضی ارواح بنی آدم مین جو نحوست و کبر و غیرہ سے مناسبت تامہ رکھتے تھے [illegible] ارواح کو طرف
نفوذ و تسلط اور یہ بھی [illegible] و تغیر صورت و غیرہ امور خارق عادت تعلیم کرتے ہین اور [illegible] سے بنی آدم کو رنج پہونچاتے ہین
یہ چارون فرقے قاسطین مین معدود ہین کہ دین اسلام اور متابعت قرآن سے خارج ہین [illegible] کلمہ گو بھی ہین پوشیدہ نرہے
کہ یہ تقسیم خود ان لوگون کی زبان سے ثابت ہی کہ سورۂ جن مین وَّاَنَّا مِنَّا الْمُسْلِمُوْنَ وَمِنَّا الْقَاسِطُوْنَ فَمَنْ اَسْلَمَ فَاُولٰٓئِكَ تَحَرَّوْا رَشَدًا
وَاَمَّا الْقَاسِطُوْنَ فَكَانُوْا لِجَهَنَّمَ حَطَبًا یعنے اور یہ کہ کوئی ہم مین حکم بردار ہین اور کوئی بے انصاف سو جو حکم مین آئے سو انھون نے
اٹکل نیک راہ اور جو بے انصاف ہین وہ ہوے دوزخ کا ایندھن اس جگہ اگر کوئی احمق بیوقوف کہے کہ خلقت جن خود آگ سے ہی
اسکو آگ کیا ضرر کریگی اس لیے کہ کوئی شی اپنے جنس سے ضرر نہین پاتی تو جواب یہ ہی کہ آگ اگرچہ مادۂ جنات ہی مگر صورت
ترکیبیہ اور مزاج امر دیگر ہی سو آتش اس صورت اور مزاج کی منافی پڑیگی اور وہی کلفت اور عذاب کا سبب ہوگا چنانچہ
مشہور ہی کہ ایک ظریف نے ایسے ہی ملحد کے جواب مین ایک پتھر کھینچ کر مارا وہ چلانے لگا ظریف نے کہا تو جنس زمین سے ہی
اور پتھر بھی زمین سے ہی اسنے تجھکو کسطرح تکلیف دی اسی طرح جن کو تکلیف ہوگی دوسرے اسکے اثر تجربہ کیا گیا ہی کہ صفراوی
مزاج کو آگ اور آفتاب سے زیادہ تر ضرر پہونچتا ہی برخلاف بلغمی مزاج کے کہ انکو [illegible] اسقدر نہین ہوتا بلکہ بلغمی مزاج کو
قرب دریا اور ہواے سرد سے کمال ہی اضمحلال ہوتا ہی کہ صفراوی مزاج کو اصلا نہین ہوتا بس معلوم ہوا کہ آتش سبب
تفرق اجزا اور افناے رطوبات واقع ہوتی ہی اور تحلیل ترکیب اور ابطال مزاج کر دیتی ہی اور ممزوج و مرکب کو جو ہر

پہونچتا ہی وہ محض تحلیل ترکیب و ابطال مزاج سے ہی نہ کہ مخالفت مادہ سے ہذا ما حققہ استاد الاستاد فی تفسیرہ اور ماہ شوال
اسی سال مین حضرت صلعم نے سودہ بنت زمعہ اور عایشہ بنت ابی بکر سے نکاح فرمایا اور اسی سال مین کہ سال یازدہم نبوت تھا
موضع عقبہ مین ایک جماعہ خزرج مدینہ سے آئی انمین سے چھہ مرد ایمان لائے ابو امامہ اسعد ابن زرارہ و عوف ابن حارث ابن عفرا
رافع ابن مالک ابن العجلان قطبہ ابن عامر و عقبہ ابن عامر جابر ابن عبد اللہ ابن رئاب ان بزرگون کو اہالیان مدینہ سابقان اسلام
بولتے ہین چنانچہ انھین کے سبب سے مدینے مین ذکر حضرت صلعم مشہور ہوا اور کوچہ و برزن مین اسلام کا چرچا ہونے لگا یہان تک کہ
کوئی گھر باقی نہ تھا جسمین حضرت خاتم المرسلین کا ذکر نہوتا ہو انھین لوگون کو انصار کہتے ہین اور اس بیعت کو بیعۃ عقبۂ اولی بولتے ہین
اس لیے کہ عقبہ کے نزدیک جو منا کے متصل واقع ہی اول یہی بیعت واقع ہوئی ہی اب یہان ایک سر واقع ہی پوشیدہ نہ رہے
کہ جب فیض کرامت حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جن و بشر کو زمین پر مشرف کیا اور ساکنان تحت الارض وقت جلوہ
فرمائی غار حرا سعادت اندوز ہوے تب ساکنان ملکوت و لاہوت و املاک وہ جہان مشتاق دیدار حبیب ہوے تو یہ معاملہ
واقع ہوا کہ جب بارھوان سال نبوت کا ہوا اور عمر شریف نبوی اکاون برس نو مہینے کی ہوئی تو اکثر محدثین کے نزدیک آنجناب
صلعم ام ہانی کے گھر تھے کہ وہ گھر مابین صفا و مروہ واقع ہی اور نماز عشا ادا کر کے اوس مصلے پر بیٹھے ہوے ارادہ خواب رکھتے تھے
کہ چھت شق ہوئی اور حضرت جبرئیل علیہ السلام آئے اور بہت نرمی سے جناب مستطاب علیہ الصلوۃ سے عرض کی کہ ساعت
خواہش ایزدی شوق وصال مین سرشار ہی اور حضرت کبریائی اشتیاق دیدار مین ہی چلیے تشریف لیچلیے اور مہر تجلیات شہود دیدار
و زلال وصال سے سیراب کیجیے آپکو اللہ تعالی بزرگی دیا چاہتے ہین جو نہین دی آج تک کسی کو انبیا سے اور
نہ ایسی سربلندی عطا فرمائی کسی کو سوائے آپکے اور نہ کسی نے اس شرف کو اور نہ خطرہ آیا کبھی کسی کے دل کو
اسکی طرف سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین کہ مین نے طہارت کی اور دو رکعت نماز پڑھی اور باہر آیا اور ایک
روایت ہی کہ وقت ارادہ طہارت رضوان بہشت دو ابریق یاقوتی آب کوثر کے بھرے ہوے لایا کہ اس سے غسل کیا
بعد اسکے حلہ نور کے حضرت کو پہنائے اور عمامہ سر مبارک پر رکھا اور جبرئیل نے چادر نور کی ڈالی اور نعلین زمرد سبز کی
پہنائین اور پٹکا یاقوت سرخ کا کمر پر باندھا اور تازیانہ زمرد کا دست مبارک مین دیا اور ہاتھ پکڑ کر گھر سے بیت الحرام مین
لائے وہان آنجناب نے آب زمزم سے وضو کیا اور سات مرتبہ طواف الوداع ادا فرمایا پھر حجر مین کہ حطیم کے بائین طرف ہی
تھوڑا بیٹھے یا سوئے وہان جبرئیل نے خواجۂ عالم کو لٹایا اور طشت سونے کا لائے جسمین اور انبیا کے دل دھوے
گئے تھے اور سینۂ بے کینہ کو ناف تک چاک کیا اور دل مطہر باہر نکالا اور میکائیل سے تین طشت سونے کے پر از
آب زمزم منگائے اور اسمین دل کو خوب دھویا پھر دل کو چیر کر دھویا اور حکمت و عرفان بھر دیا اور جہان تھا وہین
رکھدیا کذا فی الصحیحین بعد اسکے جبرئیل دست مبارک تھام کر مسجد حرام سے بطحاے مکہ مین لائے وہان میکائیل و اسرافیل
ستر ستر ہزار فرشتون مقرب سے صفین باندھے کھڑے تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین کہ انھون نے سلام کیا اور

تعظیم بجا لائے مین نے جواب سلام دیا پھر اُنھون نے مجھے انعام الٰہی سے بشارت سُنائی اُسوقت ایک مرکب کھڑا ہوا
دیکھا گدھے سے اونچا خچر سے نیچا آدمی کا سا مُنھ ہاتھی کے سے کان اونٹ کی سی گردن گھوڑے کی سی ایال خچر کا سا
سینہ شیر کے سے پٹھے گائے کے سے پیر وسم چرے ہوے تھے مُنھ مانند یاقوت سرخ چمکتا تھا کمر اُسکی مانند موتی شفاف
ورنگ بجو برق سفید وصاف اور اُسکے دو پر تھے رانون کو پرون سے ڈھکے رکھتا تھا اور جب کھولتا تھا مشرق سے
مغرب تک پھیلتے تھے اور جب سمیٹتا پہلو کے برابر ہو جاتے تھے اور ایک زین بہشتی اُسپر بندھا ہوا تھا اور پیشانی پر لکھا
ہوا تھا لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پھر جبریل نے رکاب اور میکائیل نے عنان براق پکڑی اور سوار کرایا اور جانب مسجد
اقصیٰ لیچلے روایت ہے کہ اسی ہزار فرشتے داہنی اور اسی قدر بائین طرف تھے اور ہر ایک کے ہاتھ مین نور عرش سے
شمعین روشن تھین روایت ہے کہ آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم دونون باگین کھینچے تھے حضرت جبرئیل نے کہا یا حبیب اللہ
باگین ڈھیلی رکھو یہ اسو سے جہان جانا ہے اُس مقام کو جانتا ہے کہ حضرت نے باگین ڈھیلی فرمائین وہ ایسا چلا کہ
حضرت نے فرمایا ان ترکتہا سارت وان حرکتہا طارت جب باگین چھوڑین تو زمین کو نہایت طے کرتا تھا اور جب چڑھتا
تو اُڑنے لگتا تھا اور حضرت جبرئیل نے یہ وصیت کی کہ اے محمد اگر راہ مین کوئی پکارے تو التفات نہ فرمانا اور جواب دینا
اور مین آگے چلتا ہون بیت المقدس مین ملونگا القصہ سرور عالم فرماتے ہین کہ جب مین تھوڑی سی راہ چلا کسی نے
داہنی طرف سے آواز دی یا محمد لاتعجل فانک اخطات الطریق یعنے اے محمد جلدی نہ کر ذرا دیکھو اے ٹھہر تو مین رہبری کرون
مین ملتفت نہوا پھر بائین طرف سے یہی آواز آئی مگر مین نے التفات نہ کیا اُسوقت ایک عورت انواع لباس سے
آراستہ سامنے آئی اور بولی اے محمد تھوڑا ٹھہرو تو کچھ بھید کہون مین نے نظر نہ ڈالی اور براق کو جلد ہانکا اور جبرئیل سے
اُنکا حال پوچھا کہا اول داعی یہود تھا اگر آپ جواب دیتے تو بعد آپکے امت آپکی یہودی ہو جاتی اور دوسرا داعی
نصاری تھا اگر اسکا جواب دیتے تو نصرانی ہو جاتی اور وہ عورت دنیا تھی اگر آپ اُسکی طرف توجہ فرماتے تو تمام امت
آخرت کو چھوڑ کر دنیا اختیار کرتی روایت ہے کہ فرمایا حضرت نے بعد اسکے ایک پتھر دیکھا اُسمین سوراخ باریک تھا
اُس سے پانی نکلتا تھا پھر وہ پانی سوراخ مین اُلٹا جانے کا قصد کرتا تھا لیکن نہین جاسکتا تھا جبریل نے کہا اسکی
مثال مُنھ ہے اور سوراخ زبان اور پانی نشان سخن اسمین یہ اشارہ ہے کہ جو بات مُنھ سے نکلی پھر بعد پشیمانی پھر
نہین سکتی پھر فرمایا تین شخص آگے آئے ایک بوڑھا ایک جوان ایک کہل یعنے دو مُوسے سو مین نے جوان کی طرف
دیکھا اور کہل و بوڑھے کو نہ دیکھا جبرئیل نے کہا یا رسول اللہ اصبت مطلب رسیدی یعنے دولت وبخت پر آپنے
نظر نہ فرمائی عاقبت کو اختیار کیا بہت خوب کیا دولت دنیا کی بے اعتبار ہے اور بخت ناپائیدار ہے اور عاقبت کو
قرار ہے خوشخبری ہو آپکو کہ عاقبت تمھاری امت کے نزدیک بہتر رہیگی پھر فرمایا دو پیالے آگے لائے ایک مین دودھ
ایک مین شراب دودھ کو مین نے اختیار کیا اور اُسمین سے کچھ پیا جبرئیل نے کہا آپنے راہ بتائی مستقیم امت کو

امت کو اور شراب کو حرام کیا پھر دو پیالے اور لائے ایک میں پانی دوسرے میں شہد دونوں میں سے میں نے تھوڑا
تھوڑا پیا جبرئیل نے کہا خوب کیا شہد میں شفا ہے اور پانی پاک ہے واسطے امت کے قیامت تک اور پانی سبب
وصف حلال ہے امت کا پھر تھوڑا آگے چلا تو جبرئیل نے کہا اے محمد یہ یثرب یعنے مدینہ ہجرت گاہ آپ کا یہاں
اتر کر نماز پڑھیے چنانچہ میں نے وہاں نماز پڑھی فرمایا حضرت نے پھر سوار ہوا اور چلا [illegible] مدین میں طور سینا مقام
تجلی موسی اور بیت اللحم مولد عیسی میں ہر استان جبرئیل نماز پڑھی پھر بیت المقدس [illegible] تو ایک جماعت ملائکہ کرام
میرے استقبال کو حاضر تھی انھوں نے کہا السلام علیک یا اول یا آخر یا حاشر [illegible] جبرئیل نے براق سے اتارا
اور براق کو [illegible] سے باندھا [illegible] مسجد اقصی میں جہاں [illegible] تھے [illegible]
حلقہ سے اندر مسجد میں لائے ارواح مقدسہ انبیا علیہم السلام نے [illegible] تھے شرف [illegible]
شرائط بجا لائے [illegible] تحیہ وسلام اور [illegible] میں نے دو رکعت [illegible]
میں فاتحہ والم ترکیف دوسری میں فاتحہ ولایلاف [illegible] صاحب نماز [illegible]
ثنا کی اول حضرت آدم علیہ السلام نے کہا الحمد للہ الذی خلقنی [illegible]
صالحہ [illegible] اور قصور [illegible] شیطانا [illegible]
کیا اور اپنا خلیفہ بنایا اور فرشتوں سے سجدہ کروایا اور [illegible] جنت [illegible]
قصور [illegible] بہشت [illegible] دشمن شیطان [illegible] علیہ السلام نے [illegible]
مجکو نبی کیا اور دعوت کی میں نے اپنی قوم کو [illegible] رات دن [illegible]
اور ایمان لائے [illegible] اور [illegible] تھوڑے اور قبول کیا خدا نے [illegible] ابراہیم
علیہ السلام نے کہا حمد ہے اس خدا کو جسنے مجکو اپنی دوستی میں قبول کیا اور [illegible]
امت کیا اور ملک عظیم [illegible] اور نمرود کی آگ سے مجھے بچایا پھر حضرت موسی علیہ السلام نے [illegible]
اس خدا کو جسنے مجھے کلیم اپنا کیا اور سات معجزے [illegible] عطا فرمائے [illegible] پانی کے [illegible]
امت پر من وسلوی بھیجا [illegible] سایا کیا [illegible] رستے دیا [illegible] فرعون [illegible] ہلاک کیا
[illegible] توریت نازل کی [illegible] میری امت کے حق میں نازل کیا [illegible] داود علیہ السلام
نے کہا حمد وسپاس اس خدا کو جسنے مجکو [illegible] دیا اور احسان [illegible] کیا [illegible]
اور نرم کیا سخت لوہے کو میرے ہاتھ میں اور مسخر کیا پہاڑ [illegible]
اور فضل وخلافت وحکومت وخطاب عنایت کیا پھر سلیمان علیہ السلام نے [illegible] اس خدا کی [illegible]
[illegible] مسخر کیا اور لشکر دیو وپری میرے فرمان میں کیا [illegible] عظیم دیا [illegible]

اور حضرت عیسی علیہ السلام نے کہا کہ حمد و سپاس اُس خدا کو جسنے مجکو کلمہ اپنا کہا اور روح اپنی فرمایا اور مجھکو آدم بے پدر پیدا
کیا اور ماں کے پیٹ مین کتاب اپنی سکھلائی اور گنج حکمت کا جو توریت انجیل زبور مین مخفی ہی مجکو دیا اور میرے دم مین
تاثیر دی کہ جب مٹی سے صورت مرغ بناکر دم پھونکون جان پڑجائے اور میرے ہاتھ مین شفا رکھی کہ میرے چھونے سے
اندھے کوڑھی لولے لنگڑے اچھے ہوتے تھے اور مجکو آسمان پر لاکر سب آلایش سے بچایا اور میری ماں کو اور مجکو شر شیطان سے
پناہ مین رکھا خواجۂ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب سب انبیا حمد کبریائی سے فارغ ہوے مین نے بھی حمد الٰہی
اور ثناے بادشاہی شروع کی اور کہا حمد و سپاس اُس خدا کو جسنے مجکو تمام عالم کا رحمت لکھا اور مجموع خلایق کی ہدایت کے
مامور فرمایا اور ہر ایک کے واسطے بشیر نذیر کیا اور قرآن جسمین ہر چیز کا بیان ہی مجپر اتارا اور میری امت کو بہترین امم
فرمایا اور سب کے لیے مجھے وسط و عدل کیا اول و آخر صفت میری بیان کی سینہ میرا کھول دیا خطرات دل دور کیے
میرے نام کو بلندی بخشی مجکو فاتح و خاتم کہا اور سپاس خاص اُس جناب کبریا کو ہی جسنے تمام زمین کے میدان کو
میرے واسطے مسجد کیا اور تمام خاک کو حکم پانی کا دیا اور فتوحات اور مال و غنایم کی مجکو کرامت فرمائی اور خواتیم سورۂ
بقرہ سے مکرم کیا اور سبع مثانی یعنے سورۂ فاتحہ ارزانی فرمایا اور مجکو علم توحید اور بیان قرآن کا بہت آسان کیا اور
ملایک میری مدد کو بھیجے اور قیامت تک دروازہ توبہ کا میری امت کے لیے کھلا رکھا اور حوض کوثر مجھے دیا ہر
پیغمبر کی دعا قبول تھی مجکو گناہ کبیرہ کی شفاعت مین ذخیرہ قبولیت دعا کا عنایت کیا اور بعض روایت مین صفات
کمال اور نوابت جاہ و جلال حضرت الٰہی کے جو حضرت رسالت پناہی نے تنصیص فرمائے ہین زیادہ لکھے ہین بالجملہ
حضرت صلعم نے فرمایا کہ جب مین یہ مدح کر چکا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اور انبیا کی طرف اشارہ فرمایا اور کہا
بہذا افضلکم محمد اے پیغمبرون نے مجھے کہا ہی محمد حق تعالیٰ نے آج کی رات تکو وہ شرف دیا ہی کہ پہلا انبیاے اولین
و آخرین کو نصیب نہین ہوا اور یہ درجہ کسی نے نہین پایا اب لازم ہی کہ جہان تک ہو سکے امت کے واسطے تخفیف
و رفاہیت طلب کیجیو پھر جبرئیل نے ہاتھ پکڑا اور صخرے پر لائے وہ ایک سنگ معلق ما بین آسمان و بیت المقدس ہی
ابوبکر ابن عربی شرح موطا مالک مین لکھتے ہین کہ یہ پتھر اعجوبہ قدرت الٰہی سے ہی غبار و گرد آلود درمیان مسجد بیت المقدس کے
بے سہارے معلق اور معہ مین ہی کسی طرف سے اُسکو علاقہ نہین اُسکو وہ ٹھہرائے ہی جسنے آسمان کو روکا ہی زمین کے
گرنے سے اُسمین اوپر کی طرف جانب جنوب نشان قدم خاتم النبیین صلعم کا ہی جب سوار ہوے تھے براق پر اور
وہ جھکا تھا بنابر تعظیم اور دوسری طرف اُسکے فرشتون کی اُنگلیون کا نشان ہی کہ اُنھون نے جھکتے ہوے تھام
لیا تھا اور سیر حلبی مین لکھا ہی فقد اثر فی صخرۃ بیت المقدس لیلۃ الاسرا و ان ذلک الاثر موجود الی الآن اور اسی کے
موافق حافظ شمس الدین ناصر الدین دمشقی نے بھی معراج نامہ مین فرمایا ہی اور فتح المتعال مین لکھا ہی قد رایت حجر فیہ
اثر قدم بقبۃ الصخر الشریفۃ بالبیت المقدس والناس یلطمونہ و یبرکونہ یعنے مین نے دیکھا پتھر اُسمین نشان تھا آپکے

قدم مبارک کا معروف ہے یعنی بیچ بیت المقدس کے اور آدمی تعظیم کرتے تھے اسکی اور تبرک سمجھتے تھے اسکو بعد اسکے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم بروایت صحیحہ براق پر سوار ہو کے معراج کے راستے سے آسمان پر گئے اور جبرئیل علیہ السلام ہمراہ تھے فرمایا حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب معراج سے آگے بڑھا تو ایک دریا فاصلہ پانسو برس کی راہ کا آگاہ ہوا بیچ ہوا معلق نظر آیا ایک قطرہ
اس دریا کا زمین پر نہیں گرتا اور رنگ اسکا بسبب عمق کے نیلا ہوا اور اسکے عکس سے آسمان نیلا نظر آتا ہے پھر وہاں سے آگے
ہوا پر پہونچا وہاں سے فلک پردہ ایک دریا ہے آسمان پر کھینچا ہوا اور اس اسکا ستارہ پردہ کے مانند ... میں ہے اور یہ آسمان کا
ایسا ہی ایک فلک ہر ستارے کا اسمیں تیرا کرتے ہیں کما قال اللہ وکل فی فلک یسبحون یعنی تیرتے ہیں ستارے فلک میں
پھر وہاں الٰہی پہونچا تو فلک ... کے نیچے حرکت دوری سے ... قدم تک ... آیا باب الحفظہ آسمان
دنیا پر پہونچا وہاں اسکا اسمعیل نام فرشتہ بارہ ہزار فرشتوں کے ... اور دروازہ ایک دانہ یاقوت سرخ کا ہے اور
مروارید کا قفل اسکا تھا تب جبرئیل نے پکارا اسمعیل نے آواز ... تو جبرئیل نے کہا میں ہوں جبرئیل سے پوچھا
تیرے ساتھ کون ہے کہا محمد رسول اللہ کہا کیا بلائے گئے ہیں کہا ہاں اسمعیل نے کہا مرحبا ... اچھا آنا تسبیح
ترابیع اسمعیل کی یہ ہے سبحان الملک الاعلیٰ سبحان العلی الاعلیٰ سبحان ... روایت ہے کہ یہ آسمان ... زمرد سبز کا ہے نام
اسکا رقیعا ہے ... حضرت نے ... دروازہ کھلوایا تو حضرت صلعم
داخل ہوے حضرت آدم صفی اللہ علیہ السلام سے ملاقات ہوئی تو حضرت نے بتعلیم جبرئیل سلام ... کیا آدم نے
نہایت ... سے جواب ... مرحبا بالابن الصالح والنبی الصالح ...
تسلی اور تسبیح حضرت آدم کی یہ تھی سبحان الجلیل ... سبحان الواسع الغنی سبحان اللہ وبحمدہ سبحان العظیم وبحمدہ ...
پھر دو دروازے دیکھے ایک داہنی طرف اور دوسرا بائیں طرف کا حضرت آدم جب داہنی طرف دیکھتے تھے ہنستے تھے اور جب بائیں
طرف دیکھتے تھے روتے تھے حضرت فرماتے ہیں میں نے جبرئیل سے استفسار کیا کہ یہ کیا ہے جبرئیل نے کہا داہنا دروازہ
ارواح نیک اولاد آدم کی بہشت میں جاتی ہیں اس سے خوش ہوتے ہیں اور بائیں سے ارواح بد دوزخ کو جاتی ہیں اس سے رنج کرتے
فائدہ حضرت آدم علیہ السلام آسمان اول پر اس وجہ سے تھے کہ اول انبیاؤں سے ہیں اور اول کو اول سے نسبت ظاہر ہے فرمایا
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب آسمان دوم پر پہونچا تو اسکو نہایت نورانی پایا اور ایک روایت ہے کہ یہ آسمان ... سرخ کا ہے اور
نام اسکا قیدوم ہے اور دربان اسکا ... نام فرشتہ ہے اور ... فرشتے اسکے ... جبرئیل نے ... دروازہ کھلوایا تو وہاں کے
دربان نے جبرئیل سے کہا کون ہے کہا میں ہوں اور میرے ساتھ محمد ہیں اسنے کہا ... بھیجے گئے ... جبرئیل نے کہا ہاں دربانوں نے کہا مرحبا
خوش آمدی ... حضرت نے فرمایا تسبیح ... وہاں آسمان دوم کی یہ ہے سبحان اللہ ...
... والحمد للہ ... ولا الہ الا اللہ ... اللہ اکبر ... تسبیح ... حضرت نے فرمایا جب آگے
بڑھا تو دو جوان ... عیسیٰ و یحییٰ ... دونوں خالہ زاد بھائی ہیں ... جبرئیل ... انہوں نے ...

اور کہا مرحبا بالابن الصالح والنبی الصالح ایک روایت ہی کہ عیسے علیہ السلام نے مجھسے مصافحہ کیا اور بہت خوشخبری سنائی اور تسبیح انکی
یہ تھی سبحان الحنان المنان سبحان الابد الابد سبحان المبدء المعید اسی طرح اور عجائبات دیکھے فائدہ حضرت عیسی و یحیی دونوں
خالاتی بھائی ہین اور درحقیقت ایک شعبہ سے ہین اسی سببسے ایک مقام مین ملے اور چونکہ عیسے من حیث الزمان حضرت صلعم سے
قریب تھے اور بشارت یاتی من بعدی اسمہ احمد دی تھے اور زمانہ آخر مین قواعد شریعت محمدیہ پر مبعوث فرماوینگے اس لیے
آسمان دوم پر ملاقی ہوے فائدہ حضرت یحیی علیہ السلام کی مان کا نام ایشاع ہی اور وہ بیٹی فاقود کی ہین اور والدہ عیسی علیہ السلام کی
مان مریم ہین اور وہ بیٹی ہین حنہ کی اور حنہ بیٹی ہی فاقود کی اسطرح خالاتی بھائی ہین فرمایا حضرت صلعم نے کہ پھر آسمان سوم پر پہونچا
جبرئیل نے بعد استفتاح وسوال وجواب بدستور دروازہ کھلوایا اور مین داخل ہوا یہ آسمان نہایت تابان و روشن مروارید کا بنا ہوا ہی
اسکا زلیون ہی دربان اسکا بہت عظیم الشان ہی اور توابع اسکے تین لاکھ فرشتے ہین تسبیح اسکی سبحان المعطی الوہاب سبحان الفتاح
العلیم سبحان الحبیب ابن دعاہ وہان بھائی یوسف علیہ السلام سے ملاقات ہوئی اور انکو ملا تھا بدحسن سے اور حیا بدا سکی است کے
ساتھ تھے مین نے بتعلیم جبرئیل سلام کیا اسنے جواب دیکر کہا مرحبا بالاخ الصالح والنبی الصالح یعنے کیا ہی اچھا نیک بھائی اور نیک پیغمبر
آیا اور مجھسے بغلگیر ہوے اور کرامت الٰہی سے بشارتین دین تسبیح انکی یہ تھی سبحان الجلیل الاجل سبحان الفرد الوتر سبحان الابد الابد اور
ایک روایت ہی کہ آگے بڑھکر داؤد و سلیمان علیہما السلام ملے انھون نے بعد تحیہ وسلام میرے کے جواب دیکر بشارتین دین اور کہا آج کی
رات امت کی شفاعت مین کوتاہی نکرنا اور تسبیح داؤد کی یہ تھی سبحان الخالق النور سبحان التواب الوہاب سبحان الشدید العقاب
اور تسبیح سلیمان یہ تھی سبحان المالک الملوک سبحان القاہر الجبار سبحان من الیہ تصیر الامور فائدہ حضرت یوسف اس سببسے آسمان
سوم پر ملے کہ اہل جنت امت مرحومہ کے جوان بصورت یوسف ہونگے سو انکے حسن کو حضرت پر عرض کیا تاکہ حسن وجمال اپنی امت کے
دریافت فرماوین روایت ہی کہ فرمایا حضرت نے کہ جب آگے بڑھا تو ایک دریاے عظیم ملا اسی کو بحر النقم کہتے ہین کہ اسی قدر پانی اسکا زمانہ
نوح مین زمین پر پہونچا تھا طوفان برپا ہوا اور جب دریا سے آگے بڑھا تو آسمان چہارم پر پہونچا یہ مروارید سے زیادہ ضیا ہی نام اسکا زیلونا ہی
موکل اسکا عزرائیل و بروایتے سوضیائیل و بروایتے سوسیائیل ہی تسبیح اسکی سبحان الخالق الظلمات والنور سبحان الخالق الشمس والقمر
سبحان الرب الاعلی اور چار لاکھ فرشتے اسکے تابع ہین اور امور کلیہ اسکے تفویض ہین اور یہ آسمان اتنا بڑا ہی کہ ہفت طبقہ زمین اور
ہرسہ آسمان اسکے مقابل مین برابر ایک طبقہ کے ہین وہان ادریس علیہ السلام سے ملاقات ہوئی انکو سلام کیا انھون نے جواب دیکر کہا
مرحبا بالاخ الصالح والنبی الصالح اور بعضی روایت مین ملاقی ہونا حضرت موسی کا اس آسمان پر لکھا ہی فائدہ حضرت ادریس کا محل موت
بقول البعض آسمان چہارم ہی اسی سببسے یہان ملے بعد اسکے اسی آسمان پر حضرت عزرائیل علیہ السلام سے ملاقات ہوئی جبرئیل نے کہا
یہ الگ کرتا ہی دوست کو دوست سے اور بیٹے کو باپ سے اور باپ کو بیٹے سے اور ویران کرتا ہی گھرون کو اور آباد کرتا ہی شہرون کو روایت ہی
کہ فرمایا حضرت صلعم نے کہ عزرائیل مجھے دیکھکر مسکرایا اور تعظیم کو اٹھا اور کہا مرحبا یک حق تعالی نے تمھارے برابر کوئی بزرگ عزیز تر خلق
نہین بھیجا اور امت تمھاری بہترین امم ہی اور مین انپر والدین سے زیادہ رحم کرتا ہون پھر بعد سعاینہ عجائبات آسمان چہارم

آسمان ہفتم پر ابراہیم علیہ السلام [illegible] اسکے متعلق [illegible] تسبیح اسکی قدوس قدوس [illegible] سبحان ربی الاعلی [illegible]

قدوس رب الملائکۃ والروح اور [illegible] فرشتے اسکے [illegible] خوشخبری [illegible] کی سنائی روایت صحیح ثابت ہے کہ [illegible] آسمان کا

حضرت ہارون علیہ السلام [illegible] روایت میں ہے کہ حضرت ابراہیم [illegible] و یعقوب علیہم السلام کو بھی دیکھا [illegible] حضرت ہارون

نے بھی دیکھا [illegible] فائدہ چونکہ حضرت [illegible] صورت [illegible] کی [illegible] اس سبب سے [illegible] اور حضرت

موسی بسبب کلیمی کے حضرت ابراہیم [illegible] کے [illegible] کیا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ

روایت ہے کہ فرمایا حضرت صلعم نے [illegible] میں نے سلام کیا [illegible] اللہ تعالی کی [illegible]

[illegible] ایک فرشتہ [illegible] تسبیح اسکی یہ تھی سبحان اللہ [illegible]

سبحان اللہ من فی السموات ومن فی الارض [illegible] حضرت موسی علیہ السلام [illegible]

[illegible] میں نے جبرئیل [illegible] سلام کیا [illegible]

کرامت [illegible] خوشخبری [illegible] فرض ہوا [illegible] تخفیف [illegible]

میں نے [illegible] سبحان اللہ [illegible] جب [illegible]

لگے کسی نے سبب رونے کا پوچھا [illegible] میری امت [illegible]

سے پیچھے [illegible] داخل ہونگے [illegible] جنت میں [illegible] میری امت سے [illegible] روایت [illegible]

اور [illegible] فضیلت [illegible] فاضل [illegible] میں [illegible]

میری امت سے [illegible] روایت [illegible] حضرت نے [illegible] موسی علیہ السلام [illegible]

و فضیلت [illegible] جبرئیل [illegible] کہا [illegible]

[illegible] اللہ تعالی نے اسکو معاف کیا [illegible] سب انبیاء [illegible]

[illegible] فائدہ [illegible] نعوذ باللہ [illegible]

[illegible] معجزات [illegible] لیکن ایمان کامل نہ لائے

اور [illegible] ایمان لائے اور قیامت تک [illegible]

تو جنت میں بھی زیادہ جائینگے [illegible] حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے [illegible] کی نماز [illegible]

وقت تک کیونکر تخفیف کروائے [illegible] حضرت صلعم کو [illegible] نعوذ باللہ حقارت کی راہ سے [illegible] جوان کو [illegible]

بولتے ہیں اور اس کلام میں [illegible] تعریف فرمائی [illegible] پیغمبروں سے افضل ہوئے فائدہ

حضرت موسی کلیم اللہ علیہ السلام [illegible] اسمیں نکتہ یہ ہے کہ [illegible] سید المرسلین [illegible] امت عالی

ہمت کو [illegible] حضرت صلعم سے [illegible]

اور آنجناب کو پھر حضرت رب الارباب مین بھیجین اگر حضرت موسی دد رہوتے تو آمدورفت مین تکلیف ہوتی بالجملہ بعد ملاحظہ عجائبات
آسمانِ ششم آسمان ہفتم پر تشریف لیگئے فرمایا حضرت صلعم نے کہ یہ آسمان پانسو برس کی راہ ہی اور ہر ایک آسمان کے بیچ مین اتنا ہی
فرق تھا یہ آسمان جوہر سفید یا نور تابان سے بنا ہی نام اسکا اسحاقائیل ہی دربان اسکا روحائیل نام رکھتا ہی تو ابع اسکے ساتھ لاکھ ہین
تسبیح اسکی یہ تھی سبحان الذی بسط السموات فرفعها سبحان الذی سطح الارض ففرشها سبحان الذی اطلع الکواکب ازہرہا سبحان الذی
ارسی الجبال فہیاہا سو اسکو مین نے سلام کیا اُسنے جواب دیا اور خوشخبری کرامت کی سُنائی اور بعد معاینہ عجائبات اِس آسمان کے جبرئیل
مجکو آگے لیگئے اور طی کیے مین نے ستر ہزار پردے آگ کے پھر ستر ہزار حجاب سونے کے پھر ستر ہزار حجاب ابرق کے پھر ستر ہزار حجاب
یاقوت سُرخ کے پھر ستر ہزار ظلمت کے اور ہر حجاب مین پانسو برس کی راہ کا فرق تھا پھر ستر ہزار حجاب نور کے پھر ستر ہزار ربانی کے
طی کیے پھر داخل ہوا حجب سلطانی مین پھر پہونچا حجب قربت مین پھر حجب عظمت مین پھر حجب کبریا مین پھر حجب الملکوت مین پھر
جلال مین پھر حجب عزت مین پھر حجب فردانیت مین پھر سایہ سدرۃ المنتہی مین پہونچا یعنے درخت بیری کے پاس یہ درخت
بلے سرے کا بلند درخت ہی اور اُسکے بیر ایسے جسطرح ہجر کے مٹکے ہجر عرب مین ایک مکان ہی جسکے مٹکے بڑے بڑے ہوتے ہین اور پتے
ایسے جیسے ہاتھی کے کان اور جڑ اس درخت کی ششم آسمان مین ہی اور وہی درخت نیچے اوپر مین حد ہی کہ نیچے کے لوگ اوپر نہین
پہونچتے اور اوپر کے نیچے نہین آتے اور اُسپر فرشتے چھا رہے ہین جسطرح پروانہ اور اِس کثرت سے ہین کہ سوائے خدا کے کوئی شمار
نہین کرسکتا اور اُسی کے بیچ مین مقام حضرت جبرئیل علیہ السلام کا ہی اور سدرۃ المنتہی اِس سبب سے کہلاتا ہی کہ علوم خلق خدا
وہین تک پہونچتا ہی آگے نہین جاتا اور سوائے حضرت صلعم کوئی اُس سے آگے نہین گیا اُسی کے پاس بہشت ہی اور بعضے کہتے ہین
کہ جو تحت سے فوق کو جاتا ہی وہان منتہی ہوتا ہی اور بعضے کہتے ہین کہ ارواح شہیدون کی وہان تک پہونچتی ہی اور وہ انکی ارواح کی
سیر کا منتہی ہی اور وجہ تسمیہ اسکی بہ سدرہ موقوف علم شارع پر ہی وہ ایک درخت ہی کہ سیر کرے سوار اُسکے سایہ مین ستر برس اور
ایک پتہ اسکا سائبان ہی تمام خلق پر اور کہا ابن عباس نے کہ سدرہ ایک درخت ہی بیر اسکا سُرخ کا اور شاخین مروارید کی جڑ سے
شاخون تک پچاس ہزار برس کی راہ ہی بالجملہ ایک پھل اُسکا توڑ کر جبرئیل نے حضرت صلعم کو دیا نہایت خوشبودار و بامزہ تھا حضرت
صلعم نے فرمایا کہ اُس درخت کی جڑ مین چار ندیان دیکھین دو ظاہر دو پوشیدہ جبرئیل نے کہا پوشیدہ نہرین سلسبیل و کوثر ہین کہ بہشت کو
جاتی ہین اور دو ظاہر نیل مصری و فرات کوفہ کہ یہان سے بہکر دنیا مین جاتی ہین مین کہتا ہون اِس سے یہ مراد ہی کہ اگر اُس عالم کے
پانی کو اِس جہان کے پانی سے مشابہت دین تو نیل مصر اور فرات کوفہ کا پانی اُن نہرون کا نمونہ ہی یا حقیقت مین فرات و مصر کو اُنسے
مدد ہوتی ہو کہ ہمکو نظر نہین آتا اور روایت مسلم مین ہی کہ چار نہرین دنیا کی بہشت سے ہین نیل و فرات و سیحان و جیحان اور طریق جمع
یہ ہی کہ جڑ سدرہ کی بہشت مین ہی پھر جب نہرین اُس سے نکلین تو بہشت سے ہوئین اور حوشریک نام راوی نے کہا ہی کہ آسمان دنیا مین
حضرت کو دو نہرین نظر آئین اور حضرت جبرئیل نے کہا نیل مصر و فرات کوفہ مین سو یہ امر بہ لحاظ کمال اشتہار اُن نہرون کے تھا اور سوا
اُنکے اور بھی نظر آئین ہین فرمایا حضرت صلعم نے ثم رفع الی البیت المعمور یعنے پھر اُٹھایا گیا طرف بیت المعمور کے یہ گھر فرشتون کا کعبہ ہی

اس پر بنا ہوا ہے جس کا نام بیت المعمور ہے اور مقابل کعبہ معظمہ ہفتم آسمان پر ظاہر ہے کہ اگر گرے تو کعبہ پر گرے وہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام تکیہ لگائے بیت المعمور سے بیٹھے تھے اور بعض روایت میں ہے کہ دروازہ بہشت پر جلوہ فرما تھے کرسی پر حضرت نے فرمایا میں نے ان کو سلام کیا انہوں نے جواب دیا اور مرحبا کہا اور فرمایا محمد اپنی امت کو میری طرف سے کہیو اور جان لیں کہ بہشت کی زمین طیب ہے اور [illegible] تسبیح پڑھے سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر [illegible] حضرت رسول کریم نے وصیت فرمائی [illegible] جنت میں ایک درخت [illegible] امت ہو [illegible] لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم کہنے سے [illegible] آسمان ہفتم پر حضرت ابراہیم [illegible] [illegible] حضرت ابراہیم خلیل [illegible] بیت المعمور [illegible] اس میں پیالے لائے گئے ایک میں شراب دوسرے میں دودھ تیسرے میں شہد حضرت صلعم نے [illegible] دودھ کو اختیار کیا [illegible] حضرت جبرئیل نے کہا دودھ پیا [illegible] [illegible] روایت میں چار پیالے تھے ایک میں پانی تھا حضرت صلعم نے دودھ کو اختیار کیا [illegible] اور کہا اگر آپ پانی اختیار کرتے تو امت آپ کی غرق ہو جاتی [illegible] ہو جاتی دودھ کے اختیار کرنے میں فطرت و ہدایت ہے [illegible] تب حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے جبرئیل علیہ السلام سے کہا [illegible] جبرئیل نے کہا [illegible] حضرت نے [illegible] اختیار کیا [illegible] [illegible] علم و ہدایت [illegible] اور دودھ [illegible] [illegible] اور دودھ [illegible] [illegible] منفعت [illegible] حضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جبرئیل نے [illegible] اور [illegible] مقام [illegible] اور مجھے [illegible] میں نے کہا اس وقت مجھے کیوں تنہا چھوڑا [illegible] کہا یا رسول اللہ مجھے [illegible] آگے بڑھنے کی طاقت نہیں [illegible] مقام معلوم [illegible] آپ کے ساتھ تھا آپ تشریف لے جائیے [illegible] ساتھ [illegible] [illegible] حضرت نے جبرئیل کا ہاتھ پکڑا اور ایک قدم اپنی جانب کھینچا جبرئیل [illegible] اور رونے لگے اور کہا یا رسول اللہ مجھ کو [illegible] قدم [illegible] ایک انگلی کے برابر آگے [illegible] جل کر خاک ہو جاؤں [illegible] تب حضرت نے دست مبارک سے اشارہ کیا [illegible] [illegible] جبرئیل نے کہا [illegible] [illegible] جبرئیل [illegible] فرشتہ [illegible] اللہ اکبر [illegible] پھر فرشتے نے کہا اشہد ان لا الہ الا اللہ حجاب کے پیچھے سے آواز آئی صدق عبدی انا اللہ لا الہ الا انا پھر فرشتے نے کہا اشہد ان محمدا رسول اللہ

اور حجاب کے پرے سے آواز آئی صدق عبدی انا ارسلت محمدا پھر فرشتے نے کہا حی علی الصلوۃ حی علی الفلاح ورے حجاب سے آواز آئی صدق عبدی
ودعا الی عبادی پھر سنا میں نے کہ آواز آئی یا محمد اکمل اللہ بک الشرف علی الاولین و الآخرین پھر اس فرشتے نے پردے کے اندر سے میرا ہاتھ پکڑا
اور مجھے اٹھا لیا جبرئیل وہیں کھڑے رہ گئے حضرت نے فرمایا کہ اے جبرئیل ایسے مقام میں مجھ سے کیوں جدا ہوتے ہو کہا یا رسول اللہ وما منا الا له مقام
معلوم اس سبب سے کوئی فرشتہ اپنے مقام سے بڑھ نہیں سکتا مگر آج کی رات آپکے سبب سے میں یہاں تک پہنچا ہوں نہیں تو کبھی سدرہ سے آگے نہیں بڑھا فائدہ
جبرئیل کے قول سے معلوم ہوا کہ ہر فرشتہ کا مقام معلوم ہے و معین لیکن فضل اللہ ہے بشر کو مقام معین کی قید نہیں اسواسطے حضرت سید الانبیا کو مقام معلوم
حضر نہیں ہوا فرمایا حضرت نے پھر وہاں سے تنہا روانہ ہوا اور ستر ہزار حجاب نور و ظلمت کے طے کیے اب براق بھی رہ گیا اور رفرف سبز نورانی آیا اسپر سوار ہو کے
نیچے عرش تک گیا اور ایک روایت ہے کہ بعد جبرئیل کے میکائیل آ گئے حضرت نے انکے پروں پر یا سر پر قدم رکھے تو میکائیل لیچلے اور
کئی دریا اسنے اپنے بازو کے زور سے طے کیے پھر پردے آئے ہر پردہ پانسو برس کی راہ انکو بھی طے کیا پھر حجاب آئے ہر حجاب ایک ہزار
برس کی راہ تھا وہاں میکائیل ضعیف ہوئے اور اڑنے سے تھکے اور عذر خواہی کر کے پھرے تب اسرافیل نے اپنے پروں پر اٹھایا
اور انھوں نے حجابات چند طے کرائے پھر حجاب قدرت آیا اسکو بھی طے کیا جب حجاب عظمت آیا تو اسرافیل تھک رہے اور عذر کر کے
لوٹے پھر رفرف آیا حضرت فرماتے ہیں کہ وہ ایک موتی سفید کا بنا ہوا ہے اسنے سلام کیا اور اسکی تسبیح و تہلیل کا آوازہ ملکوت میں پڑا ہوا تھا
سو میں نے قدم اپنا رفرف کے سر پر رکھا اسنے ایک حرکت میں ساق عرش پر پہونچایا اور اسنے حجابات مروارید و یاقوت و نور و ظلمت کے
کہ ستر ستر ہزار تھے طے کرائے اور پردہ واران عرش میں پہونچایا وہاں ستر ہزار پردے دیکھے بعضے مروارید کے اور بعضے یاقوت کے
اور بعضے جواہر کے سو رفرف نے طے کرائے جب ایک پردہ رہ گیا تو رفرف قدم کے نیچے سے غائب ہو گیا اور ایک ٹکڑا موتی سفید کا
نظر آیا اسنے اٹھا کر وہ پردہ طے کرایا جب حجاب کبریا آیا وہ بھی غائب ہوا اور کوئی سواری میرے پاس رہی نہیں اس میدان میں
حیران تھا خطاب ہوا اے حبیب میرے آؤ اور اس پردہ کو طے کر نگاہ کی میں نے حجاب طے ہوا اور کئی قدم نیچے رہا پھر خطاب آیا
ادن منی پاس آؤ میرے برابر میں اسی خطاب سے مشرف ہوتا تھا اور قدم رکھتا تھا جسقدر مسافت زمین سے وہاں تک
طے ہو چکی تھی ہر قدم میں طے ہوتی تھی ہزار مرتبہ خطاب ادن منی کا سنا میں نے آخر وہاں سے ترقی کر کے رتبہ دنی پر پہونچا اور دنی سے
درجہ فتدلی پر پہونچا اور وہاں سے خلوت خانہ فکان قاب قوسین او ادنی سے کامیاب ہوا اور محرم اسرار فاوحی الی
عبدہ ما اوحی ہوا اور روایت ہے کہ آخر الامر آنجناب ایسے مقام پر پہونچے کہ تحت و فوق و یمین و شمال سے منزہ تھا پس اللہ تعالی
اور حضرت میں ایسی واقفیت کلیہ متحقق ہوئی کہ ایک کی رضا دوسرے کی رضا ہوئی اور ایک کا مقبول دوسرے کا
مقبول ہوا اور جو کلمہ و کلام واقع ہوا ہے اسکا بیان خالی از اشکال نہیں ہے کیونکہ جب حبیب حبیب سے ملتا ہے تو سبھی
طرح کی بات چیت ہوتی ہے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم قرب الہی کے اعلی مقام پر پہونچے تو آپنے بزبان حال کہا
اب میں یہاں سے نہ جاؤنگا ارشاد ہوا کہ اے محمد فی الحال یہاں سے جانا بہتر ہے تاکہ گمراہوں کو ہدایت ہو اور میں قادر ہوں کہ تجکو
پھر یہاں لاؤں اور جب خلق سے ملال پہونچے تو روئے نیاز قبلہ گاہ نماز کی طرف لانا اسوقت اسی مقام میں ہوگا چنانکہ

جب کبھی حضرت صلعم کو رنج ہوتا تھا تو نماز شروع کر دیتے تھے نقل ہے کہ جب حضرت رحمۃ للعالمین عرش معلی کے نیچے پہونچے تو خوف
لاحق ہوا اسی دم ایک قطرہ شیریں بادہ دہن مبارک میں گرا کہ علم اولین و آخرین کا کشف ہو گیا روایت ہے کہ فرمایا حضرت خاتم علیہ السلام
نے کہ میں نے ایک روز حضرت سے پوچھا کہ اللہ تعالی نے تم سے کیا کیا کلام فرمائے ارشاد کیا کہ اللہ نے میری امت کی چند شکایتیں
فرمائیں ایک یہ کہ میں رزق و روزی بندگان کا ضامن ہوں اور تیری امت اس ضمانت پر اعتماد نہیں کرتی دوسرے یہ کہ تیری
امت کے واسطے میں نے جنت بنائی ہے مگر وہ رغبت اسطرف نہیں کرتی تیسرے دوزخ انکے دشمنوں کے واسطے بنا ہے اور امت تیری
ساعی اسی میں جانے کی ہے چوتھے خلوت میں گناہ کرتی ہے اور مجلس میں شرماتی اور بندوں سے بہت ڈرتی نہ مجھ سے پانچویں
میں کل کا کام اسکا آج نہیں لیتا اور وہ مجھسے برسوں و مہینوں و ہفتوں کا رزق مجھسے طلب کرتی ہے چھٹے میں روزی کسی دوسرے کو
نہیں دیتا اور وہ میری عبادت و طاعت غیر کو دیتی ہے ساتویں ایک طور پر طاعت کرتی ہے اور غیر کو میری عبادت میں شریک
کرتی ہے آٹھویں تیری امت غیر سے عزت چاہتی ہے حالانکہ عزت دینے والا میں ہوں نویں نعمت میں دیتا ہوں شکر اوروں کا
کرتی ہے دسویں میں انکی نافرمانی کی شکایت اپنے فرشتوں سے نہیں کرتا اور امت تیری ذرا سی رنج و بلا میں لوگوں سے میری
شکایت کرتی ہے روایت ہے کہ ایک دن حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے التماس کیا کہ یا رسول اللہ شب معراج
پوشیدہ معراج سے کوئی بات ارشاد ہو فرمایا کہ اللہ نے کہا ہے کہ امت سابقہ جو گناہ کرتی تھی عذاب نازل کرتا تھا اور جو تیری امت گناہ
کرتی ہے تو پردہ ڈالتا ہوں روایت ہے کہ فرمایا اللہ تعالی نے اے محمد تیری امت دو قسم ہے مطیع و عاصی مطیعوں کی طاعت میری
رضا سے ہے اور عاصیوں کی معصیت قضا سے ہے جو میری رضا سے ہے قبول ہے کہ مقتضائے کرم یہی ہے اور جو میری قضا سے ہے
لائق عفو ہے کہ یہی مقتضائے رحمت ہے ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اللہ صاحب نے کہا اے محمد بندے عاصی کی شکایت کروں حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا الہی تو میرے مطلب سے آگاہ ہے فرمایا اگر تقصیرات امت کے کہیں جاتا ہے تو تقصیرات فرائض میں تو شفیع ہے اور
تقصیرات سنن میں میں شفیع ہوں اور بعض ثقات نے روایت کی ہے کہ فرمایا حضرت صلعم نے کہ مجھے وحی ہوئی کہ تجھ کو میں تیری
امت میں کئی خصلتیں دیتا ہوں اول جو کوئی اطاعت کریگا تیری ویسا ہی کرونگا اور جسکی اطاعت اس سے اطاعت چاہو تو مجھسے طلب کرے
اور جزا اسکی کرم کے موافق دونگا دوسرے جو کوئی گناہ سے توبہ کریگا قبول کرونگا تیسرے بہت نادم ہو نظر کر کے دیکھا کہ چند تو گنہگار
امت ہونگے اور ایک مشغول بطاعت تو عضو مطیع کے طفیل سے سب کو بخشونگا چوتھے میں دل کو دیکھتا ہوں اگر گناہ کر کے
پشیمان ہوتا ہے تو عفو کرتا ہوں پانچویں جب میرا بندہ گناہ پر اصرار نہیں کرتا اور نادم ہوتا ہے تو اسکو درد بیماری دیتا ہوں
تاکہ کفارہ گناہ ہو جائے چھٹے افعال تیری امت کا شمار بفضل کرتا ہوں نہ بعدل اگر طاعت زیادہ ہوتی ہے تو اسکی جزا دیتا ہوں
اور جو معصیت زیادہ ہوتی ہے تو اسکا ظہار اپنے اوپر رکھتا ہوں ساتویں تیری امت کا حساب اپنے ہاتھ میں رکھونگا اور گناہ انکے
اپنے فضل سے بخشونگا اور جنت میں رحمت سے لیجاؤنگا اور بعض روایت میں آیا ہے کہ اللہ تعالی نے فرمایا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم
اپنی امت کو پانچ پیغام میرے پہونچاؤ کہلا دیجیو کہ اگر تم کسی کو بسبب احسان کرنے کے دوست رکھو تو مجھی کو دوست رکھو کیونکہ لطف

تم پر بہت احسان کیے ہیں دوسرا اگر کسی سے خوف کرو تو مجھی سے کرو کہ مین زیادہ اُسنے قدرت رکھتا ہون تیسرا اگر کسی سے امید رکھو کہ مراد کو پہونچینگے تو مجھی سے امیدوار ہو کہ مرادین دینے والا مین ہون اور حاجات برلانے والا مین ہون اگر دعا مانگو تو مجھی سے مانگو اور جو التجا کرو تو مجھی سے کرو چوتھا اگر کسی سے شرم رکھو جفا کرنے مین تو بہتر ہو کہ مجھسے رکھو کہ تمسے جفا کاری ہوتی ہے اور مجھسے وفاداری پانچوان اگر کسی کی خدمت کرو جان و مال سے تو بہتر ہو کہ مال کو میری راہ مین صرف کرو اور جان و تن کو میری خدمت مین حاضر کرو کہ مین خُلف و کذب سے منزہ اور غرض و طمع سے مبرا ہون حدیث شریف مین وارد ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا مین نے اللہ کو اچھی صورت مین اور مجھسے حق تعالی نے پوچھا کس بات مین ملاء اعلی کے جھگڑتے ہین مین نے کہا الٰہی تو عالم ہے سو رکھی اللہ تعالی نے ہتیلی اپنی درمیان دونون شانون میرے کے کہ پایا مین نے اثر رحمت و راحت کا درمیان دونون پستان اپنی کے پھر جو کچھ آسمان و زمین مین مغیبات سے تھا کھل گیا پھر پوچھا مجھسے اے محمد کچھ جانتا ہے فرشتے کیا کہتے ہین مین نے کہا کفارات یعنی عبادات مین کلام کرتے ہین فرمایا کیا ہین کفارات مین نے کہا الکفارات اسباغ الوضوء فی المکارہ والمشی بالاقدام الی الجماعات وانتظار الصلوٰۃ بعد الصلوٰۃ یعنے پوشیدہ کرنے والی گناہون کی تین چیزین ہین پہونچانا پانی وضو کا مقامات وضو مین وقت سرما و شدائد نفس کے اور جانا پیادہ پا واسطے جماعت نمازون کے اور انتظار نماز کرنا بعد ادائے نماز کے جو کوئی ان تین چیزون پر قیام کرے زندگانی اُسکی بوجہ احسن بسر ہو اور اس عالم ناپایدار سے نیکنامی کے ساتھ عالم پائیدار کو جائے اور گناہون سے پاک رہے اور ایک روایت مین ہے کہ جب عضو مین الکتفین خواجہ کونین صلے اللہ علیہ وسلم کف کفایت الٰہی سے مشرف ہوا اور جملہ مغیبات ارض و سماوی منکشف ہو گئے تو حضرت حق نے پوچھا فیم یختصم الملاء الاعلیٰ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کہا فی الکفارات والمنجیات والدرجات والمہلکات حق تعالی نے فرمایا صدقت یا محمد پھر فرشتون کو خطاب ہوا کہ اے ملائکہ حلال مشکلات کو پایا پوچھو اس سے جو مشکل ہو اسرافیل نے پوچھا یا محمد کیا ہین کفارات حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسباغ الوضوء الخ فرمایا حق نے سچ کہتا ہے تو اے محمد صلعم پھر میکائیل علیہ السلام نے پوچھا کیا ہین درجات یعنے جس سے بندون کے درجے بلند ہوتے ہین فرمایا اطعام الطعام وافشاء السلام والصلوٰۃ باللیل والناس نیام یعنے کھانا کھلانا اور سلام ظاہر کرنا اور رات مین نماز تہجد پڑھنا کہ لوگ سوتے ہون حق تعالے نے فرمایا صدقت یا محمد پھر جبرئیل علیہ السلام نے پوچھا کیا ہین منجیات یعنے نجات دینے والی چیزین عذاب الٰہی سے کیا ہین حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خشیۃ اللہ فی السر والعلانیۃ والقصد فی الفقر والغناء والعدل فی الغضب والرضاء یعنے ڈرنا اللہ سے پوشیدہ و ظاہر و میانہ روی درویشی و تونگری مین اور راستی غضب و خوشی مین یا یہ معنی ہین کہ ظاہر و باطن مین اللہ سے ڈرنا و تنگی و فراخی مین رضامند رہنا و غصہ مین حد سے تجاوز نہ کرنا فرمایا حق تعالی نے صدقت یا محمد پھر عزرائیل نے پوچھا کیا ہین مہلکات یا محمد فرمایا حضرت نے شح مطاع و ہوی متبع و اعجاب المرء بنفسہ یعنی بخیلی

اطاعت کی ہی کہ جو کچھ اسپر عمل کرے یا شیطان کے کہنے پر چلنا اور ہواے نفس کی پیروی کرنا اور اپنے نفس کو نیک اعتقاد
کرنا حق تعالی نے فرمایا اے محمد [illegible] ہزار برس سے ان چاروں مسئلوں میں یہ چاروں فرشتے
گفتگو کرتے تھے اور جواب نہیں جانتے تھے شب معراج میں آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم سے خطاب ہوئی [illegible] جواب
[illegible] معراج کی کسی [illegible] لیکن [illegible] کیونکہ وصل و ملاقات حبیب تھی اور سب [illegible]
حضرت محبوب رب العالمین سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم عرش مجید پر پہونچے تو ارشاد ہوا کہ ثنا کرو تب حضرت صلعم
نے کہا التحیات للہ والصلوات والطیبات حق تعالی نے فرمایا السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ تب حضرت صلعم نے
کہا السلام علینا وعلی عباد اللہ الصالحین جب ملائکہ [illegible] نے [illegible] سب پکار اٹھے اشہد ان لا الہ الا اللہ
واشہد ان محمدا عبدہ ورسولہ اسوقت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا التحیات آخر تک کہنا گویا حضور بادشاہ میں کورنش و تسلیم
[illegible] حق تعالی کا [illegible] السلام علیک [illegible] فرمانا جیسے بادشاہ [illegible] مقرب کا سلام [illegible] لیتے ہیں پھر آنجناب کا السلام
علینا [illegible] جیسے [illegible] بہت مقربان بادشاہی [illegible] وقت [illegible] کو یاد فرماتے ہیں تاکہ وہ بھی
[illegible] اور ملائکہ کا اشہد ان لا الہ الا اللہ کہنا [illegible] بادشاہ کی اور [illegible] مقرب کی تعریف [illegible] پڑھنا
اسی واسطے مقرر ہوا کہ حال معراج یاد آوے کیونکہ مقصود [illegible] وہ حالت [illegible] نقل ہے کہ جب
[illegible] قدر [illegible] کیا تو فرمایا الحمد للہ [illegible] فرشتے [illegible] لکھا ہوا
[illegible] نام [illegible] فرشتے [illegible] لکھا ہوا [illegible]
[illegible] کے پاس [illegible] مخاطب ہوا کہ یہ اسم محمد [illegible] کا [illegible] کو عشق
[illegible] السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ حق تعالی نے آنجناب کی [illegible]
[illegible] السلام علینا وعلی عباد اللہ الصالحین [illegible] آنجناب [illegible]
[illegible] کہ اپنی [illegible] واسطے [illegible] فرض اور [illegible] اشارت [illegible]
[illegible] تعالی نے [illegible] الصلوۃ [illegible] آج [illegible] آنجناب صلعم [illegible]
[illegible] باعث [illegible] درجات [illegible] اگر کوئی [illegible] حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
[illegible] کو یاد [illegible] تو [illegible] حضرت نے فرمایا السلام علینا اسمیں گنہگاروں کو
[illegible] صالحین [illegible] کیا ہے اور [illegible] غریب پرور [illegible] کیونکہ [illegible] مستحق [illegible] گنہگار [illegible]
[illegible] اس وقت کی [illegible] فرض ہوئی اور [illegible] کا حکم ہوا [illegible] حضرت سید المرسلین [illegible] مقصود
[illegible] جبرئیل علیہ السلام [illegible] حضرت جبرئیل نے التماس کیا [illegible] جواب [illegible]
خلائق [illegible] آپ [illegible] مقام پر پہنچا [illegible] مخلوق آدمی کو نصیب نہیں ہوا اور نہ کوئی فرشتہ مقرب

وہان گیا یہ کرامت آپ ہی کو مخصوص ہوئی اسکا شکر کیجیے کہ ان اللہ یحب الشاکرین سو حضرت نے شکر کیا بعد اسکے جبرئیل
حضرت کو بہشت میں لیگئے تو وہان کے لوگ اکثر فقیر و درویش نظر آئے پھر دوزخ دیکھی تو وہان متکبر و جبار و ظالم نابکار
دیکھے پڑے پھر عزرائیل سے ملاقات ہوئی اُنسے سفارش امت کے واسطے فرمائی کہ قبض روح مین تکلیف نہ دینا پھر
وہان سے چلکر حضرت موسی ملے اُنھون نے کہا پچاس وقت کی نماز تمھاری امت سے ادا نہو سکیگی استدعاے تخفیف
کرنا چاہیے کہ حضرت اُلٹے پھرے اور درخواست تخفیف کی چالیس وقت کی نمازین رہین پھر حضرت موسی کے پاس آئے
اور فرمایا دس وقت کی تخفیف ہوئی ہے حضرت موسی نے کہا آپکی امت سے ادا نہو سکیگی لہذا حضرت رحمۃ للعالمین پھر
تشریف لیگئے تو دس وقت کی اور تخفیف ہوئی جب پھر حضرت موسی کے پاس آئے اُنھون نے پھر واپس بھیجا کہ حضرت
پھر تشریف لیگئے تو دس وقت کی اور کم ہوئی الجملہ پانچوین بار مین پانچ وقت کی نماز باقی رہی تب بھی حضرت موسی
علیہ السلام نے مبالغہ کیا تھا مگر شفیع الامم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اب بار بار دربار بے نیاز مین عرض کرنے سے
شرم آتی ہے اسیمین اسیر راضی ہوا اسی وقت حضرت عزت جل جلالہ سے خطاب ہوا کہ اے محمد ایک ایک وقت کی نماز
دس دس کے برابر قبول کرونگا کہ پچاس ہوجائینگی اصحاب صوفیہ مین لکھا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تین صورتین تھین
بشری ملکی حقی تھا قال اللہ انما انا بشر مثلکم ۔ قال علیہ السلام انی لست کاحدکم ابیت عند ربی یطعمنی و یسقینی
ولی مع اللہ وقت لا یسعنی فیہ ملک مقرب ولا نبی مرسل اور حق جل علی نے ہر ایک صورت مین حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم سے کلام کیا یا صورت بشری کلمات مرکبہ جسطرح قل ہو اللہ احد اور صورت ملکی سے بحروف مفردہ جیسے کہیعص حمعسق
اور بصورت حقی بسم فاوحی الی عبدہ ما اوحی اور دلیل صورت ثالثہ ہر ایک یہ ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
من رانی فقد رای الحق انتہی الحاصل حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمراہ جبرئیل علیہ السلام ام ہانی بنت ابیطالب کے گھر تشریف
لائے حضرت عمار کی روایت مین تین ساعت اس سفر مین گذرین اور وہب ابن منبہ و ابن اسحق کے قول پر چار ارباب سیر
لکھتے ہین کہ حضرت نے دقت معاودت صحراے ذی طوی مین جبرئیل سے فرمایا کہ قریش اس واقعے کی انکار کرینگے کہا کچھ
ڈر نہین ابوبکر تصدیق کریگا اول اور وہ ہی صدیق اس مقام سے مفہوم ہوا کہ حضرت صدیق اکبر کو اللہ تعالی نے
یہ سب حالات دکھلائے تھے چنانچہ سواہب صوفیہ مین ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ امر سب اول جلال کبریائی سے
متوحش تھا جب آواز ابوبکر کی آئی قف یا محمد فان ربک یصلی تب اطمینان ہوا اور اللہ نے فرمایا اسی واسطے آواز ابوبکر کی
سنائی کہ وہ تیرا یار دوست ہے انتہی اور مراد صلوۃ سے اس جگہ رحمت خدا ہے ام ہانی سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
معراج کی رات میرے گھر مین تھے صبح ہوئی تو ارشاد کیا کہ جبرئیل رات کو مجھے بیت المقدس مین لیگئے وہان سے افلاک پر اور
قبل صبح پھیر لائے ام ہانی کہتی ہین کہ مین نے کہا یا رسول اللہ اس راز کو منکرون کے روبرو نہ کہنا وہ جھٹلائینگے فرمایا واللہ اے ام ہانی مین کہونگا حضرت عباس رض سے روایت ہے کہ صبح کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسجد حرم مین جا داخل ہوئے

کہ ابوجہل لعین آیا اور از روے تمسخر و ٹھٹھا بولا کہ کچھ نیا استفادہ کیا فرمایا ہاں رات کو مین نے سفر کیا آسمانوں کا کہاں کا حضرت نے بالتفصیل
معراج کا حال فرمایا کہ رات کو گئے صبح کو پھر آئے بھلا اور لوگوں سے بھی بیان کروگے فرمایا ہاں تب کمبخت ابوجہل نے بنی کعب بن لوی کو
آواز دی وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو جانے [illegible] حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی تقریر تفصیلی کو اعادہ کیا انھوں نے سنکر
پیٹے اور ہاتھ سے بعد اسکے ابوجہل اور انکی ساتھ کی جماعت کعب بن لوی ابوبکر صدیق کے پاس گیا اور تمام احوال حضرت کی زبانی بیان
صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا جو کچھ حضرت نے فرمایا وہ سچ ہے [illegible] حضرت کی تصدیق کرتا ہون وہ فرماتے ہیں کہ دیکھو جبرئیل
ایک لمحے مین آسمان ہفتم کے اوپر سے آتے ہیں اور پھر جاتے ہیں وہ مردود شرمندہ ہوا بعد اسکے بعض قریش نے جو کہ بیت المقدس
دیکھے ہوئے تھے وہ نشانیاں پوچھنے لگے حضرت نے ان باتوں کا جواب ایسے ٹھیک نشان بتلائے [illegible]
اور حیرت ہوا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مسجد اقصیٰ کے صفات بیان کرنے مین کچھ [illegible] تھا حضرت جبرئیل علیہ السلام نے [illegible]
بیت المقدس کو لاکر عقیل بن ابی طالب کے گھر کے متصل سامنے رکھ دیا تھا پھر قریش نے پوچھا ہمارا قافلہ راہ مین آپ کسی کو دیکھا
فرمایا ہاں فلانے مقام مین روحا کے ہم ایک قافلے پر گذرا اور ایک اونٹ کھو گیا تھا وہ اسے ڈھونڈتے تھے اور منزل پر پانی کا پیالا جو رکھا تھا مین نے
اسکا پانی پیا جب وہ تلاش کر کے آئے تو پیالا ویسا ہی پڑا تھا اب وہ آدمی سب سے پوچھ لینا اور فرمایا کہ جب پھر آیا مین ذی مرو مین ایک
قافلے پر گذرا اور دو مرد ایک اونٹ پر سوار تھے انکا اونٹ میرے براق کو دیکھ کر بھڑکا ایک آدمی گرا اسکا ہاتھ ٹوٹ گیا جب وہ مین پہنچا
پھر قریش نے کہا ہمارا [illegible] قافلہ کہان دیکھا تھا فرمایا تنعیم مین اور جتنا انکے پاس اسباب تھا اور جتنے اس قافلے مین آدمی تھے
ایک ایک کا نام بیان کیا اور کہا اور اونٹ خاکستری رنگ [illegible] وہ دونوں آگے آگے قافلے کے تھے
اور فرمایا وہ قافلہ فلانے دن وقت طلوع آفتاب آئیگا پھر [illegible] قسم
خدا کی محمد نے بیان کی ٹھیک ہے [illegible] سب باتون کی تحقیق کرنا
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] اول وقت و آخر وقت ہر نماز کا معلوم ہوا
[illegible] اور شکر انکی زیادہ [illegible]
[illegible]
[illegible]

پوری کرے لیکن نماز میں سوائے رکوع و سجود کے کچھ پڑھنا نہ چاہیے کذا فی الدر المختار فائدہ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ
تفسیر میں قولہ تعالیٰ فکان قاب قوسین او ادنیٰ میں فرماتے ہیں کہ دنیٰ یعنی نزدیک ہوئے محمد صلعم اپنے پروردگار سے بلا کیف
فتدلیٰ یعنی اٹھایا حجاب کو اور حضرت اس حجاب کے اندر گئے پھر اس حجاب کو بدستور چھوڑ دیا وہاں کسی ملک مقرب کی گنجائش تھی
اور حضرت کو بجز کسی نے نہیں دیکھا اور حضرت نے حجاب بے نہایت طے کیے حتیٰ کان بین الحبیب المحبوب قاب قوسین یعنی یہاں تک
کہ فرق تھا درمیان حبیب و محبوب کے بقدر دو قوس کے کذا فی تاج المذکورین اور شرح تعرف میں لکھا ہے کہ جب حضرت نبی کریم
جبرئیل سے ... ہو گئے تو ساتوں مقام طے کیے کہ جبرئیل اول مقام سے بھی خبر نہ تھے پس اس کریمہ کے معنی مشکل ہیں اور بعض ارباب
حال نے لکھا ہے کہ قوسین سے مراد حاجبین ہیں یعنی دونوں ابرو سے زیادہ قرب ہوا اور ادنیٰ عبارت ہے آنکھ کی سیاہی و سفیدی
سے یعنی قرب حضرت کا جناب الٰہی میں ایسا تھا جس طرح قرب دو ابرو کا باہم بلکہ اس سے بھی نزدیک تر تھے جس طرح سپیدی
آنکھ کی سیاہی سے ملی ہوتی ہے اور بعضوں نے کہا ترک نفسہ فی السماء فتدلیٰ و ترک قلبہ فی سدرۃ المنتہیٰ و ترک روحہ بقاب
قوسین او ادنیٰ فبقی سرہ و ربہ یعنی چھوڑا اپنے نفس کو آسمانوں پر پھر آگے بڑھے اور چھوڑا دل مطہر کو سدرۃ المنتہیٰ پر اور چھوڑا
روح کو قاب قوسین و ادنیٰ کے مقام پر باقی رہا سر اسکا اور پروردگار اسکا تو کہا نفس نے کہاں ہے دل اور دل نے کہا کہاں ہے
روح اور کہا روح نے کہاں ہے سر اور کہا سر نے کہاں ہے دوست فرمایا خدا نے اے نفس تیرے واسطے نعمت ہے اور مغفرت اور اے دل
واسطے تیرے شوق و محبت ہے اور اے روح تجکو بزرگی و نزدیکی ہے اور اے سر میں تیرے واسطے ہوں اور تو میرے واسطے ہے فکان قاب قوسین او ادنیٰ
اسواسطے کہا آنحضرت کا قرب دریافت ہوا اور تفسیر میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا تفسیر میں کہ ...
فرق تھا درمیان دونوں کے برابر دو ہاتھ یعنی قوسین یعنی ذراعین اور ذراع کو قوس اس لیے کہتے ہیں کہ قیاس کیا جاتا ہے اس سے
مذروع بلکہ دو ہاتھ سے بھی فرق کم تھا بس تھا کوئی ملانے والا اور منع کرنے والا قرب و بعد میں تمکن و نظر سے خدا کی طرف یعنی ایسے
ملے ہوئے خدا سے تھے جس طرح دنیا میں وزرا و امرا بادشاہوں سے کان ملائے باتیں کیا کرتے ہیں اور ابو الحسن نوری رحمۃ اللہ علیہ
کسی نے معنی دنیٰ فتدلیٰ کے پوچھے فرمایا امین جبرئیل کو گنجائش نہیں پھر نوری کی کیا حقیقت ہے اور کون ہے نوری جو انکشاف کر
سکا کرے پھر کہا دنیٰ بعد کے پیچھے ہوتا ہے وہاں بعد کہاں اور تدلیٰ مکان میں ہوتا ہے مکان کا وہاں کیا امکان اور کان عبارت
زمانہ سے ہے زمانہ وہاں کہاں اور قاب اشارہ مقدار کا ہے اور مقدار کا وہاں کیا شمار ہے اور قوسین کنایہ ہے مثال کا اور مثال کا وہاں
کیا خیال اور او کلمہ ہے شک کا شک خود وہاں معدوم ہے اور ادنیٰ مبالغہ ہے دنو میں یعنی نزدیک تر یہاں نزدیک تر کی کیا گفتگو ہے
یہ مقام اظہار و بیان سے دور ہے اور علم جمیع خلائق کا اس آیت کی تفسیر میں معترف بہ قصور ہے اور بعضے تفسیر اس آیت کی یوں
کرتے ہیں کہ دنیٰ عبدا یعنی گیا پروردگار کے پاس حالت عبودیت میں فتدلیٰ فردا اور آیا وہاں سے مرتبہ فردانیت میں دنیٰ ملکیا
کہ کار ہونے والا فتدلیٰ ملکیا دنیٰ فرشیا فتدلیٰ عرشیا دنیٰ مجاہدا فتدلیٰ مشاہدا یعنی آیا وہاں سے فرشتہ خو ہو کر جاتی دفعہ فرشی تھا
آتی دفعہ عرشی ہو گیا مجاہد اور آیا مشاہد دنیٰ طالبا فتدلیٰ واصلا یعنی گیا طالب اور آیا مطلب کو پہونچ کر دنیٰ و معہ الرحمۃ

[illegible] کیا اسکے ساتھ شفقت تھی اور آیا تو اسکے ساتھ رحمت تھی یعنی انقطاع کی حالت اختیار نہیں کیا حالت فقر میں
اور آیا [illegible] نجات پا کر دی اور فاقہ کی صورت میں نہیں گیا منع کر نا اور آیا [illegible]
[illegible] گیا شکر کرتا ہوا اور آیا شکور ہو کر تو حکمت ذکر تو سمین میں ہے کہ عبد اللہ عربا ہم عصا [illegible]
اور [illegible] جو دونوں عصا [illegible] والے [illegible] لاتے اور [illegible] کو لاتے اور ایک [illegible]
[illegible] ایک [illegible] اس [illegible] ہرگز نہ ہوتا تھا جو رضا اسکی وہ رضا اسکی [illegible]
[illegible] خدا تعالیٰ کو حضرت سے اسقدر قرب و محبت ہے کہ جو قبول [illegible] رسول اللہ کا وہ قبول ہے خدا کا اور [illegible]
[illegible] جبرئیل سے کی [illegible] جبرئیل [illegible]
[illegible] آسمان سے زمین پر [illegible] رسول اللہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] حضرت صلی اللہ علیہ
[illegible] قرب [illegible] حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں اور
[illegible] حضرت [illegible] کائنات خدا کے [illegible]
[illegible] اور قرب [illegible] ان کو
[illegible] قرب [illegible] اشارہ ہے حضرت
[illegible] مقام [illegible] اشارہ [illegible] مقام روح سے اور [illegible]
[illegible] مقام [illegible] طالب کو [illegible] ذات [illegible]
[illegible] مقام [illegible] قرب [illegible] فائدہ در بیان بعضے عجائبات
[illegible] رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ایک گروہ فرشتوں
[illegible] قدوس رب الملائکۃ والروح میں نے جبرئیل
[illegible] جبرئیل علیہ السلام نے کہا [illegible] آسمان [illegible] سے قیامت تک انکی
[illegible] خدا نے [illegible] عبادت
[illegible] انکے یاد [illegible]
حضرت نے پوچھا [illegible] جبرئیل [illegible] فرشتے [illegible] جبرئیل نے [illegible] تعداد انکی سوائے خدا کے کسی کو معلوم نہیں وما یعلم جنود
[illegible] خدا کے لشکر کو [illegible] حضرت آدم ابو البشر علیہ السلام سے ملاقات کر کے آگے
[illegible] ایک [illegible] عظیم الشان نظر آیا کہ ایک سیرا اسکا عرش [illegible] اور ایک [illegible] میں دو [illegible]
[illegible] حضرت نے جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا یہ کون ہے انھوں نے کہا
[illegible] فرشتہ [illegible] الملک القدوس الکبیر

الشتاء لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ سو اسکی آواز سے دنیا کے مرغ آواز دیتے ہین اور جاگ پڑتے ہین پھر ایک فرشتے کو دیکھا کہ آدھا برف
و آدھا آگ کا ہی آگ برف کو نہین گلاتی برف آگ کو نہین بجھاتی جبرئیل نے کہا یا رسول اللہ یہ رعد فرشتہ ہی اللہ نے اسکو ابر پر موکل کیا
جب ابر کو چلاتا ہی آواز رعد ظاہر ہوتی ہی جب اظہار عنف کرتا ہی برف پیدا ہوتی ہی کما قال اللہ تعالیٰ الم تر ان اللہ یزجی سحابا
طبرانی و بزار نے حضرت ابوہریرہ سے روایت کی ہی کہ اثناے راہ مین ایک جماعت نظر آئی کھیتی بوتی اُسی وقت کاٹتی ایک دانے کے
سات سو دانے حاصل کرتی حضرت جبرئیل نے کہا یہ لوگ مجاہدین فی سبیل اللہ و منفقین للہ ہین کما ورد فی القرآن العظیم فی سورۃ البقرہ
مَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِيْ كُلِّ سُنْبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ یعنی مثال اُنکے جو خرچ کرتے ہین اپنے مال
اللہ کی راہ مین جیسے ایک دانہ اُس سے اُگین سات بالیان ہر بالی مین سو سو دانے پھر کچھ لوگ نظر پڑے کہ فرشتے اُنکا سر پتھرون سے
کچلتے تھے پھر حالت اصلی پر ہو جاتے تھے پھر کچلتے تھے حضرت جبرئیل نے کہا کہ یہ وہ لوگ ہین کہ نماز جمعہ و جماعت مین سستی کرتے ہین اور
رکوع و سجود کو باطمینان ادا نہین کرتے اور نماز بیوقت پڑھتے ہین کما ورد فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ یعنی پھر خرابی ہی
اُن نمازیون کی جو اپنی نماز سے بیخبر ہین پھر ایک جماعت پر گذرے کہ بھوکے پیاسے ننگے طعام و شراب دوزخ کی طرف چارپایون کی طرح
جاتے ہین فرشتے اُنکو ہانکتے ہین جبرئیل نے کہا یہ وہ لوگ ہین جو زکوۃ نہین دیتے اور فقیر پر رحم نہین کرتے اور صدقہ فطر و قربانی سے انکار
رکھتے ہین کما ورد وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ یعنی جو لوگ جمع کرتے ہین سونا اور
چاندی اور نہین خرچ کرتے اللہ کی راہ مین پس بشارت دے اُنکو عذاب سخت کی پھر ایک جماعت پر گذرے کہ اُنکے آگے اچھی اچھی نعمتین رکھی ہین
وہ نہین کھاتے اُنکے سامنے ایک دیگ مین گوشت پختہ و لطیف رکھا ہی اور دوسری دیگ مین گوشت خام و مردار ہی سو مردار کھاتے ہین
جبرئیل نے کہا یہ وہ مرد ہین کہ اپنی عورتون کو چھوڑ کر غیر عورتون کی طرف میل کرتے ہین اور یہ وہ عورتین ہین کہ اپنے خاوندون کو چھوڑ کر
اور مردون کی طرف توجہ رکھتی ہین اور یہ وہ ہین کہ مال حلال رکھتے ہین اور چوری و خیانت پر مصروف ہین کما ورد وَالْخَبِيْثٰتُ لِلْخَبِيْثِيْنَ
وَالْخَبِيْثُوْنَ لِلْخَبِيْثٰتِ یعنی گندیان ہین گندون کے واسطے اور گندے واسطے گندیون کے اور روایت ہی کہ ایک عورت نظر پڑی کہ زبان سے
آویختہ ہی اور ایک چھاتیون سے اور ایک پیرون اور ایک ہاتھون سے حضرت جبرئیل نے بر وقت استفسار عرض کیا کہ اول زبان دراز تھی
دوسری وہ ہی جسنے بے اجازت شوہر کسی کو دودھ پلایا تیسری وہ ہی جو بلا اجازت باہر گئی چوتھی وہ کہ اُسنے اپنے خاوند کا مال ناحق
ضایع کیا پھر ایک شخص نظر آیا جسکی پیٹھ پر اسقدر بوجھ رکھا تھا کہ اُٹھا نہ سکتا تھا اور یہ کہتا تھا کہ اور لا کے رکھو جبرئیل نے کہا یہ وہ ہی
جو امانت مین خیانت کرتا ہی اور باوصف اسکے کہ لوگون کے حقوق اسکی گردن پر ہین پر ظلم کیے جاتا ہی کما ورد يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
لَا تَخُوْنُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ وَتَخُوْنُوْۤا اَمٰنٰتِكُمْ یعنی اے ایمان والو نہ خیانت کرو اللہ و رسول کی اور نہ خیانت کرو امانتون مین پھر ایک قوم
نظر آئی کہ آگ کی مقراضون سے لب و زبان اُنکے کاٹتے ہین پھر اُسی دم ویسے ہو جاتے ہین پھر کاٹتے ہین جبرئیل نے کہا کہ یہ لوگ
خطیب فتنہ ہین اور ایک روایت مین ہی کہ یہ لوگ وہ ہین کہ جو دربار بادشاہی مین جاتے ہین اور اُنکی جھوٹی باتون کی تصدیق
کرتے ہین اور امر بالمعروف و نہی منکر نہین کرتے کما ورد فی سورۃ ہود وَلَا تَرْكَنُوْۤا اِلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ یعنی مت جھکو

آئی طرف ہو سکتے گذرتے ہیں پھر چلے تو ایک پتھر ہرا نظر آیا میں سے ایک کونے سے نکل بہت بڑی وہ جا سکتی تھی کہ پھر اسی جگہ
میں جا دوں جا نہیں سکتی تھی جبرئیل نے کہا یہ وہ آدمی ہے جو منہ سے بڑی بات نکالتا ہے پھر پشیمان ہوا الٹا نہیں سکتا اسکو روک سکے پھر ایک
جنگل میں گذر ہوا کہ وہاں سے خوشبوئیں کی لپٹیں آتی تھیں اور آواز خوش کی جاتی تھی جبرئیل نے کہا یہ آواز بہشت کی ہے کہتی ہے الٰہی
وعدہ وفا کر جو تو نے دیا ہے اپنا وعدہ ہوا اور بہشت تیرے واسطے مسلمان مرد و عورت ہیں [illegible] انا اللہ لا الہ الا انا لا خلف المیعاد و قد افلح
المؤمنون و تبارک اللہ احسن الخالقین بہشت نے التماس کیا میں راضی ہوئی پھر گئے جنگل ملا اس سے بو [illegible] آواز ناخوش
آتی تھی جبرئیل نے کہا یہ آواز دوزخ کی ہے کہتی ہے الٰہی وعدہ وفا کر [illegible] زنجیریں طوق بیڑی [illegible] ہوا ہے واسطے ہر سرکش
مشرک و کافر مرد و عورت و جبار کے منکر قیامت ہو دوزخ نے کہا میں راضی ہوئی اور بعض روایات میں ہے کہ [illegible] بہشت و دوزخ [illegible]
مسلم کو [illegible] آتی تھی [illegible] ایک جماعت پر [illegible] کہ آگ کی [illegible] پڑھتے ہیں اور وہ سولیاں
ایسی ہیں جیسے [illegible] اونٹوں [illegible] جبرئیل نے کہا یہ وہ لوگ ہیں جو [illegible] میں جمع کر کے مسافروں
اور [illegible] دیتے ہیں [illegible] قال اللہ تعالیٰ ویل [illegible] عذاب ہے
واسطے [illegible] اور [illegible] اللہ [illegible]
ہوا اور [illegible] کافروں کے [illegible] طرف [illegible]
[illegible]
[illegible] جبرئیل نے کہا یہ لوگ [illegible]
[illegible] اور صورت [illegible] ہو اور سے عذاب
[illegible] بیہقی نے ابو سعید خدری سے
روایت کی [illegible] طوق گردنوں میں
[illegible] ہیں کما قال اللہ تعالیٰ الذین یاکلون
الربوا لا یقومون الا کما یقوم الذی یتخبطہ الشیطان من المس [illegible] بہت ہوتے گر
[illegible] شیطان کے ہاتھ سے
[illegible] جائز ممکن ہوا سی کو
[illegible] نزدیک اہل سنت و جماعت رحمہم اللہ کے نزدیک اکثر
[illegible] تفسیر میں مذکور ہے کہ اکثر مسلمین علی ان
[illegible] کوئی مخالف نہیں ہوا اور مخلف
[illegible]

آسیب جن کے لکھتے ہین اور احادیث مین قدر کثیر اس مقدمہ کا مذکور ہی ہر گز جاے انکار نہین مگر علماے اہل سنت اس باب مین
مختلف ہین کہ آدمی بعد مرگ یہ کام کر سکتا ہی یا نہین اکثر اہل تحقیق قائل بجواز ہین اور بعضے منع کرتے ہین دلیل منکرین یہ ہی
کہ انسان تین حال سے خالی نہین یا صالح و متقی ہی یا فاسق فاجر یا کافر ہی پس اگر انسان صالح و متقی ہی تو ایذا و اضرار کی اُس سے
توقع نہین کہ خلاف صلاح ہی اور جو فاسق و کافر ہو تو مبتلا ہین عذاب کے ہاتھ سے انکو فرصت کہان کہ عمل کر سکین و لہذا مجوزین
و دیگر وجوہ [illegible] اسطرف گئی ہی کہ یہ بات از باب انقلاب نہین ہی بلکہ از قسم مسخ اخروی ہی کہ اصل اسکی آخرت مین و
مابعد الموت احادیث کثیرہ سے ثابت ہی اور [illegible] از قسم مسخ اخروی ہوا تو خاصی عذاب سے نسبت فاسق و کافر کے کسطرح
لازم آتی ہی بلکہ یہ بھی از قسم تعذیب ہی کہ اسمین گرفتار ہی علما [illegible] یہ کاتبی مسلک ہی ملا معین شرح برزخ مین فرماتے ہین کہ
انسان [illegible] مین ہو جاتا ہی عالم برزخ مین یا مسخ اور یہ تعذیب و غضب ہی خدا کی طرف سے جسطرح امم سابقہ و قرون ماضیہ مین
مسخ ہو جاتے تھے مگر اللہ نے عالم شہادت مین اس [illegible] سے امت مرحومہ کو محفوظ رکھا ہی برکت حضرت صلعم سے مگر احادیث سے
اسقدر ثابت ہی کہ عند القیامت اس امت مین بھی مسخ و خسف واقع ہوگا بعد اسکے فرماتے ہین کہ ہو جانا انسان کا عالم برزخ مین
جن غالب ہوگا کفار مین اور مومنین ظالمین و زاہدین و مظلمین مین [illegible] ہون یا مارے گئے ہون حالت جنابت مین
اسی طرح مرتدین غیر تائبین کا حال ہی مگر یہ ضروری نہین کہ جو شخص [illegible] ہو وہ مسخ ہو جائے بلکہ جس کسی کو اللہ مسخ کرنا چاہے کرے اور
مسخ نہین ہوتا صلحا و اولیا مین اگرچہ [illegible] مرے ہون اور مسخ [illegible] مین اکثر ہوگا چنانچہ وارد ہوا ہی کہ اصحاب کہف کا کتا بعمر کی
صورت ہوگا اور بلعم بصورت سگ اور وہ داخل ہوگا بہشت مین اور یہ دوزخ مین اور اسی قبیل سے ہی یہ کہ جو کوئی شخص اپنا سجدہ
قبل امام کے نماز مین اٹھا دے وہ سر گدھے کا ہوگا اور اسی قبیل سے ہی مسخ [illegible] الرشوۃ [illegible] احادیث و امثال ذلک انتہی اور دوسری
جماعت اسطرف گئی ہی کہ یہ صورت نہ از باب انقلاب ہی اور نہ از قسم مسخ اخروی بلکہ ایک نوع مشابہت کی ہی افعال و حرکات مین کہ آدمی
صنف کی دوسری صنف سے ہو جاتی ہی جسطرح اس زمانہ مین بعضے اہل ہند جاہل برسبب [illegible] پتلون پہن کر داڑھی منڈوا کر ٹوپی انگریزی
رکھ کر چند الفاظ انگریزی سیکھ کر معاملات مین حرکات فرنگیون کی کرتے ہین [illegible] حکم من تشبہ بقوم فہو منہم ان افراد انسانیہ کو جو کام
جنات کا کرتے ہین عرف مین جن و بھوت کہتے ہین بسبب اسکے کہ جو کچھ [illegible] انکی حقیقت مین واقع ہوا اور یہی ہی مسلک مختار اکثر علماے
عراق و عرب کا اس مسئلہ مین وہو الاقوی والاصح نظرا الی الدلیل ہذا ما حققہ استاذ الاساتذہ فی بعض تقریراتہ اور منجملہ عجائبات کے یہ ہی
کہ ایک قوم ایسی نظر پڑی کہ [illegible] لب اونٹون کے ہین اور آگ کھاتے ہین انکا [illegible] کہتے ہین حضرت جبرئیل نے کہا یا رسول اللہ ان لوگون نے
یتیمون کا مال ناحق کھا لیا ہی رواہ البیہقی عن ابی سعید الخدری اور منجملہ ایک قوم دیکھی کہ انکے بدن کا گوشت انھین کو کاٹ کر کھلاتے
دیتے ہین جبرئیل نے کہا یہ چغلخور ہین اور نام دھرنے والے عیب گو ہین حدیث شریف مین مذمت ان باتون کی بہت آئی ہی
[illegible] اللہ صاحب فرماتے ہین ایحب احدکم ان یاکل لحم اخیہ میتا فکرہتموہ یعنی کیا دوست رکھتا ہی تمہارا کوئی کہ کھائے گوشت
اپنے بھائی مردہ کا یعنی برا جانو اسکو اور انجملہ ایک گروہ نظر آیا کہ منہ انکے سیاہ اور آنکھین کیری نیچے کا لب پیرون تک اور اوپر کا

سر پر دودھ اور شہد [illegible] کی طرح بولتے ہیں اور دودھ و شہد کے پیالے بھرے ہوئے سامنے ہیں جبرئیل نے کہا کہ یہ
شراب خوار ہیں ناگاہ ایک قوم نظر آئی کہ ان کے دنیا و آخرت کے تہبند تھے وہ ہوا میں لٹکتے تھے جبرئیل نے کہا یہ منافق ہیں کہ قال اللہ
ان المنافقین فی الدرک الاسفل من النار یعنی منافق نیچے کے طبقے میں ہیں دوزخ کے ناگاہ ایک گروہ نظر آیا کہ ان کو دوزخ کے جنگل میں
جلاتے تھے اور وہ ہر دفعہ جلتے اور زندہ ہوتے تھے غرض اسی عذاب میں مبتلا تھے جبرئیل نے کہا کہ اس گروہ نے اپنے ماں باپ کی نافرمانی
کی ہے اور یہ حال اس نافرمانی کا ہے حضرت یوسف علیہ السلام کے احوال میں باتفصیل لکھا گیا ہے ناگاہ ایک گروہ عورتوں کا نظر آیا کہ گلے
میں طوق اور آنکھیں بڑی بڑی لباس آگ کا ان کے بدن پر آتشیں گرزوں سے ماری جاتی ہیں اور مانند سگ کے عوعو کرتی تھیں
جبرئیل نے کہا یہ وہ عورتیں ہیں جنہوں نے اپنے خاوندوں کو آزار دیا ہے اسکا حال تفصیل ہر [illegible] لکھا جائیگا انشاء اللہ ناگاہ ایک
گروہ دیکھا کہ [illegible] آگ کی [illegible] رہتے تھے [illegible] منہ سے [illegible] نکلتا تھا ہر دفعہ جلتے تھے اور زندہ ہوتے تھے جبرئیل نے
کہا یہ وہ [illegible] ناحق خون کرتے ہیں [illegible] اسی طرح حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اور عجائبات بھی جہان
اعلیٰ [illegible] جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مشاہدہ فرمائے اکثر کتب تواریخ میں مذکور ہیں لیکن کتب معتبرہ احادیث
میں [illegible] نہیں پایا جاتا ہے کتاب [illegible] مشکوٰۃ المصابیح میں بروایت بخاری ایک حدیث ہے [illegible] خواب میں مشاہدہ کر
[illegible] ذکر کرتے ہیں فائدہ عجائبات آسمان دوم کے جو حضرت [illegible] نے
[illegible] ایک [illegible] نظر آئی [illegible] میں مشغول تھی [illegible]
[illegible] جبرئیل نے کہا [illegible] قیامت تک یہی
[illegible] ایک فرشتہ دیکھا کہ [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] فائدہ عجائبات آسمان سوم کے [illegible] جو حضرت صلعم نے دیکھے ہیں ناگاہ ایک
[illegible] فرشتے دیکھے [illegible] رہتے تھے سبحان الخلاق [illegible] سبحان الذی [illegible] لا الہ الا ھو سبحان العلی
الاعلیٰ جبرئیل نے کہا یہ [illegible] عبادت [illegible] آپ بھی یا رسول اللہ اللہ سے اسکی درخواست فرمائیے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
دعا کی کہ [illegible] فرض ہوا [illegible] ان فرشتوں نے جواب سلام کا سر اٹھا کر حضرت کو دیا تھا اور جو سجدے میں
رہتے تھے اسی لیے [illegible] فرض ہوا ناگاہ ایک [illegible] دیکھا نہایت عظیم اسکا نام [illegible] تھا [illegible]
آیا تھا طوفان نوح ہوا فائدہ عجائبات آسمان چہارم کے بھی اکثر [illegible] حضرت صلعم نے ایک گروہ فرشتوں کا

دیکھا

عجائبات آسمان دوم

عجائبات آسمان سوم

عجائبات آسمان چہارم

دیکھا کہ سب کے سب قعدہ مین تھے اور کہتے تھے سبحان الرؤف الرحیم سبحان النور المبین سبحان الذی لایخفی علیہ شی سبحان
رب العالمین جبرئیل نے کہا عبادت ان فرشتون کی یہی ہی حضرت بھی یہ عبادت خدا سے مانگ لین سو حضرت صلعم نے
دعا کی کہ قعدہ اخیرہ نماز مین فرض ہوا آزانجملہ مریم خاتون والدہ عیسیٰ علیہ السلام و یوخانذ مادر موسیٰ علیہ السلام اور آسیہ
عورت فرعون لعین اور انھون نے استقبال کیا مریم کے ستر ہزار محل مروارید سفید کے تھے اور یوخانذ کے ستر ہزار محل
زمرد سبز کے اور آسیہ خاتون کے ستر ہزار یاقوت سرخ کے اور ستر ہزار مرجان کے تھے آزانجملہ ایک فرشتہ دیکھا حضرت نے
کرسی پر بیٹھا ہوا نہایت غمگین و آزردہ اس کرسی کے چار گوشے تھے اور ساٹھ لاکھ پائے اور گرد اسکے فرشتے کھڑے ہوے
داہنی طرف خوبصورت لباس سبز پہنے ہوے اور بائین طرف بدصورت و بدزبان گرز آتشین لیے ہوے کھڑے اور ایک
دفتر عظیم اسکے روبرو رکھا تھا اور ایک لوح ہاتھ مین تھی اسی پر نظر جمائے ہوے تھا اور سامنے کرسی کے ایک درخت عظیم
لگا ہوا بیل کا لیکن برگ بیشمار تھے اور ہر برگ پر نام ہر ایک کا جدا جدا لکھا ہوا اور ایک طشت سامنے رکھا تھا کہ وہ فرشتہ
کرسی نشین ہر وقت اپنا ہاتھ دراز کرتا تھا اور اسمین سے کچھ لیتا تھا کبھی داہنے ہاتھ سے نورانی خادمون کو دیتا تھا
اور کبھو بائین ہاتھ سے فرشتون ظلمانی کو جبرئیل نے کہا یہ عزرائیل فرشتہ موکل قبض ارواح ہی پھر اسنے حضرت کی
تعظیم کی اور حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ تو مقبوض و اندوہگین کسواسطے ہی اسنے کہا یا رسول اللہ خدا نے
مجھکو قبض ارواح کا عہدہ دیا ہی سو مین سیاست کبریائی سے نہایت مخوف ہون فرمایا یہ طشت کیا ہی کہا یہ مثال
تمام دنیا کی ہی اس سرے سے اس سرے تک میرا تصرف ہی پھر فرمایا یہ لوح کیسی نظر آتی ہی کہا اسمین سب کی
اجل لکھی ہی فرمایا یہ دفتر کیسا نظر آتا ہی کہا یہ روزنامچہ ہی بندون کا فرمایا یہ درخت کیا ہی کہا یہ نشان ہی نیک و
بد کی زندگی کا اسکے پتون پر ایک طرف نام لکھا ہی دوسری طرف نیک بختی و بدبختی لکھی ہی جب بندہ دنیا مین پیدا
ہوتا ہی تو اسکے نام کا پتہ زرد ہو جاتا ہی اور جب اجل آپہنچتی ہی وہ پتہ درخت سے جھڑ کر لوح پر گرتا ہی اور نام اسکا
لوح سے مٹ جاتا ہی یہان سے مین اپنا ہاتھ بڑھا کر روح اس بندہ کی قبض کر لیتا ہون گو وہ کسی جگہ ہو جو جنتی ہی
اسکی روح تو علیین اہل رحمت کو دیتا ہون اور جو بدبخت ہی اہل زحمت کو سپرد کرتا ہون معلوم ہوتا ہی کہ یہ
مثال اسی جگہ سے ہی جیسے روح ویسے فرشتے پھر فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ فرشتے توابع تیرے شمار مین
کتنے ہین کہا مین نہین جانتا ہون لیکن ہر بندہ کی جان قبض کرنے کو چھ لاکھ فرشتے رحمت کے اور اسی قدر
عذاب کے مقرر ہین اگر بندہ نیک ہی تو فرشتگان رحمت قبض روح کرتے ہین والا فرشتے عذاب کے اور
ایک دفعہ قبض روح کر لیجاتے ہین وہ پھر قیامت تک نہین آتے پھر فرمایا اے ملک الموت تو بذات خود جاکر قبض
روح کرتا ہی یا اور فرشتون کو بھیجتا ہی کہا مین کبھی نہین گیا ہون اپنے توابع کو بھیجتا ہون وہ قبض روح کرتے ہین
اور اسکی جان کو حنجرہ حلق تک لاتے ہین اسوقت مین اپنا ہاتھ بڑھا کر اس روح کو قالب سے باہر لاتا ہون پھر

حضرت رسول مقبول نے ملک الموت کا ہاتھ پکڑا اور اپنی امت کے واسطے سفارش فرمائی حضرت محی الدین ابن عربی
قدس سرہ العزیز نے فتوحات میں لکھا ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ایسا گھر کوئی نہیں جس میں موت کا فرشتہ
دن میں پانچ وقت نہ آتا ہو جسکی موت آتی ہے تو وہ اسکی روح کو قبض کرتا ہے اسکے گھر والے روتے ہیں [illegible]
موت کا فرشتہ کہتا ہے افسوس تمھارا فریاد و زاری پر میں نے تمھارا [illegible] نہیں کیا اور کسی کو اسکے عوض نہیں مارا اور
بحکم یہاں نہیں آیا [illegible] تمھارے پاس [illegible] یہاں تک کہ کسی کو نہ چھوڑونگا [illegible]
ایک قلعہ دیکھا کہ اسکا پانی برف سے زیادہ سفید تھا جبرئیل علیہ السلام نے کہا [illegible] پانی اس کا
[illegible] آفتاب [illegible] فرمایا ایک روایت میں [illegible]
[illegible]

لٹکتی تھی اور آگ اُسکے مُنہ سے جھڑتی تھی اور دونون نتھنون سے آگ کے شعلے نکلتے تھے نہایت ترش رو و
خشمناک تھا اور دونون آنکھون سے آگ لپٹ مارتی تھی اور ایک ایک آنکھ برابر تمام دنیا کے تھی جبرئیل نے کہا
کہ یہ مالک دوزخ کا نگہبان ہی جس دن سے پیدا ہوا ہی ہنسا نہین اور نہ کبھی خوشی کی پس آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم نے سلام کیا تو وہ خبر نہوا جبرئیل علیہ السّلام نے کہا ای مالک یہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہین تب اُسنے سر اُٹھایا
اور جواب سلام دیکر واسطے تعظیم کے اُٹھا پھر ہاتھ پکڑا اور کہا ای محمد خدا کے کرم و رضا کی آپکو بشارت ہو گوشت
و پوست آپکا آگ پر حرام ہی جو کوئی تمھاری اطاعت کرے دوزخ کی آنچ سے پناہ مین رہے حدیث مین آیا ہی کہ جتنے
دوزخی دوزخ مین ہین اُسی قدر مالک کی اُنگلیان ہین ہر ایک دوزخی کو ہر ایک اُنگلی سے عذاب کرتا ہی قسم ہی
خدا کی اگر ایک اُنگلی کو اُن اُنگلیون سے آسمان پر رکھے تو وہ پگھل جائے آور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہی
کہ دوزخ کے فرشتے ایک ہزار برس دوزخ کی پیدائش سے پہلے پیدا ہوے ہین اور ہر روز قوت اُنکی بڑھتی جاتی ہی
از انجملہ ایک فرشتہ کرسی پر جلوہ فرما دیکھا اُسکے روبرو ترازو بہت بڑی رکھی تھی ہر پلہ مین اُسکے زمین و آسمان
تول سکتے ہین اور ڈنڈی اُسکی مشرق سے مغرب تک پہونچتی تھی اور اعمال نامہ بیشمار اُسکے پاس رکھے ہوے تھے
ابن عباس سے روایت ہی کہ میزان کے عمود کی درازی پچاس ہزار برس کی راہ ہی اور دو پلہ ہین ایک نور کا اور
ایک ظلمت کا نیکی کو نور کے پلے مین رکھینگے اور بدی کو ظلمت کے پلہ مین پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبرئیل
علیہ السّلام سے پوچھا یہ کون ہی کہا یہ میکائیل ہی سو حضرت نے بڑھ کر سلام کیا اُسنے جواب دیا اور بغلگیر ہوا اور کہا زادک اللہ
کرامۃً و فرحاً پھر کہا ای محمد بشارت ہو تمکو تمھاری امت کے برابر خیر و برکت کسی امت کو نصیب نہین اور اُنکے عمل کا
پلہ سب امتون کے پلے سے بھاری ہی زہے نصیب اُسکے جو تمھارا دوستدار و پیرو ہوا اور افسوس ہی اُسپر جو تمھاری
دشمنی کرے اور میکائیل کے خادم بہت تھے سو آپنے کہا یا رسول یہ سب آپکے خادم ہین آدم کی پیدائش سے
پچیس ہزار برس پہلے سے آپ پر درود بھیجتے ہین اُنھین خادمون سے ایک فرشتہ موکل مینہ کی بوندون پر اور
برف پر اور گھاس پر ہی جو زمین سے اُگتی ہی اور تسبیح میکائیل کی یہ تھی سبحان رب کل مومن و کافر سبحان من
یشبع من ہیبتہ ما فی البطون الحوامل از انجملہ ایک دریا نظر آیا کہ اُسمین فرشتے بیشمار یہ تسبیح کہتے تھے سبحان القادر
المقتدر الکریم الاکرم سبحان رب الجلیل الاعظم جبرئیل علیہ السّلام نے کہا یہ بحر الاخضر ہی از انجملہ ایک دریا نظر آیا کہ
اُسکا پانی نہایت سیاہ و تاریک تھا اور اُسمین بہت فرشتے تھے اور یہ تسبیح کہتے تھے سبحان من علی قہر سبحان المطلع
علی من صنائعت وجہر جبرئیل نے کہا نہ ان فرشتون کو جانتا ہون اور نہ اس دریا کو اسکی حقیقت خدا ہی کو معلوم ہی
از انجملہ ایک میدان دیکھا خوشبودار جبرئیل علیہ السّلام نے کہا یہ خوشبو جنت کی ہی اور بہشت سے آواز آتی تھی
یارب آتنی و باعدتنی فقد کثر عبقری و استبرقی و حریری و سندسی یعنی اے پروردگار میرے عنایت کر مجکو

جسکا دسواں حصہ [illegible] بڑے ہیں فرش نفیس بچھے اور دیبا و ریشمی کپڑے اور رنگ رنگ کے جبرئیل علیہ السلام نے کہا

یہ دار بہشت ہے [illegible] جواب خدا سے ہوا کہ کل مسلم و مسلمہ و مومن و مومنہ جنتی ہیں جسے ایمان دار ہیں وہ اسکے

ستحق ہیں [illegible] ہے میں نے بہشت کو جواب دیا کہ [illegible] نظر آیا ایک صحرا دیکھا

نہایت [illegible] وہاں سے آگے بڑھے جبرئیل علیہ السلام نے کہا یا رسول اللہ [illegible] آواز آتی ہے کہ خدا

[illegible] ہے فلاں [illegible]

[illegible] کیا کہ کل مشرک و مشرکہ وہ [illegible] دوزخ کے مالک ہیں

[illegible] ایک فرشتہ کرسی پر بیٹھا ہوا نظر آیا [illegible] کے نیچے

اور [illegible] سبحان [illegible] سبحان السمیع العلیم سبحان ربنا و تعالیٰ

جبرئیل علیہ السلام [illegible] ایک گروہ عابدوں کا نظر پڑا [illegible]

[illegible] عظمت [illegible]

[illegible] ایک فرشتہ [illegible] سات لاکھ [illegible] سات

[illegible] تسبیح [illegible] تسبیح کی

[illegible] سبحان [illegible]

[illegible] ایک [illegible] حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

[illegible] کے قریب تھے اور [illegible]

[illegible] جبرئیل علیہ السلام [illegible] یاقوت و زمرد کے [illegible]

[illegible] مومن کے امر پر [illegible] حضرت

[illegible] سے زیادہ شیریں اور مشک سے زیادہ خوشبو

[illegible] کی تفسیر میں لکھا ہے کہ حوض کوثر [illegible]

[illegible] حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے [illegible]

[illegible] اس جہنم کی شرح کتاب میں لکھی گئی ہے فائدہ

[illegible] حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وقت مراجعت ملاحظہ [illegible] حدیث

[illegible] حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جبرئیل علیہ السلام کو بہشت میں [illegible]

[illegible] بہشت [illegible]

[illegible] اپنی [illegible]

اُس سے زیادہ بہشت کے ہر درجہ و قصر و خانہ و غرفہ و خیمہ کو جانتا ہون چونکہ اوصاف جنت و ما فیہا خود اللہ صاحب نے اپنے
کلام مین بیان فرمائے ہین اور مشکوۃ شریف وغیرہ کتب حدیث مروجہ مین موجود ہین اس لیے فقیر نے اسی قدر پر اکتفا کی اور
جس کسی کو زیادہ تفصیل منظور ہو تو معراج نامہ دیکھے اور ریاض النضرۃ کو ملاحظہ کرے اور کسی قدر احوال مختصر بہشت کا مقدمہ
اِس کتاب مین بھی لکھا ہی آنا انجملہ حضرت نے فرمایا کہ جب بہشت کی سیر کر دیکھا تو جبرئیل نے ہاتھ پکڑا اور مالک کے پاس لیگئے
اور کہا کہ اپنے قیدیون کو دکھلاؤ اُسنے حضرت صلعم سے کہا کہ آپ اپنے پیرون کے نیچے نظر کیجیے مین نے نظر کی تو زمین و
آسمان شق ہوے اور بیت المقدس نظر آنے لگا وہان ایک شخص مہیب ناک دکھائی دیا مالک نے اُسکو پکارا آگ
آواز سخت لبیک کہا حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا یہ خازن دوزخ ہی مرحائیل اسکو کہتے ہین دوزخیون پر سختی کرنا اور
مارنا اسی کا کام ہی پھر اُسنے درکات دوزخ کے دکھلائے اول طبقہ مین حضرت نے طوق و زنجیر بکثرت دیکھے اور ستر ہزار
نہار اور ستر ہزار اسمین نمار اسمین ستر ہزار مار اور بعض روایت مین ستر ہزار صحرا اور ہر صحرا مین ستر ہزار شہر اور ہر شہر مین
ستر ہزار شہر اور ہر شہر مین ستر ہزار قصر اور اسمین ستر ہزار سرا ہے اور اسمین ستر ہزار گھر اور اسمین ستر ہزار صندوق
اور ہر صندوق مین ستر ہزار قسم کے عذاب نعوذ باللہ منہ نام اِس طبقے کا دکہا مرحائیل اسکا خازن ہی اور طبقات کا
احوال مقدمہ کتاب مین لکھا گیا ہی اور اول طبقہ دوزخ پر لکھا ہی فویل للمصلین الذین ہم عن صلٰوتہم ساہون اور دوسرے
لکھا ہی ویل للمشرکین تیسرے پر لکھا ہی ویل للمکذبین چوتھے پر لکھا ہی ویل للمطففین پانچوین پر لکھا ہی ویل للقاسیۃ قلوبہم من
ذکر اللہ چھٹے پر لکھا ہی ویل لکل ہمزۃ لمزۃ ساتوین پر لکھا ہی ویل للذین یکتبون الکتاب بایدیہم ثم یقولون ہذا من عند اللہ

فائدہ معراج اسم آلہ ہی عروج سے مراد اس سے نردبان ہی کہ اس سے حضرت نے عروج کیا اور ساتون آسمان سے
گذر گئے اور اُس معراج کے دو عارض تھے ایک یاقوت سُرخ کا دوسرا زمرد سبز کا اور اُسکے پر تھے زمرد سبز کے اگر
پھیلاتے تو تمام دنیا ڈھک جاتی اور یہ معراج راستہ ہی اُن فرشتون کا جو آسمان سے زمین پر آتے ہین اور بعضے جاتے ہین
نقل ہی کہ حضرت عزرائیل کے تابع اسی راہ سے بنا بر قبض ارواح آتے ہین اور مرتے وقت جو آنکھون کو خیرگی ہوتی ہی
اسی سبب سے ہی کہ معراج نظر آتی ہی واللہ اعلم بالجملہ معراج وہ ہی کہ جس سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عروج کیا
اور مکہ معظمہ سے بیت المقدس و مسجد اقصیٰ تک جانے کا نام اسرا ہی جو شخص اسرا کا منکر ہی وہ کافر ہی لنزول القرآن بہ
فیہ لکن فقیر کاتب کے نزدیک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جنۃ الماوی تک تشریف لیجانا اور عرش و کرسی وغیرہ عجائبات
دیکھنا کلام اللہ سے ثابت ہی اور وہ کریمہ قال فما خطبکم کے چوتھے رکوع مین ہی میرے نزدیک اسکا منکر بھی کافر ہی
اللہم ان یقال ان آیۃ الاسرا محکمۃ قطعیۃ الدلالۃ و آیۃ سورۃ النجم مجمل غیر قطعی کما قالہ البعض اور جو کچھ اس باب مین
احادیث مشہورہ سے ثابت ہی منکر اسکا مبتدع و ضال ہی اور جو کچھ احادیث غریبہ مین وارد ہوا ہی اسکا منکر جاہل ہی

تنبیہ اگر کوئی عیسائی کہے کہ مسجد بیت المقدس چھ سو برس پیشتر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نیست و نابود ہوگئی تھی

پیدا نہیں ہوا کہ کس طرح ہوا تو جواب اسکا یہ ہو کہ ہرگز کسی تفسیر یا حدیث میں بلکہ کسی تاریخ میں نیست و نابود ہونا مسجد
بیت المقدس کا بیان نہیں کیا اسقدر البتہ ثابت ہوتا ہے رو سے تواریخ ہوتا ہو کہ ازمنہ سابقہ میں اول بخت نصر مجوسی نے
وقت مقابلہ بنی اسرائیل مسجد اقصی کو خراب کیا تھا اور گورش ہمدانی نے بعد اسکے تیس ہزار معمار وغیرہ لاکر دوبارہ
ایلیا کو آباد کیا بعد ازان طیطوس رومی نے تخریب مسجد اقصی اور قتل و غارت بنی اسرائیل کیا ہو لیکن نیست و نابود
کرنا ثابت نہیں ہوتا اور نہ یہ ثابت ہو کہ عرصہ پانچ سو برس میں پھر اس مسجد کو کسی نے باوصف اسکے کہ قبلہ سلاطین
و امراے بنی اسرائیل تھی درست نہیں کیا اور نیز ظاہر ہو کہ بیت المقدس کو مکہ معظمہ سے چندان بعید نہ تھا اگر نہ ہوا
ہوتا تو بنا بر تکذیب معجزہ معراج شریف یہی دلیل کافی تھی کہ یہ کس وقت کس طرح ہوگا حالانکہ کفار مکہ نے تمام اوضاع و علامات
اسکے استفسار کیے اور قاصد وغیرہ بھیج کر اطمینان حاصل کی اور بعض مشرکین نے ساحر قرار دیا اگر یہ کسی نے زمانہ
بیت المقدس نیست و نابود تھا بلکہ موجود ہونا مسجد موصوف کا ثابت ہوتا ہو کیونکہ ولیم نیل صاحب مورخ انگریزی
مصنف مفتاح التواریخ نے لکھا ہو عبارت مسجد اقصی در شہر اورسلیم است الخ فا بیت المقدس در ایام سلف استاد گشت
بودن یکے از قبایل روم کہ امپراطور سلطنت روم بت پرست بود و در انوقت عیسوی بیت المقدس را از بیخ و بن برکندہ مسمار ساخت
بعد ازین سہ صد سال بعدہ بسبب آنکہ آن مکان مولد حضرت عیسی است مسجد اقصی را تعمیر یافتہ بود در زمن خلافت
ایام خلافت [illegible] آن شہر [illegible] بیت المقدس گواہی سے ثابت ہوتا ہو کہ بناے جدید قبل
تین سو برس [illegible] از تاریخ [illegible] تقدیر تسلیم قول معترض جواب یہ ہو کہ اطلاق لفظ مسجد کا ہونا دلیل قیام
مسجد نہیں ہو [illegible] زمین [illegible] کے لیے باذن عام موصوف ہوئی ہو اسی پیشترین
سی [illegible] نہیں [illegible] اسوقت [illegible] نظر کر کہ مسجود نبا الابد الآباد باقی
[illegible] ظاہر ہو کہ [illegible] عبادت گاہ قدیم اورشلیم کا نام ہو اسکو ابد الآباد بتلایا
اور اسی کا ذکر حدیث معراج میں ہو اور [illegible] سے بعض نشیمن کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے وقت فتح
اورشلیم صاف کیا اور نماز پڑھی [illegible] عمارت کا ذکر [illegible] روایات میں آیا ہو سورہ اقصی [illegible] الصخرہ کی منافی
نہیں ہو اس لیے کہ اس سے واضح ہو کہ تخریب مسجد بیت المقدس کی بامدادگی و نا شائستگی ہوئی تھی نہ یہ کہ مطلق
اور نشان اسکی عمارت کا اسوقت باقی نہ رہا ہو اور بعد ازان کسی نے اسکے کسی نشیمن کو مطلق نہ بنایا ہو اور اگر
بالفرض کسی تاریخ میں ایسا ہی لکھا ہو تو یہ ضرور نہیں کہ صحیح ہی ہو بعض باتیں تواریخ میں بے سر و پا بھی ہوتی ہیں
چنانچہ ایک تاریخ انگریزی میں اورشلیم کے ذکر میں لکھا ہو کہ حضرت عمر کی وہان قبر ہو حالانکہ تمام اہل تاریخ کا
اتفاق ہو اور بتواتر ثابت ہو کہ مزار حضرت عمر کا مدینہ میں ہو اگر کوئی کہے کہ بیت المقدس جانے میں
کیا فائدہ تھا تو جواب یہ ہو کہ بیت المقدس زمین محشر ہو آنجناب کو اس لیے وہان لیگئے کہ برکت قدمہ است [illegible]

حساب آسان ہو کذا فی المنتہی **فائدہ** چونکہ بیان احوال معراج میں ذکر اختلافات کا جو بعض امور میں واقع ہوا ہی نہیں کیا گیا
اس لیے اب وہ اختلافات لکھے جاتے ہین مخفی نرہے کہ اصل قصہ اسرا و معراج میں کسی مسلمان کو خلاف نہین مگر بعض
جزئیات مین **اختلاف پہلا** سال و ماہ و یوم و تاریخ معراج مین بعضے کہتے ہین کہ یہ معاملہ بارھوین برس نبوت مین
واقع ہوا اور ابن حزم نے اسی پر اجماع نقل کی ہی اور طبری و سدی و بیہقی نے ایک برس پانچ مہینے قبل ہجرت کے
بیان کی ہی اس قول پر ماہ شوال پڑتا ہی اور ابن فارس نے ایک برس تین مہینے قبل ہجرت لکھی ہی اس تجویز پر ماہ ذالحجہ
ہوتا ہی اور ابن اثیر نے تین برس قبل ہجرت تجویز کی ہی اور قاضی عیاض نے زہری سے پانچ برس بعد نبوت کے نقل
کی ہی اور قرطبی و نووی نے اس قول کی ترجیح بیان کی ہی کذا فی المواہب مین کہتا ہون کہ شفا مین قاضی نے ڈیڑھ
برس بعد نبوت از زہری سے نقل کی ہی شاید صاحب مواہب نے کسی اور کتاب مین قاضی کا قول دیکھا ہو تو درست ہی
خواہ نقل مین غلطی ہوئی ہی اور ابن عبد البر نے ماہ رجب قرار دیا ہی اور شیخ عبد الحق محدث دہلوی نے شرح سفر السعادت
مین شب بست و ہفتم رجب معراج کی بقول مشہور لکھی ہی اور روضۃ الاحباب مین بقول اکثر علما سال دوازدہم
ماہ ربیع الاول نقل کیا ہی اور ابن وحیہ قائل ہی کہ انشاء اللہ شب دوشنبہ ہوگی تاکہ موافق مولد و مبعث و ہجرت و
وفات کی پڑے اور بعضے شب جمعہ اور بعضے شب شنبہ بھی کہتے ہین اس مقام پر یہ بھی جاننا چاہیے کہ جن لوگون نے
روایت کی ہی نام انکے یہ ہین ابوبکر صدیق عمر فاروق عثمان ذی النورین علی مرتضی عبد اللہ بن عباس عبد اللہ بن
عبد المطلب عبد اللہ بن عمر بن الخطاب عبد اللہ بن زبیر عبد اللہ ابن مسعود عبد اللہ بن اوفی عبد اللہ بن عا
ابوہریرہ انصاری انس ابن مالک جابر ابن عبد اللہ انصاری بلال ابن سعید بلال حبشی مولائے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم مالک ابن صعصعہ حذیفہ ابن الیمان ابوسلمہ ابو ایوب انصاری ابو امامہ باہلی عمران ابن الحصین اسامہ ابن زید
ابوذر غفاری ابی ابن کعب ابوسعید خدری ابو درداء عبد الرحمن ابن عوف عائشہ صدیقہ ام ہانی بنت ابی طالب
ام کلثوم بنت رسول اللہ مولانا استاذ الاستاذ عبد العزیز قدس سرہ العزیز نے لکھا ہی کہ جناب سرور انبیا کو دو معراج
علم ازلی مین مقدر تھے ایک معراج علوی دوسرے سفلی تو معراج علوی مین تن تنہا تشریف لیگئے اور حضرت صدیق
اکبر کی آواز سے وہان مانوس ہوئے اور معراج سفلی مین جو غار ثور ہی اپنے یار غار کی رفاقت مین رہے اور وہ غار
مکہ سے اڑھائی کوس کا فاصلہ رکھتا ہی اور یہ معراج چہارشنبہ کے دن اٹھائیسوین تاریخ صفر کے مہینے مین حضرت کو حاصل
ہوئی اور اسی دن مہتاب ظاہر ہوا صبح غرہ ربیع الاول قرار پایا **اختلاف دوسرا** خواب و بیداری کا ہی اور اجماع
امت تو اس بات پر ہی کہ اگر خواب مین بھی ہو تو بھی حق ہی کیونکہ رویائے انبیا حکم وحی کا رکھتے ہین اور خواب انکا
بیداری ہی خصوصا خواب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پس بعضے بیداری مین بروح و جسد بیان کرتے ہین اور بعض
خواب مین بروح اور بعضے تفرقہ کرتے ہین اور کہتے ہین کہ اسرا مکہ سے بیت المقدس تک بیداری مین روح و جسد کے ہوا

اور وہان سے سماوات تک خواب مین تین کہتا ہون شاید قابل اسکا یہ جانتا ہو کہ اسرا و معراج مختلف اوقات مین ہوا ہو
اور دلیل ان لوگون کی کہ [illegible] یہ ہے کہ قرآن مجید مین وارد ہے سبحان الذی اسری بعبدہ لیلا من المسجد الحرام الی المسجد الاقصی
یعنے پاک و منزہ ہے سب نقصان و عیب سے وہ خدا جو لیگیا اپنے بندہ کو رات کے وقت مسجد اقصی تک مسجد حرام سے پس
خدا نے نہایت سیر مسجد اقصی قرار دیا اگر جسم مبارک کو مسجد اقصی سے آگے سیر ہوتی تو ہر آینہ ذکر فرماتے اور تردید اس دلیل کی
یہ ہے کہ تعیین کرنا مسجد اقصی کا آیہ کریمہ مین اس لیے ہے کہ قریش معراج کو منکر ہوے تھے اور علامات و آیات بیت المقدس کی
حضرت سے پوچھے اور امتحان لیا تھا کیونکہ بعض نے بیت المقدس دیکھا تھا اور بعض نے تجارت کے سفر کیے تھے اور علامات
حالات سے اور مقامات زیارت قریش کو خبر تھی کہ امتحان کرتے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسکو بیان فرماتے لہذا
اسکو نہایت قرار دیا اور کوئی دلیل اس بات پر نہین کہ بیت المقدس سے [illegible] آسمانون پر تشریف فرما ہوے اور وہان ہو گئے
اور جو لوگ خواب مین معراج کا ہونا کہتے ہین وہ ایک دلیل یہ کہتے ہین کہ حضرت عایشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہین ما فقدت
جسد رسول اللہ [illegible] یعنی نہین گم کیا مین نے جسد مبارک حضرت کو اور جواب یہ ہے کہ یہ قول قابل استدلال نہین ہے کیونکہ
وقوع قصہ معراج کا [illegible] صحیح بخاری مین بروایت صحیح قبل ہجرت تھا اور حضرت ام المومنین کو [illegible] مدینہ منورہ
نصیب ہوئی تھا [illegible] شادی تھی جو مدینہ مین بحالت خواب ہوئی تھی [illegible] حضرت عایشہ رضی اللہ عنہا
عالم [illegible] اس معاملہ کو دیکھا اور بطریق مشاہدہ کے بیان کیا [illegible]
[illegible] سے اہل [illegible]
اور دلیل [illegible] حضرت انس روایت کرتے ہین کہ فرمایا حضرت نے بینا انا فی الحطیم مضطجع فی الحجر بین النائم
والیقظان [illegible] مین [illegible] تھا [illegible] اور تردید اسکی یہ ہے کہ حضرت انس نے شاہد معراج کا نہین پایا اور زمانہ
[illegible] معراج قبل ہجرت ہوئی اور انس رضی اللہ عنہ خدمت حضرت مین بعد ہجرت کے آئے [illegible]
[illegible] دلیل یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آخر حدیث مین فرمایا [illegible]
[illegible] مسجد حرام مین [illegible] معلوم ہوتا ہے
[illegible] دلیل [illegible] اول یہ کہ قبل آنے فرشتے کے آنجناب خواب مین تھے پھر جاگے یعنی فرشتے نے جگایا
دوسرے یہ کہ [illegible] صورت [illegible] جیسا دوسری روایت مین ہے بین النائم والیقظان [illegible]
ہوا [illegible] مین آیا ہو [illegible] بیداری وقت صباح کی مراد ہو نہ بیداری خواب سے یعنی بعد اتمام معراج [illegible] حضرت
[illegible] فرمایا [illegible] اور بعض اہل تحقیق نے لکھا ہے کہ استیقاظ سے مراد افاقہ و ہوشیاری ہے جب
اس مسافت کو طے فرمایا آپ نے [illegible] ہوتی تھی [illegible] مکان مین [illegible] قرار پایا [illegible]
دلیل آیہ کریمہ وما جعلنا الرؤیا التی اریناک الا فتنۃ للناس یعنی نہ کیا ہمنے اس خواب کو جو دکھلایا تجھکو مگر فتنہ واسطے

آزمائش کا واسطے آدمیون کے کہتے ہین کہ رویا کلام عرب مین بمعنی دیدن خواب شایع ہی اور یہ آیت معراج کے حال مین
نازل ہوئی اور شیخ بدرالدین زرکشی نے حریری سے اور یہی ابن مالک سے نقل کی ہی کہ رویا بمعنی دیدن چشم نہین آیا
جواب یہ ہی کہ یہ حجت ناتمام ہی اس لیے کہ رویا بمعنی دیدن بصر بھی آیا ہی جسطرح قربت و قربی ایک معنی مستعمل ہین اور کلام
متنبی مین موجود ہی ع ورویاک فی العیون احلی من الغمض اور ابن عباس رضی اللہ عنہ اس آیہ مین رویا کی تفسیر برویۃ
البصر فرماتے ہین اور یہ ظاہر ہی کہ رویت بصر مین فتنہ و آزمائش ہی اور وہی موجب انکار و کفر و باعث ازدیاد ایمان ہوتا ہی
اور نہ خواب مین کچھ مقام انکار نہین اور نہ کچھ فتنہ و آزمائش سب لوگ خواب دیکھا ہی کرتے ہین اور اگر تسلیم کیا جائے
کہ رویا بمعنی دیدن خواب ہی آیا ہی اور بمعنی دیدن بصر نہین آیا ہوگا ان سے بالیقین ثابت ہوتا ہی کہ یہ آیہ قصہ معراج مین
نازل ہوئی ہی بلکہ اہل تحقیق اسکا نزول قصہ حدیبیہ مین بیان کرتے ہین اور رویا سے وہ خواب مراد لیتے ہین جو کہ حضرت نے
دیکھا کہ ہمنے عمرہ ادا کیا اور طواف خانہ کعبہ بجالائے اور اصحاب کے روبرو بیان کیا سب نے کعبہ کی طرف توجہ کیا مگر
اس سال مین عمرہ نصیب نہوا آخرکار کافرون سے صلح کرکے اُلٹے مدینے کو آئے منافقون نے زبان درازیان کین
مگر ثمرۂ خواب آیندہ مین ظہور پکڑا اور جو لوگ کہتے ہین کہ اس آیت کی سورت مکی ہی اور قصہ مدنی ہی اس سبب سے
تردد ہی سو رفع تردد یون ہوتا ہی کہ خواب حضرت نے مکے مین دیکھا اور جب مدینہ مین تشریف لائے بیان کیا اور بعض
کہتے ہین کہ حضرت صلعم نے خواب مین دیکھا ایک گروہ بنی امیہ کا میرے منبر پر دوڑتا ہی اور بندرون کی طرح کودتا ہی
سو جب اس قوم کی حکومت ہوئی تو ایک فتنہ برپا ہوا اور جو حضرت نے دیکھا تھا ظاہر ہوا یہان وہی فتنہ مراد ہی اور
ابوالعباس قرطبی فرماتے ہین کہ مراد رویا سے رویت عین ہی کہ حضرت جبرئیل نے جنگ بدر مین قریش کے سردارون کو
خاک و خون مین لوٹتے ہوے دکھلایا تھا کہ حضرت نے مسلمانون سے کہا اور قریش نے سنا تو مسخراپن کرنے لگے کہ اس
سبب سے بعض کے دل مین شبہہ پڑتا تھا اور جو رویا سے خواب مراد ہو تو یہ بات ہی کہ اس معاملے کو حضرت نے
خواب مین بھی دیکھا تھا اور جنگ بدر مین بچشم ظاہر مشاہدہ کیا ہر گاہ یہ حال معلوم ہوا تو اب جاننا چاہیے کہ جمہور سلف
وخلف اہل اسلام اسپر یقین کلی رکھتے ہین کہ تمام سیر اور عروج ابتدا سے انتہا تک بروح وجسد بیداری مین ہوئی چنانچہ
ابن عباس و جابر و انس و حذیفہ و عمر ابن خطاب و ابی ہریرہ و مالک ابن صعصعہ و ابن مسعود وغیرہم رضی اللہ عنہم کا
یہی مذہب ہی اور تابعین سے ضحاک و سعید ابن جبیر و قتادہ و سعید ابن مسیب و حسن و ابراہیم و مسروق و مجاہد و
عکرمہ و ابن جریج وغیرہ اسی کے قائل ہین اور آیات قرآنیہ اور احادیث صحیحہ سے دلیل پکڑتے ہین از انجملہ سبحان الذی
اسری بعبدہ مین کہتے ہین کہ اسری اُس سیر کو کہتے ہین جو رات کے وقت عین بیداری مین ہو اور جو خواب مین
نظر آوے اسکو رویا بولتے ہین اور اگر اسرا بروح ہوتی تو بروح عبدہ فرماتے اور جب صرف عبدہ ارشاد کیا تو معلوم
ہوا کہ بالروح والجسد تھا کیونکہ عبد شامل تمام جسم کو ہی از انجملہ آیت ما زاغ البصر وما طغی یعنی بہکی نہین نگاہ اور حد سے

نہیں پڑی اور شیخ عبدالحق محدث جسمانی کی ہو اسکو نفی فرماتے ہیں پس اگر آنحضرت صلعم نہیں گئے تھے تو یہ کلام خلاف ہوگا
بقول انبیا علیہم السلام کے براق وصلوٰۃ الانبیاء وفتح ابواب سماوات وغیرہ امور دلالت صریح کرتے ہیں کہ سیر جسمانی بیداری میں
ہوئی ہے اور مذہب اہل سنت جماعت کا یہی ہے اور صاحب مواہب لدنیہ میں نووی سے نقل کی ہے کہ قصہ اسرا دو بار ہوا ہے ایک
مرتبہ خواب میں اور دوسری مرتبہ بیداری میں اور سہیلی نے ابوبکر عربی سے نقل کی ہے کہ یہ مذہب صحیح ہے اور جو خواب میں ہوا
گویا تو طلیعہ بیداری تھا بطریق ابتدائے نبوت میں رویائے صالحہ ہوتی تھی تاکہ آسانی تحمل وحی کی حاصل ہو قاضی ابوبکر
ابن عربی لکھتے ہیں کہ حضرت کو پہلے خواب میں عجائب غرائب آسمانی دکھلائے تاکہ استعداد وقوت قدرت الٰہی کے
سمانے کی ہم پہنچے بعد اسکے بیداری میں معراج ہوا [illegible] قائل ہیں کہ اسرا دو قبل نبوت
ہوا تھا چنانچہ شریک نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے قبل ان یوحی الیہ اور سفر السعادت میں ہے کہ معراج
ایک بار بیداری میں ہوئی اور بعض دو بار کہتے ہیں ایک بار خواب میں اور ایک مرتبہ بیداری اور بعضے تین بار
اور بعضے چار مرتبہ اور بعضے زیادہ اس سے بیان کرتے ہیں اور بعضے کہتے ہیں کہ حضرت کو چونتیس دفعہ معراج ہوئی ایک
خاص جسم مقدس سے بیداری میں باقی روح سے اور شیخ عبدالحق محدث فرماتے ہیں کہ بدن و روح سے گیا معراج ہوا
اور جو کہتے ہیں معراج روح اور جسم [illegible] سے اور صرف روح سے اکثر ہوئی اسکے صریح کوئی دلیل قطعی نہیں ہے
اور حقیقت معراج روحی کی اولیاؤں کے کلام سے معلوم ہوتی ہے بعض علماء سلف اس سے واقف ہیں دلیل جو
بعضے معراج سے منکر تھے اور بعضے [illegible] قائل تھے اور بعضے بیت المقدس تک بیداری میں اور آگے خواب
کہتے تھے [illegible] ایسا خیال [illegible] کی بات تھی اور خدا تعالیٰ عیب و نقصان سے مبرا ہے اور حضرت
خاتم الانبیاء کی جناب میں ایسا قصور دل میں لانا نہایت نازیبا ہے لہذا لفظ سبحان کا شروع میں ارشاد کیا تاکہ دلالت کرے
اوپر معراج بیداری کے اور کسی کو شک اور شبہ نہ رہے کیونکہ خداوند قادر ہے کہ اپنے حبیب کو جسم مقدس سے بیداری میں
لیجاوے اور تین [illegible] کی سیر کرا کے پھر لاوے تو کیا عجب ہے [illegible] اسکے نزدیک کچھ حقیقت نہیں
[illegible] حضرت نبی کریم کو [illegible]
[illegible] فلک [illegible] اگر کوئی
[illegible] اگر لیلاً نفرماتے [illegible]
[illegible] رات کی ہوتی تھی اسواسطے لیلاً فرمایا تاکہ معلوم ہو کہ
معراج ایک رات ہوئی [illegible] شرف النبی [illegible] رات میں معراج ہوئی اور دن میں نہ ہوئی
میں یہ حکمت تھی کہ رات محبین کے واسطے خلوت کا وقت ہے اور اگر دن کو ہوتی تو ایمان عیانی ہو جاتا ایمان بالغیب
نہ رہتا اور حق تعالیٰ کو ایمان بالغیب منظور ہے اور [illegible] حضرت موسیٰ کو دن میں ہوئی سو اس لئے کہ وہ کلیم تھے اور حضرت

ہمارے حبیب بادشاہ اپنی رعایا سے دن مین کلام کرتے ہین اور اپنے حبیب سے رات مین بھید کہتے ہین سوا اسکے موسیٰ
علیہ السلام بارادہ سوال آئے تھے تاکہ صحف والواح حاصل کرین اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بارادہ وصال تشریف لیگئے تھے
کہ قرب اور واح ملے جو کوئی بہ نیت سوال جاتا ہی وہ دن مین جاتا ہی تاکہ مسئول پاوے اور جو کوئی وصال کی نیت سے
جاتا ہی وہ رات کو جاتا ہی تاکہ مشاہدہ جمال حاصل کرے **اختلاف تیسرا** مبدء اسرا مین ہی ترمذی نے انس رضی اللہ عنہ سے
روایت کی ہی کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ میرے گھر کی چھت پھاڑی گئی اور مین مکہ مین تھا اور واقدی نے کہا کہ شب اسرا
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم شعب ابیطالب مین تھے اور بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہی کہ
حضرت صلعم نے فرمایا مین حطیم مین تھا اور کبھی فرمایا حجر مین کروٹ لیے لیٹا تھا کہ دفعتاً آنے والا آیا اور صحیح بخاری مین یہ بھی ہی
کہ فرمایا مین بیت مین تھا اور قاضی نے شفا مین ام ہانی بنت ابیطالب سے روایت لکھی ہی کہ حضرت میرے گھر مین تھے پس
ابن حجر رحمہ اللہ علیہ نے اسطرح ان روایتون مین جمع کیے ہی کہ حضرت صلعم ام ہانی کے گھر شب باش تھے اور وہ گھر شعب ابیطالب مین
واقع ہی اور اسکی چھت پھاڑی گئی اور اضافت خانہ اپنی طرف بلحاظ سکونت فرمائی ہی اور وہین سے فرشتہ مسجد مین لایا
اور حضرت صلعم کروٹ لیکر لیٹے اور کچھ اثر خواب بھی تھا پھر مسجد سے وہی فرشتہ باہر لایا تب براق پر سوار ہوے **فائدہ**
حجر و حطیم اس مکان کا نام ہی جسکو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کعبہ بنانے کے وقت کعبہ مین داخل کیا تھا اور جب
قریش نے عہد نبوت سے پہلے کعبہ بنایا تو اس چند گز مکان کو کعبہ سے اتر کی طرف علیحدہ کر دیا کہ [illegible] ان کو اسی طرف کی
اختلاف چوتھا شق صدر مین ہی قاضی عیاض نے نقل کی ہی کہ شق صدر کا معاملہ قصہ معراج مین زیادت شریک
نام راوی سے ہی اور حافظ ابن حجر نے کہا ہی کہ شق صدر شریف کئی مرتبہ ہوا اور معراج مین بروایت [illegible] ثابت ہی اور [illegible]
جا سے انکار نہین ہی چہ جائیکہ بخاری نے قتادہ اور انس اور مالک ابن صعصعہ رضی اللہ عنہم سے روایت کی ہی تو [illegible]
کتاب شفا مین بیان کیا ہی کہ یونس ابن شہاب نے انس سے قضیہ شق صدر معراج مین نقل کیا ہی اس سے معلوم ہوا کہ زیادت
شریک سے نہین ہی اور صحیح عند المحققین یہ ہی کہ شق صدر چار مرتبہ ہوا ہی اول حالت لڑکپن مین جبکہ دائی حلیمہ کے
پاس تھے اور یہ اسواسطے ہوا تاکہ دل مین ہوس لہو و لعب کی نرہے دوسرے بار دس برس کی عمر مین قریب بلوغ چاک
کیا گیا تاکہ جوانی کی خواہش نہ رہے تیسرے بار قریب ماہ نبوت کے چاک کیا گیا تاکہ صفائے کامل اور قوت حاصل ہو
وحی کے قبول کی چوتھی مرتبہ معراج مین شق صدر ہوا تاکہ لیاقت دربار الٰہی کی رتبہ اعلیٰ پر حاصل ہو اور بعضے اہل وجدان
تحقیق فرماتے ہین کہ نماز مومن کے واسطے معراج ہی جب مومن ارادہ نماز کرتا ہی تو اول وضو کرتا ہی پھر نماز پڑھتا ہی سو ہمارے
حضرت صلعم نے کہ سالار قافلہ انبیا علیہم السلام تھے جب ارادہ نماز معراج فرمایا اور قصد [illegible] کیا
تو اسکے لیے وضو لازم تھا اور اس وضو کے لائق شق صدر تھا سو ہوا کیونکہ رویت الٰہی [illegible]
[illegible] پاکیزگی اعلیٰ مرتبہ کی ہو اور بعد عناصر سے خارج ہو وہ [illegible] زبان [illegible]

حاصل نہیں ہیں تب شق صدر سے وضو کر کے رویت الٰہی سے مشرف ہوئے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو یہ شرف نہیں حاصل ہوا
اس سبب سے رویت الٰہی نصیب نہوئی اور اتقان میں اس وضو کا ذکر آیا ہے مطابقہ الم نشرح میں کہتے ہیں الم نشرح لک صدرک
یعنی کیا نہ کھولا سینہ تیرا یہ اس واسطے یعنی شرح صدر واسطے یہ شرح صدر موسیٰ علیہ السلام کے کلام **اختلاف پانچواں**
بیان میں جو اقوال اتقان میں دوسرا یہ ہیں کہ انبیائے سابقین بھی براق پر سوار ہوئے تھے یا نہیں اس میں بعض براق کو
مشتق برق سے کہتے ہیں یعنی درخشندگی کے لحاظ سے چمک رنگ کے اور بعض برق سے بلحاظ سرعت سیر کے بعض بلحاظ سرعت رفتار
برق کو بولتے ہیں چنانچہ قاضی نے شفا میں لکھا ہے کہ رنگ براق ابلق تھا اور بیہقی نے حضرت ابو سعید خدری سے
روایت کی ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے باندھا اپنے چارپایہ کو حلقہ در سے جہاں اور انبیا باندھتے
اس سے ظاہر ہے کہ اور انبیا بھی براق پر سوار ہوئے ہیں اور بخاری ابن اسحق میں ہے کہ براق نے آنحضرت کی سواری کے
وقت کیونکہ مدت سے اس پر سواری نہوئی تھی اور بعض روایت میں ہے کہ اسی براق پر حضرت ابراہیم علی نبینا وعلیہ السلام
سوار ہو کر حضرت اسمعیل کو دیکھنے جاتے تھے لیکن یہ صحیح نہیں اور کلام نسائی میں آنحضرت سے یوں روایت ہے نہ کہ زیادہ
کہا ہے کہ اور کوئی نبی پر سوار نہیں ہوا اور احادیث کو تاویل کرتا ہے کہ اور انبیاؤں کے واسطے بھی اسی قسم کا براق آیا تھا یہ
اور اسکا تو کوئی قائل نہیں ہے کہ سوائے حضرت صلعم کے اور کوئی نبی براق پر سوار نہیں ہوا ہو براق مختلف حل ہو وہ سب ہیں
سواری کے واسطے یا اور غرض کے واسطے کی حکمت زیادہ تھی اسمیں یہ حکمت بھی کہ مستغنی ہے کہ تمام طبقات و فوق میں اسپر سوار
ہوں اور یہ تمام [illegible] قامت و اختلاف ہوں میں یہ فائدہ ہو کہ ایسا اور اسقدر مسافت قطع
زمین ہو [illegible] **اختلاف چھٹا** اس بات میں ہے کہ حضرت جبرئیل
علیہ السلام ہمراہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پیادہ پا تھے یا وہ بھی براق پر سوار تھے اور اگر سوار تھے تو پیچھے تھے یا آگے آپ سے
شرف المصطفے میں لکھا ہے کہ جبرئیل نے رکاب تھامی اور میکائیل نے لگام پکڑی اس سے معلوم ہوا کہ پیادہ پا تھے کیونکہ
سوار کرا کر خود بھی سوار ہوئے ہوں اور مسند امام احمد میں حذیفہ سے مروی روایت ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور
حضرت جبرئیل علیہ السلام دونوں براق پر سوار تھے یہانتک کہ بیت المقدس میں آئے اور صحیح ابن حبان میں ابن مسعود سے
روایت ہے کہ ان جبرئیل حملہ علی البراق ردیفا اور یہ دونوں قول محتمل ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ردیف
جبرئیل تھے یا بالعکس اور بعض روایت میں بتصریح آیا ہے کہ جبرئیل آگے تھے اور حافظ ابن حجر نے اسی پر اعتماد کیا ہے کذا
فی المواہب **اختلاف ساتواں** براق کے باندھنے اور نہ باندھنے میں ہے حذیفہ نے باندھنے کے انکار کی اور کہتے ہیں
احتیاج نہ تھی کیونکہ تمام عالم غیب و شہادت اسوقت مسخر تھا کذا رواہ احمد والترمذی اور بعض نے حذیفہ کے نماز بیت المقدس
انکار کی ہو وہ بیہقی اور ابن کثیر نے کہا ہے کہ قول ربط براق اور ادائے صلوٰۃ قول الاثبات ہے اور اثبات نفی سے
اولیٰ ہے اور بعض باندھنا براق کا حلقہ ہو [illegible] احادیث صحیحہ [illegible] اول قصہ میں بیان ہو چکا ہے

ثابت نے انس رضی اللہ عنہ سے اور بزار نے بریدہ سے روایت کی ہے کہ حضرت صخرہ مین آئے اور اپنی انگلی رکھی اور پھاڑا اُسکو اور براق کو باندھ دیا اور بیہقی نے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مین آیا بیت المقدس مین اور مین نے باندھا براق اپنا اُس حلقے مین جہان اور انبیا اُون نے باندھتے تھے پھر مین اور جبرئیل بیت المقدس کے اندر آیا اور دونون نے دو رکعت نماز ادا کی اور ابن ابی حاتم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جب رسول صلی اللہ علیہ وسلم بیت المقدس مین تشریف لائے تو پہونچے ایک مکان مین جسکو باب محمد کہتے ہین سو وہان ایک پتھر تھا جبرئیل نے اپنی انگلی سے سوراخ کیا اور براق کو وہین باندھا اختلاف آٹھوان ادائے صلوٰۃ مین ہے کہ آنحضرت نے اور انبیاؤن کے ساتھ آسمان پر نماز پڑھی ہے یا بیت المقدس مین اور جاتے وقت پڑھی یا آتے وقت اور وہ نماز فرض تھی یا نفل اور اگر فرض تھی تو نماز عشا یا نماز صبح اور جو نفل تھی تو کی رکعتین تھین قاضی عیاض نے شفا مین روایت بزار کی علی ابن ابیطالب رضی اللہ عنہ سے نقل کی ہے کہ اُس سے ادائے صلوٰۃ آسمان پر معلوم ہوتی ہے اور جو بیہقی نے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے اُس سے نماز پڑھنا حضرت کا اور حضرت جبرئیل کا دو رکعت بلا جماعت پایا جاتا ہے شاید بطریق تحیۃ المسجد ہو اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت فرماتے تھے کہ مین مسجد داخل ہوا تو انبیا علیہم السلام ملے پھر موذن نے اذان کہی تو سب نماز پر کھڑے ہوئے اور منتظر ہوئے کہ کون امام ہو حضرت جبرئیل نے میرا ہاتھ پکڑکر امام کیا اور امام احمد رضی اللہ عنہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت صلعم مسجد اقصیٰ مین کھڑے ہوئے تاکہ نماز پڑھین سب انبیاؤن نے اقتدا کی پس قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین کہ احتمال ہے کہ آنحضرت نے انبیاء کے ساتھ بیت المقدس مین نماز پڑھی ہو پھر بعضے انبیا آسمان پر عروج فرماگئے تو وہان بھی ملاقات ہوئی اور احتمال ہے کہ بعد ہبوط آسمان سے نماز پڑھی ہو اور انبیا علیہم السلام اول آسمان پر ملے ہون پھر حضرت کے ساتھ بیت المقدس مین آئے اور نماز پڑھی اول احتمال ظاہر تر ہے اور ابن کثیر قایل ہے کہ قبل عروج اور بعد عروج بھی نماز پڑھی تھی اور صاحب مواہب فرماتے ہین کہ جو شخص ادائے نماز کا قبل عروج قایل ہے اُسکے قول پر عشا تھی اور جو شخص بعد عروج کے قائل ہے اُسکے قول پر نماز صبح قریب تر ہے اور ہمارے اساتذہ کرام کی اس مقام مین تحقیق ہے کہ ظاہر تر اور قریب تر یہ معلوم ہوتا ہے کہ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بیت المقدس مین پہونچے تو حضرت جبرئیل نے اور آپنے بطریق تحیۃ المسجد دو رکعت نماز ادا کی اور دیگر انبیا کہ آپسے پہلے پہونچے تھے وہ رکوع اور سجود صلوٰۃ تحیۃ المسجد مین تھے پھر نماز تہجد کہ آنحضرت پر فرض تھی اذان سے ادا فرائی تو اور انبیاؤن نے اقتدا کی اور جب عروج آسمان فرمایا تو اور انبیا بھی عروج فرماگئے وہان بھی واسطے اظہار شرف و کرامت آنحضرت کے ملاء اعلیٰ پر حضرت صلعم کو جبرئیل نے امام کیا پھر جب مراجعت فرماکر بیت المقدس مین آئے تو بعضے صلوٰۃ اللیل یا نافلہ دیگر بر وجہ شکرانہ ادا فرمائین اور کاتب اوراق کہتا ہے کہ جو شخص قائل ہے کہ نماز عشا یا صبح تھی سو اُس قول کو حدیث ام ہانی بنت ابیطالب کی رد کرتی ہے اس لیے کہ وہ فرماتی ہین کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم شب اسرا میرے گھر تھے اور نماز عشا پڑھکر سوئے تھے اور قریب صبح مجکو جگایا اور جب نماز صبح کی ادا فرماچکے اور ہم بھی پڑھ چکے تو آپنے فرمایا اے ام ہانی مین نے نماز عشا کی

بیان پڑھی پھر بیت المقدس میں آئے یا اور وہاں نماز پڑھی پھر نماز صبح تک سب ساتھ ادا کی اختلاف نواں اس بات میں ہے کہ آیا
شب معراج کے [illegible] لگنے تھے یا بعد وصول سدرۃ المنتہیٰ اور کتنے پیالے تھے پس حدیث انس اور امام احمد سے واضح ہے کہ مسجد
اقصیٰ میں بعد نماز قبل عروج دو پیالے آئے تھے ایک دودھ کا دوسرا شراب کا [illegible] روایت شداد بن اوس بھی اسی طرح ہے اور روایت
بخاری [illegible] انس نے مالک بن صعصعہ سے روایت کی [illegible] معلوم ہوتا ہے کہ بعد پہنچنے سدرۃ المنتہیٰ کے تین پیالے
آئے ایک میں شراب دوسرے میں دودھ تیسرے میں شہد تھا [illegible] پانی اور دودھ اور شراب [illegible]
یوں جمع بین الروایات فرمائی ہے کہ یہ معاملہ دو بار واقع ہوا ایک مرتبہ مسجد میں [illegible] دوسری بار سدرۃ میں [illegible] قسطلانی نے فرمایا
کہ حافظ عماد الدین ابن کثیر نے بھی اسی طرح تصریح فرمائی ہے [illegible] اختلاف [illegible] ظروف میں واقع ہوا [illegible]
حاصل یہ کہ مجموع ظروف چار تھے ایک میں پانی [illegible] شہد [illegible] شراب [illegible]
[illegible] سدرۃ المنتہیٰ کی جڑ سے جاری ہیں [illegible] اختلاف دسواں [illegible]
[illegible]

صحت وسند کے نہین ہوتا اور امام نووی لکھتے ہین کہ ابن خزیمہ نے کہا ہی کہ عایشہ صدیقہ نے نفی رویت کی حدیث مرفوع سے
نہ کی اگر انکو کوئی حدیث مرفوع معلوم ہوتی تو البتہ بیان فرماتین تفسیر شاہی مین لکھا ہی کہ آیت مین نفی ادراک ہی نہ نفی رویت
اور ادراک واقف ہونا ہی اوپر جوانب حدود شی مرئی کے اور رویت دریافت کرنا ایک شی کا بینائی سے پس نفی ادراک سے نفی رویت
لازم نہین آتی اور ابصار سے کافرون کی آنکھین مراد ہین اور انس و ابن عباس اور حسن و عکرمہ رضی اللہ عنہم قائل ہین کہ
حضرت نے اپنے رب کو آنکھ سے دیکھا چنانچہ ترمذی نے عکرمہ سے روایت کی ہی کہ ابن عباس نے کہا دیکھا محمد صلعم نے اپنے
پروردگار کو بچشم سر مین نے کہا لا تدرکہ الابصار کسطرح فرمایا ہی ابن عباس نے کہا افسوس ہی تجھپر یہ اسوقت فرمایا ہی کہ جب
حضرت حق بنور ذات تجلی فرمائین اور ابن عمر نے ابن عباس سے کہلا بھیجا کہ محمد رسول اللہ نے اپنے رب کو معراج مین دیکھا
یا نہین کہا ہان دیکھا اور کہا خدا نے تعالی نے خلت ابراہیم کو دی اور کلام موسیٰ کو اور رویت محمد کو کذا فی المعالم اور ابی ذر
رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ مین نے پوچھا رسول اللہ سے کہ آپنے دیکھا اپنے پروردگار کو فرمایا ایکبار بیشک دیکھا کہ دکھلایا گیا اور مروزی نے
امام احمد سے کہا عایشہ صدیقہ فرماتی ہین جسنے کہا محمد نے اپنے رب کو دیکھا اسنے افترا کیا اللہ پر یہ کلام کسطرح دفع کیا جائے امام نے
فرمایا حضرت صلعم کے قول سے کہ رأیت ربی ہی اور فرمانا حضرت صلعم کا بالاتر قول عایشہ صدیقہ سے ہی کذا فی المواہب اور قاضی عیاض نے
شفا مین لکھا ہی کہ نقاش نے امام احمد سے حکایت کی ہی کہ وہ فرماتے تھے مین بلاحظہ حدیث ابن عباس کہتا ہون کہ حضرت صلعم نے خدا کو
بچشم سر دیکھا ہی اور اس کلام کو اتنا مکرر کرتے فرمایا کہ انکا دم بند ہوگیا اور امام ابو الحسن اشعری اور امام حسن بصری سے منقول ہی کہ قسم کھائی
اور کہا کہ محمد نے اپنے پروردگار کو دیکھا ہی اکثر صحابہ اسی پر متفق ہین اور یہی مذہب ہی عروہ ابن زبیر و کعب احبار و زہری اور تمام
صحابہ و تابعین و تبع تابعین رضوان اللہ علیہم اجمعین کا اور مسلم نے ابو العالیہ سے اور اسنے ابن عباس سے تفسیر آیت کریمہ ما کذب
الفواد ما رای مین نقل کی ہی کہ حضرت صلعم نے حضرت حق کو دو مرتبہ دیدۂ دل سے دیکھا اور طبرانی نے روایت کی ہی کہ ایک مرتبہ
دل سے دوسری مرتبہ دیدۂ سر سے دیکھا الآخر سعید ابن جبیر کہتے ہین کہ اس مقام مین توقف اولی ہی کیونکہ دلائل طرفین باہم متعارض ہین
اور یہ مسئلہ عملیات مین نہین ہی کہ دلیل ظنی پر اکتفا کیجائے فافہم القصہ بعد اس واقعہ عجیبہ کے اسی سال مین بارہ آدمی قبیلہ اوس و خزرج کے
مع چند نفر مسلمانون کے جو سنہ اولی مین بیعت کر گئے تھے اسی مقام مین حاضر ہوئے اسعد ابن زرارہ و عوف و معاذ پسران عفرا
و رافع ابن العجلان و ذکوان ابن عامر و عبادہ ابن صامت و یزید ابن ثعلبہ و عباس ابن عبادہ و عقبہ ابن عامر از قبیلۂ
خزرج و ابو الہیثم ابن التیہان و عویم ابن ساعدہ اور ایک شخص اور جسکا نام کتب حدیث و سیر مین صاف صاف بلا اختلاف
نہین ملتا قبیلۂ اوس سے تھے سو ان صاحبون نے یون بیعت کی کہ ہم شریک ٹھہرائین اللہ کا اور چوری نہ کرین اور زنا نہ کرین اور اولاد کو
نہ مارین اور کسی پر بہتان نہ باندھین یعنی کسی پر جھوٹا دعوی نہ کرین اور جھوٹی گواہی نہ دین یا کسی معاملہ مین جھوٹی قسم نہ کھائین اور
آپکی بے حکمی نہ کرین کسی بھلے کام مین اور یہی بیعت مومنات ہی جسکا ذکر سورۂ ممتحنہ مین اللہ صاحب نے فرمایا ہی اور بیعت جہاد اس
سبب سے نہین کی کہ اسوقت تک جہاد فرض نہوا تھا اور بعد کر لینے بیعت کے ملتمس ہوے کہ یا رسول اللہ آپ ایک شخص ہمارے ساتھ

کو مدینہ منورہ کو قرآن سکھانے اور احکام شرع بتانے کو حضرت صلعم نے مصعب بن عمیر عبدری کو وقت رخصت کے ہمراہ فرمایا انھیں لوگوں نے

[illegible]

اور یہود سے عہد ہی مگر ہم توڑ دیتے ہیں لیکن عرض یہ ہی کہ ایسا نہو کہ آپ ہمکو تنہا چھوڑ کر پھر اپنی قوم سے ملجائیں آپ حضرت صلعم نے تبسم کر کر
فرمایا ایسا نہوگا میں تمسے ہون تم مجسے جان اجان وتین باتن زندگی اور موت میری تم مین ہوگی پھر بولے یا رسول اللہ اگر ہم جان
و مال سے آپ پر فدا ہون تو جزا اسکی کیا ہوگی فرمایا بہشت بولے ربح البیع یا رسول اللہ آپ ہاتھ بڑہاوین ہم بیعت کرتے ہین چنانچہ ان
لوگون نے بیعت کی اور یہ آیت نازل ہوئی اِنَّ اللّٰہَ اشْتَرٰی مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْفُسَہُمْ وَاَمْوَالَہُمْ بِاَنَّ لَہُمُ الْجَنَّۃَ یعنی اللہ نے خرید لیا
مسلمانون سے انکی جان اور مال بہشت کے عوض یہ بیعت عقبہ کبری کہلاتی ہی اسی کو بروایت صحیحہ عقبہ ثالثہ کہتے ہین اسکی بار پانسو لوگ
آئے تھے انمین سے تہتر مرد ایمان لائے اور دو عورتین اور اول سب سے براء ابن معرور نے بیعت کے واسطے ہاتھ بڑہایا ہی بعض نے ابعت کی
اور اسی مین آنحضرت صلعم نے انصار کے بارہ فرقے فرمائے اور بارہ آدمیون کو انپر نقیب [illegible] کیا اسماء شریف انکے یہ ہین ابو امامہ اسعد
ابن زرارہ عبد اللہ ابن رواحہ سعد ابن الربیع رافع ابن مالک بن العجلان براء ابن معرور سعد ابن عبادہ عبد اللہ ابن عمرو ابن حرام
والد جابر کہ اسی رات ایمان لائے تھے منذر ابن عمرو عبادہ ابن صامت قوم خزرج سے اسید ابن حضیر سعد ابن خیثمہ رفاعہ ابن
عبد المنذر قبیلہ اوس سے اور بعض بجاے رفاعہ ابو الہیثم ابن التیہان تھے اور کعب ابن مالک اسکا قائل ہی کہ ان معاملون مین [illegible]
حضرت جبرئیل علیہ السلام بھی تھے اور سب لوگون کو بیعت کا اشارہ کرتے جاتے تھے جب بیعت تمام ہو گئی تو ابلیس نے پکار کر کہا ای اہل منا
اہل یثرب نے محمد سے بیعت کر لی اب ملکر تم سے لڑینگے آنحضرت نے فرمایا کہ اسمع یا عدو اللہ واللہ لافرغن لک پھر اسی وقت سعد ابن عبادہ
العباس کہا یا رسول اللہ اگر حکم ہو تو جتنے مشرک اسوقت منا مین جمع ہین انکو صبح [illegible] کر دین آنحضرت نے فرمایا کہ ابھی جہاد کا
حکم نہین ہوا ہی پھر عرض کیا یا رسول اللہ اگر آپ مدینہ مین چلکر اقامت فرماوین تو ہماری سعادت ہی فرمایا ابتک ہجرت کا حکم نہین ہوا
جس جگہ کی اجازت ملیگی وہین جاؤنگا پھر انصار کو رخصت فرمایا اور مصعب ابن عمیر ساتھ گئے جب کفار قریش نے انصار کے اسلام
لانے کی خبر پائی تو بڑی حسرت سے چھاتیان پیٹین حدیث شریف مین ہی کہ ایکدن آنحضرت صلعم کعبہ کے سایہ مین چادر کا تکیہ لگائے
بیٹھے تھے خباب ابن الارت نے عرض کی یا رسول اللہ آپ ہمارے واسطے دعا نہین کرتے کہ اللہ کافرون کے غلبہ سے نجات دے یہ سنتے
اٹھ بیٹھے اور چہرہ آپکا سرخ ہو گیا یعنی بے صبری پر غصہ آیا اور فرمایا [illegible]
اللہ کی راہ مین کہ انکے گوشت نوچے گئے پھر تو ایسی سختی کبھی نہین ہوئی باقی رہا دین کا [illegible] اللہ تعالی اپنے وعدے کے موافق
کر ملک مین ایسا امن و چین ہو جائیگا کہ تنہا سوار بے خوف و خطر چلا جائیگا [illegible]
چنانچہ یہ وعدہ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے وقت مین پورا ہوا [illegible]
صبر کرے اور دین پر مضبوط رہے آخر مخلصی تی ہی بالجملہ اسی سال مین بعض [illegible] عمر ابن خطاب [illegible]
عیاش ابن ربیعہ حمزہ ابن عبد المطلب عبد الرحمن ابن عوف طلحہ ابن عبید اللہ [illegible] عمار ابن یاسر [illegible]
ابن مسعود صہیب رومی بلال حبشی سعد ابن ابی وقاص مصعب بن عمیر وغیرہم [illegible]
علی مرتضی کوئی شخص حضرت صلعم کے ہمراہ نہین [illegible] اکثر اصحاب [illegible]

سات اولاد کیے اور دو گوسفند ذبح کیے بمقام ابراہیم اور آپ کا گھر آپکی وفات کے بعد تیرہ برس کے مکہ میں جو عذاب خصوصی اور دین مرتد
اور مجمع کے بعد پھر ایسی حال میں آپ آنجناب نے ہجرت بیت المقدس جناب میں تعرض ہوے اول ایک قیام میں انتظار کیا اور دین نما میں
جنت کیا اول بر بلاد بھر سے دو رحمت فرشتے بیت المقدس میں مجاور بعد اذان تمام ثابت تمہر ہو الیکن تعین وقت
لفرح میں تمام انا الیہ ہو کر ترک وابسار کی تعیین ہوئی سو بات کر دو تولات سے جو کہ مسلمان عزیز کو مکانات عمدہ
کھلاتے میں آکر اپنی بیکسی کو اپنے کہے وہاں رہے اسی طرح حضرت کو مقامات عاشورہ دکھلائے کہ حضرت نے مدینہ منورہ پسند کیا
عزم و جزم فرمایا اور سبب ہجرت کے نصیحت کے تکلیفیں قریش کو بھی یہ خیال ہوا کہ اب حضرت بھی قریب جانب مدینہ تشریف لیجاینگے
وایکدن سرداران قریش مثل ابوجہل وغیرہ دارالندوہ میں کہ متصل کعبہ کے ایک مکان تھا واسطے مشورت کے قریش ان میں جمع ہوا کرتے تھے
بنابر مشورت جمع ہوے اور دروازہ بند کر لیا اتنے میں ابلیس ایک بوڑھے پیر کی صورت ہوکر آیا جب ہوا اور خلل انداز مشورہ ہوا اسنے کہا
میں نجد کا رہنے والا مرد تجربہ کار ہوں میں بھی مشورہ میں صلاح نیک دونگا تمہارے دل کے اسرار پر مطلع کر دیا ہے
کہا اسکو غنیمت سمجھے اب ان کا دل یہ کہ حضرت تنگ کیا ہم انکو دفع کیا چاہتے ہیں ایک شخص نے کہا ہشام بن عمر نے کہا
ایک کوٹھری میں قید کرو شیخ نجدی نے کہا یہ اچھا نہیں ہے محمد کے اقارب تو بیچ ظاہر ہونگے اور مقاتلے کی صورت قائم ہوگی پھر
شیخ شاید ابوالبختری تھا یہ اس سے کہا شیخ نجدی نے کہا یہ بھی اچھا نہیں کیونکہ محمد جہاں جائینگے اور
لیا اسکو کر لینگے اور ہجرت ہاتھ تم پر چڑھ آوینگے بعد اس ابوجہل نے کہا ہر قبیلہ سے ایک شخص انتخاب کیا جائے اسکو اکٹھا کر کے
قتل کریں تاکہ قریش قبائل کو ان سے طاقت مقاومت نہیں ہوگی اور دیت پر راضی ہونگے تو دیت بے تکلف دیں گے ابلیس
یہ بات پسند کی اور یہی عزم ہوا اور شیطان شیخ نجدی کی قصد سے جدا ہو اور ہر قبیلے کے جمع ہو کر دروازہ پر حرکات ہو کر
اور حضرت جبرئیل علیہ السلام نے اس رات کی خبر آنحضرت کو دی تھی کہ صاحب فرماتے ہیں و اذ یمکر بک الذین کفروا لیثبتوک
اویقتلوک او یخرجوک ویمکرون ویمکر اللہ واللہ خیر الماکرین یعنی جب فریب بناتے تھے کافر تجھکو تاکہ تجھے قید کریں یا مار ڈالیں
یا نکال دیں اور وہ داؤ کرتے تھے اور داؤ کرتا تھا اللہ اور اللہ بہتر داؤ کرنے والا ہے اور یہ بھی حضرت جبرئیل نے کہدیا کہ آپ بھی
ہجرت فرمائیں صحیح بخاری اور مسلم میں ہے کہ جب سب اصحاب ہجرت کر گئے تو صدیق اکبر نے بھی حضرت سے اجازت چاہی فرمایا
جلدی نہ کرو منتظر رہو اسواسطے کہ میں امید رکھتا ہوں کہ مجھکو بھی ہجرت کی اجازت ہو جاویگی پس حضرت صدیق ٹھہر گئے
اور اپنے دو اونٹ چار مہینے تک کھلاتے رہے تیار کر رکھے تھے ایک روز دوپہر کو یہ حال حضرت نے صدیق اکبر سے کہا
صدیق نے التماس کیا کہ یا حضرت میں ساتھ چلوں فرمایا ہاں اور ایک اونٹ حضرت نے لیا اسکا نام قصویٰ تھا اور بقول جدعا تھا
صدیق اکبر سے مول لیا اسلئے کہ اس حالت میں ہجرت الیہ خود اپنا مال صرف ہو عبداللہ ابن اریقط دیلی کو نوکر رکھا کہ تین
دن بعد دونوں اونٹ جبل ثور میں حاضر کرے یہ شخص رہبر تھا تحقیق امام نووی مسلمان نہ تھا مگر امین تھا بکمال راستی کے
تاریخ ہجرت ربیع الاول ... بروز دوشنبہ الاثنین ... سال چہار دہم بعثت تھا ابوجہل بن ہشام حکم بن ابی العاص عقبہ

وبن سعید نضر ابن حارث امیہ ابن خلف و نبیہ و منبہ ابن حجاج طعیمہ ابن عدی حکیم ابن حزام تھے یا لیکر دروازہ مبارک پر جمع ہوئے تو جناب نے علی مرتضی شیر خدا کو دولت
شریف عنایت فرمائی اور ارشاد کیا کہ تم اسے اوڑھکر میری جگہ سو رہو یہ لوگ تمکو کچھ ضرر نہ پہونچا سکینگے تم تمام اسباب امانت کافرون کو دیکر مدینہ کو چلے آنا اور
سو رہے اور آنحضرت ایک چادر اوڑھکر دروازہ سے نکلے اور اول سورہ یٰسین فاغشیناہم فہم لا یبصرون تک پڑھکر ایک مٹھی خاک تا عتبہ کفار پر پھینکی
ہر کافر کے سر و سینہ او آنکھون مین پہونچی و آپ صاف نکل گئے کسی کی نظر نہ آئے تھوڑی دیر بعد شیطان آیا اسنے پوچھا کیون بیٹھے ہو انھون نے کہا انتظار محمد
شیطان نے کہا یہ کون خاک آنکھون مین ڈال گیا ہے کافرون نے اپنے چہرون پر ہاتھ پھیرا تو خاک پائی اور ایک روایت ہے کہ جب حضرت صلعم دروازہ سے
نکلے تو ابو جہل لعین نے کہا یہی محمد ہین کہ ہمکو کہتے ہین اور اپنے دین مین بلاتے ہین تاکہ تم بادشاہ دنیا مین اور بہشت کے مالک عقبیٰ مین ہو فرمایا مین کہتا ہون
اور خاک ڈالکے چلے گئے مگر کافرون کو دھوکا ہوا جب انکے بھائی ابلیس نے خبر دی تب خاک جھاڑی آنحضرت کا یہ معجزہ ہوا کہ جس جس کافر پر خاک پڑی
وہ غزوہ بدر مین بحالت کفر مارا گیا مگر حکیم ابن حزام کہ وہ مشرف باسلام ہوئے اور ایک سو بیس برس عمر رہی ساٹھ برس بحالت کفر اور ساٹھ برس
بحالت اسلام یہ خود بھی صحابی ہین و انکے پسر بھی حزام [illegible] صحابی ہین اور انکا بیٹا حزام تابعی ہے پھر کفار نے دروازے سے جھانک کر
دیکھا تو حضرت کی جگہ خالی نہ تھی لہذا گھر مین کود کے حضرت علی مرتضی کا لحاف اٹھا کر کھڑے ہوئے انسے پوچھا کہ محمد کہان ہین انھون نے فرمایا
واللہ اعلم جہان سوائے مجھے نہین معلوم پھر علی مرتضی سے متعرض نہوئے اور حضرت کی تلاش مین مشغول ہوئے اور حضرت صلعم اپنے دروازہ سے
نکل کے صدیق اکبر کے گھر گئے انھون نے پانچ ہزار دینار لیے اور ہمراہ ہوئے اور دونون پیادہ پا چلے جوتا بھی حضرت نے نکال ڈالا تاکہ نشان
نہو انگلیون کے بل چلے آپکے پانون مجروح ہوگئے صدیق اکبر نے اپنے کندھے پر سوار کر لیا اور کوہ ثور تک پہونچا دیا تو ایک غار متصل مکہ
جب غار کے پہونچے تو حضرت صدیق اکبر نے کہا آپ باہر ٹھہرین مین اندر جاکے غار کو صاف کر لون کیونکہ پہاڑ و انکے غار اکثر حشرات سے
خالی نہین ہوتے پھر حضرت صدیق غار مین گھسے اور اپنی چادر کو پھاڑ کے سوراخ بند کیے ایک سوراخ باقی رہا اسمین اپنے پانون کی ایڑی لگا دی
اور حضرت صلعم کو غار مین بلایا آپ اندر تشریف لیگئے اور صدیق کے زانو پر سر رکھکر سو رہے سانپ نے حضرت صدیق کے پانون مین کاٹا انھون نے
جنبش نکی اس خیال سے کہ آپکی نیند مین خلل نہ پڑے لیکن بسبب تکلیف کے آنکھون سے آنسو نکل کے رخسار مبارک پر گرے آپ جاگ اٹھے پوچھا
عرض کیا کہ مجھے سانپ نے کاٹا آنحضرت نے آب دہن مبارک لگا دیا فوراً آرام ہوا بعد اسکے صدیق اکبر کو کسی جانور نے کبھی نہین کاٹا بلکہ انکی اولاد صحیح
زہر کا اثر نہین کرتا چنانچہ کاتب نے خود مشاہدہ کیا ہے پھر بعد دخول غار مکڑی نے جالا تنا کبوتر کے جوڑے نے آکر انڈے دیے اور سینا شروع کیا
اور ببول کا درخت دروازے پر آگا یعنی وہ غار ایسا ہو گیا گویا برسون سے وہان آدمی کا گذر ہی نہین ہوا القصہ کفار در دولت آنحضرت صلعم سے
روسیاہ پلٹ کر دولت خانہ صدیق اکبر پر گئے وہان اسما بنت ابی بکر کھڑی تھین انسے انکے باپ کو پوچھا انھون نے کہا مین نہین جانتی ابو جہل نے
ایک طمانچہ مارا کہ گوشوارہ کان سے نکل پڑا پھر انکے [illegible] اور قیافہ شناس کو صبح کے وقت ساتھ لیکے پانون کے کھوج پر تلاش کرتے چلے اور جبل ثور تک پہونچے
راہبر نے کہا کہ تمہارا مطلوب یہان سے آگے نہین گیا ہے حضرت صدیق اکبر نے اس تقریر کو سنکر حضرت صلعم سے کہا کہ یا رسول اللہ اگر یہ لوگ
قدم پر نظر ڈالینگے تو ہمکو دیکھ لینگے حضرت نے فرمایا یا ابا بکر ما ظنک باثنین اللہ ثالثہما یعنی اے ابوبکر تو کیا گمان کرتا ہے ان دو کی نسبت جنکا تیسرا
خدا ہے یعنی ہم دو تو تنہا نہین ہین ایک تیسرا ہمارے ساتھ خدا ہے کہ شر اعدا سے محفوظ رکھیگا اور یہ بھی روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا لا تحزن ان اللہ معنا

گئے تھے اسی اثنا میں اسلام سے بھی مشرف ہوئے تھے گھر کو جاتے تھے سو اس حال میں مستفید خدمت ہوئے اور جامہ ہائے سفید صاف حضرت سید العالمین صلی اللہ علیہ
وسلم کو اور اشرف المہاجرین صدیق اکبر کو پہنائے لیکن اہل تحقیق کے نزدیک یہ واقعہ بعد واقعہ بریدہ اسلمی کے واقع ہوا اور وہ یہ ہے کہ ابو بریدہ
ابن الحصیب اسلمی کو اپنے مقام میں یہ دریافت ہوا کہ حضرت خاتم المرسلین رسول العالمین افضل الاولین والآخرین محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مع افضل الاخیار
واکمل الاحبا ثانی اثنین اذ ہما فی الغار سید ابرار حضرت صدیق اکبر مکہ معظمہ سے بقصد ہجرت جانب مدینہ روانہ ہوئے ہیں اور قوم قریش نے عہد کیا ہے
کہ جو کوئی ان دونوں کو قتل کرے یا گرفتار کر لائے تو اسکو سو اونٹ انعام میں دیں چنانچہ بریدہ مع ستر سوار کے لیکر بطمع انعام چلا اور نہایت نزدیکی میں حضرت صلعم کے
متصل پہنچا آپ نے پوچھا تو کون ہے اسنے کہا بریدہ ابن الحصیب اسلمی ہوں حضرت نے صدیق اکبر سے فرمایا برد امرنا خنک ٹھنڈا ہوا کام ہمارا یعنی ہمارا کام
خوش اور صلاح پر آیا پھر پوچھا تو کس قبیلے سے ہے اسنے کہا قبیلہ اسلم سے فرمایا سلمنا پھر کہا کون قوم سے ہے بولا قبیلہ اسلم سے حضرت نے فرمایا اصبت
سہمک یعنی تو نے اپنا حصہ پایا اسی وقت بریدہ مع ہمراہیوں کے مسلمان ہوا سبحان اللہ آئے تھے دشمنی کی نیت سے حضرت صلعم کا جمال مبارک دیکھ کر اور
کلام سنکر عاشق ہو گئے اور رات بھر حضرت صلعم کی خدمت میں رہے جب صبح ہوئی تو بریدہ نے التماس کیا یا رسول اللہ بغیر جھنڈے کے مدینہ میں
تشریف نہ لیجائیے چنانچہ بریدہ نے اپنی دستار کھولا اور ایک نیزہ سے باندھ کر آگے ہو لیا جس طرح علمبردار چلتے ہیں اور دست بستہ عرض کیا یا حضرت آپ کہاں
جلوہ فرما ہونگے اور مدینہ میں کس کے مکان پر اترینگے فرمایا یہ اونٹ مامور ہے جس جگہ بیٹھ جائیگا اسی جگہ اترونگا شعر رشتہ در گردنم افگندہ دوست میبرد
ہر جا کہ خاطر خواہ اوست ابیات بحمد للہ نہ ہست در کوی تو مشتاقان شیدا را ہجوم زلف بنقلاب محبت میکشد یارا فائدہ زبیر ابن العوام بکسر عین
و تشدید واو ہے حضرت رسول مقبول کی پھوپھی کے بیٹے ہیں اور والدہ انکی صفیہ بنت عبد المطلب تھیں اور اسما بنت ابی بکر انکی زوجہ اسلام
لائے مع اپنی والدہ کے حضرت صدیق اکبر کے ہاتھ پر عمر انکی وقت اسلام سولہ خواہ بارہ برس کی تھی شہید ہوئے جنگ جمل میں سال چھتیس ۳۶
ہجری تھے اور عمر چونسٹھ برس کی ہوئی اور ابن جرموز نے کہ لشکر علی مرتضی میں تھا عین نماز میں مارا ہے اور جب آپ نے یہ حال حضرت علی مرتضی نے
سنا تو فرمایا بشارت دیجئے آتش دوزخ کی مدفون تھے وادی السباع میں پھر لائے گئے بصرہ میں اور قبر انکی مشہور ہے سو انہوں نے حضرت
رسول مقبول صلعم اور صدیق اکبر کو جامہ سفید اسوقت پہنائے ہیں جب آپ بجناب قرب مدینہ منورہ مع بریدہ اسلمی کے پہنچے ہیں فائدہ دیگر
تفاول و تطیر کا بیان اکثر گفتگو کرتے ہیں اسواسطے اس مقام میں بیان مضمون کتب کا ضرور ہوا پوشیدہ نہ رہے کہ تفاؤل مشتق فال سے ہے اور
فال ایک لفظ عام ہے شامل نیک و بد کو لیکن بسبب اضافت کے تخصیص آجاتی ہے مثلاً فال نیک اور فال بد اسکو بھی شگون اور سگن بولتے ہیں لیکن
یہ دونوں لفظ اردو کے لغت موضوع فال نیک کے لیے ہیں اور محاورہ اہل ہند میں بد کو بھی اس سے اضافت کرتے ہیں اور مانند فال کے عام تصور
کرتے ہیں اور طیرہ مخصوص بفال بد ہے اگا ہے اسکو بھی فال نیک میں استعمال کرتے ہیں اور ہمارے دین میں فال کا اطلاق نیک پر ہے اور طیرہ کا بد
سو احادیث سے ممانعت تطیر اور اجازت تفاول پائی جاتی ہے کہ اس واقعہ بریدہ اسلمی سے واضح ہے اور ابو داود نے بریدہ سے روایت کی ہے کہ حضرت
صلعم فال کسی چیز سے نہ لیتے تھے اور ہر گاہ کسی کو کہیں کا عامل مقرر فرماتے تو اسکا نام پوچھتے اگر خوش آتا تو مسرور ہوتے اور چہرہ مبارک پر مسرت
پیدا ہوتی اور جو مکروہ معلوم ہوتا تو کراہت اور اگر کسی موضع میں وارد ہوتے تو اسکا نام دریافت فرماتے تب بھی کیفیت چہرہ مبارک پر نمودار
ہوتی تھی مراد حدیث یہ ہے کہ اگر نام عامل کا یا قریہ کا سعید معلوم ہوتا تو آنحضرت تفاول فرماتے اسکی سعادت پر ورنہ بالعکس فقیر مؤلف

[illegible] روایت کی ہے کہ فرمایا حضرت صلعم نے [illegible]
[illegible] مسلمان [illegible]
[illegible] ابو داؤد و ترمذی و نسائی [illegible]
[illegible] روایت [illegible] صحابی [illegible]
[illegible] روایت [illegible] سعد بن [illegible]
[illegible] روایت کی [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] ابن عباس [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] حارث بن [illegible] حبیب بن [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

مفہوم ہوتا ہی کہ آنجناب وصعو پاتی تھی اوسپایہ کرتا ابر کا اور فرشتون کا قبل بعثت تھا کہ اپنے محل میں نہیں ہی کتب معتبرہ مین ہی کہ اول نصیحت حضرت صلعم نے
اہل مدینہ سے یون فرمائی ہی افشوا الاسلام واطعموا الطعام وصلوا الارحام وصلوا باللیل والناس نیام تدخلوا الجنۃ بسلام یعنی ظاہر کرو سلام کو خویش و بیگانہ پر
اور کھانا کھلاؤ یعنی مواسات فقرا کرو اور صلہ رحم ادا کرو یعنی پیوند کرو اہل قرابت سے اور رات مین نماز پڑھو جب کہ آدمی سوتے ہون داخل ہوگے جنت میں سلامتی سے
عبد اللہ بن سلام بھی اس نصیحت کے سننے میں تھے اور اس مقام میں چودہ دن مقام فرما کے مسجد قبا باعانت خلفائے اربعہ رضی اللہ عنہم تعمیر کرا کے نماز پڑھی آیت
مسجد کی شان میں ہی لمسجد اسس علی التقوی اور اسی کی تعریف ہی فیہ رجال یحبون ان یتطہروا یہ اول مسجد ہی کہ عہد اسلام مین بنائی گئی اسکے
فضائل احادیث میں بہت ہیں بڑی فضیلت یہ ہی کہ آنجناب شنبہ و پنجشنبہ کو وہاں نماز پڑھتے تھے اور جب تک محلہ قبا مین رہے اسی مسجد میں نماز پڑھتے رہے
اسی مسجد کے مقابلے مین منافقون نے ایک مسجد بنائی تھی جسکی مذمت سورۂ توبہ مین مذکور ہی قصہ اسکا یہ ہی کہ ابو عامر راہب ایک شخص قوم خزرج مین سے تھا
اسنے پہلی کتابیں پڑھی تھیں نصرانی ہوگیا تھا اول حضرت صلعم کی خبر اہل مدینہ سے بیان کرتا تھا جب آپ مدینہ مین پہونچے حسد کیا اور انہوں سے
شیطان کے مسلمان نہوا اور عداوت مین سرگرم رہا بعد غزوۂ بدر کے بھاگ گیا اور قریش کے ہمراہ جنگ احد مین آیا اور سب سے پہلے تیر اسی نے
چلایا اور غزوۂ حنین مین شریک تھا اسکے بعد روم کو چلا گیا اسلیے کہ لشکر روم کا چڑھا لاوے اور پیغام بھیجا اسنے مدینہ مین پھر آ جاؤنگا اور منافقان مدینہ کو
کہلا بھیجا کہ ایک مسجد متصل مسجد قبا بناؤ مین وہان آ کر بیٹھونگا اور تعلیم دین کرونگا اور مشورت کے لیے جگہ بڑی چاہیے منافقون نے قریب مسجد قبا مسجد ضرار
بنائی اور بنا بر خفا اتفاق حضرت صلعم سے مستدعی ہوے کہ آپ اس مین چلکے نماز پڑھیں تو بنا کی قریب انکا معلوم ہو اور ارشاد کیا کہ اب تو ہم جہاد کو جاتے
ہین جب آوینگے دیکھا جائیگا جب آئے خبر حادث تبوک پہونچا کہ اس مسجد کی رونق کے واسطے حضرت کو لا وین اتنے میں حق جل جلالہ نے
آیہ والذین اتخذوا مسجدا ضرارا نازل فرمائی اور انکے فریب پر اطلاع کیا بمطابق اسکے آنجناب نے اس مسجد کو منہدم کروا ڈالا اور جلوا دیا اس مقام سے عالمون نے
استنباط کیا ہی کہ جو مسجد کی بنا مین ریا و سمعہ یا اور کوئی غرض اسکے سوا خواہش کی ہو یا مال ناپاک سے کہ ل رشوت و غیرہ سے بنائی گئی ہو
وہ مسجد ضرار مین داخل ہی اسمین نماز نہ چاہیے اسی دلیل سے ہمارے استاذ الاستاذ مولانا عبد العزیز محدث قدس سرہ نے فتوی لکھا ہی کہ مسجد میں فاحشہ
نماز ذمہ سے ساقط ہو جاتی ہی مگر ثواب مسجد کا نہیں ہوتا کیونکہ وہ مسجد ضرار ہی یعنی مال نا پاک سے بنائی گئی ہی اور ایسی جگہ کی مسجد کو رنج پہونچا ہی ایسے علما نے
استنباط کیا ہی کہ استنجا کرنا پانی سے افضل ہی مگر اول کلوخ سے کرنا چاہیے کیونکہ مسجد قبا کے لوگ اسی طرح کرتے تھے کہ ممدوح حق ہوے اور علما سے
اصول نے اخذ کیا ہی کہ مس فرج کرنے سے وضو نہیں جاتا اسواسطے کہ اللہ تعالی نے ستھرے لوگوں کو جو صورت طہارت سے فرمایا اگر مس فرج کرنا ناقض وضو ہوتا
طہارت سے کبھی موصوف نہوتا کذا فی الاکلیل والاحمدی بالجملہ حضرت صلعم محلہ قبا میں تشریف فرما تھے کہ حضرت امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ تیسرے دن
بروایت صحیح تشریف لائے اور بعد چودہ روز اقامت محلہ قبا کے حضرت نے اندر شہر کے اقامت کا ارادہ کیا شہر کے لوگ کمال تمنی اور اشتیاق رکھتے تھے
اور ہر ایک کی آرزو تھی کہ آپ ہمارے محلہ مین ٹھہرین جب آپ سوار ہوے ہر قبیلے کے لوگ ساتھ ہوے اور یہی درخواست زبان پر تھی آپنے فرمایا
کہ اونٹنی مامور ہے جہان بیٹھے گی وہان ٹھہرونگا اونٹنی چلتے چلتے وہان آئی کہ جس مقام دروازے مسجد کے محاذی ہی اور اب ان خانقاہ نہایت واقع ہی
اور مسجد شریف کی جگہ بیٹھ گئی پھر حضرت نے اٹھایا پھر اٹھی اور چند گام چلکر دروازے ابو ایوب انصاری پر بیٹھی پھر اٹھی اور مقام اول پر
آکر بیٹھی اسوقت حضرت صلعم نے فرمایا ہذا المنزل انشاء اللہ فائدہ سید ابو ایوب جد حضرت صلعم سے قرابت قریبہ رکھتے تھے اور کہتے ہیں تبع بادشاہ

[illegible]

انھین کی اولاد انصار رضی اللہ عنہم ہین اور بعض اہل تاریخ لکھتے ہین کہ جب تبع بادشاہ یمن بنا بر تسخیر ممالک مشرق کے گرم روانگی ہوا تو مدینہ منورہ مین ہو کر نکلا اور
اپنے بیٹے کو خلیفہ اپنا مدینہ مین مقرر کر کے جانب شام و عراق گیا اہل مدینہ نے شرارت سے خلیفہ سلطان کو قتل کیا یہ خبر سلطان نے سُنی وہ بنا بر انتقام مدینہ مین آیا
اور حکم عام قتل اہل مدینہ کا جاری کیا و دفعۃً اُسی وقت اسپ شاہ مسواری رُک گیا تو اُسنے قسم کھائی کہ جب تک اس شہر کو غارت کرونگا آگے نہ بڑھونگا علماء یہود نے کہا
کہ یہ شہر دار الہجرت پیغمبر آخر الزمان محفوظ بحفیظ خالق دو جہان ہے تیرا حکم اس پر جاری نہوگا آخر تبع اپنے ارادہ سے باز رہا اور جانب یمن چلا گیا اُس وقت
چار سو عالم توریت کہ ہمراہ بادشاہ بامید حصول سعادت ملازمت فخر عالم صلعم مدینہ مین رہ گئے اور تبع نے ہر شخص کے واسطے گھر بنا دیے اور لونڈیان
بنا بر تصرف ملک مین ہبہ کین و زر نقد بھی عنایت کیا اور ایک خط لکھکر شاہول نامے یہودی کو سپرد کر کے وصیت فرمائی کہ اگر پیغمبر آخر الزمان سے ملاقات ہو
تو یہ خط انکو دینا اور جو تجکو ملاقات نصیب نہو تو اپنی اولاد کے سپرد کر دینا کہ وہ گذرانے گا اور ایک دولت خانہ تعمیر کر کے ایک عالم کے تفویض کیا اور فرمایا
کہ پیغمبر آخر الزمان وقت نزول مدینہ اسی مکان مین تشریف رکھینگے چنانچہ ابو ایوب انصاری اُسی عالم کی اولاد سے تھے اور انھین نے بادشاہ کا عریضہ حضرت
صلعم کو دیا تھا اور زمانہ مذکور مین تبع بادشاہ نے شہادت اسلام اپنی لکھی تھی اور یہ اشعار بھی تھے شعر شہدت علی احمد انہ رسول من اللہ باری النسم
فلو مد عمری الی عمرہ لکنت وزیرا له وابن عم یعنی مین گواہی دیتا ہون احمد پر کہ وہ رسول خدا ہے ایسا خدا کہ پیدا کرنے والا آدمیون کا ہے اگر کھنچتی
میری عمر اسکی عمر کو تو ہوتا مین وزیر و ابن عم اور مدارج النبوۃ مین ہے کہ یہ نامہ ابو ایوب انصاری نے بذریعہ ابی لیلی وقت جلوہ فرما ہونے جناب رسالت مآب
صلعم کے قبیلہ بنی سلیم مین پیش کیا تھا اور عبارت نامہ یہ تھی الی محمد بن عبد اللہ خاتم النبیین و رسول رب العالمین من تبع ابن حمیر من دروع اما بعد
فانی آمنت بک و بکتابک الذی انزل علیک انا علی دینک و سنتک آمنت بربک رب کل شیء و بکل ما جاء من ربک من شرائع الایمان و الاسلام
وانا قبلت ذلک فان ادرکتک فبہا و ان لم ادرکک فاشفع لی یوم القیامۃ ولا تنسنی فانی من امتک الاولین و بایعتک قبل مجیئک و قبل ارسال اللہ تعالی ایاک
وانا علی ملتک و ملۃ ابیک ابراہیم خلیل علیہ السلام آور اسنامہ پر اپنی مہر کی اور مہر مین یہ کندہ تھا للہ الامر من قبل و من بعد و یومئذ یفرح المؤمنون تفسیر
حسینی مین سورہ دخان کی شرح مین ہے کہ جب نامہ ابو ایوب نے پیش کیا تو حضرت نے تین مرتبہ فرمایا مرحبا بالاخ الصالح آور یہ نامہ لکھا ہوا ایکہزار چالیس
برس قبل نبوت کا تھا چنانچہ درج الدرر سے بھی معلوم ہوتا ہے اس مقام سے واضح ہے کہ انصار اولاد ان عالمون کی ہین اور تفسیر مظہری سے واضح ہے کہ تبع حمیری نام کو
اسعد بن ملکی کرب ہے اور کنیت ابو کرب ہے بسبب کثرت توابع کے تبع کہلایا ہے جیسا تفسیر ابن عباس مین ہے بعضے تبع کو نبی کہتے ہین اور بعضے مرد صالح جیسا
تفسیر جلالین مین بحث کر کے اہم خیر ام قوم تبع من سورۃ الدخان لکھا ہے نبی و رجل صالح اور بیضاوی اور مدارک مین ہے کہ حضرت صلعم نے فرمایا مین
نہین جانتا کہ نبی تھا یا غیر نبی لیکن ساتھ اسکے اسلام مین شک نہین اور موضح القرآن مین ہے کہ تبع بادشاہ یمن تھا اسکی قوم بت پرست تھی اسکو توریت
یقین آیا اپنی قوم کے سامنے آزمایا کہ سچا دین کونسا ہے آگ جلوائی وہ عالم توریت بغل مین لیکر گھُسے نہ جلے اور بت پرست بت بغل مین لیکر جلنے لگے
اُلٹے بھاگے اسکی قوم دشمن ہوئی فائدہ اول نام مدینہ منورہ کا یثرب و اثرب و اثار بکسر اول تھا آنحضرت نے مدینہ رکھا ہے اور بعضے کہتے ہین کہ
یثرب نام اُس زمین کا ہے جو طرف غربی احد کے واقع ہے اور وہان عیون و نخیل بکثرت واقع ہین اور ابن زبالہ کہ اصحاب امام مالک و اجلہ مورخین سے ہین
روایت کرتے ہین کہ مدینہ کو یثرب کہنا منع ہے اور بخاری نے اپنی تاریخ مین لکھا ہے کہ جو کوئی ایک مرتبہ یثرب کہے تو واسطے ادائے کفارہ کے دس بار
مدینہ کہے اور امام احمد و ابو یعلی سے روایت ہے کہ استغفار کرے کیونکہ نام مدینہ کا طابہ و طیبہ ہے اور وجہ کراہت اس نام کی یہ ہے کہ یثرب مشتق ثرب سے ہے

[illegible] اس سے [illegible] اللہ علیہ وسلم [illegible] عبداللہ بن سلام [illegible]

[illegible] کلام [illegible] طریق حکایت [illegible]

[illegible] حضرت صلعم [illegible] عبداللہ ابن سلام سے پہلے

حاضر ہو [illegible] اسلام [illegible] قائم ہو گئی تھی [illegible] سوال

[illegible] قیامت کیا ہو گی [illegible] بہشت میں [illegible] کھانا کیا ہوگا

[illegible] حضرت صلعم [illegible] پوچھا [illegible]

[illegible] علامت قیامت [illegible] مشرق سے مغرب [illegible] اول کھانا [illegible]

[illegible] سوال [illegible]

[illegible] اسلام لانے کی خبر شہرت [illegible]

[illegible] حضرت صلعم نے

یہود کو [illegible] سوال [illegible] ایمان [illegible]

[illegible] عبداللہ ابن سلام [illegible] سیدنا ابن سیدنا [illegible] اگر وہ مسلمان ہو جاوے [illegible]

[illegible] رسالت و نبوت [illegible] خدا [illegible] مسلمان ہو [illegible] الغرض [illegible]

[illegible] صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر یہود [illegible] حضرت صلعم نے عبداللہ

[illegible] شہادت پڑھتے ہوئے نکلے اور [illegible] لوگوں سے [illegible] فرمانے لگے اے یہود [illegible]

[illegible] سوال [illegible] کہا ہم [illegible]

[illegible] حضرت [illegible] عداوت [illegible] پہلے [illegible]

[illegible] عبداللہ بن سلام [illegible] سوال [illegible] حضرت [illegible] تفسیر ابن جریر و ابن حاتم

[illegible] طبرانی [illegible] امام احمد [illegible] روایت [illegible] حضرت صلعم [illegible] عبداللہ ابن [illegible]

[illegible] آخر الزماں کی علامات [illegible]

کتاب میں [illegible] حضرت [illegible] موجود [illegible]

[illegible] سوال ہم کہتے ہیں [illegible] حضرت [illegible] حضرت یعقوب [illegible]

[illegible] سوال کیا [illegible]

[illegible] عبداللہ ابن سلام [illegible] پوچھا کون [illegible]

[illegible] سے [illegible] فرمایا [illegible] گوشت [illegible] کی [illegible]

یہودی نے کہا درست ہی پھر سوال کیا کہ کھانا اہل بہشت کا بعد دخول کیا چیز ہوگی فرمایا جگر گوشہ ماہی یا گوشت بیل ماہی اسنے کہا درست ہی پھر پوچھا
کون طعام حضرت یعقوب اسرائیل نے اپنے نفس پر حرام کیا تھا فرمایا شیر و لحم شتر اور سبب یہ ہوا کہ انکو مرض عرق النسا عارض ہوا تب نذر کی کہ
اگر صحت ہو جائے تو جو کھانا مرغوب ہی اسکو حرام کرونگا جب آرام ہوا تو یہ دونوں چیزیں مرغوب طبع تھیں حرام کیں بعد اسکے انکی اولاد پر بھی حرام
ہو گئیں اسنے کہا یہ بھی درست ہی تب حضرت صلعم نے فرمایا تمہارے سوالات کے جواب میں نے موافق دیئے پھر کیوں ایمان نہیں لاتے کہا ایک بات
اور باقی ہی وہ یہ کہ وحی الٰہی تمپر کون فرشتہ لاتا ہی فرمایا جبرئیل کہ ہر نبی و پیغمبر کے ساتھ تھے اور وحی لاتے تھے کہنے لگا ہم لوگوں کو متابعت
منظور نہیں ہی اگر کوئی اور فرشتہ وحی لاتا ہوتا تو ہم تمہاری اطاعت کرتے یہ تو ہمارا دشمن ہی اسی نے بخت النصر کو بھیجا یا تھا آیا بجا ہی یہی ہی خباثت
و شرارت یہود نا بہبود کی بہت ہیں درحقیقت اس قوم سے زیادہ کوئی خبیث و مکار نہیں ہی یہ لوگ حضرت صلعم کو ایسا پہچانتے تھے کہ یہ نبی
موعود ہیں اور موسیٰ علیہ السلام نے انکی خبر دی ہی جسطرح کوئی اپنے باپ دادوں اور بیٹوں پوتوں کو جانتا ہو مگر حق پوشی کرتے تھے لعنۃ اللہ علیہم
فائدہ پوشیدہ نہ رہے کہ مشاہیر مہاجرین رضی اللہ عنہم اجمعین یہ لوگ ہیں مصعب ابن عمیر عبدری عبداللہ ابن ام مکتوم ابو عبدالرحمن
بلال ابن رباح سعد ابن ابی وقاص عمار ابن یاسر عمر ابن خطاب عثمان ابن عفان عراب بنو جحش زبیر ابن العوام اسما بنت ابی بکر زوجہ زبیر
عبدالرحمن ابن عوف طلحہ ابن عبداللہ ابو سلمہ ام سلمہ زوجہ ابو سلمہ عیاش ابن ابی ربیعہ عثمان ابن مظعون زوجہ عثمان مذکور زید ابن خطاب
حمزہ ابن عبدالمطلب عم رسول اللہ صلعم زید ابن حارثہ ابو بکر صدیق عتبہ ابن غزوان عبیدہ ابن الحارث ابن المطلب طفیل حصین برادر طفیل
مسطح ابن اثاثہ علی ابن ابیطالب بعد عتبہ ابن غزوان انھیں حضرات کے فضائل میں یہ کریمہ قرآن میں نازل ہوئی للفقراء المہاجرین الذین
اخرجوا من دیارہم واموالہم الا ولئک ہم الصادقون اور انھیں لوگوں کو انصار نے نہایت خاطرداری سے اپنی حویلیوں میں رکھا چنانچہ
اوس ابن ثابت برادر حسان ابن ثابت نے حضرت عثمان کو اپنے گھر اتارا اور نہایت خاطر کی اور تا زیست اسنے محبت قائم رکھی بلکہ یہ جو انکے قتل
میں ہی کہ بعد شہادت عثمان اوس ابن ثابت انکے وارث بھی ہوئے اور عزاب رضی اللہ عنہ سعد ابن خیثمہ کے گھر رہے اور بنو جحش عاصم ابن ثابت کی
حویلی میں اور زبیر مع اسما بنت ابی بکر سفیان ابن حارث کے گھر اترے وہیں عبداللہ ابن زبیر پیدا ہوئے انکے منہ کے اندر حضرت صلعم نے لعاب دہن
ڈالا ہی اور یہ اول اولاد مہاجرین کے ہوئے اور مسلمانوں کو خوشی ہوئی کیونکہ یہ مشہور تھا کہ یہود نے سحر کیا ہی اولاد نہو گی اور مصعب ابن عمیر سعد ابن خیثمہ کے
پاس فروکش ہوے اور عبدالرحمن ابن عوف سعد ابن ربیع کے گھر مقیم ہوئے اور سعد ابن ابی وقاص سعد یا کی کے پاس اترے اور طلحہ ابن عبداللہ عمیر
ابن سعید کے گھر رہے اور ابو سلمہ مع زوجہ خود ام سلمہ عبادت گھر رہے اور عیاش ابو لبابہ کی حویلی میں اترے اور عثمان ابن مظعون مع زوجہ خود
ابن حبیب کے پاس رہے اور عمر ابن خطاب مع زید و توابع اپنے کے رفاعہ ابن رافع انصاری کے گھر جلوہ فرما ہوئے اور حمزہ و زید ابن حارثہ مع توابع
و لواحق کلثوم ابن الہدم کے پاس اترے اور صدیق اکبر مع توابع خارجہ ابن زید کے گھر رہے اور علی مرتضیٰ عویم ابن ساعدہ کی حویلی میں اترے
اور عتبہ ابن غزوان سعید و عباد ابن بشر کے گھر رہے اور عبیدہ ابن الحارث مع طفیل و حصین برادران اور مسطح ابن اثاثہ وغیرہ عبداللہ ابن سلمہ کے
مکان میں رہے انھیں انصار کی شان میں کریمہ جلیل الشان سورہ حشر میں نازل ہوئی ہی والذین تبوؤ الدار والایمان من قبلہم یحبون
من ہاجر الیہم ولا یجدون فی صدورہم حاجۃ مما اوتوا ویؤثرون علی انفسہم ولو کان بہم خصاصۃ یعنی جو گھر کر رہے ہیں اس گھر میں اور ایمان میں

[illegible] اپنے دل میں [illegible] ہے [illegible] کہتے ہیں [illegible]

احسان [illegible] حضرت رسول مقبول نے [illegible] انصار کہا اور فرمایا [illegible] ایمان کی محبت انصار [illegible]

اتفاق [illegible] بخاری و مسلم [illegible] رضی اللہ عنہ و سلم نے [illegible] روایت کی ہے کہ فرمایا حضرت نے [illegible] انصار کو [illegible]

[illegible]

[illegible] انصار [illegible] کی اولاد [illegible]

[illegible] مہاجرین رضی اللہ عنہم [illegible] انصار [illegible]

[illegible] بخاری [illegible] روایت کی ہے کہ [illegible]

[illegible] عمر بن خطاب نے [illegible]

[illegible] رسول مقبول [illegible]

[illegible] حضرت صدیق [illegible] عمر [illegible]

[illegible]

[illegible] حضرت عائشہ سے روایت [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] مدینہ [illegible]

[illegible]

[illegible] عیاش بن ابی ربیعہ [illegible] ولید بن ہشام [illegible]

[illegible]

[illegible] عیاش [illegible] ابوجہل [illegible]

[illegible] حضرت عمر [illegible] ابوجہل [illegible]

[illegible] عیاش [illegible] ابوجہل [illegible]

[illegible] ولید [illegible] قریش [illegible]

[illegible] مسلمان [illegible]

[illegible] اسلام [illegible] ہشام [illegible]

[illegible] سلمہ بن ہشام [illegible] ابی جہل [illegible] اسلام [illegible]

معدود مین انکو بھی کافرون نے قید کیا تھا وہ بھی بھاگ کر حضرت رسول مقبول سے ملحق ہوے اور عہد عمر فاروق مین جہاد روم پر گئے اور شہید ہوے

وقائع سال اول سے تعمیر مسجد مدینہ طیبہ ہے حدیث شریف مین وارد ہے کہ حق تعالی نے مجکو حکم دیا کہ بناؤن ایک عریش مثل عریش موسی کہ بلندی اسکی زیادہ سات گز سے نہو عریش وہ گھر ہے جسکی پوشش چوب و برگ خرما سے ہو اور قبل تیار مسجد یہ دستور تھا کہ جس جگہ وقت نماز آتا وہین ادا فرماتے جب حکم الہی یون ہوا تو حضرت صلعم نے اس مقام پر مسجد کی تعمیر تجویز فرمائی جہان ناقہ تشریف بیٹھا اور پھر اٹھا اور چند گام چلکر پھر جگہ آ بیٹھا اور وہ مقام بروایتے نخیل خرابہ و گورستان مشرکین تھا اور بروایتے ایک میدان تھا محوط قبیلہ بنی نجار سے یا مالک اسکے دو یتیم تھے انھون نے اسکو مربد قرار دیا تھا مربد وہ مقام ہے جہان خرمے خشک کرکے تمر بنا دین پھر تقدیر حضرت صلعم نے ان دونون یتیمون سے جنکا نام سہل و سہیل تھا اور سعد ابن زرارہ و بروایتے معاذ ابن عفراء ان دونون کے کفیل تھے فرمایا کہ یہ زمین بیچو تو ہم یہان مسجد بنا دین وہ بولے ہم بلا قیمت دیتے ہین قیمت درکار نہین ہے حضرت نے انکار فرمایا اور بعد قیل و قال دس مثقال طلا ٹھہری کہ حضرت صدیق اکبر نے اپنے پاس سے کہ وقت ہجرت اپنے ساتھ لیگئے تھے ادا فرمائی بعد ازان درخت کھود کر زمین کو ہموار فرمایا اور گورستان کو پست کر دیا اور صحابہ کو ارشاد کیا کہ اینٹین پاتھو کہ صحابہ نے موافق حکم عمل کیا وہ مقام جانب بقیع اب تک موجود ہے پھر دیوارین کچی اینٹون سے بنائین اور چھت خرمے کی شاخون سے اور ستون چوب خرما سے **فائدہ** اس جگہ سے معلوم ہوا کہ گورستان کا کھودنا اور ہموار کرنا واسطے بنا مسجد کے جائز ہے شیخ عبد الحق مدارج النبوة مین فرماتے ہین یا رب اگر آثار مخصوص گورستان مشرکان ماند فقیر کاتب الحروف کے نزدیک تاویل اس حدیث مین کراہتی ہے جب اس مقام کو خرابہ و گورستان قرار دین اور جب مربد قرار دیا جائے تو کچھ حاجت نہین ہے بلکہ صاحب بہجة المحافل نے اس مقام کو میدان یا نخلستان کرکے روایت کیا ہے جب حضرت رسول مقبول صلعم مدینہ طیبہ مین رونق افروز ہوے تو نماز بیت المقدس کی طرف جانب شمال ادا کرتے تھے اسی خرمے کی لکڑیون سے ایک مکان مانند عریش بنا لیا تھا بعد سولہ یا سترہ مہینہ کے جب تحویل قبلہ کا حکم الہی صادر ہوا تو اس مکان کو بدستور چھوڑ کر محاذی اسکے مسجد جانب جنوب تعمیر فرمائی اور اس مکان کا نام صفہ ہوا اسمین اصحاب بے خانمان کہ روزانہ فکر قوت مین بسر کرتے اور شب کو اسی مکان مین عبادت فرماتے تھے اور بعد تشریع جہاد اکثر ہمراہ غازیان تشریف لیجاتے تھے سکونت پذیر ہوتے تھے گنتی اصحاب صفہ کہتے ہین بعض کے نزدیک ستر تھے اور بعض کے نزدیک کم ہے اور مدارج النبوة مین ہے کہ تحقیق ثابت ہوا ہے کہ کسی وقت اصحاب صفہ چار سو تک ہو جاتے تھے اور کبھی کم ہوتے تھے اور کبھی زیادہ ہو جاتے تھے اور غزوہ معونہ مین ستر آدمی ان مین سے شہید ہوے بالجملہ اصحاب صفہ پر بخوبی اطلاع نہین ہے گئی چند نام تفسیر نظم الجواہر مین نظر پڑے سو لکھتا ہون اوس بن اوس ثقفی براء بن مالک انصاری بشیر بن معبد اسلمی ابو برزہ اسلمی ثابت بن ضحاک خزرجی ثابت بن ودیعہ خزرجی ابو ثعلبہ انصاری حارثہ بن جمیل اشجعی جعیل بن سراقہ ضمیری حذیفہ بن اسید غفاری حبیب بن زید انصاری حارثہ بن نعمان انصاری حازم بن حرملہ غفاری حنظلہ بن عامر غسیل الملائکہ حکم بن عمیر ثمالی حرملہ بن اناس نمیری خنیس بن حذافہ قرشی خالد بن زید انصاری خزیم بن مالک اسدی خریم بن اوس طائی حبیب بن اساف انصاری دکین بن سعید مزنی رفاعہ بن عبد اللہ انصاری ربیعہ بن کعب اسلمی ابو رزین عقیلی ابو ریحانہ مولی رسول مقبول صلعم زید بن خطاب عدوی سفینہ مولی رسول اللہ صلعم سعید بن مالک ابو سعید خدری سالم بن عبید اشجعی سالم بن عمیر بن ثابت سائب بن خلاد انصاری شقران مولی رسول اللہ صلعم شداد بن اسید صفوان بن بیضا فہری طخفہ بن قیس غفاری طلحہ بن عمرو بصری عبد اللہ بن اسود سدوسی عبد اللہ

[illegible] بن سعد [illegible] عبد اللہ بن عمرو [illegible] ابن ابی [illegible]

[illegible] سعد [illegible] رسول اللہ صلعم [illegible] بن [illegible]

[illegible] رسول اللہ صلعم [illegible]

[illegible] رسول اللہ صلعم [illegible]

[illegible] رسول اللہ صلعم [illegible]

[illegible] صحیح بخاری [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] ایک کرسی گڑی تھی [illegible] تکلیف ہوتی تو حضرت اس کی

[illegible] حضرت نے قبول کیا اسنے تین درجے کا منبر بنایا آپ خطبہ فرمانے لگے

ایک دن [illegible] حضرت نے منبر پر [illegible] فرمایا اگر میں

اسی طرح چھوڑ دیتا [illegible] قبول کیا قاضی عیاض کہتے ہیں

[illegible] حدیث کو سنتے تو روتے اور فرماتے [illegible] خدا کے بندو

[illegible] رسول مقبول [illegible] اسکی برابری کرو روایت ہے

کردہ شاخ باذن آنجناب علیہ السلام اسی جگہ دفن کردی گئی اور شیخ عبدالحق محقق شرح سفر السعادت وجذب القلوب مین فرماتے ہین کہ طول منبر نبوی
صحیح دو گز تھا اور عرض ایک گز کا اور ہر درجہ ایک بالشت کا تھا یہ منبر تا زمان علی مرتضیٰ اسی مقام پر رہا اسی پر حضرت عثمان نے جامہ قبطیہ پہنایا تھا
آثار باقیہ سے یہ ہی کہ معاویہ ابن ابی سفیان نے اپنی امارت سلطنت مین چاہا کہ اسکو شام مین لیجاوٗن بغور جنبش دینے کے آفتاب منکسف ہوا
کہ ستارے نظر آنے لگے آخر کار چھ درجے اور بڑھا کر منبر نبوی اسپر رکھدیا بعد ازان خلیفہ مہدی نے زیادہ کرنا چاہا امام مالک نے منع فرمایا بعد ہ ۶۵۴ھ مین
جل گیا پھر بادشاہون نے منبر بنائے حتی کہ سلطان مراد ابن سلطان سلیم نے ۹۹۸ھ مین کہ اسکے زمانے مین محقق دہلوی وہان موجود تھے پتھر کا منبر بنایا
بروایت صحیحہ ثابت ہی کہ بنائے مسجد کے ساتھ دو حجرے بھی بنائے گئے ایک حجرہ صدیقہ دوسرا حجرہ سودہ پھر حب دربارہ نکاح فرمایا تو انکے لیے جدا
حجرے بنے مگر پچھم طرف مسجد کے کوئی گھر نہ تھا البتہ اکثر دو آ ر جانب مسجد تھا اکثر بیوت چوب نخل سے مگر بعض از خشت خام سے بلندی سب کی قد
آدم سے ایک ہاتھ زیادہ اسی جگہ سیدۃ النساء علیہا السلام کا بھی مکان تھا کہ حضرت عائشہ کے گھر سے کھڑکی تھی آنحضرت اسی راہ اکثر آتے جاتے
اور حال مزار حضرت بتول زہرا و جناب علی مرتضیٰ و حضرت امام حسن مجتبیٰ و حضرت امام حسین شہید کربلا علیہم السلام فرائے بھی جاتے فضائل مسجد
شریف حد حصر سے باہر ہین بخاری مین ہی کہ فرمایا رسول اللہ صلعم نے کہ ایک نماز اس مسجد مین ہزار نماز سے افضل ہی جو اور مساجد مین پڑھی جاوے
مگر مسجد حرام اور صحیحین مین ہی مابین بیتی و منبری روضۃ من ریاض الجنۃ اور یہ بھی فرمایا ہی منبری علی حوضی و علی ہذا القیاس اور طبرانی معجم کبیر مین
نقل کرتا ہی کہ ارقم بیت المقدس کو جانے لگا تو حضرت کے پاس رخصت ہونے آیا فرمایا قصد تجارت ہی یا کچھ اور اسنے کہا کہ برائے نماز فرمایا ایک نماز میری
مسجد مین بہتر ہی وہان کی ہزار نماز سے اور بعض حدیثون مین ہی کہ ایک نماز مسجد بیت المقدس مین ہزار نماز کے برابر ہی پس نماز مسجد مدینہ لاکھ نماز کے
برابر ہوئی جو اور مساجد مین ہوئی ہو اور استثنا مسجد حرام یا بنا بر مساوات ہی جیسا بعض علما قائل ہین یا بنا بر زیادتی کہ اسکا قائل کوئی
نہین ہی یا بنا بر قلت عدد ہی کہ امام مالک اسی کو منظور کرکے فرماتے ہین کہ فضل نماز مسجد مدینہ سائر مساجد پر بتعداد ہزار ہی اور مسجد مکہ پر کم از ہزار
اور تشبیہ اس بقعہ شریفہ کی بہشت سے در باب نزول رحمت ہی یا اس قبیل اطلاق سبب بر مسبب یعنی یہ موضع کثرت عبادت سے سبب حصول جنت ہی
مگر صحیح یہ ہی کہ فرمودہ حضرت صلعم محمول بر حقیقت ہی یعنی یہ موضع ایک قطعہ بہشت کا ہی کہ آخرت مین جزو بہشت ہوگا یا یہ زمین ایک ٹکڑا ہی
کہ بہشت سے لایا گیا جسطرح مقام ابراہیم اور اسی سال کے ربیع الآخر مین رکعات نماز فرض مغرب و فجر کی بدستور رہین اور ظہر و عصر اور عشا
حضر مین چار رکعتین فرض ہوئین اول دو ہی رکعتین چلپی حاشیہ شرح وقایہ مین لکھا ہی کہ نماز صبح اول حضرت آدم نے ادا کی ہی یعنی جب
حضرت آدم زمین پر آئے تو اس عالم مین اندھیرا تھا اور رات ہوئی یہ دیکھا نہ تھا ڈرے جب تاریکی جاتی رہی دو رکعت شکرانہ ادا فرمائی
بطور نفل و ہمپر فرض ہوئی اور صلوٰۃ ظہر اول حضرت ابراہیم نے بعد زوال شمس ادا کی جب قربانی ولد کا حکم ہوا اول بنا بر شکر رفع الم ذبح ولد
دوم بنا بر نزول فدا سوم بنا بر رضائے حق حتی کہ ارشاد ہوا قد صدقت الرؤیا چہارم بنا بر صبر اسمٰعیل یہ چارون رکعت بطور نفل تھین لیکن
است پر فرض معین اور صلوٰۃ العصر اول حضرت یونس نے ادا کی جب ظلمات اربعہ سے نکلے ہین ایک ظلمت زلت یعنی لغزش قدم کی دوسری
دوسری تاریکی شب تیسری تاریکی آب چوتھی ظلمت بطن حوت یہ بھی ہمپر فرض ہی آپپر نفل تھی اور صلوٰۃ المغرب اول حضرت عیسیٰ نے
ادا فرمائی بعد غروب آفتاب جب خطاب ہوا انت قلت اول بنا بر نفی الوہیۃ اپنی ذات سے دوسرے نفی الوہیۃ اپنی والدہ سے

تشریف لے گئے [illegible] اسی سال [illegible] پھر فرض ہوئی [illegible] حضرت علی نے اول [illegible] اور
اور قبلہ [illegible] تھا [illegible] الی اللہ [illegible] بیت المقدس طرف تھی
اس وقت [illegible] اسی سال میں اول شروع بنائے مسجد [illegible] گئے
اور فاطمہ و ام کلثوم و سودہ و عائشہ کو [illegible] اسامہ بن زید و ام ایمن [illegible] صدیق کو مدینہ میں لائے طلحہ بن عبید اللہ بھی ہمراہ آئے تھے
ضرورت سے حضرت نے [illegible] بھیجے تھے [illegible] عبد اللہ بن ابی بکر کمال شوق سے
[illegible] عائشہ [illegible] حضرت [illegible] اپنے گھر میں [illegible] جمادی الاولی سال اول میں
سلمان فارسی [illegible] مدینہ میں [illegible] اسی سال میں حضرت صلعم نے عقد مواخات یعنی برادری بیچ المہاجرین والانصار
[illegible] میراث [illegible] منسوخ ہوئی
[illegible] عثمان و عبد الرحمن بن
[illegible] اسی سال کے شوال میں
زفاف حضرت ام المومنین صدیقہ واقع ہوا [illegible] آیا تھا
حضرت نے [illegible] حضرت عائشہ [illegible] حضرت نے [illegible] عقد کیا
شوال میں [illegible] اسی سال میں [illegible]
شروع ہوا [illegible]
[illegible] موافقت [illegible]
[illegible] حضرت بلال [illegible] الصلوۃ جامعۃ
[illegible] عبد اللہ بن زید انصاری [illegible] حضرت جبرئیل [illegible] تعلیم کیا [illegible]
[illegible] حضرت صلعم نے فرمایا [illegible]
[illegible] صفت فرمائی [illegible]
[illegible] الصلوۃ خیر من النوم [illegible] حضرت بلال نے وقت صبح [illegible]
[illegible] الصلوۃ خیر من النوم [illegible] اور اس کلمہ [illegible]
[illegible] فی الاستعانۃ اول مقصود اصلی دوسری شرط اول
[illegible] لازم و ملزوم ہیں کیونکہ [illegible]
[illegible] حصول نفع و ضرر [illegible] اگر قدرت رکھتا
[illegible] سلاطین و امرا کی حضور میں [illegible] ہوا کیونکہ

جو لوگ احوال محتاجین سے مطلع نہین ہوتے جبتک کوئی عرض نہ کرے یا انجاح حاجت پر مستعد نہین ہوتے جبتک کوئی مقرب سعی و سفارش
نہ کرے یا کار روائی فقیرون کی نہین کر سکتے مگر بواسطہ پیشکاران اور درصورت خیانت و خلل اندازی انکے محتاج محروم رہتا ہی سو یہ امور
درگاہ حضرت حق مین بیدخل محض ہین مگر بوفور رحمت و تقاضائے حکمت انبیا و اولیا کو باب ہدایت و شفاعت مین اور والدین و طبیب کو
معاملہ تربیت و معالجت مین واسطہ گردانا ہی تاکہ بعض کا مطلب بعض کی سعی سے سر انجام ہو اس صنع پر کہ تابع و متبوع مورد تحقیقی فیض سید
فیاض کے برابر ہون اور ایمین ہماکسی طرح کا شرک نہین ہی بلکہ ضرور ہی کہ منعم بالذات شریف ہو ورنہ قبول نعمت اہل حقارت سے موجب
عار ہوتا ہی بس صیغہ اذان مین اول ارشاد ہوا اللہ اکبر علواً و اللہ اکبر قدراً و اللہ اکبر رحمۃ و اللہ اکبر شرفاً پھر کہا گیا اشہد ان لا الہ متصرفاً فی الوجود الا اللہ
اشہد ان لا الہ مستحقاً للمعبودیۃ الا اللہ پھر جب عابد نے اپنے معبود کو بوصف علم و قدرت و رحمت و شرف بخوبی پہچانا تو اسکو یقین کامل ہوا کہ اس
جلیل الشان کی حضور مین بلا وسیلہ چلے جانا نہین ہو سکتا تب مجبور ہوا اسمین کہ اب کوئی راہ نکلے جس سے مرضی و نامرضی معبود دریافت ہو کہ عبادت مین
سعی کامل بجا لاوے اور ظاہر ہی کہ معبود عبد کو معطل و بیکار نہین چھوڑنے کا بلکہ بواسطہ سفیر تکمیل اسکی فرماویگا اور سفیر دو قسم ہی ایک سفیر حکم رسالی
دوسرا سفیر احضار درگاہ عالی تب وہ عابد کہنے لگا اشہد ان محمداً رسول اللہ رسالۃ الابلاغ اشہد ان محمداً رسول اللہ رسالۃ الایصال اور زمانہ جناب
رسول مین علاوہ صحابہ مین اولیا مین اب امتثال مرسول کے سبب قرینہ ہو وہی لازم ہوا تو کہا حی علی الصلوٰۃ یا جیسا کہ حی علی الصلوٰۃ بقلوبکم تبعد
اسکے ثمرہ عمل بیان کیا تاکہ عمل مین غایت کوشش کرے تب کہا حی علی الفلاح فی الدنیا بالعصمۃ للنفس والمال للعوام و للذۃ المناجات و المشاہدۃ للخواص
حی علی الفلاح فی العقبیٰ بتیسیر کربات العرصات و النجات من الدرکات و الفوز بنعیم الجنات و زیارۃ فاطر السموات و الارض و یہ السب کو فیض
نبوی صلعم حاصل ہوا اور ان مراتب سے آشنا ہوا استعداد ترقیات ہوا اور معرفت کاملہ سے معزز ہوا اور معاملہ طور دیگر ہو گیا اول طلب حاجات تھا
اب بنا بر اخلاص محبت ہی تو کہا اللہ اکبر علواً فی ذاتہ من حیث کونہ فی اعلی طبقات الوجود و اللہ اکبر فی احاطۃ ظہورہ من جہۃ سریان
کمالاتہ فی المظاہر المعقولۃ و المشہودۃ باسرہا اور خلاصہ اس معرفت کا نفی جہت و مخطوطات کثرت و جہ قدیم سے اندراہ انکشاف توحید ہی تب کہا
لا الہ الا اللہ یعنی کوئی موجود نہین ہی ہو اطن خارج مین بحیث الحقیقۃ اور نہ ظاہر بجمیع کمالات بالاصالۃ مگر اللہ کہ محیط بجمیع کمالات و مراتب ہی اور
اس مرتبہ مین وسایط و وکلا کی گنجائش نہین ہی اس لیے ذکر رسالت کی احتیاج نہ پڑی برخلاف توحید فی العبادۃ کے کہ انتظام اسکے سلسلے کا
بواسطہ رسالت ہی اور اسی واسطے لفظ اشہد کہ حکایت نفس متکلم سے باظہار شہادت متعارف متروک ہوا اور اس ترتیب سے کلمہ اذان وتر ہوا اور اللہ
وتر یحب الوتر اور فردیۃ بکلمہ توحید متحقق ہوئی تاکہ لفظ و معنی مطابق ہون اور انقطاع کلام اسم ذات پر ہوا کہ ہو المبدء و المنتہی اگرچہ کلمہ
محمد رسول اللہ مین بھی لفظاً بر آخر مین اسم ذات ہی لیکن بحیثیت معنی مجموع رسول اللہ ہی فافہم ہذا دقیق جداً و ہذا ما افادہ مولانا رفیع الدین لمولوی
فی بعض تقریراتہ اور تفسیر احمدی مین ہی کہ صیغہ اذان نص قرآن سے ثابت ہی نہ صرف حدیث خواب سے کما قال اللہ و اذا نادیتم الی
الصلوٰۃ اتخذوہا ہزواً و لعباً ذلک بانہم قوم لا یعقلون یعنی جس وقت پکارو نماز کو اسکو ٹھہراوین ہنسی اور کھیل یہ اسواسطے کہ وہ لوگ بیوقوف
کیونکہ اللہ کی بڑائی ہر دین مین بہتر ہی نقل ہی کہ ایک نصرانی جب اذان مین سنتا اشہد ان محمداً رسول اللہ کہتا جلاوے اللہ کاذب
ایک مرتبہ رات کے وقت اسکا غلام آگ لایا اور سب گھر کے آدمی خواب غفلت مین سوتے تھے آگ کی چنگاری اڑی اور تمام گھر مین

انجیل میں بھی لکھا تھا ... اور تفسیر روح البیان میں لکھا ہے کہ جب حضرت صلعم نے بلال کو اذان کا حکم دیا اور
اذان قبل الصلوٰۃ ہونے لگی ایک روز حضرت صلعم ... مسجد میں تشریف لائے دروازوں سے لگ کر بیٹھے اور بلال اذان
دینے لگے جب اشہد ان محمدا رسول اللہ پر پہنچے تو صدیق اکبر نے اپنے دونوں ہاتھوں کے انگوٹھے اپنی دونوں آنکھوں پر چوم کر رکھے اور کہا قرۃ
عینی بک یا رسول اللہ جب اذان ہو گئی حضرت رسالت پناہ نے فرمایا اے ابوبکر جو کوئی یوں کہے جو تو نے کہا شوق و محبت سے جس طرح تو نے کہا
اور کیا بخشے گا اللہ گناہ اس کے قدیم و جدید و عمداً و خطاءً و پوشیدہ و ظاہر اور میں شفیع بخشانے والا ہوں اس کے گناہوں کا یہ روایت کی ہے
ابن بابویہ نے بطریق صلعم سے اور روایت حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے نقل کرتا ہے کہ وہ بھی اسی طرح کرتے تھے اور کہتے تھے رضیت باللہ ربا
و بالاسلام دینا و بمحمد نبیا اور چومتے تھے اپنے دونوں انگوٹھے کے ناخن کو اور رکھتے تھے دونوں آنکھوں پر اور رقیق الاذہان میں ... محمد ...
لکھا ہے کہ اس وقت اذان کی انگشت شہادت ... دونوں آنکھوں پر رکھے کیونکہ علی علیہ السلام وقت شہادت ثانیہ ایسا ہی کرتے تھے اور مقاصد حسنہ
حدیث دیلمی کی ... عند سماعہ من المؤذن کلمۃ الشہادۃ ظفری ابہامیہ ... مسح عینیہ و قال عند ... اللہم احفظ حدقتی و نورہما
... حدقتی و نورہما لم یعم یعنی جو کوئی جب کہ سنے مؤذن سے کلمہ شہادت دونوں ناخن اپنے انگوٹھوں کے اور ملے اپنی آنکھوں
اور کہے اللہم احفظ الخ نہ ہوگا اندھا اور مفتاح السعادت میں ہے کہ جو ہمیشہ رکھے اس عمل پر نہ ہوگا ... آنکھیں ... شیخ ...
وقایہ کی شرح میں لکھا ہے کہ یہ فعل سنت ہے اور طریقہ ہے خلفاء کا اور ... کے وقت ... ہمیشہ ... مسعودی ...
کہ وضع الابہامین علی العینین سنت ... روایت کی ... قال رسول اللہ صلعم من سمع اسمی فی الاذان و وضع
علی عینیہ ... یعنی جس نے سنا نام میرا اذان میں اور رکھے دونوں انگوٹھے اپنی آنکھوں پر ... اسکے ... اور کہے
کہ جو شخص سنے اشہد ان محمدا رسول اللہ کہے صلی اللہ علیک یا رسول اللہ اور جو دوسری بار سنے کہے قرۃ عینی بک یا رسول اللہ اور دونوں
اپنی آنکھوں پر رکھ کر کہے اللہم متعنی بالسمع والبصر کذا فی مقدمۃ الصلوٰۃ و صلوٰۃ مسعودی میں لکھا ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من سمع
اسمی فی الاذان و وضع ابہامیہ علی عینیہ فانا طالبہ فی صفوف القیامۃ وقائدہ الی الجنۃ یعنی جس نے سنا میرا نام اذان میں اور رکھے
انگوٹھے اپنے اپنی دونوں آنکھوں پر میں تلاش کروں گا صفوف قیامت میں اور لے جاؤں گا اسکو طرف جنت کے اور کتاب ...
قدسیہ میں ہے مروی ان آدم علیہ السلام اشتاق الی لقاء محمد صلی اللہ علیہ وسلم حین کان فی الجنۃ فاوحی اللہ الیہ ہو من صلبک ویظہر فی
آخر الزمان فاظہر اللہ تعالیٰ صورۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم فی صفاء ظفری ابہامیہ فمسح علی عینیہ فصار اصلا لذریتہ فلما اخبر جبرئیل
النبی صلی اللہ علیہ وسلم بہذہ القصۃ قال من سمع اسمی فی الاذان فقبل ظفری ابہامیہ ومسح علی عینیہ لم یعم ابدا یعنی روایت ہے
تحقیق آدم علیہ السلام مشتاق ہوئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دیکھنے کے جن دنوں بہشت میں تھے سو اللہ صاحب نے
وحی کی آدم علیہ السلام کی طرف کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم تیری پشت سے پیدا ہوگا آخری زمانہ میں پس ظاہر کیا اللہ صاحب نے
محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت مبارک کو دونوں انگوٹھوں کی صفائی میں سو ملا آدم نے دونوں انگوٹھوں کو اپنی دونوں آنکھوں
پر پس سنت ہوئی انکی اولاد کے واسطے پھر جب حضرت جبرئیل علیہ السلام نے بیان فرمایا یہ قصہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے

تو آنجناب نے فرمایا جسنے سنا یہ ادا اذان میں اور چومے ناخن اپنے انگوٹھوں کو اور ملے اپنی آنکھوں پر اندھا نہوگا کبھی اگرچہ یہ روایات صحیح بہا میں وقت سماع اشہد ان محمدا رسول اللہ محققین اہل فقہ و حدیث نے نہیں لکھی مگر کتب تاریخ کبار میں باسناد مروی ہیں عمل کے واسطے کافی ہے سند دیگر ضرور نہیں اور اگر بدعت ہے تو حسنہ ہے ملا علی قاری حنفی کتاب مختصر المقاصد فی تعریفہ موضوع میں فرماتے ہیں بعد نقل کلام سخاوی کہ جب صحیح ہوئی وہ ابتداء عمل صدیق سے تو کفایت کرتا ہے واسطے عمل کے بمقتضائے علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین من بعدی انتہی اور حق یہ ہے کہ حدیث ضعیف فضائل میں مقبول ہے باتفاق علما اور وجود اسی بات کے کہ اسکو امتحان کیا ہے محدثین اور فقہائے اور تجربہ قوت دیتا ہے حدیث کو باتفاق ایمہ معرفت اسی سال میں اسعد ابن زرارہ اور براء ابن معرور اور کلثوم ابن الہدم مسلمان مدینہ منورہ نے اور عثمان ابن مظعون مہاجر مکہ نے عزم سفر جنت الفردوس فرمایا اور عاص ابن وائل سہمی اور ولید ابن مغیرہ کہ سردار قریش سے تھے داخل نار ہوے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم براء ابن معرور کی قبر پر مع اپنے اصحاب کے نماز پڑھی تھی اور اسی سال تو محرم میں بروز عاشورا تاریخ دہم روزہ رکھا اور یاروں کو روزہ رکھنے کا امر کیا اور حال اسکا یہ ہوا کہ مدینہ کے یہود اسدن روزہ رکھتے تھے آنجناب نے پوچھا یہ کون روزہ ہے یہود نے کہا آج کے دن اللہ جل شانہ نے موسی پیغمبر اور انکی قوم کو فرعون کے ظلم سے نجات بخشی اور فرعون اور اسکی قوم کو دریا میں غرق کیا ہے سو حضرت موسی اسکی شکر گزاری میں یہ روزہ رکھتے تھے ہم بھی انکی اتباع کرتے ہیں حضرت نے فرمایا نَحْنُ اَحَقُّ وَاَوْلٰی بِاخْتِیَارِ سُنَّۃِ اَخِیْ مُوْسٰی پھر جب روزے ماہ رمضان کے فرض ہوچکے تو اس روزے کا اہتمام نہ رہا صرف استحباب باقی ہے مگر آخر عمر میں حضرت صلعم فرماتے تھے کہ اگر سال آیندہ کے محرم تک زندہ رہونگا تو دہم کے ساتھ نہم کا بھی روزہ رکھونگا تاکہ مخالفت یہود ہوجائے الا نوبت اسکی نہ پہونچی اور اسی سال میں بعد اطمینان کلی عقد مواخات وغیرہ امور لابدیہ سے حضرت رسول کریم نے بحکم منتقم جلیل صحابہ سے ارشاد فرمایا کہ اب مشرکوں سے انتقام لو اور اپنی محافظت لازم جانو اور جو اللہ کو لاثانی نمانے اسے قتل کرو اور اپنی طرف سے لڑائی نہ لڑو لیکن اگر کوئی تم پر چڑھ کر آوے تو اسکو دفع کرو بس ایک لشکر عظیم الشان تیار کرایا اور تجہیز ابطال و بعوث اور اہتمام لشکر اور درستی سامان حرب میں مصروف ہوے پوشیدہ نہ رہے کہ قتل کرنا کافروں کا نسبت کفر کے مخصوص بشریعت محمدیہ علی صاحبہا الصلوۃ والسلام نہیں ہے بلکہ اگلے دینوں میں بھی ہوتا رہا ہے چنانکہ ہنود کی بڑی پوتھی مہابھارت میں لکھا ہے کہ راجہ پرتھی جسنے سارے حرفے دنیا کے نکالے اسکو خدا کا حکم عام ہوا تھا کہ لوگوں کو میری بندگی کے لیے دعوت کر اگر قبول کریں تو بہتر نہیں تو مار ڈال اور شنکر اچارج جو کہ براجیت کے بعد ہوا اپنی پوتھی میں صاف لکھتا ہے کہ توحید کے نہ ماننے پر آدمیوں کو قتل کرنا جائز ہے اور گشتاسپ اور لہراسپ نے شمشیر زنی سے دین کا رواج دیا اور نوشیروان وغیرہ سلاطین عالی دین نے مزدک کے متبعین وغیرہ کو صرف جھوٹے دعوے نبوت پر مروا ڈالا اور ملت موسویہ میں تو اس معاملے کی بخوبی تفصیل طمطراق سے بیبل میں موجود ہے چنانکہ کتاب عدد و باب اکتیس نسخہ ۱۸۲۲ء کے آیہ سات میں ہے کہ انھوں نے مدیانیوں سے لڑائی کی جیسا یہواہ نے فرمایا تھا اور سب مردوں کو مار ڈالا اور ان مقتولوں کے سوا اوی اور رقیم اور صور اور حور اور ربع کہ پانچوں مدیان کے بادشاہ تھے انکو بھی جان سے قتل کیا اور بعور کے بیٹے بلعام کو بھی تلوار سے قتل کیا اور بنی اسرائیل نے مدیان کی عورتیں اور بچوں کو اسیر کیا اور انکے مویشی اور چارپائے اور مال و اسباب سب کچھ لوٹ لیا اور انکی ساری بستیوں اور گھروں اور محلوں کو پھونک دیا اور انھوں نے ساری غنیمت اور سارے اسیر اور انسان و حیوان سب لیے اور موسی کے پاس قیدی اور غنیمت لوٹ ملا کے

[illegible] کو دیتا [illegible] جتنے [illegible] کے ساتھ [illegible]

بیان ہے اور [illegible] کے ساتھ [illegible] اپنا [illegible] بیٹے [illegible]

[illegible] سوال [illegible] ایک [illegible]

اور عورتوں کا [illegible] حضرت موسیٰ [illegible] بچوں [illegible] عورتوں کے [illegible]

[illegible] کہ جب [illegible]

ہاتھ میں گرفتار [illegible]

بیٹوں کو اپنی بیٹیاں [illegible] بیٹیوں کے لیے ان کی بیٹیاں [illegible]

عبادت کرے اسوقت خدا کا غضب [illegible]

تو ان کی [illegible] کو کاٹ ڈالو اور ان کی [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] حضرت موسیٰ [illegible]

کہ تم کنعانیوں [illegible]

مال و اسباب [illegible]

[illegible]

[illegible] کنعانیوں کی طرف [illegible]

[illegible]

[illegible] کنعانیوں کو حضرت موسیٰ [illegible]

[illegible] محمد مصطفیٰ [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] لشکر [illegible]

[illegible] لشکر کے [illegible]

اور شجاعوں کو ایک ایک تیغ اپنے ہاتھ سے معین فرماتے اور سب لوگوں سے زیادہ خود بڑھتے تاکہ دشمن سے قریب تر رہتے اور اپنے یاروں کو بولیاں سکھاتے تھے تاکہ پہچان رہے کبھی امت امت اور کبھی یا منصور اور حضرت کو لڑائی میں چلنا پھرنا پسند تھا اور جب نوبت جدال و قتال پہونچ جاتی تو اللہ سے نصرت کی دعا مانگتے اور یاروں سے ذکر حق میں مشغول رہتے تھے اور پکار کر فرما دیتے تھے کہ عورتوں اور بچوں کو قتل کریو اور کسی کی ناک و کان نہ کاٹیو اور جب کسی قوم پر غالب آتے تو وہاں تین روز ٹھہرتے اور غنیمت کو جمع کرواتے اور چاہ و رخت مقتولوں کا قاتلوں کو عنایت فرماتے تھے اور باقیماندہ میں اول پانچواں حصہ حق اللہ نکالتے اور اسکو مصالح اسلام میں صرف کرتے بعد اسکے تھوڑا عورتوں اور لڑکوں کو اور غلاموں کو لطف فرماتے بقیہ لشکر میں تقسیم کر دیتے سوار کو تین حصے پیادے کو ایک کذا فی الاسفار المعتبرہ یہ تو وہ صورت ہوئی کہ جب حضرت صلعم خود لڑائی میں شریک ہوتے اور جب کبھی آنجناب تشریف لیجاتے اور کسی صحابی کے ساتھ لشکر بمقابلہ عدو اللہ روانہ کرتے تو اس لشکر کے سردار سے یوں نصیحت فرماتے تھے کہ بسم اللہ لڑو خدا کی راہ میں اور مارو جو خدا کو نہ مانے اور لوٹو تو غنیمت میں چوری نہ کریو اور قول و قرار نہ توڑیو اور ناک کان نہ کاٹیو اور عورت و لڑکے کو نہ مارو اور جب دشمن سے ملاقات ہوجائے تو اسے تین باتوں کی درخواست کرنا سو انمیں سے جس بات کو مانیں قبول کرنا اور قتال سے باز رہنا ایک تو یہ کہ انسے اسلام کی درخواست کرو اگر وہ مانیں تو قبول کرو اور انکے قتال سے ہاتھ اٹھاؤ پھر انسے درخواست کرو کہ اپنے وطن کو چھوڑ کر مہاجرین کے مقام میں یعنی مدینے میں آرہیں اور خبر کردے کہ اگر وہ یہ کام کرینگے تو انکو ملیگا جو مہاجرین کو ملتا ہے یعنے ثواب و غنیمت اور انپر واجب ہوگا جو مہاجرین پر یعنی جہاد سو اگر قبول نہ کریں تو انسے کہدینا کہ وہ جنگلی مسلمانوں کی طرح ہونگے انپر حکم خدا جاری ہوگا جسطرح مومنوں پر جاری ہوتا ہے اور غنیمت و صلح کے مال سے کچھ حصہ نہ ملیگا مگر اس صورت میں کہ مسلمانوں کے ساتھ ہو کر جہاد کریں اور جو وہ لوگ مسلمان ہونے سے انکار کریں تو انسے جزیہ مانگنا اگر مانیں تو قبول کرنا اور انکے قتال سے باز رہنا اگر وہ جزیہ دینا بھی قبول نہ کریں تو خدا سے مدد مانگ اور انکو قتل کر اور جب کہ قلعہ والے دشمنوں کو محاصرہ کرے اور وہ چاہیں کہ تو انسے خدا اور رسول کا عہد کرے تو یہ نہ کرنا مگر اپنا قول اور اپنے لشکریوں کا قول کر لینا کیونکہ اگر اپنی اور اپنے ساتھیوں کی عہد شکنی ہو جائیگی تو خدا اور رسول خدا کی عہد شکنی سے گناہ میں کمتر اور آسان تر ہے اور جو وہ لوگ تجھسے چاہیں کہ تو انکو خدا کے حکم پر اتارے تو خدا کے حکم پر نہ اتارنا لیکن اپنے حکم پر اتار اسواسطے کہ تو انکے مقدمہ میں خدا کی مرضی نامرضی جان نہ سکیگا یہ جو لکھا گیا بالکل حدیث مسلم کا ترجمہ ہے کہ بریدہ ابن حصیب سے مروی ہے اس جگہ سے واضح ہوا کہ غرض یہ نہ تھی کہ زبردستی مار مار کر مسلمان ہی کریں کیونکہ اگر یہ ہوتا تو اکثر یہود وغیرہ کفار کو جو بلاد عرب میں بطور رعایا جزیہ قبول کرکر مسلمانوں کے زیر حمایت رہتے تھے مسلمان کر لیتے اور جوتیاں مار مار کر سیدھا کر لیتے اور روز روز کے مقابلہ کرتے حالانکہ ایسا نہوا بلکہ ان لوگوں سے کبھی کسی طرح کا جبر و اکراہ بھی عمل میں نہ آیا تو معلوم ہوا کہ علت یہ تھی کہ جو لوگ رواج دین اسلام میں خنداندازی ہیں اور شوکت اور جمعیت رکھتے ہیں انسے مقابلہ کریں تاکہ انکی شوکت ٹوٹ جائے اور اذیت دینے کی طاقت نہ رہے اور یہ بھی فائدہ نکلے کہ خود گمراہی سے باز رہیں اور دین حق پر رہیں اور یہ تو آگے چل کر ظاہر ہو جائیگا کہ صرف چند مقام میں نوبت قتال و جدال پہونچی ہے نہیں تو خدا کے فضل سے اور حضرت رحمت للعالمین کی برکت اور معجزات سے ہزاروں لاکھوں کا فرشوق سے اسلام لائے اور اپنے خویش و اقارب مال و دولت چھوڑ کر جانثار ہو گئے دنیوی بلاؤں میں ایسے پڑے کہ بیان سے باہر مگر اسلام سے متنفر نہ ہوئے اور چند کافروں نے طرح طرح کی طمع دی اور ذلت دی لیکن یہی پر انکو ثابت

[illegible] جہاد [illegible] کافروں سے مقابلہ [illegible] بیان [illegible]

[illegible] جہاد نفس [illegible] جہاد [illegible]

[illegible] دوسرا جہاد شیطان [illegible] اول جہاد دفع شبہات [illegible]

یقین کامل [illegible] جہاد [illegible] شہوات [illegible] جہاد کفار و منافقین

[illegible] مرتبے ہیں اول [illegible] دوم زبان سوم مال چہارم نفس [illegible] تین مرتبے ہیں اول [illegible]

[illegible]

عمرو ضمیری نے ہیبت و جلالت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مشاہدہ کی اور بمقتضاے وقت صلح مناسب سمجھ کر استدعا کی
کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صلح فرمائی اور مدینہ مقدسہ مین واپس تشریف لائے اور کچھ نوبت قتال و جدال کی نہین
پہونچی اسی غزوہ کو غزوہ ودان بھی کہتے ہین کیونکہ ابوا اور ودان قریب قریب واقع ہین محمد ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ
نے کہا ہے اس غزوہ کو غزوہ اولی اور بواط کو غزوہ ثانیہ اور عشیرہ کو ثالثہ قرار دیتے ہین اور حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے اسی قول
کو ترجیح دی ہی اور علامۃ الوقت مولانا ابی زکریا یحیی ابن ابی بکر ابن محمد الشافعی العامری صاحب بہجۃ المحافل نے اس غزوہ
کو سال دوم مین لکھا ہی اور مسند الوقت والزمان حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی نے گیارھوین مہینے بعد ہجرت کے ماہ صفر
مین بیان کیا ہی تو مین کہتا ہون کہ اگر تقرر تاریخ ہجری ماہ ربیع الاول سے شمار ہو تو آخر سال اول ہوتا ہی اور جو تاریخ محرم
قرار پاوے اول سال دوم ہوتا ہی سو شیخ عبد الحق محقق رحمۃ اللہ علیہ نے تاریخ ہجرت وقت ہجرت سے کہ ماہ ربیع الاول تھا قرار دی ہی
چنانکہ بعضے قائل ہین کہ تعیین تاریخ عہد خلافت حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ مین وقت ہجرت سے قرار پائی ہی اور صاحب بہجۃ المحافل
نے ماہ محرم سے تاریخ قرار دی ہی کیونکہ عزم ہجرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم محرم سے تھا اور بعض محققین نے اس قول کو ترجیح
دی ہی اور فقیر کاتب اوراق نے بیان غزوات سرایا مین اکثر اتباع صاحب بہجۃ المحافل کا تعیین تاریخ مین کیا ہی بالجملہ بعد اس واقعے
کے ماہ ربیع الاول مین حضرت خاتم النبیین رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین کو معلوم ہوا کہ ایک جماعت کفار قریش کے
مکہ معظمہ سے مسلح ہو کے نکلی ہی اور عکرمہ ابن ابی جہل یا ابو سفیان ابن حرب یا مکرز ابن حفص انکا سردار ہی حضرت نے یہ خیال فرمایا کہ ایسا
نہو مدینے مین غفلت سے پڑے اور کفار فرصت وقت پا کے اہل اسلام سے دست اندازی کرین یا کسی طرح کا گزند پہونچاوین لہذا عبیدہ ابن حارث
ابن المطلب ابن عبد مناف کو سردار کیا اور ساٹھ یا اسی مہاجرین کے ساتھ کہ انمین کوئی انصار نہ تھا روانہ فرمایا اور ایک نشان سفید
بھی تیار فرما کر عنایت کیا چنانچہ کفار نگونسار سے زمین حجاز مین مقابلہ ہوا پر نوبت مقاتلہ نہین پہونچی مگر سعد ابن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے
ایک تیر جانب کفار چلایا یہ اول تیر ہی کہ اہل اسلام نے اقامت اللہ بر کشیدہ جانب کفار قریش چلایا الغرض جماعت کفار نگونسار دو سو سوار
سے ہیبت و جلالت شان اسلام دیکھ کر بھاگے ان غریب مسافرون نے بھی پیچھا نہین کیا اور یہ فائدہ ہوا کہ مستضعفین مکے سے دو شخص
ایک مقداد ابن اسود و عمرو البہرانی اور دوسرے عتبہ ابن غزوان المازنی کہ بہ رسم تجارت مکے سے نکلے تھے فرصت وقت غنیمت جان کر لشکر
اسلام مین بھاگ آئے بعضے کہتے ہین کہ یہ سریہ اسوقت ہوا ہی جب کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ ابوا سے مراجعت فرمائی اور ہنوز
مدینہ سکینہ مین نہ پہونچے تھے اور بعضے کہتے ہین کہ قبل غزوہ ابوا واقع ہوئی بالجملہ علیہ واتن جا رفتہ ہنوز مدینہ مین آئے تھے کہ خبر
آئی کہ ابو سفیان با جماعہ قریش شام سے چلا ہوا مکہ کو جاتا ہی تو مسلمانون نے پہلی ایذائین کافرون کی یاد کین پس بدلا لینے پر
مستعد ہوئے حضرت رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے حمزہ ابن عبد المطلب رضی اللہ عنہ کو جانب سیف البحر کہ ناحیہ عیص مین واقع ہی سردار بنا کے
روانہ کیا اور تیس نفر مہاجرین انکے ہمراہ کئے اور ایک نشان سفید مرتب فرما کے ابو مرثد غنوی کو عنایت فرمایا ابو جہل مع جماعہ کفار مین تھا
اور تین سو سوار اسکے ساتھ تھے ساحل دریا پر ملاقی ہوا اہل اسلام باوصف قلت جمعیت کے مردانگی کے مستعد ہو کے جدال و قتال

پہ مشہور ہے کہ حمزہ بن عبد المطلب [illegible] قریش کے سو آدمیوں کے ساتھ [illegible] پہنچ گئے لیکن [illegible] حمزہ بن عبد المطلب

مدینے کو لوٹ آئے اور کفار قریش جانب مکہ چلے گئے پھر سعد بن ابی وقاص کو آٹھ یا بیس آدمیوں کے ساتھ دوسرے کاروان قریش

پر بھیجا اور [illegible] گئے لیکن [illegible] قافلہ جا چکا تھا پھر آخر ربیع الاول میں

[illegible] ابن [illegible]

[illegible]

[illegible] ربیع الثانی [illegible] مدینے میں [illegible]

[illegible] عبد المطلب [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] غزوہ [illegible]

[illegible] آنحضرت [illegible]

[illegible] مدینے [illegible]

[illegible]

[illegible] اصحاب [illegible]

[illegible] صلی اللہ علیہ وسلم [illegible]

[illegible]

[illegible] غزوہ [illegible]

[illegible] الثانی

[illegible] اصحاب کے ساتھ [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] ہو گیا

سو وہ دونوں عبد اللہ سے اجازت لیکر ڈھونڈھنے چلے گئے اور وہ قصۂ قافلہ قریش طائف سے مویز طائفی وغیرہ لیکر وارد ہوا
اور اس قافلہ میں عمرو ابن الحضرمی اور حکم ابن کیسان اور عثمان ابن عبد اللہ ابن مغیرہ اور نوفل ابن عبد اللہ مخزومی بھی تھے ان لوگوں نے
اہل اسلام کو دیکھ کر جانا کہ یہ بقصد عمرہ یہاں ٹھہرے ہیں سو اطمینان سے اونٹ اپنے جنگل میں چھوڑے اور کھانا پکانے میں مصروف
ہوئے تب مسلمانوں نے قافلہ پر یورش کی اور واقد ابن عبد اللہ نے عمرو ابن حضرمی کو تیر سے مارا اور حکم اور عثمان کو قید کر لیا اور
نوفل بھاگ گیا اور سارا مال انکا لے لیا یہ اول قتل اور اول غنیمت اور اول گرفتاری مشرکوں کی ہے اور یوم وقعہ تاریخ اول رجب
تھی اور مسلمانوں نے سلخ جمادی الثانی سمجھی تھی یعنی یہ معاملہ ناواستگی میں واقع ہوا القصہ جب مدینہ میں لوٹ کر آئے تو مشرکوں
نے مکے میں مسلمانوں کو طعنے دیے کہ محمد نے ماہ حرام بھی حلال کر دیا سو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سنکر عبد اللہ پر عتاب
فرمایا اور تقسیم غنیمت میں بھی تامل کیا اور اسیروں کے حق میں کچھ حکم نہ دیا اصحاب سریہ سخت پشیمان ہوئے اسی سبب کلام مجید میں
نازل ہوا یسئلونک عن الشہر الحرام قتال فیہ قل قتال فیہ کبیر حاصل یہ کہ ان مہینوں میں ناحق کی لڑائی سخت گناہ ہے اور جن کافروں
نے مسلمانوں سے ان مہینوں میں قصور نہ کیا انسے لڑنا منع نہیں تب عبد اللہ اور انکے یار خوش ہوئے اور حضرت نے مال غنیمت
تقسیم کیا اور خمس قبول فرمایا اور اہل مکہ نے دونوں قیدیوں کے واسطے فدیہ بھیجا حضرت نے فرمایا کہ سعد اور عتبہ جب تک نہ آئینگے
فدیہ منظور نہوگا آخر وہ دونوں آگئے تب حکم کو دعوت اسلام فرمائی وہ ایمان لایا اور روز بیر معونہ شہید ہوا اور عثمان حالت کفر میں جانب مکہ روانہ ہوا اور
حضرت نے اسکا فدیہ قبول کر لیا پھر وہ بے ایمان مرا یہ قصہ کتب سیر و تواریخ میں مختلف طور پر بیان ہوا ہے اور قراین سے معلوم
ہوتا ہے کہ سرتاپا مشتبہ و مشکوک ہے کیونکہ واقدی نے خط کا ذکر نہیں کیا اور بعضوں نے دیت مقتول کے دلوانا لکھا ہے اور بھی قراین
عدم صحت قصہ کے بہت ہیں از انجملہ ایک یہ کہ قتال کے واسطے جماعت قلیلہ کا روانہ کرنا باین قید کہ کسی کو جبر ساتھ نہ لے جانا
کہ یہ بات دور اندیشی اور مصلحت کے خلاف ہے دوسرے مقتول کی دیت دلوانا تیسرے قیدیوں کا فدیہ لینا چوتھے مال غنیمت کو
قبول نہ کرنا تا وقت نزول آیۂ کریمہ کیونکہ کاروائی عبد اللہ کی خلاف تھی تو قیدیوں کا فدیہ کیوں لیا گیا اور مال غنیمت کیوں
رکھا گیا اور اگر موافق تھی تو مقتول کی دیت کیوں دلوائی اور خمس سے کیوں انکار ہوا بالجملہ تواریخ کی ہر بات قابل اعتماد نہیں
فائدہ اس سریہ میں عبد اللہ ابن جحش امیر المومنین کہلاتے تھے اور یہ جو مشہور ہے کہ اول خطاب عمر ابن خطاب نے پایا ہے سو مراد یہ ہے
کہ خلفا حضرت میں اول انکو خطاب ملا ہے اسی سال کی رجب میں یا بقول بعضے رمضان میں حضرت فاطمہ علیہا السلام کا نکاح حضرت امیر المومنین
علی مرتضی سے ہوا حال مفصل اسکا اولاد آنحضرت کے بیان میں آویگا بعد اسکے اسی سال کے نصف شعبان میں یا بقول صحیح نصف
رجب روز دوشنبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسماۃ ام بشر کے گھر کہ منازل بنی سلمہ میں واقع تھا تشریف فرما ہوئے اسنے آپکے لیے
کھانا پکایا ہنوز نوبت تناول نہ پہونچی تھی کہ نماز ظہر کا وقت آگیا تو آنحضرت بنی سلمہ کے لوگوں کی مسجد میں اپنے یاروں کے ساتھ
نماز میں مشغول ہوئے ایک رکعت پڑھ چکے تھے دوسری رکعت کے رکوع میں تھے کہ آیت قد نری تقلب وجہک فی السماء
فلنولینک قبلۃ ترضاہا فول وجہک شطر المسجد الحرام یعنی ہم دیکھتے ہیں پھر پھر جانا تیرا منہ آسمان میں سو البتہ پھیرینگے تجھکو

جس کعبہ کی طرف توجہ رکھتی ہو اب پھیرو اپنا طرف مسجد حرام کے نازل ہوئی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسی نماز میں جانب کعبہ پھر گئے
اور سب مقتدی بھی پھر گئے کہ مرد عورتوں کے مقام پر ہو گئے اور عورتیں مردوں کی جگہ آگئیں اور بقیہ نماز ادھر ہی ادا کی
اس مسجد کا نام جامع القبلتین ہوا اور اہل قبا کو نماز صبح میں خبر پہنچی وہ بھی جس حال میں تھے جانب کعبہ پھر گئے بعد ازاں حضرت
صلعم قبا میں تشریف لے گئے اور وہاں مسجد تعمیر فرمائی اور قبلہ کی سمت کو ٹھیک کیا اور دست مبارک سے اس کی بنا ڈالی اور اسی جگہ
سے شافعیہ کا [illegible] ہے کہ ایک نماز جہات متعددہ میں الاجتہاد درست ہے بعد اس کے بعض صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ
جو لوگ فوت ہو گئے ہیں ان نمازوں کی قضا جانب کعبہ کیسے کریں جو لوگ مر گئے ہیں ان کا کیا حال ہو گا آنحضرت نے ارشاد کیا کہ صحابہ
مر گئے اور زندہ سب ان نمازوں میں جو جانب بیت المقدس پڑھ چکے ہیں شامل ہیں وما کان اللہ لیضیع ایمانکم کیونکہ حکم منسوخ
اپنے وقت میں حق تھا جس طرح حکم ناسخ اپنے وقت میں حق ہے اور حقیقت یہ ہے کہ ترتیب ثواب ایمان پر ہے گو صورت عمل میں ظاہر
ہوتا ہے [illegible] صورت عمل ہے اور اس وقت حکم استقبال بیت المقدس کا مقتضی ایمان تھا اور اب استقبال کعبہ اور بعض کہتے
مسلمان یہود کے بہکانے سے شبہ میں پڑے [illegible] بیت المقدس سب پیغمبروں کا قبلہ تھا اور آنحضرت صلعم نے بھی سولہ مہینے اسی طرف
نماز پڑھی اب کیا باعث ہوا جو اس کو ترک کیا گیا [illegible] اور اللہ صاحب نے پہلے سے اپنے پیغمبر کو کہہ دیا تھا کہ سیقول السفہاء
من الناس ما ولاہم عن قبلتہم التی کانوا علیہا یعنی بیوقوف لوگ کہیں گے کاہے سے پھر گئے مسلمان اپنے قبلہ سے جس پر تھے جب
یہود [illegible] قل للہ المشرق والمغرب یعنی اللہ کا ہے پورب پچھم [illegible] جہات حکم دے [illegible] جب لوگوں نے شبہ کیا تو آنحضرت نے
[illegible] خلاف [illegible] کیوں ہو سکتا [illegible] تھا اور [illegible]
[illegible] تعصب [illegible]
[illegible] آنحضرت [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

چنانکہ خود فرماتا ہی یہدی من یشاء الی صراط مستقیم سو یہ نکتہ مجھکو تبلائی کہ واسطے توجہ بہترین قبلہ کے حکم کیا اور تفصیل اس اجمال کی یہ ہی
کہ اللہ صاحب نے دو قوتین انسان کو عنایت فرمائی ہین ایک قوت عقلیہ کہ اس سے ادراک مجردات پر قدرت حاصل ہوتی ہی اور دوسری قوت
خیالیہ کہ اس عالم اجسام مین کارآمد حاصل ہوتی ہی اور جب تک قوت خیالیہ مین قوت عقلیہ پیدا ہوکر کام قوت عقلیہ کا قوی تر ہوا جس طرح [illegible]
ادراک احکام متضاد سیکی جب تک صور و شکال کو تصور و تشکل نہین کرتا اور جب تک خیال کرتا ہی [illegible] نہین بنا جاتا تب تک احکام اسکے دریافت
نہین کرسکتا اسی طرح جو کوئی شخص کسی امیر یا بادشاہ کی ثنا اور مدح کیا چاہتا ہی تو اول اسکے مقابل کھڑا ہوتا ہی تب بان [illegible]
اور عبادت کی سو روح خشوع خضوع ہی اور یہ بدون ترک التفات [illegible] اور بلا سکون قرار ممنوع [illegible] التفات
و سکون حاصل نہین ہوتا جب تک ما بدوقت عبادت یا طرف معین کو نہ [illegible] اور اسکے التزام [illegible] طریقت بھی ایسی ہو کہ
اسکو مخلوقات سے کسی نوع کا علاقہ ظاہری و باطنی نہو والا عوام کے [illegible] عبادت [illegible] مخلوقات سے ہو جاویگا اور ذات پاک
باری تعالیٰ [illegible] جس طرح عینک کو چاہیے کہ شیشہ اسکا صاف [illegible] اور [illegible] بصری اسی سے نفوذ کرے اور [illegible]
اور اسکے رنگ مین محجوب نہو جاوے جیسے سنگ و شجر و دیگر مخلوقات [illegible]
اور مکان امر سماوی غیبی پر موقوف رکھنا چاہیے اپنی عقل سے اسکی تشخیص [illegible] اسکے عبادت
عبد کی حق معبود کا ہی اور کسی کا حق بدون اجازت و حکم الٰہی حقدار [illegible]
مخفی سب حضرت آدم علی نبینا و علیہ السلام و ابراہیم علی نبینا و علیہ السلام [illegible]
کعبہ معظمہ سے تا [illegible] اسی جگہ سے [illegible] ظاہر [illegible] باطن [illegible]
ظاہر کو باطن سے علاقہ ہی اور علوم ظاہر اور باطن مین [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] خصوصیت [illegible]
اس مکان کا [illegible] حضرت سلیمان علیہ السلام نے [illegible]
دوزخ و بہشت [illegible] بعد البعثت [illegible]
سے تشکیل ہوئے اور کعبہ کے جوار مین نشو و نما پائی اور تعظیم و تکریم اس گھر [illegible]
ہوئی کہ افضل و اکمل تھا یہان تک کہ آپ کو شب معراج مین بیت المقدس [illegible]
انکے ثبوت کے بھی نبوت آدم و ابراہیم سے ملحق ہو گئے اور صعود [illegible]
ان پیغمبرون کے بھی بطور شکرانہ معراج استقبال بیت المقدس [illegible]
ہوئے کہ استقبال کعبہ و بیت المقدس دونون ہاتھ سے بجا لائے [illegible]

اور یہی سند میں ابن عباس سے روایت کی ہے کہ [illegible] صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] بیت المقدس [illegible] تحویل

الی المدینہ [illegible] استقبال [illegible] بیت المقدس [illegible] انبیاء بنی اسرائیل [illegible]

[illegible] سے واقع ہوئی [illegible] مقام [illegible]

[illegible] استقبال [illegible] حضرت صلی اللہ علیہ وسلم [illegible]

[illegible]

[illegible] استقبال [illegible]

[illegible] بیت المقدس [illegible]

[illegible]

[illegible] بیت المقدس کی

[illegible] انبیاء بنی اسرائیل [illegible]

[illegible]

[illegible] **فائدہ** اگر کوئی [illegible] شبہ [illegible] استقبال [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] سوال [illegible]

[illegible] سوال [illegible] **فائدہ** [illegible]

تحویل اور [illegible] آنحضرت [illegible] تعظیم کعبہ [illegible]

اور اسی بقعہ متبرکہ کو قبلہ حضرت ابراہیم جانتے تھے اور اسکی سجادہ گری اپنا فخر سمجھتے تھے بلکہ تمام عرب کے لوگ غیر قریش بھی اسی
مکان کی تعظیم میں مصروف تھے پس استقبال اُس مکان کا اور استقبال بیت المقدس کا گویا امتحان تھا تاکہ مخلصین منکروں سے علیحدہ ہو جائیں
ہر چند کہ علم الٰہی ازل میں جمیع وقایع کلیہ اور جزئیہ اور ظاہرہ اور مخفیہ کا محیط تھا حاجت امتحان تھی لیکن جو غیر خدا مثل ملائکہ وغیرہ کے کارخانہ
عالم انسے متعلق کیا گیا تھا محتاج اسی ظہور اور امتیاز کے تھے تاکہ بحسب مراتب ایمان و درجہ امتحان ہر ایک کو سمجھیں اور اسکے ساتھ معاملہ
مناسب حال اُسکے کریں علاوہ اسکے تالیف قلوب یہودیان بھی منظور نظر حق تھی اور جب تابعیت یہودیوں سے مایوس ہوئے اور استفادہ انوار
انبیا بنی اسرائیل کہ مرکوز خاطر تھا کمال کو پہونچا تو آپ نے جانب کعبہ توجہ کیا **فائدہ** اہل کتاب بھی جانتے ہیں کہ حقیقت مسجود تاہم
جسکی طرف نماز میں سجدہ واقع ہوا و قبلہ استقبال اُنکا وہی پتھر معلق ہوا ہی جو بیت المقدس میں ہی اور حکم ہوا اور آسمان کا رکھتا ہی سو وہ سمت
قبلہ واقع نہیں ہو سکتا بخلاف کعبہ کہ اُس سمت پہ سجدہ واقع ہو سکتا ہی اگرچہ آسمان قبلہ دعا ہی نہ قبلہ نماز اور جو حکم آسمان میں ہی مثل صخرہ
بیت المقدس وہ بھی اسیطرح ہو سکتا ہی اور گو کہ وہ پتھر کلاں اور عریض ہو لیکن اُسکی نسبت تمام گھر سے دیکھنا چاہیے کہ کس قدر ہی
فائدہ اول معلوم ہو چکا ہی کہ استقبال بیت المقدس بعد شب معراج و پس ہجرت باجتہاد آنحضرت قرار پایا تھا اور بعد تتبع کتب دریافت
ہوتا ہی کہ ملت آنحضرت ملت ابراہیم تھی اور بعثت آنحضرت اولا گروہ عرب اور ثانیا گروہ مردم دیگر اور عرب قدیم سے کعبے کی طرف
جھکتے تھے اور مکہ جسمین کعبہ واقع ہی مولد و منشا آنحضرت ہی اور آدمی آرزو کی جبلت خواہان ہی کہ ہمارے وطن کو ہر طرح کا شرف حاصل
ہو سو ان اسباب سے آنحضرت راضی اسی پر تھے کہ قبلہ ہمارا کعبہ ہو چنانچہ اللہ صاحب فرماتے ہیں کہ فلنولینک قبلۃ ترضٰہا پس ان
دونوں امر میں تعارض ظاہر ہی جواب اسکا یہ ہی کہ اس جگہ دو احتمال ہیں اول یہ کہ اجتہاد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم متغیر ہو گیا ہو سبب
اسکا یہ کہ آنحضرت نے پیشتر استقبال بیت المقدس واسطے تالیف قلوب یہود اور استفادہ کمالات انبیا منظور کیا تھا جب تابعیت سے
مایوسی ہوئی اور استفادہ کمال ہو گیا بالضرور وجوہ ترجیح کعبہ بہم پہونچے تو بالطبع بحسب استعداد خواہان استقبال کعبہ ہوئے دوسرا یہ کہ
عین ایام استقبال بیت المقدس میں آنحضرت راضی باستقبال کعبہ ہوں اما بحسب ضرورت تالیف قلوب و استفادہ کمالات انبیا استقبال
بیت المقدس اختیار فرمایا ہو تو عجب نہیں اور بعضے محققین نے فرمایا ہی کہ استقبال صخرہ بیت وحی تھا نہ از روی اجتہاد اور قاضی
عیاض نے اکثر علما سے نقل کیا ہی کہ از روے سنت تھا نہ از روے قرآن اس قول سے اُس قایل کی دلیل نکلتی ہی جو کہ قایل نسخ
سنت کا بالقرآن ہی اور ابو زکریا ابن یحیی شافعی بیچ الحافل میں فرماتے ہیں کہ توجہ بیت المقدس باجتہاد آنحضرت نہ تھا بلکہ بوحی الٰہی
تھا اور اس قول پہ دو دلیلیں نقل کی ہیں ایک قول الٰہی ما جعلنا القبلۃ التی کنت علیہا الا لنعلم من یتبع الرسول ممن ینقلب علی
عقبیہ یعنی اور وہ قبلہ جو ہم نے ٹھہرایا جس پہ تو تھا نہیں مگر اسواسطے کہ معلوم کریں کون تابع رہیگا رسول کا اور کون پھر جائیگا
الٹے پانوں دوسرا قول آنحضرت کہ جب آنحضرت جانب بیت المقدس نماز پڑھتے تو جبرئیل علیہ السلام سے فرماتے کہ میرا دل تو یہی
چاہتا ہی کہ اللہ پھیر دے قبلہ میرا کعبہ کی طرف اسلیے کہ وہ قبلہ ابراہیم ہی جبرئیل نے کہا میں بندہ خدا ہوں مثل تمہارے اور تمہارا قدر
اللہ کے نزدیک بہت ہی سو اللہ سے درخواست کرو پھر حضرت جبرئیل آسمان پر گئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جانب آسمان

تقریر کرنے کا منظور ہوئے اسی بات میں کہ جب تک ۔۔۔ نازل ہوئی اور یہ بھی احتمال ہو کہ اول اجتہاد آنحضرت ۔۔۔
یہود واقع ہوا ہو پھر وحی سے اس اجتہاد کی تقریر ہوئی ہو فافہم جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم الٰہی جانب کعبہ ہوا تو حضرت جبرئیل
نے سارے پہاڑ جو کعبہ سے حائل تھے دور کر دیئے کہ آپ کی نظر کعبہ پر پڑنے لگی اور قبلہ ۔۔۔ درست ہو گیا ۔۔۔ کی شعبان
میں ۔۔۔ روزے اور رمضان کی فرضیت ۔۔۔ آیت سورۂ بقرہ میں نازل ہوئی یا ایہا الذین آمنوا کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم لعلکم
تتقون ایاما معدودات یعنی اے ایمان والو حکم ہوا تم پر روزے کا جیسے فرض تھا ۔۔۔ اگلوں پر شاید تم پرہیزگار ہو جاؤ یعنی گنتی کے دن ۔۔۔

[illegible]

اور اگر ماہ کامل سے زیادہ ہوتے تو کسر قوت شہویہ وغضبیہ تو بخوبی ہوتا مگر اعتدال مزاج نہ رہتا اور قوت طاعت وعبادت درہم
برہم ہوجاتی اور عبادات سے بیکار ہوجاتا مثل نماز نوافل و سفر حج اور جہاد اور طلب علم و مطالعہ کتب دینی وعبادات مرضی اور
متابعت جنازہ وغیرہ امور شرعیہ کہ جنمیں قوت بدن کا ہونا لازم ہے اور اس صورت میں تقوی و اصلاح میں نقصان پڑ جاتا تھا
لہذا ایک ماہ کامل مقرر فرمایا کہ یہ مدت متوسط ہے مابین مدت قلیلہ کہ نہایت قلیل ہے اور مدت سال ہی کہ بہت طول ہے اور واقعی یہ
کہ تجددات اوضاع آسمانی بتفریح بین ہمکو تین دورے ہیں اول دورہ دن و رات کا کہ حرکت فلک اعلی سے متعلق ہے دوسرا دورہ ماہ
کہ حرکت قمر پر موقوف تیسرا دورہ سال کہ حرکت آفتاب سے وابستہ ہے اگر ان تینوں سے دورہ شب و روز اختیار کرتے تو دخول شب روزے
میں لازم آتا اور بسبب مدت قلیل کے کچھ تاثیر بھی نہوتی مگر یہ کہ تکرار اسکی جاتی اور ایسی تکرار جسکے مابین دو دوروں کے فاصلہ ہوجاوے تو بھی
تاثیر مستند بہ ہوتی اور اگر فاصلہ نہ رکھا جاوے تو تکرار متصل راجع بدورہ دوم ہوجاتی ہے یا مثل اسکے اور اگر دورہ سوم اختیار فرماتے
تو بتبدیل فصول وغیرہ موجب اختلال الغرض ہوجاتا ناچار دورہ دوم اختیار کیا اور اسمیں ایک سر اور بھی ہے کہ نزول قرآن اول
لوح محفوظ سے آسمان دنیا پر واقع ہوا ہے اس مقام پر جسکو بیت العزت کہتے ہیں پس بنسبت دورہ حرکت اس آسمان کو اس عبادت میں
قرار دیا تاکہ نزول قرآن سے بھی مشابہت پیدا ہو جاوے اور رمضان اسی واسطے قرار پایا کہ اسمیں قرآن نازل ہوا ہے فائدہ
اس آیت سے فرضیت صوم کی نکلی اور تشبیہ صرف فرضیت میں ہے نہ تعداد ایام میں کیونکہ امم سابقہ پر صیام رمضان فرض نہ تھے بلکہ
عاشورہ کا صوم حضرت موسی کا تھا اور ایام بیض کے آدم پر مگر کیفیت میں بلاشک تشبیہ ہے اسلیے روزہ مریم سکوت تھا اور اور دن کا
یہ کہ غروب آفتاب سے تا عشا اکل و شرب و جماع درست تھا پھر تا صبح حرام یہ بات ہمارے حضرت کے زمانے تک تھی یہانتک کہ
بعض صحابہ نے غلبہ شہوت سے راتوں کو صحبت کی اور صبح کو ندامت اپنی حضرت سے التماس کی تو نازل ہوا احل لکم لیلۃ الصیام
الرفث الخ ثم اتموا الصیام الی اللیل اس سے نکلا کہ تمام رات فجر تک صحبت کرنا حلال ہے نیز وہی نے بحث اشارۃ النص میں لکھا ہے
کہ جب جماع فجر تک جائز ہوئی تو اسمیں اشارہ ہوا کہ جنابت منافی صوم نہیں اسکو جو آخر شب کو مرتکب ہوا اور صبح کو جنب اٹھا کیونکہ اسکا
(یعنی کہ تمام جماع و اتمام شب مباح ہوا ۱۲)
غسل دن میں ہوگا اور بعض کہتے ہیں کہ صرمہ ابن قیس غنوی ایک شخص ضعیف تھا مزدوری سے رزق پالتا تھا ایک مرتبہ رات کو میدان میں
بے کھائے سو گیا دوسرے دن روزہ رکھے حضرت کے پاس آیا آنجناب نے چہرہ متغیر پاکر پوچھا اسنے حال کہا اسکے حق میں کلوا واشربوا
حتی یتبین لکم الخیط الابیض من الخیط الاسود من الفجر اللہ نے نازل فرمایا اس آیت سے صوم کی حد واضح ہوئی یعنی باز رہنا کھانے پینے
جماع سے پس کفارہ اکل و شرب سے بھی لازم آتا ہے جیسے جماع سے نہ جیسا کہ امام شافعی صرف جماع سے کفارہ کا لزوم سمجھے ہیں اور آیت
میں اشارہ ہے کہ نیت صوم دن میں چاہیے کیونکہ جب مفطرات فجر تک مباح فرمائیں پھر ثم اتموا الصیام الی اللیل ارشاد کیا اور حرف ثم تراخی
تراخی ہے تو معلوم ہوا کہ لامحالہ عزیمت بعد فجر ہے اسلیے کہ جب تک اکثر حصہ دن کا نہو گا رات منقضی نہوگی سحر ہم نے جانب رکھا ہے
کہ نیت فجر پر مقدم کرے اور اس آیت سے حرمت صوم وصال کی بھی نکلی چنانچہ کشاف و مدارک میں ہے اور اکلیل میں ہے کہ اللہ صاحب
منفیا کیا ہے اکل کو تبین فجر تک اور اسکے بین تبیین نہیں جیسا امام مالک کہتے ہیں اور بعضوں نے استدلال کیا ہے کہ ایک شخص جماع

دین اور صحیح قضا ہی نہ فدیہ اور یہ قابل نہ آیت میں تاویل کی ہی اور تفسیر احمدی میں ہی کہ ایاما معدودات اور آیت شہر رمضان الذی
انزل فیہ القرآن ہدی للناس وبینات من الہدی والفرقان فمن شہد منکم الشہر فلیصمہ میں اشارہ ہی کہ روزہ و افطار معتبر ہی چاند دیکھنے سے
کیونکہ ہلال شہر کا اختلاف ہی خواہ انتیس دن ہو یا تیس اور اس آیت میں دلیل ہی کہ لیلۃ القدر رمضان میں ہی کیونکہ نزول قرآن یہاں
رمضان میں بتایا گیا اور انا انزلناہ سے لیلۃ القدر میں تو تطبیق ضرور ہی اس طرح کہ قرآن رمضان میں اترا مگر ایک رات معین میں کہ وہ
شب قدر ہی مگر اختلاف ہی کہ وہ رات کون ہی ہر ایک اپنے طریق پر دلیل لاتا ہی مگر صحیح ستائیسویں رات ہی اور فمن شہد منکم الشہر کی دو توجیہ
ہیں ایک یہ کہ جو تم میں سے حاضر ہو اور مقیم غیر مسافر وہ روزہ رکھے اس صورت میں معذور مخصص ہو دوسرے یہ کہ جو پاوے تم میں سے ماہ کو
وہ روزہ رکھے اس صورت میں عام ہی مریض مسافر کو مگر تخصیص ہی کی قول آخر سے و من کان منکم مریضا او علی سفر فعدۃ من ایام اخر کیونکہ
اگر تخصیص نہ کی جاوے تو احتمال تھا کہ انکے واسطے بھی رخصت نہیں ہی فائدہ فضائل صوم احادیث میں کثیر ہیں از انجملہ صحاح ستہ میں
مروی ہی کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بہشت کے آٹھ دروازے ہیں ان میں ایک کا نام ریان ہی اس سے صرف
روزہ دار داخل ہونگے اور خاصیت اسکی یہ ہی کہ جو اس سے در آیا کبھی پیاسا نہوگا از انجملہ یہ کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو کوئی
تمام رمضان کے روزے رکھے بحکم ایمان و طلب اجر و ثواب تو گناہ گذشتہ اسکے معاف ہوتے ہیں اور بھی حدیث شریف میں ہی کہ روزہ دار
کو پانچ نعمتیں ملیں ایک یہ کہ ایک دعا اسکی وقت افطار خواہ مخواہ قبول ہوتی ہی دوسری یہ کہ خاموشی اسکی بجائے تسبیح ہی تیسری یہ کہ
صائم کو ہر عمل کا ثواب چند ملتا ہی چوتھی یہ کہ دعا حالت صوم میں قبول ہی پانچویں یہ کہ گناہ روزہ دار کے معاف ہیں اور نسائی و ترمذی
اور بیہقی نے روایت کی ہی کہ فرمایا حضرت نے کہ روزہ دوزخ کے واسطے سپر ہی اور ابن ماجہ نے مرفوعاً روایت کی ہی کہ روزہ دار کے روبرو
جو اور کھاتے ہیں تو فرشتے اسپر درود بھیجتے ہیں اور استغفار کرتے ہیں اور ہر بند و استخوان اسکا تسبیح کرتا ہی اسی طرح اکثر احادیث فضائل صوم
میں مروی ہیں فائدہ منسوخات اول حکم استقبال قبلہ بیت المقدس ہی اور صوم عاشورا و ایام بیض اور شیخ
ابو القاسم ہبۃ اللہ ابن سلامہ رضی اللہ عنہ کتاب ناسخ و منسوخ میں فرماتے ہیں کہ اولین نسخ حکم نماز ہی پھر تحویل قبلہ بعد ازاں روزہ لیس ازاں کوہ
ثم الاعراض عن المشرکین بعد ہش حکم جہاد پھر آگاہ کر دینا حضرت کو جہاد کرنے سے پھر حکم قتال با مشرکین پھر حکم قتال با اہل کتاب
یہاں تک کہ جزیہ دیں بعد اسکے نسخ توریث عاقدین مواخات بعد ازاں امتناع بیان حکایات جاہلیہ پھر منع مخالطہ با کفار یعنی مسلمانوں کو
منع کیا گیا کہ مخالطہ کفار سے نکریں بعد ازاں عہد و پیمان جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چار مہینے تک کا بعد یوم النحر فرمایا تھا شکست ہوا
باجملہ نزول منسوخات اکثر مکہ مبارکہ میں واقع ہوا اور نزول ناسخات مدینہ با سکینہ میں واللہ اعلم بعد ازاں سترھویں رمضان روز جمعہ و شنبہ سال دوم ہجری
غزوہ بدر کبری واقع ہوا اور سبب وقوع اس واقعے کا یوں واقع ہوا کہ قبل ازیں مدینہ منورہ میں خبر ہوئی تھی کہ ابوسفیان ابن صخر و عمرو عاص و مخرمہ
ابن نوفل مع ستر آدمیوں کے بقصد تجارت جانب شام جاتے ہیں سو آنحضرت صلعم موضع عشیرہ تک تشریف لے گئے لیکن ان لوگوں سے ملاقات
نہوئی جبکہ شام سے وہ لوگ پھرے تو حضرت جبرئیل امین علیہ السلام نے اطلاع کی کہ تجار ام القری شام سے آتے ہیں حضرت نے طلحہ ابن
عبید اللہ و سعید ابن زید قرشی عدوی کو بطور جاسوس مقرر کرکے روانہ فرمایا تا کہ قافلہ تجار کا حال دریافت کرکے خبر کریں دونوں موضع خبار میں

وسیدنا ایاس بن البکیر اللیثی وسیدنا بلال بن رباح مولی ابی بکر الصدیق القرشی وسیدنا حمزة بن عبد المطلب الہاشمی وسیدنا حاطب بن ابی بلتعة
حلیف القرشی وسیدنا ابی حذیفة ابن عتبة بن ربیعة القرشی وسیدنا حارثة بن الربیع الانصاری قتل یوم بدر وہو حارثة ابن سراقة وکان فی النظارة
وسیدنا خبیب بن عدی الانصاری وسیدنا خنیس بن حذافة السہمی القرشی وسیدنا رفاعة بن رافع الانصاری وسیدنا رفاعة بن المنذر ابی لبابة الانصاری
وسیدنا الزبیر ابن العوام القرشی وسیدنا ابو الاعور [illegible] بن زید بن عمرو بن نفیل القرشی وسیدنا سہل بن حنیف الانصاری وسیدنا سعد بن سہل الا
الانصاری وسیدنا ابو زید الانصاری وسیدنا سعد [illegible] القرشی وسیدنا ظہیر بن رافع الانصاری اخیہ وسیدنا عبد اللہ بن مسعود
الہذلی وسیدنا عتبة بن مسعود الہذلی وسیدنا عبد الرحمن بن عوف الزہری وسیدنا عبیدة بن الحارث القرشی وسیدنا عبادة بن الصامت الانصاری وسیدنا
عمرو بن عوف حلیف بنی عامر بن لؤی وسیدنا عقبة بن عمرو الانصاری وسیدنا عامر بن ربیعة العنزی وسیدنا عاصم بن ثابت الانصاری وسیدنا عویم بن ساعدة
الانصاری وسیدنا عتبان بن مالک الانصاری وسیدنا قدامة بن مظعون القرشی وسیدنا قتادة بن النعمان الانصاری وسیدنا معاذ بن عمرو بن الجموح الخزرجی
وسیدنا معوذ بن عفراء واخیہ معاذ ابن عفراء وسیدنا مالک بن ربیعة ابی اسید الانصاری وسیدنا مسطح بن اثاثة بن عباد بن المطلب بن عبد مناف وسیدنا مرارة بن الربیع
الانصاری وسیدنا معن بن عدی الانصاری وسیدنا مقداد بن عمرو الکندی حلیف بنی زہرة وسیدنا ہلال بن امیة الانصاری وسیدنا ابی عمرو بن
سعد بن معاذ الاشہلی الانصاری وسیدنا اسید بن حضیر الانصاری الاشہلی وسیدنا اسید بن ثعلبة الانصاری وسیدنا انیس بن قتادة الانصاری وسیدنا
انس بن معاذ النجاری وسیدنا انس بن اوس الانصاری الاشہلی وسیدنا اوس بن ثابت النجاری الانصاری وسیدنا اوس بن خولی الانصاری
وسیدنا اوس بن الصامت الخزرجی الانصاری وسیدنا اسعد ابن زرارة النجاری الانصاری الخزرجی وسیدنا الاسود بن زید بن غنم الانصاری وسیدنا
ایاس بن ودقة الانصاری من بنی سالم بن عوف الخزرجی وسیدنا الارقم بن ابی الارقم المخزومی وسیدنا البراء بن عازب الخزرجی الانصاری وسیدنا البراء بن
البراء بن معرور الانصاری الخزرجی وسیدنا بشیر بن سعد الخزرجی الانصاری وسیدنا بشیر بن ابی زید الانصاری وسیدنا بحیر بن ابی بحیر الجہنی النجاری
وسیدنا بسبس بن عمرو الخزرجی الانصاری وسیدنا ثابت بن ثعلبة الانصاری الخزرجی وسیدنا تمیم بن یعار الانصاری الخزرجی وسیدنا تمیم الانصاری
مولی بنی غنم وسیدنا تمیم مولی خراش بن الصمة وسیدنا ثابت بن اقرع الانصاری الاشہلی وسیدنا ثابت بن ہزال بن عمرو الانصاری الخزرجی وسیدنا ثابت
بن عمرو بن زید النجاری الانصاری وسیدنا ثابت بن خالد بن عمرو بن النعمان النجاری الانصاری وسیدنا ثابت بن خنساء النجاری الانصاری وسیدنا ثابت
بن اقرم الانصاری حلیف بنی عمرو بن عوف وسیدنا ثابت بن یزید الاشہلی الانصاری وسیدنا ثابت بن ثعلبة الانصاری الخزرجی وسیدنا ثابت بن عامر الانصاری
وسیدنا ثابت بن عبید الانصاری وسیدنا ثابت بن الحارث الانصاری وسیدنا ثعلبة بن غنمة الانصاری وسیدنا ثعلبة بن ساعدة الساعدی الانصاری
وسیدنا ثعلبة بن عمرو النجاری الانصاری وسیدنا ثعلبة بن حاطب الانصاری وسیدنا ثقف بن عمرو الاسلمی وسیدنا جابر بن خالد بن مسعود الانصاری النجاری
الاشہلی وسیدنا جابر بن عبد اللہ الحرامی الانصاری وسیدنا جبار بن صخر الانصاری وسیدنا جبیر بن ایاس الانصاری الزرقی وسیدنا حارثة
بن النعمان النجاری الانصاری وسیدنا حارثة بن مالک الانصاری الزرقی وسیدنا حارث بن حمیر الاشجعی الانصاری وسیدنا حارث بن [illegible] الانصاری
وسیدنا حارث بن ہشام المخزومی القرشی وسیدنا الحارث بن عتیک النجاری وسیدنا الحارث بن قیس الانصاری وسیدنا الحارث بن [illegible] الانصاری وسیدنا
الحارث بن انس الاشہلی الانصاری وسیدنا الحارث بن النعمان [illegible] وسیدنا الحارث بن النعمان بن خنساء الخزرجی الانصاری وسیدنا [illegible]

[illegible] الانصاری [illegible] سیدنا [illegible] الانصاری [illegible] سیدنا [illegible]

[illegible] سیدنا [illegible] الانصاری [illegible] سیدنا [illegible]

[illegible] الانصاری [illegible] سیدنا [illegible] الانصاری [illegible]

[illegible] الانصاری [illegible] سیدنا [illegible]

[illegible] سیدنا [illegible] الانصاری

[illegible] الانصاری [illegible] سیدنا [illegible] الانصاری [illegible]

[illegible]

وسیدنا عبد اللہ بن عمرو بن حرام الانصاری وسیدنا عبد اللہ بن عامر الانصاری وسیدنا عبد اللہ بن عمیر الانصاری وسیدنا عبد اللہ بن عبس الخزرجی
وسیدنا عبد اللہ بن عبد اللہ الانصاری وسیدنا عبد اللہ بن ابی اللہ العجلانی وسیدنا عبد الرحمن بن کعب المازنی وسیدنا عبد الرحمن بن جبیر الانصاری وسیدنا
عبد الرحمن بن عبد اللہ الانصاری وسیدنا عبد الرحمن بن سہل الانصاری وسیدنا عبید بن اوس وسیدنا عبید بن یزید الانصاری وسیدنا عبد ربہ
بن حق الانصاری وسیدنا عبید بن ابی عبید بن ناشب اللیثی وسیدنا عباد بن عبید التیہان وسیدنا عباد بن قیس الانصاری وسیدنا عمیر بن حرام الانصاری
وسیدنا عمرو بن قیس الانصاری وسیدنا عمرو بن ثعلبۃ الانصاری وسیدنا سفیان بن بشر الانصاری وسیدنا سالم بن عمیر الانصاری وسیدنا سنان بن
سنان الاسدی وسیدنا سماک بن خرشۃ الانصاری وسیدنا سہل بن عتیک الانصاری وسیدنا سہیل بن رافع الانصاری وسیدنا السائب بن مظعون الجمحی
وسیدنا ابی بن کعب الانصاری النجاری وسیدنا ابی بن معاذ النجاری وسیدنا اسیر بن عمرو الانصاری النجاری وسیدنا عبد اللہ بن عامر الانصاری وسیدنا
عائذ بن ماعص الانصاری وسیدنا عباس بن عبادۃ الانصاری وسیدنا عکاشہ بن محصن الاسدی وسیدنا عتیک بن التیہان الانصاری وسیدنا عتبۃ السلمی وسیدنا
عاقل بن البکیر وسیدنا فروۃ بن عمرو الانصاری وسیدنا غنام ابن اوس الانصاری وسیدنا الفاکہ بن بشر الانصاری وسیدنا قیس بن مخلد الانصاری
وسیدنا قیس بن محصن الانصاری وسیدنا قیس بن صعصعۃ الانصاری وسیدنا قطبۃ بن عامر الانصاری وسیدنا سعد بن خیثمۃ الانصاری وسیدنا سعد
بن الربیع الانصاری وسیدنا سعد بن عبادۃ الانصاری الساعدی وسیدنا سعد بن عثمان الانصاری الزرقی وسیدنا سعد بن زید الانصاری الاشہلی
وسیدنا سفیان بن بشر الانصاری وسیدنا سالم بن عمیر العوفی وسیدنا سلیم بن عمرو الانصاری وسیدنا سلیم بن الحارث الانصاری وسیدنا سلیم بن قیس
بن فہد الانصاری وسیدنا سلیم بن ملحان الانصاری وسیدنا سلمۃ بن سلامۃ الانصاری الاشہلی وسیدنا سلمۃ بن ثابت الانصاری الاشہلی وسیدنا سہیل بن
عمرو الانصاری وسیدنا سہیل بن بیضاء القرشی الفہری وسیدنا سوید بن مخشی الطائی وسیدنا سوید بن عمرو العامری القرشی وسیدنا سلیط بن قیس الانصاری
النجاری وسیدنا سراقۃ بن کعب الانصاری النجاری وسیدنا سراقۃ بن عمرو الانصاری النجاری وسیدنا سبیع بن حاطب الانصاری وسیدنا سواد بن غزیۃ
عثمان المخزومی وسیدنا سعید بن سہیل الانصاری الاشہلی وسیدنا شماس بن عثمان المخزومی وسیدنا شجاع بن ابی وہب الاسدی حلیف عبد شمس وسیدنا
ہانی بن نیار الانصاری وسیدنا ہلال بن المعلی الانصاری وسیدنا ہلال بن خولی الانصاری وسیدنا ہمام بن الحارث وسیدنا وہب بن ابی سرح الفہری
القرشی وسیدنا ودیعۃ بن عمرو الانصاری وسیدنا یزید بن الحارث الانصاری وسیدنا یزید بن ثابت الانصاری وسیدنا ابو ایوب الانصاری وسیدنا
ابی السمراء مولی عفراء وسیدنا ابی خالد الحارث بن قیس الانصاری وسیدنا ابی خزیمۃ بن اوس الانصاری وسیدنا سلیم ابی کبشۃ مولی رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم وسیدنا ابی الطفیل الضبی وسیدنا ابی المنذر یزید بن عامر الانصاری وسیدنا ابی ملۃ الانصاری وسیدنا ابو عبیدہ بن الجراح الفہری القرشی و
سیدنا ابی عبد الرحمن یزید بن ثعلبۃ الانصاری وسیدنا ابو عیاش الحارث الانصاری وسیدنا یزید بن الاخنس السلمی وسیدنا ابی اسید الساعدی و
سیدنا ابی اسرائیل الانصاری وسیدنا ابی الدعور بن الحارث الانصاری النجاری وسیدنا سعد بن سہیل الانصاری وسیدنا سعد بن خولہ من المہاجرین
الاولین وسیدنا سعد بن خولی مولی حاطب بن ابی بلتعہ وسیدنا سالم مولی ابی حذیفہ وسیدنا سلمۃ بن حاطب الانصاری وسیدنا ابی مرثد الغنوی وسیدنا
ابی مسعود الانصاری وسیدنا ابی فضالۃ الانصاری وسیدنا عمار بن یاسر المہاجرین وسیدنا طلحہ بن عبید اللہ القرشی وسیدنا سماک بن سعد الخزرجی
رضی اللہ عنہم اجمعین فضائل انکے حد شمار سے افزون تر ہیں کسی کی کیا مقدور ہے جو بیان کریگا اور خواص انکے اسماء کے یہ ہیں کہ کہا ابن حلبی نے

اپنی تفسیر میں [illegible] سے نقل کیا [illegible] اہل بیت [illegible] اور کہا شیخ عبدالحق [illegible]
[illegible] برکت سے [illegible] اور [illegible]
[illegible] کو صحیح کر دیا [illegible]
[illegible] آیات قرآنی [illegible] کوئی [illegible]
[illegible] صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] اور [illegible]
[illegible]
[illegible] سے [illegible]
[illegible] صلی اللہ علیہ وسلم [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] صلی اللہ علیہ وسلم [illegible]
[illegible]
[illegible] اور [illegible]
[illegible]
[illegible] صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] آپ [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

ظاہر ہوئے اخنس بن شریق سردار بنی زہرہ نے اپنے گروہ سے کہا تم پھر چلو یہ بدخواہ ناحق لڑائی مول لیتا ہے سو بنی زہرہ اسی مقام سے پھر
آئے یہ خبر ابوسفیان کو ہوئی اُسنے افسوس کر کے کہا ابوجہل اپنے جہل سے قریش کو تباہ کیا چاہتا ہے اس گفتگو سے مرضی ابوسفیان
کی یہ تھی مگر جب ابوجہل سے مانع ہوا ناچار بسبب قساوت قلب ملعون ابوجہل بدر میں آیا اور معرکہ بدر سے مجروح ہو کے بھاگا اور وقت
فرار کہتا تھا کہ ایسا مقام مخوف میں نے نہیں دیکھا ہے خدا کی قسم ابوجہل مر دنیا ہمارا کسے اسی اثنا میں بوادی صفرا اور روحا
حضرت جبرئیل امین نے خبر دی کہ قریش بڑے ساز و سامان سے چڑھے آتے ہیں حضرت نے اصحاب سے مشورا کیا اور فرمایا اللہ نے
دو گروہ کا مجھسے وعدہ کیا ہے یا کاروان قریش یا قریش یاروں نے کہا یا رسول اللہ آپنے قتال کا ذکر نہ کیا کہ ہم سامان درست کرتے
فرمایا قافلہ تجارت نکل گیا یہ ابوجہل آیا ہے عرض کیا کہ قتال کو چھوڑ کے جانب کاروان متوجہ ہوں اس بات پر حضرت ناراض ہوئے تب حضرت
شیخین رضی اللہ عنہما نے باتیں باسیاست کہیں کہ آنجناب بہت خوش ہوئے اور دعا فرمائی اور مقداد بن عمرو الاسود نے کہا یا رسول الثقلین
جو کچھ اللہ صاحب نے فرمایا ہو آپ اسکو بجا لائیے ہم آپکے ہمراہ ہیں ہمارا مقولہ یہ نہیں ہے جو بنی اسرائیل کا حضرت موسیٰ سے تھا اذہب انت وربک
فقاتلا انا ہہنا قاعدون یعنی جائیے تو اور تیرا رب لڑے ہم تو یہیں بیٹھے ہیں بلکہ ہم یہ عرض کرتے ہیں کہ ہم آپ کے ساتھ ہیں آگے پیچھے دہنے
بائیں ہر طرف ہو کے لڑینگے اور جہاں تک آپ ہمیں لیجائینگے جائینگے اگرچہ برک الغماد تک ہو چونکہ انصار نے وقت بیعت عقبہ یہ عہد کیا تھا کہ
جو کوئی آپ پر مدینے میں چڑھ آوے گا اُس سے لڑینگے یہ نہیں کہا تھا کہ ہم آپ کے ساتھ نکل کے لڑینگے آپنے ایسی تقریر کی جس سے
انصار سمجھے کہ آپکو موافق اس معاہدے کے یہ خیال ہے کہ شاید ہم باہر مدینے کے آپ کے شریک نہونگے انھوں نے عرض کیا کہ بیشک
ہمارا معاہدہ مرافقت کا وقت چڑھ آنے دشمن کے مدینے پر تھا لیکن جب ہم آپ پر ایمان لائے اور آپ کو نبی برحق جانتے ہیں اب
ہماری جان آپ ہی کی جان ہے فدا ہے آپ کہیں ہوں اگر آپ ہمیں سمندر میں گھسنے کا حکم دیں تو گھس جاویں اور کسی طرح دشمن سے
لڑائی میں ہمیں عذر نہیں ہے اور وقت جنگ انشاء اللہ تعالیٰ آپ ہماری جانثاری سے راضی ہونگے اس گفتگو سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نہایت راضی ہوئے اور فرمایا چلو خوش ہو کر بخدا سے تمہارے دشمنوں کے قتل و مقتل کو اسطرح دیکھتا ہوں گویا پیش نظر ہے بعض کے نزدیک یہ
اتمام سخن ہمیں سعد بن عبادہ کا ہے مگر انکو ابن اسحق اور ابن عقبہ نے بدریوں میں شمار نہیں کیا اور واقدی اور مدائنی اور کلبی نے اہل بدر میں لکھا ہے و
اور صحیح مسلم نے روایت کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اہل بدر کے حال میں بیان کیا کہ جناب رسالتمآب نے ہمیں جا قتل ایک ایک کافر کی
جو بدر میں مارے گئے ایک دن پہلے دکھا دی تھی اور فرمایا تھا کہ کل اس جگہ فلان قتل ہوگا انشاء اللہ تعالیٰ اور اس جگہ فلان قتل ہوگا
انشاء اللہ تعالیٰ پھر حضرت عمر نے کہا کہ قسم اُس ذات کی جس نے جناب رسول خدا کو دین حق کے ساتھ بھیجا کسی نے اُن میں اُس جگہ سے تجاوز
نہ کیا جہاں رسول اللہ صلعم نے اسکا مقتل بتایا تھا انتہی القصہ جب حضرت نے یوں فرمایا تو اصحاب کو قوت ہوئی اور ہمراہ رکاب کے چلو فرمایا
اور حضرت نے اپنا لشکر عدوۂ دنیا پر اتارا اور مشرکین نے عدوۂ قصویٰ پر کہ اللہ تعالیٰ سورۂ انفال میں فرماتا ہے اذ انتم بالعدوۃ الدنیا وہم بالعدوۃ

القصویٰ والرکب اسفل منکم [illegible] یعنی جس وقت تم تھے ورے کے ناکے اور وہ تھے پرے کے ناکے اور قافلہ اتر گیا نیچے تم سے اور حال یہ تھا کہ
[illegible] تھا ایک گروہ کی خبر تھی اول حضرت مع ایک صحابی کے سوار ہوئے اور جنگل میں پھرنے لگے

ایک شخص پیرمرد کا ملا اس سے پوچھا محمد اور قریش کی کچھ خبر ہے اسنے کہا یہ بات میں اسوقت بتلا دونگا جب تم کہو کہ ہم فلان مقام کے ہیں غرض جب
فرمایا جب کہ تو نیک کہیگا ہم نہ کہینگے اسنے کہا سنا ہے کہ محمد مع اصحاب فلان روز مدینہ سے نکلے ہیں اگر یہ خبر سچ ہے تو آج فلان مقام پر ہونگے
یعنی بدر و دنیا پر اور یہ بھی سنا ہے کہ قریش فلان روز مکے سے نکلے ہیں اگر یہ بات سچ ہے تو فلان مقام پر ہونگے یعنی جہاں لشکر کفار تھا اب تم
کہو کہاں سے آئے ہو حضرت نے فرمایا نحن من الماء اسنے جانا کہ اہل عراق سے ہیں کیونکہ عرب میں عراق کو اہل الماء بولتے ہیں بسبب
کثرت پانی کے اور حضرت نے توریہ فرمایا تھا یعنی ہم مخلوق نطفہ سے ہیں اور وہ پانی ہے بعد اسکے آن جناب نزول [illegible] فرما ہوئے
جب رات ہوئی آنحضرت نے علی مرتضی اور زبیر بن العوام اور سعد بن ابی وقاص کو روانہ کیا کہ خبر لاویں جب وہ گئے تو قریش کے [illegible] پانی [illegible] سے
وہ بھاگ گئے مگر اسلم غلام بنی الحجاج کا اور عریض غلام بنی العاص [illegible] سعد کا ہاتھ لگے دونوں کو پکڑ لائے اسوقت آن جناب نماز میں تھے
اصحاب نے پوچھا تم کون ہو کہا ہم قریش کے سقے ہیں [illegible] جانا کر انکو [illegible] ہم ابو سفیان کے غلام ہیں جب حضرت نماز سے
فارغ ہوئے آپنے فرمایا تم نے سچ کو جھوٹ جانا اور جھوٹ کو سچ واللہ یہ دونون غلام قریش کے ہیں پھر جناب [illegible] نے انسے پوچھا کہ قریش کہاں
ہیں کہا عدوہ قصوی پر پوچھا کتنے ہیں کہا نہیں معلوم فرمایا کتنے اونٹ نحر ہوتے ہیں کہا ایک دن نو [illegible] فرمایا
ہزار سے کم نو سو سے زیادہ ہیں پھر پوچھا سرداران قریش کون کون ہیں [illegible] کہا عتبہ اور شیبہ [illegible] ابو البختری حکیم بن حزام حارث بن
عامر طعیمہ بن عدی نضر بن حارث زمعہ بن الاسود ابو جہل امیہ بن خلف [illegible] سہیل بن عمرو [illegible]
[illegible] حضرت نے فرمایا کہ مکے نے اپنے جگر کے ٹکڑے [illegible]
[illegible] لشکر اسلام کی خبر [illegible]
تھا لشکر اسلام پانی سے دور اور کفار نزدیک [illegible]
تردد ہوا [illegible] شکست [illegible]
برسا [illegible] غسل کر کے [illegible]
وہ زمین تھی سخت پانی برسنے سے [illegible] کفار [illegible] سورہ انفال میں [illegible]
علیکم من السماء ماء لیطہرکم [illegible] حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے [illegible]
کنوئیں کھودنے کی تدبیر کی [illegible]
[illegible] بنایا جاتا ہے کہ اسکے سایہ میں آرام لیتے ہیں [illegible]
پینے کے بہانے حوض پر آئے اہل اسلام نے روکا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے [illegible] پانی پینے [illegible]
قسم کھائی تھی کہ اس حوض سے پانی بھی پیونگا اور خراب بھی کرونگا [illegible] حضرت حمزہ [illegible]
پیاسا ہو تو پانی پی لے وہ مردود [illegible] آیا [illegible] حضرت [illegible]
اور گر پڑا [illegible] حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

عریش میں داخل ہوئے اور دو رکعت نماز ادا فرما کے کمال الحاح اور زاری سے دعا کی صحیح مسلم میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سجدہ میں
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب الٰہی میں التماس کیا الٰہی پورا کر جو تو نے وعدہ کیا ہے الٰہی کہاں ہے وہ فتح جسکا تو نے مجھسے وعدہ کیا ہے الٰہی
اگر تو نے اس جماعت اسلامیہ کو مار ڈالا تو زمین میں تیری عبادت نہوگی یعنی پردۂ زمین میں ہم ہی لوگ تیری عبادت کرنے والے ہیں اگر تیری
مشیت مقتضی اس بات کو ہوگی کہ مشرک غالب آویں اور ہم لوگ فنا ہوجاویں تو پرستش تیری بالکل موقوف ہوجاویگی اور اسی حالت میں چادر
دوش مبارک سے گر پڑی صحیح بخاری میں ہے کہ حضرت صدیق اکبر نے چادر دوش مبارک پر ڈالی اور بازوے شریف بغل میں لیکر التماس کیا
کہ یا رسول اللہ بس کیجیے اللہ جل جلالہ نے آپ سے وعدہ کیا ہے فتح کا تو بیشک فتح دیگا تب آپ اٹھ کھڑے ہوئے اور زرہ پہنے ہوئے عریش سے
باہر آئے اور یہ آیت پڑھی سیہزم الجمع ویولون الدبر بل الساعة موعدہم والساعة ادہی وامر یعنی اب شکست کھاویگا میل اور بھاگینگے پیٹھ پھیر کے
بلکہ وہ گھڑی ہے انکے وعدہ کا وقت اور وہ گھڑی بڑی آفت ہے اور بہت کڑوی چنانچہ مطابق اس پیشین گوئی کے ظاہر ہوا یعنی اس آیت میں اللہ تعالیٰ
نے خبر دی کہ مشرکین مکہ کو جناب رسول مقبول کے مقابلہ میں شکست فاش ہوگی اور بھاگ جاوینگے سو مطابق اسکے بدر میں واقع ہوا مسلمانوں کی
جماعت قلیلہ سے لشکر کفار قریش کو شکست فاش ہوئی حالانکہ لشکر اسلام میں تین سو تیرہ آدمی تھے اور لشکر کفار میں ساڑھے نوسے اور بہت
ساز و سامان سے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بے سامانی لشکر سے یہ بھی دعا فرمائی تھی کہ الٰہی یہ ننگے ہیں انکو لباس دے الٰہی یہ بھوکے ہیں
انہیں کھانا دے الٰہی یہ پیادہ ہیں انہیں سواری دے راوی حدیث کہتے ہیں کہ ہم میں سے کوئی بعد فتح بدر کے ایسا نرہا جسکے پاس سواری
اور کپڑا اور نقد وجنس نہو سو اس حدیث کو ابوداؤد نے عبداللہ بن عمر سے روایت کی ہے اور باب معجزات فصل دوم مشکوٰۃ شریف میں موجود ہے کہا
شان مسعود ہے کہ بعد فتح جب اصحاب رسول مقبول بدر سے پھرے تو کوئی ایسا نہ تھا جسکے پاس ایک اونٹ یا دو اونٹ نہوں اور سب نے کپڑے پائے
اور سب کا پیٹ بھرا اس غزوہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ملاحظہ فرمایا کہ قریب ہزار آدمی کے لشکر کفار ہے باساز و سامان اور اہل اسلام کمین
تین سو تیرہ بے سامان تب اضطراب سے دعا مانگی اللہ نے قبول کی اور فتح نصیب کی فائدہ اگر کوئی کہے کہ جب خدا تعالیٰ نے فتح کا وعدہ
کیا تھا تو اضطراب کا مقام کیا تھا جواب اول یہ ہے کہ حضرت صلعم بے نیازی اور بے پروائی کی شان سے ڈرے وہ مالک ہے جو چاہے کر ڈالے
اسکا ہاتھ کون پکڑنے والا ہے اور بندگی اسی کا نام ہے کہ اپنے مالک سے بندہ ہمیشہ ڈرتا رہے کبھی نڈر نہو دوسرے یہ کہ رعایت ادب مقام ربوبیت کا یہی تھی
کہ باوجود وثوق بصدق وعدہ خدا یہ اعتقاد رکھے کہ خدا پر کوئی حق واجب نہیں ہے اور اگر کوئی کہے کہ جب یہ ہوا تو خلف وعدہ لازم آجاتا ہے
تو جواب یہ ہے کہ وعدہ کی حاجت کا وقت معین نہیں تھا کہ اسی وقت اسکا پورا ہونا ضروری ہوا اور اگر فرض کریں کہ وقت معین بھی ہوا اور اجابت
موعود اس وقت میں واقع نہو تو بھی صدق وعدہ میں شک تردد نہیں ہوتا کیونکہ جانتے ہیں کہ وقوع وعدہ معلق باسباب شروط ہوا اور اسکا علم خدا ہی کو
ہوا اور بندہ کو اطلاع نہ دی ہو اور واجب نہیں ہے کہ جو قیود و شروط علم الٰہی میں ہوں انسے بندہ کو مطلع کرے اکثر اوقات مصلحت
انکا مقصود ہوتا ہے تاکہ سطوت ربوبیت بندہ پر ظاہر رہے اسی جگہ سے معلوم ہوتا ہے کہ پیغمبروں اور مقربین کو خوف بسبب نفوذ حکم الٰہی ہے
نہ بسبب عدم وثوق بوعدہ چنانکہ حضرت ابراہیم نے وقت ارشاد قوم فرمایا ولا اخاف ما تشرکون بہ الا ان یشاء ربی شیئا وسع ربی کل شیء
علما خلاصہ یہ کہ حضرت کو یہ یقین حاصل تھا کہ وعدہ حق جو نصرت رسل اور [illegible]

علم الٰہی اور ادب ربوبیت فرمایا اور راگر کر لی کہے کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے حضرت صلعم کو امر کیا اور باز رکھا الحاح سے [illegible]
ابو بکر کا انفع تھا حالانکہ ایسا نہیں ہے تو جواب یہ ہے کہ اسوقت آنجناب صلعم خوف میں تھے اور صدیق اکبر جانتے تھے [illegible]
واسطے تقویت اور قوت اصحاب کے الحاح فرمایا تاکہ اپنی بے سامانی سے نہ ڈریں اسلیے کہ صحابہ جانتے تھے کہ دعا حضرت کی مقبول ہے [illegible]
عرض کیا جو کچھ عرض کیا آنحضرت باز رہے اور جانا کہ دعا مستجاب ہوئی کہ ابو بکر نے اپنے دل میں قوت طمانیت پائی واللہ اعلم [illegible]
اور یہ جو حضرت نے فرمایا کہ اگر یہ لوگ ہلاک ہو گئے تو عبادت تیری نہ ہوگی سو مطلب یہ کہ حضرت نے جانا کہ میں خاتم الانبیا ہوں [illegible]
کو ہدایت کرے اور شرک سے باز رکھے پھر اگر میں اور میرے ساتھی مسلمان ہلاک ہو گئے تو پھر کوئی نہ رہیگا جو خالص عبادت تیری کرے [illegible]
تھا جنگ سے باز نہ آئے تو حضرت صلعم نے بھی لشکر اسلام کی صف آراستہ فرمائی اور ارشاد کیا کہ تم جنگ میں [illegible]
آگے آ جاویں تیر اندازی کرنا لیکن بہت تیر نہ چلانا اور جدال میں لشکر اسلام میں علامات [illegible]
خباب بن المنذر اور سعد بن معاذ [illegible]
یا بنی عبید اللہ اور بعض روایات میں ہے کہ انصار کا شعار [illegible]
ابو عزیز بن عمیر [illegible] حالت میں حضرت صدیق اکبر آنحضرت کے ساتھ [illegible]
اول لشکر کفار سے عتبہ و شیبہ پسران ربیعہ اور ولید بن عتبہ نکلے اور مبارز طلب [illegible]
برآمد ہوئے کافروں نے پوچھا تم کون لوگ ہو بولے ہم انصار ہیں کہنے لگے [illegible]
عبیدہ بن حارث میدان میں [illegible] حضرت علی نے ولید کو قتل کیا اور حمزہ نے شیبہ کو [illegible]
تھا [illegible] حضرت علی المرتضیٰ نے [illegible] عتبہ کو بھی قتل کیا اور عبیدہ [illegible]
زخم تھا کر وقت بازگشت [illegible]
اسیر [illegible] فاعدہ عتبہ و شیبہ [illegible] جاتے تھے [illegible]
[illegible] حضرت صلی اللہ علیہ وسلم [illegible]
لوگ [illegible] ابو جہل نے [illegible]
[illegible] ابو جہل نے [illegible]
ابو جہل [illegible]
[illegible] علی المرتضیٰ کے ہاتھ سے [illegible]
ابو جہل [illegible] عبد الرحمن بن عوف [illegible]
[illegible]
[illegible]

تب دونوں میں سے بہادروں سے کہا یہ ابوجہل ہے وہ دونوں جھپٹے ہوئے لشکر قریش میں گھسے اور قریب ابوجہل کے پہنچ کر اول
معاذ نے ایک تلوار اسکے ساق پر ماری کہ جدا ہو گئی اور عکرمہ بیٹے ابوجہل نے ایک تلوار معاذ کے ماری کہ ہاتھ انکا شانے سے جدا ہو گیا
اور پہلو پر آگرا اور وہ لڑتے رہے پھر معوذ نے ابوجہل ملعون کو گرا دیا رمق باقی رہی اور یہ دونوں حضرت صلعم کی حضور میں حاضر ہوئے
اور خبر قتل ابوجہل کی پہنچائی حضرت نے پوچھا کس نے اسکو مارا ہر ایک اس بات کا مدعی ہوا کہ میں نے مارا ہے آنجناب نے تلواریں ملاحظہ فرما
اور کہا دونوں نے مارا ہے اور سلب معاذ کو ہے یعنی ہتھیار جیبہ وغیرہ ابوجہل کا حق معاذ ہے کہ من قتل قتیلا فلہ سلبہ کذا فی المدارج اور صحیح یہی ہے کہ معوذ
شریک قتل تھا دونوں معاذ تھے ایک معاذ عمرو بن الجموح اور دوسرے معاذ بن حارث عفراء کی بیٹے اور معوذ بھی اسی عفراء کا بیٹا اور معاذ بن حارث
کا بھائی ہے مگر شریک قتل نہیں مشکوٰۃ شریف میں صحیحین سے حدیث متفق علیہ یوں ہے ما قتلاہ معاذ بن عمرو بن الجموح و معاذ بن عفراء اور ترجمہ
شرح مشکوٰۃ میں یوں ہے وہما اخوان لام وجدہما وابوہما مختلف اور آخر مشکوٰۃ میں بھی ملا علی قاری نے اصحاب بدر کے شمار میں لکھا ہے کہ شریک
قتل ابوجہل ایک تو معاذ بن عمرو ہے دوسرا معاذ بن حارث بھائی حقیقی معوذ بن عفراء کا سلب لغت میں کہتے ہیں سلاح وغیرہ کو جو مقتول کے پاس
ہو امام شافعی کے نزدیک سلب کا مستحق ہمیشہ قاتل ہی ہوتا ہے اور غنیمت کے ساتھ ملا کے اسکی تقسیم نہیں ہوتی اور امام ابوحنیفہ رح کے نزدیک
جب امام لڑائی میں کہدے کہ جو جسکو مارے سلب اسکا پاوے تب سلب قاتل ہی کا ہوتا ہے ورنہ شامل غنیمت تقسیم ہو جاتا ہے اور جنگ بدر میں
آپ نے یہ بات فرمائی تھی اور اکثر لڑائیوں میں فرما دیتے تھے قاضی عیاض نے لکھا ہے کہ زخم معاذ پر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لعاب دہن مبارک
اپنا ڈالا کہ ہاتھ انکا شانہ سے چسپیدہ ہو گیا اور وہ تا زمانہ حضرت عثمان زندہ رہے روایت ہے کہ معوذ پسر اور معاذ بن عفراء بھی
لڑائی میں شہید ہوئے ہیں بالجملہ بعد قتل ہونے ابوجہل کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مجمع غزاۃ میں تشریف لائے اور لڑائی کی تحریص
فرمانے لگے اور ایک مٹھی خاک اور کنکریوں کی لے کے کافروں کی طرف پھینک ماری اور فرمایا شاہت الوجوہ یعنی برے ہوئے منہ
وہ خاک اور کنکریاں کافروں کے چہروں پر جا لگیں اور دفعۃ تیرہ نگاہ کیند ہو گئی اور تھوڑی سی دیر نہ گذری تھی کہ وہ بھاگے اسی معجزہ کا حال قرآن
میں یوں ہے وما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمی یعنی نہیں پھینکا تو نے جس وقت کہ پھینکا تو لیکن اللہ نے پھینک مارا یعنی ایسی مٹھی
تو کہ ایک مشت خاک اور کنکریوں نے لشکر جرار کا منہ پھیر دیا طاقت بشری سے باہر ہے لہذا یہ تاثیر تمہاری قوت بشریہ سے نہیں
ہوئی بلکہ قدرت الٰہی سے ہوئی کہ اسنے تمہارے ہاتھ پر ظہور پکڑا صاحب مواہب کے نزدیک نزول اس آیت کا جنگ بدر میں ہوا ہے اگرچہ
حنین میں بھی یہ معجزہ ہوا ہے روایت ہے کہ جب حضرت صلعم نے حملہ کرنے کا حکم دیا تو اول عمیر بن حمام تلوار لے کے فوج کفار میں در آئے
اور کئی کافروں کو مار کے شہید ہوئے اور ابن اسحٰق نے روایت کی ہے عکاشہ بن محصن اسدی کی تلوار اس لڑائی میں ٹوٹ گئی تو حضرت نے
ایک لکڑی دست مبارک سے دے کے فرمایا کہ اس سے کافروں کو مارو وہ چوب دست عکاشہ میں تلوار سخت پشت سفید آہن کی ہو گئی اسی سے
عکاشہ لڑتے رہے یہاں تک کہ فتح اسلام ہوئی اور اس تلوار کا نام عون ہوا اور تا شہادت انکے ہاتھ میں تھی احادیث سے واضح ہے کہ بعد فتح حضرت
صلعم نے فرمایا کون ہے جو ابوجہل کی خبر لائے عبد اللہ بن مسعود گئے دیکھا کہ میدان میں وہ لعین پڑا ہے اور ایک رمق جان اسمیں باقی ہے
حضرت ابن مسعود اسکے سینے پر چڑھ بیٹھے اسنے انکو دیکھ کر کہا کہ او بکریاں چرانے والے بہت اونچی جگہ تو بیٹھا ہے پھر اسنے کہا میرا دھال

جو ہوا سو ہوا اگر یہ لوگ فتح پاتے تو کیا ہوتا حضرت ابن مسعود نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو فتح دی اور کفار کو شکست ہوئی اور
ذلیل و خوار ہوئے بعد اسکے سر کاٹنے کا ارادہ کیا اُس لعین نے کہا میرا سر کندھوں کی اتصال سے کاٹیو تاکہ اور سرون سے اونچا نظر آوے مگر
جانتے ہیں کہ سردار کا سر ہے پھر ابن مسعود نے سر اُس لعین کا کاٹ کر حضور اقدس میں لا کے حضرت خوش ہوئے اور فرمایا الحمد للہ الذی اخزاک یا عدو اللہ
یا یہ فرمایا الحمد للہ الذی نصر عبدہ و اعز دینہ پھر سجدہ شکر ادا کیا اور فرمایا ان فرعون ہذہ الامۃ **فائدہ** معلوم ہوا کہ اس امت کے فرعون کا رتبہ
بہ نسبت حضرت موسیٰ علیہ السلام فرعون آپ کی امت کا بھی بلند رتبہ تھا بہ نسبت فرعون حضرت موسیٰ کے کیونکہ اُس فرعون نے مرتے وقت
کلمہ اسلام و ایمان کہا گو قبول نہ ہوا اور اس امت کے فرعون نے مرتے وقت بھی کلمات کفر و تکبر کے کہے اس مقام سے بعض فقہا نکالتے ہیں
کہ وقت دفع بلا اور حصول نعمت جدیدہ پر سجدہ شکر کرنا مستحب ہے مگر علما کو اختلاف ہے کہ سجدہ خارج صلوٰۃ سوائے سجدہ تلاوت مشروع ہے یا نہیں
جمہور حنفیہ قائل بعدم جواز ہیں اور کہتے ہیں کہ اس حدیث سے سجدہ نماز مراد ہے اور ایک روایت ہے کہ حضرت نے دو رکعت نماز پڑھی تھی سجدہ نہ
تھا اور امام شافعی اور امام احمد رحمہما اللہ کہتے ہیں سنت ہیں اسواسطے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور اصحاب با صفا نے سجدات شکر ادا
فرمائے ہیں اور تفصیل اسکی شرح سفر السعادۃ میں ملاحظہ کی جاوے **فائدہ** اس لڑائی میں ابو جہل مردود اصل الاصول تھا اسی نے گردن کشی
کی تھی حالانکہ ابتدا سے آثار ہزیمت قریش اللہ سے خواب وغیرہ معلوم ہو چکے تھے چنانکہ پہلے آنحضرت صلعم کی پھوپھی عاتکہ بنت عبد المطلب
نے خواب دیکھا کہ شتر سوار آیا اور موضع ابطح میں کھڑے ہو کر کہنے لگا کہ اپنے مقتل پر چلو اور جب یہ خبر ابو جہل کو پہنچی تو اُس نے عباس
بن عبد المطلب سے کہا اے ابو الفضل یہ عورت بھی تمہارے گھر میں پیغمبر ہوئی تین روز اور صبر کرتا ہوں اگر یہ امر خواب ظاہر ہوا تو
اور ان قبائل عرب میں لکھونگا کہ بنی ہاشم نرے جھوٹے ہیں اور صفحہ سے روایت ہے کہ میں نے رخصت جدا ہونے کے قافلے سے خواب دیکھا
کہ ایک شتر سوار ہون اور جنگل خون سے بھرا ہے جب بیدار ہوا تو میں نے تعبیر کی کہ قریش پر مصیبت عظیمہ آنے والی ہے پس ایسے ایسے
واقعات سے اکثر سردار قریش رو جاتے تھے مگر ابو جہل نے زبردستی اپنے ساتھ بمقابلہ رسول خدا لے گیا اور مارا گیا اور ذکر بھی دریا
فنا میں ڈبوایا اور یہ بھی اتفاق ہوا کہ جب قریش منزل جحفہ میں اترے تو جہیم بن الصلت بن مخرمہ بن المطلب بن عبد مناف نے خواب
دیکھا کہ ایک مرد گھوڑے پر سوار آتا ہے اور ایک اونٹ بھی اسکے ساتھ ہے اور وہ کہتا ہے کہ عتبہ اور شیبہ اور ابو الحکم بن ہشام اور امیہ بن خلف اور
فلان فلان آدمی مارے گئے پھر ایک تیر بھی اسنے گردن شتر پر مار کے چھوڑا کوئی خیمہ قریش کا نہ بچا کہ اُن خونوں کے چھینٹ نہ پڑے ہوں
یہ واقعہ بھی ابو جہل نے سنا کہا یہ دوسرا نبی بنی مطلب میں پیدا ہوا اب دیکھتا ہوں کون قتل ہوتا ہے **فائدہ** شاید ابو جہل
بن ہشام ملعون کو ایک واقعہ سے قریش کے فتح پانیکا ظن غالب تھا اسی سبب سے اس کی قوت دو چند ہوگئی تھی واقعہ یہ ہے کہ جب قریش
جمع ہو کر لڑائی کو نکلے تو ایک آدمی بوڑھا ملا اور کہنے لگا کہ میں بھی اہل اسلام کا دشمن ہوں تمہاری رفاقت کرونگا اور جنگ کا خوب
ماہر ہوں تم ضرور غالب ہوگے جب لڑائی ہونے لگی تو ابو جہل کا ہاتھ چھوڑ کر بھاگا اسکو نہ اور کسی نے دیکھا تھا جیسے دیکھا تھا
شیطان مردود کہ حضرت جبرئیل و میکائیل علیہما السلام کو مسلمانوں کی جانب دیکھ کر بھاگ کھڑا ہوا اسی کا اشارہ اللہ صاحب
سورۃ انفال میں فرماتے ہیں واذ زین لہم الشیطان اعمالہم وقال لا غالب لکم الیوم من الناس وانی جار لکم فلما تراءت الفئتان

نکص علی عقبیہ وقال انی بریٓ منکم انی اریٰ ما لا ترون انی اخاف اللہ واللہ شدید العقاب یعنی اور جس وقت سنوار دیے لگا شیطان انکی
نظر مین انکے کام اور بولا کوئی غالب نہو گا تم پر آج کے دن لوگون مین اور مین رفیق ہون تمھارا پھر جب سامنے ہوئین دونون فوجین الٹا
پھرا اپنی ایڑیون پر اور کہا مین تمھارے ساتھ نہین مین دیکھتا ہون جو تم نہین دیکھتے ہین مین ڈرتا ہون اللہ کو اور اللہ کا عذاب سخت ہی
الغرض ابوجہل کی موت آلگی تھی ہر باعث سے جو کوئی کچھ اس معاملے مین کہتا تھا اسکو جواب کبر اور نخوت سے دیتا تھا چنانچہ قریش نے ایک
شخص کو خبر لینے کو لشکر اسلام مین بھیجا تھا اُسنے خوب دریافت کرکے کہا کہ آدمی تو تین سو کم و بیش ہونگے لیکن لڑائی بہتر نہین ہی تمھاری
شکست ہوگی حکیم بن حزام نے یہ سنکر عتبہ سے کہا پلٹ چلو اُسنے قبول کیا جب ابوجہل سے کہا تو اُسنے کہا اسحر نجر کہ یہ کیا ہی بزدلی سے
اور نامردی سے عتبہ نے کہا قریب ہی معلوم ہوتا ہی کہ بزدل کون ہوتا ہی خلاصہ یہ کہ ابوجہل ملعون فرعون سے بھی زیادہ منکر تھا کہ اُسنے بسبب تکبر
کسی کا کہنا نہ مانا آخرکار آپ مارا گیا اور لوگون کو اپنے ساتھ لے گیا اور ستر اورون کو گرفتار کرا گیا القصہ منجملہ ستر مقتولون کے چوبیس لاشین
حضرت نے ایک کوئین مین کہ پلید تر تھا بدر مین ڈلوادین اور امیہ ابن خلف کو جو حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے اشارے سے مارا گیا تھا اس سبب سے
اس چاہ مین نہین ڈالا کہ اسکی لاش زرہ مین پھول گئی تھی ناچار اُس جگہ جہان لاش پڑی تھی خاک اندر کردی گئی اور عادت شریف
یون جاری تھی کہ بعد فتح کے تین دن وہان مقام فرماتے تھے یہان بھی ایسا ہی اتفاق پڑا اور تیسرے دن ارشاد کیا کہ سواری طیار رہے
اور سوار ہوکر اونٹ پر مع ایک جماعہ اصحاب اس چاہ پر جہان مقتولان قریش ڈالے گئے تھے تشریف لیگئے اور ہر ایک کافر کو باسم خاص
ولقب و ولدیت پکار کر فرمایا کہ تمھیں جو وعدہ اللہ نے کیا تھا پورا کیا آیا تم بھی اپنے وعدہ کو پہونچے اور ایک روایت مین ہی کہ فرمایا کہ اے افتادگان
چاہ تم بد قرابت دار تھے کہ تم نے میری تکذیب کی تھی اور تصدیق کی لوگون نے عمر خطاب نے التماس کیا یا رسول اللہ آپ کلام فرماتے ہین اجساد
بلا ارواح سے فرمایا قسم خدا کی جسکے ید قدرت مین میری جان ہی کہ تم لوگ انسے زیادہ شنوا نہین ہو لیکن یہ جواب نہین دیتے ہین اس
حدیث متفق علیہ سے صریح دریافت ہوتا ہی کہ موتیٰ کو سماع اور شعور و ادراک ہی اور علم تخاطب کلام اچھا قرار واقعی ہی اور جو منکر ہین سماعت
و ادراک موتیٰ کے وہ مخطی ہین اور تفصیل اس قصہ کی مدارج اور شرح مشکوۃ شریف مین کہ تصنیف حضرت شیخ عبدالحق دہلوی کی ہین ملاحظہ
کرنا لازم ہی فائدہ اعظم فضائل و خواص غزوہ بدر سے حضور و قتال ملائکہ ہی کہ آیات اور احادیث سے ثابت ہی چنانچہ اللہ صاحب سورۂ
انفال مین فرماتے ہین اذ تستغیثون ربکم فاستجاب لکم انی ممدکم بالف من الملائکۃ مردفین یعنی جب تم لگے فریاد کرنے اپنے رب سے پہونچا
تمھاری پکار کو کہ مین مدد بھیجونگا ہزار فرشتے جنگی پیچھے لگے آوین اور امیرالمومنین علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہی کہ اس غزوہ مین تند
و زور شور سے ہوا تین بار چلی فرمایا حضرت صلعم نے اول جبرئیل تھے ہزار فرشتون سے دوسرے میکائیل تھے ہزار فرشتون سے
تیسرے اسرافیل تھے مع ہزار فرشتون کے اور بھی حضرت علی سے روایت ہی کہ سیماے ملائکہ صوف سفید تھا اور بعض روایات مین
عمامہ سیاہ و سبز اور بعض مین زرد بھی آیا ہی ظاہرا یہ معلوم ہوتا ہی کہ فرشتے مختلف رنگ کے عمامے باندھے تھے اور ظاہر احادیث
سے واضح ہی کہ بصورت مرد نظر آتے تھے اور اپنے گھوڑون پر سوار تھے اور مشرک لوگ آواز گھوڑون کی ٹاپون کے سنتے تھے اور صورت
نہ دیکھی تھی اور جو مشرک بمقابلہ مسلم نکلتا تھا قبل اسکے کہ اُس تک پہونچے سر اسکا تن سے جدا ہوتا تھا روایت ہی کہ ضرب ملائکہ سے

اور بند مشرکین پر پڑتا تھا کما قال اللہ تعالیٰ فاضربوا فوق الاعناق واضربوا منھم کل بنان اور تفسیر بیان ومجاسی میں حضرت ابن عباس
رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا حضرت نے بروز بدر کہ یہ جبرئیل ہیں کہ پکڑے ہیں اپنے گھوڑے کی باگ اور سلاح جنگ سے آراستہ اور احادیث
سے واضح ہے کہ نام گھوڑے کا جسپر جبرئیل علیہ السلام سوار تھے حیزوم تھا اور جمہور کا ... تفاسیر در ماسے ضرور ... ابن عباس
سے روایت ہے کہ ایک مرد انصاری کا فر کے پیچھے دوڑا دفعتہً آواز تازیانہ اور آواز سوار کی اقدم یا حیزوم سنی تو اسنے دیکھا کہ ایک
کافر اسکے آگے مرا پڑا ہے ناک پھٹ گئی ہے کوڑے کے اثر سے وہ جگہ نیلی ہوگئی ہے یہ دیکھ کر حضرت صلعم کے پاس آیا اور یہ حال بیان کیا
حضرت نے فرمایا کہ یہ فرشتہ مدد آسمان سوم کے تھا اور یہ جو بعضے لکھتے ہیں کہ قتال ملائکہ مخصوص غزوہ بدر سے ہے اور احد اور خندق
اور حنین اور بنی قریظہ میں صرف بطلب اعانت اور امداد مسلمین اور بسبب تخویف مشرکین وکافرین نازل ہوئے تھے سو یہ قول
لائق التفات نہیں ہے چنانچہ امام نووی نے شرح صحیح مسلم میں اسکی تصریح فرمائی ہے اور سعد ابن ابی وقاص سے صحیح مسلم میں مروی ہے
کہ میں نے شمال حضرت صلعم کے روبرو بروز احد دیکھے کہ قبل اسکے اور بعد اسکے نہیں دیکھے یعنی جبرئیل ومیکائیل جامہائے
سفید پہنے ہوئے قتال کرتے تھے اشد قتال اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ رویت ملائکہ مخصوص پیغمبران کے واسطے نہیں ہے
بلکہ صحابہ اور اولیا بھی دیکھ سکتے ہیں چنانچہ قصہ رویت جبرئیل علیہ السلام کا نسبت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی مشہور ہے کہ حالت
حیات میں رویت ملائکہ مخصوص بانبیا ہے اور حق یہ ہے کہ وحی مخصوص بانبیا ہے نہ رویت القصہ بعد تین دن کے فتح سے حضرت رسول
مقبول صلی اللہ علیہ وسلم جانب مدینہ باسکینہ متوجہ ہوئے اور وادی صفرا میں غنائم بدر کو گھوڑے اور شتر اور فرش وسلاح
واسباب وغیرہ تھے جمع فرما کر تقسیم فرمائے اور حاضرین اور غائبین کو حصہ مساوی عنایت کیا یعنی ان چند شخصوں کو جو کسی
عذر سے مدینہ میں رہ گئے تھے یا بحکم رسول اللہ واپس گئے تھے حصہ دیا اور شمشیر ذوالفقار منبہ ابن الحجاج کی تھی اور اونٹ
سواری ابوجہل کا حضرت نے پسند فرمایا اور اسی جگہ بروایتی نضر ابن حارث کو علی مرتضیٰ کے ہاتھ سے قتل کرایا اور عرق الظبیہ
میں عقبہ ابن ابی معیط کافر کو جسنے شکمبہ شتر میں نماز میں حضرت پر ڈالا تھا عاصم ابن ثابت یا عاصم ابن عمر بن خطاب کے ہاتھ سے
قتل کرایا یہ روایت ضعیف ہے بسبب اختلافات کے جو اس معاملے میں کتب انسان العیون واقدی وشامی کتب تواریخ سے واضح
ہوتے ہیں اور یہ ظاہر ہے کہ حضرت رحمۃ للعالمین نے بمقتضائے شان رحمت کسی کافر کو بعداوت وکینہ کے قتل نہیں کیا
وکسی سے برائی کا بدلا نہیں لیا ہے جیسا کہ اسیران بدر کے حالات سے ظاہر ہے اور جب موضع روحا میں کہ چھتیس میل مدینے
سے واقع ہے جلوہ فرما ہوئے تو اعیان مدینہ کہ بعذر تخلف ہوئے تھے عذر خواہ ہوئے حضرت نے عذر انکا قبول کیا کیونکہ نکلنا مدینے
سے بقصد قتال نہیں تھا بلکہ غرض تعاقب قافلہ کا روان تھا قتال تو دفعۃً واقع ہوا اور اسی جگہ اہل مدینہ نے مبارکباد دی
اور جب اہل مدینہ نے اصحاب سے مبارکباد دی تو وہ بولے کہ اے اہل مدینہ ہم کو کیوں تہنیت دیتے ہو یہ فتح ہمارے زور
سے نہیں ہے اور ہم دیکھتے تھے کہ سر کافروں کا تن سے جدا ہوتا اور قاتل نظر نہیں آتا تھا اور کافر قتل وزخمی گرتے تھے اور ہم
پہنچتے اور ہم جا کر سر کاٹ لیتے تھے یہ بات سنکر مبارک حضرت رسول صلعم مسکرائے تو حضرت نے فرمایا وہ ملائکہ تھے اور مدد

یہ نہیں ہے کہ سب کا یہ حال تھا بلکہ بعض بہادرانہ مقاتلت بھی کرتے تھے صحابہ سے اور بعض ضرب ملائکہ سے فی النار ہوتے تھے
اور بعضے گرے ملتے تھے مدارج النبوۃ میں ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم قضیہ بدر سے آخر رمضان میں فارغ ہوئے تو اول
روز شوال میں زید ابن حارثہ کو واسطے بشارت فتح کے جانب مدینہ روانہ فرمایا اور یہ خبر اس وقت پہونچی جب رقیہ بنت رسول اللہ
کے دفن سے اہل مدینہ فارغ ہوچکے تھے اور بعض کتب میں ہے کہ عبداللہ ابن رواحہ بھی ہمراہ زید کے گئے تھے اور شرکت رسول
مقبول کی دفن رقیہ میں بدلائل ثابت نہیں ہے صرف ایک روایت احاد بعض کتب میں مذکور ہے واللہ اعلم الغرض آنجناب صلعم
مدینہ میں تشریف فرما ہوئے اور دوسرے دن اساریٰ بدر کہ ستر آدمی تھے لائے گئے ان میں عباس ابن عبدالمطلب
عم رسول اللہ و نوفل ابن الحارث بن عبدالمطلب عقیل و جعفر ابن ابی طالب و سہیل ابن بیضا و ابوالعاص زوج زینب بنت رسول اللہ
وغیرہم تھے کہ نام انکے بالفعل کسی کتاب میں نظر نہیں آتے موجود تھے چنانچہ حضرت عباس اور نوفل ایمان لائے اور معلوم نہیں
ہوا کہ انمیں سے کون کون ایمان لائے مگر سہیل ابن بیضا حسب شہادت عبداللہ ابن مسعود بھی ایمان لایا روایت ہے کہ جب
مسلمانوں نے اسیران بدر کو قید کیا تو عباس ابن عبدالمطلب نے بسبب گرانی قید کے رات کو شور کیا کہ حضرت صلعم کو نیند نہ آئی
یاروں نے پوچھا یا رسول اللہ آپ کیوں خواب نہیں فرماتے فرمایا نالہ عباس سے جب انصار نے رضائے رحمۃ للعالمین دریافت
کی شکایت کرتے قید عباس کے دیکھی تو انکے بند سبک کر دیے اور عباس سو گئے حضرت صلعم نے فرمایا اب آواز عباس کی نہیں آتی
اصحاب نے کہا یا رسول اللہ بندان انکی سبک کر دی گئی ہے فرمایا سب قیدیوں کی بند سبک کرو سبحان اللہ اسی کا نام عدل
و انصاف ہے فائدہ جس شخص نے حضرت عباس کو اسیر کیا تھا بہت حقیر تھا ہرگز طاقت مقاومت حضرت عباس کی نہیں رکھتا تھا حضرت
صلعم نے فرمایا کہ تونے عباس کو کس طرح گرفتار کیا اسنے کہا کہ ایک شخص نے میری مدد کی کہ انھیں اسیر کر دیا اور اسکو میں نے
پہلے دیکھا تھا نہ پیچھے دیکھا حضرت صلعم نے فرمایا کہ وہ فرشتہ تھا اور اس سے پیشتر حضرت صلعم نے فرمایا تھا کہ عباس اور انکے مدد
گار جو کہ ساتھ آئے ہیں جو کوئی انکو پاوے قتل نہ کرے تو فرشتے نے بھی اس حکم کو مانا کہ اسیر کر دیا قتل نہ کیا مشاورہ دربارہ اسیران
بدر آنحضرت نے صحابہ سے پوچھا کہ انکو قتل کرنا چاہیے یا فدیہ لیکر چھوڑنا حضرت صدیق اکبر نے عرض کیا یا رسول اللہ فدیہ لیکر
چھوڑ دیجیے شاید توبہ کریں اور انکی نسل سے اولاد مسلمان پیدا ہو اور اسی کے مطابق اور بعض اصحاب نے کہا پھر حضرت عمر
ابن خطاب سے پوچھا وہ بولے یا رسول اللہ انکو قتل فرمائیے ان لوگوں نے تکذیب کی اور مکے سے نکال دیا اور سردار
کافروں میں انکے مارنے سے شوکت کفر ٹوٹ جائیگی اور آپ کو اللہ نے مال دنیا سے بے نیاز کر دیا ہے بلکہ ہر کافر اپنے عزیز کو اپنے ہاتھ
سے قتل کرے تاکہ معلوم ہو کہ انکی محبت دلوں میں نہیں ہے چنانچہ تفسیر مجمع البیان و منہج الصادقین اور خلاصۃ التفاسیر میں جناب
امیر کی بھی اس کلام کے مؤید ہیں اور سعد ابن معاذ و عبداللہ ابن رواحہ وغیرہ بعض صحابہ اس رائے کے ہمراہ ہوئے
شریک ہوئے چنانچہ سعد ابن معاذ نے کہا کہ انکو وادی کثیر الحطب میں قید کر کے جلا دیجیے حضرت صلعم نے فرمایا اے ابوبکر تیری
مثال ابراہیم پیغمبر کی ہے کہ وہ فرماتے تھے فمن تبعنی فانہ منی ومن عصانی فانک غفور رحیم یعنی جو میری متابعت کرے وہ

رو مجھے ہوا اور جو میرے خلاف کرے پھر تو بخشنے والا مہربان ہے اور اے عمر تیری مثال نوح پیغمبر کی ہے کہ وہ فرماتے تھے رب لا تذر
علی الارض من الکافرین دیارا [illegible] کوئی کافر زمین پر بستا ہوا مت چھوڑ پس فرمایا حضرت نے جناب سے [illegible]
[illegible] اور فدیہ اپنا [illegible] اور [illegible] قرار دیا اور [illegible] کہتا ہے کہ قیدیوں کا
[illegible] چالیس [illegible] تھا اور چالیس [illegible] اور [illegible] دینار
[illegible] تھے مگر فدیہ عباس چالیس [illegible] دینار
[illegible] اپنے اور [illegible] عباس نے دیا تھا اور بعضے کہتے ہیں کہ فدیہ
[illegible] اور بعض قیدیوں کو حضرت نے احسان چھوڑ دیا اور بعض جو لکھنا جانتے تھے انکو ارشاد
فرمایا کہ [illegible] انصار کو کتابت تعلیم کرے اور ابو عزہ شاعر کو اس شرط سے چھوڑ کہ پھر مشرکین [illegible]
[illegible] اور ابو العاص زوج زینب بنت رسول اللہ صلعم
[illegible] زینب [illegible] تھا [illegible] اور [illegible]
[illegible] حضرت [illegible] اس وقت واپس کیا اور ابو العاص کو بے اخذ فدیہ [illegible]
[illegible] زینب [illegible] جب زینب مدینے میں آئیں تو
حضرت صلعم نے [illegible] ابو العاص مدینے میں آ کر مسلمان ہوا تو حضرت نے نکاح جدید
[illegible] اور زینب [illegible] حضرت صلعم نے زید ابن حارثہ اور ایک
مرد انصار [illegible] کہتے ہیں کہ [illegible] ایک مقام ہے
[illegible] زینب تمہارے پاس آ جائیں [illegible] مدینے
[illegible] ابو العاص مکے سے مع مال تجارت [illegible]
[illegible] اصحاب رسول اللہ صلعم طلب [illegible] اور ابو العاص سے ملاقی ہوئے چاہتے تھے کہ مال غارت
کریں اور ابو العاص کو قتل فرمائیں یہ خبر زینب کو ہوئی وہ عرض کرنے لگیں یا رسول اللہ مسلمانوں کو امان دینا کس کا [illegible]
ہو [illegible] زینب نے کہا [illegible] رسول اللہ میں نے امان دی ابو العاص کو جب اصحاب رسول اللہ
[illegible] ابو العاص اور اسکے مال سے متعرض ہونے کو [illegible] اسلام کرنے لگے اور [illegible] کہا کہ یہ
مال [illegible] ابو العاص [illegible] اپنے دین کو بیچوں [illegible] ابو العاص
[illegible] کہتا ہوں اشہد ان لا الہ الا اللہ وان محمدا رسول اللہ
[illegible] اور حضرت نے نکاح سابق پر زینب کو پھر ابو العاص [illegible] مقام سے علما کو
[illegible] روایت ہے کہ ابو العاص کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بہت

دوست رکھتے تھے اور نہایت شفقت اور عنایت آپکے حال پر فرماتے تھے یہ ابو العاص ابن الربیع بن عبد العزی بن عبد شمس
بن عبد مناف ہی اور ماں انکی ہند بنت خویلد اخت خدیجۃ الکبریٰ تھی اور ابو العاص مشہور بکنیت ہوا ہی اور نام لقیط یا قسم بکسر میم
و سکون قاف یا قاسم یا یاسر ہی عبد البر کے نزدیک اکثر قول اول ہی بالجملہ جب اصحاب رسول اللہ اخذ فدیہ پر راضی ہوگئے اور
لینے لگے تو حضرت جبرئیل علیہ السلام سورۂ انفال میں یہ آیت کریمہ لائے ما کان لنبی ان یکون لہ اسری حتی یثخن فی الارض
تریدون عرض الدنیا واللہ یرید الآخرۃ واللہ عزیز حکیم یعنی کیا چاہیے نبی کو کہ اسکے یہاں قیدی آویں جب تک خون کرے
ملک میں تم چاہتے ہو جنس دنیا کی اور اللہ چاہتا ہی آخرت اور اللہ زبردست ہی حکمت والا کہ غالب کرتا ہی دوستوں کو دشمنوں پر اس
مقدمہ میں اللہ نے اپنے رسول کو سمجھایا ہی کہ پیغمبروں کو ہمارے مال جمع کرنا منظور نہیں بلکہ کافروں کی قید توڑنا وہ بات پسند ہے
کہ قتل کریں کافروں کو تاکہ اسکے خوف سے کفر کی قید چھوڑیں اہل اسلام یہ بات سنکر مال غنیمت سے نہایت ڈرے تب انکی
تسلی کے لیے ارشاد ہوا فکلوا مما غنمتم حلالا طیبا یعنی کھاؤ جو غنیمت لاؤ حلال ستھری کہ یہ اللہ کی بخشش اور عطا ہی لیکن غنیمت کے واسطے
جہاد نہ کریں بعد اسکے حضرت امیر المومنین عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ خدمت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوئے تو دیکھا کہ آنجناب
صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ روتے ہیں حضرت عمر نے التماس کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ اور اصحاب
کے کس واسطے گریہ فرماتے ہیں اگر رونا آوے تو میں بھی روؤں اور جو نہ آوے تو بنا کے اور بکاوت کروں یعنی باختیار دواعی
و اسباب گریہ لاؤں فرمایا حضرت رحمۃ للعالمین شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ روتا ہوں اپنے اصحاب پر کہ انہوں نے
فدیہ اختیار کیا اور انکا عذاب مجھ پر عرض کیا گیا قریب تر اس درخت سے یعنی اشارہ فرمایا ایک درخت کی طرف جو نزدیک
واقع تھا روایت ہی کہ فرمایا حضرت نے اگر نازل ہوتا عذاب تو نجات نہ پاتے مگر عمر و سعد ابن معاذ اسی پر عذاب میں آیت کریمہ
سورۂ انفال میں نازل ہوئی ولولا کتاب من اللہ سبق لمسکم فیما اخذتم عذاب عظیم یعنی اگر نہ ہوتی ایک بات کہ لکھ چکا اللہ آگے سے
تو تم کو پہنچتا اس لینے میں عذاب یعنی اکثر کی قسمت میں مسلمان ہونا لکھا تھا اس سبب سے بچا لیا علماء تفسیر اس آیت سے استدلال
کرتے ہیں کہ حضرات انبیا علیہم السلام بھی کبھوں اجتہاد کرتے ہیں اور اسمیں خطا بھی ہو جاتی ہی لیکن اللہ صاحب اس خطا پر رہنے
نہیں دیتے بلکہ صواب پر ہدایت فرماتے ہیں لیکن جب پیغمبر نے ازروے اجتہاد ایک حکم جاری فرمایا اور بعد ازاں اسکے خلاف نازل ہوئی
نص تو عمل بالاجتہاد ساقط نہیں ہوتا اور عمل بالنص واجب نہیں اسواسطے کہ حضرت صلعم نے جب فدیہ لینے کا حکم بالاجتہاد فرمایا اور
بعد اسکے نص برخلاف نازل ہوئی تو حضرت نے قتل کی طرف رجوع نہیں فرمائی بلکہ اسی فدیہ پر قایم رہے بخلاف مجتہد کے
کہ اسکو بعد اجتہاد اگر ظاہر ہو نص برخلاف تو رجوع کرنا لازم ہی اور پر ظاہر کتاب سے عدم حل اخذ ہی نظر اسکے اجتہاد ہی یہ یا عدم
توریث اہل بدر اور بعضے کہتے ہیں کہ اللہ صاحب کسی قوم کو عذاب نہیں فرماتے بسبب اس فعل کے جسکی نہی صریح نہ کی ہو
اور بعضے کہتے ہیں اس آیت سے حلال ہوا وہ فدیہ جو مسلمانوں نے [illegible] لیا تھا شیخ ابن حجر نے صحیح بخاری کی شرح میں بیان
کیا ہی کہ ترمذی و نسائی و ابن حبان و حاکم نے باسناد صحیح حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت کی ہی کہ جب اصحاب بدر نے فدیہ

چھوڑنا اسیروں کا فدیہ لیکر منظور کیا تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا یا رسول اللہ آپ اصحاب کو قتل و فدا میں مخیر کیجئے
بدین شرط کہ سال آئندہ مسلمان شہید ہوں گے مثل اسیروں کے تب حضرت نے اصحاب کو بین القتل والفدا اختیار دیا
معلوم ہوا کہ اختیار دینا تخییر الٰہی تھا لیکن عتاب اسلیے ہوا کہ وجہ حب اختیار کی ... قاضی ابوبکر کہتے ہیں کہ عتاب لینے
فدیہ پر نہیں ہوا کیونکہ ... [illegible] ... فدیہ لیا گیا ... [illegible]
مسلمان جنگ احد میں شہید ہوئے اسی جگہ سے امام اعظم ... [illegible]
مال لیکر چھوڑ دینا ... درست نہیں اسلیے کہ ... [illegible]
[illegible] امام شافعی کے نزدیک ... جائز ... [illegible]
[illegible] اگرچہ اس وقت اس حکم پر عتاب ہوا ... حکم قتل ... [illegible]
شریعت میں فدیہ لینے کا حکم ... [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] یا رسول اللہ ... [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
شعبان ... [illegible] ... اسی سال ... [illegible]
[illegible] اسی سال ... [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
یہودی ... [illegible] ... مسلمان ... [illegible]
[illegible] ارشاد کیا ... [illegible]

جو قریش سے ہوا اور یہ تم بھی جانتے ہو کہ مین رسول خدا ہون تم کو مجھسے بدعہدی کرنا روا نہین تب انھون نے دیدنا نقاضہ
دست بستہ عرض کی کہ ہم نے عہد نہین کیا آپ ہمارا ایسا خیال نہ فرمائین حضرت نے سکوت فرمایا بعد اسکے حضرت جبرئیل
علیہ السلام نے خبر دی کہ ان لوگون نے نقض عہد آپ سے مخاصمت کی ہے انکا قلع وقمع کرنا چاہیے پس حضرت صلعم نے انکی طرف عزم
کیا اور ابو لبابہ کو خلیفہ مدینہ فرمایا اور حضرت حمزہ کو علمدار فرماکر مع لشکر روانہ ہوئے جب قریب تر پہونچے تو یہود بنی قینقاع حصارون
مین پوشیدہ ہو رہے اور لشکر اسلام نے انکو گھیر لیا گیارہ دن یا پندرہ دن کے بعد از خود حصار سے باہر نکلے حضرت صلعم نے حکم دیا منذر بن
ابن قدامہ سلمی کو حکم دیا کہ انکو قید کرین مگر عبداللہ ابن ابی سلول منافق نے بہت منت و خوشامد سے چھڑایا سو حضرت نے انکو
قید سے چھوڑ کر حکم کیا کہ وطن سے نکالے جاوین چنانچہ تین دن کے بعد عبادہ ابن صامت نے نکالا کہ موضع اذرعات ملک شام
اور سکون ذال ... اراضی شام ہی چلے گئے وبعد چند سے مرے اور اسلحہ انکے اہل لشکر کے ہاتھ آئے انمین سے تین کمانین
کتوم و روحاء و بیضا اور دو زرہ صغدیہ و فضہ اور تین تلوارین قلعی و بتار تیسرے کا نام نہین معلوم اور دو نیزے کہ شاید انکے نام بھی
کسی تاریخ کی کتاب مین نہین لکھے ہین سپرد فرمائے بعد اسکے پانچوان حصہ اللہ کا حق نکال کر تقسیم کیا اسی سال مین تاریخ پانچوین
ذی الحجہ غزوہ سویق واقع ہوا وجہ اسکی یہ ہوئی کہ ابو سفیان نے قسم کھائی تھی کہ جبتک کشتگان بدر کا عوض محمد سے نہ لونگا عورت
سے صحبت و غسل جنابت نہ کرونگا سو قسم اتارنے کو دو سو سوار ساتھ لیکر موضع عریض تک جہان سے مدینہ تین میل ہے آیا اس جگہ
ایک آدمی انصاری اپنا مزدور لیے ہوئے کھیت مین کام کرتا تھا بعضے کہتے ہین کہ وہ سعید ابن عمرو تھا سو اسکو شہید کرکے پھر گئے
اور گھر اور درخت جلا دیے اور اپنے نزدیک مین سمجھا کہ قسم اتر گئی جب یہ خبر حضرت صلعم کو پہونچی تو حضرت نے ابو لبابہ کو خلیفہ کرکے دو سو
بہادرون سے اس طرف تشریف لے چلے ابو سفیان بھاگا آنجناب اسکے پیچھے قرقرۃ الکدر تک چلے گئے مگر وہ نہ ملا صرف اکثر زاد راہ
بوجہ اضطراب کی حالت مین چھوٹ گیا تھا ہاتھ لگا اسمین کئی گونین سویق کے بھی تھین یعنی گیہون اور جو کے ستو بالجملہ آنحضرت پانچ دن
بعد مدینے مین تشریف لائے اور دسوین ذی الحجہ صلوۃ عید الاضحی ادا کی اور قربانی فرمائی اس غزوہ کو بعضون نے سال سوم مین لکھا ہے
اور بعض نے قبل غزوہ سویق لکھا ہے اسی سال مین غزوہ قرقرۃ الکدر ہوا اور سبب وقوع یہ ہوا کہ بنی سلیم و غطفان کے جمع ہونے کی
خبر موضع کدر مین دریافت ہوئی اور یہ بھی معلوم ہوا کہ وہ لوگ ایذا دہی اہل اسلام کا مشورہ کرتے ہین سو آنجناب نے عبداللہ ابن
ام مکتوم کو خلیفہ کیا اور لواے مبارک حضرت علی مرتضی علیہ السلام کو دیا اور دو سو اصحاب اپنے ہمراہ لیکر روانہ ہوئے جب قرقرۃ الکدر تک
پہونچے تو وہ لوگ نہ ملے صرف جنگل مین چند چرواہے مع اونٹ ہاتھ آئے انمین یسار نامی ایک غلام بھی تھا اصحاب نے اس سے
کفار کا حال دریافت کیا اسنے کہا مین واقف نہین ہون ناچار آنحضرت صلعم جانب مدینہ روانہ ہوئے اور موضع ضرار مین پہونچکر
شتران غنیمت تقسیم کیے دو دو اونٹ فی نفر ملے اور یسار غلام اور ... اونٹ آنحضرت کو ملے یسار کو آنجناب نے بسبب نمازی
ہونے کے آزاد فرمایا پوشیدہ نہ رہے کہ اس سفر مین پندرہ شب مدینہ سکینہ سے غیبت رہی ہے بعد اسکے غالب ابن عبداللہ
لیثی مع لشکر قبیلہ غطفان و سلیم پر بھیجے گئے وہان مقابلہ ہوا تین مرد اسلام کے اس سریہ مین شہید ہوئے اور باقی سلامت

باغنیمت مدینہ کو لوٹ آئے اور اسی سال میں ابو عامر راہب یا امیہ بن ابی الصلت شاعر مر گیا یہ شخص ایام جاہلیت میں خیال میں توحید دل میں
رکھتا تھا لیکن بعد ازاں عیسائی ہوا اور بت پرستی سے تبرا کر کے علماء اہل کتاب کی صحبت میں رہنے لگا انہوں نے خاتم النبیین
آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم مطابق توریت و انجیل کے بیان کئے یہ ان اوصاف [illegible] اپنے شمائل [illegible] سمجھا کہ میں
نبی ہوں گا جب کہ خبر طلوع آفتاب نبوت حضرت محمد مصطفیٰ محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے کان میں پہنچی تو اسکو حسد نے
ایسا گھیر لیا کہ شقاوت ازلیہ میں گرفتار ہوا اور اسی حال میں داخل جہنم ہوا اشعار اسکے مضمون علم و حکمت [illegible] سے
پرُ ہیں جب [illegible] جاتے تو فرماتے آمن لسانہ و کفر قلبہ یا آمن شعرہ و کفر قلبہ فائدہ اس سے [illegible] آدمی کا ایمان [illegible] جاتا
جیسے کو دیکھو کیسا عابد و زاہد تھا اور کس طرح کا علم و حکمت اسنے اسکو دیا تھا صرف حسد نے اسکو [illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم الحسد یاکل الحسنات کما یاکل النار الحطب [illegible] لکھا لیتا ہوں [illegible] اور تفصیل اسکی
قصہ حضرت یوسف علیہ السلام میں لکھی گئی [illegible] اسی سال میں [illegible] غزوہ [illegible] سکون [illegible]
گذشتہ میں واقع ہوا اور سبب یہ ہوا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سنا کہ [illegible]
اطراف مدینہ لوٹتے ہیں اور اسکا [illegible] دال و سکون [illegible] فائدہ [illegible]
معجمہ و سکون واو [illegible] تھا اصحاب نے حضرت عثمان کو [illegible] اسکے لئے ایک
[illegible] واقع ہوا [illegible] ایک [illegible] تشریف
لائے صرف ایک شخص سے [illegible] مسلمان ہوا اور [illegible]
اسکا غزوہ [illegible] میں لکھا [illegible] فائدہ [illegible]
[illegible] سال [illegible] واقع ہوئے تھا
اور [illegible] واقع ہوا
اور سبب یہ ہوا کہ [illegible]
جاکر [illegible]
عبد اللہ [illegible]
[illegible]
یہودی مارا گیا [illegible] یہودی [illegible] علیہ وسلم
سے کمال دشمنی رکھتا تھا [illegible] کے قتل [illegible]
[illegible] اس کا فر سے [illegible]
اشارہ حضرت رسول مقبول [illegible]

فرمایا ابھی بات کا خیال ہے ابھی خلافت عہد کرنا مناسب نہیں معلوم ہوتا چند روز دیکھتے ہیں کعب مردود یہ شکایت سنکر راضی ہوا
اور کہا کچھ رہن کے لیے لاؤ محمد ابن مسلمہ نے کہا شام کو ہتھیار لاؤنگا چنانچہ مع ابونائلہ بنون قبل الف و بعدہ تحتانیہ نام اُنکا
ملکان ابن سلام کہ برادر رضاعی کعب ابن اشرف کے تھے گئے اور تین آدمی اور کہ بروایت بخاری ابوعبس بن جبر و حارث بن اوس
و عباد بن بشر انکے نام ہیں محمد ابن مسلمہ کے ہمراہ تھے اسوقت کعب گھر میں تھا آواز دی اُسنے ارادہ باہر آنے کا کیا اُسکی
عورت کاہنہ تھی آواز ہی سے اُسنے جانا کہ یہ لوگ بارادۂ قتل آئے ہیں سو اُسنے بمبالغہ تمام منع کیا کہ مت جا اس آواز سے
خون ٹپکتا ہے کعب نے کہا کہ محمد ابن مسلمہ میرا دوست اور ابونائلہ برادر رضاعی ہمارا اپنے کام کو آئے ہیں کچھ اندیشہ نہیں ہے القصہ کعب
باہر آیا اُسکے آنے سے پیشتر محمد ابن مسلمہ نے اپنے ہمراہیوں سے یہ صلاح کر رکھی تھی کہ میں بالوں میں ہاتھ لگانے کے بہانے سے اُسکے بال
پکڑونگا تم اُسکا سر کاٹ لینا جب کعب آکر بیٹھا لباس نفیس پہنے خوشبو لگائے تھا محمد ابن مسلمہ نے کہا تم تو اسوقت خوب ہی خوشبو
میں مہکتے ہو اور کپڑے اچھے پہنے ہو اُسنے کہا میرے پاس عورتیں بہت پاکیزہ خوبصورت ہیں اس سبب سے میں معطر رہتا ہوں
محمد ابن مسلمہ نے کہا تمھارے بالوں میں بہت اچھی خوشبو آتی ہے اگر اجازت ہو تو میں ہاتھ میں لے کے سونگھوں اُسنے کہا بہت
اچھا محمد ابن مسلمہ نے بال ہاتھ میں لیے اور سونگھنے لگے اور اپنے ساتھیوں کو سونگھائے پھر دوسری بار سونگھنے کی اجازت لی
اُسکی خوب مضبوط پکڑا اور ہمراہیوں سے کہا تو اُنھوں نے جلدی سے سر کاٹ لیا اور حضور اقدس میں آکر خبر کی اور سر پاک قدم مبارک
کے نیچے ڈال دیا مدارج النبوۃ میں ہے کہ پہلا اول زمانہ اسلام میں سر کٹ کر حضور اقدس میں آیا ہے اور حارث ابن اوس کے ایک زخم
اُسی ہمراہیوں کے ہاتھ سے لگا تھا جب سر کاٹ چکے انہوں نے بہت جاری تھا رسول مقبول صلعم نے اس زخم کو ہاتھ سے مل دیا
فوراً اچھا ہوگیا یہ کعب یہودی مدینے سے مکے میں گیا اور اسلام کی ہجو اور پیغمبر خدا صلعم کی نکوہش کر کے کشتگان بدر پہ
نہایت متاسف ہوکر قریش کو آمادہ کیا کہ تم چلو کر لڑے پھر مدینہ منورہ میں آیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نہایت رنج ہوا محمد
ابن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے التماس کیا کہ اگر مجھے اجازت ملے تو میں اُسکا سر کاٹ لاؤں سو انکو اذن ملا کہ انھوں نے بارہویں
ربیع الاول عید شب ماہ میں سر کاٹا اور حضور میں حاضر کیا کذا فی روضۃ الاحباب اور کہ بخاری میں قتل کعب مذکور ہے سر کاٹ
لانیکا ذکر نہیں ہے الغرض ابن ہشام نے اسی قدر لکھا ہے کہ ہم نے قتل بنی نضیر بیان کیا ہے جبکہ قبیلہ اوس بہادر نے کعب ابن اشرف
یہودی دشمن پیغمبر خدا کو مار ڈالا تو قبیلہ خزرج کے عاقلوں نے مشورہ کیا کہ ہم بھی کسی دشمن پیغمبر کو جو مثل ابن الاشرف ہو قتل کریں
تاکہ اوسیوں کو ترجیح ہم پر نہ پاوے سو چنانچہ یہ قرار پایا کہ ابورافع تاجر یہودی بڑا موذی ہے اور خیبر میں رہتا ہے اسکو قتل کرنا چاہیے
اسی سال میں بقول ابن اسحق قتل ہوا اور صحیح یہ واقعہ اول ہوا کہ عبد اللہ بن عتیک سردار قبیل رضی اللہ عنہ صحابی انصاری
خزرجی کو چند آدمی انصار پر سردار کر کے روانہ کیا حضرت نے شام کو خیبر میں پہونچے ابو رافع سلام ابن ابی الحقیق یہود کا نام
ابن الحقیق ہے مع اول صفیہ ام المؤمنین بڑا مالدار تاجر تھا ایک گڑھی رہنے کی بنائی تھی لوگوں کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے لڑائی
کی ترغیب کیا کرتا تھا اور قبائل عرب کو مدد اعانت کرتا تھا جب گڑھی سے متصل گئے تو عبد اللہ نے اپنے ہمراہیوں سے کہا

کہ تم ٹھہرو مین اکیلا جاتا ہون اگر وہب گیا تو چپکے سے گھس کے ابو رافع کا کام تمام کرونگا جب آنکے دروازے کے پاس
پہونچے تو معلوم ہوا کہ گدھا گم ہو گیا تھا اسکی تلاش کے لیے کچھ لوگ مشعل لیے نکلے تھے یہ ان مین شامل ہو گئے جب وہ لوگ
دروازے مین داخل ہونے لگے تو یہ باہر دروازے کے چھپ گئے جیسے کوئی استنجے کو بیٹھ جاتا ہے دربان نے جانا کہ یہ آدمی
گدھی کا ہے کہا اے بندہ خدا جلد آ مین کواڑ بند کرتا ہون عبد اللہ ابن عتیک دروازے مین داخل ہو کے فرماتے ہین کہ مین
ایک گدھے کے تھان مین پوشیدہ ہو رہا چوکیدار نے جس مقام پر کنجیان کہین لٹکا رکھیان مین نے دیکھا جب وہ سو گیا مین نے
کنجیان لین ابو رافع کے پاس گروہ بالاخانہ پر رہتا تھا قصہ گو دیر تک قصے کہتا رہا جب وہ خاموش ہوا مین بالاخانے پر گیا اور
جس دروازے کو کھولتا تھا اسکو پھر اندر سے بند کر لیتا تھا کہ اور کوئی باہر سے آ نہ سکے ابو رافع اپنے عیال مین سوتا تھا مجھے معلوم
نہوا کہ وہ کہان ہے مین نے پکارا اے ابو رافع وہ بولا مین نے اسکی آواز پر تلوار ماری خالی گئی کچھ کام نہ نکلا ابو رافع نے ایک چیخ ماری
اور مین اس مکان سے باہر نکل آیا اور تھوڑا توقف کر کے پھر اندر مکان کے گیا اور بدلی آواز کہا کیا ہے ابو رافع تو نے کیون
آواز کی اسنے کہا تیری ماں خراب ہو کسی شخص نے مجھ پر ابھی حربہ کیا تب مین نے ضرب کے اسکے پیٹ پر تلوار رکھ کے اسی زور سے
دبائی کہ پیٹھ کی ہڈیون سے بھی گذر گئی اور مین وہان سے دروازے کھولتا ہوا چلا زینہ سے اترتے شب ماہ تھی مین سمجھا کہ زمین
لگی پیر دھوکے سے بڑھا کے رکھا تو گر پڑا میری پنڈلی کی ہڈی ٹوٹ گئی اسی وقت پگڑی [illegible] باندھی
دروازے سے نکل گدھی کے قریب ٹھہر رہا اس خیال سے کہ جب خوب تحقیق ہو جائے کہ ابو رافع فی النار جا تب جاؤن جب صبح
ہوئی تو قلعہ کے برج پر نوحہ گر عورت نے پکارا انعی ابا رافع تاجر اہل حجاز یعنی خبر موت سنائی ہون ابو رافع تاجر اہل حجاز کی
تب مین نے وہان سے چلکے عبد اللہ ابن انیس وغیرہ ساتھیون کو خبر کی اور کہا جلد حضور اقدس مین پہنچو مین بھی آتا ہون [illegible]
نے جلد پہنچا اور سب حال حضور مین عرض کیا آپ بہت خوش ہوئے اور میری چوٹ پر دست مبارک پھیرا فوراً صحت ہوئی
گویا کبھی چوٹ نہ تھی اور تعین عبد اللہ امیر تھے اور عبد اللہ ابن عتبہ رضی اللہ عنہ اور قتادہ اور مسعود ابن سنان اور اسود ابن خزاعی و عبد اللہ
ابن انیس ہمراہ آنکے صحیح بخاری مین حدیث اس قصہ کی اول کتاب المغازی مین بعد غزوہ بدر کے لکھی ہے اور اس حدیث سے
معلوم ہوتا ہے کہ قاتل ابو رافع عبد اللہ ابن عتیک تھے لیکن اکثر اہل تاریخ کہتے ہین کہ قاتل ابو رافع عبد اللہ ابن انیس تھے۔ جب سال
سوم ہجری شروع ہوا تو آنجناب صلعم اکثر ربیع الاول مدینے مین جلوہ فرما رہے بعد ازان جانب نجران تشریف لے گئے اور تمام ربیع الثانی
و جمادی الاول وہین مقیم رہے مگر نوبت معارضے نہین پہونچی آخر کار مدینے مین تشریف فرما ہوئے اور ماہ شعبان مین حفصہ بنت عمر ابن خطاب سے
نکاح فرمایا اور ام کلثوم کو عثمان ابن عفان سے عقد کر دیا اور ارشاد کیا کہ اگر چالیس بیٹیان ہوتین تو ایک کو دوسری کے بعد عثمان سے
عقد کر دیتا حتی کہ انمین کوئی باقی نرہتی اور ماہ رمضان مین زینب بنت خزیمہ ہلالیہ سے نکاح کیا اور پانزدہم ماہ مذکور حضرت امیر المومنین
حسن مجتبی پیدا ہوئے فائدہ حضرت شیخ المحدثین نے جذب القلوب مین غزوہ نجران اسی سال مین لکھا ہے اور انکے حساب سے
یہ غزوہ دہم قرار پاتا ہے اور مؤلف بہجۃ المحافل نے اس غزوہ کا ذکر نہین کیا اور غزوہ احد کو غزوہ نہم قرار دیا ہے اور [illegible]

اتفاقاً ایک منزل مدینے سے زبیر ابن بکار کے نزدیک قبہ ہارون علیہ السلام کی اُحد میں واقع ہو کذا فی التوشیح الغرض بتاریخ پانزدہم
شوال روز شنبہ بروایتے یازدہم بروایتے ہفتم و بروایت امام مالک صبح بعد انقضائے ایک سال غزوہ بدر سے کہ اکتیسواں مہینا ہجرت
کا تھا جنگ غزوہ احد واقع ہوا اور سبب اسکا یہ ہوا کہ جب مشرکین قریش بدر سے مراجعت کر کے مکہ معظمہ میں آئے تو اقارب و عشائر
مقتولین بدر ابوسفیان ابن حرب کے ملنے کو گئے اور کہا کہ تمام منفعت مال تجارت جسکو تو شام سے لایا ہے لشکر آرائی میں صرف کر
ہم کو محمد صلعم سے مقابلہ کرنا منظور ہے تو اسمین کیا صلاح دیتا ہے ابوسفیان نے کہا کہ اگر تم سب لوگ اسپر راضی ہو تو میں اول اسبات
پر راضی ہوں اور بنی عبد مناف بھی میرے شریک ہیں جب یہ صلاح باہم قرار پائی تو سب نے ملکر متاع تجارت کو دار الندوہ میں
رکھی تھی نکال لی اور بیچ ڈالی چنانچہ ایک ہزار اونٹ اور پچاس ہزار مثقال طلا اُس تجارت کا راس المال تھا جب بیچا تو اسی قدر
فائدہ ہوا راس المال مالکوں نے اپنے گھر میں رکھا اور انتفاع کی مال کو لشکر آرائی میں صرف کیا اور اطراف میں ایلچیوں کو
بھیجکر اپنے ہم مشربوں کو بلوایا عمرو ابن العاص و ہبیرہ ابن ابی وہب و ابن الزبعری و ابو عزہ جمحی شاعر نے ایلچی گری کی تھی
بعد اسکے یوں صلاح ہوئی کہ اپنی مستورات عورتیں بھی ساتھ چلیں اور وقت جنگ سرود لیکر اپنے باپوں و بھائیوں کا قتل ہونا یاد
کر کے نوحہ کریں تاکہ اہل فوج کو داعیہ حرب میں مضبوطی پیدا ہو اس عرصے میں عباس ابن عبد المطلب کہ مکے میں تشریف رکھتے تھے
انہوں نے ایک مرد قبیلہ بنی غفار کو قاصد اجرت دینا مقرر کر کے مدینے میں بھیجا اور ایک خط بھی لکھدیا جب قاصد مذکور یہاں آیا
تو حضرت رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات نہوئی اُسنے حضرت کو پوچھا لوگوں نے کہا آنجناب محلہ قبا میں جلوہ فرما ہیں
وہ قاصد وہیں چلا گیا جب مسجد قبا پر پہونچا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سوار ہوتے تھے اُسنے خط دیا آنجناب نے لفافہ چاک فرماکر
ابی ابن کعب کو دیا اُنھوں نے مضمون سنایا حضرت نے فرمایا کہ اس راز کو پنہاں رکھو بعد اسکے سعد ابن ربیع کے گھر گئے اُنسے
خلوت میں تمام حال کہا اور مدینے کو تشریف لائے سعد کی عورت نے بھی کسی طرح سن لیا تھا اس سبب سے کھلا بعد اسکے یہودیوں
و منافقوں میں کانا پھوسی شروع ہوئی کہ آدمی مکے سے آیا ہے مگر خبر خوش نہیں لایا ہے جس سے محمد کو مسرت ہوئی ہو الغرض یہ خبر
مشہور ہوئی اور کفار قریش مکہ معظمہ سے باہر نکلے ابو عامر راہب اپنی قوم کے پچاس آدمی لیکر شامل لشکر کفار ہوا الیس کفار قریش نے
جتھا باندھکر ذو الحلیفہ میں و بیدہ ذوالامین ان کا مقام ہوے لشکر کا شمار کیا تو مرد جنگی تین ہزار ہوئے اُسمیں سات سو زرہ پوش تھے
اور سامان یہ کہ تین ہزار اونٹ دو سو گھوڑے پندرہ ہودج مع زنان نفیسات اور مسماۃ ہندہ ابوسفیان کی جورو بھی سب کے ساتھ اور جمیع و سائر
و شرفا مثل ابی سفیان و اسود ابن مطلب و جبیر ابن مطعم و صفوان بن امیہ و عکرمہ بن ابی جہل و حارث ابن ہشام و عبد اللہ ابن ربیعہ و حویطب
ابن عبد العزی و خالد ابن ولید و ابو عزہ جمحی شاعر مع خویش و اقارب اپنے سب اس لشکر میں موجود تھے سرداری اس لشکر کی ابوسفیان
پر قرار پائی تھی و سالاری خالد ابن ولید پر جب یہ سب اخبار حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دریافت ہوئے تو آنجناب نے انس و مونس پسران
فضالہ کو بنا بر تحقیق احوال بطور جاسوس روانہ کیا وہ خبر لائے کہ عریض کے کھیتوں میں کافروں نے اپنے لشکر کے اونٹ اور گھوڑے
چھوڑے ہیں ایسا نظر آتا ہے کہ اب سبزہ باقی نہ رہیگا بعد اسکے بنا بر اطمینان دوسری بار حباب ابن المنذر کو روانہ فرمایا کہ تم خوب تحقیق کر کے

[illegible] جب لشکر [illegible] تو خبر مفصل مع کیفیت و کمیت لشکر مطابق تحریر عباس ابن عبد المطلب [illegible] کی آمد [illegible]
یعنی شب جمعہ کی صبح کو لڑائی ہونے والی تھی سعد ابن معاذ و سعد ابن عبادہ و اسید ابن حضیر با جماعہ دلاوران [illegible]
پر پہرا دیتے رہے اور اکثر اصحاب با صفا در مدینہ طیبہ میں مصروف رہے اس غزوہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ مرضی ہوئی
کہ مدینہ سے باہر نہ نکلیں اسلیے اصحاب احباب سے مشورہ فرمایا اکثر مہاجرین و انصار نے نیز عبد اللہ ابن ابی ابن سلول منافق نے
بھی حضرت کے اس قول کی رائے سے موافقت کی اور کہا کہ ہمارا تجربہ شاہد ہے کہ [illegible]
[illegible] شریک ہوئے [illegible] جوانان انصار [illegible] شہادت کے متمنی ہوئے کہ میدان میں نکل کر مقابلہ کفار کا کرنا چاہئے
حضرت حمزہ عم رسول اللہ و سعد ابن عبادہ و نعمان ابن مالک [illegible] اوس و خزرج نے انکی موافقت کی [illegible]
[illegible] آنحضرت صلعم بھی اسی طرف مائل ہوئے چنانچہ جمعہ کا دن تھا حضرت نے خطبہ [illegible]
[illegible] ارشاد کیا [illegible] اللہ کی مرضی [illegible] نصرت کی [illegible] بعد نماز [illegible] میں تشریف
لیگئے شیخین رضی اللہ عنہما ہمراہ تھے دونوں نے اپنے ہاتھ سے سر مبارک پر عمامہ باندھی اور زرہ پہنائی [illegible]
باندھا اصحاب جان نثار [illegible] سید ابرار [illegible] منتظر تھے کہ حضرت صلعم اس شان سے [illegible] حمائل کیے [illegible]
نیزہ ہاتھ میں لیے تشریف لائے تو جن لوگوں کی مرضی باہر جانے پر قرار پائی تھی وہ سخت نادم ہوئے اور کہا یا رسول اللہ جو کچھ
آپ کے دل میں ہو ویسا ہی کیجئے ہم خلاف مرضی کرنا نہیں چاہتے فرمایا میں نے اول تم سے کہا تم نے نہ مانا [illegible]
[illegible] اب تو [illegible] تمام ہوگئے تو تین
نیزے طلب فرمائے اور تین جھنڈے [illegible] مہاجرین کا علم [illegible] علی مرتضی [illegible] مصعب ابن عمیر کو فرمایا اور قبیلہ
اوس کا جھنڈا اسید ابن حضیر کو دیا اور قبیلہ خزرج کا نیزہ خباب ابن المنذر کو یا سعد ابن عبادہ کو بخشا اور عبد اللہ ابن ام مکتوم کو مدینہ
مقدسہ میں اپنا خلیفہ فرمایا اور اسپ [illegible] خوش خرام پر سوار ہوئے کمان گردن سے لٹکائی نیزہ ہاتھ میں لیا اور جانب احد کے
تین کوس مدینہ سے [illegible] اس وقت ہمراہ رکاب ظفر انتساب [illegible] رضی اللہ عنہما [illegible]
انصار [illegible] کفار کی [illegible] شہادت [illegible] جاتے تھے [illegible]
حضرت رحمۃ للعالمین [illegible] رسول اللہ صلعم [illegible] حضرت صلعم نے فرمایا [illegible]
[illegible] منزل فرمائی اور اپنے لشکر کی [illegible]
عبد اللہ ابن عمر ابن الخطاب و زید ابن ثابت و اسامہ ابن زید [illegible] ابو سعید خدری [illegible]
بن جندب و رافع [illegible] سبب کمسنی کے [illegible] روانہ ہوئے [illegible]
بلال نے نماز مغرب کی اذان کہی حضرت نے [illegible] جماعت ادا فرمائی [illegible]
اصحاب [illegible] محمد ابن مسلمہ نے [illegible] لشکر کی محافظت کی [illegible] خیمہ مبارک کی

پاسبانی کی لشکر قریش وہان سے بہت نزدیک تھا چنانچہ ان کے بہادروں کا وہ گروہ مشاہدہ کرتے تھے کہ لشکر ظفر پیکر اسلام مین ہوشیاری بھی ہے مگر
وہ بھی ہوشیار رہے اپنی چوکی پہرے سے کرنے لگے الحاصل جانبین مین رات بھر ہوشیاری بیداری رہی صبح کو حضرت رسول مقبول صلعم
سوار ہوئے ابوحثمہ خانے راہ بتلانے کو پیش پیش چلے قبیلہ بنی حارثہ مین ایک اندھے منافق بے ایمان نے صرف ہاد سید چھو لیا
خاک کی لشکر پر یون پھینکا الیمن چونکہ خاکساری و عاجزی و تسبیح ایمانی ہے کسی سے تعرض نہ کیا مگر سعد بن زید اشہل نے ناراض ہو کر اس اندھے
کی ایک کمان ماری تا کہ اپنی حرکت حاسدانہ سے باز آوے حضرت صلعم اس حرکت سے بھی ناراض ہوئے کہ خلاف حلم و بردباری ہے جب
احد مین پہونچے صبح کا وقت تھا نماز صبح بجماعت اذان اقامت ادا فرمائی اور عبداللہ ابن ابی سلول منافق کہ مع تین سو نفر بنی حارثہ
و بنی سلمہ کے لشکر کے ساتھ تھا باوجود وفا ابن عبداللہ ابن حرام کی سیاہ گیا ایک روایت ہے کہ پہلی ہی منزل سے چلا گیا تھا کہ اہل مدینہ نے بہت ملامت
کی اور اسکے رفقا نہایت پشیمان ہوئے بعد اسکے غزوہ اسلام نے بحکم سید انام علیہ السلام صفوف اہل اسلام آراستہ کین احد کو پشت گردانا مدینہ یا سکینہ کو
رو کیا منین نفیح عاین سیکون تحیۃ ملی سیعۃ الثنیۃ جانب چپ قرار دیا یہ بھی ایک پہاڑی قریب احد واقع ہے اس مین ایک غار بھی تھا خطرہ اندر
کفار لہذا حضرت علیہ السلام نے عبداللہ ابن جبیر کو پچاس تیر اندازون سے وہان معین فرمایا اور تاکید کردی کہ مقام نہ چھوڑنا غالب ہو یا مغلوب
بنفس نفیس صف غازیان آراستہ فرمائی کہ عکاشہ ابن محصن اسدی یا زبیر ابن العوام کو میمنہ اور ابوسلمہ ابن عبدالاسد مخزومی کو میسرہ کیا
اور ابوعبیدہ ابن الجراح و سعد ابن ابی وقاص کو آگے اور مقداد ابن الاسود کو پیچھے فرمایا اور امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کو قلب مین جگہ دی اور
امیر المومنین یعسوب المسلمین علی ابن ابی طالب نے میمنت و مصاحبت اشجع العرب والعجم صلعم کی اختیار کی اور مترصد ہوئے کہ جس مقام میں
ارشاد ہو اسی طرف متوجہ ہون اور مشرکون نے بھی صف آرائی کی میمنہ نے میسرہ خالد ابن ولید کو اور میسرہ نے میمنہ عکرمہ ابن ابی جہل کو اور
ابوسفیان قلب لشکر مین ٹھہرا اور صفوان ابن امیہ مع عمرو ابن عاص سوارون کا سردار ہوا اور صحیح یہ ہے کہ صفوان مع توابع اپنے کے برسر
جنگ کو قائم ہوا اور عبداللہ ابن ابی ربیعہ تیر اندازون کا افسر کیا گیا اور علم بردار طلحہ ابن ابی طلحہ ہوا تب حضرت صلعم نے یارون سے پوچھا علمدار
اہل شرک کون شخص ہوا یارون نے عرض کیا کہ بنی عبدالدار فرمایا مصعب ابن عمیر علمدار اسلام ہو کہ وہ علم اسلام لیکر آگے ہوئے اسی دم بروایت صحیحہ
جانب اسلام سات سو نفر پیادے تھے اور لشکر کفار مین تین ہزار صف آرا ہوئے تو اول ابوعامر راہب فاسق مع اپنے توابع کے نکلا
اور تیر مارنے لگا اور کہتا تھا انا ابو عامر اہل اسلام بولے لا مرحبا بک لا اہلا اور عورتون نے دف بجا کر اشعار گانا شروع کیے اور اپنے نامردون کو
لڑائی کی تحریص کرنے لگین جبکہ جانب کفار سے تقدیم ہوئی تو اسطرف کے تیر اندازون نے بھی تیر اندازی شروع کی ابوعامر مع توابع و لواحق
کے بروایتی پندرہ و بروایتی پچاس نفر تھے بھاگا اسکے بھاگنے سے سواران مشرکین بھی بھاگ چلے اس حالت مین طلحہ ابن عثمان بیٹے عبدالدار کے
میدان مین آکر کہا اے محمد صلعم تمہارا زعم یہ ہے کہ ہم لوگ تمہاری تلوار سے دوزخ مین جاتے ہین اور تم لوگ ہماری تلوار سے جنت مین جاتے ہو
سو کون ہے جو میدان مین آوے کہ اسکو بہشت مین داخل کرون یا وہ مجھے دوزخ مین پہونچاوے اسی وقت حضرت امیر المومنین اسد اللہ الغالب
علی ابن ابی طالب تلوار کھینچ کر میدان مین آئے اور دو ضربت ماری ایک سر پر لگا اور دوسرا پیرون پر کہ وہ مردود گرا اور برہنہ ہو گیا آپ نے نہایت مروت
و شجاعت سے حقوق اخوت و قرابت یاد دلائے حضرت امیر سے درگذر کیا تب حضرت رحمۃ للعالمین صلعم نے پوچھا اے علی کس لیے اسکو چھوڑ دیا

التماس کیا کہ رحمت ربانی رسول مقبول نے اسکی شفاعت کی نا حاجت [illegible] چھوڑ دیا روایت ہے کہ مصعب ابن عمیر نے آخر کار قتل کیا
بعد اسکے طلحہ ابن ابی طلحہ علم بردار نے میدان میں آکر پکارا کہ ہے کوئی کہ مجھ سے مبارزت کرے اس وقت نقطۂ دائرہ مطالب
مرکز علم حضرت امیر المومنین علی مرتضی شیر خدا ابن ابیطالب جلوہ فرما ہوئے اور علم بردار کے مقابل ہوئے ایک وار ایسا کیا کہ اسکے سر
زخم پہونچا اس حال میں اسکی شرمگاہ کھل گئی علی نے اسکو مارا [illegible] اصحاب نے پوچھا [illegible] آئے لوگون نے پوچھا اسکا
کام ناتمام کیونکر چھوڑ آئے فرمایا اسکی عورت کھل گئی شرم سے میں نے چھوڑ دیا [illegible] نے کہا آپ نے کام اسکا
تمام کردیا اور اسکے مارے جانے سے لشکر اسلام میں تکبیر فتح ہونے لگی اور مشرکین قریش میں [illegible] اسکے بعد اسکے
عثمان ابن طلحہ نے علم لیا حمزہ ابن عبد المطلب رضی اللہ عنہ نے ایک وار ایسا کیا کہ اسکا ہاتھ شانے سے جدا ہو گیا تب ابو سعید ابن ابی طلحہ
علم لیا حضرت سعد ابن ابی وقاص نے ایک تیر مارا کہ حلق میں لگا اور [illegible] تب مسافع ابن طلحہ ابن ابی طلحہ نے علم لیا
عاصم ابن ثابت ابن ابی افلح نے اسکو تیر مارا کہ [illegible] پہونچا [illegible] اسکی [illegible] سلافہ
اسکی والدہ کے پاس پہونچا اس نے [illegible] پوچھا [illegible] مارا [illegible] اسلام [illegible]
ابن ابی الافلح سلافہ نے عہد کیا کہ عاصم کے کاسۂ سر میں شراب پیونگی اور [illegible] کوئی عاصم کا سر لاوے [illegible]
یا سر لاوے اسکو سو اونٹ انعام دونگی [illegible] تب [illegible] ابن ابی طلحہ نے علم لیا زبیر
ابن العوام رضی اللہ عنہ نے قتل کیا [illegible] عاصم ابن ثابت نے اسکو [illegible] ارطاۃ ابن شرحبیل نے علم لیا
اور علی مرتضی شیر خدا نے اسکو مارا [illegible] قتل کیا تب جلاس ابن طلحہ ابن ابی طلحہ نے علم لیا [illegible]
اور بعد اسکے ارطاۃ ابن شرحبیل نے علم لیا کہ علی مرتضی نے اسکو بھی مارا تب شریح ابن قانط نے علم لیا [illegible] قتل ہوا قاتل اسکا
معلوم نہیں ہوا البتہ ابو زعنہ [illegible] نے علم لیا کہ بروایت [illegible] علی نے [illegible] سعد ابن ابی وقاص نے
قتل کیا اور صحیح یہ ہے کہ قزمان نے مارا آخر کار علم کفار گر گیا اور کوئی شخص بنی عبد الدار کا [illegible] اٹھانے پر جرأت نہ کرتا تب مسماۃ عمرہ
بنت علقمہ حارثیہ نے علم اٹھا لیا اور اہل اسلام نے [illegible] ہجوم کیا اور زبیر ابن العوام اور مقداد ابن الاسود نے [illegible] خالد ابن ولید
کو منہزم کیا اور حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ نے ابو سفیان کو قلب لشکر سے دور کیا صحیح مسلم میں حضرت انس سے روایت کیا
حضرت سید المرسلین صلعم نے ذو الفقار کو ہاتھ میں لیکے فرمایا کہ اس تلوار کو کون لیتا ہے لوگون نے ہاتھ بڑھائے کہ ہم کو ملے حضرت
ارشاد کیا کہ اسکو وہ شخص لیوے جو کہ اسکا حق ادا کرے ابو دجانہ سماک انصاری نے عرض کیا یا رسول اللہ اسکا حق کیا ہے فرمایا
حق یہ ہے کہ خوب چل کر لڑے سو ابو دجانہ نے ذو الفقار کو لیا اور میان دو فوجون کے اکڑتا چلا جاتا تھا حضرت نے
فرمایا انہا مشیۃ یبغضہا اللہ الا فی ہذا الموطن یعنی اس طرح تکبر و فخر سے چلنا برا ہے اور اللہ کو ناپسند مگر لڑائی کے میدان میں
درست ہے زبیر ابن العوام کہتے ہیں کہ میں بھی ابو دجانہ کے پیچھے گیا تاکہ دیکھوں کیا کرتا ہے دیکھا تو جس طرف جاتا تھا صف کی
صف الٹ پلٹ گئی روایت ہے کہ ابو دجانہ [illegible] ہوا اس مقام میں پہونچا جہان مسماۃ ہندہ تھی [illegible]

ابو دجانہ کے دل میں آیا کہ ہند پر ایک تلوار ماروں لیکن اُسنے سوچا کہ پیغمبر خدا کے عطا کی ہوئی تلوار ایک عورت ناپاک
کے خون سے آلودہ کرنا خوب نہیں تب اُسنے اپنا ہاتھ روکا اور اُسکو نہ مارا روایت ہے کہ حنظلہ ابن ابی عامر رضی اللہ عنہ اور
ابو سفیان ابن حرب سے مقابلہ ہوا تو حنظلہ نے تلوار ماری پیچھے سے شداد ابن اوس یا ابن جعونہ نے آکر حنظلہ کو شہید کیا
اُسوقت حضرت صلعم نے فرمایا کہ ملائک حنظلہ کو غسل دے رہے ہیں چنانچہ بعد معرکہ جمیلہ عورت حنظلہ نے کہا یا رسول اللہ بیشبہہ
حنظلہ جنب تھا جب لڑائی کو گیا ہے بالجملہ بہادران اسلام نے کفار نگون سار کو تلواروں پر رکھ لیا اور یہانتک تلوار چلائی کہ
لشکر کفار اپنی قرارگاہ سے ہٹ گیا اور عورتیں دف و سرود ڈال کر پہاڑ پر بھاگیں مسلمانوں نے کافروں کا تعاقب مناسب
نہ جان کر جانب غنیمت توجہ کیا خالد ابن ولید و عکرمہ ابن ابی جہل نے کہ با جماعہ مشرکین غار کوہ سے لگے ہوئے تھے یہ معاملہ دیکھکر
چاہا کہ غار سے نکل کر مسلمانوں پر چھاپہ ماریں عبد اللہ ابن جبیر رضی اللہ عنہ نے اپنی جماعت سے اُنکو روکا اور در آمد کو جگہ نہ دی
ناچار پھر گئے اور ایک غار میں ایسا پوشیدہ ہوئے کہ ہرگز کسینے نہ جانا اب گھاٹی والے تیر اندازوں نے سوچا کہ اب اندیشہ نہیں ہی
چلو ہم بھی غنیمت میں شریک ہوں عبد اللہ ابن جبیر نے ہر چند روکا اور ڈانٹا باز نہ آئے اور خلاف فرمان قضا جریان رسول اللہ
غنیمت پر دوڑ پڑے کہ عبد اللہ بیس آدمیوں سے کم میں رہ گئے خالد و عکرمہ با جماعہ کفار گھاٹی میں در آئے اور عبد اللہ کو مع اُنکے
ہمراہیوں کے شہید کیا اور اسی کیفیت سے لشکر اسلام پر آگرے کہ جمعیت لشکر متفرق ہوگئی اور نافرمانی کی نحوست سے
لشکر اسلام درہم و برہم ہوگیا اور اسی حال میں ابلیس لعین نے موقع وقت پاکر بصورت جعال ابن سراقہ کے بھیس بدلا اور
پکار پکار کر کہنے لگا الا ان محمدا قد قتل یعنی آگاہ ہو کہ محمد مارے گئے اُسوقت مسلمان وہ نیدار کہ عاشق زار سید ابرار تھے یہ افواہ
سنتے ہوئے مضطرب ہو گئے کہ باہم نوبت محاربہ پہونچی چنانچہ اسید ابن حضیر کے کئی زخم مسلمانوں کے ہاتھ سے لگے اور ایک انصاری
نے ابو بردہ کے دو تلواریں ماریں اور کفار قریش جو بھاگے ہوئے جاتے تھے پلٹ پڑے اور اہل اسلام نرغہ میں پڑ گئے کہ فتنہ عظیم
برپا ہوا حضرت زیاد ابن السکن مع چودہ نفر جوانان انصار ملازمت سید ابرار میں جانثار ہوئے اور سب لوگ لڑتے پر نوبت بہ نوبت شہید
ہوتے اور کہتے تھے وجہی لوجہک الوقاء و نفسی لنفسک الفداء آخر کار سب کے بعد کافروں نے زیاد ابن السکن کو شہید کیا اور چاہا
کہ سر اُنکا کاٹیں لیکن بعض بہادران اسلام نے قریب لاش کے آنے نہ دیا اور لاش کو حضرت صلعم کے حضور میں لائے کہ اُنھوں نے
قدم مبارک پر جان دی اور حضرت اسید حمزہ رضی اللہ عنہ کا یہ حال تھا کہ دونوں ہاتھ میں تلواریں تھیں اور دونوں سے
لڑتے تھے کہ وحشی کے ہاتھ سے شہید ہوئے اور مصعب ابن عمیر علمدار [illegible] ابن [illegible] کے ہاتھ سے شہید ہوئے اُسی وقت ایک
فرشتہ آیا اُسنے بصورت مصعب ہو کر علم اسلام اُٹھایا اور [illegible] مصعب [illegible] تھا آنحضرت صلعم
کی حضور میں آیا حضرت نے فرمایا اقدم یا مصعب اُسنے کہا [illegible] نہیں ہوں آنحضرت نے جانا کہ یہ فرشتہ ہے [illegible]
اور مصعب کی شہادت سے لوگوں کو اطلاع ہوئی سبحان اللہ مصعب ابن عمیر رضی اللہ عنہ کی شہادت کا عجیب ماجرا ہے کہ مصعب علم
مہاجرین لیے ہوئے لڑتے تھے دفعتہ ابن قمیہ گھوڑے پر سوار آیا اور اُسنے تلوار مصعب کی سیدھے ہاتھ پر ماری کہ ہاتھ کٹ گیا

تب انھوں نے علم کو دستِ چپ میں لیا اور لڑنے لگے ساتھ اور رسول [illegible] جنت میں [illegible]

پھر مصعب نے دونوں بازو سے علم اٹھایا اور یہ آیت زبان پر تھی [illegible]

[illegible]

[illegible] اسلام [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

روایت ہے کہ ابن قمیہ نے مصعب حضرت [illegible]

[illegible] انس ابن النضر [illegible] انس ابن مالک رضی اللہ عنہ [illegible]

[illegible] بہشت [illegible]

[illegible]

[illegible] روایت ہے کہ انس [illegible] انس ابن النضر [illegible]

[illegible] حضرت رسول خدا [illegible]

[illegible]

ابن قمیئہ نے حضرت کے ... تلوار ماری ... اور کہا ... ابن قمیئہ ... نے فرمایا ... اللہ ... سال ...

... [illegible] ... ایک ... گر ... صلی اللہ علیہ وسلم ... اس حال میں حضرت نے ...

... [illegible] ... نکلے ... کیا ... ہجوم کیا ... ارشاد فرمایا ...

[illegible]

حضرت صدیق اکبر اور علی مرتضیٰ اور عبد اللہ ... [illegible]

[illegible]

... ان لوگوں نے ... حضرت صلعم ... [illegible]

دیکھا تب بھی نشان نہ پایا تو میرے دل میں آیا کہ عجب معاملہ ہے کہ حضرت نہ زندون میں نظر آتے ہیں اور نہ مردون میں مگر
ایسا ہوا ہوگا کہ اللہ تعالیٰ ہم سے ناراض ہوا اور اپنے پیغمبر کو آسمان پر اٹھا لیا پھر تو دل میں آیا کہ کفار سے مقابلہ کر کے میں بھی شہید
ہو جاؤں اور تلوار میان سے لیکر مشرکون کی فوج میں گھسا اور ایسی شمشیر زنی کی کہ ہزیمت ہوئی اور ہم ... ہو گئی اس حالت میں رسول اللہ
صلعم مجھے نظر پڑ گئے تو دل بہت خوش ہوا چنانچہ حضرت علی مرتضیٰ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہو گئے مشرکون نے حضرت
کو تنہا دیکھ کر بار بار حملہ کیا پر علی مرتضیٰ شیر خدا نے وہ شجاعت اور مردانگی خدا داد دکھلائی کہ سب کافرون کے دانت کھٹے ہو گئے
اسی وقت حضرت جبرئیل نے آ کر کہا کہ یا رسول اللہ یہ روز مروت کا کمال درجہ ہے کہ علی مرتضیٰ نے دکھلایا حضرت نے فرمایا انہ منی
وانا منہ جبرئیل نے کہا انا منکما ... مولانا جمیل الدین محدث شافعی لکھتے ہیں کہ اس وقت ہاتف غیب سے آواز آتی تھی
لا فتیٰ الا علی لا سیف الا ذوالفقار سبحان اللہ کیا ہی فضیلت حضرت علی مرتضیٰ کی کیا کہنے بیان کی حاجت نہیں وہ آفتاب عالم
معجز نظام سے پر ظاہر ہے تفصیل کی کیا حاجت ہے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا
روئے مبارک مجروح ہو گیا اور خود کے حلقے رخسارہ مبارک میں گڑ گئے تو میں میدان جنگ سے آپ کی طرف چلا آتا تھا راہ میں
ایک شخص نظر آیا کہ دوڑا ہوا چلا آتا تھا میں نے اپنے دل میں کہا کہ یہ شخص رسول اللہ کے پاس جاتا ہو تو میں اور وہ بدولت خدمت
رسول میں حاضر ہوں جب وہ شخص نزدیک آیا تو میں نے پہچانا کہ ابو عبیدہ ابن جراح تھا اور فرصت نہ پائی تھی کہ میں جاتا
سو میں اور وہ دونوں حضرت کے حضور میں گئے انہوں نے مبادرت کر کے کہا کہ ابو بکر خود کے حلقے روئے مبارک سے میں نکالونگا
میں نے کہا بہت اچھا سو انہوں نے اپنا دانت خود کے حلقے پر لگا کر کھینچا حلقہ تو نکل آیا پر دانت انکا ٹوٹ گیا پھر دوسرا حلقہ
نکالا تو دوسرا دانت ٹوٹ گیا جب حلقے نکل آئے تو خون بہہ نکلا ابو سعید خدری فرماتے ہیں کہ میرے باپ مالک بن سنان نے
موضع جراحت پر اپنا منہ لگا کر خون چوسا لوگون نے انسے کہا کہ تو خون تھوک دو انہوں نے کہا ہاں رسول اللہ کا خون ہے میں نہ تھوکونگا حضرت نے فرمایا
کہ جو کوئی ایسے شخص کو دیکھنا چاہے کہ اسکے خون میں میرا خون ملا ہو تو مالک بن سنان کو دیکھ لے ... فائدہ سو تمام
الٰہی کی فضیلت سادات کی ظاہر ہوئی اور روایت صحیح ہے کہ طلحہ نے اپنی پشت پر رسول اللہ کو گڑھے سے نکالا اور علی مرتضیٰ
نے دست مبارک پکڑ کر اوپر سے کھینچا جب حضرت کھڑے ہوئے تب کعب بن مالک نے پہچان کر بآواز بلند پکارا یا معشر المسلمین
ابشروا ہذا رسول اللہ حیا سویا اور انگلی سے اشارہ کر دیا جب مسلمانوں نے سنا کہ حضرت خیریت سے ہیں ہر طرف سے جمع
ہو آئے کہ سید رسل جماعت اہل اسلام کے ساتھ غار احد کی طرف متوجہ ہوئے مسند احمد میں روایت ہے ابو سفیان کی اور قریش کی
ساری عورتیں میدان خالی پا کر اہل اسلام کے مقتولون کی لاشون میں گھس پڑیں اور کسی کا پیٹ چیرا اور کسی کا کلیجہ
نکال لیا کسی کے ناک کان کاٹ لیے چنانچہ ہندہ نے حضرت امیر حمزہ کا کلیجہ نکالا ... حنظلہ غسیل ملائکہ کو فرشتوں نے غسل دیا تھا اسی سبب
کہ باپ انکا ابو عامر راہب جسکو حضرت نے فاسق فرمایا تھا مشرکون کے ساتھ تھا اور روایت اہل سیر یون ہے کہ وحشی قاتل
امیر حمزہ نے کلیجہ نکال کر ہندہ کو دیا اور کہا کہ یہ کلیجہ ہے تیرے باپ کے قاتل کا تب اس نے جگر لیکر چوسا اور اپنے کپڑے

اور زیور وحشی کو انعام مین دیے اور وحشی ہندہ کو اپنے ساتھ لاش امیر حمزہ پر لیگیا اسنے ناک کان کاٹ لیے اور کلیجے کو لیگئی اور لاش
وہین پڑی رہی بالجملہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم بالجملہ اصحاب پہاڑ کے نیچے ہو پہنچے ابوسفیان نے مشرکون سے مشورہ کیا کہ مسلمانون کو
تمام ہی جانے دین اور آگے بڑھا حضرت نے خدا سے دعا مانگی کہ اللھم لیس لھم ان یعلونا یعنی اے اللہ ان لوگون کو یہ بات حاصل نہو
کہ ہم پر بلند اور غالب ہوجائین حق تعالی نے ایسا رعب دل مین ڈال دیا کہ اپنی جگہ سے کافر بڑھ نہ سکے اور حضرت نے نہایت ضعف سے
نماز ظہر بیٹھ کر پڑھی بعد ازان ارادہ کیا کہ پہاڑ بالا سے کوہ چلین راہ مین ایک پتھر ملا کہ حضرت ضعف کے سبب سے اسپر چڑھ نہ سکے طلحہ
بیٹھ گئے اور حضرت پاے مبارک انکی پشت پر رکھ کر اوپر چڑھے اب ابوسفیان کا یہ ارادہ ہوا کہ اپنے لشکر کو لیکر مکے کو چلا جاے
لیکن سب مشرکون نے ملکر یہ صلاح کی کہ مکے کو چلنے سے پہلے یہ دریافت کرلین کہ محمد زندہ ہین یا نہین اور یہ جانتے تھے کہ حضرت
شہید ہوگئے اور خواص اصحاب آپکے بعض مارے گئے ہین صحیح بخاری مین براء ابن عازب سے روایت ہے کہ ابوسفیان نیچے
سے آیا اور پکارا افی القوم محمد یعنی قوم مین محمد بھی ہین حضرت صلعم نے فرمایا کوئی جواب نہ دو سو کسی نے جواب نہ دیا تب اسنے
کہا افی القوم ابن ابی قحافہ یہان سے پھر بھی جواب نہ ملا تب ابوسفیان نے کہا افی القوم عمر ابن الخطاب یہان سے پھر بھی جواب نہ ملا تب
ابوسفیان نے قوم سے کہا کہ سب مارے گئے اگر زندہ ہوتے تو جواب دیتے حضرت عمر سے نرہا گیا سو باواز بلند ابوسفیان کو پکار کر
بولے کہ اے دشمن خدا تو جھوٹ کہتا ہے کہ سب مارے گئے اللہ تعالی نے تیری جان مارنے کو سب کو زندہ رکھا ہے پھر ابوسفیان نے
اپنے بتون کی تعریف کرنی شروع کی حضرت نے فرمایا کہ کچھ جواب نہ دو اصحاب نے عرض کیا ہے کیا کہین فرمایا یہ کہو اللہ اعلی واجل
یہ سنکر ابوسفیان نے کہا العزی لنا ولا عزی لکم حضرت نے فرمایا کہو اللہ مولانا ولا مولی لکم ابوسفیان نے پکار کر کہا کہ آج کا دن بدلہ
بدر کی لڑائی کا جواب ہے اور لڑائی کا معاملہ نوبت بنوبت ہوتا ہے اور باری باری سے ہوتا ہے کبھی ہم کو فتح مل گیا کبھی تم کو تم اپنے
مقتولون کو دیکھو کوئی نکٹا اور کوئی بوچا ہوگیا ہے حضرت عمر نے جواب مین کہا کہ آج کا دن بدر کے برابر نہین ہے ہمارے مقتول
بہشت مین ہین اور تمہارے مقتول دوزخ مین ابوسفیان نے کہا کہ ہمارے تمہارے دوسرے سال کا وعدہ ہے پھر بدر پر لڑائی
ہوگی حضرت نے فرمایا کہ اس سے کہدو اچھا اسی پر قایم رہنا پھر ابوسفیان اپنی قوم لیکر ڈرتا کانپتا مکے کو روانہ ہوا تو مسلمانون کو
یہ خدشہ ہوا کہ شاید یہ لوگ مدینے کو چلے جاین اور اسکو لوٹین اس واسطے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے علی مرتضی اور سعد ابن وقاص
کو انکے پیچھے پیچھے روانہ کیا آخر وہ سب مکے کو چلے گئے انھون نے حضرت کو اطلاع کی کہ آپ کو خاطر جمعی ہوئی روایت ہے کہ حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمادیا تھا کہ اگر اونٹون پر سوار ہون اور گھوڑون کو کوتل لیجاین تو جانیو کہ مدینے کو جاتے ہین اور
نہین تو مکے کو سو ان دونون صاحبون نے اسی قرینے سے جانا کہ مدینے کو نہ جاینگے تو لوٹ کر حضرت کو خبر دی کہ آپکو
اطمینان ہوا جب مشرک لوگ چلے گئے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میدان مین تشریف لائے اور اپنے شہیدون کو دیکھا تو
اعیان مہاجرین سے چار شخص جلیل القدر شہید ہوئے تھے حضرت امیر حمزہ ابن عبد المطلب کہ عم بزرگوار رسول اللہ اور
بھائی رضاعی آپکے تھے انکو وحشی ابن حرب حبشی نے شہید کیا تھا حال یہ ہوا کہ لڑائی کے ہنگامے مین جبیر ابن مطعم

کہا کہ اگر تو حمزہ کو قتل کرے کیونکہ ابن عدی میرے چچا کا بدلہ ہے تو میں تجھے اپنے ملک سے آزاد کر دوں اور ساتھ ہند بھی کہ زوجہ ابو سفیان کی تھی
یہی کہا کہ اس کا باپ عتبہ حمزہ کے ہاتھ سے بدر کی لڑائی میں مارا گیا تھا کسی طرح مارڈال تو میں انعام دوں اور حارث ابن عامر
ابن نوفل کی بیٹی کہ جس کا باپ [illegible] کہا اے وحشی اگر تو محمد یا علی یا حمزہ سے ایک کو بھی قتل کرے تو آزاد کر دوں چنانچہ وحشی نے اول
حضرت علی مرتضیٰ کو تلاش کیا جس وقت انکا سامنا ہوا تو انکی شجاعت اور بہادری اور ہوشیاری سے طمع [illegible]
یکایک حضرت امیر حمزہ پشت کی طرف نظر آ گئے اور انکے آنے سے فوج قریش کی درہم برہم ہو گئی اور سباع ابن عبد العزیٰ خزاعی نے
مقابلہ کیا تو امیر حمزہ نے اسکو قتل کیا وحشی کہتا ہے کہ میں یہ حال دیکھ کر ایک پتھر کی آڑ میں تک رہا جب امیر حمزہ رضی اللہ عنہ سباع
کو قتل کر کے پلٹے ادھر ہی کو آئے تو میں نے حربہ چلایا [illegible]
لگا حمزہ [illegible] پیچھے دوڑے [illegible] زخم [illegible]
میں [illegible] نکال [illegible] زخم [illegible]
زخم آنجناب کی پشت پر تھا [illegible] اہل سیر نے لکھا ہے کہ حضرت صلعم نے [illegible]
ہوا تھا اور اسی وقت فرمایا [illegible] اگر مجھکو فتح دے اللہ ان کافروں پر تو [illegible]
اللہ صاحب کی حرمت سے کہا [illegible]
شکر کرنے سے [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible]
[illegible] حدیث شریف [illegible] عبد المطلب [illegible]
کو اور [illegible] عبد المطلب [illegible] عبد اللہ
ابن جحش ابن رباب اسدی [illegible] رسول اللہ کی [illegible] رضی اللہ عنہ [illegible] حضرت صلعم
کو حضرت حمزہ کے دفن کرنے کا ارادہ تھا [illegible]
بہت [illegible] لیکن یہ خیال آیا کہ حمزہ کی بہن صفیہ [illegible] اہل بیت [illegible]
فعل کو سنت سمجھ کر پیروی کرنے لگیں گے [illegible] عبد اللہ ابن جحش اور حمزہ رضی اللہ عنہما کو ایک ہی قبر میں دفن [illegible]
اس مقام میں [illegible] مصعب ابن عمیر [illegible] مصعب قرشی عبدری
صحابہ اور فضلا کا [illegible] اور اول مہاجرین میں ہیں اور [illegible] اصحاب میں [illegible] مدینہ کو قرآن پڑھایا اور [illegible]
اول جمعہ مدینے میں پڑھا [illegible] مصعب ابن عمیر [illegible]
اپنے باپ کا [illegible] مصعب [illegible]
بہت اچھا لباس پہنتے تھے [illegible]
اللہ صاحب نے فرمایا [illegible] حدیث شریف میں [illegible] مصعب حضرت کے پاس

آئے اس حال میں کہ تسمہ کی ہی سے تہبند کا کمر سے باندھے تھے حضرت نے فرمایا نگاہ کرو اسکو اللہ نے روشن کیا ہی دل اسکا نور ایمان سے میں نے دیکھا ہے
والدین اسکے بہترین طعام کھلاتے تھے اور میں نے دیکھا ہے اسپر جوڑا دو سو درہم کا باعث ہوئی محبت خدا اور رسول کی جو اس حالت کو پہونچا ہی باستجابہ
کو یہ آزادگی حاصل ہوئی تھی کہ انکے کفن کے واسطے سوا ایک لنگ کے کچھ نہ ملا وہ بھی اس قدر چھوٹا کہ اگر سر چھپاتے تو سر کھلتا تھا اور جو سر ڈھانکتے
تھے تو پیر کھلتے تھے تب حضرت نے فرمایا کہ سر چھپا دو اور پیر اذخر گھاس سے بند کر دو اور دوسرا بھائی دنیا کی لذتوں میں گرفتار رہا اور ایمان بھی نہ لایا
آخر کار غزوہ بدر میں مارا گیا اسی کے حال میں یہ آیت نازل ہوئی فاما من طغی و آثر الحیوۃ الدنیا فان الجحیم ہی الماوی یعنی پس جسنے شرارت کی
اور بہتر سمجھا دنیا کا جینا سو دوزخ ہی ہی ٹھکانا اور بخاری اور مسلم نے خباب بن الارت سے روایت کیا ہی کہ کہا انھوں نے ہجرت کی ساتھ رسول اللہ
صلعم کے اس حال میں کہ طلب کرتے تھے ہم ذات خدا کی پس واقع ہوا ثواب ہمارا خدا کے نزدیک سو بعضے ہم میں سے وہ ہیں جو گذر گئے عالم سے
اور نہیں کھایا اپنے اجر سے یعنی دنیا کے اجر سے کچھ یعنی قسم غنائم وغیرہ سے انہیں میں مصعب ابن عمیر مارے گئے روز احد اور نہ پایا گیا انکے لیے
کپڑا کہ کفن دیے جائیں انمیں مگر ایک کملی سیاہ و نقشدار مانند رنگ اپنی چیتے کے اور وہ بھی پوری نہ تھی کہ سر سے پیروں تک ڈھک جاتیں تھے
ہم جس وقت ڈھانکتے سر انکا تو کھلے رہتے پیر انکے اور جس وقت ڈھانکتے ہم پیر انکے تو کھلا رہتا سر انکا سو ہم متحیر ہوئے انکے امر میں تب فرمایا نبی
صلعم نے ڈھانکو واسطے سر انکا اور پیروں پر ڈالو اذخر یعنی ایک گھاس کا نام ہی ایک گھاس کا کہ مکے میں ہوتی ہی اور بعضے امور میں کام آتی ہی اور بعضے ہم میں
وہ ہیں کہ پختہ ہوا واسطے انکے میوہ انکا پس وہ چنتے ہیں اس میوے کو یعنی کہ غنیمتوں سے کہ پایا انکو ان لوگوں نے زمانہ فتوح بلاد میں حاصل کلام
یہ ہی کہ بعضے وہ ہیں کہ نہیں جلدی لیا اپنے ثواب میں سے کچھ اور بعضے وہ ہیں کہ جلدی لیا بعض ثواب اپنا اور حدیث میں آیا ہی کہ نہیں کوئی جماعت
جہاد کرنیوالی کہ جہاد کرے اللہ کی راہ میں پھر پاوے غنیمت مگر کہ جلدی لے لیا دو تہائی اجر دنیا اور باقی رہا انکے لیے تہائی اجر یعنی آخرت کا
سو مصعب ابن عمیر قسم اول میں ہیں کہ انھوں نے کچھ دنیا کا ثواب نہیں لیا چونکے شماس مخزومی تھے کہ انکو بھی حضرت نے دفن کرایا اور انصار میں سے
کے ایک جماعت شہید ہوئی تھی انمیں ایک عبداللہ ابن عمرو ابن حرام حضرت جابر کے والد بزرگوار تھے کہ انکو آنحضرت صلعم نے عمرو ابن الجموح انکے بہنوئی
بھائی کے ساتھ ایک قبر میں دفن کیا اور صحیح بخاری میں جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ وہ کہتے ہیں جب شہید ہوئے میرے باپ پس میں
روتا تھا اور کپڑا انکے منہ سے اٹھاتا تھا اور اصحاب رسول اللہ صلعم مجکو منع کرتے تھے مگر حضرت صلعم نے منع نہیں کیا اسقدر فرمایا کہ تو گریہ زاری کر
قیامت تک ملائکہ اپنے پروں سے اسپر سایہ کیے ہیں اور ترمذی نے جابر سے روایت کیا کہ کہا انھوں نے کہ ملے مجھسے رسول اللہ پس فرمایا اے
جابر کیا ہی مجکو کہ دیکھتا ہوں تجکو شکستہ خاطر کہا میں نے شہید کیا گیا باپ میرا اور چھوڑے انھوں نے عیال و قرض فرمایا کیا نہ خبر دوں تجکو
اس خبر کی کہ پیش آیا ہی حق جل خدا اسکے ساتھ تیرے باپ کے کہا میں نے ہاں خبر دیجیے یا رسول اللہ فرمایا کہ نہیں کلام کیا اللہ نے کسی سے
ہرگز مگر پردے کے پیچھے سے اور زندہ کیا خدا نے تیرے باپ کو اور کلام کیا اس سے روبرو کہ نہ پردہ تھا بیچ میں اور نہ رسول و فرمایا خدا نے اے
بندے میرے آرزو کر مجھ سے دونگا اسکو کہا اے پروردگار میں آرزو رکھتا ہوں اور چاہتا ہوں کہ زندہ کرے تو مجکو اور بھیجے دنیا میں پس مارا جاؤں میں
تیری راہ میں دوسری بار فرمایا پروردگار نے تحقیق گذر چکا ہی حکم میرا کہ مردے نہیں پھر آویں گے دنیا میں پس نازل ہوئی یہ آیت ولا تحسبن الذین قتلوا
فی سبیل اللہ الآیۃ دوسرے سعد ابن ربیع کہ انکو حضرت رسول اللہ صلعم نے خارجہ ابن زید رضی اللہ عنہ کے ساتھ ایک قبر میں دفن کیا

تیسرے انس ابن النضر رضی اللہ عنہ کہ انس ابن مالک کے چچا تھے چوتھے مالک ابن سنان رضی اللہ عنہ کہ والد ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ
کے تھے پانچویں حنظلہ ابن ابی عامر راہب رضی اللہ عنہ کہ انکو فرشتوں نے غسل دیا چھٹے عبد اللہ ابن جحش رضی اللہ عنہ برادر [illegible] کے بھانجے
تھے ساتویں عمرو ابن الجموح آٹھویں صہیب [illegible] کہ احد میں بیان ہوئے اور مثل انکے میدان کارزار میں جاکر شہید ہوئے اور
حضرت صلعم نے انکے حق میں ارشاد فرمایا انہ من اہل الجنۃ نویں عمیر ابن حمام رضی اللہ عنہ انھوں نے جنگ بدر میں حضرت صلعم سے التماس کیا
کہ یا رسول اللہ صلعم جو کوئی اس معرکے میں مارا جاوے وہ کہاں جائیگا فرمایا بہشت میں اس وقت کچھ خرمے انکے ہاتھ میں تھے [illegible]
فوج کافروں اور مشرکوں میں گھسکے شہید ہوئے [illegible] شہدائے احد سات شخص [illegible] انصار کے [illegible] حدیث [illegible]
[illegible] اپنے نفوس کو فدائے رسول الثقلین کر دیا [illegible]
[illegible] ثابت ابن قیس رضی اللہ عنہ [illegible] ثابت رضی اللہ عنہ [illegible] کے ہاتھ سے شہید ہوئے [illegible]
[illegible] قتل ہوئے چنانچہ رسول اللہ صلعم نے انکی دیت دلوانا چاہی [illegible]
[illegible] یہ تھا کہ حضرت نے [illegible]
[illegible]
[illegible]
وفات پائی انھوں نے مدینہ میں [illegible]
شہید ہوئے [illegible]
[illegible] حضرت کے ہاتھ سے [illegible]
[illegible] حضرت نے فرمایا [illegible] خدا کا [illegible]
[illegible]
[illegible] حضرت نے [illegible]
[illegible] احد میں حضرت [illegible] ابی ابن خلف [illegible]
[illegible] حضرت نے [illegible] جانے کا ارادہ کیا [illegible] ابی ابن خلف [illegible]
[illegible] ہاتھ [illegible] خدا [illegible] اصحاب نے عرض کیا [illegible]
[illegible] حضرت نے فرمایا صبر کرو [illegible] حضرت صلعم نے [illegible] رضی اللہ عنہ [illegible]
کی گردن پر لگا کر [illegible] ابی ابن خلف
[illegible]
[illegible] رضی اللہ عنہ [illegible]

ابی ابن خلف مرا تھا چلا جاتا تھا دیکھا کہ ایک شخص آگ کی زنجیر مین بندھا ہوا چلا جاتا ہے کہ کھینچے پانی دو اور ایک محافظ اسکے ساتھ ہے
وہ کہتا ہے خبردار پانی نہ دینا یہ مقتول رسول مقبول ہے ابی ابن خلف کافر **فائدہ** صحیح بخاری مین سعد ابن وقاص سے روایت ہے کہ اس
غزوہ مین مین نے دو شخص سفید کپڑے پہنے حضرت کے ساتھ دیکھے کہ نہ مین نے قبل اس سے دیکھا تھا اور نہ کبھو ان بعد اسکے دیکھا اور وہ
دونون لڑتے بھی تھے وہ دونون جبرئیل و میکائیل علیہما السلام تھے اور بعض روایات مین ہے کہ اس لڑائی مین اور ملائکہ بھی حاضر تھے مگر
عموماً نہین لڑے الا جبرئیل او میکائیل علیہما السلام اور یہی صحیح بخاری مین ہے کہ مشرکین سے بائیس آدمی داخل نار ہوئے مین القصہ
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سب کو دفن کرایا اور ستر مرتبہ استغفار فرمایا اور دن ڈھلتے مدینے کو مراجعت فرما ہوئے راہ مین جس قبیلے پر
گذر ہوا اسکے عورت و مرد دوڑے آئے اور رسول خدا کی سلامتی پر شاد ہوئے اور شکر الٰہی بجا لائے اور جب حضرت مدینے مین قبیلۂ بنی عبد الاشہل
پر پہونچے تو کبشہ بنت رافع ابن معویہ سعد ابن معاذ کی ماں باہر آئین اور حضرت کی طرف دوڑ رہین دیکھا کہ سعد ابن معاذ حضرت کے گھوڑے
کی باگ پکڑے ہوئے تھے سعد نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میری ماں آپ کے حضور مین آئی ہے ذرا ٹھہر جائیے حضرت ٹھہر گئے سو وہ مومنہ
پاک نزدیک آئی و جمال مبارک کی زیارت کرکے بولی یا رسول اللہ مین خدا کا شکر کرتی ہون کہ مین نے آپ کو سلامت پایا اب جو
مصیبت گذری ہے آسان ہے پھر حضرت نے عمر ابن معاذ کی تعزیت کرکے انکو بہشت کی بشارت دی اس ضعیفہ نے خوش ہوکر کہا یا
رسول اللہ مین بہت خوش ہون پھر حضرت نے سعد ابن معاذ سے کہا کہ میرے ساتھ زخمی بہت ہین مناسب ہے کہ جلد اپنے اپنے گھرون مین
پہونچکر زخمون کی دوا کرین میرے ساتھ چلنا ضرور نہین کیونکہ انکو تکلیف ہوگی سعد نے یہ حکم سب بنی عبد الاشہل کو سنا دیا وے لوگ
اپنے اپنے گھرون کو روانہ ہوئے او سب قریب تیس آدمی کے تھے اور سعد حضرت کے ساتھ در دولت تک آئے پھر رخصت ہوکر گھر گئے جب
انصار اپنے اپنے گھرون مین پہونچے تو اکثر نے اپنی عورتون سے کہا کہ تم اول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا کے گھر جاؤ اور انکے یہان
رسم تعزیت ادا کرو چنانچہ سب عورتین متفق ہوکر حضرت حمزہ سید الشہدا کے گھر گئین اور آدھی رات تک گریہ و زاری مشغول رہین حضرت
اسوقت سوتے تھے جب بیدار ہوئے تو آپ نے آواز رونے کی سنکر منع کیا او تنبیہ ایک شدید فرمائی اس حکم سے معلوم ہوا کہ نوحہ کرنا
ممنوع ہے کیونکہ اگر درد مصیبت سے رونا ہے تو بے صبری ہے او بے صبری کے واسطے امتناع ہے اور اگر بناوٹ ہے تو مسلمان کو بناوٹ کرنا ممنوع ہے اور
احادیث صحاح سے معلوم ہوتا ہے کہ جب حضرت نے آواز رونے کی سنی تو پوچھا کون روتا ہے لوگون نے کہا کہ عورتین انصار کی اپنے شہیدون پر
نوحہ کرتی ہین حضرت نے فرمایا کہ حمزہ ابن عبد المطلب کو کوئی نہین روتا سعد ابن معاذ و سعید ابن حضیر نے اپنی قوم کی عورتون سے کہا
کہ تم حمزہ ابن عبد المطلب پر گریہ کرو اور اپنے شہیدون کو چھوڑو سو سب عورتین مسجد کے دروازے پر آکر رونے لگین یہانتک کہ حضرت صلعم
تشریف لائے تو فرمایا کہ یرحمکن اللہ فقد آسیتن بانفسکن یعنی تم پر اللہ رحم کرے تم نے اپنے نفسون کے واسطے برا کیا اسی وقت سے نوحہ گری
ممنوع ہوئی **فائدہ** اس لڑائی مین بعض مسلمان کامل تھے بسبب شیوع خبر شہادت رسول اللہ صلعم کے ہٹ گئے تھے اسی پر سورۂ آل
عمران مین ارشاد ہوا ہے وما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل افان مات او قتل انقلبتم علی اعقابکم ومن ینقلب علی عقبیہ فلن یضر اللہ
شیئا وسیجزی اللہ الشاکرین یعنی محمد تو ایک رسول ہے ہو چکے پہلے اس سے بہت رسول پھر کیا اگر وہ مر گیا یا مارا گیا تم پھر جاؤ گے

الٹے پاؤن اور جو کوئی پھر جاویگا الٹے پاؤن تو نہ بگاڑیگا اللہ کا کچھ اور اللہ ثواب دیگا بھلائی والون کو خلاصہ یہ کہ رسول زندہ رہے یا مر
دین اللہ کا ہی پر قائم ہو آیت مین یہ اشارہ ہے کہ بعد وفات حضرت کے بعض لوگ پھر جاوینگے اور جو قائم رہینگے انکو ثواب ہوگی
اسی طرح ہوا کہ بعد وفات حضرت کے بہت لوگ مرتد ہو گئے حضرت [illegible] نے انکو [illegible] کیا [illegible] کو قتل کیا [illegible] لڑائی
مین دو چکیان ہوئین ایک یہ کہ حضرت نے پچاس تیر اندازون کو [illegible] مین [illegible] تھا کہ [illegible] شکست
آخر تک یہان سے نہ ہٹنا [illegible] آدمی رہ گئے کافرون کی فوج نے پیچھا [illegible] کافر بھاگے لگے تو مسلمان بیچ مین
حضرت بیٹھے تھے دوسری طرف سے [illegible] اسی سبب سے شکست ہوئی دوسری یہ کہ [illegible]
کا دل تنگ کیا انکے [illegible] حکم [illegible]
چاہیے اللہ کی عنایت کہ باوجود اس [illegible] ارشاد فرمایا ان الذین تولوا منکم
یوم التقی الجمعان انما استزلہم الشیطان ببعض ما کسبوا ولقد عفا اللہ عنہم ان اللہ غفور حلیم جو لوگ تم مین ہٹ گئے جس دن بھڑین دو
فوجین سو انکو دگا دیا شیطان نے [illegible] اور اللہ نے انکو معاف کیا اللہ بخشنے والا ہے تحمل رکھتا واقعہ
اس لڑائی مین [illegible] منافق [illegible] ایمان والے [illegible] آج حضرت
کے اور قائم ہونے لڑائی کے [illegible] ظاہر ہے معنی
کہ اس شکست کے [illegible] اختیار [illegible]
[illegible] دونون باتون کا جواب [illegible] آل عمران
مین [illegible] فائدہ اس لڑائی مین شاید حضرت
کا دل مسلمانون سے خفا ہو [illegible] مسلمانون کی [illegible] فاعف عنہم
واستغفر لہم وشاورہم فی الامر [illegible] فائدہ اس
معرکہ مین [illegible] مسلمانون [illegible] کافرون اور منافقون [illegible] اور بعضے خیر خواہی
کے پیرائے مین سمجھانے لگے [illegible] لڑائی مین [illegible] اللہ صاحب فرماتے ہین یا ایہا الذین امنوا ان تطیعوا الذین
کفروا یردوکم علی اعقابکم فتنقلبوا خاسرین یعنی اے ایمان والو اگر تم کہا مانو گے منکرون کا تو تم کو پھیر دینگے الٹے پاؤن پھر جا پڑوگے
نقصان مین خلاصہ یہ کہ دشمن کے فریب مین نہ آؤ اور [illegible] اللہ صاحب نے مسلمانون کو تسلی کے واسطے یون سمجھایا ہے اولما
اصابتکم مصیبۃ قد اصبتم مثلیہا قلتم انی ہذا قل ہو من عند انفسکم ان اللہ علی کل شیء قدیر یعنی کیا جس وقت پہنچی تم کو ایک
تکلیف کہ تم پہنچا چکے ہو انکے دوبرابر کہتے ہو یہ کہان سے آئی تو کہہ آئی تم کو اپنی طرف سے اللہ ہر چیز پر قادر ہے یعنی تم
پہلی لڑائی مین ستر کافرون کو مار چکے ہو اور ستر کو پکڑ لائے تھے اور اب [illegible] مین کافر [illegible] لڑائی
مین ستر ہی آدمی شہید ہوئے پھر بیدل کیون ہوتے ہو [illegible] اپنے تصور [illegible]

اسیرون کو مار کیون نہ ڈالا مال لیکر چھوڑ دیا اور حضرت نے فرمایا تھا کہ اگر انکو چھوڑتے ہو تو تم مین ستر آدمی شہید ہونگے لوگون
نے قبول کرکے مال لیا اور انکو چھوڑ دیا باین ہمہ شہیدون کو کیسا مرتبہ حاصل ہوا کہ جسکی انتہا نہین اور حقیقت تو یہ ہے کہ وہ
کیونکر مرے حسبنا ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتا بل احیاء عند ربہم یرزقون فرحین بما آتاہم اللہ من فضلہ
ویستبشرون بالذین لم یلحقوا بہم من خلفہم الا خوف علیہم ولا ہم یحزنون انکی شان مین ہے یعنی تو نہ سمجھ جو لوگ مارے گئے اللہ کی
راہ مین مردے بلکہ زندہ ہین اپنے رب کے پاس روزی پاتے خوشی کرتے ہین اس پر جو دیا انکو اللہ نے اپنے فضل سے
اور خوشوقت ہوتے ہین انکی طرف جو ابھی نہین پہونچے ان مین پیچھے سے اس واسطے کہ نہ ڈر ہے انپر نہ انکو غم عبد اللہ
ابن مسعود سے روایت ہے کہ مین نے آنحضرت سے پوچھا کہ یا حضرت قرآن مین حق تعالی فرماتے ہین کہ شہیدون کو مردہ
نہ سمجھو وہ زندہ ہین روزی پاتے ہین خوشیان کرتے ہین خدا کے فضل سے سو آیت کا کیا مطلب ہے اور شہیدون کا
مفصل حال کیونکر ہے تب حضرت نے فرمایا کہ شہیدون کی روحین سبز چڑیان ہین بہشت کے میوے کھاتی ہین انکے واسطے
عرش کے نیچے قندیلین لٹکتی ہین کھاتی پھرتی ہین بہشت مین جہان انکا جی چاہتا ہے اور رات کو انھین قندیلون مین
آکر ٹھہرتی ہین سو انکے رب نے انکو دیکھا اور فرمایا کہ بھلا کسی چیز کو تمھارا جی چاہتا ہے شہیدون نے کہا کس چیز کو
ہمارا جی چاہے ہم تو اس چین مین ہین کہ بہشت مین کھاتے پھرتے ہین جہان چاہتے ہین پھر خدا نے تین بار
اسی طرح پوچھا جب شہیدون نے دیکھا کہ بدون کچھ مانگے نہین چھٹتے تو کہا اے رب ہم چاہتے ہین کہ ہماری
روحین ہمارے بدنون مین پھر ڈالی جائین تو ایکبار اور بھی تیری راہ مین مارے جائین اور ٹکڑے ٹکڑے
ہون پھر جب خدا نے دیکھا کہ انکو اب کسی چیز کی ہوس اور آرزو نہین رہی ہے تو پھر انسے پوچھنا چھوڑا اس حدیث
کو مسلم نے روایت کی ہے اسی طرح اکثر احادیث اور آیات شہیدون کے فضائل مین موجود ہین اور صحیح بخاری مین جابر
رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ شہدائے احد کے دفن مین آنحضرت نے یہ طریق کیا تھا کہ دو دو شخصون کو ایک کپڑے مین
لپیٹا اور فرمایا کون انکا قرآن زیادہ پڑھتا تھا جب ایک ان مین سے معلوم ہوا تو اسکو لحد مین مقدم کر دیا اور فرمایا
کہ انا شہید علی ہؤلاء یوم القیامۃ اور سب کو مع خون دفن کیا نہ انپر نماز پڑھی نہ غسل دیا اور ترمذی مین ہے کہ فرمایا
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ کے نزدیک چھ چیزین ہین شہید کے واسطے ہین ایک تو اول دفعہ بخشا جاتا ہے
دوسرے بہشت مین رہتا ہے تیسرے عذاب قبر سے محفوظ رہتا ہے چوتھے فزع اکبر یوم قیامت سے مامون
ہوتا ہے پانچوین ایک تاج یاقوت کا مرصع اسکے سر پہنایا جاتا ہے چھٹوین بہتر بیبیان ملتی ہین اور ستر اقربا کی شفاعت
کرتا ہے یہ حدیث ابن ماجہ اور ترمذی نے روایت کی ہے احادیث سے واضح ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم واسطے
زیارت قبور شہدائے احد کے تشریف لے گئے اور فرمایا کہ مین تیرا بندہ اور رسول تیرا گواہ ہون کہ یہ لوگ تیری
راہ مین اور تیری رضا مین شہید ہوئے ہین پھر فرمایا کہ جو کوئی ان شہیدون کی زیارت کرے اور ان پر سلام کرے

تو یہ لوگ جواب دینگے خطاب ابن خالد مخزومی کہتے ہیں کہ میں اور میرا غلام ساتھ تھے اور سلام کیا تو سب قبروں سے جواب سلام آیا کہ و[illegible]
سے تھہر نہ سکے چلے آئے اور فاطمہ خزاعیہ فرماتی ہیں کہ میں ایک دن سوار ہو کر احد میں پہونچی جب حضرت حمزہ کی قبر پر نظر پڑی
تو میں نے کہا السلام علیک یا عم رسول اللہ قبر سے آواز آئی وعلیک السلام ورحمۃ اللہ فائدہ شہید [illegible]
شہید بوقت [illegible] اس عالم کے مشاہدہ [illegible] ملاء اعلی میں داخل ہو جاتے ہیں [illegible] پیغمبر صلی اللہ
علیہ وسلم [illegible] بالجنۃ والعقار والروح والرضوان [illegible] شہید [illegible] فرمایا ہے [illegible] کتب احادیث
سے واضح ہوتا ہے کہ سوا اس شہادت کے اور بھی شہادت ہے چنانچہ ابن عساکر نے امیر المومنین علی مرتضی سے روایت کی ہے
کہ غریق اور سوختہ آتش اور [illegible] کی بیماری سے مرا [illegible]
وہ بھی شہید ہے اور جس عورت کا خاوند مر گیا [illegible] وہ بھی شہید ہے اور جو شخص اپنے [illegible] میں
مارا گیا وہ بھی شہید ہے اور جو کوئی اپنے بھائی کے بچانے میں مارا گیا وہ بھی شہید ہے [illegible] لشکر بھی شہید ہے
اور جلال الدین سیوطی نے اپنی کتاب [illegible] میں [illegible] جو شخص [illegible] میں
وغیرہ کا [illegible] ہوا ہو اور جس کو بادشاہ نے ظلما [illegible] بادشاہ کے خوف سے [illegible] ہوا ہو اور
مر جاسے اور جس کو کیڑے نے کاٹا ہو اور [illegible] ثواب اذان [illegible] اور جو شخص اپنے اہل و عیال اور
مالیک میں حکم خدا جاری کرتا ہو [illegible] حلال کمائی [illegible]
صبر کر کے مرے اور جو شخص [illegible]
[illegible]
سنت پر قائم رہے اور جو شخص اپنی مرض موت میں [illegible] اہل سنت [illegible]
[illegible] اور طبرانی نے ابو موسی اشعری سے مرفوعا روایت کی ہے کہ جو کوئی [illegible]
[illegible] اپنے مال کے بچانے میں مارا گیا وہ بھی شہید ہے اور حدیث [illegible] کہ جو شخص
سیل میں بہ گیا یا عورت حالت [illegible] شہید ہے اور حدیث [illegible] مرفوعا
[illegible] کہ ذات الجنب بھی شہادت ہے اور عبادہ ابن صامت سے روایت ہے کہ جو کوئی [illegible] مر جاسے
وہ بھی شہید ہے اور عبد اللہ ابن عباس سے مرفوعا روایت ہے کہ جو [illegible] وہ بھی شہید ہے اور حضرت عائشہ صدیقہ سے
مرفوعا روایت ہے کہ جو شخص عاشق ہوا [illegible] اختیار کرے اور مر جاسے تو شہید [illegible] اور حدیث
ابن النجار کی ابن عباس سے [illegible] وہ بھی شہید ہے اور حضرت انس سے
مرفوعا مروی ہے کہ [illegible] بھی شہادت ہے اور حاکم [illegible] روایت [illegible] تو شہید
اور ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ [illegible] شخص حالت [illegible]

مانع ہو اور مرے تو شہید ہے اور صاحب تو ضیح تاتارخانیہ نے بیان کیا ہے کہ جو کوئی مسافر مرے اور جو شخص شب جمعہ میں یا روز جمعہ میں
یا طلب علم میں مرا ہو وہ بھی شہید ہے شامی نے کہا کہ علماء مالکیہ نے اسقدر اور زیادہ کیے ہیں کہ جو شخص گھوڑا کسی کا [illegible]
کارہے اور جو ہر شب سورہ یٰس والقرآن الحکیم پڑھے اور جو شخص سواری کے جانور سے گر کر مر جاوے اور جو رات کو طہارت کے ساتھ
سو رہے اور مر جاوے اور جو شخص تمام عمر لوگوں کی مدارات کرتا رہے اور جو شخص ہر روز پچیس بار درود پڑھے اور جو شخص
صدق دل سے اللہ کی راہ میں قتل ہونے کی دعا مانگا کرے اور جو شخص حاجت کے وقت مسلمانوں کے کسی شہر میں غلہ
لاوے اور جو شخص ہر صبح اعوذ باللہ السمیع العلیم من الشیطان الرجیم تین بار پڑھا کرے اور تین بار سورہ حشر کی آخر
آخر کی پڑھے اور اسدن وفات پاوے یہ جو تفصیل شہدا کی بیان ہوئی شہدا آخرت میں ان پر احکام دنیویہ از قسم
ترک غسل وغیرہ امور مذکورہ کتب فقہیہ جاری نہ کیے جاوینگے بلکہ وہ احکام اس شخص پر جاری ہونگے جو ہتھیار تیز
مثل تیر شمشیر وغیرہ سے اہل حرب یا اہل بغی یا قطاع الطریق کے ہاتھ سے مارا جاوے یا معرکہ جنگ میں پایا جاوے
اور جسم پر اثر جراحت ہو یا موضع غیر معتاد مانند گوش یا چشم وغیرہ سے خون نکلتا ہو کہ دلالت جراحت باطنی پر کرتا ہو
یا کسی مسلمان نے ظلماً مارا ہو اگرچہ [illegible] ہو اور دیت اسکے قتل سے واجب نہ ہوئی ہو اور بالغ و طاہر ہو اور
[illegible] یا [illegible] علاج کرنے سے اور بیع و شرا و وصیت وغیرہ کا
[illegible] آپ پر عرض نہ ہوئی ہو اسکو غسل نہ دینا چاہیے بلکہ انہیں کپڑوں
میں دفن کرنا چاہیے لیکن نماز [illegible] اور اگر کوئی شخص [illegible] یا قصاص میں مارا جاوے وہ شہید نہیں ہے
غسل دیا جاوے اور نماز [illegible] اور اگر قطاع طریق [illegible] مارا جاوے تو غسل دیا جاوے گا نماز پڑھی
[illegible] واللہ اعلم بالصواب [illegible] شب برات واقع ہوا
اور حضرت [illegible]
[illegible]
داخل [illegible] شب برات [illegible] اور انکو [illegible]
[illegible] مطابق [illegible] واقع ہوا [illegible]
منورہ سے واقع ہے اور سبب یہ ہوا کہ ابو سفیان ابن حرب [illegible] جب احد سے لوٹا تو موضع روحا میں آیا اور
قوم قریش سے کہا کہ اگرچہ لشکر اسلام کو شکست ہوئی لیکن ہم نا تمام رہے اب بہتر ہے کہ اہل اسلام کا استیصال
قبل قوت و شوکت کے کیا جاوے جانب مدینہ [illegible] صفوان بن امیہ نے کہا کہ محمد صلعم
اور انکے اصحاب اس معرکہ سے بہت ہی [illegible] شریک ہونگے ابھی تم کو [illegible]
دیکھا چاہیے کیا ہو شاید غلبہ ہو جاوے [illegible] بہتر نہیں [illegible] میں پہنچی کہ ایسا سخن قریش [illegible]

ہوا اہل تحقیق فرماتے ہیں کہ آخر روز شنبہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم احد سے خاص مدینے میں تشریف لائے اور شب کو
مدینے میں رہے صبح کو روز یکشنبہ یہ خبر سنی اُس دن حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے منادی کرائی کہ سب لوگ جمع
ہوں چنانچہ سب لوگ اس خبر کے سنتے ہی آمادہ و مستعد ہوئے اور زخمی ہوں پر ہیکان اپنے گھروں سے نکلے
اور حضرت رسول مقبول انکو لیکے چلے حضرت جابر انصاری نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میں غزوۂ احد میں حاضر نہ تھا
آج ساتھ چلونگا آنحضرت نے اذن دیا اور سوا انکے کسی کو ساتھ نہ لیا بلکہ وہی لوگ تھے جو غزوۂ احد میں شریک
رہے تھے پھر ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کو خلیفہ مدینہ فرمایا اور علی مرتضی شیر خدا کو یا تھوڑے صدیق اکبر کو علم بردار کیا
جب حمراء الاسد میں آئے تو شب دوشنبہ پانسو مقام پر آتش روشن کرائی تا کہ شوکت اسلام اطراف و جوانب میں
روشن ہو روایت ہے کہ معبد ابن ابی معبد خزاعی موضع تہامہ میں بر سبیل تعزیت حضرت صلعم سے ملا اور اس حرکت کے
متاسف ہو گئے جانب مکہ معظمہ روانہ ہوا اگرچہ یہ شخص مسلمان نہ تھا مگر خزاعی تھا اور بنو خزاعہ سے عہد و پیمان ہو گیا تھا
سو وہ ابو سفیان سے موضع روحا میں ملا اور جمعیت اصحاب حضرت رسول و شوکت و شجاعت اصحاب نبی مقبول
بیان کر کے کہنے لگا کہ پیغمبر خدا صلعم با جاہ کثیر تشریف لاتے ہیں میری دانست میں تم لوگوں سے کوئی شخص انکے
مقابلہ نہیں کر سکتا سو قریش پریشان و ہراسان ہوئے صفوان بولا جو میں کہتا تھا وہی ہوا اب جلدی بھاگو نہیں
تو مشکل ہو بس لشکر کفار نے کوچ کیا اور معبد نے یہ خبر حضرت صلعم سے کہلا بھیجی آنحضرت نے فرمایا رشد ہم صفوان
در اسلام برشید یعنی صفوان نے راہ راست بتلائی حالانکہ خود راہ راست پر نہ تھا اور جب ابو سفیان جانب مکہ معظمہ
بھاگا تو راہ میں ایک جماعت عبد القیس مدینے کے جانے والے ملے سو ابو سفیان نے کہلا بھیجا حضرت صلعم سے
کہ میرا ارادہ تمہارے استیصال کا ہے چنانچہ ان لوگوں نے پیغام آ کہا حضرت رسالت مآب صلعم سے عرض کیا تو
مسلمانوں نے کہا حسبنا اللہ و نعم الوکیل [illegible] حمراء الاسد سے [illegible] فرمائی [illegible] تین دن
حمراء الاسد میں قیام رہا اور پانچ شب [illegible] مدینے [illegible] رہی اور دو کافر ہاتھ لگے ایک معاویہ ابن مغیرہ ابن ابی العاص جد
عبد الملک ابن مروان دوسرا ابو عزہ جمحی شاعر [illegible] گرفتار ہو کے منت [illegible] ہاتھ آیا چنانچہ معاویہ
ابن مغیرہ حضرت امیر المومنین عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کی شفاعت سے با این شرط چھوٹ گیا کہ تین روز سے زیادہ مدینے
میں نہ رہے ورنہ قتل ہوگا سو اسکی موت آئی تھی جانے کا ارادہ نہ کیا [illegible] شاید [illegible] اسی لیے [illegible]
کر بیان سے اخبار [illegible] مسلمانوں نے [illegible] مدینے [illegible]
و عمار بن یاسر بازنی رسول [illegible]
ان دونوں نے قتل کیا اور ابو عزہ [illegible]
تو میں [illegible] ایسا نہ کرونگا [illegible] شاعر [illegible]

فرمایا لا یلدغ المومن من جحر واحد مرتین یعنی سانپ کو نہیں کٹتا مسلمان دو مرتبہ ایک گڈھے سے اب اتو رہا نہو گا اور تجکو یہ کہتے
نہو گا کہ دو نکہ اپنی جہا کے کیسے کہ ہنسا دو مرتبہ محمد صلعم کو فریب دے آیا آخر کار وہ بھی قتل کیا گیا اور اسی سال کے آخر میں
بروایت محمد ابن اسحاق صفر سے رجیع کہ بفتح مہلہ و کسر جیم و سکون تحتیہ و عین مہلہ ایک کنواں بنی ہذیل کا ہے مابین مکہ و عسفان
واقع ہوا اور وجہ یہ ہوئی کہ بعد معرکہ احد سفیان ابن خالد ہذلی لحیانی باجماعت عضل و قارہ کہ ایک شعبہ ہیں آیا اور قریش کو
فتح احد پر مبارکباد دی جب مثلہ بنی عبد الدار سے آواز نوحہ سنی تو سلافہ بنت سعد کے پاس گیا اور اسکے چار بیٹوں اور
شوہر کی تعزیت کی اس قطامہ نے یہ قسم کھائی تھی کہ تیل بالوں میں نہ ڈالوں جب تک کشتگان احد کا عوض نہ لیلوں
اور کاسہ سر عاصم ابن ثابت میں شراب نہ پیوں اور یہ بال بھی سر کے اکھاڑے تھے سو ابوسفیان وغیرہ کو دیکھ کر بولی کہ
جو کوئی عاصم ابن ثابت خواہ طلحہ ابن عبد اللہ یا زبیر ابن العوام کو مارے اور سر لاوے تو میں سو اونٹ اسے انعام دوں
سفیان ہذلی نے بطمع انعام اپنے ساتھیوں سے کہا اور سمجھایا کہ دو فائدے عمدہ ہیں ایک تو نفع دنیا بہت بڑا ہو دوسرا
تمہارے دشمن قتل ہونگے وہ بولے اسکی راہ بتلاؤ کہا تم لوگ محمد صلعم کے پاس جاؤ اور اسلام ظاہر کرو اور بنا بر
تعلیم احکام اسلام کچھ لوگوں کو طلب کرو چونکہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا توجہ خاص ان باتوں پر ہے ضرور اپنے اصحاب کو تمہارے
ساتھ کرینگے شاید ان لوگوں سے بھی کوئی شخص ہاتھ آجاوے چنانچہ سات آدمی عضل و قارہ کے باظہار اسلام
مدینے میں آئے اور مسلمانوں سے موافقت پیدا کی اور حضرت رحمۃ للعالمین سے وہی درخواست کی اور قبیلہ ثابت ابن
ابی الاقلح میں جو جد ابی عاصم کے باپ کے گھر اترے اور عاصم ابن ثابت سے نہایت محبت ظاہر کی اور اکثر کہا کرتے اے ثابت
اگر خوب بات ہو جو تم بھی ہمارے ساتھ چلو اور لاریب تم اصحاب اخیار میں ہو حضرت عاصم فرماتے کہ مجکو امید ہے کہ میں بھی چلوں
آخر کار بعد چند روز کے حضرت رسول مقبول نے مرثد ابن ابی مرثد اور خبیب ابن عدی کہ بضم خا و کسر موحدہ اور زید
ابن الدثنہ کہ بفتح دال مہلہ و کسر ثاء مثلثہ و نون مشدد ہے اور عبد اللہ ابن طارق اور خالد ابن ابی البکیر اور معتب ابن عبید اور تین
اور جنکے نام معلوم نہیں ہوئے شاید سردار ان کا حضرت عاصم ابن ثابت تھا ساتھ کر کے روانہ فرمائے اور عاصم کو امیر کیا
جب یہ اصحاب موضع ہدہ میں کہ سات میل [illegible] پہنچے تو ایک مردود کافر ان میں سے پیش پیش سفیان
ابن خالد کے پاس گیا وہ [illegible] بنو لحیان [illegible] تیر انداز تھے ہمراہ لیکر استقبال کے بہانے نکلا اور
مسلمانوں پر کہ چلتے [illegible] آ پہنچا [illegible] کھجور کی گٹھلیاں [illegible] جانب جبل فدفد کہ ایک اونچی
پہاڑی ہے چلے گئے تھے اتفاقاً [illegible] ایک عورت لحیانیہ نے کہ بکریاں چرانے کو آئی تھی گٹھلیاں ان خرموں کی دیکھیں
اور جانا کہ یہ خرمے مدینے کے ہیں سو آ کے کافروں کو خبر کر دی وہ سب مردود پہاڑ کی طرف دوڑ پڑے خالد ابن
ابی البکیر نے عاصم سے کہا اے ابوسلیمان ان لوگوں نے فریب کیا وہ لوگ [illegible] بہتر کیا اچھی شہادت ہی اسکو
غنیمت جان کر دشمنان دین سے لڑنا بہتر ہے پس عاصم ابن ثابت معہ چھ نفر کے شہید ہوئے اور خبیب ابن عدی

و زید ابن الدثنہ و عبد اللہ ابن طارق بچ رہے تھے سو عبد اللہ نے کوشش تمام چھوٹ کر لڑائی کی خوب ہی لڑے
اور شہید ہوئے ایک انکے کافروں نے چاہا کہ عاصم کا سر کاٹیں اللہ جل ذکرہ نے ایک لشکر زنبور کا جسم عاصم
ابن ثابت پر متعین فرمایا کہ انکے خوف سے کوئی کافر سر کاٹنے کو نہ جا سکا ناچار مصلحت سوچی کہ رات
کے وقت کاٹینگے جب رات ہوئی تو قدرت الٰہی سے ایک سیل آیا اسنے جسم مطہر حضرت عاصم ابن ثابت
رضی اللہ عنہ بہا لیا اور پھر جسد میں پہنچا یا کسی کافر ان کے ہاتھ نہ آیا اور جب وہ لوگ بعد [illegible]
اس حرکات سے ساقط ہمت ہوئے [illegible] پاس [illegible] لیے گئے تو انسے [illegible] کہا کہ
[illegible] اب میں [illegible] اپنا جانب [illegible] الدنیا والآخرۃ [illegible]
خبیب رضی اللہ عنہ کو دختر حارث ابن عامر [illegible] رضی اللہ عنہ [illegible] ابن امیہ [illegible]
[illegible]
[illegible] بڑی کرائی [illegible]
[illegible]
خبیب کے پاس [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] خبیب [illegible]
راہ میں دونوں [illegible] تھا [illegible]
رضی اللہ عنہ [illegible]
[illegible] قتل [illegible]
[illegible]
[illegible] اس مضمون کی [illegible] اسلام میں [illegible]
ہو اور اسکی ذات میں یہ صفت ہو کہ اگر [illegible]
سے منقول ہے کہ وہ کہتا تھا کہ خبیب رضی اللہ عنہ [illegible]
نہایت ہیبت غالب ہوئی [illegible]
اٹھتا تھا تو ظالم زمین پر لیٹ جاتا تھا [illegible]
حویطب ابن عبد العزیٰ [illegible] گیا

روایت ہے کہ اُن لوگون مین سے جو کوئی شریک قتل تھے سخت بلاؤن مین مبتلا ہوئے چنانچہ سعید بن عامر انھین مین تھا
کہ گاہ گاہ بے سبب اُنکو غش آجاتا تھا اور باوجود مسلمان ہونے کے بھی یہ عارضہ نہ گیا القصہ خبیب رضی اللہ عنہ کو سولی کی
اور فاعل اس فعل کا ابوسروعہ ابن حارث تھا بروایت صحیحہ ثابت ہے کہ خبیب رضی اللہ عنہ نے دار پر فرمایا کہ یا الٰہی کوئی
ایسا نہین ہے جو میرا سلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہونچاوے زید ابن اسلمؓ فرماتے ہین کہ ہم لوگ حضرت صلعم کی
خدمت مین حاضر تھے دفعتہً آثار نزول وحی کے نمودار ہوئے اور حضرت نے فرمایا وعلیہ السلام ورحمۃ اللہ بعد ازان فرمایا
کہ اس وقت خبیب کو قریش نے شہید کیا جبرئیل علیہ السلام مجھسے اُسکا سلام کہتے ہین روایت ہے کہ مشرکون نے بہات
عناد سے خبیبؓ کا منھ از جانب کعبہ پھیر کر جانب مدینہ کر دیا تو خبیب نے فرمایا کہ اگر تم لوگون نے یہ کیا تو کچھ مضر نہین ہے
اللہ صاحب فرماتے ہین اینما تولوا فثم وجہ اللہ روایت ہے کہ کافرون نے کہا کہ اگر تم دین اسلام ترک کرو تو ہم تمکو چھوڑ دین
خبیب نے کہا کہ اگر تمام روے زمین مجھے دین تو بھی اسلام سے نہ پھرون ایک جان کیا سو جان اسلام کے قربان کافرون نے
کہا کہ تم اب بھی چاہتا ہے کہ تمھارے عوض محمد کو سولی ہو خبیب نے کہا کہ میرا دل ہرگز نہین چاہتا کہ مین گھر مین ہون اور پیغمبر خدا
صلعم کے پیر مین ایک کانٹا چبھے پھر مقتولان بدر کی اولاد اقارب چالیس آدمی نیزے لیے اور ہر طرف سے مارنے لگے
اسوقت منھ حضرت خبیب کا کعبے کی طرف ہو گیا فرمایا شکر خدا جس نے میرا منھ اُس قبلے کی طرف کر دیا جو اُسنے اپنے
رسول اور مسلمانون کے لیے پسند کیا ہے پھر جب رجیع سے لوٹ کر لوگ مدینہ مین آئے اور احوال واقعی کا بیان کیا تو
خبیبؓ کی شہادت کا وہی وقت تھا جس وقت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی تھی اور جب زید رضی اللہ کو دار کے
نیچے لے گئے تو اُنھون نے بھی باقتدائے خبیب رضی اللہ عنہ دو رکعت نماز ادا کی اور شہید ہوئے اور قاتل انکا نسطاس
صفوان کا غلام تھا علماء نزول فرماتے ہین کہ آیت کریمہ ومن یشری نفسہ ابتغاء مرضات اللہ خبیب و زید رضی اللہ عنہما
کی شان مین نازل ہوئی ہے بالجملہ کافرون نے حضرت خبیب ابن عدی بدری صحابی کی لاش کو سولی پر چھوڑا تاکہ آئندہ لوگ
کو آگاہی حاصل ہو یہ خبر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پہونچی حضرت نے فرمایا کہ جو کوئی لاش خبیب کی لائے اسکو بہشت ہے
زبیر ابن العوام اور مقداد ابن الاسود وقت شب گئے اور لاش کو سولی سے اُتار لائے اور عجب ماجرا ہوا کہ اُس لاش
کی حفاظت چالیس آدمی کرتے تھے جب اصحاب رسول اللہ علیہ وسلم کے لاش پر پہونچے تو سب سو گئے اور خبیب کو
آہستہ سولی سے اُتارا اور گھوڑے پر رکھکے لے چلے اور چالیس دن قتل پر گذرے تھے مگر بدن ویسا ہی تازہ تھا اور خون
سے خون ٹپکتا تھا اور مشک کی بو آتی تھی صبح کو قریش جاگ پڑے اور پیچھا کیا چونکہ مشرک زیادہ تھے قریب تر آ گئے اور چاہا
کہ لاش کو چھینین حضرت زبیر و مقداد نے مجبوری سے لاش زمین پر ڈال دی اُسی وقت زمین نگل گئی اسی سبب سے
خبیب رضی اللہ عنہ کو بلیع الارض بولتے ہین پھر زبیر رضی اللہ عنہ نے مقابل کفار ہوکر کہا کہ مین زبیر ابن العوام ہون اور
مان میری صفیہ بنت عبد المطلب ہے اور مقداد ابن الاسود میرے رفیق ہین تمھارا جی چاہے تو تیرون سے لڑو

اور کچھ لوگ تیر و تلوار و نیزے سے قریب ان کے جا پہونچے اور خوف کھا کر بھاگ گئے اور زبیر اور مقداد رضی اللہ عنہما خدمت آنحضرت
میں حاضر ہوئے اور قبل حاضری ان دونوں کے حضرت جبرئیل علیہ السلام نے تمام احوال کی خبر دی اور فرمایا کہ
ان دونوں کی تعریف فرشتے کرتے ہیں اسی سال میں سریہ بیر معونہ واقع ہوا معونہ بفتح المیم وضم العین المہملہ
ایک موضع ہے مابین مکہ و عسفان بلاد ہذیل سے اس واقعہ کو سریہ [illegible] القراء کہتے ہیں اور سبب وقوع
واقعہ یہ ہوا کہ ابو براء ابن مالک ابن جعفر کلابی عامری جسکو [illegible] ملاعب الاسنہ بفتح [illegible]
الشین ہوتے تھے مدینہ طیبہ میں وارد ہوا [illegible] صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوا اور کچھ تحفہ پیش کیا حضرت نے قبول
نہ کیا اس سبب سے کہ وہ مشرک تھا پھر آنجناب نے دعوت اسلام فرمائی [illegible] کہا کہ میں
[illegible]

اور جان کی پناہ پائی بایں ہمہ حارث نے دو کافر قتل کیے اور آپ بھی شہید ہوئے اور عمرو بن امیہ نے کہا کہ مین قبیلہ بنی مضر
سے ہون تب عامر بن طفیل نے پیشانی کے بال کاٹ کے چھوڑ دیا اور اس سے اپنی مان کے ذمہ ڈالا کیونکہ اسپر ایک بندہ آزاد
کرنا تھا اسمین محسوب کیا پھر عمرو سے ہر ایک مقتول اہل اسلام کا حال دریافت کیا عمرو نے سب کا حال کہا پھر پوچھا کہ تمھارے یارون مین سے
کوئی گم تو نہین ہے عمرو نے کہا عامر ابن فہیرہ نہین ہین کہا وہ کون تھے عمرو نے کہا کہ وہ افضل اصحاب مین تھے عامر بن طفیل نے
کہا کہ مین نے دیکھا کہ بعد قتل انکو آسمان پر اٹھائے گئے ہین اور قاتل حضرت عامر کا ایک شخص جابر بن سلمی نام یا جبار بن سلمی قبیلہ
بنی کلاب کا تھا سو وہ کہتا ہے کہ مین نے نیزہ مارا عامر کے اور وہ پار ہوگیا تو عامر نے کہا فزت واللہ یعنی پا لیا مین نے قسم خدا کی اور دیکھا
مین نے کہ عامر کو آسمان پر لے گئے مجھے عامر کے کلام مین تامل ہوا کہ مین نے ضحاک بن سفیان کلابی سے جا کے مطلب پوچھا انھون نے
کہا کہ مطلب یہ ہے کہ جنت کو پا لیا مین نے ضحاک سے کہا کہ اسلام مجھے تلقین کر دا دین بسبب مشاہدہ احوال عامر کے مسلمان ہوگیا یہ
تمام کیفیت حضرت جبرئیل نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیے اور آنجناب نے اپنے اصحاب سے من عن فرمائی بعد اسکے
ضحاک کا عریضہ آیا اسمین مطابق مخبرہ مندرج پایا گیا اور جو لوگ پھر کر آئے انھون نے بھی سارا حال کہا القصہ ابو براء عامر بن مالک اس
بیوفائی اور مکر سے جو اسکے بھتیجے نے اصحاب رسول اللہ سے کیا نہایت ملال ہوا کہ اسی عرصہ مین مر گیا اور عامر بن طفیل کو ربیعہ بن ابی براء
نے سر مجلس نیزہ مارا اس سے تو نہ مرا مگر ایک پھوڑا برابر کوہان شتر از قسم طاعون نکلا تب داخل نار ہوا اسنے براہ حماقت حضرت
صلعم سے کہلا بھیجا تھا کہ ملک مجھے بانٹ دو اسطرح کہ دیہات اور جنگل کے ارض سے مجھے کام نہین تم لو اور شہر میرے حصے مین چھوڑ دو
اگر اسپر راضی نہو تو بعد وفات اپنے مجھے اپنا خلیفہ کرو نہین تو مین ایک لشکر جرار کثیر المقدار لا کے تم سے لڑونگا آنجناب نے فرمایا
اللھم اکفنی عامرا یعنی اے اللہ تو خود کام تمام کر دے عامر کا کہ مجھ تک نہ پہونچے کہ وہ طاعون سے فی النار والسقر ہوگیا بالجملہ عمرو
بن امیہ وہان لوٹے راہ مین دو شخص مشرک بنی عامر کے مل گئے عمرو نے ایک درخت کے نیچے سوتے مین قتل کیا دل مین سمجھے
کہ یہ بھی ایک طرح کا انتقام عامر بن طفیل سے ہے اور یہ دونون مقتول حضرت صلعم کی امان مین تھے اسبات کی عمرو کو خبر نہ تھی جب
حضرت نے یہ حال سنا تو فرمایا اے عمرو یہ کام اچھا نہ ہوا اب دیت دینا پڑیگی اور بنی عامر اور یہود بنی نضیر ہم عہد تھے لہذا آپ کو منظور
ہوا کہ بہ مشورت انکے معاملہ دیت کو طے فرماوین اسی سے غزوہ بنی نضیر واقع ہوا فائدہ ایک مہینے مین حضرت صلعم نے ایک ماہ خواہ چالیس دن
قاتلون کے حق مین بددعا کی ہے اور اسمین بنی لحیان و رعل و ذکوان اور عصیہ کا ذکر کیا اور عضل و قارہ کو بھی شریک گردانا کس واسطے
کہ قصہ بیر معونہ و رجیع کی خبر ایک وقت مین پہونچی اور دونون قریب قریب واقع ہوئے تھے بخاری و مسلم مین حضرت انس سے ثابت
ہے کہ بعد شہادت شہداے بیر معونہ نے جناب الٰہی مین عرض کیا کہ ہمارے حال سے پیغمبر کو خبر دے کہ حضرت جبرئیل نے خبر دی
اور حضرت نے اصحاب سے کہا کہ تمھارے بھائی شہید ہوئے اور اللہ سے کہا کہ ہم تجھ سے ملے اور تو ہم سے راضی ہوا اور ہم تجھ سے راضی ہوئے
اور اسی طرح فضائل انکے کتب حدیث مین مذکور ہین نتیجۃ الفضائل سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت کعب ابن زید زخمی ہو کر اس قصہ مین
بچے مین بعد اسکے جنگ خندق مین شہید ہوئے اور صحیح بخاری سے معلوم ہوتا ہے کہ سب شہید ہوئے صرف ایک شخص لنگڑا

بچ گیا تھا کہ درد اسو تب پہاڑ پر تھا تنبیہ اگر کوئی بیوقوف کہے کہ حضرت نے تفسیر بھیج اور بیر معونہ میں ہے تامل اصحاب کو
بھیج دیا اور کچھ خیال نہ کیا کہ یہ لوگ ناحق مارے گئے تو جواب اسکا یہ ہے کہ انبیا علیہم السلام کا یہی کام ہے کہ انکو خدا کی راہ دکھلانے میں
منافق اور دوست اور دشمن سب یکساں ہیں انہیں ہر حال میں اپنے رب کی پیغام رسانی مقصود ہوتی ہے پس اس نظر سے کہ
وے لوگ خدا کی راہ دریافت کرنے کے نام سے حضرت کے پاس آئے تھے اور اصحاب کو ساتھ لیجانے کی آپ سے درخواست کی تھی
حضرت نے انکو ساتھ بھیج دیا جیسے کوئی اپنے تابعین کو بیگانہ دشمن پر بھیجتا ہے اور صلح کرکے جیسا اس سے بدعہدی کرتا ہے کہ آنحضرت
مآل کار پر بالہام الٰہی آگاہ تھے لیکن جناب باری کو منظور تھا کہ مومنین ان منافقین کے ساتھ چلے جاویں اور سب پر یہ بات
کھل جائے کہ اہل اسلام راہ خدا میں کس قدر جان نثار ہیں کہ دوست و دشمن میں کچھ تمیز نہ کرکے راہ خدا تعالیٰ میں جان تک حاضر
ہیں ایسا حبیب اللہ نے بھی کچھ دم نہ مارا اور یہ ویسا ہی معاملہ ہے جیسا حضرت مسلم کے ساتھ اہل کوفہ نے کیا ہے پوشیدہ نہ رہے کہ [illegible]
حبیب صحابی کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرو ابن امیہ ضمری اور [illegible] انصاری کو جانب مکہ بھیجا تھا اور فرما دیا
کہ تم پوشیدہ جاکر ابوسفیان کو قتل کر دو وے گئے تو خبر مشہور ہو گئی ناچار چلے آئے مگر ابن اسحاق نے اسکو ذکر نہیں کیا ہے صاحب [illegible]
نے لکھا ہے کذا فی بہجۃ المحافل اسی سال میں غزوہ بنی نضیر ہوا اور یہ واقعہ یوں واقع ہوا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم با فقہ اصحاب
خاص اور ایک جماعت یاران باختصاص کے جیسے ابوبکر صدیق اور عمر خطاب اور علی مرتضیٰ اور زبیر اور طلحہ اور سعد ابن معاذ
اور اسید ابن حضیر اور سعد ابن عبادہ یہ سب موجود تھے بنی نضیر یہودیوں کے پاس گئے تاکہ انسے دونوں [illegible]
مقتولوں کے خون بہا کی بابت کہ جنکو عمرو ابن امیہ ضمری نے قتل کیا تھا چونکہ [illegible] بنی نضیر حضرت سے عہد و پیمان
کر چکے تھے اور بنی عامر سے بھی قول و قسم ہو چکا تھا جب حضرت نے اس بات میں انسے کلام کیا تو بولے اے ابو القاسم جو کچھ
تم کہو گے ہم وہی کرینگے ایک لحظہ توقف کیجیے اور آرام کیجیے ہم آپکی اور آپ کے اصحاب کی ضیافت کرینگے آپ تشریف رکھیں
بعد فراغت کھانے سے اس امر میں عرض کرینگے سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے انکا التماس قبول فرمایا ان کافروں نے خلوت میں
جاکر مشورہ کیا کہ کوئی تدبیر ایسی ہو جس سے حضرت [illegible] ان کا کام تمام کریں اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پشت دیوار
بیٹھے تھے جب حی ابن اخطب نے کہا ایسا موقع کبھی نہ ملیگا صلاح یہ ہے کہ ایک شخص چھت پر چڑھ کر ایک پتھر محمد کے سر پر گرا دے
کہ کام انکا تمام ہو جاوے عمرو ابن جحاش ابن کعب بولا کہ میں یہ حرکت کرونگا سلام ابن مشکم نے کہا خدا کی قسم ایسا کام اگر کروگے
تو محمد کو آسمان سے خبر ہو جائیگی اور نقض عہد لازم آویگا کسی نے نہ مانا عمرو ابن جحاش نے چھت پر سے پتھر اٹھایا فوراً حضرت
جبرئیل امین نے [illegible] رب العالمین سید المرسلین کو خبر کر دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں سے اٹھ کر [illegible] جیسے کوئی اپنی
حاجت کو جاتا ہے اور مدینہ کی طرف تشریف لیچلے اصحاب بھی بیٹھے تھے آپ کے پیچھے چلے اور عمرو ابن جحاش کا پتھر ہاتھ
میں رہ گیا جب سب لوگ مدینہ میں داخل ہوئے تو اصحاب نے حال دریافت کیا حضرت نے بیان فرمایا اور [illegible]
محمد ابن مسلمہ کو اس قوم ناپاک کے پاس بھیجا اور کہلا بھیجا کہ اب تمہارا قول و پیمان ٹوٹ گیا تھا [illegible]

ہے لہٰذا تمہارا رہنا مسلمانوں کے پڑوس میں مناسب نہیں ہے دس دن کی مہلت ہے اس عرصہ میں نکل جاؤ جو کوئی دس دن بعد
ملے اسکی گردن ماری جاوے یہ خبر سنکر سفر کی طیاری میں مصروف ہوئے عبد اللہ ابن ابی منافق نے کہلا بھیجا کہ میں تمہاری
مدد کو حاضر ہوں تم قلعہ مستحکم کر لو اور ہرگز نہ نکلو اور یہود بنی قریظہ اور خلفا سے غطفان بھی اعانت کرینگے سو ابن اخطب سنتے ہی
مغرور ہو گیا اور حضرت سے کہلا بھیجا کہ ہم نہ نکلینگے تب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن ام مکتوم کو خلیفہ مدینہ کیا اور علی مرتضی کو علم دیکر
اور مدینے سے کوچ کیا اور اس جلدی سے گئے کہ نماز عصر بنی نضیر میں ادا فرمائی اور بعضے ظہر کے وقت پہونچے لیکن یہ دیکھکر
یہود اپنے قلعوں میں پوشیدہ ہو رہے اور تیروں اور پتھروں سے آمادہ جنگ ہوئے چنانچہ روایت ہے کہ خیمہ آنحضرت کا مقابل
بنی حطیمہ میں قایم کیا گیا تھا غزول ایک تیر انداز نے تیر چلایا کہ خیمہ میں پہونچا وہاں سے خیمہ دوسری جگہ اٹھا کر لگایا علی مرتضی اسکی گھات
میں تھے ناگاہ دیکھا کہ وہ مردود شمشیر برہنہ مع نو نفر یہودیوں باہر آیا علی مرتضی نے اسکو قتل کیا اور سر کاٹ کر اسکا حضرت کے روبرو
لا ڈالا اسوقت حضرت نے ابو دجانہ و سہیل کو مع آٹھ نفر دیگر ہمراہ علی مرتضی بنا بر تنبیہ ہمراہیان غزول کردیا کہ انھوں نے جاکر سب کو
قتل کیا اور سب کے سر حضرت کے پاس لائے بالجملہ گیارہ و شانزدہ روز یا پندرہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قلعہ کا محاصرہ کیا بنی نضیر
بحالت محصوری منتظر رہے کہ کوئی ہماری مدد اور کمک کرے کوئی بھی نہ آیا ناچار ہو کر کہلا بھیجا کہ ہم سے کچھ تعرض نہ کیجیے ہم خود ہی
نکلے جاتے ہیں حضرت نے فرمایا کہ تم نکل جاؤ کوئی تمہاری جان و تن سے تعرض نہ کریگا مگر ہتھیار چھوڑ جاؤ کہ یہ سزا ہے سرکشی کی
اور مال و اسباب سے جو کچھ جا سکے لیجاؤ یہود راضی ہوئے اور اپنے گھر اپنے ہاتھوں سے خراب کر کر نکل گئے چنانچہ آیت ہو الذی
اخرج الذین کفروا من اہل الکتاب من دیارہم انکی خبر دیتی ہے یعنی وہی ہے جسنے نکال دیے جو منکر ہیں کتاب والوں میں سے
انکے گھروں سے پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے محمد ابن مسلمہ کو انکے اخراج پر سے فرمایا کہ بعضے شام کو گئے اور بعضے خیبر میں سے
اور بعضے ورعات میں چنانچہ پچاس زرہ میں اور پچاس خود اور تین سو چالیس تلواریں مسلمانوں کے ہاتھ آئیں اور چونکہ اموال انکے
مثل اراضی اور نخل اور اسلحہ وغیرہ بے قتال و جدال ہاتھ آئے تھے اسلیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مثل غنیمت تقسیم نہیں فرمایا
بلکہ روبرو انصار کے مہاجرین کو عنایت کیا اور انصار کو کچھ بھی نہیں دیا مگر تین شخصوں کو کہ وہ بھی حاجتمند تھے ایک ابو دجانہ
دوسرے سہیل ابن حنیف تیسرے حارث ابن الصمہ اور تلوار ابن ابی الحقیق کی سعد ابن معاذ کو عنایت فرمائی اور باقی اسلحہ اور اراضی
حوائج مسلمانوں کے لیے مقرر کیے اور محصول اراضی سے نفقہ یکسالہ امہات المومنین وغیرہ کو عنایت فرمائی تھی اور اس تقسیم میں انصار کو
کسی طرح کا حسد نہیں ہوا بلکہ نہایت خوش ہوئے چنانچہ اللہ صاحب سورہ حشر میں فرماتے ہیں ولا یجدون فی صدورہم حاجۃ مما اوتوا
ویؤثرون علی انفسہم ولو کان بہم خصاصۃ یعنی نہیں پاتے اپنے دل میں غرض اس چیز سے جو انکو ملا اور اول کرتے ہیں اپنی جان سے اور ہو اگرچہ
انپر بھوک اور اس تقسیم میں دونوں کو فائدہ بھی ہوا کیونکہ مہاجروں کا خرچ انصار پر تھا سو انکو فراغت ملی اور حضرت صلعم انصار سے
خوش ہو کر فرمانے لگے اللہم ارحم الانصار وابناء الانصار وابناء ابناء الانصار جب بنی نضیر محصور تھے حضرت صلعم نے قطع اشجار
کا حکم دیا اسلیے کہ یہود کو درخت خرما جو متصل گڑھی تھے نہایت محبوب تھے مثل اولاد اور انکو صدمہ ہوگا اصحاب نے

قطع اشجار شروع کیا بعضوں نے قسم عمدہ درخت کاٹے باین نیت کہ بنی نضیر کو رنج ہو اور بعض نے بری قسم کے کاٹے بسبب
یقین فتح اسلام کے کہ عمدہ قسم ہمارے کام آویگی اللہ تعالی نے دونوں فعل بمقتضائے حسن نیت پسند فرمائے اور حکم فرمایا ما قطعتم
من لینة او ترکتموها قائمة علی اصولها فباذن اللہ ولیخزی الفاسقین یعنی کاٹے تم نے ایک قسم درخت خرما کے یا چھوڑے قائم
اپنی جڑوں پر سو حکم خدا سے ہوا اور اسلیے کہ رسوا کرے نافرمانوں کو اور صحیح بخاری میں ہے [illegible] کا بھی حکم دیا تھا چنانچہ درخت جلا
بھی گئے فائدہ جاننا چاہیے [illegible] تب حرمت شراب کا حکم ہوا [illegible] نازل ہوئی اور صحیح یہ ہے کہ
تحریم خمر [illegible] نازل ہوئی تھی اور حق یہ ہے کہ شراب کے حق میں چار بار حکم ہوا ہے اول [illegible]
ہوا [illegible] [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] یا ایہا الذین آمنوا انما الخمر والمیسر والانصاب والازلام رجس من عمل الشیطان [illegible]
اور پانسے گندے کام ہیں شیطان کے سو ان سے بچتے رہو [illegible]
[illegible] شراب کا [illegible]
اور [illegible]
[illegible]
کے نزدیک شراب نشہ کے سبب سے حرام ہے [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
عبد اللہ بن عمر سے روایت ہے کہ حضرت صلعم نے فرمایا ہر ایک نشہ [illegible] شراب ہے اور سب نشہ والی چیزیں حرام ہیں
اور جس نے شراب پی دنیا میں [illegible] شراب [illegible] پیگا [illegible] حدیث سے صاف
معلوم ہوا کہ [illegible]
[illegible]
[illegible]

نجس حرام شراب وہی ہے جو شیرہ انگور سے بنے اور جوش مار کے گاڑھی ہو کر جھاگ لاوے اور چیزیں بدون نشے کے
حرام نہیں لیکن اکثر محتاط محققین کے نزدیک امام محمد کے قول پر فتوی ہے چنانچہ نہایہ اور زیلعی اور عینی اور فتاوی عالمگیری
اور دُرمختار اور اشباہ ونظائر میں مذکور ہے اور بحر العلوم مولانا عبد العلی لکھنوی نے تاڑی اور نان پاؤ کی حرمت میں جو
فتوی لکھا ہے خوب تحقیق فرمایا ہے جو چاہے اسکو ملاحظہ کرے اور مولوی رشید الدین خان صاحب نے صاف لکھا ہے کہ
حرمت نان پاؤ موجود عدیدہ ثابت ہے وہو الحق والحق احق بالاتباع جب سال چہارم ہجرت نبویہ صلی اللہ علیہ وعلی اصحابہ
وازواجہ وسلم کا آیا تو کئی حادثے ہوئے چنانکہ عبد اللہ ابن عثمان سبط رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چھ برس کی عمر میں
وفات پائی اور فاطمہ بنت اسد ام علی مرتضی کرم اللہ وجہہ اور ابو سلمہ ابن الاسد مخزومی اور زینب بنت خزیمہ زوجہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی اور ماہ شعبان میں حضرت امام حسین علیہ السلام پیدا ہوئے اور ماہ شوال میں ام المومنین
سلمہ ازواجات مطہرات میں داخل ہوئیں اور قصہ رجم یہود اور یہودیہ بثبوت زنا واقع ہوا اسی معاملہ میں یہود نے انکار کی تھی
کہ ہماری شریعت میں رجم کا حکم نہیں ہے صرف منہ کالا کرکے سواری شتر تشہیر کرا دیتے تھے مگر عبد اللہ ابن سلام نے انکی تکذیب
فرمائی اور توریت طلب کرکے دکھلائی ایک یہودی نے آیہ رجم پر ہاتھ رکھ دیا عبد اللہ نے اسکا ہاتھ اٹھایا تو آیت مذکور کھلی یہود
پشیمان ہوئے اور زانی و زانیہ سنگسار کیے گئے اور اسی دن زید ابن ثابت کو ارشاد ہوا کہ یہود کی خط و کتابت سیکھو کہ
زید نے پندرہ دن میں بخوبی سیکھ لیا اسی سال میں یہ معاملہ ہوا کہ قتادہ ابن نعمان انصاری کے زرہ آٹے میں رکھے تھے جا
صبح کو تلاش کی تو آٹے کا خط طعمہ ابن ابیرق کے گھر تک پایا گیا وہاں تلاش کی زرہ نہ ملی وہ خط آگے نظر آیا تو زید ابن سمین یہودی
کے گھر تک تھا جب اسکے گھر کی تلاشی ہوئی تو زرہ ملی یہودی نے ظاہر کیا کہ مجھے طعمہ نے تفویض کی تھی طعمہ نے کہا یہ جھوٹا ہے میں
بری ہوں چور وہ ہے جسکے یہاں مال ملا طعمہ کی قوم نے باہم یہ مشورہ کیا کہ ہم حضرت کے پاس سب ملکر گواہی دینگے کہ طعمہ بری ہے
تو حضرت ہماری حمایت کرینگے اور یہودی چور قرار پاویگا صبح کو ان لوگوں نے ایسا ہی کیا اور عالم الغیب نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کو مطلع کر دیا کہ طعمہ بن ابیرق چور ہے کہ اسپر حد جاری ہوئی اور کریمہ انا انزلنا الیک الکتب بالحق لتحکم بین الناس بما اراک اللہ ولا
تکن للخائنین خصیما الخ والمحصنات میں نازل ہوئی یعنی ہم نے اتاری تجھ پر کتاب سچی کہ تو انصاف کرے لوگوں میں جو سمجھاوے
تجکو اللہ اور تو مت ہو دغا بازوں کی طرف سے جھگڑنے والا اس آیت سے مسئلہ فتنا باتحقیق نکلا اور واضح ہوا کہ حضرت کو اجتہاد
کرنا جائز تھا کہ بما اراک اللہ سے واضح ہے اور ثابت ہو گیا کیونکہ شیخ ابو منصور نے معنے لکھے ہیں کہ جو الہام کرے تجھ پر اللہ سبب فکر
کرنے کے اصول منزلہ میں اور حضرت کے اجتہاد میں اختلاف ہے بعضے کہتے ہیں جائز ہے اور بعضے عدم جواز کے قائل ہیں
ہمارا مذہب یہ ہے کہ آنجناب ہر مقدمہ میں انتظار وحی کے مامور تھے اگر وحی آئے تو بہتر ورنہ بعد انتظار جب مصلحت کی فوت ہونے کا
اندیشہ ہوتا تو اجتہاد فرماتے جو صواب ہوتا تو نور علی نور اور جو خطا ہوتا تو اسپر ٹھہرے نہ رہتے بلکہ وحی آتی بخلاف اور مجتہدوں
کے وہ اپنی خطا پر ہمیشہ ٹھہرے رہتے ہیں روایت ہے کہ جب طعمہ پر حکم اجرائے حد کا صادر ہوا تو وہ جانب بیت اللہ شریف بھاگ گیا

وہان بھی چوری کی اور خیبر مین بھاگ آیا یہان کسی کے گھر مین نقب دینے لگا کہ دیوار گر پڑی اور مر گیا اسی سال
سریہ ابو سلمہ ابن الاسد مخزومی قبیلہ بنی اسد پر واقع ہوا اور بعضے سال سوم مین لکھتے ہین وجہ یہ ہوئی کہ طلیحہ و سلمہ پسران
خویلد نے اپنی قوم کو جمع کرکے چاہا کہ مواشی مدینے کے لوٹین یہ خبر یہان ہوئی تب آنجناب نے ڈیڑھ سو مہاجرین و انصار جمع
کرکے ابو سلمہ کو روانہ کیا ابو عبیدہ ابن الجراح و سعد ابن ابی وقاص و سہیل ابن بیضا و ابو نائلہ و ابو سبرہ و ابن ابی رہم غفاری
و عبد اللہ ابن سہیل ابن عمرو و ارقم ابن ابی الارقم بھی اس جماعت مین تھے چنانچہ ابو سلمہ [illegible] جانب بنی
اسد روانہ ہوئے جب موضع قطن مین آئے تو وہان مواشی بنی اسد کے چرتے تھے انکو پکڑ لائے اور تین غلام ہاتھ آئے باقی
سب بھاگ گئے اور اپنی قوم مین خبر دی وہ سب باوصف کثرت جماعت کے بھاگ گئے غازیون نے اموال و اسباب مواشی
انکے لیے اور خمس نکال کر تقسیم کر دیے ہر ایک شخص کو سات سات اونٹ اور چند بکریان ملین [illegible] مدینے مین لوٹ آئے اور
اسی سال مین بروایت بعض اہل تاریخ نماز قصر کا حکم بحالت سفر صادر ہوا [illegible] چار رکعت اور دو گانی
اور سہ گانی مین تقصیر نہ کرے اور جب اکثر سے سنت مین [illegible] اسی سال مین سریہ عبد اللہ ابن
انیس انصاری بنا بر قتل سفیان ابن خالد ہذلی جسنے حضرت کے قتل کا ارادہ کیا تھا واقع ہوا اور عبد اللہ ابن انیس سفیان کو
پہچانتے نہ تھے آنجناب نے اسکا حلیہ بیان کیا اور فرمایا کہ اسکے دیکھنے سے تمہارے دل مین خوف پیدا ہوگا عبد اللہ نے عرض
کیا کہ جو میرے حق مین آوے اس سے کہون اور تلوار لیکے روانہ ہوئے بعد قطع منازل بطن عرنہ مین جو [illegible]
ایک جگہ عرفات مین ہے پہنچے وہان سفیان کو عبد اللہ نے سب نشان جو پیغمبر خدا نے بتائے تھے [illegible]
اُسنے کہا تم کون ہو کہا مین قبیلہ خزاعہ سے ہون مینے سنا کہ آپ نے محمد سے لڑنے کیلئے لشکر جمع کیا ہے مین بھی حاضر ہوا
کہ شریک ہون اور بہت باتین خوشامد کی [illegible] سفیان راضی ہوا عبد اللہ [illegible] موقع پاکر کاٹ لیا
اور مدینے کو روانہ ہوئے اثنا راہ ایک غار مین چھپ رہے اور مکڑی نے مانند غار ثور جالا تانا [illegible] خبر پاکر دوڑے
تلاش عبد اللہ کو دوڑے اور بہت تلاش کیا اور نہ پاکر پھر گئے اور عبد اللہ [illegible] مدینے مین آئے اور سر ناپاک
اسکا زیر قدم مبارک پر ڈال دیا اسوقت آنجناب مسجد مین جلوہ فرما تھے دیکھ کر خوش ہوئے اور فرمایا افلح الوجہ عبد اللہ نے
کہا افلح وجہک یا رسول اللہ بعد اسکے عبد اللہ نے تمام قصہ عرض کیا حضرت صلعم نے انکو جنت کی بشارت سنائی اور ایک عصا
عنایت کیا کہ تا وقت وفات انکے پاس رہا اور ہر دم اپنے ساتھ رکھتے تھے [illegible]
مقام سے حضرات صوفیہ رحمہم اللہ کو سند شجرہ رکھنے کی قبر مین ہاتھ لگی [illegible]
ایک بالائے کفن سینہ پست پر دوسرا اندرون قبر [illegible] اسی سال مین غزوہ
بدر صغری جسکو ثالثہ بھی بولتے ہین [illegible] واقع ہوا سبب یہ ہوا کہ ابو سفیان نے احد سے پھرتے وقت کہا تھا کہ سال
آئندہ بدر پر لڑائی ہوگی سو اسنے [illegible] سامان کیا اور سبب خشک سالی کے دل مین [illegible] آنحضرت صلعم [illegible]

نہ آویں تاکہ خجالت نہو اُسنے نعیم بن مسعود کو جانب مدینہ بھیجا کہ اصحاب پیغمبر کو خبر دے کہ ابوسفیان نے لشکر جمع کیا ہے بدر پر آتا ہے اُسنے
مدینے مین آکر اہل اسلام سے کہا انھون نے کہا حسبنا اللہ ونعم الوکیل اور حضرت صلعم نے خبر پائی تو علی مرتضی کو علمدار اور عبد اللہ بن
رواحہ کو خلیفہ کیا اور مع لشکر کہ پندرہ سو آدمی تھے بدر کو تشریف لیگئے ابوسفیان خوف سے نہ آیا آنجناب نے آٹھ دن مقام کیا اور وہان
اصحاب نے بہ تجارت اموال بہت نفع اٹھایا حضرت عثمان فرماتے تھے کہ ہر دینار پر مجھے ایک دینار نفع ملا پھر وہان سے بے جنگ وقتال مدینے
مین آئے چہارم اسی سال کے ماہ محرم مین بروایت ابن اسحق سال چہارم مین غزوہ ذات الرقاع ہوا اور سبب یہ ہوا کہ ایک شخص نے مدینے مین خبر
دی کہ قبائل محارب و انمار و ثعلبہ موضع ذی امر مین جمع ہین اطراف مدینہ لوٹا چاہتے ہین حضرت نے عثمان بن عفان کو خلیفہ کیا اور مع لشکر
سات سو آدمی کے روانہ ہوئے وہ لوگ بھاگ گئے چند عورتین ہاتھ لگین اس غزوہ کو ذات الرقاع اسلیے کہتے ہین کہ اصحاب حضرت پیادہ پا برہنہ
لتے لپیٹے تھے خواہ نام درخت تھا خواہ کوئی موضع تھا جسمین سیاہ و سفید تلی تھی در جلد اول صحیح از صحیح بخاری مین جابر سے روایت ہے کہ حضرت
درخت سمرہ کے نیچے اپنی تلوار شاخ مین لٹکا کر سونے لگے اور ہم بھی سو گئے دفعۃً آنجناب نے مجھے پکارا مین حاضر ہوا دیکھتا ہون کہ ایک اعرابی
کھڑا ہے حضرت نے فرمایا کہ اسنے میری تلوار میان سے نکالی مین جاگ پڑا اُسنے کہا کون تجھکو مجھ سے بچاتا ہے مین نے کہا اللہ وہ بیٹھ گیا [illegible]
مارا اور ایک روایت ہے کہ تلوار اُسکے ہاتھ سے گر پڑی حضرت صلعم نے لیلی اور فرمایا اب کون بچاتا ہے تجھکو وہ بولا تو بہتر پکڑنیوالا ہے سو حضرت نے
اُسے چھوڑ دیا اور اپنی قوم مین جا کر کہنے لگا کہ مین نیک آدمی کے پاس سے آتا ہون در اسلام لایا اور اس کے آل مین ابن ہشام نے بروایت ابن اسحق
ایک حدیث جابر کی روایت کی ہے کہ جب حضرت صلعم غزوہ سے پھرے تو رات کے وقت جابر رضی اللہ عنہ ایک اونٹ ضعیف کمزور پر سوار تھے
اور جلد پہنچنا منظور تھا اور اونٹ نہ چلتا تھا حضرت صلعم نے ایک نیزہ سے دھکا دیا کہ وہ دوڑنے لگا تب حضرت صلعم نے حضرت جابر سے کہا
تو کیون جلدی کرتا تھا جابر رضی عنہ نے التماس کیا کہ مین نے بیاہ کیا ہے فرمایا کہ باکرہ سے یا ثیبہ سے جابر نے عرض کیا ثیبہ سے فرمایا باکرہ سے کیون
نکاح نہ کیا کہ تو اُسکے ساتھ کھیلتا اور وہ تیرے ساتھ کھیلتی بعد اُسکے حضرت صلعم نے وہ اونٹ چالیس درہم کو مول لیا جابر نے کہا
یا رسول اللہ مدینے مین داخل ہو کر تسلیم کرونگا اور قیمت بھی لونگا حضرت صلعم نے قبول کیا لیکن یہ روایت امام المحدثین مسلم کے خلاف ہے
کیونکہ صحیح مسلم سے یہ معاملہ اُسوقت معلوم ہوتا ہے جب کہ مکے سے جانب مدینہ روانہ ہوئے ہین فائدہ اس حدیث سے استحباب نکاح باکرہ
باکرہ و لہو و لعب اپنے زوجہ سے ثابت ہوا اور امام مالک رضی اللہ عنہ نے جواز بیع مع الشرط اس حدیث سے نکالا ہے اور امام اعظم و شافعی رحمہم اللہ
عنہما نے تاویل فرمائی بلحاظ اس نہی کے جو بیع مع الشرط مین وارد ہوئی ہے فائدہ یہ غزوہ حسب روایت بخاری بعد غزوہ خیبر کے واقع
ہوا لیکن خود علامہ الزمان بخاری علیہ الغفران نے بعد غزوہ خندق کے ذکر کیا ہے اور غزوہ خندق بالاتفاق پیشتر از غزوہ خیبر واقع ہوا ہے اور
رفع تعارض یون ہو سکتا ہے کہ غزوہ ذات الرقاع کئی مرتبہ واقع ہوا ہے از انجملہ ایک یہ ہے اور ایک وہ کہ اسی طرح غزوہ ذات الرقاع بروایت
ابن سعد و ابن حبان سنہ خامسہ مین بھی ہوا ہے جب پانچوان برس ہجرت کا شروع ہوا تو اس سال مین چند حادثے اور کئی واقعے ظاہر ہوئے
از انجملہ حکم پردہ پوشی عورات مطہرات کا قرآن مین نازل ہوا چنانچہ کریمہ واذا سالتموھن متاعا فاسئلوھن من وراء حجاب یعنی اور جب مانگ کر تم
اُنسے تو سوال کرو پردے کی آڑ سے سورۂ احزاب مین اترا کہ ازواج مطہرات پر حجاب فرض ہوا حجاب کہتے ہین اسکو کہ عورت اپنے نفس کے

جس سے نکاح جائز ہو نہ آوے اور یہ حجاب ہے اور عورتوں کو مستحب ہے اور ستر عورت اسکو کہتے ہیں کہ جس مرد سے
چھپنا بدن دیکھنا فرض ہو اسکو چھپاوے اگرچہ اسکے سامنے آوے اور یہ ستر عورت سب عورتوں پر فرض ہے شیخ عبدالحق
محدث نے اسیطرح لکھا ہے اور علما کے بھی تحقیق سے یہی پایا جاتا ہے اور دربارۂ ستر سورۂ نور میں ارشاد ہوا قل للمؤمنات
یغضضن من ابصارہن ویحفظن فروجہن ولا یبدین زینتہن الا ما ظہر منہا ولیضربن بخمرہن علی جیوبہن ولا یبدین زینتہن
الا لبعولتہن او آبائہن او آباء بعولتہن او ابنائہن او ابناء بعولتہن او اخوانہن او بنی اخوانہن او بنی اخواتہن او نسائہن او ما ملکت ایمانہن
او التابعین غیر اولی الاربۃ من الرجال او الطفل الذین لم یظہروا علی عورات النساء ولا یضربن بارجلہن لیعلم ما یخفین من
زینتہن یعنی اور کہدے ایمان والیوں کو نیچی رکھیں کچھ اپنی آنکھیں اور تھامتے رہیں اپنے ستر اور نہ دکھاویں
اپنا سنگار مگر جو کھلی چیز ہے اس میں سے اور ڈال لیویں اپنی اوڑھنی اپنے گریبان پر اور نہ کھولیں اپنا سنگار مگر اپنے
خاوند کے آگے یا اپنے باپ کے یا خاوند کے باپ کے یا اپنے بیٹے کے یا خاوند کے بیٹے کے یا اپنے بھائی کے یا اپنے
بھتیجوں کے یا اپنے بھانجوں کے یا اپنی عورتوں کے یا اپنے ہاتھ کے مال کے یا کمیروں کے جو مرد کچھ غرض نہیں
رکھتے یا لڑکوں کے جنہوں نے نہیں پہچانے عورتوں کے بھید اور نہ ماریں زمین پر اپنے پاؤں سے کہ جانا
پڑے جو چھپاتے ہیں اپنا سنگار **فائدہ** الا ما ظہر سے مراد یعنی سفید کپڑے اوپر کے یا پوشش ہو یا تفسیر اسکا اور
ہاتھ کی انگلیاں اور پیر کا پنجہ کہ ان کا کھلا رہنا ضرورت کو ہے اور ضرورت ناچاری سے کہ ہیں ہاتھ کی مہندی یا چھلا یا
آنکھ کا کاجل یا انگلی کا چھلا اور باقی بدن اور کپڑا اسکا رہنا ضرور ہے جیسے گریبان کے بدن سے چھپائی سے لازم
تک اور جو عورتیں جو نیک چلن والیاں ہوں انکے بھی اتنا ضرور ہے اور مراد عورتوں سے کہ نماز وغیرہ کے وقت اور
کمیرے جنکو غرض نہیں و دکھانے سے نہیں غرض اپنی شہوت نہیں رکھتے اور لڑکا دس برس کا اور اپنا غلام بھی حکم
بہت علما کے نزدیک لیکن اس زمانہ میں بجا اور کیسے ہے پردہ کرنا لازم ہے اور تفسیر کبیر میں ہے کہ مراد ما ظہر منہا
وہ ہے کہ جو حسب عادت کھلا رہتا ہے اور غیر اولی الاربۃ سے شیخ صاحب بھی مراد ہو سکتے ہیں اور پیروں کی انگلی
سے معلوم ہوتے ہیں کھونگر یا گوجری اور باریک لئے ایسی سے بدن نظر آوے ننگی برابر ہے اگر اتنا بھی نہ کھلے تو
بہتر ہے پوشیدہ رہنے کہ غلام و لونڈی و لڑکوں کو تین وقت میں بے پردہ داخل ہونا جائز نہیں کما قال اللہ تعالی فی سورۃ
النور یا ایہا الذین آمنوا لیستاذنکم الذین ملکت ایمانکم والذین لم یبلغوا الحلم منکم ثلث مرات من قبل صلوۃ الفجر وحین تضعون
ثیابکم من الظہیرۃ ومن بعد صلوۃ العشاء ثلث عورات لکم لیس علیکم ولا علیہم جناح بعدہن طوافون علیکم بعضکم علی بعض واذا بلغ
الاطفال منکم الحلم فلیستاذنوا کما استاذن الذین من قبلہم والقواعد من النساء اللاتی اے ایمان والو
سے وہ اجازت مانگ کر آویں تم میں سے جو تمہارے ہاتھ کا مال ہیں اور جو نہیں پہنچے تم میں عقل کی حد کو تین بار فجر کی
نماز سے پہلے اور جب اتار رکھتے ہو اپنے کپڑے دوپہر میں اور عشاء کی نماز سے پیچھے تین وقت کھلنے کے ہیں تمہارے

کچھ گناہ نہیں تم پر اور انپر انکے پیچھے پھرا ہی کرتے ہو ایک دوسرے پاس اور جب لڑکون کو عقل ہو اور جوانی کو
پہونچیں تو بلا اذن نہ آویں اور جو عورتین بوڑھی ہین جنکو بیاہ کی امید نہیں وہ اگر اپنے کپڑے اتار رکھیں تو انپر گناہ
نہیں یعنی تھوڑے کپڑون مین رہین تو درست ہے اور اگر پورا پردہ رکھیں تو اور بہتر جائز نہیں خوجون کا داخل
ہونا پاس عورتون کے اور اسی طرح خنثے کا اور جس آدمی کو نظر نہ آتا ہو بعض کے نزدیک اسکے روبرو ہونا مضائقہ
نہیں اور بعض کے نزدیک جائز نہیں اسی طرح غیر مرد کو آواز سنانا بھی جائز نہیں سبب نزول آیت حجاب اہل سیر کے نزدیک
یہ ہوا کہ جب حضرت زینب رض سے نکاح ہوا آنحضرت صلعم بعد اطعام طعام ولیمہ فرو روشن ہو دولتخانہ زینب رض مین داخل ہوئے اصحاب ان
موجود تھے وہ دیر کو اٹھے اسی پر آیت حجاب نازل ہوئی اور صحیح بخاری مین سبب نزول آیت حجاب کا یہ لکھا ہے کہ ایک رات حضرت عمر
کے وقت ام المومنین سودہ سے ملاقی ہوئے اور کہا اے سودہ مین نے تمہیں پہچانا اسوقت آنکے دل مین آیا کہ اگر عورتین مردون سے پردہ کریں تو
بہتر تھا اور حضرت سے التماس کیا کہ اسی پر آیت حجاب نازل ہوئی فائدہ حضرت شیخ عبد القادر محدث دہلوی نے ترجمہ مین بطور فائدہ لکھا ہے کہ آیت
سورہ احزاب مین حکم ہوا پردے کا کہ مرد حضرت کی عورتون کے پاس نہ جائیں سب مسلمانون کی عورتون پر یہ حکم واجب نہیں اگر عورت سامنے
ہو کسی مرد کے سب بدن کپڑون مین ڈھکا ہو تو گناہ نہیں اور اگر نہ سامنے ہو تو بہتر ہے اتنی شرفا نے امر مستحب حجاب کو بطور تاکید اختیار
کیا اور رسم پردہ نشینی کی علی الاطلاق قائم کی اور یہ بات نہایت مستحسن ہوئی مگر اب ہندوستان مین ایسا طریق بگڑ گیا کہ نہ حجاب
رہا نہ ستر عورت حجاب مین تو یہ خلل ہے کہ اکثر عورات بعض نامحرمان کے سامنے جیسے چچا کا بیٹا ماموں کا بیٹا اور بہن کا خاوند پھرا کرتی ہین اور
پھوپھیا اور خالو کے سامنے آتی ہین مطلق حجاب نہیں کرتی ہین اور حقیقت حجاب کی یہ ہے کہ کسی نامحرم کے سامنے نہ آوے
اور ستر عورت مین یہ خلل ہے کہ لباس اسطرح کا قائم ہوا ہے کہ اس لباس سے سوا شوہر کے اور کسی کے سامنے جانے کے قابل نہین
ہوتی ہین لاحول ولا قوۃ الا باللہ اور شوہر انکے منع نہیں کرتے حالانکہ ایسا کپڑا جس سے بدن نظر آوے اسکا حکم ننگے کا ہے ابوداود
نے حضرت عائشہ رض سے روایت کی ہے کہ اسماء صدیق اکبر کی بیٹی باریک کپڑے پہنے جناب رسالت مآب کے حضور مین آئین آپ نے منھ
پھیر لیا اور فرمایا اے اسماء جب عورت جوان ہوجاے تو نہیں جائز ہے کہ دکھلائی دے اسکے بدن سے کچھ مگر یہ اور یہ اور اپنے منھ و ہاتھون
کی طرف اشارہ فرمایا اس حدیث سے مفہوم ہوتا ہے کہ دونون پانون عورت کے بھی عورت ہین لیکن ہدایہ اور شرح وقایہ اور درمختار کی کتاب
الصلوۃ مین ہے کہ عورت نہیں ہے اگرچہ اکثر متنون کی کتاب الکراہیۃ مین چھپانا پیرون کا فرض لکھا ہے اور تاویل اس حدیث کی علما
نے یہ کی ہے کہ حضرت صلعم کو جواز قدمون کے کھلے رہنے کا معلوم تھا کیونکہ عورتین عرب کی حضرت کے زمانہ مین موزے نہین پہنتی تھین جوتا پہنتی تھین
اس سبب سے پیرون کا ظاہر ہونا ظاہر تھا لہذا ذکر انکا نہ فرمایا لباس باریک کے اتصال مین جو دو عضو عورت نہ تھے اوپر کے
بدن مین انھین کا ذکر کیا یعنی ہاتھ اور منھ اور کفایہ حاشیہ ہدایہ مین جو دلیل لکھی ہے وہ بھی دلالت کرتی ہے کہ دونون پانون عورت کے
عورت نہین ہین وہ دلیل یہ ہے کہ عورت کو چلنے مین حاجت کھولنے قدمون کی ہوتی ہے جیسے وقت معاملات کے ہاتھ منھ کھولنے
کی ضرورت ہوتی ہے حالانکہ ان دونون کے دیکھنے سے احتمال شہوت کا زیادہ بہ نسبت قدمون کے ہے پس قدمونکا عورت نہ ہونا

بطریق اولی ہو بالجملہ کتب فقہ کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ عورت کے پاؤن مین دو روایتین ہین ایک یہ کہ چھپانا انکا فرض
نہین دوسری یہ کہ چھپانا فرض ہو در مختار اور ہدایہ مین روایت اول کو معتمد لکھا ہو اور طحطاوی حاشیہ درمختار مین ہو کہ قدم چھپانیکے فرض
ہونے مین اختلاف ہو ہدایہ اور شرح جامع صغیر قاضی خان مین تصریح ہو کہ قدم عورت نہین اور محیط مین اسی کو اختیار کیا ہو اور اقطع
اور قاضی خان نے فتاوی مین تصحیح کی ہو کہ قدم عورت نہین اور اسبیجابی اور مرغینانی نے اس کو پسند کیا ہو اور صاحب اختیار
نے تصحیح کی ہو کہ نماز مین عورت نہین خارج نماز عورت ہو اور شرح منیہ مین مطلقا عورت ہونے کو مرجح لکھا ہو احادیث سے ایسا
واضح ہو کہ عورت آزاد کو سوا منہ اور ہاتھ کے گٹھون تک اور پیرون سے ٹخنون تک تمام بدن کا چھپانا [illegible]
[illegible] ہو فرض ہو اگر نہ چھپاوینگی تو موافق حدیث رسول مقبول کے ناظر اور منظور لعنت خدا مین ہونگے چنانچہ ترمذی
اور ابو داؤد اور ابن ماجہ سے روایت ہو کہ جناب رسول صلعم نے فرمایا لعن اللہ الناظر والمنظور الیہ یعنی خدا کی لعنت ہو اسپر جو کسی کا
ستر دیکھے اور اسپر جسکا ستر دیکھا جاوے یعنی دکھلانے والے پر اسی طرح مردون کو بھی ناف تلے سے گھٹنون تک چھپانا فرض ہو اور [illegible]
بھی مانند ستر [illegible] اور [illegible] فرض ہو در مختار مین ہو کہ جوان عورت منع کیجاوے منہ کھولنے سے [illegible] واسطے کہ منہ عورت
ہو بلکہ بخوف فتنہ اور یہ بھی جاننا چاہیے کہ جس عضو کا دیکھنا حرام ہو اگرچہ بدن سے الگ ہو جاتے تب بھی اسکا دیکھنا درست نہین مثلا اگر
عورت کے بال کنگھی کرنے سے جدا ہون تو انکو ایسی جگہ ڈالے کہ اجنبی مرد کی نظر نہ پڑے اور [illegible] ایسی جگہ نہ ڈالے کہ کسی کی نظر
پڑے اور [illegible] نہین [illegible] ناف کے تلے سے گھٹنون تک [illegible]
سامنے [illegible] ایسا گمان ہو کہ [illegible] سامنے نہین [illegible]
[illegible] کا [illegible] عورت کو دوسری عورت سے ناف سے گھٹنون تک بدن کا دیکھنا فرض ہو اکثر
عورتین [illegible] کہ عورت کا عورت سے کچھ ستر نہ چاہیے یہ غلط ہو [illegible] دیکھنا جائز ہو اسیطرح [illegible]
[illegible] یا [illegible] محارم کو بھی [illegible] بدن کا دیکھنا جائز ہو [illegible] عورت [illegible]
نہین مثلا اسکے [illegible] دیکھنا درست ہو [illegible] جائز نہین لیکن جو عورت [illegible] ہو کنز فی الدر المختار اور جو
[illegible] کا ہو اسکا بدن [illegible] عورت [illegible] تو [illegible] تو [illegible] دیکھنا فرض ہو [illegible]
کا دس برس کی عمر تک [illegible] کا حکم [illegible] کنز فی الدر المختار اور جو عورت بضرورت کسی غیر محرم کے سامنے آوے تو چہرہ [illegible]
چادر سے ڈھککر آوے مردون کو لازم ہو کہ عورتون کو تاکید کرین [illegible] بعد اسکے [illegible] واقع ہو [illegible]
[illegible] سے [illegible] ایک شہر ہو مدینہ سے [illegible]
تب کی [illegible] جانب [illegible] ابن اسمعیل [illegible] نازل ہوا تھا سبب [illegible] ہوا حضرت کو خبر ہوئی
جمع ہوکر [illegible] حضرت نے [illegible] ابن [illegible] کیا اور [illegible] آدمی سے تشریف لے گئے [illegible] ہاتھ نہ آئے
اسی عرصہ مین [illegible] والدہ ابن عبادہ نے وفات پائی سعد نے کہا اگر میری ماں وصیت پاتی تو صدقہ دیتی [illegible]

کرتی اگر مین کرون صدقہ تو کچھ فائدہ ہوگا ارشاد کیا کہ فائدہ ہوگا سعد نے عرض کیا کہ کون صدقہ افضل ہے فرمایا کہ پانی تب سعد نے ایک کنوان
سبیل کے طور پر کھدوا دیا اور حضرت نے اُنکے ماکی قبر پہ نماز پڑھی بعد اُسکے ماہ شعبان مین غزوہ بنی مصطلق واقع ہوا اس غزوہ کو مریسیع
کہتے ہین مریسیع باہمال اور سین بصیغہ تصغیر ایک کنوان بنی خزاعہ کا ہے ناحیہ قدید مین مدینہ پاس لڑائی کا اُون اتفاق ہوا کہ حارث ابن ابی ضرار نے
سب کو ترغیب دیکر لڑائی پیغمبر خدا پر آمادہ کیا یہ خبر مدینہ مین آئی تو اول حضرت صلعم نے بریدہ ابن الحصیب اسلمی کو انکا حال دریافت
کرنے کو بھیجا بریدہ اُنسے ملکر خبر تحقیق لائے اور حضرت نے سامان جنگ کیا کہ زید ابن حارث کو خلیفہ مقرر کیا اور علی مرتضی یا صدیق
اکبر کو علمدار مہاجرین گردانا اور سعد ابن عبادہ کو علمدار انصار اور عمر ابن خطاب کو مقدمۃ الجیش قرار دیا اور تشریف لیچلے اور
امہات المومنین سے حضرت عائشہ اور ام سلمہ ہمراہ گئی تھیں اور اس لڑائی مین اکثر اہل نفاق بھی بطمع غنیمت ہمراہ چلے راہ مین ایک جاسوس
بنی مصطلق کا ہاتھ لگا تو اُسکو پکڑ لیا اور حال پوچھا اُسنے بالکل انکار کی تب حضرت عمر نے دھمکی دی اُسنے سب حال کھولکر کہدیا
لہذا حضرت کے پاس لیگئے وہ جاسوس سخت کلامی اور درشتی سے پیش آکر آمادہ مقابلہ ہوا حضرت عمر نے اسکو قتل کیا یہ خبر مشہور
ہوئی اور مشرکون کو اطلاع ہوئی وہ سب خوف سے منتشر ہوگئے بعض مشرک باقی رہ گئے اور لشکر اسلام مریسیع پر خیمہ زن ہوا اور
مشرک مقابلہ پر آئے حضرت رحمۃ للعالمین نے حضرت عمر سے فرمایا کہ انکو نصیحت کرکے دعوت اسلام کر حضرت عمر نے تعمیل حکم کی
انھون نے ایک بھی نصیحت نہ سنی تب مسلمانون نے اول تیرون سے مارا پھر حملہ کیا سب مشرک بھاگ گئے آخر گرفتار ہوئے مگر
دس مشرک مارے گئے اور اسطرف ایک آدمی شہید ہوا جب لڑائی ہوچکی تو ابو نضلہ طائی بنا بر اخبار فتح و نصرت جانب مدینہ بالکل
روانہ ہوئے اور ایک شخص بنی مصطلق کا بلاوسع ورغیب ایمان لایا اور اُسکے میلان خاطر کا یہ سبب تھا کہ اُسنے لڑائی کے وقت دیکھا تھا
کہ کچھ لوگ ابلق گھوڑون پر سوار مسلمانون کی مدد کو آئے ہین یہ حال دیکھکر اُسکو یقین ہوگیا کہ دین اسلام سچا دین ہے اور
جویریہ بنت حارث ابن ابی ضرار کا بھی ایسا ہی حال ہوا کہ لشکر اسلام کی شوکت دیکھکر کفر سے متنفر ہوئی اور اسکی جزا مین
اللہ نے اُسپر یہ کرم کیا کہ جب جویریہ غنیمت مین آئین اور مسلمان ہوئین حضرت نے اُنسے نکاح کیا اور آزاد کی اُنکا مہر ہوا بعد
اُسکے مسلمانون نے تجویز کیا کہ حضرت صلعم کی بی بی کے قرابتیون کو بندہ کرنا مناسب نہین ہے اسواسطے زیادہ سو عورتون سے آزاد
کردین اس غزوہ مین اٹھائیس دن مدینہ سے غیبت رہی ہے اور مال غنیمت سے بحکم حضرت خمس نکالا گیا اور باقی لشکر مین تقسیم کیا گیا
اور اسی سال مین حضرت صلعم نے زینب بنت جحش سے کہ حضرت کی پھوپھی کی بیٹی تھین اولاً زید ابن حارثہ کے نکاح مین تھین
بعد طلاق و انقضاے عدت کے بحکم مالک حقیقی نکاح کیا اور اسی سفر مین مابین سنان بن وبر جہنی و جہجاہ بن سعید غفاری کے
جو عمر بن خطاب کا اجیر تھا ایک تنازع واقع ہوا کہ سنان اور جہجاہ نے اپنا اپنا ڈول کنوئین مین ڈالا اور دونون کے ڈول ایک ساتھ ہی اٹھا
ایک ڈول گر پڑا اور دوسرا نکل آیا در حقیقت سنان کا تھا جہجاہ نے کہا میرا ہے دونون مین جھگڑا پڑا ایسا تنک کی جہجاہ نے سنان کے ایک طمانچہ
مارا کہ خون بہ نکلا سنان پکارا یا للانصار یا للخزرج اور جہجاہ چلایا یا للکنانہ یا للقریش سو مہاجر و انصار کے لوگ ہتھیار لیکر دوڑے قریب تھا
کہ فساد برپا ہو مگر مہاجرون سے بعض اشخاص نے سنان کو سمجھایا سنان نے درگذر کی عبداللہ ابن ابی سلول منافق بھی بیٹھے بارہ تن ہیت

وہاں بیٹھا تھا اور زید بن ارقم بھی وہیں موجود تھے سو عبداللہ بن ابی سلول نے غصہ سے چلا کر بولا کہ یہ ماجرا تو ہماری جان کے لیے
بُرا ہے صاحب قسمت بن بیٹھے اگر میں ابکی بار مدینہ میں جاؤنگا تو وہ جو عزیز ہے اسکو جو خوار ہے مدینہ سے نکال دیگا یعنی محمد کو نکال دونگا
پھر اپنی قوم سے کہنے لگا کہ یہ بلا تم نے آپ اپنے سر لی ہے کہ مسلمانوں کو مدینہ میں بسنے دیا زید بن ارقم نے سب ماجرا حضرت صلعم سے
بیان کیا اسوقت حضرت کے حضور میں سب اصحاب کبار حاضر تھے حضرت نے اس خیال سے کہ شاید کوئی اصحاب میں سے آمادہ
انتقام ہو جائے فرمایا کہ اے زید شاید تو اس سے خفا ہے کہ ایسی بات تو اسکی نسبت کہتا ہے زید نے عرض کی کہ میں نے اسکی زبان سے سنا ہے
حضرت نے فرمایا شاید تیرا اسنے کہا نہیں مانا حضرت خاموش ہو رہے اسید بن حضیر نے جب سنا کہ عبداللہ بن ابی سا منافق ایسی
بے ادبی کی ہے رسول خدا کے پاس آئے اور کہا یا حضرت یہ جو عبداللہ نے کہا ہے کہ وہ جو عزیز ہے اسکو جو خوار ہے مدینہ سے نکال دیگا سو آپ عزیز اور گرامی ہیں اور
وہ ذلیل و خوار ہے سو آپ اسکو مدینہ سے نکال دیجیے حضرت نے جواب نہ فرمایا اور ابن ابی سلول کے بعض بہتوں نے [illegible]
بڑا ہو تو نے پیغمبر خدا کے حق میں ایسی بے ادبی کی اگر یہ بات سچ نہیں ہے تو انکی خدمت میں جا کر عذر خواہی کر ابن ابی سلول نے کہا واللہ میں نے ایسی
بات نہیں کہی اور حضرت کی خدمت میں آ کر جھوٹی قسم کھائی کہ یا حضرت زید بن ارقم نے آپ سے غلط بات کہدی ہے بعضوں نے ایسا گمان کیا
کہا بعضوں کے دل میں آیا کہ زید نے تو طوفان باندھا تھا ابن ابی سلول سچا ہے تب زید کے بعض قرابت والے اس تہمت سے خوفناک ہوئے
ایکدن [illegible] گھوڑے پر سوار میدان میں نکلے ناگاہ حضرت سرور عالم بھی آگئے زید کہتے ہیں کہ حضرت نے علم نبوت سے میری
رنجیدگی دریافت فرمائی اور میرا کان پکڑ کر مروڑا اور فرمایا [illegible] صاحب تیرے قول کی تصدیق اور منافقوں کے قول کی
تکذیب فرمائی ہے اور سورہ منافقون مجھے سنائی تب میری تسکین ہوئی عبداللہ بن ابی سلول کا بیٹا تھا عبداللہ نام وہ اسلام میں صادق تھا
اسنے حضرت سرور کائنات سے عرض کیا کہ اگر آپ میرے باپ منافق کا قتل چاہتے ہیں تو مجھے اجازت دیجیے میں اپنے ہاتھ سے اسکا سر لاؤں
حضرت نے فرمایا اے عبداللہ میں تیرے باپ کا قتل ہونا نہیں چاہتا اس خیال سے کہ [illegible] ہم اسکے ساتھ نیکی کرینگے جب
مدینہ کو مراجعت کی تو وادی عقیق میں سر راہ کھڑا ہو کر [illegible] کا قصد شروع کیا جب اسکا باپ عبداللہ بھی نکلا تو اسنے اونٹ
کی مہار پکڑ کے بٹھایا اور اونٹ کے زانو پر پاؤں رکھ کر کھڑا ہو گیا ابن ابی سلول نے کہا کیا ارادہ ہے عبداللہ نے کہا میں تجھے ہرگز نہ چھوڑونگا کہ تو مدینہ
میں جانے پائے جب تک رسول اللہ کی اجازت نہ ہو اور تو یہ اقرار نہ کرے کہ میں ذلیل ہوں اور رسول اللہ عزیز ہیں جو شخص ادھر سے آتا [illegible]
یہ بات سنتا تھا تعجب کرتا تھا یہانتک کہ حضرت [illegible] پہونچے [illegible] پوچھا کیا ہو رہا ہے لوگوں نے سب حال بیان کیا حضرت
انکے پاس تشریف لے گئے دیکھا [illegible] بیٹا باپ کا اونٹ پکڑے کھڑا ہوا ہے [illegible] حضرت
نے عبداللہ سے کہا کہ بس [illegible] چھوڑ دے عبداللہ نے حضرت کے فرمانے سے چھوڑ دیا [illegible] ایکدن عبادہ ابن صامت نے عبداللہ
ابن ابی سلول سے کہا کہ تو رسول اللہ کے پاس جا کہ تیرے واسطے آمرزش کی دعا [illegible] اسوقت رسول خدا صلعم [illegible]
نازل ہوئی [illegible] اذا قیل لہم تعالوا یستغفر لکم رسول اللہ لووا رؤسہم [illegible]
[illegible] معاف کروا دے [illegible] عبادہ بن صامت [illegible]

کسی نے کہیں سبب کو اس آیت کے پڑھنے سے اطلاع ہوگئی اور تفسیر بغوی میں لکھا ہے کہ جب کذب عبداللہ بن ابی سلول اللہ نے کھول دیا اور صدق
زید بن ارقم ظاہر ہوا تو کسی شخص نے عبداللہ منافق سے کہا یا ابا حباب تیرے شان میں آیت سخت نازل ہوئی سو تو چل کر رسول اللہ کے حضور میں آمرزش
کی درخواست کر اسنے منہ پھیر لیا اور کہنے لگا کہ تمنے کہا ایمان لاؤ میں ایمان لایا پھر تمنے سمجھایا کہ زکوۃ دو میں نے مال سے زکوۃ دی اب صرف
محمد کا سجدہ کرنا باقی ہے اسپر یہ آیت نازل ہوئی اسی سفر میں یہ اتفاق پڑا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تیسرے وقت چاہ نقعا پر آ
کے وقت جلوہ فرما ہوئے تو ہوا کی شدت ہوئی کہ لشکر کے لوگ بہت خوفناک ہوئے اور ناقہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھل گئی تلاش کرنے
سے نملی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی خوف نکرو یہ ہوا ایک کافر کے مرنے سے چلی ہے اور وہ کافر مدینہ میں تھا کسی نے پوچھا وہ کافر کون تھا
فرمایا رفاعہ ابن زید ابن تابوت یہ بات سنکر ایک منافق نے کہا یہ شخص آپ کو عالم الغیب جانتا ہے حالانکہ اونٹنی جاتی رہی اسکا مکان نہیں
معلوم ہوتا ہے کیوں نہیں خبر دیتا ہے وہ شخص جو وحی لاتا ہے اسیوقت حضرت جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے اور مقولہ منافق اور مکان ناقہ سے
مطلع کر گئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب سے ارشاد کیا اور فرمایا کہ میں نہ گمان کرتا ہوں کہ غیب جانتا ہوں اور نہ عالم
ہوں لیکن اللہ نے مجھکو مقولہ منافق اور مکان ناقہ سے خبردار کر دیا ہے کہ ناقہ شعب میں ہے اور اسکی ایک درخت سے مہار بندھی ہے سو اصحاب
پا گئے اور اسی جگہ سے جہاں حضرت نے فرمایا تھا ناقہ لے آئے اور جب مدینہ میں پہنچے تو رفاعہ ابن زید ابن التابوت اسی دن
اسی وقت مرا تھا جس وقت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی تھی یہ رفاعہ عظمائے یہود میں تھا اور منافقوں کا [illegible] اور اسی سال
قضیہ افک واقع ہوا افک کہتے ہیں جھوٹ کو اور تہمت لگانے کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو منافقین نے تہمت لگائی تھی اور بعض مخلصین بھی
بسبب نادانی کے شریک ہو گئے تھے اور بیان اسکا یہ ہے کہ غزوہ بنی المصطلق میں رسول مقبول علیہ السلام حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو ساتھ
لیگئے تھے اور آیت حجاب نازل ہو چکی تھی سو کوچ و مقام میں ایسا ہوتا کہ حضرت عائشہ صدیقہ ہودج میں سوار رہتیں اور لوگ اس ہودج
کو کوچ کے وقت اتار کر الگ ہو جاتے جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ مریسیع سے فارغ ہو کر مدینہ کو پھرے تو مدینہ کے قریب اتفاق
ہوا کہ جب سحر کو کوچ کی ندا ہوئی تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کوچ کی طیاری سنکر قضاے حاجت کے لیے لشکر گاہ سے علیحدہ تشریف
لیگئیں جب وہاں سے پھریں تو گردن میں جو جزع یمانی کا ہار پڑا تھا گلے میں نہ پایا معلوم ہوا کہ کھل کر گر پڑا اسیدم الٹے پاؤں پھر تشریف لیگئیں اور
ہار اپنا ڈھونڈھ کر لائیں لشکر کا کوچ ہو گیا تھا صفوان ابن معطل اسباب ماندہ کے واسطے پیچھے لشکر کے رہا کرتا تھا اسکا اونٹ پہنچا پھر کر
لشکر میں پہنچا لائیں منافقوں نے عیب لگایا اور سرگروہ انکا عبداللہ ابن ابی سلول ہو رہا تھا قصہ مختصر اس واقعے کا بخاری میں حضرت ام المومنین عائشہ
صدیقہ رضی اللہ عنہا سے یوں منقول ہے کہ حضرت کا معمول تھا جب کسی لڑائی میں تشریف لیجاتے تو بیبیوں کے واسطے قرعہ ڈالتے جسکا نام قرعہ میں نکلتا
اسکو ساتھ لیجاتے تھے چنانچہ اس لڑائی میں میرے نام قرعہ نکلا سو میں ساتھ گئی جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پھرے اور مدینہ کے قریب پہنچے تو رات
کو کوچ کی خبر ہوئی میں قضاے حاجت کے واسطے لشکر کے باہر گئی اور فراغت ہو کر مکان پر آئی یہاں معلوم ہوا کہ گلے کا ہار گر پڑا ہے میں اسی مقام پہ
تلاش کرنیکو گئی وہاں تلاش میں دیر لگی جو لوگ میرے کجاوہ کے کسنے پر مقرر تھے وہ میرے کجاوہ کو اٹھا کر اونٹ پر کسکے لشکر کے ساتھ روانہ ہوئے عورتیں اسوقت
کم خوراک اور نہایت دبلی ہوتی تھیں اس سبب سے کجاوہ کسنے والوں کو میرے ہونے نہونے کی کچھ خبر نہوئی جب مجھکو ہار ملا تب میں مقام

پہانی دیکھا تو لشکر کا کوچ ہوگیا ہے ناچار وہیں بیٹھ گئی اس خیال سے کہ آنحضرت کو میرا حال معلوم ہوگا تب تو میرے لینے کو آدمی آئیگا تو
ابن معطل لشکر کے پیچھے رہا کرتا تھا کہ رہ جانے والے اسباب کو ساتھ لادے اُسنے مجھکو سوتے دیکھا تو پہچانا کیونکہ پردہ کے حکم سے پہلے مجھکو دیکھا تھا اُسنے
افسوس و تعجب کیا اور انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا اور کہا یہ تو پیغمبر کی بی بی ہیں اور اُسکی کوئی بات سوائے اسکے جو میں نے سنی نہیں کہی اُسنے
اپنا اونٹ بٹھلایا میں اُسپر سوار ہوئی اور وہ اونٹ کی نکیل پکڑے روانہ ہوا ٹھیک دوپہر کے وقت لشکر میں پہنچی تہمت کرنے والوں نے مجھ پر تہمت باندھی
اور بانی مبانی اس تہمت کا عبداللہ ابن ابی سلول ہوا میں مدینہ میں آکر بیمار ہوگئی اور ایک مہینہ کامل بیمار رہی اور مجھکو اس تہمت کی خبر نہ تھی لیکن اتنا تردد تھا
کہ جسطرح میری بیماری میں حضرت مہربانی کرتے تھے اس مرتبہ ایسی مہربانی نہ تھی گھر میں آکر صرف اتنا پوچھتے کہ اس عورت کا کیا حال ہے اسوقت تک
پاخانے نہ تھے میں شہر کے باہر جنگل کی طرف ام مسطح کے ساتھ جا رہی تھی اُسکا پیر چادر میں الجھا وہ گر پڑی اُسنے اپنے بیٹے کو بددعا دی میں نے کہا تو اُسکو کیوں بددعا
دیتی ہے وہ تو بدری صحابی ہے تب اُسنے مجھکو اس تہمت کی خبر کی کہ مسطح بھی تہمت کرنیوالوں میں شریک ہے یہ سنتے ہی میری بیماری دونی ہوگئی میں حضرت سے
اجازت لیکر اپنے ماں باپ کے گھر آئی کہ اس خبر کی تحقیق کروں میں نے اپنی ماں سے کہا ماں یہ کیا بات ہے جسکا لوگ ذکر کرتے ہیں میری ماں نے کہا
بیٹی تو مت گھبرا جو عورت اپنے خاوند کی پیاری ہوتی ہے اُسکو اکثر لوگ حسد سے تہمت لگاتے ہیں میں نے کہا سبحان اللہ کیا سچ مچ لوگوں نے ایسی گفتگو کی ہے
اس رات میں تمام شب نہیں سوئی میرے آنسو جاری رہے پھر حضرت نے علی مرتضیٰ ابن ابیطالب اور اسامہ ابن زید کو بلایا اور میرے
چھوڑنے میں مشورہ پوچھا کیونکہ اس عرصہ میں حضرت جبرئیل علیہ السلام کا آنا اور وحی کا آنا بالکل موقوف ہوگیا تھا سو اسامہ نے میری پاکدامنی
بیان کی اور کہا یا رسول اللہ وہ آپ کی بی بی ہیں مجھکو تو سوائے پاکی اور بہتری کے کچھ خیال نہیں ہے اور علی نے کہا کہ خدا نے تم پر کچھ تنگی نہیں
کی ہے انکے سوا اور بہت عورتیں ہیں مگر بریرہ کنیز سے آپ دریافت کریں وہ سچ سچ بتلاویگی آنحضرت نے بریرہ کو بلایا اور فرمایا کہ اے بریرہ
تونے کبھی عائشہ سے ایسی بات دیکھی جس سے تجھکو اسکی پاکدامنی میں شک ہو اُسنے کہا یا رسول اللہ قسم اُس خدا کی جس نے آپکو سچا
پیغمبر کیا ہے میں نے کبھی اُسکی پاکدامنی میں فرق نہیں پایا ہاں اتنی بات البتہ ہے کہ عائشہ کم سن لڑکی ہے سو جاتی ہے اور بکری آٹا کھا جاتی ہے گھر کے
گھر کا بندوبست نہیں کرتی مترجم کہتا ہے کہ کلام حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا کا دلالت اس بات پر کرتا ہے کہ علی مرتضیٰ سے ناراض ہیں اور یہ کہ ان
ہو اور علی کو بھی میری [illegible] حالانکہ حضرت علی کو [illegible] عقیدت [illegible] اسلام [illegible]
ولایت آپ نے [illegible]
[illegible] بہتان [illegible]
بہتان اور اس بات کی خبر نہ تھی [illegible]
اگر [illegible]
تو [illegible]
ہوجاتی [illegible]
ہوجانے [illegible]

وہ بخوبی حالات صدیقہ سے واقف ہو گی کہ وہ شب و روز انکی خدمت مین رہتی ہو اس کلام سے بھی حسن اہتمام
علی مرتضی کا معلوم ہوتا ہی کیونکہ علی مرتضی خوب جانتے تھے کہ بریرہ کے کلام سے حضرت صلعم کو تسکین ہو گی اور ایسا ہی
ظاہر بھی ہوا مگر حضرت صدیقہ اس زمانہ مین خردسال تھین اس مقدمے کو نہ پہونچین اور اسی باعث سے انکو ملال ہوا آیا بجا
حضرت صدیقہ فرماتی ہین کہ حضرت صلعم بعد دریافت حال بریرہ سے مسجد مین تشریف لیگئے اور منبر پر چڑھکر یہ حدیث
فرمائی کہ اے مسلمانون کے گروہ کون ایسا ہے کہ ہم درپے ہو دریافت کر کے بدلا لے اس مرد سے جسکی باعث ایذا و تکلیف
میری گھروالی بی بی کو پہونچی سو خدا کی قسم نہین جانا مینے اپنی بی بی کو مگر نیک اور البتہ لوگون نے ذکر کیا ہی اس مرد کو جسکو
نہین جانا مینے مگر نیک وہ تو میری بی بی پاس کبھی نہ جاتا تھا میرے ساتھ کے سوا پس سعد بن معاذ نے اٹھکر کہا
یا رسول اللہ مین بدلا لینے کو تیار ہون اگر تہمت کرنیوالا ہمارے قوم سے ہو تو مین اسکی گردن مارون اور اگر دوسرے قوم سے
یعنی خزرج سے ہو تو جیسا ارشاد ہو ویسا کرین تب سعد بن عبادہ سردار خزرج نے اپنی قوم کی پیچ سے کہا کہ اے ابن معاذ زیادہ گوئی
کرتا ہی ہمارے قوم ایسے پر تیرا کچھ مقدور نہین اور اپنی قوم کی تو بھی حمایت کریگا پھر اسید بن حضیر سعد بن معاذ کے چچیرے بھائی نے
کہا اے سعد بن عبادہ تو زیادہ گوئی کرتا ہی قسم خدا کی ہم تہمت کرنیوالے کو قتل کرینگے کیا تو منافق ہی جو منافقون کی حمایت کرتا ہے
الغرض قریب تھا کہ کشت و خون ہو حضرت نے سب کو چپکا کیا صدیقہ فرماتی ہین کہ مین بیٹھی رو رہی تھی کہ حضرت
تشریف لائے اور میرے نزدیک بیٹھے اور فرمانے لگے اے عائشہ تیرے حق مین ایسا ایسا سنا ہی اگر بیگناہ ہو تو قریب ہے
خدا تیری پاکدامنی بیان کریگا اور اگر تو نے گناہ کیا ہی تو توبہ کر اسواسطے کہ جب بندہ نے توبہ کی تو خدا گناہ معاف کرتا ہی جب
حضرت صلعم کلام تمام فرما چکے تو میرے آنسو تھم گئے مین نے اپنے باپ سے کہا کہ تم حضرت کی بات کا جواب دو وہ بولے کہ مین
نہین جانتا کیا جواب دون پھر مین نے اپنی مان سے کہا کہ تم اسکا جواب دو انھون نے بھی کچھ جواب نہ دیا تب مین نے
حضرت سے کہا کہ مجھکو معلوم ہی کہ اس بات کی خبر آپکو پہونچی اور دل مین بیٹھ گئی ہے سو اگر مین یون کہون کہ اس عیب سے مین پاک
ہون تو آپکو یقین کاہیکو ہو گا اور اگر ناکردہ گناہ اقرار کرون تو حضرت سچ ہی جانینگے اب میرے حال کے مطابق بات
یوسف کے باپ کی ہی فصبر جمیل واللہ المستعان علی ما تصفون یعنی اب صبر ہی اچھا ہی اور اللہ کی مدد چاہیے تمہاری باتون پر اسوقت
بسبب غم کے حضرت یعقوب کا نام زبان پر نہ آیا اسلیے یوسف کا باپ کہا حضرت عائشہ فرماتی ہین کہ مین اپنی حقیقت ایسی جانتی تھی
کہ میرے حق مین قرآن نازل ہوگا بلکہ یہ گمان تھا کہ میرے معاملے مین خواب کی طور پر حضرت کو اطلاع ہوگی لیکن
اللہ کی کریمی کہ آپ وہین تشریف رکھتے تھے کہ وحی نازل ہوئی تو آپ نے ہنس کر فرمایا اے عائشہ خدا تعالی نے تمہاری
پاک دامنی اور صفائی نازل فرمائی اور سورہ نور کی آیتین ان الذین جاءو بالافک عصبۃ منکم آخر رکوع تک پڑھ سنائین مین شکر الہی
بجا لائی میرے باپ نے کہا اے عائشہ اٹھکر حضرت کی تعظیم کر اسوقت مین غصہ مین تھی مین نے کہا مین نہ اٹھونگی اور نہ تعریف کرونگی مین اپنے خدا کی
تعریف اور شکر کرونگی جسنے میرے حق مین قرآن نازل کیا جو قیامت تک پڑھا جائیگا فائدہ اس حدیث سے کئی فائدے معلوم ہوئے اول یہ

کوئی بے گناہوں کو تہمت لگاتا ہے وہ آخر کو فضیحت ہوتا ہے اور پاک لوگوں کی پاکی زیادہ ثابت ہو جاتی ہے دوسرا
یہ کہ جیسے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو بد کہا آپ نے مقرر حضرت کو رنج دیا اور منافقوں میں معدود ہوا
تیسرا یہ کہ علم غیب سوائے خدا کے اور کسی کو نہیں کیونکہ ایک ماہ کامل حضرت کو تردد رہا لیکن بدون خدا کے
بتلائے حقیقت حال نہ کھلی چوتھا یہ کہ جو کوئی شخص نعوذ باللہ اس بارے منصوصہ قطعیہ میں شک کرے وہ باجماع
اہل اسلام کافر ہے حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ کسی نبی کی بی بی نے زنا نہیں کیا ہے پانچواں یہ کہ قرعہ ڈالنے کی
اصل کتاب اور سنت سے ثابت ہوئی چھٹا یہ کہ جب کوئی شخص اپنا دوست ہو یا عزیز کسی اہل فضل کی برائی کرے
تو اسکو مکروہ جانے جسطرح مسطح کی والدہ نے کہا ساتواں یہ کہ تفضیل اہل بدر کی اس حدیث سے بھی ثابت
ہوتی ہے آٹھواں یہ کہ عورت کو اپنے والدین کے گھر جانا بلا اجازت خاوند کے نہ چاہیے نواں یہ
کہ استشہاد اور استفسار عورتوں سے امور عارضہ میں جائز ہے جسطرح حضرت نے بریرہ سے پوچھا
کہ اس حدیث میں مذکور ہوا اور دوسری حدیث میں استفسار کرنا زینب بنت جحشؓ و ام ایمن اور اسامہ
سے مذکور ہے انھوں نے بھی پاکدامنی حضرت عائشہ کی بیان کی دسواں یہ کہ بدگمانی متعصب باطل کا
جائز ہے جسطرح سعد بن معاذ نے سعد بن عبادہ سے فرمایا کہ تو منافق ہے منافقوں کی طرفداری کرتا ہے
گیارھواں یہ کہ حسن ادب وقت غضب کے یوں لازم ہے کہ وہ بات معمولی کہے تا کہ دوسرا
معلوم کرے کہ یہ شخص مجھ سے ناراض ہے جیسا حضرت نے حضرت عائشہ سے کیا بارھواں یہ کہ جو امر عادت کے
خلاف ہو تو اسمیں عقلا سے دریافت کرنا ضرور ہے چنانچہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسامہ بن زید
اور علی مرتضی اور عمر بن خطاب اور عثمان بن عفان سے دریافت کیا سب لوگوں نے پاکدامنی حضرت
صدیقہ کی ظاہر کی فائدہ ایسے حادثات کے واقع ہونے میں معاملات انبیا اور اولیا میں بہت حکمتیں الہی ہیں
بعض شرح صحیح بخاری میں قصہ افک کی حکمتیں شمار کی ہیں انمیں سے ایک یہ ہے کہ سبب ہوا نزول تعریف حضرت
عائشہ کا قرآن میں دوسرے یہ کہ جو مصیبت مسلمانوں پر ہوتی ہے وہ موجب ثواب اور رفع درجات ہوتی ہے
تیسرے یہ کہ حال مومنین کا ایسے معاملات میں کھل جاوے اور اسکے بیان سے واضح
ہو جاوے کہ مسلمانوں کی شان ایسے معاملات میں مقتضی اس بات کو ہے کہ کہیں سبحانک ہذا بہتان عظیم
یعنے پاک ہے تو یہ بڑا بہتان ہے اور گمان نیک رکھیں اور کہیں یہ بات ہمارے زبان پر لانے کی نہیں
اور یہ بات کھلی کھلی جھوٹ ہے چوتھے یہ کہ ہمیشہ بندگان خدا کو دلیل تسلی ہو کہ جب جناب مطہرہ سی
پاکدامن پر لوگوں نے تہمت لگائی تو ہماری کیا حقیقت ہے پانچویں یہ کہ ایسا مصیبت زدہ باقتدائے
حضرت عائشہ صبر جمیل کرے اور اللہ سے مدد مانگے فائدہ اس تہمت میں عبداللہ بن ابی بن سلول

بانی فساد تھا اور حسان بن ثابت اور مسطح بن اثاثہ کہ حضرت صدیق کے خالا تی بہن کا بیٹا تھا اور حمنہ اخت
زینب بنت جحش اوسکی شریک تھی اور بعضے زید بن رفاعہ کو بھی شریک مفسدہ کہتے ہیں انھیں لوگون کو آنجناب
نے اسی اسی درے حد قذف کے مارے بالجملہ جب پاکدامنی ام المومنین میں قرآن نازل ہوا اور حضرت
صدیق اکبر نے پڑھا تو صدیقہ کے سر کو بوسہ دیا اور فرمایا کہ اب مسطح کی خبرگیری نہ کرونگا اللہ صاحب
نے اسکی سفارش فرمائی کہ سورۂ نور میں ارشاد ہوا ولا یاتل اولو الفضل منکم والسعۃ ان یوتوا اولی القربی
والمساکین والمہاجرین فی سبیل اللہ ولیعفوا ولیصفحوا الا تحبون ان یغفر اللہ لکم واللہ غفور رحیم یعنی
قسم نکھائیں بڑائی والے تم میں اور کشایش والے اس سے کہ دین رشتہ دارون کو اور محتاجون کو
اور وطن چھوڑنے والون کو اللہ کی راہ میں اور چاہیے معاف کریں اور درگذریں کیا تم نہیں چاہتے
کہ اللہ تمکو معاف کرے اور اللہ بخشنے والا ہے مہربان جب یہ آیۃ نازل ہوئی تو صدیق نے قسم کھائی کہ
آپ مسطح کے تفقد احوال میں قصور نکرونگا اس مقام سے کیسی بڑی فضیلت صدیق اکبر کی نکلی جنکو اللہ نے
بڑائی والا فرمایا پھر کوئی آنکی بڑائی نہ مانے وہ اللہ ہی سے جھگڑے کہ اسنے کیون فضیلت دی اور
اسی سال میں موضع صلصل میں وقت معاودت غزوۂ مصطلق سے پانی نہ ملا تب حکم تیمم نازل ہوا اور کیفیت
یون واقع ہوئی کہ اس سفر میں پھر گلے کا ہار حضرت صدیقہ کا گم ہوگیا اوسکی تلاش میں توقف ہوا اتفاقاً وہان
پانی نہ تھا اور وقت نماز آگیا تو اصحاب ملول ہوے اور صدیق اکبر سے شاکی ہوے وہ حضرت صلعم کے
پاس آئے آنجناب صلعم اسوقت عائشہ کی گود میں استراحت فرماتے تھے حضرت ابوبکر نے
عائشہ کو طعنہ دیا اور ناراض ہوکر غصے میں ایک ہاتھ نیزہ دار تہیگاہ میں مارا لیکن عائشہ صدیقہ نے
بلحاظ بیداری رسول اللہ جنبش نہیں فرمائی پھر آنجناب از خود بیدار ہوے اور یہ حال سنکر جناب الہی
مین متوجہ ہوے فی الفور حضرت جبرئیل کریمہ فان لم تجدوا ماءً فتیمموا صعیدًا طیبًا لائے کہ حضرت صلعم نے
اصحاب کو اجازت تیمم فرمائی اور تمام آیۃ یہ ہے وان کنتم مرضی او علی سفر او جاء احد منکم من الغائط او لامستم
النساء فلم تجدوا ماءً فتیمموا صعیدًا طیبًا فامسحوا بوجوہکم وایدیکم منہ یعنی اگر تم بیمار ہو یا سفر میں یا آیا ہے کوئی شخص
تم میں جاے ضرور سے یا لگا ہو عورتون سے پھر نہ پایا پانی تو ارادہ کرو زمین پاک کا پھر مل تو اوس سے منھ
کو اور ہاتھون کو وہان سے شرح وقایہ میں ہے کہ جو چیز زمین کی جنس سے طاہر ہو اوس پر تیمم درست ہے
جسطرح مٹی ریت پتھر سرمہ ہرتال اور جو چاندی اور سونا کھان میں کہ ملا ہوا ہو اوسپر درست نہیں
اور جو کھلا نہو مٹی میں ملا ہو درست ہے بالجملہ بعد اس واقعے کے اسید ابن حضیر نے کہا کہ یہ فائدہ جلیلہ منجملۂ
برکات صدق حضرت صدیقہ سے امت کو حاصل ہوا ہے آخر نماز تیمم سے ادا کی گئی اور شکر

کوچ ہوا اور گلے کا ہار رشتہ سواری حضرت صدیقہ کے نیچے مل گیا مخفی نرہے کہ یہ واقعہ دوسرا ہی اسکو واقعہ افک
سے کچھ علاقہ نہیں تفصیل اسکی مولانا اسمعیل الدین محدث نے معالم الاسلام فی سیرۃ النبی علیہ السلام میں
بخوبی فرمائی ہی من شاء فلینظر الیہ اتفاقاً صاحب نے فرمایا کہ اگر پانی کا عذر ہو اور طہارت ضرور ہو تو زمین میں
تیمم کرو پھر ملو اپنے منہ کو اور ہاتھ کو پانی کا عذر تین صورت سے بتایا اور طہارت کا ضرور ہونا دو صورت
سے ایک عذر کی صورت یہ کہ مریض ہو یا پانی ضرر کرتا ہو دوسرے یہ کہ سفر در پیش ہو پانی پینے کو رکھا ہی
دور تک پھر نہ ملیگا تیسرے یہ کہ پانی موجود ہی نہیں اس تیسری کے ساتھ دو صورتین طہارت کے ضرورت
کی فرمائیں ایک یہ کہ شخص جائے ضرور سے آیا وضو کی حاجت ہو دوسرے یہ کہ عورت سے لگا
غسل کی ضرورت ہی اور تیمم کی شرطیں بھی معلوم ہوئیں یعنی جب تو پانی پر قادر نہو خواہ اسکے استعمال
پر یا اسکے نہونے سے یا اسکی دوری سے یا رسی اور ڈول کے گم ہونے سے یا اژدہے درندے
دشمن کے خوف سے تو تیمم کرو اور یہ بھی آیت سے نکلا کہ تیمم میں نیت کرنا فرض ہے کیونکہ تیمم قصد
کو کہتے ہیں یہ حکم بالاتفاق ہی اور یہ بھی کہتے ہیں مسح زمین کو خواہ مٹی ہو خواہ اور کچھ اس سے
امام صاحب مٹی ریگ و پتھر پر اگرچہ اوس پر غبار نہو تیمم درست کہتے ہیں یہ بات جب ہو کہ طہارت کا ل
ہو اسی پر ایک مسئلہ متفرع ہوتا ہی کہ جہاں نجس سوکھ جائے نماز اوس پر درست ہے تیمم نہ ہے اور تفرع
کرنا تیمم کو پانی کے نہونے پر دلیل ہو کہ پانی کی طہارت اصل ہو اور تیمم عوض ہو یہ بالاتفاق ہو یہ ہمارے
نزدیک عوض مطلق ہو یعنی جس طرح پانی حدث کو زائل کرتا ہی ویسا ہی تیمم بھی لہذا جائز ہو کہ ایک تیمم سے کئی
نمازیں ادا کرے جب تک نہ ٹوٹے اور امام شافعی کے نزدیک عوض ضروری ہو یعنی نماز ہوجاتی ہو پر حدث حقیقت
میں رہجاتا ہو لہذا ہر فرض کے لیے تیمم واجب کہتے ہیں اور اس آیہ سے معلوم ہوا کہ تیمم حدث اصغر و حدث
اکبر دونوں سے ہوتا ہی اور فقط منھ اور دونوں ہاتھوں کا ملنا چاہیے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ قبل تیمم پانی کی
تلاش کرنا چاہیے اور یہ جو کہا گیا کہ جو تھوڑا پانی غیر کافی وضو کو ملے تو اسے استعمال کرنا واجب ہی کیونکہ
واجد الماء ہی اور یہ دلیل اذا قمتم الی الصلوۃ کے قبل وقت کے تیمم نہ چاہیے پھر اسی سال کے شوال میں
غزوہ خندق جسکو غزوہ احزاب بھی بولتے ہیں واقع ہوا اس غزوہ کو موسیٰ ابن عقبہ نے سال
چہارم ماہ شوال میں لکھا ہی اور ابن اسحق مطلبی نے سال پنجم میں لکھا ہو اور اکثر اہل سیر اسکے موافق ہیں لیکن
بخاری اور ولی الدین عراقی کا میلان بقول اول ہو کذا فی المواہب اور معاملہ اس قضیہ کا یوں ہوا کہ حضرت
صلعم نے جب یہودی نضیر کو نکال دیا تو وہ لوگ متفرق ہوئے چنانچہ حیی ابن اخطب و سلام ابن الحقیق اور
کنانہ ابن الربیع ابن ابی الحقیق اور ہوذہ ابن قیس ابو عمار بابلی خیبر میں گئے اور بعد توقف چند روزہ

بیس آدمی ہمراہ لیکر مکہ مین آئے ابوسفیان نے کہا تمہارا کیا ارادہ ہے بولے ہم لوگ عداوت محمد پر عہد و پیمان
کرتے ہین ابوسفیان نے بہت خاطر کی اور پچاس آدمیون سے بیت اللہ مین جاکر ہم قسم ہوا اور یہ
قرار دیا کہ اگر ایک بھی زندا رہے لڑائی سے منہہ نہ موڑے جب قریش سے اطمینان ہوا تو قبیلہ
غطفان مین گئے اور طمع دی کہ ایک سال کے خرمے خیبری تمکو پہونچا دینگے اگر شریک ہو عیینہ
ابن حصین فزاری میر غطفان نے قبول کیا اور اپنی ہم عہدون کو خطوط لکھے چنانکہ بنی اسد و فزارہ و مرہ
و اشجع سب شریک ہوگئے اور سرداری قریش کی ابوسفیان پر قرار پائی اور افسری غطفان عیینہ
ابن حصین پر اور مہتری بنی فزارہ حذیفہ بن بدر پر اور ریاست بنی مرہ حارث بن عوف بن ابی حارثہ مزنی
پر اور امارت بنی اشجع شعر بن رحیلہ بن نویرہ بن طریف پر قرار پائی معالم التنزیل مین ہے کہ جب یہود سے
قریش کے لوگ ملے تو پوچھا اے یہود تم لوگ اہل کتاب ہو ہم تم سے پوچھتے ہین کہ دین محمد اچھا ہے
یا دین ہمارا وہ بولے تمہارا دین حق ہے اور تم حق پر ہو انہین ملاعنہ کے حق مین یہ آیت نازل ہوئی
الم تر الی الذین اوتوا نصیبا من الکتاب یومنون بالجبت والطاغوت ویقولون للذین کفروا ہولاء اہدی من الذین
آمنوا سبیلا یعنے تو نے نہ دیکھا انکو ملا ہے کچھہ حصہ کتاب کا مانتے ہین بتون اور شیطان کو اور کہتے ہین کافرون
کو یہ زیادہ پائے ہین مسلمانون سے راہ القصہ بعد قول قرار ابوسفیان چار ہزار آدمی لیکے نکلا اور علم
عثمان بن طلحہ بن ابی طلحہ کو دیکر تین ہزار اونٹ اور تین سو گھوڑے ساتھہ لیے اور چلا جب مر الظہران مین آیا
تو قبائل اسلم و اشجع و بنو مرہ و بنو کنانہ و بنو فزارہ و غطفان بھی مل گئے کہ جملہ دس ہزار کفار ہوگئے آخر
یہ خبر حضرت صلعم کو ہوئی تو آنحضرت نے مہاجرین و انصار سے شوری فرمایا سلمان فارسی نے التماس کیا کہ
یا نبی اللہ ہمارے بلاد مین ایسے موقع پر خندق کھودتے ہین چنانچہ تجویز سلمان حضرت کو پسند آئی فائدہ
یہ سلمان اکابر یہود اولاد یوسف ابن یعقوب علیہ السلام سے تھے عجمی ہین ابو عبد اللہ کنیت ہے حضرت
صلعم نے یہودیون سے مول لیکر آزاد کیا تھا اور شرفاے اصحاب مین معدود ہوے اصل انکی مجوسیان
فارس سے تھی قوم رام ہرمز سے کہ ابلق گھورون کو پوجتے ہین اور بقولے اصفہان سے ہین اور سلمان
طلب دین مین اول نہایت سرگردان ہوے کہ نصرانی ہوئے اور توریت پڑھی پھر عرب نے انکو
گرفتار کیا اور یہود کے ہاتھہ بیچا بعد اسکے کسی اور نے خرید کیا پھر کسی اور نے لیا اسیطرح دس جگہہ
بکے تھے کہ باشارہ راہب عموریہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مدینہ مین آکر اسلام لائے اصل
یہ ہے کہ علماء یہود و نصاری سے خبر بعثت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ہجرت مدینہ سنکر مدینے
مین آرہے تھے ان دنون جب حضرت مدینہ مین تشریف فرما ہوئے تو ایک یہود کے غلام تھے خرما

ذکر سلمان

میں حاضر ہوئے اور کچھ چیز پیش کی اور کہا کہ صدقہ ہے آپ نے فرمایا کہ میں صدقہ نہیں کھاتا مجھ پر حرام
پھر دوسرے دن آئے اور کچھ لائے اور کہا کہ ہدیہ ہے آپ نے لیلیا اور ایک دن پشت پر مہر
نبوت دیکھی اور فوراً مسلمان ہو گئے کیونکہ یہ علامات نبی آخر الزمان کی سنی تھی آپ نے حضرت سلمان سے
کہا کہ اپنی آزادی کی فکر کرو انھوں نے مالک سے اپنی آزادی کو مکاتبت کہا اوسنے چالیس اوقیہ سونا
کہ ایکسو پانچ تولہ ہوتا ہے اور وزن مروج ہندوستان سے ڈیڑھ سیر ہوتا ہے بدل کتابت قرار دیا اور
یہ شرط کی کہ تین سو درخت خرمے کے لگاویں جب وہ پیدا ہوں تب آزاد ہوں انجناب نے اپنے ہاتھ
سے درخت لگائے کہ اوسی سال بار آور ہوئے ایک درخت حضرت عمر نے لگایا تھا وہ نہ پھلا حضرت نے اوکھاڑ
کر پھر لگایا وہ بھی پھلا اور ایک بیضہ کے سونا اوس میں آیا تھا وہ سلمان کو دیا سلمان نے کہا چالیس
اوقیہ سونا کا حضرت نے دعا سے برکت فرمائی [illegible] ہوا [illegible] آزاد ہو کر [illegible] خدمت میں
رہنے لگے قال البغوی [illegible] سلمان [illegible] عمر [illegible] انکی
[illegible] تین سو برس کی [illegible] بعض نے کہا [illegible] حضرت عیسیٰ سے بھی
ملاقات ہوئی واللہ اعلم اور آخر میں مقصد کو پہنچے اپنے ہاتھ [illegible] قوت [illegible] اور
جو کچھ ملتا تھا [illegible] فضائل ومناقب [illegible] بعض
فضائل مذکور [illegible] وفات پائی [illegible] صلی اللہ علیہ وسلم نے
عبداللہ ابن ام مکتوم کو خلیفہ مدینہ [illegible] سعد ابن عبادہ کو حفاظت
فرماکر بیرون مدینہ [illegible] عبداللہ ابن عمر [illegible]
کہ سب نوجوان [illegible] ساتھ [illegible] تین
ہزار کا تھا اور [illegible]
بعجلت لیکے خندق [illegible] مشغول ہوئے [illegible] جانب شرقی [illegible] اور بعض
جانب شامی میں [illegible] اور دیا اور [illegible]
اٹھارہ [illegible] خندق کا [illegible]
رہا اور خندق [illegible] فرمائی تو سلمان فارسی
میں نزاع واقع ہوئی مہاجرین کہتے کہ سلمان ہمارے ساتھ ہیں [illegible] انصار کہتے ہمارے ساتھ ہیں [illegible]
صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حال دیکھ کر فرمایا سلمان منا اہل البیت [illegible] رضی اللہ عنہ
[illegible] تو سلمان [illegible]

ہوئے کہ گر پڑے تب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سنکر فرمایا کہ قیس وضو کرے اور پانی ایک ایک طرف میں
جمع کرو اور اسی پانی سے سلمان کو نہلاؤ اور ظرف آب اوندھا پشت سلمان پر ڈالدو چنانچہ یاروں
نے ایسا ہی کیا تو سلمان کو صحت ہوئی فائدہ حضرت استاد الاستاذ قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں کہ
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نظر کا لگنا ٹھیک ہے اگر کوئی چیز تقدیر پر غالب ہوتی تو نظر غالب
ہوتی اور جب کوئی تم سے دھلا دے تو دھو دینے اگر دفع نظر کے واسطے کوئی کسی سے درخواست کرے
منھ وغیرہ دھو دیجئے تو دھو دینا چاہیے کہ شاید تمہارے ہی نظر لگ گئی ہو اسکا برا ماننا عبث ہے اور یہ
قول جمیل میں ہے کہ جب نظر لگانا اور نظر کا لگانیوالا ثابت ہو جاوے تو اوسکی منھ اور دونوں ہاتھ اور
دونوں پیر اور اوسکی شرمگاہ کے دھونے کو کہے ایک برتن میں اور اس پانی کو چھڑکے جسپر نظر لگی ہے
تو اوسی دم اچھا ہو جاوے امام مالک نے موطا میں روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
نظر لگانے والے کو اسیطرح سے مانند کا حکم کیا ہے یعنی شرمگاہ وغیرہ دھونے کا اور روایت ہے کہ
حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ایک خوبصورت لڑکا دیکھا تو فرمایا اوسکی ٹھوڑی میں کالا ٹیکا لگا دو
تاکہ نظر نہ لگے شفاء العلیل میں ہے کہ اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ جو لڑکوں کے کالا ٹیکا لگا دیتے ہیں
سب اصل بات نہیں ہے وہ [illegible] کہتا ہوں کہ کالا ٹیکا لگانا لڑکوں کے واسطے دفع نظر کے
ترمذی میں موجود ہے اور ایک عمل مجرب دفع نظر بد کا یہ ہے کہ ایک تاگا تین ہاتھ ناپے اور اوسکے
پاس رکھے جو نظر زدہ کو رکھتا ہو پھر یہ عزیمت پڑھے اس نظر زدہ پر پھر اوسی تاگے کو دوسرے
مرتبہ ناپے اگر تین ہاتھ سے زیادہ ہو جاوے یا کم تو معلوم کرے کہ نظر لگی ہے اور اسی عمل کو تین مرتبہ
کرے نظر دفع ہو جاویگی اور طریقہ عزیمت یہ ہے بسم اللہ ولا قوۃ الا باللہ تین بار پھر سورۂ فاتحہ
تیسرے بار پڑھ کر کہے عزمت علیک ایتہا العین التی فی فلان بن فلانۃ او فلانۃ بنت فلانۃ بعزۃ اللہ
ونور بخطبۃ وجہ اللہ [illegible] بہ القلم من عند اللہ الی خیر خلق اللہ محمد بن عبد اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
عزمت علیک ایتہا العین التی فی فلان بن فلانۃ بحق [illegible] عزمت
علیک ایتہا العین التی من فلان بن فلانۃ [illegible] بانقطاع النجا بالذی لا تقوی
علیہ ارض ولا سماء اخرجی بالنفس السوء من فلان بن فلانۃ کما اخرج یوسف من الضیق وجعل لموسی
فی البحر طریقا والا فانت بریٔ من اللہ تعالے والرسول [illegible] اخرجی بالنفس السوء من فلان بن فلا
بالالف الف قل ہو اللہ احد اللہ الصمد لم یلد ولم یولد ولم یکن لہ کفوا احد اخرجی بالنفس السوء بالالف الف
لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم [illegible] لو انزلنا ہذا القرآن علی جبل

زائیہ خاشعا سعد عامر خشیتہ اللہ فاللہ خیر حافظا وہو ارحم الراحمین حسبنا اللہ ونعم الوکیل ولا حول ولا قوۃ الا باللہ
العلی العظیم وصلی اللہ علی سیدنا محمد وآلہ واصحابہ وسلم کاتب الحروف نے اسسے بارہا تجربہ کیا ہو حدیث
صحیح مین وارد ہو کہ اصحاب رسول اللہ صلعم کے وقت حالت سردی وگرسنگی مین خندق کھودتے تھے
خیانچہ رسول اللہ نے اونکا حال معائنہ فرماکر فرمایا اللھم العیش عیش الاخرۃ فاغفر الانصار والمہاجرۃ صحابہ
نے جواب دیا نحن الذین بایعوا محمدا علی الجہاد ما بقینا ابدا رواہ البخاری عن انس رضی اللہ عنہ اور عمرو ابن عوف
سے روایت ہو کہ ہم اور سلمان وحذیفہ ونعمان اور چھہ نفر اور چالیس گز خندق کھودتے مین شریک
تھے کہ دفعۃ ایک پتھر ایسا سخت نکلا کہ پھاوڑے وکدالیان ٹوٹنے لگین تب ہمنے سلمان سے کہا کہ
تم حضرت سے کہو اوسنے عرض کیا کہ آنجناب تشریف لائے اور کدال ہاتھ مین لیکے اوس پتھر کو توڑا
تو ایسی روشنی ہوئی کہ مدینہ مین پھیل گئی گویا چراغ تھا اندھیرے مین اور حضرت نے تکبیر کہی اور
مسلمانون نے بھی تکبیر کہی پھر تیسرے ضربہ مین بھی ایسا ہی ہوا بعد آپکے حضرت نے سلمان کا ہاتھ پکڑا
اور تشریف لیچلے سلمان نے کہا یا نبی اللہ بابی انت وامی مین نے عجیب معاملہ دیکھا کہ ہرگز نہ دیکھا تھا
حضرت نے اورون سے فرمایا تمنے بھی دیکھا ہو کہا یا رسول اللہ نعم فرمایا اول چمک مین قصور حیرہ
ومدائن کسری کی نظر پڑے جبرئیل نے کہا تمھاری امت کو ملینگے دوسری بار قصور ارض روم نظر پڑے
جبرئیل نے کہا یہ بھی ملینگے تیسری بار مین قصور یمن دیکھہ پڑے جبرئیل نے کہا یہ بھی امت تمھاری
پاویگی پس تم خوش ہو مسلمانون نے کہا الحمد للہ موعد صدق وعدنا النصر بعد الحصر یہ سنکر منافقون
نے کہا کیا خوب یثرب سے قصور حیرہ نظر آتے اور تم خندق کھودتے ہو دیکھین کسطرح فتح کروگے یہ
تو محمد کی دم بازی ہی غرض یہ تھی کہ محمد صلعم کہتے ہین کہ دین اسلام مشرق سے مغرب تک پھیلیگا
دیکھین کیسے پھیلتا ہو یہان رفع ضرورت کو بھی نکل نہین سکتی ہو انہین کے حق مین سورۂ احزاب مین
فرماتے ہین واذ یقول المنافقون والذین فی قلوبہم مرض ما وعدنا اللہ ورسولہ الا غرورا یعنی جب کہنے لگے
منافق اور جنکے دلون مین روگ ہو جو وعدہ دیا تھا ہمکو اللہ ورسول نے سب فریب تھا فائدہ طلعۃ اس پیشینگوئی
کا ظہور یہ ہوا یعنی ملک یمن تو آپ کی حیات مین قبضے مین آگیا مگر بسبب ارتداد مرتدین ودعوی نبوت اسود
عیسی کذاب اور مسیلمہ خلل ہو گیا تھا کہ حضرت ابو بکر کے عہد مین دفع ہوا اور ملک شام وفارس مین فساد
عہد خلیفہ اول مین شروع ہو گیا تھا اور کچھہ اہل اسلام کے قبضہ مین آگیا تھا حضرت عمر ابن خطاب
رضی اللہ عنہ کے خلافت مین تمام ملک یمن وشام وفارس قبضۂ اسلام مین آیا اور علامہ بغوی کے قول
پر یہ کریمہ قل اللھم الخ اسی قصہ مین الی آخر الآیۃ سورۂ آل عمران مین نازل ہوئی جو لیٹنے تو کہہ یا اللہ

مالک سلطنت کے تو سلطنت دے جسکو چاہے اور سلطنت چھین لے جس سے چاہے اور عزت
دے جسکو چاہے اور ذلیل کرے جسکو چاہے تیرے ہاتھ ہے سب خوبی ہے بیشک تو ہر چیز پر قادر ہے تو داخل کرے
رات کو دن مین اور داخل کرے دن کو رات مین اور تو نکالے جیتا مردے سے اور تو نکالے مردہ جیتے
سے اور تو رزق دے جسکو چاہے بے شمار فائدہ مسلمانون کو اسمین تنبیہ کی گئی ہے کہ ناامیدی کے وقت
بے ایمانی کی باتین کبھون نہ کیجیو کہ یہ بہت بد بات ہے سو وہی ہی چاہتے تھے کہ جو اول ہمین پیش آگئی تھی
وہ ہمیشہ رہیگی اور منافق نامعقول ظاہر حال دیکھکر بولے تھے کہ پیغمبر کی امت کو کہان سے ایسا زور
ہو جائیگا جو روم و شام فتح کرینگے اور دین انکا مشرق سے مغرب تک کسطرح پہونچیگا اور اللہ کی قدرت
سے غافل تھے یہ نہین سمجھے کہ وہ قادر ہے جسکو چاہے عزیز کرے اور سلطنت دے اور جس سے چاہے
چھین لے اور ذلیل کرے اور چاہے جاہلون سے کامل پیدا کرے اور کاملون سے جاہل اور جسکو
دیا چاہے رزق بے حساب دے روایت ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کوشک [illegible] مدائن
کی صفت بیان فرمائی تو سلمان رضی اللہ عنہ نے کہا واللہ یہی صفت ہے صدقت یا رسول اللہ پھر
فرمایا کہ یہان تک میری امت کا عمل ہوگا اور خزائن کسری اور قیصر راہ خدا مین صرف کرینگے مفسران
فرماتے ہین کہ واللہ مین نے سب کا ظہور پایا اور اپنی آنکھون سے دیکھا القصہ مسلمانون نے چھ روز مین
خندق کھودنے سے فراغت حاصل کی اور اہل و عیال حصارون مین در آئے تب کفار [illegible] قریش
مع اپنے توابع کے جانب احد آکر اترے اور لشکر ظفر پیکر اسلام جانب سلع اور دونون کے بیچ مین خندق
حائل تھی بعد اسکے ابوسفیان نے حیی ابن اخطب سردار بنی النضیر کو کعب ابن اسد افسر یہود بنی قریظہ
کے پاس بھیجا اور بنی قریظہ اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عہد و پیمان ہو گیا تھا کہ جب تک [illegible]
عہد نہ کروگے ہم تمسے کچھ تعرض نکرینگے سو نقض عہد کرانیکے ارادے سے حیی ابن اخطب [illegible] کے
پاس گیا دروازہ قلعہ کا بند پایا اس دشمن حق نے پکارا دربان نے کعب کو اطلاع کی اسنے کہا کہ یہ
شوم بو الفضول بنا بر نقض عہد رسول مقبول آیا ہوگا کچھ جواب دینا ضرور نہین ہے جب جواب نہ ملا
تو اسنے دروازہ کھٹکھٹایا اور کہا کہ اے کعب مین حیی ابن اخطب ہون دروازہ کھولو تو
کعب نے جواب دیا کہ تو نے بنی النضیر کو ہلاک کیا اب چاہتا ہے کہ اپنی شامت ہم پر ڈالے ہم تو کبھون
محمد سے نقض عہد نہ کرینگے حیی نے کہا اے کعب مین عزت دائمی لایا ہون کہ سب اشراف قریش
و کنانہ و غطفان حاضر ہوئے ہین اور سب عہد و پیمان کر چکے ہین کہ جب تک استیصال محمد اور اصحاب
محمد نہ کرین ہرگز نہ پھرین کعب نے کہا کہ تو عزت نہین لایا ہے بلکہ ذلت لایا ہے [illegible]

تجھ سے نہیں ہوا اور تیرے قول پر ہرگز عمل نہ کرونگا جب ابن اخطب نے یہ حال سنا تو فریب سے کہنے لگا
کہ تو نے اپنا قفل نکی خوف سے دروازہ بند کر لیا ہوا ہے کعب تو نے بخل کب سے اختیار کیا تب تو
کعب کو برا لگا ناچار کعب نے دروازہ کھول دیا ابن اخطب نے جاکر ایسا باغ سبز دکھلایا کہ کعب ابن
اسد فریب میں آگیا اور بولا کہ اگر محمد نہ مارے گئے اور قریش وغیرہ اپنے اپنے گھر چلے گئے تو ہم گرفتار
ہو جاوینگے اوسنے کہا کہ اگر ایسا ہوگا تو میں تیرا شریک رہونگا تب تو کعب نے عہدنامہ رسول اللہ
صاحب کرکے چاک کر ڈالا ابن اخطب خاطر جمع کرکے لشکر میں داخل ہوا اور قصہ نقض عہد اسد
بنی قریظہ بیان کیا اور کعب نے رئیسان بنی قریظہ کو اطلاع کی زبیر ابن باطا اور نباش ابن
قیس اور عقبہ ابن زید وغیرہ رئیسوں نے ملامت شدید کی بعد آنکے یہ خبر حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کو پہونچی تو حضرت نے زبیر کو بنا بر تفتیش حال بھیجا انہوں نے آکر عرض کیا کہ بنی قریظہ اپنے
قلعے صاف کرتے ہیں اور مویشی جمع کرتے جاتے ہیں یہ حال سنکر حضرت نے سعد ابن معاذ سردار
اوس اور سعد ابن عبادہ سید الخزرج کو روانہ فرمایا کہ تم جاکر سمجھاؤ اور انکے ساتھ عبداللہ ابن
رواحہ اور خوات ابن جبیر کو بھی کر دیا اور بعض روایات میں اسید ابن حضیر بھی ہمراہ جانا اور نکے ہمراہ
کے ساتھ پایا جاتا ہے غرض ان لوگوں نے کعب ابن اسد سے ملاقات کرکے بہت سمجھانے کے تھے
اوسکے پر کچھ بھی اثر نہ ہوا ناچار سب اصحاب پاس آنحضرت صلعم کے حال بیان کیا تو حضرت
نے فرمایا حسبنا اللہ ونعم الوکیل اور تکبیر کہی مسلمانوں نے تمام شہر میں خبر نقض عہد بنی قریظہ مشہور
ہوئی اور عبارت اسلام سوچ میں پڑگئے کہ ایک لشکر کفار کا روبرو ہے اور پیچھے بنی اسد و غطفان
دروازہ مدینہ کے مشرقی طرف سے کہ اونچی ہے اور قریش کنانہ وغیرہ نشیب سے جمع ہو آئے کہ
آنکی کثرت و شوکت باتصالات سے بعضوں کے تیور بدل گئے اور بعض لوگ مسلمانوں نے سمجھا
کہ انکی مرتبہ نہ بچینگے اور منافق کہنے لگے کہ محمد تو کہتے تھے کہ خزانے کسریٰ و قیصر کے تصرف کرینگے
یہاں بیٹھا ہے اور جاسے قضاء حاجت کو بھی نکلنا دشوار ہے اور اسی اثنا میں اوس بن قیظی کہ ایک شخص قوم
بنی حارثہ کا تھا اپنے تواریخ کے کہنے لگا کہ یا رسول اللہ ہمارے گھر دشمن سے اب ٹھکانا نہیں ہے کا
کہاں ہم تو جاتے ہیں اور بعض مسلمانوں نے یہ بہانہ کیا یا رسول اللہ ہمکو اجازت ہو تو ہم جا
کر ہمارے گھر کی خبر لیں حالانکہ یہ بات نہیں ہوتی تھی کیونکہ جب حضرت صلعم لشکر
کے ساتھ مدینہ سے باہر تشریف لائے ہیں تب منصوبہ حویلیوں میں انکے بند کرکے سب کے
گھر دار کو گئے تھے اور بعض ان کا حال سے اللہ صاحب سورہ احزاب میں خبر دیتے ہیں واذقالت

طائفة یا اہل یثرب لا مقام لکم فارجعوا ویستاذن فریق منہم النبی یقولون ان بیوتنا عورة وما ہی بعورة
ان یریدون الا فرارا یعنی جب کہنے لگے ایک لوگ ان میں سے ای یثرب والو یعنی مدینے والو تمکو ٹھکانا
نہیں سو پھر چلو اور رخصت مانگنے لگے ایک لوگ ان میں نبی سے کہنے لگے ہمارے گھر کھلے پڑے ہیں
اور وہ کھلے نہیں پڑے غرض اور نہیں مگر بھاگنا فائدہ اللہ صاحب نے اس حالت میں
لوگوں کو خوب جانچ لیا اور اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو منافق اور مسلمان میں فرق بتلا دیا
جو لوگ خراب ہونے کو تھے چلیگئے اور جنکو اللہ نے ایمان کا مزہ دیا تھا رہ گئے اور کافروں نے خندق گھیر
لی مگر درآمد میں متحیر تھے بیس دن یا چوبیس یا ستائیس دن یا ایک مہینے علی اختلاف الاقوال گھیر
رہے کہ اہل اسلام پر تنگی ہوئی ان دنوں میں ایک روز بنی قریظہ نے مدینے پر شبخون مارنے کا ارادہ کیا اور
قریش سے اعانت چاہی یہ خبر حضرت صلعم کو پہونچی تو حضرت نے سلمہ ابن اسلم کو دو سو آدمی
سے اور زید ابن حارثہ کو تین سو آدمی سے بنا بر حراست مدینہ طیبہ روانہ فرمایا اور ایام محاصرے
میں عباد ابن بشر حارس خیمہ رسول مقبول تھے اور اہل شرک بہ قصد خیمہ مبارک آتے تھے اور وہی اپنے
باصفا تیر و پتھر سے انکو دفع کرتے تھے اور اسطرح سینہ سپر ہو جاتے کہ ہرگز خندق سے گذرنے نہ دیتے تھے
اور ان دنوں میں کبھوں کبھوں خود بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعض مواقع خندق پر حراست
کرتے تھے اور اس غزوہ میں شعار مہاجرین یا خیر اللہ اور شعار انصار ہم لا ینصرون تھا حضرت ام سلمہ
رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خیمہ میں تھے آدھی رات کے وقت
ایک شور عظیم برپا ہوا اور کہنے والا کہتا تھا یا خیر اللہ سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم خیمہ سے باہر تشریف
لائے اور پوچھا کیا شور ہے عباد ابن بشر نے کہا یہ آواز عمرو ابن ود کی ہے آج شاید اسکی نوبت ہے
لہذا حضرت صلعم نے عباد کو خبر لینے کو بھیجا وہ خبر لائے کہ عمرو ابن ود ایک جماعۃ مشرکین کے ساتھ
آیا ہے اور تیر و پتھر سے لڑ رہا ہے حضرت صلعم مسلح ہوئے اور سوار ہو کر تشریف لیگئے اور خوش
واپس تشریف لائے اور فرمایا کہ اللہ نے شر کفاروں کو دفع کیا کہ زخمی ہو کر پلٹ گئے پھر حضرت
صلعم سو رہے اور میں نے آواز تنفس سنی دفعۃً پھر شور ہوا کہ حضرت چونکے اور باہر گئے اور
عباد ابن بشر کو بھیجا عباد نے لوٹ کے عرض کیا کہ اب ضرار ابن خطاب با جماعۃ مشرکین آیا ہے
اور مسلمانوں سے لڑتا ہے چنانچہ حضرت صلعم مسلح ہو کر کافروں کی جانب پھر تشریف
لیگئے اور کافروں کو مار کے ہٹا آئے اس مرتبہ صبح ہوگئی جب تشریف لائے تو فرمایا کہ بہت
کافر زخمی ہوکے بھاگے بالجملہ بسبب تکلیف محاصرے کے حضرت صلعم نے یہ مصلحت دیکھی کہ ایک تہائی

اثمار مدینے کے غطفان اور فزارہ کو عنایت کریں تو شاید یہ لوگ لوٹ جائیں اور قریش اکیلے
رہ جائیں لہذا ایک آدمی کی معرفت عیینہ ابن حصین فزاری اور حارث ابن عوف غطفانی کو کہلا
بھیجا انھوں نے کہا کہ اگر نصف اثمار مدینہ عنایت کریں تو ہم لوٹ جائیں حضرت صلعم نے قبول
نہ کیا آخر ثلث ہی پر راضی ہوئے اور کئی زنبیل اپنی لیکے آئے تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
حضرت عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کو طلب فرما کے صلح نامہ لکھوایا اور ارادہ کیا کہ بعض اصحاب
کی گواہی کرادیں اس عرصہ میں اسید ابن حضیر آگئے اور عیینہ ابن حصین اپنے پیر پھیلائے مجلس رسولؐ
میں بیٹھا تھا اسید رضی اللہ عنہ نے کہا اپنے پیر سمیٹ لے واللہ اگر مجلس رسول اللہ کی حرمت نہ ہوتی
تو تیرے پیر کاٹ ہی ڈالتا اور حضرت سے ملتمس ہوئے کہ یا رسول اللہ یہ صلح کس کے واسطے اگر اللہ
کا حکم یا آپ کی مرضی ہے تو ہم مطیع و فرمان بردار ہیں ورنہ واللہ سوائے شمشیر کے ان کچھ ہم انکو
نہیں دینگے کس دن انکو یہ گروہ ہوا تھا کہ ہم سے ایک ثمر اخریدے کا لیں حضرت صلعم نے جواب نہ دیا بلکہ
آ سکے سعد ابن معاذ و سعد ابن عبادہ تشریف لائے انسے حضرت صلعم نے صلاح پوچھی انکی بھی
مرضی نہ ہوئی بلکہ انھوں نے وہی تقریر کی جو اسید رضی اللہ عنہ نے کی تھی تب حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا کہ میں صرف تمھارے واسطے یہ تدبیر کرتا ہوں اسلئے کہ عرب کے لوگ تم پر یکبارگی چڑھ
آئے ہیں یہاں تک کہ ایک کمان سے تیر مارتے ہیں سوچتا ہوں کہ بعض لوگوں کی اس تدبیر سے
تفرقہ پڑ جائے اس حال میں سعد ابن معاذ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے صلحنامہ لیلیا
التماس کیا کہ یا رسول اللہ ان لوگوں نے ایام جاہلیت میں کبھو ایک خرمے کی بھی ہم سے
طمع نہیں رکھی مگر بشری یا قری اور اب تو اللہ صاحب نے آپ کے سبب سے ہمکو تقویت جلالت
و عزت و شرافت اسلامیہ عطا فرمائی ہے واللہ ہم تو ایک خرمہ بھی نہ دینگے چہ جائے ثلث اثمار مدینہ
بلکہ اب تو سوائے شمشیر و سیف ہم سے کچھ بھی نہ پاوینگے حتی یحکم اللہ بیننا و بینہم تب تو حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے سعد ابن معاذ کے ہاتھ سے وہ صلحنامہ چاک کرادیا اور عتیبہ و حارث بے نیل مرام واپس
ہوئے اس عرصہ میں ایک دن بعضے پہلوان دلاور کفار نگونسار مثل عمرو ابن عبدود و نوفل ابن عبداللہ
و ضرار ابن خطاب و ہبیرہ ابن ابی وہب اور عکرمہ ابن ابی جہل وغیرہ کہ انہیں مرداس نامی ایک شخص
بنی محارب کا بھی تھا ایک طرف سے خندق میں آئے اور ابو سفیان و خالد ابن ولید قریب خندق
کے باقبائل عرب صف جنگ آراستہ کرکے کھڑے ہوئے سو عمرو ابن عبدود نے کہ قریش میں بہادر
میں تھا اور ہزار آدمی کے برابر قوت شجاعت میں شمار کیا جاتا تھا روایت ہے ایک مرتبہ قافلہ

قریش پر کہ تجارت کو گیا تھا قزاق آپڑے کہتے ہیں کہ پچاس ۵۰ نفر تھے اور عمرو ابن عبدود نے تنہا
اُن سبکے مقابل ہوکے حملہ کیا سب بھاگ گئے جب جنگ بدر سے زخمی ہوکر بھاگ گیا تھا تو اُسنے عہد کیا تھا
کہ جب تک محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے انتقام نہ لے لونگا تیل سر میں نہ ڈالونگا سو اوسنے مبارز اپنے
مقابل میں طلب کیا سب لوگ خاموش ہو رہے مگر امیر المومنین امام الاشجعین علی مرتضی شیر خدا
کرم اللہ وجہہ نے لشکر سے نکل کر فرمایا کہ یا رسول اللہ مجکو ارشاد ہو تو میں اس کافر سے لڑوں حضرت
صلعم نے جواب نہ دیا پھر عمرو نے مبارز مانگا علی مرتضی نے پھر بھی اجازت چاہی لیکن حضرت نے
جواب نہ دیا تیسرے بار عمرو نے یوں آواز دی کہ اے مسلمانو کیا تم لوگوں میں کوئی بھی اس لائق
نہیں ہے جو میرے سامنے ہو تب حضرت اسد اللہ نے کہا یا رسول اللہ بیشک مجکو اجازت دیجیے
کہ میں اس گستاخ بیصرفہ کے مقابلہ پر جاؤں تب حضرت رسول الثقلین محبوب کونین نے علی مرتضی
کو ذوالفقار اپنی بخشی اور زرہ مبارک اپنی پہنائی اور اپنی پگڑی سر سے بندھوائی اور فرمایا اللہم
اعنہ علیہ اور یہ بھی فرمایا کہ یا الٰہی عبیدہ ابن حارث کو تو نے جنگ بدر میں لیا اور حمزہ ابن عبد المطلب
کو جنگ احد میں یہ علی مرتضی میرا بھائی چچا کا بیٹا ہے فلا تذرنی فردا و انت خیر الوارثین بعد اسکے رخصت
کیا کہ علی مرتضی پیادہ پا باہیبت و جلال عمرو ابن ود سے مقابل ہوئے وہ مردود گھوڑے پر سوار تھا
سو اول حضرت علی مرتضی نے اسکو دعوت اسلام فرمائی اُسنے قبول نہ کی پھر کہا اے عمرو
تو پلٹ جا اُسنے یہ بھی قبول نہ کیا اور کہا کہ قریش کی عورتیں مجکو ہنسینگی اور کہینگی جیسا گیا ویسا ہی
لوٹ آیا تب حضرت امیر نے فرمایا اگر نہیں پھرتا تو مقابلے پر آمادہ ہو یہ بات سنکر عمرو ہنسا اور
کہنے لگا اے علی نوجوان لڑکے ہو میں تم پر کیا ہاتھ ڈالوں مجکو تمسے یہ گمان نہ تھا کیونکہ تمہارے
باپ سے اور مجھسے کمال محبت تھی اے علی میں نہیں چاہتا کہ تمہارا خون کروں اور تمکو بہادروں
کے مقابلہ کی طاقت نہیں دیکھتا حضرت امام الاشجعین نے فرمایا کہ اے عمرو ابن ود میں چاہتا ہوں
کہ تجکو قتل کرکے اللہ کو راضی کروں سو وہ کافر آگ بگولا ہوگیا اور غصے کے مارے گھوڑے سے اوترکہ
ایک آواز ماری اور تلوار میان سے لیکر ایک وار اسد اللہ الغالب پر کیا کہ حضرت نے سر سپر کا
کہ سپر کاٹ کے ہلکا سا زخم سر مبارک پر پہونچا جب اُسکے جانب سے تقدیم ہوئی تو جناب
علی مرتضی حیدر کرار نے بھی ایک وار ذوالفقار کا کیا کہ سر اُس کافر نابکار کا زمین پر گرا حضرت
امیر نے اللہ اکبر کہا یہ حال دیکھکر ضرار و عکرمہ و ہبیرہ و نوفل دوڑے مگر ضرار حضرت امیر کو دیکھتے
ہی بھاگا اور ہبیرہ فدہ مقابل ہوکر ہلکا سا زخم کھاکر مع عکرمہ چل دیا اور نوفل دوڑ ہی سے حضرت

کو دیکھ کر سکا تھا لیکن گھوڑے نے خندق میں گرا دیا مسلمانوں نے فرصت پا کر پتھروں سے مار لیا اُس حال میں نوفل کتوں کی طرح چلاتا اور کہتا تھا کہ اے مومنوں کوئی اچھی مار سے مارو ہر چند کہ سنگسار کتوں کے مناسب حال تھی لیکن اوسکی درخواست کے موافق جناب امیر نے ایک تلوار اوسکی کمر میں ماری کہ آتش غوغا آب شمشیر سے بجھ گئی ابوسفیان اس حال کو دیکھ کر گھبرایا اور کافروں نے سرداروں کی سراسیمگی سے نقارے فرار کے بجا دیے اور موضع عقیق میں منزل کی اور لشکر اسلام کو فتح نصیب ہوئی واضح ہو کہ اس لڑائی میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی مجروح ہوئے ہیں حال اُسکا یہ ہوا کہ جب ضرار وغیرہ نے حضرت علی مرتضی پر حملہ کیا تو لشکر اسلام سے زبیر ابن العوام و عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہما علی مرتضی کرم اللہ وجہہ کی مدد کو نکلے کہ انکے پہونچتے پہونچتے حضرت شیر خدا فتحیاب ہو چکے تھے اور ضرار بھاگا جاتا تھا حضرت عمر اوسکے پیچھے لپکے تو ضرار دھوکا دینا نہ خواہان کی صورت بنا کر انکی طرف پلٹا اور نزدیک آکر حضرت عمر کے ایک نیزہ مارا کہ حضرت عمر مجروح ہوئے ز آیت ہو کہ موضع عقیق سے مشرکون نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس درخواست بھیجی کہ لاش عمرو ابن ود اور نوفل کی اگر بھیجنا منظور ہو تو ہم لوگ قیمت دینے کو حاضر ہیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مردار ناپاک کی قیمت درکار نہیں یون ہی اُٹھوا کر لیجائیں سو وہ لوگ دونوں لاشیں لیگئے فائدہ اس فتح کا سارا سبب ظاہری یہ تھا کہ علی مرتضی کرم اللہ وجہہ نے خدا کی فضل سے عمرو ابن ود کو مارا جس سے کفار کی کمر ٹوٹی اور اسی لڑائی میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا ہو مبارزۃ علی ابن ابی طالب یوم الخندق افضل من اعمال امتی الی یوم القیامۃ یعنی غزوۂ خندق میں علی کی بہادری و شجاعت تمام امت کے اعمال سے بہتر ہے یعنی جمیع امت کے اعمال شجاعت و مردانگی سے جو غزوات فی سبیل اللہ میں قیامت تک انسے وقوع میں آوینگے اونسے علی کی بہادری جو روز خندق ہوئی ہو افضل ہو بالجملہ اوس دن تو کفار بھاگے مگر دوسرے دن پھر سب قبائل جمع ہو کر آئے اور خندق سے چوٹ کیے کہ رات تک مقابلہ رہا اور نماز عصر و ظہر و مغرب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی فوت ہوئی جب قتال سے فراغت ہوئی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تینوں نمازیں باذان و اقامت و جماعت قضا ادا فرمائیں کذا فی روضۃ الاحباب صحیح بخاری میں ہو کہ جب نمازیں قضا ہوئیں تو حضرت صلعم نے کافروں کے واسطے بددعا کی ملا اللہ بیوتہم وقبورہم نارا کما شغلونا عن صلوۃ الوسطی حتی غابت الشمس یعنی بھرے اللہ اونکے گھروں اور قبروں میں آگ جیسا باز رکھا اُنھوں نے ہمکو نماز عصر سے یہانتک کہ آفتاب غروب ہوا حضرت شیخ عبد الحق شرح مشکوۃ میں لکھتے ہیں کہ تردد جنگ اور تیر اندازی میں چار نمازیں فوت

ہوئین کہ اونمین نماز عصر بھی تھی سو حضرت نے بنا بر بیان زیادتی فضیلت عصر کے یون ارشاد کیا اور عقاب دنیا و آخرت کی دعا کی پوشیدہ نہ رہے کہ اس مقام پر حضرت نے کافرون کے حق مین دعاے بد فرمائی اور جنگ احد مین کیسی کیسی تکلیفین کافرون سے وجود مبارک کو پہونچین پھر حضرت نے دعاے بد نہ فرمائی تو سبب یہ تھا کہ اس مقام پر حق اللہ کا فوت ہوا تھا اور وہان اپنے نفس کا حق فوت ہوا تھا سو حضرت نے نہ چاہا کہ اپنے نفس کے واسطے کافرون کے حق مین دعاے بد فرماوین فائدہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ صلوۃ وسطےٰ الصلوۃ العصر ہے اور یہی قول اکثر علما و صحابہ و تابعین اور ابو حنیفہ و احمد رضی اللہ عنہم کا ہے اور ماوردی کہ ائمہ شافعیہ سے ہین فرماتے ہین کہ مذہب شافعی بھی یہی فائدہ صلوۃ فائتہ مین اختلاف ہے حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے جو مسلم نے روایت کی ہے مفہوم ہوتا ہے کہ کوئی نماز فوت نہین ہوئی صرف نماز عصر تاخیر ادا ہوئی اور حدیث عمر ابن خطاب رضی اللہ علیہ سے جو بخاری نے روایت کی ہے معلوم ہوتا ہے کہ صرف نماز عصر کی فوت ہوئی تھی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد غروب شمس قبل اداے صلوۃ المغرب ادا فرمائی اور موطا سے دریافت ہوتا ہے کہ نماز ظہر و عصر دونون فوت ہوئین اور ترمذی نے روایت کی ہے کہ چار نمازین فوت ہوئین چنانچہ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ بشرط صحت روایات جمع بین الروایات یون ہو سکتا ہے کہ ایام متعددہ مین ہر ایک ان نمازون سے ضرورتاً یا نسیاناً فوت ہوئی ہونگی جسنے جیسا دیکھا روایت کیا اور اوس وقت تک نماز خوف شروع نہوئی تھی اور بسبب شغل لڑائی کے فرصت بھی نہ تھی بالجملہ ایکبار کافر لوگ تو خندق سے چھٹے تھے اور جانتے تھے کہ ہم غالب آئے مگر عنایت الٰہی کی یہ اعانت پہونچی کہ رات ہی کو اللہ جل شانہ نے ہواے مشرقی نہایت تیز و تند بھیجی کہ کافرون کے خیمے گر پڑے اور گھوڑے چھوٹ گئے اور آگ بجھ گئی کہ کسی شخص کو روٹی نصیب نہوئی اور ایسا رعب غالب ہو گیا کہ تمام لشکر کافرون کا برباد ہو کر بھاگا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے بخاری مین روایت ہے کہ حضرت صلعم نے فرمایا نصرت بالصبا و اہلکت عاد بالدبور معالم التنزیل مین ہے کہ اسی رات مین تکبیر ملائکہ اتنی بلند ہوئی کہ ہر سردار قبیلہ مارے خوف کے پکارتا تھا کہ ای بنی فلان ہمارے پاس آؤ اور اسی ہوا کا ذکر اللہ صاحب سورۂ احزاب مین فرماتے ہین یا ایہا الذین آمنوا اذکروا نعمۃ اللہ علیکم اذ جاءتکم جنود فارسلنا علیہم ریحا و جنودا لم تروہا وکان اللہ بما تعملون بصیرا یعنے ای ایمان والو یاد کرو احسان اللہ کا اپنے اوپر جب آئین تم پر فوجین پھر ہمنے بھیجی ان پر ہوا اور وہ فوجین کہ نہین دیکھتے تم انکو اور ہے اللہ جو کچھ تم کرتے ہو دیکھتا روایت ہے کہ اس غزوہ مین فرشتے اللہ کے لڑتے نہین صرف واسطے ترہیب کے آئے تھے حذیفہ ابن النعمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہین

کہ یہ رات نہایت سرد تھی اور ابر بھی تھا اور مینہ بھی ہوا تو بڑی تکلیف ہوئی اسی حال میں حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی شخص آج کی رات کافرون کی خبر لاوے اُسکو اللہ صاحب قیامت کے دن
ابراہیم خلیل اللہ کی رفاقت میں رکھے گا کوئی شخص نہ اوٹھا پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی آج
کافرون کی خبر لاوے اُسکو اللہ بروز حشر میرا رفیق کرے تو بھی کوئی شخص نہ اوٹھا اور بسبب شدت سردی
کے جنبش نہ کی آخر کار مجھکو طلب فرمایا تو مین حاضر ہوا اور بسبب سردی کے کانپ رہا تھا حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا تو نے میرا کلام نہ سنا مین نے عرض کیا کہ سنا تو تھا مگر جاڑے کی شدت سے اور بھوکھ
کی بیتابی اور حدت سے قدرت جواب نہ پاتا تھا پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دست مبارک اپنا میرے
منھ اور سر پر ملا اور فرمایا کہ قبیلہ قریش مین جا اور دیکھ تو وہ لوگ کیا کر رہے ہین مگر شرط یہ ہے کہ
جب تک میرے پاس پھر کر نہ آوے کسی سے کلام سخت نکرنا اور کچھ دست بہ فتنہ نکرنا حذیفہ کہتے ہین کہ حضرت کے
دست مبارک کی برکت سے میرا لرزہ جاتا رہا اور ہمت بندھی چلتے وقت مین نے مسکرا کے حضرت سے
عرض کیا کہ ایسا نہو شاید کہ لوگ مجھے گرفتار کرین حضرت صلعم نے فرمایا خاطر جمع رکھ تو گرفتار نہوگا آپکے
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یون دعا فرمائی کہ اللّٰھم احفظہ من بین یدیہ ومن خلفہ وعن یمینہ وعن شمالہ
من فوقہ ومن تحتہ یہ دعا حضرت نے واسطے رفع میرے خوف کے فرمائی تھی سو بالکل خوف جاتا رہا اور
مین مسلح ہوکر خندق سے نکلا تو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ حمام مین چلا جاتا ہون اور سردی کا نام بھی نہین تھا
یہانتک کہ لشکر قریش مین پہونچا تو دیکھتا ہون کہ شدت ہوا سے خیمے گرے پڑے ہین اور آگ بجھ گئی اور
دیگین چولھون سے نیچے پڑی ہین اور پتھر ٹوٹے جاتے ہین اور گھوڑے چھوٹے پھرتے ہین غرض عجب
پریشانی تھی کہ بیان سے باہر اور ابوسفیان کا یہ حال تھا کہ خیمے سے باہر بیٹھا ہوا آگ سے تاپتا تھا سو مین نے
اپنا تیر کمان سے جوڑا تاکہ ابوسفیان کو مارون جو مارتا تو اوسکا کام تمام ہوجاتا مگر ارشاد حضرت
یاد آیا کہ لاتحدثن شیئا حتی ترجع الی سو مین نے اپنا تیر ترکش مین رکھ لیا اور ایک شخص کے پہلو مین
بیٹھ گیا یکایک ابوسفیان پکارنے لگا کہ ہوا کی شدت ہے اور سب اصحاب لشکر برباد ہوا جاتا ہے چاہیے
کہ سب لوگ اپنے اپنے جلیس کا ہاتھ پکڑین سو مین نے پہلے دست کرکے اپنے جلیس کا ہاتھ پکڑا اور پوچھا
تو کون ہے اوسنے کہا سبحان اللہ مین فلان ابن فلان نہین ہون تب مجھے معلوم ہوا کہ یہ شخص قبیلہ ہوازن
سے ہے بعد اسکے ابوسفیان بولا کہ یہ معاملہ عجیب ہے اول بنی قریظہ نے اختلاف کیا دوسرے یہ آفت
پڑی ہے کہ دیکھتے ہو سو یہان سے نکل جانا بہتر ہے پھر سب لشکر نے کوچ کیا مین چلا آیا اوسوقت ابوسفیان
اپنے اونٹ پر سوار ہوا وہ بندھا تھا اوسنے حرکت نہ کی حالانکہ تین مرتبہ اوسنے مارا اور جب حذیفہ نے

قریش کے بھاگنے کا احوال سنا تو وہ بھی اپنے گھر کو بھاگ گئیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں حاضر ہوا تو آپ نماز میں تھے جب فارغ ہوئے تو میں نے بشارت دی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہنس پڑے اور دندان مبارک چمک اٹھے کذا فی المعالم حذیفہ فرماتے ہیں کہ اسوقت تک تو میں ایسا ہی گرم تھا مگر اسکے بعد کچھ کچھ سردی مجھے معلوم ہوئی لیکن حضرت نے مجھے اپنے پاس لٹا لیا اور اپنی چادر مبارک کا ایک گوشہ اوڑھا دیا اور پائے مبارک میرے سینہ پر رکھا کہ مجھے ایسا آرام ہوا کہ میں صبح تک سوتا رہا نماز کے وقت حضرت نے یہ فرماکر جگایا کہ قم یا نومان اور ابن اسحاق فرماتے ہیں کہ قریش کے لشکروں کا نکلنا مدینہ منورہ سے اسطرح پر ہوا کہ نعیم بن مسعود بن عامر اشجعی غطفانی [illegible] ایمان لائے اور حضرت کے حضور میں حاضر ہو کر کہنے لگے کہ یا رسول اللہ ابتک کوئی آدمی میرے ایمان لانے سے خبر نہیں رکھتا ابھی جو میں چاہوں کرسکتا ہوں سو آپ جو کچھ ارشاد کریں بجا لاؤں حضرت نے فرمایا کہ ان کافروں میں کسی طرح تفرقہ ڈالو نعیم نے کہا مجھے اذن دیجئے کہ جو کچھ میں چاہوں کہوں حضرت نے اجازت دی اور فرمایا الحرب خدعۃ یعنی لڑائی فریب ہے اسمیں فریب جھوٹھ گناہ نہیں بلکہ ثواب ہے ہاں بدعہدی یعنی خلاف عہد کرنا دشمن سے اور کافر سے بھی جائز نہیں سو نعیم اول بنی قریظہ کے پاس گیا اور کہا کہ تم مجھکو دوست جانتے ہو یا دشمن کہا ہم تو دوست غمخوار جانتے ہیں نعیم نے کہا کہ قریش غطفان رسول اللہ کے مقابلہ کو آئے ہیں اور تم انکے معین ہوئے ایسا نہو کہ یہ لوگ کام ناتمام چھوڑ کر چلے جائیں اور تم گرفتار ہو رہو بنو قریظہ نے کہا کہ پھر صلاح کیا ہے نعیم نے کہا جب تک قریش کے لوگ بعض اشراف قریش کو اول نہ دیں تم اعانت نہ کرو کیونکہ یہ لوگ اپنے لوگوں کے سبب سے البتہ اعانت کرینگے نہیں تو تمکو چھوڑ کر چل کھڑے ہونگے بنی قریظہ نے یہ صلاح پسند کرلی فائدہ اول سے کہتے ہیں کہ کسی سردار کی اولاد یا قریب کو کوئی بادشاہ یا امیر اپنے پاس رکھ لے اس خیال سے کہ وہ شخص بخیال اپنی اولاد یا قریب کی مخالفت نکرے پھر نعیم انکے پاس سے مطمئن ہو کے ابوسفیان کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ میں نے خارج سے سنا ہے کہ بنی قریظہ نقض عہد محمد سے کر کے سخت پشیمان ہوئے ہیں اور چاہتے ہیں کہ اس پشیمانی کو دفع کریں تو اپنا آدمی محمد کے پاس بھیجا ہے کہ ہم تمہاری رضامندی کے واسطے کچھ لوگ اشراف قریش و غطفان کے لیکر اول کرلی ہیں جسوقت اول تمہارے پاس بھیجینگے کہ تم انکو قتل کرنا پھر ہم بھی تمہارے مددگار ہو کے قریش سے لڑینگے سو یہ بھی سنتا ہوں کہ محمد صلعم اس بات پر راضی ہوئے ہیں بلکہ میں بنی قریظہ کی مجلس میں تھا جب آدمی پلٹ کر آیا تھا سو میں کہے دیتا ہوں کہ اگر بنی قریظہ تم سے کچھ آدمی طلب کریں ہرگز ہرگز نہ دینا نہیں تو خطا کھاؤگے اور بنی قریظہ کا ارادہ اس غدر پر مصمم ہوگیا ہے آئندہ تمکو اختیار ہے مگر اتنا کہے یہ راز افشا نہ ہونے پاوے میں نے صرف دوستی و اخلاص سے تمکو مطلع کردیا ہے ابوسفیان وغیرہ افسران قریش نے کہا کہ ہم ہرگز یہ بات کسی سے نہ کہینگے بعد اسکے نعیم قبیلۂ غطفان میں تشریف لیگئے اور انسے کہا کہ میں تمہارا دوست ہوں اور تمہاری قوم میں بھی ہوں سو تمکو اطلاع کرتا ہوں کہ بنی قریظہ کا یہ ارادہ ہے اور وہی تقریر جو ابوسفیان سے کی تھی بعینہ ادا کی اور یہ قصہ ماہ شوال میں جمعہ کے دن واقع ہوا بعد اس معاملہ کے ابوسفیان نے عکرمہ ابن ابی جہل وغیرہ قریش کو مع چند کس غطفان بنی قریظہ کے پاس بھیجا اور پیغام دیا کہ یہاں بہت روز اقامت کو گذرے اور اونٹ گھوڑے بہت مر گئے اور تکلیف شاقہ ہوئی آج کی رات سب لوگ مسلح ہو کر اور صبح کے وقت بالاتفاق محمد پر حملہ کرو بنی قریظہ نے کہا کل ہفتہ کا دن ہے ہم تو اسدن کچھ کام نہیں کرتے ہیں دوسرے اس شرط پر لڑینگے کہ چند آدمی اشراف اپنے قوم کے ہمارے سپرد کرو کہ شاید تمہارے چلے جانے کے بعد محمد صلعم ہم پر چڑھ آویں تو تم اپنے آدمیوں کے سبب سے

اعانت ہوگی مگر جب عکرمہ وغیرہ نے لوٹ کر بنی قریظہ کی گفتگو بیان کر دی قریش و غطفان بولے کہ نعیم کا کلام سچا تھا ابو سفیان نے یہود سے کہلا بھیجا
کہ ہم تو اپنے آدمی گرو نہ کرینگے تمہارا جی چاہے مدد ہماری کرو یا نہ کرو جب بنی قریظہ کو یہ جواب ملا تو کہنے لگے نعیم نے سچ کہا تھا آخر بنی قریظہ
اور قریش میں اختلاف پڑ گیا اور قریش کی جو امیدیں تھیں اصلی ہوئیں یہ تو ظاہری تدبیر کارگر ہو گئی تھی رات کو ہوا نے تمام لشکر کو برباد کر دیا
اور قریش و غطفان وغیرہ بھاگے اور حضرت رسول خدا و اسلام پر فتح عظیم ہوئی تب حضرت نے فرمایا کہ اب قریش ہم سے لڑنے نہ آوینگے ہم
چڑھ کر جاوینگے یہانتک کہ مکہ فتح ہوا فائدہ اس پیشین گوئی کا ظہور یوں ہوا کہ پھر کوئی کافر چڑھ کر نہ آیا بروایات صحیحہ معتبر ثابت ہے
کہ اس غزوہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تین دن برابر مسجد فتح میں بیٹھ کر دعا مانگی تیسرے دن حضرت کی دعا قبول ہوئی اور آپ کی
پیشانی مبارک پر آثار فرح و سرور نمودار ہوئے اور قبولیت کا نشان ایک تو یہ ہوا کہ قریش و غطفان و بنی قریظہ میں پھوٹ پڑ گئی دوسرے
یہ ہوا کہ اللہ نے فرشتے بھیجے انہوں نے خیموں کی طنابیں کاٹ ڈالیں میخیں اکھاڑ دیں آگ بجھا دی ہوا نے ذروں کو اڑا دیا ناچار ہو کر سوا
بھاگ جانے کے کچھ نہ سوجھا فائدہ اس غزوہ میں محاصرہ کی حالت میں سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے اکحل یعنی ہاتھ کی رگ میں حبان
بن العرقہ کے ہاتھ سے تیر لگا اور خون بہت نکلا سعد نے جانا کہ اب زندگی مشکل ہے [illegible] دعا کی یا الٰہی اگر تیرے رسول کو قریش سے اور لڑائی
مقدر ہو تو مجھکو زندہ رکھ تاکہ میں مقابلہ کروں اور جو اب لڑائی نہیں ہوگی تو اس تیر کو سبب شہادت کر دے لیکن تب تک مہلت دے کہ بنی قریظہ
کا حال انجام کار اپنی آنکھ سے دیکھوں آنحضرت خون بند ہو گیا بروز چہارشنبہ بست و سیوم و بست و چہارم ذی قعدہ کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم داخل
فرماے مدینہ ہوئے اور اہل مدینہ نے مبارکباد دی انتہی اسی سال میں غزوہ بنی قریظہ ہوا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت
ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ احزاب سے لوٹ کر داخل مدینہ ہوئے [illegible] ہتھیار کھولے تھے [illegible] غسل فرمایا
دفعۃً ایک شخص نے باہر دروازہ سے سلام کیا آپ جلدی سے باہر تشریف لے گئے [illegible] میں نے دیکھا کہ دحیہ کلبی ہیں
اور سفید اونٹ پر سوار ہیں [illegible] حضرت سے باتیں کیں [illegible] اٹھائی
پھر وہ چلے گئے اور حضرت گھر میں آئے اور فرمایا کہ یہ حضرت جبرئیل تھے غزوہ بنی قریظہ کی تحریک کے لئے آئے تھے اور حضرت ابن عباس
رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت نے غزوہ احزاب سے مراجعت فرمائی اور داخل مدینہ ہوئے تو [illegible] سر مبارک دھونے میں
مشغول ہوئے لیکن ابھی فراغت نہیں ہوئی تھی کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آکر کہا یا رسول اللہ آپ نے ہتھیار کھول ڈالے [illegible] ابھی تک نہیں کھولے ہیں
جلدی کیجئے اور بنی قریظہ پر پیش قدمی فرمائیے میں بھی چلتا ہوں اسی وقت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال کو ارشاد
کیا کہ تو پکار دے کہ کوئی شخص ظہر یا عصر ادا نہ کرے مگر بنی قریظہ میں [illegible] حضرت علی [illegible] علم دیا [illegible]
[illegible] نام گھوڑے پر سوار ہوئے اور عبد اللہ ابن ام مکتوم کو خلیفہ مدینہ مقرر فرمایا [illegible] اور لوگ حاضر ہوئے صحیح
بخاری میں انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے گرد [illegible] جبرئیل [illegible]
[illegible] وقت [illegible] بنی قریظہ
میں قضا پڑھی اور حضرت نے دونوں پر [illegible] فرمایا فائدہ جب حضرت [illegible]

سمجھے کہ بعض نے ظاہر حدیث پر عمل کیا اور بعض نے قیاس کیا اور یہ سبب نکالا ایسے ہی مجتہد لوگ بعضے جگہ قرآن و حدیث کے کئی طرح
مطلب سمجھتے ہیں اور سب حق پر ہیں اہل سنت چاروں اماموں کی مذہب کو حق جانتے ہیں اور جو بعضے ناواقف کہتے ہیں کہ کیوں ایک دین
محمدی میں اختلاف کیا اور چار مذہب ہوئے سو اس حدیث سے معلوم ہوا کہ وہ لوگ نادان ہیں اختلاف میں کچھ حرج نہیں حضرت کے
روبرو ایسا اختلاف اصحاب میں ہوا اور حضرت نے درست رکھا فائدہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ خطاء اجتہادی میں مواخذہ
نہیں ہوتا دونوں میں سے ایک بیشک خاطی تھے اور آپ نے عتاب نفرمایا نماز پڑھنے والے حنیفہ کی مشابہ ہیں اور قضا کرنے والے شافعیہ کی
جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بین المغرب والعشاء نازل بنی قریظہ میں داخل ہوئے اسوقت تین ہزار اصحاب اور چھتیس گھوڑے
لشکر ظفر پیکر میں تھے پس علی مرتضی شیر خدا نے خالی ہوتے قلعہ کے نزدیک اپنا علم نصرت قائم کر دیا اور اصحاب نے قلعہ گھیر لیا اور پچیس
روز برابر گھیرے رہے ناچار بنی قریظہ نے نباش بن قیس کو بھیجا اور درخواست کی کہ ہم کو اذن ہو تو نکل جائیں جس طرح بنی نضیر نکل گئے
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بایں شرط نکلو کہ جو میں حکم دوں بجا لاؤ جب یہ جواب ملا تو کعب ابن اشرف نے اشراف قوم سے بلا کر کہا کہ تین
باتوں میں ایک بات اختیار کرو اول یہ کہ اس پیغمبر کی حقیقت از روی توریت تم پر ظاہر ہو چکی ہے بہتر ہے کہ ایمان لاؤ دوسرے عیال و اطفال کو
قتل کر ڈالو کہ بعد ہمارے ذلیل ہوں تیسرے کہ شنبہ کا دن ہے اہل اسلام بھی ہم سے بے خوف ہونگے سو تم لوگ جمع ہو کر غفلت میں لوٹ
پڑو اشراف بنی قریظہ نے کہ ان میں حیی ابن اخطب بھی تھا ایک بات بھی قبول نہ کی مگر ایک ہرکارہ اپنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حضور میں
بھیجا کہ ابولبابہ ابن المنذر کو ہمارے پاس بھیجیئے تو ہم کچھ مشورہ کریں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابولبابہ کو بھیجا انہوں نے بھی صلاح
دی کہ موافق حکم پیغمبر خدا کے عمل کرو تمہارے حق میں بہتر ہے اور انگشت سبابہ سے گردن کا اشارہ کیا یعنی یہ کہ سب کو قتل کرینگے آخر بنی قریظہ
قلعہ سے نکلے اور محمد ابن مسلمہ نے کہ بفتح میم و سکون سین مہملہ و فتح لام و میم ہے بحکم رسول مقبول انکے ہاتھ گردنوں سے باندھے اور عبداللہ ابن سلام
عیال و اطفال و اسباب نکال کر جمع کیا اوسیوں نے کہا یا رسول اللہ آپ بنی قریظہ کو ہمیں بخش دیجئے جس طرح یہود بنی قینقاع خزرجیوں کو بخشے
تھے فرمایا اگر تم راضی ہو تو انکے مقدمہ میں ایک شخص بطور حکم مقرر کیا جاوے جو وہ کہے اسی پر راضی ہو جاؤ کہنے لگے ہم راضی ہیں فرمایا سعد ابن
معاذ جو کچھ کہے وہ کیا جاوے اور ان دنوں سعد بسبب جراحت کے مدینہ میں تھے سو انکو طلب کیا جب انکی آمد کی خبر گرم ہوئی اوسیوں نے استقبال
و اعزاز انکو لیا اور کہا آپ کو رسول اللہ نے بنی قریظہ کے معاملہ میں پنچ مقرر کیا ہے اور یہ لوگ ہمارے ہم قسم حلیف ہیں اور حرب بعاث وغیرہ میں ہمارے معاون رہے ہیں
اور دیکھو ابی نے یہود بنی قینقاع کو کیونکر چھڑا لیا تھا اب تم انکو چھوڑ دو غرض سعد ابن معاذ انکے کلام سنتے ہوئے چلے آتے تھے اور جواب نہ دیتے تھے جب تقریر انکی حد سے تجاوز ہوئی لاچار
ابن معاذ نے کہا کہ وقت ایسا نہیں ہے کہ میں خدا کی راہ میں ملامت اختیار کروں تب اوسیوں نے جانا کہ ناامیدی ہوئی اور دریافت کر گئے کہ
ابن معاذ انکے قتل کا حکم فرماوینگے آنحضرت نے سعد ابن معاذ جیسے اس مجلس پاک سرور کائنات میں حاضر ہوئے اور چاہا کہ اترے تو حکم
تعظیم و توقیر سے اتارا اور انصار سے کہا کہ انکو حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی قریظہ میں حکم کیا ہے سعد نے کہا تم سب میرے حکم پر
راضی ہو کہنے لگے راضی ہیں بعد ازاں سعد نے حضرت سے عرض کیا کہ جو لوگ اس طرف ہیں وہ میرے حکم پر راضی ہیں حضرت نے فرمایا ہاں
حکم پر راضی ہیں تو حکم دو تب سعد ابن معاذ نے کہا کہ انکی عورتیں اور اطفال غلام بنائے جائیں اور جمیع رجال جوان کو قتل

کیا گیا اور جو کچھ مال اسباب ہوا غازیوں مسلمانوں میں تقسیم ہوا تب حضرت صلعم نے فرمایا کہ یہی حکم خدا کا ہے القصہ بنی قریظہ بروایتے چھ سو
اور بروایتے سات سو وہ بروایت صحیح نوسو تھے مع حیی بن اخطب حاملہ بنی النجار میں کہ مشہور بہ بنت الحارث ہو قتل کیے گئے اور بازار مدینہ میں ایک غار
کھودا گیا اور علی ابن ابی طالب و زبیر ابن العوام نے سب کو قتل کیا مگر ثابت ابن قیس ابن شماس نے سفارش زبیر ابن باطا سے اس کو قتل
نہیں ہوا اور حضرت صلعم نے اس کا خون معاف کیا تھا لیکن جب اس نے سنا کہ تمام قوم قتل ہو گئی تو اس نے خود درخواست قتل کی [illegible] آخر کو وہ بھی
مارا گیا اور عورتیں مع صبیان غلام و کنیز کیے گئے اور ایک ہزار پانسو قبضہ شمشیر اور تین سو زرہیں اور دو ہزار نیزے اور پانسو سپر اور [illegible]
اونٹ وغیرہ مال و اسباب بعد اخذ خمس کے غازیان اسلام پر تقسیم کیا گیا اور بعض روایت میں آیا ہے کہ آنجناب نے [illegible] صرف کیا اور بعض
کو عبدالرحمن بن عوف اور عثمان ابن عفان نے خرید لیا اور بعض جانب شام [illegible] ہمراہ سعد ابن زید انصاری اشہلی کے روانہ کی گئیں بعد ازاں
آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم مدینے میں تشریف لائے اور [illegible] ابو لبابہ کے ہاتھ ستون مسجد سے کھولے اور کیفیت اس کی یوں ہے کہ ابو لبابہ
ابن عبد المنذر جب بنی قریظہ کے محاصرے میں گئے تو ان لوگوں نے رونا شروع کیا اور کہا اب ہم کیا کریں ابو لبابہ نے کہا جو محمد فرماویں اس کو مان لو
اور اپنے ہاتھ سے حلقوم پر اشارہ کیا کہ مارے جاؤ گے پھر ابو لبابہ سوچے کہ یہ تو خیانت واقع ہوئی لہذا بالا بالا مسجد میں آئے اور اپنا [illegible]
اپنا ستون مسجد سے باندھا اور کہا کہ [illegible] جب یہ خبر حضرت صلعم کو پہنچی تو فرمایا کہ
اگر ابو لبابہ میرے پاس چلا آتا تو میں اس کے لیے استغفار کرتا اب میں نہ کھولوں گا جب تک حق تعالیٰ سے توبہ قبول ہو چنانچہ چند روز کے بعد
یہ ہوا کہ حضرت رسالت مآب صلعم صبح کو ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں [illegible] ام سلمہ نے سبب پوچھا فرمایا ابو لبابہ
کی توبہ قبول ہوئی ام سلمہ نے کہا میں خبر کر دوں فرمایا اختیار ہے [illegible] ابو لبابہ کو خبر دی اہل مسجد نے چاہا [illegible] ابو لبابہ نے
کہا جب تک حضرت اپنے دست مبارک سے نہ کھولیں میں ہرگز نہ کھلواؤں گا آخر آنجناب نے صبح کی نماز کے وقت اپنے ہاتھ سے کھول دیا [illegible]
کہ اس عرصہ میں ابو لبابہ [illegible]
فائدہ اس غزوہ میں ایک عورت بھی ماری گئی تھی اور حال یہ ہوا کہ حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ ایک عورت میرے پاس بیٹھی تھی
دفعتہ کسی نے پکارا کہ فلانی کہاں ہے اس نے کہا یہاں ہوں میں بیٹھی ہوئی تھی اور کہنے لگی مجھے قتل کے واسطے بلاتے ہیں تب میں بولی
کہ عورت کو نہیں مارتے ہیں تیری تخصیص کیا ہے اس نے کہا میں اپنے شوہر سے کمال محبت رکھتی تھی جب وہ شہید ہوا تو میں نے کہا افسوس
یا مفارق ہو گئے اور میں تیرے بغیر زندگی نہیں چاہتی اس نے کہا [illegible] صادق [illegible] ہو تو ایک چکی
اہل اسلام قلعہ کے سایہ میں ہوں اوپر چکی کا پاٹ ڈال دے تاکہ ان میں کوئی مر جاوے اور تو اس کی عوض مقتول ہو میں نے ویسا ہی کیا کہ خلاد ابن
سوید ابن ثعلبہ شہید ہوئے اے عائشہ اس کے قصاص میں مجھ کو مارینگے اسلیے بلاتے ہیں حضرت صدیقہ فرماتی ہیں کہ مجھ کو خوشی اس کی [illegible]
[illegible] باوجود قتل یقینی کیسی مسرور تھی [illegible]
تھا اور [illegible] فائدہ بروایت صحیح ثابت ہے کہ بعد فیصلے قریظہ سعد ابن معاذ خیمہ میں آئے اور اسی زخم سے [illegible]
اور حضرت کو ملال ہوا اور [illegible] صلوۃ جنازہ آنحضرت [illegible] بقیع تک ساتھ گئے اور ان کی قبر سے بوئی مشک [illegible]

آپ کی بھی عمر ستائیس ۲۷ برس کی ہوئی اور وقوع فتح غزوہ بنی قریظہ آخر ذیقعدہ میں ہوا بروایتے اوائل ذی الحجہ میں اور تین شخص غازیان اسلام سے شہید ہوئے
اور اسی سال میں حج فرض ہوا بروایتے سال ششم میں و بروایتے سال نہم میں و بروایتے سال دہم میں مگر بعض اہل سیر یہ کہتے ہیں
کہ نویں برس حضرت نے حج کا حکم دیا اور خود دسویں برس حج ہی میں ادا کیا پھر جو لوگ فرضیت حج کے سال ششم میں قائل ہیں وہ کہتے ہیں
کہ آیۃ اتموا الحج والعمرۃ سال ششم میں نازل ہوئی و ہر حج فرض ہوا مگر امن راہ کہ استطاعت میں داخل تھا بسبب تاخیر واقع ہوا اور فریق
ثانی کہتے ہیں کہ مکہ آٹھویں برس فتح ہوا ہے اگر سال ششم میں حج فرض ہو گیا تھا تو حضرت اسی سال میں حج ادا کرنے کا حکم دیتے نویں برس سے
کیوں موقوف رکھتے اور آیۃ مذکورہ فرضیت پر دلالت نہیں کرتی بلکہ حج و عمرہ کے پورا کرنے پر یعنی جب کہ فرضیت حج شروع ہو جائے تو ایسا کرنا
اور اسی سال میں صلوۃ الخوف شروع ہوئی اور سورہ بقرہ میں کریمہ فان خفتم فرجالا او رکبانا نازل ہوئی یعنی اگر تمکو ڈر ہو تو پیادہ
پڑھ لو یا سوار مخفی نہ رہے کہ لفظ خوف عام ہے یعنی خوف دشمن یا سیل و درندہ وغیرہ کو شامل ہے اور اطلاق آیۃ سے نکلا کہ اگر پیادہ و سوار غیر قبلہ رو نماز
ادا کریں تو اعادہ نہیں ہے اور صاحب ہدایہ نے اسی آیۃ سے استدلال کر کے کہا ہے کہ جب بہت ڈر ہو تو نماز ادا کریں سوار علیحدہ علیحدہ اور
رکوع و سجود کا اشارہ کریں جس طرف چاہیں جب کہ قادر نہوں قبلہ پر اور کریمہ و اذا کنت فیہم فاقمت لہم الصلوۃ الخ سے
نماز خوف کا باجماعت ادا کرنا جائز نکلتا ہے اور صحیح یہ ہے کہ نماز خوف حضرت صلعم کے بعد بھی باجماعت درست ہے کیونکہ آنجناب کو خطاب ہے ایسا جیسا
خطاب ہے اور طریق جماعت کا بالتفصیل کتب فقہ میں مذکور ہے اور مختصر یہ ہے کہ فوج دو حصے ہو جائے ہر جماعہ نصف نماز میں شریک امام ہو
اور نصف جدا ہو کے پڑھے جب تک دوسری جماعت دشمن کے مقابل رہے اور اسوقت نماز میں آمد و رفت کرنا اور سلاح و زرہ و سپر پاس رکھنا درست ہے
اور جب اگر اتنی فرصت نہ ملے تو جماعت کو موقوف کرنا چاہیے تنہا پڑھ لیں پیادہ و سوار باشارہ اور اگر اسقدر بھی فرصت نہ ملے تو قضا کریں
اور اسی سال میں نماز خسوف شروع ہوئی اور خسوف قمر واقع ہوا اور اسی سال میں حضرت صلعم گھوڑے سے گرے
ران مبارک میں چوٹ لگی کہ پانچ روز دولت سرا سے باہر تشریف نہ لائے اور نماز بھی قاعدا ادا فرمائی اور اصحاب نے اقتدا بھی بالقعود کیا
بعد ازاں اقتدا کرنا قاعدا منسوخ ہوا چنانچہ مرض موت میں آنحضرت نے بیٹھکر امامت فرمائی اور اصحاب نے کھڑے ہو کر اقتدا کی اور جب سال ششم شروع
ہوا اور تین مہینے غزوہ بنی قریظہ سے گذرے تو غزوہ بنی لحیان کہ بکسر لام و سکون حاء ہے واقع ہوا اور سبب وقوع یہ ہوا کہ اہل ہذیل نے
قراء صحابہ کو بیر معونہ پر شہید کیا تھا اسے آنجناب کو رنج تھا ابھی انتقام کو تشریف لیچلے جب وادی عسفان کے قریب پہونچے تو شہیدوں کے
حق میں دعا فرمائی اور قوم لحیان خبر لشکر پیغمبر سنکے بھاگی صرف دو دن آنحضرت وہاں رہے جب مراجعت فرمائی تو قبر والدہ اپنی پر تشریف لیجا کر
روئے اصحاب بھی روئے اس غزوہ کو صاحب بہجۃ المحافل و ابن حزم نے سال پنجم میں لکھا ہے اور شیخ عبدالحق محدث نے سال ششم میں اور
میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو مع دس نفر سوار دن کے تنعیم میں روانہ کیا تا کہ اندازہ لشکر اسلام قریش کو پہونچے چنانچہ حضرت صدیق اکبر
وہاں سے بلا محاربہ لوٹے تب حضرت صلعم نے رجوع بمدینہ فرمائی مدت غیبت چودہ ۱۴ شب روز ہوئے بعد اسکے محمد ابن مسلمہ تیس ۳۰ نفر سوار دن سے
جماعہ بنی بکر ابن کلاب پر موضع ضریہ میں کہ نجد میں ہے سات میل مدینہ سے واقع ہے بھیجے گئے اور دفعۃً جا گھیرے مگر وہ بھاگے صرف چند
کافر مارے گئے اور ایک سو پچاس اونٹ اور تین ہزار بکریاں ہاتھ آئیں حضرت نے بعد اخراج خمس تقسیم فرمائے اور مدت سفر انیس ۱۹ دن

کی بھی اور سبب یہ ہوا کہ ایک جا عرنی بکرنے موضع مذکور میں یہ فساد برپا کیا تھا کہ جو مسلمان اُس طرف سے نکلتا اُسکو بطور رہزنی مار ڈالتے تھے بعد اُسکے

(۳) غزوہ غابہ انہیں بعد بتخفیف موحدہ کا نام موضع ہے اور اصل میں بنی ہشیہ ہو واقع ہوا اور اسکو غزوہ ذی قرد بفتح قاف و دال مہملہ بھی کہتے ہیں اور سبب

یہ ہوا کہ عیینہ بن حصین فزاری مع چالیس نفر سواروں کے موضع غابہ پر آیا وہاں بیس اونٹنیاں شیر دار حضرت کی چرائی پر تھیں اُسنے ہانک لین

اور محافظ کو قتل کیا ابوذر غفاری بھی انھیں اونٹنیوں پر تھے انکا بیٹا بھی مارا گیا وہاں سے قریب تر سلمہ ابن اکوع اور رباح غلام پیغمبر بھی

موجود تھے سو ابن اکوع نے رباح کو خبر اُنکا روانہ کیا تب حضرت صلعم مدینے سے پانسو سوار لیکر سوار ہوئے اور علم اسلام مقداد کو دیا اور

ابن ام مکتوم کو خلیفہ فرمایا صحیح بخاری میں سلمہ ابن اکوع سے روایت ہو کہ مدینے سے قریب کئی کوس پر حضرت کی اونٹنیاں چرائی پر تھیں مجھکو خبر ملی

کہ قوم غطفان پکڑے لئے جاتے ہیں سو میں نے مدینے کے جنگل میں تین مرتبہ چیخ ماری کہ لوگو دوڑو کوئی نہ آیا تب میں اُنکے پیچھے اکیلا دوڑا

یہاں تک کہ اُنکو جا لیا اور میں تیر مارنے لگا اور یوں کہتا تھا کہ انا ابن الاکوع آج کمینوں کے موت کا دن ہے سو انکو پانی پینے کی فرصت نہ ملی

اور میں نے سب اونٹنیاں چھین لیں اور ہانک چلا اور میں حضرت صلعم سے ملا کہ سوار لیے ہوئے آ رہے تھے میں نے کہا یا رسول اللہ وہ لوگ

پیاسے ہیں میں نے انکو پانی نہیں پینے دیا سو آپ جلد جائیں تب حضرت نے فرمایا ابھی جیت ملی اور تو غالب آیا اب درگذر جانے دے وہ

اپنی قوم میں کھاتے پیتے ہونگے پھر حضرت مدینہ کو لوٹے اور سلمہ کو ردیف کر دیا اور روایت ہو کہ جب سلمہ نے اونٹنیاں جانب مدینہ ہانک دیں تو

کافروں کا تعاقب کیا اُسوقت عیینہ ابن بدر فزاری مدد کو آیا کہ وہ لوگ جانب سلمہ پھرے اسطرف بھی اخرم اسدی و ابو قتادہ و مقداد تینوں

سوار آگئے کہ سب کافر بھاگے مگر اخرم اور عبدالرحمن ابن عیینہ بن حصین سے باہم نیزہ چلا عبدالرحمن مجروح ہوا اور اخرم شہید پھر ابو قتادہ نے

عبدالرحمن کو بھی مارا اس غزوہ میں حضرت صلعم نے فرمایا خیر فرساننا الیوم ابو قتادہ و خیر رجالنا سلمہ اور سلمہ کو پیادہ و سوار کا حصہ دیا بخاری

مسلم میں ہو کہ یہ غزوہ تین روز پیشتر غزوہ خیبر سے واقع ہوا اور ابن سعد نے قبل حدیبیہ لکھا ہو اور بعض کہتے ہیں کہ یہ غزوہ حضرت کے عمرہ سے

(۴) پہلے گئے تھے اور اسی سال میں عکاشہ بضم مہملہ و تخفیف کاف ابن محصن بکسر میم و سکون مہملہ و فتح صاد بنی اسد پر واقع ہوا کہ عکاشہ چالیس

سوار سمیت گئے جب خبر ہوئے تو بنی اسد گھر جاتے تھے شجاع ابن وہب ایک آدمی کو پکڑ لائے اُسنے امان پا کے مویشی بتلا دیے کہ دو سو اونٹ

(۵) لیکر مدینہ کو آئے اور اسی سال میں محمد ابن مسلمہ بھیجے بنی ثعلبہ بن ثعلبہ پر کہ چوبیس میل پر مدینے سے موضع ذی القصہ میں بفتح قاف و تشدید

صاد ہی رہتے تھے بھیجے گئے رات کو پہونچے اور تیر اندازی ہوئی تو دس مسلمان شہید ہو گئے اور محمد ابن مسلمہ کو مجروح ایک مسلمان کندھے پر لایا

(۶) تب حضرت نے ابو عبیدہ ابن الجراح کو بنا بر انتقام چالیس آدمیوں سے روانہ فرمایا اُنکے پہونچتے ہی سب کافر بھاگ گئے مویشی انکے ہاتھ

لگے سو لائے اور اسی سال میں زید ابن حارثہ جانب بنی سلیم بھیجے گئے سو وہ موضع جموم پر کہ قریب بطن نخلہ واقع ہو پہونچے اور انہوں نے

چند مشرکوں کو گرفتار کیا اور کچھ مویشی پکڑ لائے اور اسی سال میں دوسری مرتبہ زید کو موضع عیص میں کہ وہاں تجار قریش بہ کہ شام سے

آتا تھا ستر سواروں سے روانہ کیا انہوں نے مع مال تجارت قریش کو گرفتار کیا اور اسباب لوٹ لیا ابو العاص ابن الربیع شوہر زینب بنت حضرت صلی اللہ

علیہ وسلم بھی ان لوگوں میں تھا سو زینب نے اُسکو امان دی حضرت صلعم نے منظور فرمائی اور جو کچھ مال اُسکا آیا تھا وہ بھی واپس کیا اور

ابو العاص ابن الربیع مکہ کو لوٹ گیا اور ابن عقبہ کی روایت ہو کہ ابو العاص بعد حدیبیہ کے اسیر ہوا اور اسی سال میں عبدالرحمن

ابن عوف موضع دومۃ الجندل میں بنی کلب پر روانہ کیے گئے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دست مبارک سے انکے سر پر دستار باندھی اور فرمایا
اغز بسم اللہ وفی سبیل اللہ فقاتل من کفر باللہ لا تغل ولا تغدر ولا تقتل ولیداً یعنی جہاد کر خدا کے نام پر اور خدا کی راہ میں پھر مقاتلہ کر انکے ساتھ
جو منکر خدا کے ہیں اور لوٹ میں کمی و عذر نہ کر اور قتل مت کر لڑکوں کو اور رخصت کے وقت تنبیہ تمام ارشاد کیا کہ اول دعوت اسلام کرنا سو
عبد الرحمن نے وہاں پہونچ کر تین دن توقف کیا اور دعوت اسلام فرمائی اصبغ ابن عمرو کلبی نصرانی سردار قوم مع اپنے توابع کے اسلام لایا
اور ایک جماعت نے جزیہ دینا قبول کیا اور تماضر بنت اصبغ سے کہ بضم مثناۃ و کسر ضاد ہے نکاح کیا اوس کے پیٹ سے ابو سلمہ کہ
فقہائے سبعہ و اکابر تابعین سے ہیں پیدا ہوئے اور مواہب لدنیہ میں ہے کہ جمادی الثانی سال ششم ہجرت میں بھی ایک سریہ
زید ابن حارثہ واقع ہوا ہے اور حال یہ ہوا کہ دحیہ کلبی قیصر کے پاس سے آتے تھے مسمی ہنید نے کہ شخص بنی جذام کے اپنے ساتھ
لیے اور مال اسباب دحیہ سے چھین لیا تو ایک جماعت نے کہ ہم عہد مسلمین تھے دحیہ کی مدد کی اور اسباب انکا کافروں سے پھیر لایا
الغرض دحیہ کلبی نے مدینے میں آکر یہ معرکہ حضرت صلعم سے بیان کیا تو حضرت صلعم نے زید ابن حارثہ کو پانسو آدمیوں کے
ہمراہ بھیجا اور دحیہ کلبی کو ساتھ کر دیا انھوں نے جا کے خوب لوٹا ازانجملہ ہزار بکریاں اور سو عورتیں اور لڑکے بھی پکڑے اور ہنید اور
اوسکے بیٹے کو قتل کیا اسی سریہ میں زید ابن رفاعہ جذامی مع ایک جماعہ توابع اپنے کے مدینے میں آکر مسلمان ہوا اور عہدنامہ جو اوسکے
پاس تھا حضرت کو دکھلایا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے علی مرتضی کرم اللہ وجہہ کو اوسکے ہمراہ کیا اور فرما دیا کہ اسکا مال و اسباب پھیر
دلوا دو چنانچہ زید نے بموجب ارشاد رسول اللہ اور موافق کہنے علی مرتضی کے عمل کیا **فائدہ** علامہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس
سریہ کو بعد غزوہ خیبر کے بیان کیا ہے اور مواہب لدنیہ میں دو سریہ زید ابن حارثہ کی اور بھی اسی سال میں لکھی ہیں ایک بنی ثعلبہ پر
کہ اسمیں بلا محاربہ و قتال واپس آئے صرف بیس اونٹ ہاتھ لگے تھے اور دوسرا وادی القری پر کہ اوسمیں خود زید ابن حارثہ مجروح
ہوئے اور بعد ان معرکے سے اوٹھا آئے ہیں اسی سال میں سریہ امیر المومنین علی مرتضی واقع ہوا اور سبب وقوع یہ ہوا کہ حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر پہونچی کہ فدک کے رہنے والے اہل خیبر کی اعانت سے مدینے کو غارت کیا چاہتے ہیں اسواسطے آنجناب نے
علی ابن ابیطالب کو بھیجا اور سو آدمی آنکے ہمراہ گئے علی مرتضی نے یہ دستور مقرر کیا کہ رات بھر چلتے دن کو آرام کرتے جب موضع ہمج
میں پہونچے تو ایک کافر ملا اسکو امان دیکر راہ بتلانے کو ساتھ لیا اور اچانک اہل فدک پر جا پہونچے وہ لوگ دیکھتے ہی بھاگ گئے
اور پانسو اونٹ اور دو ہزار بکریاں ہاتھ لگیں سو حضرت امیر نے کئی اونٹ حضرت صلعم کے واسطے نکال کر سب غنیمت اہل سریہ پر
تقسیم فرمائی اسی سال میں زید ابن حارثہ رضی اللہ عنہ کچھ اسباب صحابہ کا لئے ہوئے برسم تجارت جانب شام جاتے تھے
وادی القری کے متصل جماعہ بنی بدر نے لوٹ لیا زید نے حضرت صلعم سے آکر عرض کیا آنجناب نے چند آدمی انکے ساتھ کیے انھوں نے جا کے
بعض شریروں کو قتل کیا اور بعض کو گرفتار مع کیا اساری چند عورتیں بھی تھیں اور اسی سریہ میں ام قرفہ ماری گئی تھی اور اسکے گھر سے
پچاس تلوارین ملیں اسی سال میں ماہ شوال قضیہ عرنیین واقع ہوا اور اسکو سریہ کرز ابن جابر فہری بھی کہتے ہیں اور حال یہ ہوا کہ جماعہ
عکل و عرینہ مدینہ پاک میں آئے اور مسلمان ہوئے ہوائے مدینہ نے انکو ناموافقت فرمائی یہاں تک کہ مرض استسقا میں مبتلا ہوئے

حضرت صلعم نے فرمایا کہ اگر مدینہ کی ہوا تمکو موافق نہیں تو حیرہ کے متصل ... کے قریب جاؤ وہان صدقے کے اونٹ چرتے ہیں انکا دودھ و
پیشاب پیئو سو وہ لوگ چندے مدت وہین رہے اور اونٹون کا دودھ پی پی کے خوب صحیح و تندرست ہوئے اب انکو شرارت سوجھی کہ چندہ
اونٹ لیکر بھاگے اور چرواہے کے ہاتھ پیر کاٹ ڈالے اور اسکی زبان اور آنکھ پر کانٹے گاڑ دیئے یہ خبر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پہونچی
سو حضرت نے کرز ابن جابر فہری کو بھیجا اور بیس سوار انکے ساتھ کیے انہون نے ان ... کو گرفتار کیا مگر ایک اونٹ نہ ملا
کہ اسکو ذبح کر چکے تھے جب کرز مدینے میں آیا تو حضرت صلعم غابہ میں تھے سو کرز مع ... کی راہ میں حضرت کے پاس پہونچا حضرت نے
بحکم خدا ان شریرون کے ہاتھ پیر کٹوائے اور سلائی آنکھون میں پھروا دی اور ناحیہ حرہ میں ڈلوا دیا کہ نہایت ذلت و خواری سے
مر گئے فتح الباری میں ہے کہ ابن التین نے زعم کیا ہے کہ عرینہ و عکل ایک قبیلے کا نام ہے اور یہ گمان اسکا غلط ہے بلکہ دو قبیلے تھے عکل عدنان
سے اور عرینہ قحطان سے فائدہ اس مقام سے امام مالک رح طہارت ابوال ماکول اللحم کے قائل ہوئے اور امام ابو حنیفہ و شافعی رحمہما اللہ علیہما
جواب دیا کہ یہ حکم دوا کے لیے تھا اور تداوی کل نجاسات سے سوا سکر کے جائز ہے اسی سال ۶ ہجری ماہ ذیقعدہ میں غزوہ حدیبیہ واقع ہوا
اور حال یہ ہوا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب دیکھا کہ مع اصحاب یاران کے مکے میں حرم کے اندر گئے ... سر کو منڈواتے ہیں
اور بیت اللہ کی کنجی ہاتھ لگی ہے سو آنجناب نے یہ خواب اپنے اصحاب سے نقل فرمایا انہون نے عزم بالجزم ارادہ کیا پندرہ سو آدمی
اور صحیح از روئے حدیث متفق علیہ یہ ہے کہ چودہ سو آدمی ساتھ لیکر پہلی تاریخ ذیقعدہ روز دوشنبہ تشریف لیچلے اور ... ساتھ
سے ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا ہمراہ ہوئین اور عبد اللہ ابن ام مکتوم کو خلیفہ مدینہ کر دیا جب ذوالحلیفہ میں تشریف فرما ہوئے تو احرام
باندھا جمہور اصحاب نے بھی اسی جگہ احرام باندھا اور بعض نے جحفہ میں اور اس جگہ سے ... ستر اونٹ ہدی کے ... روانہ کیا
اور عباد ابن بشر کو بیس آدمی کے ساتھ جنمین مہاجرین و انصار تھے خبر کا حال لینے قریش کو آگے بھیجا اور انکے پیچھے خود بدولت
روانہ ہوئے یہ خبر قریش نے سنی وہ لوگ منع کرنے کو حرم سے باہر نکلے اور موضع بلدح میں مقیم ہوئے یہاں حضرت نے یہ خیال فرمایا کہ
قریش مع ... دشمن کو بھی نہیں روکتے ہیں لہذا سفر اختیار تشریف لیچلے تھے سوائے شمشیر کوئی حربہ ہمراہ نہ تھا سبب بعض ... کے
کے پاس تلوارین تھیں ... باقی اللہ کا نام حقیقت یہ ہے کہ باشتیاق بیت اللہ ... بیٹھے تھے ... ہوئے تھے ہتھیار لینے کی فرصت
نہیں ہوئی ... خالد ابن ولید و عکرمہ بن ابی جہل کو لشکر کا سردار کیا اور دو سو سوار انکے ہمراہ کیے حضرت کو اس بات کی خبر
تھی تو اسی عسفان میں بشر بن سفیان خزاعی جسکو حضرت نے ذوالحلیفہ سے بنا بر جاسوسی روانہ کیا تھا ملا اسنے قریش کا حال بیان کیا حضرت صلعم
نے اپنے یارون سے مشورہ کیا کہ آیا مناسب ہے کہ ان لوگون کو جو اپنے دیار سے واسطے اعانت قریش کے چلے ہیں راستے میں روکیں یا نہیں
حضرت صدیق اکبر نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ زیارت کو آئے ہیں یا لڑائی کو آپ تشریف لیچلیے اگر کوئی منع کریگا تو ہم مقابلہ کرینگے
حضرت صلعم نے یہ رائے پسند فرمائی اور کہا بسم اللہ چلو مگر سیدھے ہاتھ پر کیونکہ خالد ابن ولید کمینگاہ میں بیٹھا ہے سو غازیان اسلام
سیدھے ہاتھ چلے اور ایسے سیدھے گئے کہ غبار تک نہیں اٹھا اور خالد کو مطلق خبر نہ ہوئی جب ... نے یہ ... تو ... پڑی اور مسلمان
فرشتون کی طرح یکایک آ ترچھے تو خالد یہ ... ہوا ... اور حضرت صلعم اونٹنی ... چلے جاتے تھے جب

موضع ثنیۃ المرار میں جہان سے مکہ نظر آتا ہے پہونچی تو ناقہ قصوا جس پر حضرت صلعم سوار تھے بیٹھ گئی ہر چند اٹھایا نہ اٹھی لوگون
نے کہا ماندی ہو گئی ہے فرمایا اسکی عادت ماندگی کی نہیں ہے مگر اسکو اللہ نے روکا ہے جیسا اصحاب فیل کے ہاتھی کو روکا تھا سو میں قسم کرتا ہون
کہ ادب حرم کا لحاظ رکھونگا گو یہ لوگ ہیکڑ چیڑ ہو لیں تب اونٹنی حضرت کی اٹھی اور حضرت صلعم نے بسبب بیت اللہ شریف کا مقابلہ چھوڑ کر میدان
حدیبیہ میں لشکر اسلام اتارا کنوئیں حدیبیہ میں پانی نہایت کم تھا تھوڑے لوگون نے اوسی سے پانی لینا شروع کیا تھوڑے دیر میں
پانی ہو چکا تو ہر شخص نے پیاس کی شکایت کی حضرت صلعم نے اوس کنوئیں کے کنارہ بیٹھ کے ایک برتن میں پانی منگوا کر وضو کیا اور
کلی اوس پانی میں ڈالی اور دعا کی اور فرمایا ٹھہر جاؤ سو اوس کنوئیں میں اتنا پانی ہو گیا کہ سب آدمی و جانور سیراب ہو گئے دوسرے مرتبہ
پھر شکایت ہوئی تو آنجناب نے اپنے دست مبارک سے ایک تیر عنایت کیا اور فرمایا کہ اسے کنوئیں میں ڈالو بروایات صحیحہ منقول ہے کہ
کہ تیر کے ڈالتے ہی پانی نے جوش مارا کہ سب نے اپنے اپنے برتن بھر لیے اور خوب نہا کے دھوئے پیا اور خدا کا شکر کیا تیسری بار آپکے
یارون نے شکایت بے آبی ظاہر کی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلیون سے پانی نکلا جو کافی تھی بارش کے لوگون نے زیادہ تر شکایت
کی تو حضرت نے دعا مانگی کہ خوب ہی پانی برسا اور شکایت جاتی رہی القصہ اس منزل میں بدیل بن ورقا خزاعی مع چند نفر بنی خزاعہ
کے حاضر ہوا اسلئے کہ بنی خزاعہ دوست حضرت تھے سو بدیل نے التماس کیا کہ قریش زیارت سے روکنے کا ارادہ رکھتے ہیں اور مدینہ
میں جہان کہیں پانی ہے سب پر اپنا قبضہ کرکے روک لیا ہے حضرت صلعم نے فرمایا کہ میں کسی سے لڑنے کو نہیں نکلا ہون صرف عمرہ کرنے آیا ہون
قریش کو یہ کیا سوجھا ہے جو لڑائی کیا چاہتے ہیں یہ بات تو مضر ہوگی کیونکہ عداوت و سرکشی نے قریش کو ضعیف کر دیا ہے اگر چاہیں
تو میں چندے انسے صلح کرون اور مقابلہ اور کافرون سے کرون اسمیں اگر مغلوب ہو گیا تو قریش کی مراد ملی اور جو غالب ہوا تو اور لوگون کی
طرح قریش بھی اطاعت کریں والا مدت صلح میں آرام پاوینگے اور اگر اس بات سے انکار کرینگے تو قسم اوس مالک کی جسکے ہاتھ
میں میرا نفس ہے میں بیشک لڑونگا اور شہید ہونگا اور اللہ اپنے دین کی مدد کریگا بدیل نے کہا کہ میں یہ کلام آپکا قریش
سے بیان کرتا ہون جیسا جواب دینگے عرض کرونگا سو وہ گیا اور تقریر رسول اللہ صلعم بیان کی چونکہ قریش بنی خزاعہ کو
ہوا خواہ رسول مقبول جانتے تھے بدیل کے کہنے پر یقین نہ لائے تب عروہ بن مسعود ثقفی نے کہا کہ اے قریش تم میرے باپ کی جگہ ہو اور
خوب جانتے ہو کہ مجھسے تمہاری خیرخواہی میں کسیطرح کا قصور نہوگا بولے بیشک تو ہمارا دل و جگر ہے ہم تجھکو متہم نہیں کرسکتے پھر
ابن مسعود نے اپنے حقوق بیان کیے اور خیرخواہی و دوستی اپنی ظاہر کرکے کہا کہ یہ تقریر محمد نے بہت بہتر فرمائی ہے قبول کرلو اور مجھے
بھیجو تو میں دریافت کراؤن چنانچہ عروہ حضرت صلعم کے حضور میں حاضر ہوا حضرت نے جو تقریر بدیل سے فرمائی تھی وہی عروہ سے فرمائی
اوسنے حضرت سے کہا کہ اے محمد میں تم سے پوچھتا ہون کہ اگر تمنے اپنی قوم کا استیصال کیا تو کیا ہاتھ آیا اور اس سے پہلے کسی نے عرب میں
اپنی اہل و اصل کو خراب نہیں کیا اور اگر تم مغلوب ہوئے تو خوب جانتے ہو کہ جو کچھ تمہارا حال ہوگا اور میں خوب جانتا ہون کہ چند
آدمی اوباش تمہارے ساتھ ادھر اودھر کے جمع ہو گئے ہیں بعد چندے ساتھ چھوڑ کر چلے جائینگے اور تم تنہا بیار و مددگار رہجاؤگے
حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو یہ مقولہ اسکا نہایت ناگوار ہوا انھون نے کہا امصص بظر اللات الفر عنہ جو بس الطر لات کا کیا نام

آپ کو چھوڑ کر بھاگ جائینگے چونکہ حضرت صدیق نہایت غصہ سے بیتاب ہوگئے لہذا فحش زبان پر لائے بُظر کہتے ہیں پارۂ
گوشت کو جو عورت کی فرج کے اوپر ہوتا ہے بعض ہی یہ اسکا نام مشہور ہے عروہ نے حاضرین سے پوچھا کہ یہ کون شخص ہے لوگ بولے کہ ابو بکر
عروہ نے کہا اے ابو بکر اگر تیرا ایک حق مجھ پر نہ ہوتا تو میں تیری بات کا جواب دیتا اور حق یہ تھا کہ زمانہ جاہلیت میں حضرت ابو بکر
صدیق نے ایک قصہ تحمل دیت میں اسکی بڑی اعانت فرمائی تھی اور دس اونٹ جوان عنایت کیے تھے بالجملہ عروہ حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم سے باتیں کرتا تھا اور کلام کرنے میں اپنا ہاتھ ریش مبارک تک لیجاتا تھا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ شمشیر حمائل کیے حضرت کے
پاس کھڑے تھے جب عروہ اپنا ہاتھ ریش مبارک تک لیجاتا تب ہی مغیرہ کوعی تلوار کی آنکے ہاتھ پر مارتے اور کہتے کہ ہاتھ اپنا دور رکھ
عروہ نے پوچھا یہ کون ہے میں نے اسکی بدتر و لئیم تر نہیں دیکھا رسول اللہ صلعم نے تبسم فرماکے کہا اے عروہ یہ تیرے بھائی کا بیٹا مغیرہ ہے
عروہ نے کہا اے غدار میں تو تیرے غدر کی اصلاح کرنے والا ہوں غرض کہ عروہ نے اطاعت اصحاب ملاحظہ کرکے معلوم کیا کہ کسطرح
یہ لوگ اطاعت و انقیاد سے پھرنے والے نہیں ہیں آخر کار لوٹ کر قریش کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ میں قیصر و کسریٰ و نجاشی کے پاس گیا مگر
یہ اطاعت و تعظیم اصحاب کی کہیں نہیں دیکھی جیسے اصحاب محمد محمد کی کرتے ہیں پھر سارا حال بیان کیا اور کہا کہ جو کچھ محمد نے تمسے کہا
وہ بیشک تمہارے حق میں صلاح ہے قبول کر لو تب حلیس بن علقمہ ایک شخص بنی کنانہ کا اجازت لیکے چلا جب ہٹا کہ لشکر اسلام آیا
تو حضرت صلعم نے دیکھ کر فرمایا کہ یہ شخص اس قوم کا ہے جو بدنات کی تعظیم کرتے ہیں بعض اصحاب اسکو لبیک کرکے باستقبال لائے اسنے یہ
حال دیکھ کر کہا سبحان اللہ ایسے لوگوں کو قریش کعبہ کی زیارت سے روکتے ہیں میرے نزدیک انکو ہرگز روکنا نہ چاہیے چنانچہ جب قریش
کے پاس پہونچا تو کہنے لگا کہ ایسے لوگوں کو زیارت کعبہ سے منع کرنا نامناسب ہے قریش کہنے لگے کہ اے حلیس تو ان باتوں سے
واقفیت نہیں رکھتا اس بات پر حلیس بہت ناراض ہوکر اٹھا بعضوں نے سمجھا کر بٹھلایا اور کہا تو پھر محمد کے پاس جا ہم خاطر خواہ صلح
کرتے ہیں روایت ہے کہ اول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خراس بن امیہ کو اپنے اونٹ پر انکے پاس بھیجا اور یہ پیغام دیا کہ اگر چاہو
صلح کرو اور ایک مدت تک ہم لوگوں میں اور لوگوں کو مسلمان کرون پھر دل چاہے تو اسلام لانا ورنہ اختیار ہے قریش نے انکو بھی قتل کرنا
چاہا مگر انکی قوم نے حمایت کرکے بچا لیا تب حضرت صلعم نے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے ارشاد کیا کہ تم جاکر یہ پیغام کہو حضرت عمر نے التماس
کیا کہ اے رسول مقبول قریش کا مجھ سے بال عداوت مانتے ہیں اگر مجھے پاویں تو جان سے مار ڈالیں اور آپ پر روشن ہے کہ بنی عدی میں سے
کوئی شخص میرا حامی نہیں ہے لہذا حضرت صلعم نے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو مع چند آدمیوں کے روانہ فرمایا جب حضرت عثمان
موضع بلدح میں پہونچے تو ابان بن سعید ابن عاص ملاقی ہوا اسنے اپنے اونٹ پر سوار کرکے مکہ میں پہونچایا اور حضرت عثمان نے پیغام
رسول اللہ اشراف قریش سے جو کہ مکہ سے نہیں نکلے تھے کہا اور ارادہ کیا کہ لوٹ جاوین ان لوگوں نے کہا اے عثمان اگر تو طواف بیت اللہ
کیا چاہتا ہے تو کرلے حضرت عثمان نے فرمایا کہ میں حضرت رسول اللہ کے ساتھ طواف کرونگا اس بات سے قریش ناخوش ہوے اور
حضرت عثمان کو قید کرلیا دفعۃً لشکر اسلام میں خبر گرمی کہ عثمان شہید ہوئے شیطان نے یہ خبر لشکر میں پہنچا دی حضرت کو نہایت رنج ہوا آنحضرت نے فرمایا کہ
مجھکو لڑنا پڑا کیونکہ ابتدائے فساد ان لوگوں کی طرف سے ہوئی پس آپ وہاں جہاں ایک درخت ببول کے نیچے ہو بیٹھے اور

(بیعت رضوان)

(۱۹۷)

اصحاب باصفا سے فرمایا کہ تم لوگ مجھ سے عہد کرو کہ مرتے دم تک فرمان برداری مین کوتاہی نہ کرینگے سب نے قبول کیا مگر جد ابن قیس منافق نے قبول نہ کیا اسی بیعت کو بیعۃ الرضوان کہتے ہین اور اسی کی شان مین پیشین گوئی کلام آلہی مین وارد ہے لقد رضی اللہ عن المؤمنین اذ یبایعونک تحت الشجرۃ فعلم ما فی قلوبہم فانزل السکینۃ علیہم واثابہم فتحا قریبا ومغانم کثیرۃ یاخذونہا یعنی اللہ خوش ہوا ایمان والون سے جب ہاتھ ملانے لگے تجھسے اُس درخت کے نیچے پھر جانا جو اُنکی دل مین تھا پھر اُتارا اُن پر چین اور انعام مین دی اُنکو فتح نزدیک اور بہت غنیمتین جو اُنکو ملینگی مراد اُس سے فتح خیبر اور فتح مکہ ہے کہ دونون مطابق ارشاد الہی کے واقع ہوئین بعد اس واقعے کے خبر آئی کہ شہادت عثمان کی خبر غلط تھی وہ تو زندہ ہین تب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خوش ہو کر فرمایا کہ مین نہین چاہتا کہ عثمان اس بیعت سے محروم رہے سو دست راست اپنے پر اشارہ کیا کہ یہ ہاتھ ہے عثمان کا اور دست چپ اپنا قرار دیا اور بیعت فرمائی یعنے ایک ہاتھ کو دوسرے ہاتھ پر مارا اور فرمایا یہ بیعت عثمان کی ہے فائدہ اس بیعت مین سب سے پہلے سنان ابن وہب اسدی نے بیعت کی ہے اور سلمہ ابن عمرو ابن الاکوع نے تین مرتبہ متفرقاً بیعت کی اور عبد اللہ ابن عمر نے بھی اپنے والد بزرگوار سے اول بیعت کی ہے اور سبب یہ ہوا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اُسوقت دوسری جانب بمقابلہ کفار مستعد قتال کھڑے تھے اور عبد اللہ کو واسطے خبر وخاصیت حضرت صلعم کے بھیجا تھا وہ آئے تو دیکھتے ہین کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اصحاب بیعت کر رہے ہین اُنھون نے بھی بیعت کر لی اور فوراً جا کر اپنے والد سے خبر کی اُنھون نے بھی آکر بیعت کی رضوان کی یہ پیشین گوئی قرآن شریف کی کس عموم سے ظاہر ہوئی اور عہد پر استقامت واستقلال و جان نثاری اصحاب رسول اللہ اللہ تعالے کو پسند ہوئی کہ یہ آیتین بنا بر اظہار رضامندی نازل فرمائین اور وعدہ کیا کہ عنقریب انعام اس بیعت مین ملیگا یعنی ایک فتح قریب غنایت کی جسمین بہت کثرت سے غنایم پاؤگے سو مطابق اسکے واقع ہوا کہ حدیبیہ سے پھر کر آتے ہی خیبر فتح ہوا کہ اصحاب رسول مقبول غنی ہو گئے اور خود حضرت نے فدک و بعض باغات اپنے ذات سے خاص کر لیے کہ اُسمین سے خرچ ایک سال کی قوت کا اپنی عیال کیواسطے رکھ لیتے تھے اور فقراے بنی ہاشم پر بھی صرف کرتے تھے فائدہ اس مقام سے حضرت مشائخ رحمۃ اللہ علیہم کو جو از بیعت غایبانہ کی سند ہاتھ لگی ہے فائدہ پوشیدہ نرہے کہ احادیث مشہورہ سے ثابت ہے کہ لوگ بیعت کرتے تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کبھی ہجرت و جہاد پر اور کبھی ہے اقامت ارکان اسلام یعنے صوم وصلوۃ وحج وزکوۃ پر اور کبھی ثبات و قرار پر معرکہ کفار مین چنانچہ بیعۃ الرضوان اور کبھی سنت نبوی کی تمسک پر اور بدعت سے بچنے پر اور عبادات کے حریص و مشتاق ہونے پر چنانچہ بروایت صحیح ثابت ہوا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کی عورتون سے بیعت لی نوحہ نکرنے پر اور ابن ماجہ نے روایت کی ہے کہ آنحضرت نے چند محتاج مہاجرین سے بیعت لی اس پر کہ لوگون سے کسی چیز کا سوال نکرین سو اُنہین سے کسی شخص کا یہ حال تھا کہ اُسکا کوڑا گر جاتا تھا تو اپنے گھوڑے سے اُتر کر اُسکو اُٹھا لیتا تھا اور کسی سے کوڑا اُٹھا دینے کا بھی سوال نکرتا تھا اور صحیح بخاری سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جریر رضی اللہ عنہ سے اُنکی بیعت کے وقت شرط کی اور فرمایا کہ خیر خواہی لازم ہے ہر مسلمان کے واسطے اور حضرت نے بیعت لی قوم انصار سے سو یہ شرط کر لی کہ نڈرین امر خدا مین کسی ملامت کنندہ کی ملامت سے اور حق ہی بات کہین جہان رہین سو اُنہین سے بعضے لوگ امرا و سلاطین سے کھل کر بلا خوف رو برو انکار کرتے تھے انکے سواے بہت امور مین بیعت ثابت ہے اور وہ سب امور از قسم تزکیہ نفسی اور امر بالمعروف

اور منع عن المنکر مین اسیطرح بیعت خلافت پر اور بیعت اسلام پر بالجملہ ہر گاہ کہ بیعت لینا امور مذکورہ کا بطریق عبادت بکمال
اہتمام تھا تو اب بیعت کے مسنون ہونے مین کچھ شک و شبہہ نہین اور یہ بیعت جو حضرت صوفیہ مین جاری ہے لاریب سنت رسول
مقبول ہے القصہ جب اس بیعت کی قریش کو پہونچی تو وہ مضطرب ہوئے اور سہیل ابن عمرو کو بھیجا اور بیہقی مین ہے کہ حلیس کے بعد مکرز ابن
حفص آیا تو حضرت صلعم نے اسکو دیکھ کر فرمایا کہ یہ شخص فاجر ہے وہ کلام کر رہا تھا کہ سہیل ابن عمرو مع ایک جماعت کے پہونچا حضرت صلعم نے
فرمایا سہل الامر اور سہیل نے کہا قریش صلح پر راضی ہین لیکن شرط یہ ہے کہ اسسال عمرہ نہ فرمائیے بعد اسکے سال آیندہ قضا کیجیے گا اگر اس بات
پر راضی ہو تو صلحنامہ لکھو حضرت صلعم نے قبول کیا اور حضرت علی مرتضی کرم اللہ وجہہ کو بلا کر ارشاد کیا اکتب بسم اللہ الرحمن الرحیم
سہیل نے کہا واللہ مین رحمن کو نہین جانتا ہون اکتب باسمک اللہم جسطرح ہمیشہ لکھتے تھے مسلمانون نے کہا کہ ہم تو یہ لکھینگے
حضرت صلعم نے علی مرتضی سے کہا اکتب باسمک اللہم سو علی مرتضی نے یہی لکھا بعد اسکے حضرت نے فرمایا کہ لکھو ہذا ما قاضی علیہ محمد
رسول اللہ اور قریش وہ جو کچھ ہے صلح کی محمد رسول اللہ نے اور قریش نے علی مرتضی لکھا سہیل نے کہا واللہ ہم تمکو رسول خدا نہین جانتے والا
زیارت سے منع نہ کرتے سو تم محمد ابن عبداللہ لکھو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا واللہ مین بیشک خدا کا رسول ہون اگرچہ تم
نہ مانو اور محمد ابن عبداللہ بھی ہون ای علی تو لکھ محمد ابن عبداللہ اور کلمہ رسول اللہ کو محو کر دے علی مرتضی بولے کہ مین ہرگز وصف رسالت
کو محو نکرونگا تب حضرت نے اپنے دست مبارک سے مٹا دیا اور محمد ابن عبداللہ لکھا بالجملہ جو جو شرائط سہیل کہتا تھا حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم اسکو قبول کرتے تھے اور حاصل شرائط کا یہ تھا کہ چار برس یا دس برس تک قریش سے نہ لڑین اور طرفین کی آمد و رفت
شہرون مین جاری ہو اور کسیطرح کا تعرض اموال و انفس سے صراحۃ و خفیۃ واقع نہو اور جو کوئی آدمی چاہے عہد محمد صلی اللہ
علیہ وسلم مین در آوے قریش مزاحم نہون اور جو چاہے عہد قریش مین داخل ہو کوئی مسلمان مزاحمت نکرے اور جو عہد والے
طرفین سے بھی کوئی تعرض نکرے چنانچہ بنو خزاعہ آنحضرت سے ہم عہد ہوئے و بنو بکر قریش سے اور اسسال مسلمان لوگ عمرہ ترک
کرین سال آیندہ قضا کرین مگر یہان تین دن سے زیادہ مکہ مین نرہین اور اپنے ہتھیار غلاف مین رکھین اور جب کوئی
شخص قریش کا بے اذن اسکے ولی کے محمد صلعم کے پاس جائے تو اسکو آنحضرت واپس فرماوین اگرچہ مسلمان بھی ہو اور جو شخص مسلمانون
کا قریش مین جاملے تو قریش اسکو نپھیرین اس شرط پر مسلمانون کو سخت تعجب ہوا کہنے لگے سبحان اللہ ہم مسلمان کو کسطرح
واپس کرینگے حضرت نے فرمایا مین تو اسپر راضی ہون عمر ابن خطاب بولے کہ یا رسول اللہ آپ کیونکر راضی ہوئے جاتے ہین
حضرت نے ارشاد کیا تبسم فرماکر کہ ای عمر جسکو مین پھیرون حالانکہ وہ مسلمان ہو تو اللہ تعالے اسکو فرج و مخرج روزی فرمائیگا
یعنے اللہ اسکو بچ نکال لیگا اور جو کوئی از خود مشرکون مین مل گیا وہ ہمارے مصاحبت کے لائق ہی نہین مجھکو اسکی حاجت نہین یہ
گفتگو ہو رہی تھی کہ ابو جندل ابن سہیل کہ اسلام لایا تھا اور سہیل نے اسکو قید کیا تھا لشکر اسلام مین بھاگ آیا سہیل نے دیکھکر
کہا ای محمد یہ اول بات ہے جسپر صلح ہوئی ہے آپ اسکو واپس کرین حضرت نے فرمایا کہ ابتک صلحنامہ لکھا نہین گیا
سہیل بولا کہ ہم صلح نہین کرتے حضرت نے فرمایا کہ میری خاطر سے ابوجندل کو امان دے اسنے انکار کی تب کہا کہ

اسکو تکلیف نہ دینا اسوقت مکرز ابن حفص ضامن ہوا کہ ابوجندل کو تکلیف نہ دی جائے گی الغرض حضرت نے ابوجندل کو واپس
فرمایا تو اسنے کہا ای مسلمانون باوجودیکہ مین اسلام لایا ہون اور انکے ہاتھون سے انواع تکلیف پاچکا ہون تم مجھکو واپس کرتے
ہو حضرت نے فرمایا صبر کر تجھکو اجر ملیگا ای ابوجندل مین خلاف شرط نہین کر سکتا القصہ صلحنامہ تمام ہوا اور حضرت صدیق اکبر و
عمر فاروق اور عبدالرحمن بن عوف اور سعد بن ابی وقاص اور ابوعبیدہ بن الجراح اور محمد ابن مسلمہ وغیرہم اصحاب باصفا کی گواہی
ہوئی اور حویطب ابن عبدالعزی اور مکرز ابن حفص وغیرہ مشرکون نے بھی گواہی اپنی لکھدی یہ صلح جو ہوئی تو کچھ اس راہ سے
نہ تھی کہ جماعت اسلام تھوڑی تھی یا انکو ان سے کم زور و مغلوب ہون حاشا وکلا بلکہ مسلمان ہمہ جہت کفار پر غالب و قوی تھے
اور جمیع اصحاب دلاور شجاعت و ہمت خداداد یہی چاہتے تھے کہ صلح نہو اور ہم کافرون کو مارین چنانچہ حضرت عمر فاروق غصہ
مین آکر بولے کہ یا رسول اللہ کیا ہم حق پر نہین ہین اور ہمارے دشمن باطل پر اور کیا ہمارے مقتول بہشتی نہین اور کیا کفار کے
دوزخی حضرت نے فرمایا کہ تم حق پر ہو اور تمہارے مقتول بہشتی ہین تب تو حضرت عمر نے کہا کہ پہر کسواسطے دین حق مین اتنی
ذلت اختیار کرین فرمایا ای عمر مین نے بحکم خدا کیا ہے جو کچھ کیا اللہ اپنے پیغمبر کو ضائع نکریگا یہ صلح حکمت سے خالی نہین پہر
عمر نے صدیق اکبر سے کہا انھون نے بھی یہی کلام کیا جو حضرت نے فرمایا تھا سبحان اللہ وبحمدہ ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کی طبیعت مین کیا عجز تھا کہ باوصف غلبہ ایسی عاجزی اختیار فرمائی اور یہ انکسار بعض پیغمبران پیشین کے انکسار سے بہت
زیادہ ہوا کیونکہ انھون نے جو ظلم وستم گوارا کیے سو اگرچہ حکمت ومعرفت سے خالی نہ تھے مگر ظاہر بین کہہ سکتے ہین
کہ بسبب بے مقدوری و قلت توابع کے بجز جفاکشی کے کچھ چارہ نہ تھا آدمی نبی ہو یا غیر نبی حقیر ہو یا بادشاہ دین کے کام مین
یا دنیا کے زور اور غلبہ کے ہوتے عاجزی اور انکسار اختیار کرے تو وہی قابل اعتبار عقلا کے نزدیک ہوتا ہے ورنہ منکرین
موافق مثل مشہور عصمت بی بی از بیچادری کہہ سکتے ہین کہ جب قابو نہ پایا تو سوا جفاکشی کے اور کیا کرتے مگر صلح حدیبیہ
مین کوئی دم نہین مار سکتا اور ملحدون کا وہ قول کہ مسلمانون نے سوا شمشیر رانی اور کچھ نہین کیا اس صلح کی واقعہ سے باطل
ہوگیا اب دیکھنا چاہیے کہ اس صلح سراسر حکمت سے کسطرح کے فوائد ہوئے کہ جب قریش کی طرف سے اطمینان کلی ہوا تو خیبر
فتح ہوا اور اسلام کی ترقی ہوئی کہ مکہ فتح ہوا حقیقت یہ ہے کہ اللہ اور رسول کی حکمت کون معلوم کرسکتا تھا حالانکہ کوئی فعل
حکیم مطلق اور اسکے رسول کا خالی از حکمت نہین ہوتا الغرض بعد وقوع صلح حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے
یارون سے فرمایا کہ تم سب قربانی اور حلق راس کرو مگر اصحاب ایسے پژمردہ اور شکستہ دل ہوگئے تھے کہ حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی بار حکم دیا مگر کوئی نہ اٹھا تب آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم خیمۂ مبارک مین جلوہ فرما ہوئے
اور حضرت ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے شکایت اپنے یارون کی فرمائی ام سلمہ نے التماس کیا کہ یا رسول اللہ
اصحاب کو اس معاملے مین آپ معذور رکھین اور ملاحظہ فرماوین کہ حضور نے موافق مراد قریش اہل دغا برخلاف اصحاب
باصفا کے صلح فرمائی حالانکہ وہ چاہتے تھے کہ ہم مکہ فتح کرینگے اور اپنے دل کے پھپھولے توڑینگے اور خوشیان کرینگے

بھلا وہ کیونکر حزین وغمگین ہوتوں لیس اگر آپ کو حلق اور نحر منظور ہو تو آپ اسکو بجا لائیں اصحاب آنجناب کو اسوقت سوائے
اطاعت اور متابعت کے کچھ بن نہ پڑیگی چنانکہ حضرت رسول مقبول رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم خیمہ مبارک سے
باہر تشریف لائے اور نحر شتر اور حلق راس میں مشغول ہوئے یہ حال دیکھکر جملہ یاروں نے متابعت کی یعنے بعضوں نے سر
کے بال ترشوائے اور بعضوں نے چنوائے اور بعضوں نے منڈائے لیکن از بس مغموم و مکروب جب کہ اس حال سے فراغت
ہوئی تو خداوند کریم نے ایک تند ہوا ایسی چلائی کہ آسنے مسلمانوں کے بال میدان حدیبیہ سے اڑا کر حرم محترم کی زمین تک
پہونچا دیئے کتب سیر سے معلوم ہوتا ہے کہ خراش ابن امیۃ خزاعی نے حضرت خاتم النبیین سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم
کے موی مبارک مونڈے تھے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان بالوں کو درخت سمرہ پر ڈال دیا تھا اصحاب باستحقاق
تبرکا اٹھا لیئے اور اپنے پاس رکھے صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت
کریم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حلق راس فرماکر بالوں کی تقسیم کا حکم دیا اور جمع بین الروایات یوں ہو سکتا ہے کہ
یہ حکم دوسری مرتبہ صادر ہوا ہوگا اور حدیبیہ میں درخت سمرہ پر ڈال دیئے تھے اور لوگوں نے تبرک سمجھکر لیئے ام عمارہ سے
روایت ہے کہ بہت تلاش سے کئی بال میں نے بہم پہونچائے تھے سو اپنے پاس رکھے تھے اور جو کوئی بیمار ہوتا تھا ان بالوں
کو دھو کر اسے پلاتی تھی فوراً صحت پاتا تھا اور صحیح بخاری میں ہے کہ حضرت ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس ایک جلجل
نقرہ میں موی مبارک تھا جب اصحابوں کو کچھ تکلیف و رنج ہوتا تو انکے پاس ایک پیالے میں پانی بھر کر بھیجا کرتے تھے واسطے
تبرک کے سو ام سلمہ موی مبارک نکال کر پانی میں حرکت دیتی تھیں اور بیہقی اور حاکم نے روایت کی ہے کہ خالد ابن ولید کی
ٹوپی جنگ یرموک میں گم ہوگئی اور بہت تلاش سے ملی تو خالد نے کہا عمرہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور حلق راس فرمایا
لوگوں نے دوڑ دوڑ کر بال جوانب کے حاصل کیئے اور میں نے پیشانی کی طرف کے بال لیئے اور اس ٹوپی میں رکھے سو کسی لڑائی میں
نہیں گیا اور یہ ٹوپی میرے پاس ہوئی مگر میری فتح ہوئی شفا سے معلوم ہوتا ہے کہ جب ٹوپی خالد بن ولید کی کھو گئی تو خالد نے
حملہ سخت فرمایا کہ بہت آدمی مارے گئے اصحاب نے اس حرکت پر انکار کیا خالد نے کہا میں نے یہ ٹوپی کے واسطے نہیں کی
بلکہ اسواسطے کہ اس میں بال مبارک رسول شاہ لولاک کے تھے انکا مشرکوں کے ہاتھ میں پڑنا میرے نزدیک اچھا نہ تھا اور
میرے پاس سے برکت جاتی رہتی فائدہ اس مقام سے واضح ہوا تعظیم و تکریم موی مبارک کی قرن اول میں بالتحقیق
تھی کہ اس زمانہ میں اسکا عشر عشیر بھی نہیں ہے بلکہ اس زمانہ بعض جاہل بال و شیہ تبرک باآثار صالحین میں انکار
شدید کرتے ہیں اور دلائل ضعیفہ و واہیہ تقریر و تحریر میں بیان کرتے ہیں حالانکہ تبرک باآثار صالحین اور تعظیم و تکریم
تبرکات انبیاء و اولیاء کی کرنا اور حاجات دین و دنیا میں انسے توسل ڈھونڈھنا اور باادب اپنے پاس رکھنا انکا
بنابر دفع بلیات اور حصول مرادات زیارت کرنا آیات اور احادیث اور اقوال صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین
سے ثابت ہے انکار کرنا اور اسمیں کلام کرنا غیر بزرگ ... دیکھو تفسیر تابوت سکینہ میں تبرکات الواح توریت کے

اور عصائے موسیٰ اور عمامہ ہارون اور نعلین وغیرہ تھے کہ بنی اسرائیل میں اسکی برکت تھی اور لڑائی میں تبرکاً اسکو لے جاتے تھے اور فتح پاتے تھے اور جب سے وہ گیا بنی اسرائیل پر آفت پڑی کہ قرآن شریف کے سورۂ بقر میں موجود ہے یاتیکم التابوت فیہ سکینۃ من ربکم الخ اور مشکوٰۃ شریف میں حدیث طلق ابن علی کی درباب تبرک کرکے لیجانا آبِ بقیہ وضو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا شہروں میں وارد ہے یہ کہ اصحاب رسول اللہ فضلہ حضرت کو تبرک جانکے شہروں میں لیجاتے تھے ملا علی قاری شرح اس حدیث میں لکھتے ہیں کہ اس جگہ سے نکلا کہ فضلہ وآثار حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ علما اور صلحا میں یہی حکم رکھتا ہے اور شیخ عبدالحق دہلوی نے شرح اور ترجمہ میں اور نیز جذب القلوب میں اور قاضی عیاض نے شفا میں اور سمہودی نے اپنی تصانیف میں اس مسئلہ کو بخوبی بیان فرمایا ہے حاجت بیان کی نہیں اور یہ ظاہر ہے کہ محبت شخص واجب التعظیم کی مقتضی محبت وتعظیم آثار ومنتسبات اس شخص کی واقع ہوتی ہے اور تمادن اور عدم اعتبار اس میں دلیل عدم محبت ہے کذا حققہ استاذ الاستاذ فی بعض تقریراتہ اور حضرت شاہ ولی اللہ محدث والد حضرت استاذ الاستاذ انتباہ میں اپنے والد شاہ عبدالرحیم سے نقل فرماتے ہیں کہ حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھکو خواب میں دو موی مبارک اپنے مرحمت فرمائے ہیں اُنکے خواص میں یہ ہے کہ دونوں لپٹے رہتے ہیں اور جب درود پڑھا جاتا ہے تو ہر ایک جدا کھڑا ہو جاتا ہے اور ایک مرتبہ تین منکروں نے امتحان چاہا میں اس سوادبی سے راضی نہوا جب تکرار زیادہ ہوئی تو وہ منکر بالوں کو دھوپ میں لے گئے اسی دم ابر کا ٹکڑا ظاہر ہوا حالانکہ آفتاب اسوقت نہایت گرم تھا اور ابر کا موسم نہ تھا ایک نے توبہ کی دوسرے نے کہا قضیہ اتفاقیہ ہے پھر دوسری بار لے گئے پھر ٹکڑا ابر کا آگیا دوسرے نے توبہ کی تیسرے نے کہا یہ بھی قضیہ اتفاقیہ ہے سو تیسری بار لے گئے پھر بادل کا ٹکڑا آگیا تیسرے نے بھی توبہ کی اور ایک مرتبہ مجمع عظیم میں زیارت کیواسطے نکالنے لگے ہر چند قفل پر کنجی لگائی اور کوشش کی قفل نہ کھلا تب میں دل کی طرف متوجہ ہوا تو معلوم ہوا کہ فلان کس حالت جنابت میں ہے اُسکی شامت سے زیارت نصیب نہیں ہوتی میں نے عیب پوشی کر کے سب لوگوں سے کہا کہ طہارت جدیدہ کرو سو وہ جنب اُس مجلس سے علیحدہ ہو گیا اُس وقت قفل آسانی سے کھل گیا اور سب کو زیارت نصیب ہوئی بعد اُس گفتگو کے لکھتے ہیں کہ حضرت والد نے آخر عمر میں تبرکات تقسیم فرمائے چنانچہ ایک بال رسول پاک کا مجھے عنایت کیا الحمد للہ رب العالمین انتہیٰ قولہ الکریم القصہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم منزل حدیبیہ میں بیس دن جلوہ فرما رہے اس اثنا میں گروہ عورتوں کا ہجرت کنان خدمت بابرکت میں آیا سبب روایت محدثین ام کلثوم بنت عقبہ ابن معیط بھی انہیں میں تھیں کافروں نے موافق شرط کے واپس لینا چاہا اور تفسیر کشاف میں ہے کہ سبیعہ بنت الحارث بھی اسی گروہ میں تھی کہ مسافر مخزومی خواہ صیفی ابن الراہب زوج اُسکا پیچھے لگا ہوا آیا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے واپس کرنے کی درخواست کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم منتظر وحی ہوئے اسی وقت حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آکر کہا اللہ صاحب فرماتے ہیں کہ مسلمان عورتوں کو کافروں کے پاس نہ بھیجو اس لیے کہ بسبب بزرگی اسلام کے عورت کو ذی

بیان واقعات ۶ ہجری

مومنہ کافر کے نکاح میں نہیں ہے اور اب کوئی مومن عورت کافرہ کو اپنے نکاح میں نہ رکھے اور آیۃ کریمہ سورۂ ممتحنہ میں
نازل ہوئی یا ایہا الذین آمنوا اذا جاءکم المومنات مہاجرات الخ اور یوں حکم نافذ ہوا کہ عورت کافر کی اگر مسلمان
ہوکر آوے تو جو مسلمان اسکو نکاح میں لاوے سو اسے مہر کے خرچ اس کافر کا بھی واپس کیجے اور جو مسلمان کی عورت کافر
رہ گئی ہو اور وہ اسے طلاق دے پھر جو کافر اسکو نکاح میں لاوے اس مسلمان کا خرچ دے اس حکم کو کافروں نے قبول
کیا اور مسلمان راضی ہوئے یعنے مسلمان تو بدل راضی ہوئے اور کافر دینے پر راضی نہ ہوئے اور لینے پر تیار
ہوئے تب یہ حکم ہوا کہ جس مسلمان کی عورت گئی اور کافر اسکا خرچ کیا نہ دیں پیسے تو جب کافر کی عورت آوے
اسکا خرچ مسلمان نہ دیں کافر کو بلکہ اس مسلمان کو دیں جنکی عورت جاتی رہی یہ حکم اس وقت تھا جب کافروں
سے واپس کرنے پر صلح ہو گئی تھی اب یہ حکم نہیں ہو مگر یہ کہ کسی ایسی جگہ صلح کا اتفاق پڑے کہ [illegible]
کی فائدہ موضح القرآن الغرض بعد نزول اس حکم کے مسلمانوں نے کافرہ عورتوں کو طلاق دی چنانچہ حضرت عمر نے
اپنی دو عورتوں کو کہ وہ کافرہ تھیں طلاق دی ایک سے معاویہ بن ابی سفیان نے نکاح کیا اور دوسری
سے صفوان ابن امیہ نے مدارک میں ہے کہ یہ آیۃ بیان واقع ہوئی اس امر کہ صلح اون کے واپس کرنے پر ہوئی تھی
عورتوں کی یا حکم اون منسوخ ہو گیا الغرض بعد قربانی وغیرہ کے آنجناب روانہ مدینہ پاک کے ہوئے راہ میں سورۂ انا
نازل ہوئی اور اس میں اللہ تعالے نے بشارت فتح مکہ و خیبر و رضامندی بیعت سے اور بہت تعریف اصحاب کی
نازل فرمائی اور آپ بہت خوش راہ میں اونٹ پر سوار ہے کمال خوشی سے فرماتے تھے انا فتحنا لک فتحا مبینا بعض
اہل تفسیر کہتے ہیں کہ انا فتحنا لک فتحا مبینا صلح مدینہ میں نازل ہوئی اور یہ صلح مقدمہ فتوحات واقع ہوئی کہ مسلمانان
کو اظہار اسلام اور رحمت بالقرآن نصیب ہوا اور اسی کے حق میں حضرت نے فرمایا کہ مجھ پر ایک آیۃ نازل ہوئی کہ
کہ تمام دنیا سے بہتر ہے اور حضرت عمر کے روبرو پڑھی کہا عمر نے فتح ہو فرمایا ہاں [illegible] فتح خیبر اور مکہ اور
اور جب حضرت مدینہ میں آئے تو ابو بصیر ابن اسعد مکہ سے مدینہ میں آیا مسلمان ہو کر کافروں نے دو آدمی اسکے
لینے کو بھیجے حضرت نے بطریق ایفاء عہد ابو بصیر کو انکے ساتھ کر دیا اس نے کہا یا رسول اللہ مجھکو مشرکوں میں نہ بھیجے
مبادا ایذا پہونچاویں آپ نے فرمایا یا صبر کر اللہ تعالے تجھکو خلاصی دیگا ناگزیر ابو بصیر ساتھ انکے روانہ ہوئے جب ذو الحلیفہ
میں سب لوگ اترے تو ابو بصیر نے مسجد میں جاکر دو رکعت نماز پڑھی پھر کھانا کھانے کو بیٹھا اسکے ہمراہی بھی کھانے
لگے دفعۃً تلوار کا ذکر آیا تو ان دونوں سے ایک نے اپنے تلوار نکالی دکھلانے کو ابو بصیر نے غالباً سمجھا کہ مجھکو مارینگے
سو بولا اسے یار یہ تلوار تمھاری بہت اچھی ہے اس نے کہا البتہ خوب ہے واللہ میں نے اسکو کئی مرتبہ آزمایا ہے ابو بصیر
نے کہا ہم بھی دیکھیں اس نے دیدی تو ابو بصیر نے اسکو قتل کیا دوسرا ساتھی بھاگ کر مدینہ میں آیا اور اس کے پیچھے
ابو بصیر بھی آیا اور کہا یا نبی اللہ آپ نے تو عہد اپنا ادا کیا تھا اللہ نے مجھکو نجات بخشی حضرت صلعم نے فرمایا کہ اگر کوئی

مددگار اس کا ہو تو یہ شخص روشن کنندۂ آتش حرب ہو اس کلام سے ابوبصیر نے جانا کہ حضرت صلعم پھر مجھکو واپس
کر دینگے سو ابوبصیر بھاگا اور سیف البحر میں مقیم ہوا یا موضع عیص میں ساحل بحر پر ٹھہرا اس عرصہ میں ابوجندل بھی مکے
سے بھاگ کر آملا اور اس کے پیچھے بہت آدمی آئے یہاں تک کہ قریب ساٹھ یا ستر مسلمان بلکہ تین سو جمع ہو گئے اور
کاروان قریش کو جو بطریق تجارت شام کو جاتا تھا لوٹنا شروع کیا قریش نہایت تنگ ہوئے اور ابوسفیان
کے ذریعہ سے حضرت کو پیغام بھیجا کہ ان لوگوں کو اپنے پاس طلب کر لیجیے اب ہم اس شرط سے باز آئے جو کوئی
آدمی ہمارا آپ کے پاس آوے امان میں رہے ہمکو اس سے کام نہیں تب حضرت نے ابوبصیر کو خط لکھوایا اور
اپنے حضور میں طلب کیا جس وقت نامہ مبارک پہونچا ابوبصیر حالت نزع میں تھے سو نامہ شریف ہاتھ میں لیلیا
اور جان بحق تسلیم کی ابوجندل نے ابوبصیر کو دفن کیا اور ایک مسجد تعمیر کرا کے مع ہمراہیان مدینے میں آیا اور کریمہ
وہو الذی کف ایدیہم عنکم و ایدیکم عنہم ببطن مکۃ انھیں کی شان میں نازل ہوئی ہے فائدہ اختلاف ہے اس بات
میں کہ صلح نامہ حدیبیہ میں ابن عبداللہ حضرت علی نے لکھا تھا یا خود حضرت صلعم نے پس امام احمد نے روایت
کی ہے فاخذ الکتاب ولیس یحسن ان یکتب فکتب مکان رسول اللہ ہذا ما قاضی علیہ محمد ابن عبداللہ اور بخاری
نے براء ابن عازب سے بھی اسی طرح روایت کی ہے اور فتح الباری میں لکھا ہے کہ ابوالولید باجی نے اس حدیث
سے دعوی کیا ہے کہ حضرت نے اپنے ہاتھ سے لکھا تھا علماء اندلس نے کہا کہ ابوالولید زندیق ہو گیا ہے چنانچہ لعنت قرار
سو امیر عہد نے علماء اندلس اور باجی کو طلب کیا باجی نے کہا کہ خلاف قرآن میں نے کچھ نہیں کہا ہے اس لیے کہ خداوند
کبریا نے نفی کتابت و خط و اثبات امیت زمان سابق میں فرمائی ہے کہ وما کنت تتلوا من قبلہ من کتاب ولا تخطہ بیمینک پس
بعد ثبوت امیت قرآن کا پڑھنا معجزہ ہے اور لکھنا معجزہ دیگر سو ابوذر ہروی و ابوالفتح نیشاپوری وغیرہ علماء افریقیہ ابوالولید کے
موافق ہوئے اور بیہقی و نووی بھی اسی طرف مائل ہوئے ہیں اور قاضی عیاض نے شفا میں بیان کیا ہے کہ بعض آثار
دلالت کرتے ہیں کہ حضرت صلعم حسن خط سے واقف تھے کیونکہ ایک مرتبہ کاتب سے ارشاد کیا تھا کہ قلم اپنا کان پہ
رکھ لے تو جلد تر یاد آوے اور معاویہ سے کہا تھا کہ دوات کشادہ کر اور قلم اپنا محرف رکھ اور دندانہ شین علیحدہ علیحدہ
لکھ اور حرف میم کو کور نہ کر اور بعض علمائے محققین فرماتے ہیں کہ لکھنا بعد امیت معجزہ نہیں ہے بلکہ باعث شک [illegible]
اور راتیان قرآن میں شبہہ پڑتا ہے کیونکہ منکر کو گنجایش اس کلام کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم امی نہ تھے اور آپ
ظاہر فرماتے تھے پس تحقیق حق یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی مرتضی سے فرمایا کہ لکھو چنانچہ روایات
دیگر بتصریح اس باب میں وارد ہیں اور جو قاضی عیاض نے اطلاع حسن خط و دلالت آثار سے بیان کی ہے جمہور
اس کی تصدیق پر اتفاق رکھتے ہیں اور بفرض تسلیم اطلاع صورت بعض حروف سے کتابت لازم نہیں آتی
کیونکہ اکثر ناخواندہ بعض حروف کے صورت سے واقف ہوتے ہیں کذا فی المواہب اللدنیہ اور [illegible]

کہ حضرت صلعم نے اسم رحمن اور رسول اللہ اپنے ہاتھ سے محو کیا اور علی مرتضی نے لکھا ابن عبد اللہ بعد الامحی رد روایت ہے
کہ جب بجائے رسول اللہ علی مرتضی نے ابن عبد اللہ لکھا تو حضرت نے علی مرتضی کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ تجھکو بھی ایسا ہی
واقعہ پیش آویگا چنانچہ صفین کے وقت جب امیر المومنین علی مرتضی اور حاکم شام کے درمیان صلح نامہ لکھنے لگے تو کاتب
نے لکھا کہ یہ صلحنامہ امیر المومنین علی کا ہے وکیل حاکم شام بولا کہ امیر المومنین نہ لکھو اگر ہم ایسا جانتے تو مقابلہ
نہ کرتے بلکہ علی ابن ابیطالب لکھو فائدہ امام شافعی نے صلح حدیبیہ سے قیاس کیا ہے مصالحہ کفار سے دس برس تک
درست ہے اور اگر امام کو قدرت ہو تو چار برس سے زیادہ جائز نہیں اور امام مالک کہتے ہیں کہ کچھ مدت نہیں
امام کی رائے پر موقوف ہے فائدہ بیعۃ الرضوان کی بیعت کے فضائل حدیث و قرآن سے ثابت ہیں منکر
کا ہا کافر ہے چنانچہ کریمہ لقد رضی اللہ عن المومنین اذ یبایعونک تحت الشجرۃ سے یہ ثابت ہے یعنے اللہ خوش ہوا ایمان
والوں سے جب ہاتھ ملانے لگے تجھسے اس درخت کے نیچے اور یہ ارشاد کیا ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ
ید اللہ فوق ایدیہم یعنے جو لوگ ہاتھ ملاتے ہیں تجھسے وہ ہاتھ ملاتے ہیں اللہ سے اللہ کا ہاتھ ہے انکے ہاتھوں پر اور حدیث
میں کمال تفصیل سے فضائل اہل بیعت کے موجود ہیں جابر ابن عبد اللہ سے علامہ بغوی نے روایت کی ہے فرمایا حضرت نے
لا یدخل النار احد ممن بایع تحت الشجرۃ اور شعبی فرماتے ہیں کہ السابقون الاولون من المہاجرین والانصار بیعت
رضوان کے لوگ ہیں اور پوشیدہ نرہے کہ حضرت صلعم نے اس بیعت کو فتح میں شمار کیا ہے چنانچہ صحیح بخاری میں براء
ابن عازب سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلعم نے کہ تم لوگ فتح مکہ کو فتح گنتے ہو حالانکہ فتح مکہ بھی ایک فتح تھی اور
میں بیعت رضوان کو فتح شمار کرتا ہوں اور زہری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ کوئی فتح عظیم بیعۃ الرضوان سے نہیں ہوئی
کیونکہ اس صلح و آشتی میں سب مشرک مسلمانوں سے مل گئے اور آمد و رفت باہم جاری ہوئی تو مشرک قریش اکثر اقوال
و افعال و خوارق عادات و معجزات باہرات اور حسن سیرت و جمیل طریقت رسول رب العالمین سے بخوبی آگاہ ہوئے
اور اس سبب سے از خود میلان خاطر جانب ایمان پیدا ہوا کہ بہت مشرک مسلمان ہوئے بلکہ یہی علت صلح تھی
القصہ اسی سال میں قضیۂ صلوۃ الاستسقا واقع ہوا یعنے پانی کا برسنا موقوف ہو گیا تھا سو حضرت نے دعا فرمائی
اور سات دن متواتر پانی برسا حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انکا طریقہ یہ ہے کہ جب پانی کی حاجت ہو تو امام
قوم کے ساتھ صحرا میں جاوے اور دعا و استغفار کرے اور قبلہ رو ہے اور چادر کو نہ پھیرے جیسا کہ مذہب امام محمد رحمہ
کا ہے اور ذمی کو آنے نہ دے اور جو جو حدیثیں وارد ہیں تو جائز ہے اور جماعت و خطبہ سنت نہیں بلکہ صاحبین جماعت
سنت قائل ہیں اور محمد کہتے ہیں کہ دو خطبے چاہییں اور ابو یوسف کہتے ہیں کہ ایک ہی خطبہ چاہیے اور مختار یہ ہے کہ تین دن
متواتر نکلیں اور امام نکلنے کے قبل تین روزوں کے لیے حکم کرے جب ادا ہو جاویں تب چوتھے دن پیادہ پا کپڑے دھلے
بغیر زاری کرتے ہوئے نکلیں اور نکلنے کے پیشتر کچھ صدقہ دیں اور توبہ کریں اور مسلمانوں کی بخشش چاہیں اور

ضعیف و ناتوان مردوں اور عورتوں اور لڑکوں کو شریک نہ کریں اور لڑکوں کو ماں سے جدا [illegible] مستحب ہے کہ دواب
کو بھی نکالیں اور بہتر ہے کہ امام لوگوں کے ساتھ جائے اور جو قوم کہ امام کے اذن سے یا بغیر اذن کے جائے درست ہے
اور جو نکلنے سے پیشتر پانی برس پڑے تو مستحب ہے کہ شکر کے واسطے نکلیں اور جو جھڑی لگی ہو [illegible] ایسا
مستحب ہے اور صلوۃ الاستسقا آیت کلام اللہ سے مستنبط ہے فقلت استغفروا ربکم انہ کان غفارا یرسل السماء علیکم
مدرارا تفسیر احمدی میں ہے کہ اس آیت سے معلوم ہوا کہ استغفار سبب ہے پانی کے اترنے کا [illegible] صلوۃ
الاستسقا کے ہیں چنانچہ تفصیل اسکے قصہ حضرت نوح [illegible] میں لکھی گئی [illegible] سال میں کسوف [illegible] ہوا اور صلوۃ
الکسوف شروع ہوئی اور احکام اسکے کتب فقہ میں مفصل ہیں [illegible]
ابن قیس بن مالک ابن الجراح نے اپنے شوہر کی شکایت کی کہ یا رسول اللہ میرے شوہر نے مجھکو ماں کہا اور اسلام
سے قبل جو مرد عورت کو کہتا کہ تو میری ماں ہے وہ عورت [illegible] حرام ہو جاتی تھی اسی سبب سے حضرت نے فرمایا کہ اب
کیونکر تم دونوں مل سکتے ہو تب [illegible] عورت شکوہ کرنے لگی کہ یا حضرت گھر ویران ہوتا ہے اور اولاد پریشان ہوئی جاتی ہے
میں کیا کروں اسی قضیہ میں یہ آیت قد سمع اللہ [illegible] نازل ہوئی کہ والذین یظاہرون من نسائھم ثم یعودون لما قالوا
فتحریر رقبۃ من قبل ان یتماسا ذلکم توعظون بہ واللہ بما تعملون خبیر فمن لم یجد فصیام شہرین متتابعین من قبل
ان یتماسا فمن لم یستطع فاطعام ستین مسکینا یعنی جو لوگ ماں کہہ بیٹھیں اپنی عورتوں کو پھر وہی کام چاہیں جو کہا تھا
تو آزاد کرنا ایک بردہ پہلے اسی کے آپس میں ملیں اور ہاتھ لگاویں اسی سے تمکو نصیحت ہوگی اور اللہ خبر رکھتا ہے جو کچھ
تم کرتے ہو پھر جو کوئی نہ پاوے تو روزہ دو مہینے کا لگاتار رکھے پہلے اس سے کہ آپس میں چھوویں پھر جو کوئی نہ کر سکے تو کھانا
[illegible] ساٹھ محتاج کا [illegible] ہیں کہ ظہار اوسے کہتے ہیں کہ ایک شخص نے اپنی زوجہ کو محرمات نسبتی یا رضاعی کی ایسے عضو
سے تشبیہ دی کہ اسکا دیکھنا حرام ہے جیسے کہے کہ تو ایسی ہے مجھ پر جیسے میری ماں کا پیٹ یا ران یا فرج اسکی یا جیسے میری بہن
یا پھوپھی کا پیٹ یا کہے کہ تیرا سر جیسے میری ماں کا پیٹ یا تیرا آدھا بدن یا تہائی یا عضو اسکا جیسے میری ماں کا پیٹ یا
میرے دودھ پلانے والی کا پیٹ اس کہنے سے عورت حرام رہتی ہے جب تک کفارہ نہ دے اور جو کہے کہ تو مجھ پر ایسی ہے جیسے میری
ماں ہے اس قول سے اگر کرامت یا ظہار کی نیت ہے تو صحیح ہے اور اگر طلاق کی نیت ہے تو بائنہ ہوگا اور جو کچھ نیت نہیں
تو لغو ہے اور اگر کہا کہ تو مجھ پر حرام ہے جیسے میری ماں اگر نیت طلاق یا ظہار ہے تو صحیح ہے اور جو کہا کہ تو حرام ہے جیسے میری ماں کا
پیٹ تو فقط ظہار ہے گو طلاق یا ایلا کی نیت ہو فائدہ من نسائھم سے [illegible] کہ لونڈی سے ظہار نہیں ہوتا
نساء کے معنی ازواج کے ہیں اور لونڈی ازواج میں نہیں ہے اور [illegible]
نکاح میں لایا اور ظہار کیا بعد اسکے عورت نے اجازت دی کیونکہ ظہار کے وقت زوجہ نہ تھی اس لیے کہ نکاح اوس
پر موقوف تھا اور یعودون لما قالوا سے مراد ہے کہ توڑتے ہیں اس چیز کو جسکو ظہار مقتضی ہے یہ قول ہمارے امام کا ہے

پر تو رسنے میں اختلاف ہے تو ابو حنیفہ کوفی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ استمتاع کو مباح جاننے سے گو بغیر شہوت بھی ہو ظہار گزشتہ
جاتا ہے اور شافعی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ جو عورت کو ظہار کے بعد اس قدر ٹھہرایا کہ اس زمانہ میں مفارقت ہو سکتی ہے تو وہ
نقض ہے اور مالک کے نزدیک جماع کا ارادہ نقض ہے اور امام احمد حنبل کے نزدیک جماع ہے اور لفظ رقبہ سے یہ بات
معلوم ہوئی کہ بردہ عام ہے مومن ہو یا کافر کیونکہ یہ مطلق ہے بلا قید اور وصف کے حق میں مطلق اپنے اطلاق پر جاری ہے
اور امام شافعی مومن کو خاص کرتے ہیں اور قیاس کرتے ہیں قتل کے کفارہ پر اور من قبل ان یتماسا سے معلوم ہوا کہ وطی بوسہ
و کنار کفارہ کے پیشتر حرام ہے یہ مذہب ہمارا ہے اور بعضے صرف وطی حرام کہتے ہیں کیونکہ تماس سے مراد جماع ہے اور
رقبہ کے نہ پانے سے مالک کے نزدیک یہ مراد ہے کہ نہ بردہ پاوے اور نہ بردہ کی قیمت کہ اس سے مول لے سکے جو بردہ پاوے
آزاد کرے گو خدمت کی حاجت رکھتا ہو اور جو بردہ نہ ہو تو اگر قیمت پاوے مول لیکر آزاد کرے گو نفقہ کی حاجت ہے اور
اگر قیمت بھی نہ پاوے تو روزے رکھے اور شافعی کہتے ہیں کہ مراد یہ ہے کہ نہ پاوے بردہ یا اسکی قیمت فاضل حاجت اصلی سے
جو بردہ پایا پر خدمت کی حاجت ہے یا قیمت پائے پر نفقہ کی حاجت ہے تو اسکو روزے چاہییں اور ہمارے امام کے نزدیک
اگر بردہ ملے گو خدمت کی حاجت ہو آزاد کرے اور جو قیمت ہو تو مول نہ لیوے گو وہ قیمت حاجت اصلی سے فاضل ہو
بلکہ روزے رکھے اس قول کی تائید یہ ہے کہ بعد اسکے اللہ نے کفارہ کو کھانا کھلانے پر رکھا اور کھانا کھلانا بدون قدرت
کے نہیں ہوتا اس سے معلوم ہوا کہ بردہ نہ پانے سے نہ پانا بردہ کا بعینہ مراد ہے نہ قیمت اسکی کیونکہ اگر قیمت کا اعتبار
ہوتا اور کھلانے واسطے قدرت مقدم ہے تو چاہیے اطعام کے شمار بعد شمار ہوتا اور متتابعین سے معلوم ہوا کہ اگر تتابع
شرط ہے اور تتابع اسے کہتے ہیں کہ مہینے کا مابین وہ پانچ دن جن میں روزہ منع ہے درست ہو نہ اور انکے درمیان افطار
نہ کرے عذر سے یا بغیر عذر سے پھر جب عذر افطار کیا تو بالاتفاق استیناف ہے اور جو بغیر عذر کیا تو ہمارے نزدیک استیناف
اور من قبل ان یتماسا کے یہ معنی ہیں کہ روزہ جماع اور بوسہ وغیرہ پر مقدم ہے اور بعضوں نے فقط جماع پر مقدم کہا
معلوم ہوا کہ روزہ میں مس بھی نہ ہو کیونکہ روزے کا تقدم علی المس شرط ہے کتب اصول میں بھی ہے کہ روزے
کے اندر اگر رات کو وطی اور دن کو بھول کر وطی کرے تو ابو حنیفہ اور محمد کے نزدیک استیناف ہے اور ابو یوسف
اور شافعی کے نزدیک نہیں کیونکہ اللہ نے واجب کیا کہ سب روزے مس کے قبل ہوں جو استیناف کریگا
تو سب روزے خالی ہوں گے اور جو استیناف نہ کریگا تو بعض مس پر مقدم ہونگے یہ بہتر ہے اور طرفین کہتے
ہیں کہ اللہ نے دو چیزیں واجب کی ہیں ایک تقدم علی المس دوسرا خالی ہونا مس سے اس صورت میں کل کا تقدم
علی المس تو فوت ہوا پھر خالی ہونا مس سے کل کا استیناف سے ہو سکتا ہے اسلیئے سب ہی ممکن کیجیے اور فمن لم یستطع
[illegible] کی طاقت نہ رکھے یا [illegible] تتابع کی طاقت نہیں ہے تو

تو ساٹھ روٹی دو وقت کھلا دے اور اگر اناج دے تو ہر ایک محتاج کو دو سیر گیہوں جیسا بیان کیا گیا اور اطعام کی صورت میں مَس کا نہونا ہمارے نزدیک شرط نہیں ہے کیونکہ وہ اس قید سے مطلق ہے اور مطلق اپنا اطلاق پر رہتا ہے اگر ایک ساٹھ نہیں ہوا اور شافعی کے نزدیک شرط ہے اور صاحب کشاف اور مدارک نے کہا ہے کہ جو مظاہر کفارہ سے باز رہا تو عورت کو چاہیے کہ مدافعہ کرے اور قاضی کو چاہیے کہ کفارہ کے لیے جبر کرے اور قید رکھے اور اکلیل میں ہے کہ ان آیتوں سے بہت مسائل معلوم ہوئے ظہار کا حکم اور اسکا کبیرہ ہونا اور خاص ہونا ظہار کا زوجات سے اور وجوب کفارہ عود کی صورت میں اور امام مالک نے منکم سے دلیل پکڑی ہے کہ سریہ سے بھی ظہار ہوتا ہے کیونکہ وہ بھی نسا میں داخل ہے اور بعضوں نے ظاہر آیت سے دلیل پکڑی ہے کہ ظہار فقط اسی وقت ہوتا ہے کہ خاص پیٹ سے تشبیہ دے اور فقط ماں کے ساتھ تشبیہ نہ جدات وغیرہ محارم سے رضاعی ہوں یا نسبی اور بعضے کہتے ہیں کہ عورت کے واسطے مسئلہ ظہار نہیں ہے یعنی مثلاً اگر زوجہ اپنے شوہر کے پیٹ کو والدین سے تشبیہ دیوے تو کفارہ ظہار لازم نہیں آتا کیونکہ یہ حکم مرد کو خاص ہے اور والذین کے عموم سے دلیل پکڑی ہے کہ غلام کے واسطے بھی ظہار ہوتا ہے اور اس پر بھی جو مجرد ظہار کے کفارہ واجب جانتا ہے اور عود کا اعتبار نہیں کرتا فائدہ یہ جو لکھا گیا کہ بسبب بیماری کے تتابع صوم کی طاقت نہو سو اسکا حال یہ ہے کہ مریض وہ شخص ہے جو خوف کرتا ہو کہ روزہ رکھنے سے بیماری بڑھ جائے گی جس طرح درد چشم یا تپ و لرزہ ہو اور جو مرض کہ اسمیں زیادتی کا خوف نہو یا اسکو کھانا مضر نہو جسطرح استلا شکم اسکو رخصت افطار نہیں ہے اسکو روزہ بسبیل تتابع رکھنا لازم ہے مگر امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک کسی طرح کا مرض ہو اسمیں رخصت ہے اور باقی حال مسئلہ ظہار کا کتب فقہ میں بتصریح مذکور ہے اس قدر آیت قرآن سے متعلق تھا جو بیان کیا گیا اسی سال میں ام رومان زوجہ حضرت امیر المومنین امام المتقین افضل الصحابہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ابن ابی قحافہ اور والدہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے وفات پائی وقت دفن حضرت محبوب رب العالمین رسول الثقلین صلی اللہ علیہ وسلم انکی قبر میں اترے اور انکے واسطے استغفار کیا روایت ہے

الی آخرہ ... ام رومان اور جب انکو قبر میں رکھا تو فرمایا من اراد ان ینظر الی امرأۃ من الحور العین فلینظر الی ہذہ المرأۃ اور اسی سال کے ماہ ذیحجہ میں حضرت رحمۃ العالمین حبیب رب العالمین محمد ... صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارادہ کیا کہ بادشاہان عجم کو فرامین لکھوائیں تاکہ انکو رغبت اسلام ہو اور خوف وترس بھی لاحق ہو ... کہ جب یہ ارادہ ... اصحاب نے عرض کیا یا رسول اللہ ان ملوک وسلاطین کا دستور ہے کہ ... نہیں پڑھتے ... کا حکم دیا چنانچہ خاتم طلائی طیار ہوا اور بعض اصحاب نے بھی ... باتباع حضرت انگشتری ہوائی اور ... حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پہنی تو اصحاب نے بھی پہنی ... علیہ السلام نے کہا اے محمد سونا پہننا تمہاری امت کے مردوں پر حرام ہے

اس وقت حضرت صلعم نے واسطے اصحاب کے خاتم طلائی اتار ڈالی بعد اسکے خاتم نقرہ بنوائی کہ اسکا حلقہ و نگین دونو نقرہ کا تھا اور اسمین

کھدوایا گیا سطر اول مین اللہ اور سطر دوم مین رسول اور سطر سوم مین محمد اس انگشتری کو حضرت واسطے نامون کے چھاپنے کے

اکثر پہنا کرتے تھے بعد آپ کے حضرت صدیق اکبر نے پہنی پھر حضرت عمر نے پھر حضرت عثمان نے انکے ہاتھ سے بیر اریس مین

گر گئی اور باوجود تلاش کے نہ ملی اسی دن سے امور خلافت راشدہ مین بے انتظامی شروع ہوئے محققین نے لکھا ہے کہ وہ

مبارک خاصیت انگشتری سلیمان رکھتی تھی القصہ جب ایسی صفت کے خاتم مرتب ہو گئی تو حضرت صلعم نے چند خط

چند بادشاہون کو لکھوائے اور چند شخص اصحاب سے ایلچی مقرر ہوئے دحیہ ابن خلیفہ کلبی ہرقل قیصر روم کے پاس روانہ

ہوئے اور عبداللہ ابن حذافہ سہمی کسری حاکم فارس کے پاس بھیجے گئے اور عمرو ابن امیہ ضمیری نجاشی رحمۃ اللہ علیہ بادشاہ

حبش کے پاس اور حاطب ابن ابی بلتعہ مقوقس بادشاہ اسکندریہ کے جانب اور شجاع ابن ابی وہب حارث ابن ابی

شمر غسانی حاکم دمشق کے پاس اور سلیط ابن عمرو عامری ہوذہ ابن علی حنفی پیشوا یمامہ کی طرف روانہ ہوئے اور

معجزے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسے ہوئے کہ جو شخص جس قوم کی طرف گیا اسی قوم کی بولی بولنے لگا صحیح بخاری مین

عبداللہ ابن عباس سے روایت ہے کہ ابو سفیان نے مجھ سے قصہ نقل کیا کہ جب ہم سے اور حضرت سے حدیبیہ مین صلح ہوئی

تو مین شام کے ملک مین گیا اسی زمانہ مین حضرت نے دحیہ کلبی کے ہاتھ روم کے بادشاہ کو خط لکھا سو دحیہ کلبی نے

شام کے سردار کو خط دیا اس نے روم کے بادشاہ کو حوالہ کیا ہرقل نے کہا اگر اس شخص کا جو آپ کو پیغمبر جانتا ہے کوئی اہل قوم

ہو تو بلاؤ سو مجھے بلوایا ساتھ چند قریش کے ہرقل نے پوچھا کہ ان آدمیون مین قریب تر نسب مین اس صاحب خط کا کون ہے مین نے کہا

مین ہون مجھکو اور لوگون سے بادشاہ کے سامنے بٹھلایا اور پیچھے میرے اوروں کو پھر ترجمان کو بلایا اور بادشاہ نے

میرے ساتھیون سے کہا کہ مین اس شخص سے کچھ پوچھتا ہون اگر یہ جھوٹ بولے تو تم بتلانا تو ابو سفیان نے کہا کہ خدا

کی قسم اگر دروغ گو مشہور ہونے کا ڈر نہ ہوتا تو مین حضرت کے حال مین کچھ جھوٹ بولتا غرض بادشاہ نے پوچھا کہ نسب

اس نبی کا کیا ہے مین نے کہا نہایت شریف اور عمدہ خاندان ہے پھر پوچھا کوئی شخص اسکے باپ دادون مین بادشاہ بھی تھا

مین نے کہا نہین پھر پوچھا کہ کبھو اس پر جھوٹ بولنے کی تہمت بھی لگی ہے مین نے کہا نہین پھر پوچھا کہ سردار لوگ اسکے تابع

ہوتے ہین یا غریب مین نے کہا ضعفا پھر پوچھا تو ابع اسکے زیادہ ہوتے جاتے ہین یا گھٹتے ہین مین نے کہا کم نہین ہوتے بلکہ

زیادہ ہوتے جاتے ہین پھر کہا کوئی شخص تابعین سے مرتد بھی ہو جاتا ہے ناخوش ہو کر مین نے کہا نہین بادشاہ نے کہا تم

اس سے لڑتے ہو مین نے کہا ہان کہا کس طرح لڑائی ہوتی ہے مین نے کہا کبھی ہم غالب آتے ہین کبھی وہ پھر کہا کبھون عہد شکنی

بھی اسکی طرف سے ہوئی ہے مین نے کہا نہین لیکن اب جسے اس سے صلح ہوئی ہے ہمکو معلوم نہین کہ اب کیا کرنے والا ہے

ابو سفیان کہتا ہے کہ واللہ اتنی بات کے سوا کوئی بات اور مین نہ ملا سکا بادشاہ نے کہا کہ اور بھی کسی نے تم لوگون

مین سے قبل اسکے دعوی نبوت کیا ہے یا نہین مین نے کہا نہین پھر بادشاہ نے مترجم سے کہا کہ اس سے کہدے کہ مین نے

اسکا حسب نسب پوچھا تو تنے کہا کہ شریف اور عالی خاندان ہے سو پیغمبر لوگ اسی طرح کے ہوتے آئے ہیں پھر میں نے پوچھا
اسکے باپ دادوں میں کوئی بادشاہ تھا تو تنے کہا نہیں سو اگر کوئی بادشاہ ہوا ہوتا تو میں کہتا کہ یہ شخص نبوت کے پردے
میں اپنے آبائی سلطنت چاہتا ہے اور میں نے اسکے تابعداروں کا حال پوچھا تو تنے کہا غریب ہیں سو یہی حال ہے
پیغمبروں کا کہ اول غریب لوگ انکی اطاعت کرتے ہیں لیکن بڑے آدمی غرور سے بے نصیب رہتے ہیں اور میں نے
پوچھا کہ نبوت سے قبل کبھی اسکی دروغ گوئی بھی ثابت ہوئی ہے تو تنے کہا نہیں میں نے جانا کہ وہ کبھی خدا پر جھوٹھ نہ
باندھے گا اور میں نے تجھ سے پوچھا کہ اسکے لوگ دین سے ناخوش ہو کر پھر بھی جاتے ہیں تو تنے کہا نہیں سو یہی حال ہے
ایمان کے نور کا جب دل میں رچ گیا اور میں نے پوچھا کہ اسکے لوگ زیادہ ہوتے جاتے ہیں یا کم تو تنے کہا زیادہ ہوتے
ہیں سو یہی حال ہے ایمان کا کہ اسکو ترقی ہوتی ہے یہاں تک کہ کمال کو پہونچتا ہے اور میں نے کہا کہ اسکی لڑائی کا کیا حال ہے
تو تنے کہا کبھی وہ غالب ہوتا ہے کبھی ہم سو یہی سنت ہے پیغمبروں کی کہ اول ایمان والوں کی آزمائش ہوتی ہے پھر انجام کو فتح
نصیب ہوتے ہیں اور میں نے پوچھا کہ وہ دغا بھی کرتا ہے تو تنے کہا کہ نہیں سو یہی عادت ہوتی ہے پیغمبروں کی کہ وہ ہرگز
دغا نہیں کرتے اور میں نے پوچھا ایسا دعویٰ اسکی قوم میں کسی اور شخص نے بھی کیا تھا تو تنے کہا نہیں سو اگر ایسا پہلے
دعویٰ کیا ہوتا تو میں جانتا کہ یہ شخص بھی اپنے قوم کی راہ پر چلا اگلوں کی طرح اسکو بھی ہوس نے لیا پھر بادشاہ نے
کہا تمکو کیا حکم دیتا ہے میں نے کہا صلوٰۃ و زکوٰۃ اور برادر پروری اور پرہیزگاری کا بادشاہ نے کہا اگر یہ سب باتیں اس
شخص میں ہیں تو وہ بیشک پیغمبر ہے اور میں آگے سے جانتا تھا کہ اس وقت میں پیغمبر ظاہر ہوا چاہتا ہے لیکن میرا یہ گمان
نہ تھا کہ تمہارے قوم میں ہوگا اور اگر میں یہ جانتا کہ میں اس تک پہونچ سکونگا تو میں اسکے دیدار کا مشتاق ہوتا اور
جو میں اسکے پاس ہوتا تو اسکے قدم دھویا کرتا پھر بادشاہ نے حضرت کا یہ خط مانگا اور پڑھا جب وہ خط پڑھ چکا تو
اہل دربار میں بہت گفتگو اور نہایت شور و غل ہوا پھر ہم بموجب حکم دربار سے نکالے گئے ابوسفیان نے کہا کہ جب
ہمارا اخراج ہوا تو میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ محمدؐ کا یہ رتبہ پہونچا کہ بادشاہ روم اس سے ڈرتا ہے کہ قال لقد امر امر ابن
ابی کبشۃ انہ یخافہ ملک بنی الاصفر یعنی بزرگ ہوا کام ابن ابی کبشہ کا کہ اس سے ڈرنے لگے بادشاہ بنی الاصفر یعنی
قیصر روم ابوسفیان کہتا ہے کہ اس وقت میں نے یقین سے جانا کہ حضرت سب پر غالب ہونگے یہانتک کہ خدا
نے مجھکو اسلام میں داخل کیا راوی کہتا ہے کہ پھر ہرقل نے روم کے سردار اپنے ایک مکان میں جمع کیے اور دروازوں میں
قفل ڈلوائے پھر انسے کہا کہ اے لوگو اگر قیامت تک اپنی ہدایت اور بہتری اور اپنی سلطنت کا قیام چاہتے ہو تو اس
پیغمبر کا ایمان لاؤ سو روم کے سردار سب بھڑکے اور گورخروں کی طرح بھاگے لیکن دروازے بند پائے پھر بادشاہ
نے انکو بلایا اور کہا میں نے تمہارے دین کی مضبوطی آزمائی تھی شاباش جو بات مجھکو پسند تھی وہی تمنے کی تب تو ان لوگوں نے
بادشاہ کو سجدہ کیا اور خوش ہو گئے حقیقت یہ ہے کہ روم کے لوگوں نے بادشاہ پر دست اندازی کا ارادہ کیا تھا مگر دروازے بند ہونے سے دسترس [illegible]

بچوڑ ملک و دولت و عزت و جاہ زبان پر لاکر کہا کہ آزمائش تمہاری منظور تھی سو تم دین پر اپنے ثابت قدم نکلے
یہ معاملہ شہر حمص میں واقع ہوا ہے کیونکہ جب دحیہ کلبی مدینہ پاک سے خط لیکر ہرقل کے پاس چلے ہیں تب ہرقل
بیت المقدس کو نذر ادا کرنے گیا تھا اور قبل پہنچنے دحیہ کے حمص میں آگیا تھا اور مضمون خط رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ تھا
کہ یہ خط محمد خدا کے رسول کا ہے ہرقل کی طرف جو روم کا سردار ہے پس سلام ہو جو راہ راست پر چلا بعد اسکے میں تمکو بلاتا
ہوں اسلام کی دعوت سے قبول کر لو دین و دنیا میں سلامت رہو اور تو مسلمان ہو جا خدا تجھکو دوہرا ثواب دیگا
یعنی ایک ثواب عیسوی دین قبول کرنے کا اور دوسرا ثواب محمدی ہونے کا اور اگر تو نے اسلام نہ قبول کیا تو تیرے
اور رعیت کا اور تابعداروں کا گناہ پہنچیگا یعنی جب تو مسلمان ہوا تو رعیت بھی مسلمان ہوگی تو انکی گمراہی کا عذاب
تجھ پر ہوگا یہ آیت لکھی تھی یا اہل الکتاب تعالوا الی کلمۃ سواء بیننا و بینکم الا نعبد الا اللہ ولا نشرک بہ شیئا ولا یتخذ بعضنا بعضا
اربابا من دون اللہ فان تولوا فقولوا اشہدوا بانا مسلمون یعنی اے اہل کتاب دوڑ آجاؤ اس بات پر جو ہمارے اور تمہارے
درمیان برابر ہے وہ بات یہ ہے کہ ہم اور تم خدا کے سوا کسیکی عبادت اور پرستش نہ کریں اور کسی چیز کو اسکے ساتھ
شریک نہ ٹھہرائیں اور ہم میں سے بعضے آدمی بعضوں کو خدا کے سوا اپنا رب اور مالک نہ بنا دیں سو اگر اہل کتاب
توحید سے منہ موڑیں تو انسے کہدو کہ تم گواہ رہیو کہ ہم تو مسلمان ہیں حکم الٰہی کے مطیع فائدہ یہ جو ابو سفیان نے کہا لقد
امر امر ابن ابی کبشہ سو حال اس مقولہ کا یہ ہے کہ ابی کبشہ قبیلہ خزاعہ میں ایک شخص تھا اہل اسلام سے پہلے جو
میں آیا ہے اسکے بت پرستی میں قریش سے مخالفت کیکے ستارہ شعری یمانی کی پرستش شروع کی تو اسی
مشابہت سے مشرک بت پرست حضرت رحمۃ للعالمین شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وسلم کو ابن ابی کبشہ کہنے لگے کیونکہ
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم خدائے تعالیٰ کو بخلاف قریش کے پوجتے تھے اور ناقوس بتوں کو برا کہتے تھے اور تعصب شرک
تھے سو انکے نزدیک جیسا ابن ابی کبشہ تھا ویسا ہی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جانتے تھے فائدہ ہرقل بکسر
الہاء و فتح الراء و سکون القاف بر وزن دمشق ہو اسم [illegible] بادشاہ روم کا لقب ہے
جس طرح بادشاہ فارس کا کسریٰ اور سلاطین حبش کا نجاشی اور فرمانروائے ترک کا خاقان اور فرمانروا
قبط کا فرعون اور شاہ حمیر کا تبع فائدہ اس بات میں اختلاف ہے ہرقل ایمان لایا یا نہیں بعض علماء اسلام کہتے
ہیں کہ ہرقل بادشاہ روم اسی وقت ایمان لایا جب آنحضرت کا نامہ پہنچا لیکن پوشیدہ رہا اور ڈرتا تھا بخوف ہلاکت
ذات و زوال مملکت عادات و افعال اسکے بخلاف دین اسلام تھے لیکن مسند امام احمد رحمۃ اللہ علیہ میں موجود ہے
کہ ہرقل نے تبوک سے ایک خط حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو لکھا اور اسمیں یہ مضمون لکھا کہ میں مسلمان ہوا
حضرت حبیب اللہ علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا کہ کذب اس خط میں جھوٹا ہے وہ شخص ابتک اپنے نصرانیت پر قائم
رہا لہذا بعض علماء محققین شکر اللہ سعیہم و رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں کہ ہرقل ایمان نہیں لایا و ہذا اصح [illegible] روایت

کہ نامہ مبارک ایک سونے کی ڈبی میں اب تک رکھا ہے کہ جب پانی نہیں برستا تو اُس سے استسقا کرتے ہیں فائدہ ایک شخص ضغاطر عالم نصاریٰ نہایت معظم و مکرم وہاں رہتا تھا ہرقل نے دحیہ کلبی سے کہا کہ تم اپنے پیغمبر کا حال اُس سے کہو اگر وہ ایمان لاوے تو سب نصاریٰ ایمان لاوینگے اُنھوں نے جاکر بیان کیا اُسنے سنتے ہی عصا اپنے ہاتھ میں لیا اور سپید کپڑے پہن کر باہر نکلا اور کلیسا میں جہاں بڑے بڑے نصاریٰ جمع تھے گیا اور کہا کہ میں پیغمبر عربی پر ایمان لایا بیشک یہ وہی پیغمبر ہیں جنکی بشارت عیسیٰ نے دی ہے سنتے ہی نصاریٰ اُس پر دوڑ پڑے اور مارتے مارتے مار ڈالا ہرقل نے یہ حال سُنکر کہا میرا بھی یہی حال کرینگے اگر میں ایمان لاؤں مورخین محققین نے لکھا ہے کہ عبداللہ نے عظیم البحرین کے معرفت نامہ مبارک کسریٰ کو پہونچایا اُسنے پڑھکر چاک کر ڈالا اور کہا غلام لوگ مالکوں کو ایسا لکھتے ہیں تو حضرت نے سُنکر فرمایا اِن یمزق کل ممزق یعنی پارہ کیے جائیں وہ تمام پارہ ہوں اس دعا کی اثر سے چودہ بادشاہ ایک ہی سال میں مرگئے پھر ایک عورت بادشاہ ہوئی پھر سلطنت جاری نہوئی روایت ہے جبکہ حضرت نے دعا فرمائی اُسی رات کسریٰ بالاخانہ سے گرا اور مرگیا اور روضۃ الاحباب میں ہے کہ دسویں جمادی الاول سال [illegible] شب سہ شنبہ یہ معاملہ ہوا کہ شیرویہ کسریٰ کے بیٹے نے کسریٰ کا پیٹ چھری سے چیر ڈالا اور مکتوب خوشنود کا مضمون یہ تھا بسم اللہ الرحمن الرحیم یہ خط محمد رسول اللہ کی طرف سے لکھا جاتا ہے کسریٰ بادشاہ فارس کو سلام اُس شخص کو جو راہ راست کی متابعت کرے اور خدا تعالیٰ جل شانہ کا گرویدہ ہوکر گواہی دے کہ خدا ایک ہے اور محمد اُسکا بندہ اور رسول اے کسریٰ میں تجھے اسلام کی دعوت کرتا ہوں بیشک میں خدا کا رسول ہوں تمام جہان کے لیے تاکہ ہر ایک زندے کو ڈراؤں اور خدا کے عذاب سے خوف دلاؤں اور کافروں پر حجت تمام کروں پس اے کسریٰ تو خدا سے ڈر اور مسلمان ہو کہ ہلاکت سے نجات پاکر فلاح کو پہونچے اور اگر سرکشی کریگا تو خوف سمجھ کہ مجوس کا سا وبال تجھپر پڑیگا جب یہ نامہ اُسکے سامنے پڑھا گیا تو اُسنے ہاتھ میں لیکر چاک کر ڈالا اور بیہودہ بکا کلام کیا یعنی اپنا نام میرے نام سے پہلے کیوں لکھا یہ خبر حضرت کو پہونچی حضرت نے فرمایا کہ جس طرح کسریٰ نے میرا نام پھاڑا اللہ تعالیٰ اُسکا پیٹ پھاڑے پھر کسریٰ نے باذان حاکم یمن کو لکھا کہ شخص مدعی نبوت کو گرفتار کرکے بھیجدے اُسنے بابویہ اور خرخسرہ فارسی کو بھیجا اور ایک خط حضرت کو لکھا کہ تم ان دونوں کے ساتھ کسریٰ کے پاس جاؤ چنانچہ وہ دونوں طائف کے سرزمین میں آئے ابوسفیان اور صفوان ابن اُمیہ وغیرہ ملے اُنہوں نے حضرت کا مسکن تبلایا اور خوش ہوئے کہ بھلا جلیل القدر بادشاہ دشمن رسول ہوا القصہ دونوں ایلچی باذان کے مدینہ میں آئے اور حضرت کے مجلس شریف میں حاضر ہوئے اور پیغام باذان اور گفتگوی کسریٰ بیان کی حضرت نے تبسم ہوکر دونوں کو دعوت اسلام فرمائی کہ اُن پر ایسی ہیبت طاری ہوئی کہ کانپنے لگے اور بیرون مجلس آپس میں کہنے لگے کہ اس مجلس کی ہیبت سے جان کا خوف تھا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس شخص کے تمام معاملے خدا کی طرف سے ہیں اُسدن تو وہ دونوں بموجب ارشاد پیغمبر خدا

ایک مکان میں ٹھہرے دوسرے دن پھر آئے حضرت نے فرمایا کہ باذان سے کہدو میرے خدا نے کسریٰ کو ہلاک کر دیا
اور ایک کمربند زر دوزی کا خرخسرہ کو عنایت کیا پھر دونوں رخصت ہو کر یمن میں پہنچے اور حال گذشتہ باذان سے
بیان کیا باذان نے کہا کہ ان حالات سے محمد پیغمبر برحق معلوم ہوتے ہیں اور اگر خبر ہلاکی کسریٰ کی صحیح ہوئی تو پھر کچھ بھی
شک نہیں میں ایمان لاؤنگا یہ تذکرہ ہو رہا تھا کہ شیرویہ کا خط آیا کہ میں نے پرویز خسرو کو ظلم کے باعث مار ڈالا اور تم اس شخص سے
جو مدعی نبوت ہے تعرض نکرو سو باذان نے خط پڑھا اور مع پسران و اتباع مسلمان ہوا اور جب عمرو بن امیہ نجاشی کے پاس پہنچے تو نجاشی نے نہایت تعظیم و تکریم کی
اور تخت سے اتر کر نامہ مبارک لیا اور اپنے آنکھوں سے لگایا اور اسلام لایا مگر صحیح یہ ہے کہ نجاشی اسلام لا چکا تھا اور اسکو
یہ نامہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے واسطے تزویج ام حبیبہ اور طلب جعفر ابن ابی طالب وغیرہ رضی اللہ عنہم کے لکھا تھا کہ
اس نے بوکالت خالد ابن عاص ام حبیبہ کو نکاح کر کے بھیجا اور مہاجرین کو مع مال و اسباب بسیار دو کشتیوں پر سوار
کرا کر روانہ کیا روایت ہے کہ نجاشی نے اس خط کو عاج کے ڈبے میں باحتیاط رکھا تھا اور روایت ہے اب تک موجود ہے کہ اسکا اکرام
ہوتا ہے اور نجاشی نے کہدیا تھا کہ جب تک حبش میں یہ خط رہیگا خیر و برکت سے معمور رہیگا فائدہ نجاشی بفتح نون
و بکسرہ البعض بالکسر چنانچہ صاحب قاموس نے بالکسر و تشدید تحتیہ افصح کہا ہے اور بعض کے نزدیک صواب تخفیف یا ہے
اور اہل تحقیق کے نزدیک یا نسبت نہیں ہے بلکہ اصلی و ساکن ہے فضائل نجاشی اکثر ہیں اور جب حاطب بن بلتعہ نے اسکندریہ
میں مقوقس کو نامہ دیا تو اسنے بھی تعظیم کی اور جواب لکھا خلاصہ اسکا یہ ہے کہ آپ کے مکتوب کو میں نے خوب سمجھا اور میں جانتا
ہوں کہ ایک پیغمبر باقی ہے ظاہر ہوگا لیکن میرا گمان یہ ہے کہ شام میں ہوگا اور چند تحائف روانہ کیے اور تفصیل لکھی آنکا یہ ہے
دو لونڈیاں ترک اور ایک خواجہ سرا اور ایک [illegible] اور [illegible] قدح [illegible] اور ہزار مثقال طلا اور حاطب کو سو مثقال سونا
اور پانچوں کپڑے انعام میں دیے اور تنہائی میں حضرت کا حال پوچھا اور سنکر بولا کہ یہ سب صفات پیغمبر کے ہیں پھر حاطب
پانچ دن قیام کر کے رخصت ہوئے اور مع تحائف مرسلہ حضور رسالت پناہ میں حاضر ہوئے تو منجملہ لونڈیوں کے
حضرت ماریہ قبطیہ کو مسلمان کر کے بطور ملک یمین اپنے تصرف میں لائے کہ ابراہیم ابن رسول اللہ انہیں سے
پیدا ہوئے اور سیرین اخت ماریہ حضرت حسان ابن ثابت کو بخشی اور دلدل خاص اپنی سواری میں رکھا اور دراز گوش عفیر
جو یعفور نام ہے اس کا بھی سواری فرماتے تھے چنانچہ دراز گوش سفر حجۃ الوداع میں فوت ہوا اور دلدل بعد وفات آنحضرت
حضرت علی مرتضیٰ کے سواری میں رہا پھر امام حسن علیہ السلام کے پاس زمانہ معاویہ میں مر گیا اور مقوقس کہ نام اسکا
جریج ابن مینا تھا عہد خلیفہ دوم میں فوت ہوا اسلام اسکا ثابت نہیں ہے فائدہ اس مقام سے معلوم ہوا کہ ہدیہ مشرک
کا مقبول ہوا اور بعض احادیث سے رد فرمانا ہدیہ مشرکوں کا پایا جاتا ہے اور رفع تعارض یوں ہوتا ہے کہ جسکا ہدیہ قبول کیا
اسکے اسلام کی امید تھی اور جسکا رد فرمایا اسکے اسلام سے ناامیدی تھی اور شجاع ابن وہب نے نامہ مبارک حضرت صلعم کا
بذریعہ ایک دربان کے جسکا نام مری تھا اور حالات حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سنکر باطن میں ایمان رکھتا تھا حارث

ابن شمر غسانی کے پاس بھجوایا اسنے خط پڑہا اور پھینک دیا یہ خبر سنکر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ملک اسکا برباد
ہوجیو چنانچہ حارث مذکور سال فتح مکہ میں مر گیا اور ملک اسکا جبلہ ابن الایہم غسانی کے ہاتھ آیا اسکے پاس بھی شجاع ابن وہب
مع نامہ آئے ہیں سو وہ بخوشی ایمان لایا مگر خوف حاکم سے پھر نصرانی ہوگیا اور اسی حال میں مرا اور بعضے اہل سیر کہتے ہیں
کہ حارث ابن شمر بھی پوشیدہ ایمان لایا تھا اور جب سلیط ابن عمرو نے نامہ مبارک ہوذہ کو دیا تو ہوذہ ابن علی
حنفی نے بھی بہت تعظیم سے لیا اور جواب لکھا کہ طریقہ آپ کا نہایت بہتر ہے لیکن میں اپنے قوم میں خطیب و شاعر ہوں
مجھکو بھی اپنا شریک کیجے اور سلیط کو انعام دیکر رخصت کیا اسنے جواب نامہ حضرت کے حضور میں پیش کیا آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے درخواست اسکی نامنظور فرمائی اور بعد فتح مکہ ہوذہ بھی کافر مرا ہے اور اسی سال میں حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے یاروں کو رخصت دی کہ گھوڑے اور اونٹ مضمار مسابقت میں دوڑایا کریں مگر گھوڑوں کے
لیے میدان علیحدہ قرار دیا اور اونٹوں کے واسطے علیحدہ روایت ہے کہ اس دوڑ میں شتر عضبا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
ہمیشہ سب اونٹوں سے آگے نکل جاتا تھا ایک روز اتفاقاً ایک اونٹ سے پیچھے رہ گیا تو یاروں کو رنج ہوا تب
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جائے ملال و رنج نہیں ہے ہر کمال کو زوال اور ہر شرف کو وبال و ہر رفیع کو وضع
اور ہر جمع کو منع عارض و متعارض ہوتی ہے پھر رنج کرنا بیفائدہ ہے اور اسی سال میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ
دوسی شرف ملازمت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مشرف ہوئے اور اصحاب صفہ میں معدود انکے نام میں اختلاف
ہے اور باپ کے نام میں بھی پس بقول ارجح نام انکا عبد الرحمن اور باپ کا نام صخر تھا اور چونکہ ایک ہرہ صغیرہ انکی پاس بھی
اس باعث سے کنیت انکی ابوہریرہ ہوئی اور مدت قلیلہ میں خدمت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نہایت کی اور
حضرت کی دعا سے قوت حافظہ ایسی خدا نے عنایت کی کہ جو کچھ زبان فیض ترجمان سے سنا یاد رکھا چنانچہ روایت احادیث
کی ابوہریرہ رض سے اسقدر ہے کہ اور کسی صحابی سے نہیں ہے یعنی پانچ ہزار تین سو چوہتر [۵۳۷۴] حدیث انسے کتب احادیث
میں مروی ہیں از انجملہ چھ سو نو [۶۰۹] صحیحین میں اسمیں تین سو چھبیس [۳۲۶] متفق علیہ اور ترانوی فرد بخاری اور ایک سو نوے [۱۹۰]
فرد مسلم وفات ابوہریرہ کی سال پنجاہ و چہارم [۵۴] ہجری میں ہوئی بقیع میں مدفون ہوئے عمر ستتر [۷۷] برس کی ہوئی القصہ
جب ساتوان برس ہجرت کا اور ساٹھوان مولد کا ہوا تو آخر محرم میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بنابر غزوہ
خیبر کہ مدینہ طیبہ سے تین منزل کے فاصلے پر واقع ہے تشریف لیچلے اور سبب اس واقعے کا یوں واقع ہوا کہ جب حضرت
سرور کائنات اشرف موجودات شفیع المذنبین سید المرسلین امام الاولین و الآخرین رحمۃ للعالمین صلی اللہ
علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم نے حدیبیہ کے سفر سے مراجعت فرمائی اور ماہ ذیحجہ میں داخل مدینہ باسکینہ ہوئے اور
قریب بیس دن کے وہاں اقامت فرمائی تو شرارت یہود خیبر کہ ایک مدت سے ظاہر تھی اور عداوت سید الانبیا کی
انکے قلوب میں قائم تھی اس زمانے میں علانیہ ہوئی لہذا حضرت نے حکم طیاری کا واسطے غزوہ خیبر کے نافذ کیا صحابہ نے

چرچا ہوا کہ خدائے تعالے نے فتح خیبر اور غنائم کثیرہ کا وعدہ کیا ہے تو قوم یہود موجود مدینہ بہت جلے جس کا کسی مسلمان
پر قرض آتا تھا اُسنے تقاضا کیا عبداللہ بن حدرد صحابی انصاری پر ابو شحم یہودی کے پانچ درم تھے اُسنے تقاضا کیا
صحابی نے کہا کہ جب غنائم خیبر سے مجھے ملے گا دونگا اُسنے کہا کہ خیبر کا حال اور مقاموں پر قیاس مکر خیبر میں دس ہزار
مرد جنگی ہیں صحابی نے بہت رنج کیا اور کہا مردود تو ہمکو تخویف کرتا ہے وہ حضور اقدس میں نالشی ہوا اور عبداللہ نے مقولہ
یہودی کا بیان کیا آپ نے زیر لب کچھ فرمایا اور عبداللہ سے ادائے قرض کو ارشاد کیا چنانچہ عبداللہ نے ایک کپڑا
اپنا تین درم کو بیچا اور دو درم ایک صحابی سے قرض لیکر قرض ادا کیا سلمہ بن اسلم نے کپڑا اُسپر پھینکا دیا کہ وہ پہنکر غزوہ
خیبر میں گئے اور وہاں بہت لوٹ ملی اور ایک عورت قریبہ ابو شحم کے ہاتھ آئی کہ اسکو قیمت گران بیچا بالجملہ حضرت صلعم
آخر محرم الحرام سال ہفتم ہجری میں با فوج و حشم جانب خیبر تشریف لیچلے اُس وقت ایک ہزار چارسو غازی اور
دو سو اسپ عربی و ترکی از انجملہ تین گھوڑے خاصہ یعنی لزار و سکب و ظرب ازان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
تھے اور ایک ہزار چار سو اشتر اور دو سو نفر منافق تھے اور بیس عورتیں ہمراہ رکاب تھیں اور اس غزوہ میں
امہات المؤمنین سے حضرت ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے نام قرعہ پڑا تھا کہ وہ ساتھ حضرت سید المرسلین
محبوب رب العالمین کے گئی تھیں اور سباع ابن عرفطہ مدینہ طیبہ علی صاحبہا الصلوۃ والسلام میں خلیفہ مقرر کیے
گئے تھے اور عکاشہ ابن محصن اسدی مقدمۃ الجیش کیے گئے اور حضرت امیر المؤمنین الناطق بالحق والصواب عمر ابن الخطاب
رضی اللہ عنہ سردار میمنہ تھے اور میسرہ اور ساقہ کا حال دریافت نہیں ہوا اور حضرت اسد اللہ الغالب القطب
دائرہ مطالب امیر المؤمنین علی ابن ابیطالب کرم اللہ وجہہ کی آنکھوں میں درد شدید تھا وہ اس سبب سے
ہمراہ جناب رسالتپناہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف نہیں لیگئے مگر جب حضرت رحمۃ العالمین خیبر میں جلوہ فرما
ہوئے تو حضرت امیر بھی داخل ہوئے لیکن خیمہ میں رہے بالجملہ جب لشکر ظفر پیکر اسلام باشوکت ملک علام جانب
خیبر روانہ ہوا تو عبداللہ بن ابی سلول منافق نے یہ خبر یہودیان خیبر کو مفصل پہونچائی اُن لوگوں نے مضطر
ہوکر بوساطت کنانہ بن ابی الحقیق اور ہوذہ بن قیس قوم غطفان سے اعانت و مدد چاہی انھوں نے خوف
سے انکار کیا اور جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم صہبا میں پہونچے وضو کرکے نماز عصر ادا فرمائی اور بعد نماز عصر
تھوڑے خرمے اور ستو تناول فرماکے اسی وضو سے نماز مغرب ادا فرمائی اور بعد عشا دو شخص راہبر طلب فرمائے
اور کہا ایسی راہ سے چلو کہ سیدھے قبائل غطفان اور خیبر کے درمیان پہونچیں اُن دونوں میں سے ایک نے
جسکا نام حسیل تھا آگے ہوا چلتے چلتے ایک ایسے مقام پر پہونچے جہاں سے کئی طرف راستہ پھٹا تھا حسیل بولا
یا رسول اللہ جس راہ فرماؤ چلیں اور راہوں کے نام لینا شروع کیا جب مقام مرحب کا نام آیا تو حضرت نے
فرمایا اس راستہ سے چلو چنانچہ اسی راہ جانب خیبر تشریف لیچلے اور عباد ابن بشر کو چند سواروں کے ساتھ

آگے بطور طلیعہ بھیجی پایا عبادہ نے ایک جاسوس اُس طرف کا گرفتار کیا اور اُس سے حال خیبریون کا پوچھا اُسنے پہلے کہا
دس ہزار آدمی جنگی مسلح ملیار ہین پھر عبادہ نے مکرر پوچھا تو اُسنے یہ کہا تمھارے خوف سے سب تھرا رہے ہین سو عبادہ اُسکو ساتھ
حضرت کے حضور مین لائے تو اُسنے سب حال کہدیا حضرت عمر کی مرضی ہوئی کہ اسکو قتل کرین عبادہ نے کہا مین نے
امان دی ہی حضرت نے فرمایا اسکو با عزت و خاطرداری رکھو چنانچہ وہ جاسوس خیبر مین پہونچے ایک مسلمان ہوا
اور غازیان اسلام وادی حرصہ کی راہ سے خیبر کے قلعون کے آس پاس کی سرزمین مین داخل ہوئے حضرت نے
جناب باری مین دعا و التجا کرکے اصحاب کو حکم دیا ادخلوا علی برکۃ اللہ پھر سب چلے اور منزلنا مہ ایک عصر کے نزدیک
اُترے اور وہان ایک مکان مسجد کے لیے قرار دیا اور نماز تہجد مین ادا فرمائی اور نماز صبح بھی تاریکی مین پڑھی صحیح مسلم مین
حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خیبر مین تشریف لائے اور ہم نے صبح کی نماز
غلس مین آنحضرت کے ساتھ پڑھی اور آنحضرت مع ابو طلحہ سوار ہوئے اور مین ابو طلحہ کا ردیف ہوا پھر حضرت خیبر کی گلیون مین
چلے تو خیبریون پر عجب سا سناٹا تھا کہ انکو آنحضرت کے آنے کی خبر نہوئی حالانکہ بسبب دریافت ہو جانے خبر آمد لشکر اسلام
ہر روز وہ منتظر اور مسلح باہر نکل کر رات کو پھرتے تھے اُس رات یہ غلبہ خواب ہوا کہ کسی نے جنبش بھی نہین کی بلکہ مرغون نے
بانگ نہ دی اور جانورون نے حرکت نہین کی صبح کے وقت وہان کے لوگ خواب غفلت سے چونکے مگر سب کے دلون مین
گھبراہٹ تھی اور آپس مین کہتے تھے کہ یہ اضطراب قلب کیسا ہی اور اسی حالت اضطراب مین یہ سوچے کہ اپنی جھولیان
لیکر کھیتیون پر چلے جب باہر نکلے دفعۃً لشکر اسلام نظر آیا دیکھنے والون نے کہا محمد و الخمیس یعنی محمد مع پورے لشکر کے آ پہونچے فائدہ خمیس پورے لشکر کو
کہتے ہین کہ پورا لشکر وہ ہوتا ہی جسمین پانچون ٹکڑے لشکر ہون مقدمہ ساقہ میمنہ میسرہ قلب مقدمہ آگے کے لشکر کو اور ساقہ
پیچھے والے کو اور میمنہ داہنے طرف کے لشکر کو اور میسرہ بائین طرف والا اور قلب بیچ کا لشکر جسمین سردار ہوتا ہی بالجملہ
خبر سنکر سب اُلٹے پاؤن حصارون کو بھاگے اور دروازے بند کر لیے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے محاصرہ فرمایا اور
بوحی آلہی جملہ معاملات خیبر سے اصحاب کو اطلاع فرمائی کہ اُنکے واسطے یہ ہوتا ہی ویسا ہی ہوا خیبر مین سات قلعے تھے چنانچہ
نصاب کے قطعہ مین مذکور ہین خیبر ستہ مصطلح هفت قلعہ خدا الله ادا نجبات ملک سلالم کتیبہ بد و یا ناعم وشق انکہ قموص و نطاۃ و شلیہ و سلالم کتیبہ
بفتح کاف تازی و کسر تاے فوقانیہ مثناۃ و سکون مثناۃ تحتانیہ و فتح بای موحدہ آخر آن ہای ہوز بر وزن عفیفہ ناعم
بفتح نون و کسر عین مہملہ بر وزن عالم شق بفتح شین معجمہ و تشدید قاف اسلحہ و ادوات حرب اسی مین رکھے تھے قموص بفتح غین معجمہ و صاد مہملہ نطاۃ
بفتح نون و طای مہملہ وطیح بشین مہملہ و طای حطی مہملہ مکسورہ و یای مثناۃ تحتانیہ و ہاے ہوز مہملہ بر وزن امیر سلالم بضم
سین مہملہ و کسر لام ثانیہ بالجملہ اہل خیبر پر خوف طاری ہوا تھا مگر سلام ابن مشکم نے انکو تسلی و دلاسے سے مضبوط کیا
کہ محاربہ پر مستعد ہوئے اور اپنے عیال و اطفال قلعہ کتیبہ مین بٹھلائے اور رکھانیکا ذخیرہ حصن ناعم مین اور حصن صعب
کہلاتا تھا رکھا اور لڑنے والے لوگ حصار نطاۃ مین جمع ہوئے اور سلام ابن مشکم رئیس خیبریون کا باوصف

دیا ... کے لشکر میں حاضر ہوا اور ہر ایک کو مقابلے اور محاربہ کی ترغیب و تحریص کرنے لگا آخر کار اسی تامل میں فی الشمار ہوا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اصحاب کو تسلی دی اور فرمایا کہ تم صبر کرو یقیناً اللہ تعالےٰ فتح دیگا اتنے میں حباب ابن المنذر نے التماس کیا کہ یا رسول اللہ اگر آپ اس مقام پر بحکم الٰہی اُترے ہیں تو کچھ کلام کی مجال نہیں ہے اور اگر کسی مصلحت سے یہاں قیام فرمایا تو میں کچھ عرض کیا چاہتا ہوں آپ نے فرمایا یوں ہی اُترے ہیں کوئی مصلحت نہیں ... حباب نے عرض کی کہ یہ مقام مخطور ہے ... قلعہ نطاۃ ... [illegible] ... کے واسطے تحریر ... صحابہ ... مقام ... کے حضرت سے التماس کیا ارشاد ہوا ... [illegible] ... نطاۃ ... ہوگئی اور تیروں کی بوچھار پڑنے لگی اہل اسلام ... [illegible] ... محمود ابن مسلمہ ... [illegible] ... کی دیوار کے سایہ میں جا سویا ... [illegible] ... اور اسی زخم سے شہید ہوئے ... حباب ابن المنذر ... [illegible] ... باجازت رسول اللہ ... [illegible] ... خیبر تو فتح ہوگا ... [illegible] ... فتح کر دیا جب رات ہوئی ... [illegible] ... اور اس منزل ... [illegible] ... حضرت ... [illegible] ... آپ نے پوچھا ... [illegible] ... آیا ہوں ... [illegible] ... آج کی رات ... [illegible] ... فرمایا انشاء اللہ ... [illegible] ... فتح ہوا ... [illegible] ... اسی طرح مذکور ہے مگر ابن اسحاق نے لکھا ... [illegible] ... [illegible] ... صلی اللہ علیہ وسلم ... [illegible] ... یا رسول اللہ ... [illegible] ... اور ... فرمایا ... [illegible] ... جمع کر کے فرمایا ... [illegible] ... فتح ہوا

شہد الاخبار الی الصواب میں ہے کہ ایام محاصرہ میں صحابہ کے پاس کھانا کم تھا اور تکلیف ہوئی تھی ایک دن حصار مصعب سے بیس
بکریاں چرنے کو نکلیں ابوالیسر کعب ابن عمرو انصاری نے دوڑ کر دو بکریاں پکڑیں اور حضرت کے پاس لائے ارشاد ہوا
کہ ذبح کرو اور پکاؤ چنانچہ بکریاں ذبح ہو کر پکائی گئیں اور تمام لشکر نے اُس گوشت سے کھایا اور صحیح بخاری
ابن اسحٰق میں ہے کہ ایام محاصرہ حصن مصعب میں بیس یا تیس دراز گوش اہل حصار سے نکلے مسلمانوں نے انکو پکڑا
اور دیگوں میں چڑھایا کہ جوش دیکر کھائیں گے اس حالت میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم وہاں تشریف لائے
اور پوچھنے لگے ان دیگوں میں کیا اُبالتے ہو بولے گوشت دراز گوش اہلی فرمایا کہ ندا دی کرو کہ گوشت دراز گوش
اہلی کا اور حیوان ذی ناب و ذی مخلب کا یعنے وہ جانور جسکے کچلیاں ہوں اور پنجوں سے کھاتے پیتے ہوں اور
نکاح متعہ حرام ہوا اور اسی کتاب میں منتخب ابن قشیر اسلمی سے روایت ہے کہ چند لوگوں ہم حصار نطاۃ کو گھیرے تھے
ہم پر بڑی تکلیف تھی یہاں تک کہ صحابہ نے تنگی کی شکایت حضرت سے کی اور عرض کیا کہ ہمارے واسطے دعا
فرمائیے کہ وہ قلعہ فتح ہو جسمیں کھانا بہت ہو حضرت نے دعا فرمائی اور مسلمانوں کو جمع فرما کر حباب ابن المنذر کو
علمدار کیا اور حکم دیا کہ حصن مصعب پر ایکبارہ حملہ کرو چنانچہ سب نے ملکر حملہ کیا آخر قلعہ مذکور فتح ہو گیا اور انواع
اطعمہ اور امتعہ ہاتھ لگے اور مسلمانوں نے مشکیں شراب کی بھری ہوئیں نکال کر پھینکیں انمیں سے عبد اللہ حمار مرد
مسلمان نے تھوڑی شراب ایکبار پی سو اُسکو مسلمان لوگ حضرت کے پاس پکڑ لے گئے اور حضرت کو اُس سے نفرت ہوئی
اور ناخوش ہو کر نعلین مبارک سے اُسے مارا اور اصحاب جو موجود تھے اُنھوں نے بھی جوتیوں سے مارا یہ شخص
بڑا شرابی تھا کئی بار اسکو ملکار ہو چکی تھی مگر باز نہ آتا تھا حضرت عمرؓ ناخوش ہو کر فرمانے لگے اللھم العنہ حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا اے عمر ایسی بات نہ کہہ وہ تو خدا اور رسول کا دوستدار ہے پھر حصن نبی الحقیق جسکو حصن قموص کہتے ہیں فتح
ہو گیا اور حصن وطیح و سلالم بھی گھیرے گئے یہ آخر حصن یہود تھے اور انمیں مال بہت تھا اسی سبب سے یہود خوب لڑے
کئی رات و دن یہ دونوں قلعے محصور رہے اور فتح نہوئے حالانکہ ہر روز ایک صحابی جلیل القدر جاتے تھے اور قتال شدید
کرکے پھر آتے تھے چنانچہ ایک دن علم نصرت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو عنایت کر کے مع لشکر روانہ کیا کہ حضرت عمر رات تک
خوب لڑے اور فتح نہوئی دوسرے دن حضرت صدیق اکبر تشریف لیگئے اور حتی المقدور کوشش کرتے رہے پھر فتح نہوئی
تیسرے دن پھر حضرت عمر کو روانہ فرمایا اُنھوں نے پہلے سے زیادہ کوشش فرمائی لیکن فتح مقدر انکے ہاتھ پر نہ تھی بلا
نتیجہ آئے اور ان دنوں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو درد شقیقہ لاحق تھا اس سبب سے میدان کارزار میں خود تشریف
نہ لیجاتے تھے صحیح بخاری اور مسلم میں ہے کہ جس رات کی صبح کو فتح مقدر تھی آنحضرت صلعم نے ارشاد فرمایا کہ کل یہ علم
اُس شخص کو عنایت کرونگا جو اللہ و رسول کو دوست رکھتا ہو اور اللہ و رسول اُسکو دوست رکھتا ہو اور اُسکے
ہاتھ پر حق تعالےٰ فتح دیگا بعد اسکے محمد ابن مسلمہ سے ارشاد کیا کہ میں تمکو بشارت دیتا ہوں کہ کل خیبر

بھائی کا قاتل ہو وہ فتح میں داخل ہوگا سہیل ابن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب حضرت نے یہ کلام فرمایا
تو اصحاب رضی اللہ عنہم تمام رات بھر تردد میں رہے کہ دیکھئے وہ کون شخص ہے جسکو یہ نعمت نصیب ہوتی ہے بریدہ ابن حصیب
کہتے ہیں کہ ہم میں سے ہر شخص امید رکھتا تھا کہ وہ شخص میں ہونگا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں امارت کو دوست
نہیں رکھتا مگر آج جب صبح ہوئی تو سب لوگ خیمہ آنحضرت پر جمع ہوئے کہ حضرت باہر تشریف لائے اور فرمایا علی ابن
ابیطالب کہاں ہے اصحاب نے کہا یا رسول اللہ انکی آنکھوں میں درد ہے فرمایا اسے بلا لاؤ سلمہ ابن الاکوع ہاتھ پکڑ کر حضرت
علی مرتضی کو لائے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر کیا حضرت علی مرتضی علیہ السلام فرماتے ہیں
کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا سر گود میں رکھا اور اپنے دہن مبارک کا لعاب ہاتھ میں لیکر میری آنکھوں میں ملا
سو اسکی برکت سے درد چشم جاتا رہا اور اسدن سے پھر کبھی آنکھیں نہ دکھیں اور نہ درد سر ہوا اور اسکے بعد حضرت نے
میرے حق میں دعا فرمائی اور کہا اللھم اذھب عنہ الحر والبرد یعنی اے خدا گرمی اور سردی کی اذیت سے علی کو محفوظ رکھ
اس روز سے مجھکو جاڑا اور گرمی کی تکلیف ہوتی ہی نہ تھی بالجملہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زرہ حضرت
علی کو پہنائی اور ذوالفقار کمر سے باندھی اور علم شریف ہاتھ میں دیکر ارشاد کیا کہ اے علی [illegible] جلدی نہ کرنا پہلے
نرمی سے اسلام کی دعوت کرنا اور حقوق الٰہی جو بعد اسلام [illegible] ہیں [illegible] بتانا اگر راہ راست
پر آجاویں تو فہو المراد ورنہ بمجبوری سے مارنا پھر رخصت کیا تو علی مرتضی نے دروازہ قلعہ پر کھڑے ہوکر علم اپنا گاڑا ایک
یہودی نے بالائے قلعہ سے پوچھا تو کون ہے فرمایا علی ابن ابیطالب [illegible] یہودی [illegible]
ہوکر چلایا کہا اے خیبریو اب [illegible] آیا ہے تو تم مغلوب ہو جاؤ گے غرض حضرت امیر مرتضی نے اول دعوت اسلام کی
سنائی اور یہود وہ کہنے لگے اچھا آپ بھی آمادہ جنگ ہوئے اول قلعہ سے حارث بھائی مرحب یہودی کا [illegible] ایک جماعت یہود
نکلا اسنے اہل اسلام کے دو شخصوں کو شہید کیا آخر کار حضرت امیر کے ہاتھ سے واصل جہنم ہوا پھر مرحب خود نکلا وہ بھی
مارا گیا اسوقت سب سات کافر یہود مارے گئے حضرت علی کے ہاتھ سے پھر لشکر اسلام نے حملہ کیا تو یہود قلعہ میں بھاگے
اور فتح اسلام ہوئی [illegible] ہے کہ جب یہود بھاگے تو امیر المؤمنین نے پیچھا کیا اسوقت ایک یہودی کافر نے
تلوار [illegible] حضرت امیر نے ایک [illegible] آہنی اس قلعہ کا
اکھاڑ کر [illegible] اہل [illegible] نے جب یہ قوت دیکھی تو امان مانگنے لگے [illegible] رسول اللہ انکو امان
بخشی بشرطیکہ [illegible] اور اہل اسلام کے لیے چھوڑیں اور کچھ پوشیدہ نہ کریں اور [illegible] سے نکل جائیں جب
لڑائی آخر ہوئی تو حضرت امیر [illegible] سات آدمیوں نے
[illegible] اٹھانا چاہا نہ اٹھا سکے واضح ہو [illegible] جہاں [illegible] گفتگو ہو
وہاں [illegible] علما [illegible]

محصول اس قصہ کی روایت کی ہو کہ دلیل ضعف پر ہو مین کہتا ہون کہ اس قصہ مین گو اختلاف ہو مگر کرامات حضرت ولایت
مآب سے وقوع اس امر کے مین تردد نہین ہو بہت اولیا اللہ سے پہاڑ جنبش کر جاتا ہو ورنہ اسکے کتب حدیث مین
یہ قصہ مذکور و مسطور ہو مگر بخاری نے حدیث فتح امیر المومنین کی لکھی ہو اور ذکر قلعہ باب نہین کیا ہو اس سے لازم
نہین آتا کہ صحیح نہو اور آثار حضرت امیر المومنین علی مرتضی کی صاحب روضۃ الاحباب نے فتح حصار قموص مین
لکھی ہو اور صاحب نتیجۃ المسائل نے طبع و سلام مین لکھی ہو مگر در حقیقت آنحضرت کا ذکر نہین کیا فائدہ یہ جو بعضے
کوتہ اندیش حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول پر استدلال کرکے کہتے ہین کہ ہرگاہ حضرت نے عطاے علم کا
وعدہ ایسے شخص کے لیے فرمایا جو صفات مرقومہ کے ساتھ متصف ہو اور پھر جناب علی مرتضی کو دیا تو ظاہر ہو کہ جو لوگ
آنسے پہلے بھیجے گئے تھے وہ ایسے ایسے صفات نرکھتے تھے جواب اسکا یہ ہو کہ یہ سخن اوہام باطلہ سے ہو وہی شخص کہے گا جو عادت
و اخلاق حمیدہ اور صفات عظیمہ رسول اللہ سے آگاہ نہین اگر ان باتون سے جو حضرت اپنے یاران جان نثار سے
ارشاد فرمایا کرتے تھے واقف ہوتا تو ایسا گمان نکرتا قطع نظر اور دلائل اور براہین کے یہ امر خلاف عادت بھی ہو مثلاً
کوئی بادشاہ اپنے کسی نوکر کے حق مین قدر دانی کی راہ سے یون کہے ہمارا فلانا سپاہی بڑا بہادر ہو اور ہم اسکو
بہت چاہتے ہین اور وہ ہمکو بہت چاہتا ہو تو یہ بات کہنے سے ساری سپاہ کی نامردی ثابت نہین ہوتی اور
نہ یہ ثابت ہوتا ہو کہ اس شخص کے سوا کوئی بادشاہ کا دوست نہین ہو اور بادشاہ اور کسی کو نہین چاہتا روایت
ہو کہ جب قلعہ قموص فتح ہوا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم قلعہ قموص مین جلوہ فرما ہوئے کنانہ بن ابی الحقیق سردار
یہود پکڑا ہوا آیا یہ شخص بڑا مالدار تھا حضرت نے اس سے پوچھا کہ تیرے باپ کا خزانہ کہان ہو اسنے کہا
واللہ لڑائیون مین صرف ہوگیا اسی طرح اور یہودیون نے بھی کہا حضرت نے فرمایا اگر یہ بات جھوٹھ ہوئی تو
امان نہین ہو اتنے مین حضرت جبرئیل نے آکر گنج مخفی کا نشان دیا تو سب مال ستر ہزار دینار کا نکلا اور حضرت نے
کنانہ کو سپرد محمد ابن مسلمہ کے فرمایا اور ارشاد کیا کہ اسے قتل کر مگر یہودیون نے بہت منت و عاجزی کی
حضرت نے چھوڑ دیا بعد اسکے فروہ بن عمرو بیاضی کو مامور کیا کہ خیبر کے غنیمتین حصار نطاۃ مین جمع کرے فروہ نے بموجب
ارشاد تمام اسباب اور ہتھیار اور اقسام اقسام کی نعمتین اس حصار مین جمع کین اس اسباب مین توریت
کی بھی بہت جلدین نکلین یہودی انکے مانگنے کو آئے حضرت نے فروہ کو کتابین واپس فرمائین اور صفیہ بنت
حیی ابن اخطب اسی قلعہ مین ہاتھ آئین اور ازواج مطہرات مین داخل ہوئین تذکرہ انکا بیان ازواج مطہرات
مین آوے گا الغرض جن دنون فروہ مال و متاع غنیمت حصار مین جمع کرتا تھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
منادی کرادی تھی کہ مال غنیمت سے ایک تاگہ اور سوئی کے برابر کوئی شخص نہ چراوے بلکہ امیر غنیمت کے
پاس پہونچا دے اور تم سب لوگ سچ جانو کہ غنیمت مین خیانت بڑا عیب ہو اور نہایت شرم کی بات ہو آخر کو

روز نحی ہونا پڑے گا اور جلتی آگ میں ڈالے جاؤگے انکا اصل جب سب مال اکٹھا جمع ہو گیا تو زید بن ثابت سے
فرمایا کہ غازیوں کا شمار کرو چنانچہ مرقوم فوج چودہ سو ہوئے کہ حضرت نے خمس نکال کے باقیماندہ انہیں پر تقسیم کیا
اور ابن ہشام نے نقل کیا ہے کہ جعفر بن ابی طالب اور اسماء بنت عمیس اور ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہم کو کہ یہ لوگ مع
رفقا کے پہونچ گئے تھے شریک کر لیا تھا اور صورت یہ واقع ہوئی کہ آنجناب صلعم خیبر میں جلوہ فرما تھے کہ حضرت
جعفر وغیرہ مہاجرین حبشہ تشریف لائے کہ آنجناب بہت خوش ہوئے اور استقبال کر کے معانقہ فرمایا اور
انکی پیشانی چومی اور فرمایا کہ میں کہہ نہیں سکتا کہ جعفر کے آنے سے خوش ہوں یا فتح خیبر سے اسماء بنت عمیس سے
روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ اہل کشتی یا لوگو تمہارے دو ہجرتیں ہیں اور ان کی ایک الغرض غنیمت
اس طرح تقسیم ہوئی کہ پیادے کو ایک حصہ اور سوار کو تین گھوڑے کے دو سوار کا ایک اور تھوڑا تھوڑا
عورتوں کو بھی دیا تھا اور خمس تمام بنی ہاشم اور بنی عبدالمطلب کو عنایت کیا تھا ایک روایت صحیح ہے کہ جو لوگ غزوہ
حدیبیہ میں تھے وہ سب غزوہ خیبر میں حاضر تھے مگر حضرت جابر رضی اللہ عنہ سو حضرت نے انکو بھی حصہ دیا الذاقی
منتخب طراز المغازی فائدہ اس لڑائی میں چودہ یا پندرہ اہل اسلام سے شہید ہوئے اور ترانوے کافر مارے گئے
اور مشکوۃ المصابیح میں ہے کہ جب جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم قلعہ قموص میں داخل ہوئے تو زینب
بنت حارث زوجہ سلام بن مشکم بیٹی زینب یہودی نے زہر کھلایا اور حال تفصیلی یہ ہے کہ جب آنجناب اس قلعہ
میں جلوہ افروز ہوئے زینب نے سنا کہ حضرت کو دست و شانہ کا گوشت مرغوب ہے اسنے ایک بکری بھونی
اور زہر آلود کی خصوص گوشت شانہ اور دست میں زہر زیادہ لگایا اور مغرب کے وقت ہدیہ لائی اسوقت
کئی صحابی حاضر تھے فرمایا آؤ شام کا کھانا کھاؤ سب بیٹھ گئے حضرت نے گوشت دست سے ایک لقمہ منہ میں رکھا
ہنوز چبایا نہ تھا کہ فرمانے لگے یارو ہاتھ روکو یہ گوشت کہتا ہے کہ مجھ میں زہر ملا ہے یہ سنتے ہی سب لوگ دست کش
ہوئے بشر بن البراء نے ایک لقمہ کھایا تھا انکے بدن پر کیفیت مسمومیت طاری ہوئی اور ایک برس کے بعد اسی
اثر سے مر گئے بالجملہ حضرت نے کھانا اٹھوا دیا اور زینب کو طلب کر کے روبرو سے چند افسران یہود پوچھا
تیرا باپ کون ہے اسنے کہا فلاں فرمایا جھوٹ ہے اسکا نام تو یہ ہے یعنی حارث یہودی تم سچ کہتے ہو کہنے لگے آپ سچے ہیں
پھر پوچھا تو نے زہر ملایا تھا زینب نے کہا ملایا تھا اسلئے کہ آپ نے میرے باپ چچا بھائی شوہر کو قتل کرایا تھا
سو میں نے خیال کیا کہ آپ جھوٹے ہونگے تو میری تدبیر سے لوگوں کو نجات ملے گی اور جو سچے ہونگے تو اللہ تعالے
مطلع کر دیگا سو تم سچے نکلے اور جو کوئی آپ کو جھوٹا کہتا ہے وہ اپنی عاقبت بگاڑتا ہے اور اسیوقت اسلام لائی
آنجناب اسکے کہنے سے خوش ہوئے اور عفو کیا اور بنا بر نفع حضرت ہمیشہ ایام شانوں کے بیچ پچھنے لگواتے
اور اسی طرح تین شخصوں سے کہ انہوں نے لقمہ زہر آلودہ منہ میں رکھا تھا تھوڑا تھوڑا اور ان کو کھلوایا بعد ازاں

گو وقت بالکل جلوا دیا فائدہ اہل روایت کو اختلاف ہے کہ زینب قتل ہوئی یا چھوڑی گئی علامہ بیہقی نے حضرت ابوہریرہ
سے چھوڑ دینا روایت کیا ہے اور جابر رضی اللہ عنہ سے بھی یہ روایت ہے اور زہری نے بیہقی کی متابعت کی ہے لیکن
بیہقی فرماتے ہیں کہ اول زینب رہا ہوئی تھی جب بشر بن البراء صحابی نے وفات پائی تب قصاص میں قتل ہوگئی
اگر کوئی شبہ کرے کہ بشر بن البراء کی تخصیص قصاص کے واسطے کیا ہے اور صحابی بھی اسی زہر سے مرے تھے
تو رفع شبہ یوں ہو سکتا ہے کہ اوروں سے پہلے حضرت بشر بن البراء نے وفات پائی ہوگی لہذا انکے قصاص میں
ماری گئی کذا قال الشیخ فی شرح المشکوۃ فائدہ صحیحین میں حضرت جابر رض سے روایت ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے اگر تمہارے دوائوں میں سے کسی دوا میں بہتری اور شفا ہے تو سینگی کے کھینچنے میں اور شہد کے پینے میں
اور آگ سے داغنے میں بھی شفا ہے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر خونی بیماری ہے تو اسکا علاج پچھنے لگانا ہے
اور اگر مواد کی کثرت ہے تو شہد سے استفراغ کرانا چاہیے اور اگر مادہ جلد کے اندر جم گیا ہے تو داغنا اسکی تدبیر ہے
اس حدیث میں تمام فن طب کے علاج کا مجمل فائدہ فرمایا عبداللہ ابن عمر سے ابن ماجہ میں روایت ہے کہ حضرت نے
فرمایا کہ پچھنے لگانا نہار بہتر ہے اور پچھنے لگانے سے یعنی بس عقل اور حافظہ زیادہ ہوتا ہے اور خون نکالنا دوشنبہ اور
سہ شنبہ اور پنجشنبہ کو بہتر ہے اور شنبہ اور یکشنبہ اور چہار شنبہ اور جمعہ کو منع ہے اور ترجمہ مشارق میں ہے کہ حدیث میں
آیا ہے کہ جسکے درد سر ہوتا تھا اسکو حضرت پچھنے لگوانے کو فرماتے تھے اور سترھویں تاریخ اور اکیسویں تاریخ کو منع
کرتے تھے لیکن ایک حدیث بخاری میں ہے کہ حضرت نے داغنے سے منع کیا ہے اور مسلم میں روایت ہے کہ جنگ خندق میں
جب سعد بن معاذ کے ہاتھ میں رگ ہفت اندام میں تیر لگا تو خون بند ہوتا نہ تھا حضرت نے اس رگ کو اپنے دست
مبارک سے داغا اور حضرت کے اصحاب میں بھی داغنے کا دستور تھا سو رفع اختلاف میں علمائے حدیث نے
فرمایا ہے کہ جبتک اور علاج ممکن ہو تو داغنا درست نہیں کہ اسمیں تکلیف اور خطرہ ہے اور جب کہ بیماری نہایت
سخت ہو اور سوائے داغنے کے کوئی علاج کارگر نہ ہوتا ہو اسوقت میں داغنا درست ہے فائدہ حدیث بخاری سے
معلوم ہوتا ہے کہ ابو طیبہ غلام آزاد بنی بیاضہ نے شاخ اور چھری سے پچھنے لگائے تھے اور حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم نے ایک صاع کھجوریں اجرت میں عنایت کی تھیں اور خوش ہو کے اسکے مالکوں سے ارشاد کیا کہ جس قدر
ابو طیبہ کی کمائی میں سے لیا کرتے ہو اس سے کچھ کم لیا کرو اس حدیث سے نکلا کہ علاج کرنا اور اجرت معالجہ
دینا جائز ہے اور کسب حجام یعنے شاخ کش کا حلال ہے اگر نہ ہوتا حلال تو حضرت صلعم اجرت اسکی نہ دلواتے مگر
کھانا اس اجرت کا مکروہ تنزیہی ہے چنانکہ حدیث محیصہ سے جسکو ترمذی اور ابو داؤد اور ابن ماجہ نے روایت
کی ہے وہ حدیث یہ ہے انہ استاذن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی اجرۃ الحجام فنہاہ فلم یزل یستاذنہ حتی قال
اعلفہ ناضحک واطعمہ رقیقک یعنے محیصہ نے پروانگی چاہی رسول سے مزدوری سینگی کھینچنے والے میں سو منع کیا

حضرت نے اسکو سو وہ بہت اجازت چاہتا رہا یہاں تک کہ فرمایا کہ اپنے اونٹ کو کھلاوے اور اپنے غلام کو یعنے
محیصہ نے اجازت چاہی کہ مزدوری سینگی کھینچنے والے کی حلال ہو کھانا یا نہین حضرت نے منع کیا پھر وہ اذن ملنے کی
اس امید سے کہ حضرت اسکے کھانے کی اجازت دین اسلیے کہ اکثر صحابہ کے غلام تھے اور بعضے انھین سینگی کھینچتے تھے
اور صحابہ انکی کمائی کھاتے تھے اور بہت اچھی کمائی جانتے تھے جب حضرت نے منع فرمایا تو انپر دشوار ہوا لہذا
بار بار اجازت چاہی یہانتک کہ حضرت نے فرمایا کہ اسکا دانہ گھاس اپنے اونٹ کو کھلاؤ اور لونڈی غلام کو کھلاؤ
چونکہ یہ مزدوری خون کھینچنے کی تھی حضرت نے کھانا اسکا شرافت کے واسطے مکروہ جانا اور حالانکہ ہتی پر رغبت
دلائی اور لونڈی غلامون کے لیے اجازت دی کیونکہ وہ شرافت ایسی نہ رکھتے تھے کہ اسکو یہ ذات منافی ہو خلاف
آزاد کے سو یہ نہی تنزیہی ہو ورنہ مالک کو یہ نہین پہونچتا کہ لونڈی غلام کو حرام کھلاوے اور جو حدیث مسلم مین رافع بن
خدیج سے روایت ہو کہ فرمایا حضرت نے کہ ثمن الکلب خبیث ومہر البغی خبیث وکسب الحجام خبیث یعنی قیمت کتے کی
پلید ہو اور خرچی عورت زناکار کی حرام ہو اور مزدوری سینگی کھینچنے والے کی پلید ہو سو خباثت سے مراد غیر طیب ہو
پس وہ مکروہ ہو نہ حرام اس حدیث سے امام شافعی نکالتے ہین کہ بیچنا کتے کا جائز نہین ہو معلم ہو یا غیر معلم اور امام
اعظم اور امام محمد اور بعضے اور امام فرماتے ہین کہ جائز ہو بیچنا کتے اور چیتے کا اور اور درندون کا معلم ہو یا غیر معلم
اور اس حدیث کا یہ جواب دیا ہو کہ لفظ خبیث کا حرمت پر دلالت نہین کرتا اسلیے کہ اس حدیث مین کسب الحجام
خبیث بھی ہو باوجودیکہ وہ حرام نہین ہو بالاتفاق اور خرچی زانیہ کی بالاتفاق حرام ہو اور اول الاسلام کتے کا اقتنا
منع ہوا تھا کہ انکے مارنے کا حکم دیا تھا پھر اجازت دیدی انسے نفع لینے کی بلکہ روایت ہو کہ ایک شخص نے کتا
شکاری مار ڈالا تھا حضرت نے چالیس درہم دینے کا حکم دیا کذا فی مظاہر الحق فائدہ بخاری مین مقدام بن معدیکرب
سے روایت ہو کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ما اکل احد طعاما قط خیرا من ان یاکل من عمل یدیہ
وان نبی اللہ داؤد علیہ السلام کان یاکل من عمل یدیہ یعنے نہین کھایا کسی نے کوئی کھانا کبھی بہتر اس سے کہ کھاوے اپنے
ہاتھ کے کسب سے اور تھے داؤد پیغمبر کھاتے اپنے ہاتھون کے عمل سے یعنے کسب کرنا انبیا کی سنت ہو چنانچہ حضرت
داؤد علیہ السلام اپنے ہاتھ سے زرہ بنا کر بیچتے تھے سو تم بھی طریقہ انکا اختیار کرو اب جاننا چاہیے کہ کسب
کیا چیز ہو اور کون کون کسب کرنا افضل ہو اور کون حرام اور کون مکروہ ہو پس کسب کے معنے ہین ڈھونڈنا
رزق کا اور فقہ کی کتابون مین تفصیل اسکی اسطرح لکھی ہو کہ افضل کسب جہاد ہو پھر تجارت بعد ازان زراعت
پھر دستکاری اور کسب کی چار قسمین ہین فرض ومستحب ومباح وحرام فرض اس قدر ہو کہ کسب کرنے والے
اور اسکے عیال کو کافی ہو اور قرض ادا ہو اور مستحب اس سے زیادہ ہو کہ خبرگیری فقرا اور اقربا کی کرے اور
مباح ہو زیادہ کسب کرنا بہ نیت تجمل اور حرام ہو اس نیت سے کسب کرنا کہ مال جمع کرون بنا بر فخر اور تکبر اگرچہ

حلال سے ہو اور لازم ہے کہ کاسب کسب کر کے اپنے نفس اور اپنے عیال پر بلا اسراف اور تنگی خرچ کرے اور جو کوئی کسب کی
قدرت رکھتا ہو اسکو کسب کرنا لازم ہے اور جو عاجز ہو تو سوال کرنا چاہیے اگر سوال نہ کیا اور مر گیا بھوک سے تو گنہگار مرا
اور اگر کوئی شخص کسب سے معذور ہو تو اسکے حال جاننے والے کو فرض ہے کہ اسکو امداد دے یا کسی سے سفارش کر دے
ہمارے استاد الاستاد حضرت شاہ عبد العزیز قدس سرہ العزیز نے اپنی تفسیر سورہ بقر میں تحت کریمہ یا ایہا الذین آمنوا
کلوا من طیبات ما رزقنٰکم کے یہ تحریر فرمایا ہے کہ بہترین کسب جہاد ہے اسلیے کہ حدیث شریف میں وارد ہے کہ ہر ایک نبی کو
اللہ نے ایک حرفہ دیا تھا اور حرفہ میرا جہاد در راہ خدا ہے اور وجہ بہتری اس کسب کی یہ ہے کہ غازی اپنے طرف سے
اعلاء کلمہ دین میں سعی کرتا ہے اور اس عبادت میں مال حلال غنیمت کا پاتا ہے لیکن شرط یہ ہے کہ وقت قصد کرنے جہاد کے
ہرگز خیال غنیمت ملنے کا نہ لاوے اور نیت خالص رکھے بعد ازاں تجارت ہے خصوصاً وہ تجارت جسمیں حاجت روائی
مسلمانوں کی ہو جسطرح ایک ملک سے دوسرے ملک میں یا ایک شہر سے دوسرے شہر میں لیجاوے چنانچہ حدیث
میں وارد ہے الجالب مرزوق والمحتکر ملعون پس اگر تاجر کی نیت خدمت مسلمانوں کی اور حاجت روائی مسلمانوں کی ہے
تو یہ تجارت عبادت کا حکم پیدا کرتی ہے بعد ازاں زراعت ہے کہ اسمیں بھی نیت خیر ہوتی ہے یعنی نیت حاصل کرنے قوت انسان
اور حیوان کی ہوتی ہے اور توکل اور اعتماد قوی رحمت الٰہی پر ہوتا ہے کہ وہ باد و باران ہے بعد ان تین کسبوں کے اور کسب
باہم چنداں تفاوت نہیں رکھتے مگر کتابت کہ اسمیں علوم دینیہ اور احکام شرعیہ اور احوال انبیا اور اولیا یاد ہوتے ہیں
بہتر معلوم ہوتی ہے بعد ازاں وہ حرفے کہ تعلق بقاء عالم سے رکھتے ہیں جسطرح معماری اور بیلداری اور خشت پزی
اور چونہ پزی اور روغن کشی یعنی پنبہ فروشی اور ستت بیچنا یعنی جولاہہ گری اور خیاطی یعنی درزی گری اور آردسائی
یعنی آٹا پیسنا بہتر ہے ان حرفوں سے اور صنعتوں سے کہ محض بنا بر تکلف اور تزئین اور تفاخر اور رونق دولت کے
ہوتے ہیں مانند سناری اور نقاشی اور زردوزی اور حلوائی گری اور عطر فروشی اور رنگریزی پھر یہ صنعتیں اگر خلاف
شرع نہوں تو کچھ قباحت نہیں رکھتے اور نہ کسیطرح کی کراہیت ہے بخلاف ان کسبوں کے کہ انمیں آلودگی نجاست
کی ہو یا بدخواہی خلایق کی یا اعانت معصیت الٰہی پر یا دین فروشی یا جھوٹھ بولنا اور فریب اور دغا کرنا انمیں لازم
ہو مانند شاخ کشی اور قصابی اور کناسی یعنی خاکروبی اور دباغی اور احتکار غلہ اور حجامی اور مردہ شوئی اور کفن فروشی
اور خناگری اور رقاصی یعنی ناچنا اور بقالی اور تیرہ بازی یعنی چھل بازی جیسے زمان سابق میں چھل باز ایک شخص
کو راہ میں کھڑا کرتے کہ جو کوئی راہ میں نکلتا یہ شخص اسکو اس انداز سے چھوڑتا تھا کہ راہ رو واقف نہوتا تھا اور ادھر اودھر
پریشان ہوسکے دیکھتا تھا اور چھل باز ہنستے تھے اور دلالی اور وکالت پیشگی یعنی وہ دلالی اور وکالت جسمیں
جھوٹھ و فریب ہو اور اجرت لینا امامت اور خدمت مساجد اور اجرت تلاوت قرآن اور تعلیم قرآن کی بسبب [illegible]
انتہی اور منتہی الطالب میں لکھا ہے کہ احادیث میں فضیلت کسب اور کاسب کی اکثر آئی ہے اور تارک کسب کی برائی [illegible]

طاقت کے تنہائی اگلی ہو پیشے کسب ترک کرے بھیل اور کسل سے اور بھیک مانگتا پھرے لیکن جو کوئی کہ سوال نکرے
اور بسبب اعتماد رزاقی خدا یا بلحاظ نقصان اعمال دینیہ اور تخلل اذکار اور عبادات میں کسب نکرے
تو اعلی درجہ میں ہے بشرطیکہ تعلق دلی اور توقع خدمت خلق سے نرکھتا ہو کیونکہ یہ سوال دلی ہے اور جو کوئی
بقدر کفایت مال رکھتا ہو یا بقدر کفایت اوقات سے اسکا ہو یا اور جگہ سے ہم پہونچ سکتا ہو
اسکو بلا خلاف عبادت کرنا افضل ہے اسیطرح معلم علوم دینیہ اور قاضی اور مفتی وغیرہ اگر بقدر کفایت معین
رکھتے ہوں تو انکو اپنے کاموں میں مشغول رہنا چاہیے نہ کسب میں اور جو لوگ کسب کرنا اختیار کریں تو انکو
طلب کرنا حلال کا فرض ہے اور لازم ہے کہ ہمیشہ اور ہر میں احکام شرعیہ کی رعایت کریں اور با وجود کسب کے
خدا پر توکل کرے ورنہ شرک خفی لازم ہوجائے گا اور لازم ہے کہ لقمہ مال حرام اور کسب حرام سے پرہیز کرے درست فرمایا
حضرت علماء نے کہ جو کوئی مال حرام سے صدقہ دے تو قبول نہیں ہوتا اور نہیں چھوٹتا مال حرام جو اپنے لیے [illegible]
ترکہ ہوتا ہے توشہ اسکا ہو جاتا ہے دوزخ کی طرف اور [illegible] مال حرام [illegible] حلال [illegible]
تو سب مال مشتبہ ہو جائیگا اور [illegible] مال [illegible] شبہ سے بھی [illegible] کچھ دے
اور اسمیں شبہ ہو تو چاہیے کہ [illegible] سے [illegible] ہے اور [illegible] والا [illegible] مال
انکو [illegible] کا [illegible] والا [illegible] ہے [illegible] سلطان [illegible] حرام ہو
تحقیق کرنا [illegible]
مال حرام [illegible]
اور [illegible] کسب [illegible]
ریشمی [illegible]
اور خرید و فروخت میں [illegible]
لوگوں [illegible] چاہیے اور معاملے میں فریب و دغا نکرے [illegible] عیب اسباب کا
سے نہ چھپاوے اور تعریف اپنی اسباب کی زیادہ نکرے [illegible]
حرم میں لگاوے [illegible] ساز کے [illegible]
آمیزش [illegible] کی [illegible] حرام ہوتی ہے اور [illegible] بہت باتیں ہیں
کہ فقہ کی کتابوں میں مذکور ہیں القصہ بعد فتح خیبر کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہود خیبر کو ارشاد کیا کہ تم سب
نکل جاؤ تب وہ لوگ منت ملتمس ہوئے کہ آپ [illegible] خدمات [illegible] رہیں گے
اگر ہم لوگوں کو اس کام کے لیے رہنے دیجیے تو بہتر ہے کیونکہ ہم [illegible] انکے کام کرینگے صرف مزدوری لینگے اور

اصل ملکیت میں کسیطرح دخل نہ کرینگے حضرت رحمۃ للعالمین نے منظور کرکے فرمایا کہ جب تک ہم چاہینگے رکھینگے
اور جب چاہینگے نکالدینگے انھون نے قبول کیا آنجناب نے فرمایا کہ نصف حاصل بیت المال میں داخل کیا کرو اور
نصف تم لیا کرو چنانچہ اسیطرح قرار پایا کہ ہر سال حضرت عبد اللہ بن رواحہ نصف لیجایا کرتے تھے صحیح مسلم میں عبد اللہ
بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے عنایت کیے درخت کھجور خیبر کے یہود خیبر کو اور زمین اسکی اس شرط پر
کہ محنت کریں اپنے مال سے اور حضرت کے واسطے نصف میوہ اسکا اور بخاری کی روایت ہے کہ رسول اللہ نے دیا خیبر
کے درخت اور زراعت خیبر کی یہود کو اس شرط پر کہ محنت کریں انمین اور کھیتی کریں اور یہود کے لیے نصف
اس چیز کا کہ نکلے اس سے اس حدیث سے مسئلہ جواز مساقات اور مزارعۃ کا نکلا امام اعظم رح ان دونون عقدون کو
فاسد کہتے ہیں اس دلیل سے کہ یہ اجارہ ہے ساتھ اجرت مجہول اور معدوم کے کیونکہ مساقات یہ ہے کہ اپنے درخت کسیکو
سپرد کرے کہ انمین پانی دینا اور اصلاح کرنا ہے جو کچھ میوہ حاصل ہوگا باہم تقسیم کرینگے آدھا خواہ تہائی خواہ چوتھائی
یا پانچواں حصہ اور مزارعۃ یہ ہے کہ کسیکو زمین دے کہ اس زمین میں کاشت کرے جو اسمین پیدا ہوگا باہم بانٹ لینگے
آدھا خواہ دو تہائی وغیرہ الغرض حاصل یہ کہ مساقات درختون میں ہوتی ہے اور مزارعۃ زمین میں اور امام صاحب فرماتے ہیں
کہ یہ حدیث اس قبیل سے نہیں ہے اس لیے کہ درخت اور زمین حضرت کے ملک سے نہ تھی کہ انکو بطریق مساقات اور مزارعۃ
دیا ہو بلکہ انھون کے درخت اور زمین کو انپر مسلم رکھا اور انپر خراج مقرر کرلیا اور خراج دو قسم ہے خراج موظف
اور خراج مقاسمت پس خراج موظف کہ امام ہر سال کچھ لینا مال کا مقرر کرے جسطرح اہل نجران سے ہر سال
ایک ہزار اور دو سو حلے یعنی جوڑے لیتے تھے اور مقاسمت یہ ہے کہ تقسیم کرے باہم حاصل زمین کا جیسا کہ اہل خیبر سے کیا
اور مخابرہ مشتق خیبر سے ہے اور اس سے حدیث میں نہی بھی واقع ہوئی مگر صاحبین رح کے نزدیک اور ائمہ ثلثہ کی رائے میں
جائز ہے اور مذہب میں صاحبین کے قول پر ہے لدفع الحرج بعد ازان حضرت عمر رض نے عہد خلافت میں یہ حکم دیا کہ سواے اہل اسلام
کے جزیرہ عرب میں کوئی اہل ملت نہ رہے لہذا یہود خیبر کو نکالنا منظور فرمایا ایک یہودی نے کہا ہمکو حضرت نے رکھا تھا
تم کیون نکالتے ہو حضرت عمر نے کہا مجھے خوب یاد ہے کہ آنجناب نے تم سے کہدیا تھا کہ جب چاہینگے نکالدینگے اور تجھسے کہا تھا
کہ تیرا حال کیا ہوگا جب اونٹنی تیری تجھے رات کو لیے پھرے گی بھٹکتی ہوئی اس یہودی نے کہا ایک ٹھٹھے کی بات تھی
اور ہنسی تھی حضرت عمر نے کہا تو جھوٹھا ہے آپ نے ٹھیک ٹھیک فرمایا تھا اور سب یہودیون کو خیبر سے نکالدیا کہ
شام کو چلے گئے القصہ بعد اس بندوبست کے حضرت صلعم نے خیبر سے معاودت فرمائی اور اطراف و حوالی خیبر میں
جلوہ فرما ہوئے اور محیصہ ابن مسعود حارثی کو جانب فدک روانہ فرمایا کہ وہان کے لوگون کو ہدایت کریں سو محیصہ نے
فدک میں جاکر ہدایت و تعلیم کرنا شروع کی اور سرکشون کو تخویف کرنے لگے کہ اگر نہ مانوگے تو وہی معاملہ تمہارے
ساتھ کیا جائیگا جو خیبریون سے ہوا وہ بولے اے محیصہ تو بے فائدہ کلام نکر تو اپنے پیغمبر سے کیا ہمکو ڈراتا ہے دیکھ علاوہ

فتح فدک

یاسیر و حارث اور سارے یہودیون کا سردار تھا خیبر کے قلاع ثلاثہ مین موجود ہین اور دس ہزار آدمی جنگی انکے ساتھ ہین
پھر کیونکر خیال کیا جائے کہ محمد ان لوگون کے ساتھ مقابلہ کر سکیگا محیصہ نے جب دیکھا کہ یہ لوگ راہ راست پر نہین آتے
تو ایک دو روز قیام مخبر مراجعت کا ارادہ کیا وہ لوگ بولے اے محیصہ اگر تو فی الجملہ صبر کرے تو ہم اپنے سردارون سے مشورہ
کرکے در صورت صلاح کچھ لوگ تیرے ساتھ محمد کے پاس بھیجین تا کہ صلح کی تدبیر کرین اسی رد و بدل مین تھے کہ دفعۃً
اہل حصن ناعم کی قتل کی خبر پہونچی تو بہت گھبرائے اور محیصہ کی خوشامد کرکے کہنے لگے کہ اے محیصہ وہ کلام جو ہم نے پہلے
کیا تھا کسی سے اسکا ذکر نہ کرنا ہم اس جلدی مین تجھکو بہت کچھ نقد و جنس دینگے تیرے لئے انعام مین ایک حرف بھی اپنے
پیغمبر سے نہین چھپایا انکا غرض کہ محیصہ روانہ ہو کر حضرت کے خدمت مین حاضر ہوا اور تمام سرگذشت التماس کی
یہود فدک نے چالاکی کرکے اپنے سردارون مین سے ایک شخص کو مع ایک جماعت یہود کے حضرت کے پاس بھیجا اور صلح
کرنے آئے بہت گفتگو اور عرض معروض کرکے یہ ٹھہرایا کہ نصف اراضی فدک کی حضرت کو دین اور آدھی اپنے قبضہ مین
رکھین حضرت رحمۃ للعالمین صلعم اسپر راضی ہو گئے اور صلح ہو گئی یہ بات کیونکہ محاربہ و قتال سے فتح نہ ہوئی تھی کہ مثل دیگر
اسلام انکو ہدایت پاکر شرف باسلام ہوتے یا مطیع اسلام ہو جاتے سو ایک امر قہری مین آیا یعنی یہود فدک اپنے سرکشی
چھوڑ کر اطاعت اسلام قبول کی اور نصف فدک دینے پر راضی ہوئے چنانچہ حضرت صلعم نے صلح قبول فرمائی اور باقی نصف
یہود کو دیا اور نصف الخمس وقف کے کیا کہ ابناء السبیل کا صرف ہو چنانچہ خلافت حضرت امیر المومنین عمر تک
فدک کی زمین آدھی انکے قبضہ میں رہی بعد اسکے حضرت عمر نے یہ مصلحت دیکھی کہ یہود کو بسبب سرکشی و دغا بازی کے فدک سے
نکال کر شام کو بھیجدیا اور نصف زمین فدک کی خرید کرکے داخل دار اسلام کردین چنانچہ پچاس ہزار درہم بیت المال سے لیکر بعوض
ابو الہیثم ابن التیہان و زید ابن ثابت و سہل ابن ابی حثمہ کے دیے اور زمین خرید کی اور یہود کو نکال دیا اسی طرح یہود خیبر کو بھی اپنے
خلافت مین خیبر سے نکالا اور انکے شر سے مسلمانون کو بچایا اور خلفاء راشدین کے عہد تک صرف محصول اس مین کا موافق
تجویز رسول قبول رہا ہے القصہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر سے کوچ کیا تو آپ نے وادی القری کے جانب توجہ فرمائی
راہ مین جب صہبا خیبر مین نزول فرما ہوئے تو وقت صلوۃ عصر کے معجزہ رد الشمس ظہور پایا اور اہل وادی القری کے لوگون نے
اہل اسلام کی تشریف لانے کی خبر پائی اور آمادہ جنگ و جدال ہو کے باہر نکلے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی انکو
مقابلہ محاربہ پر طیار دیکھکر غازیان اسلام کی صفین آراستہ فرمائین سعد بن عبادہ کو علم لشکر اسلام عنایت کیا وہ
کمال نرمی سے پیش آئے اور بہت سمجھایا مگر ان سرکشون نے مقابلہ مین سبقت کی ناچار اہل اسلام نے بھی مقابلہ کیا
کہ ایک شب روز یہود وادی القری خوب لڑے اور دس آدمی مارے گئے دوسرے روز صبح کو فتح اسلام ہوئی اور تمام مال و متاع
انکا ضبط ہوا لیکن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے براہ رحمت و شفقت زمین و باغات انھین کو مستاجری مین واپس کردیے
اور انکو وادی القری مین رہنے دیا جب یہ خبر یہود تیما کو پہونچی تو انھون نے خوف کھا کر جزیہ دینا قبول کیا اور بروایت صحیح نزول

سہبا میں زفاف صفیہ واقع ہوا اور اسی غزوہ میں نکاح متعہ حرام ہوا کیونکہ اسوقت تک متعہ حلال تھا پھر روز فتح
مکہ بعد فتح مکہ واقع ہوا ہے مباح کیا گیا اور تین دن کے بعد حرام قطعی ہوا اور بیع مغانم قبل القسمۃ اور وطی حوامل قبل الاستبراء
اور گوشت دراز گوش اہلی و استر و سبع ذی ناب و ذی مخلب اور بیع اشیاء ربویہ بلا رعایت مساوات ممنوع ہوئی صحیح مسلم میں ابوہریرہ
رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلعم غزوہ خیبر سے مراجعت فرما کر جانب مدینہ تشریف لیچلے ایک مرتبہ رات کو اتفاقا
چلنے کا پڑا یہاں تک کہ حضرت کو نیند لگی آخر شب میں واسطے استراحت کے نزول فرما ہوئے بلال سے ارشاد کیا کہ تم رات
کی نگہبانی کرو ہمارے واسطے یعنی خیال رکھو کہ نماز صبح کے واسطے جگا دو سو بلال نماز میں مشغول ہوئے تاکہ نیند نہ آوے
اور پڑھنے نماز جتنی مقدر تھی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مع اپنے یاروں کے سو رہے جب صبح ہونے لگی تو بلال رضی اللہ
عنہ نے اپنے اونٹ سے تکیہ لگا مطلع فجر سے متوجہ ہوئے آنکھ بے اختیار نیند لگی اور اسیطرح تکیہ لگائے سو گئے یہاں تک
کہ آفتاب نکل آیا نہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جاگے نہ اصحاب باصفا نہ بلال باوفا سب سے پہلے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیدار
ہوئے اور ڈرے سو جانے سے اور نماز کے فوت ہونے سے اور ارشاد کیا کہ اے بلال کیا ہوا اللہ تیرا بھلا کرے تو سو گیا تو نے پاسبانی میں
تقصیر کی بلال نے عرض کیا کہ میرے نفس کو [illegible] حضرت کے نفس کو [illegible] فرمایا کہ اپنی سواریاں کھینچ
روانہ ہو یہ منزل شیطان ہے سب لوگ اپنے اپنے اونٹ کھینچ کر اس وادی سے تھوڑے دور چلے اور اترے پھر پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ
وسلم نے وضو کیا اور بلال کو حکم دیا کہ اقامت کہے بلال نے اقامت کہی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی نماز بجماعت ادا کی اور فرمایا
من نسی الصلوۃ فلیصلیہا اذا ذکرہا فان اللہ تعالے قال اقم الصلوۃ لذکری یعنی جو کوئی بھول جاوے نماز خواب سے یا کسی اور
باعث سے پس چاہیئے کہ پڑھے اسکو جسوقت یاد آوے اسکو اسلیئے کہ اللہ تعالے نے فرمایا ہے کہ برپا کر نماز کو میرے یاد کرنیکے وقت فائدہ
سبب خروج وادی میں علما کو اختلاف ہے حنفیہ کہتے ہیں کہ بوجہ خروج وادی بلند ہونا آفتاب کا ہے کیونکہ انکے نزدیک قضا در وقت ارتفاع
منہیہ میں درست نہیں ہے اور شافعیہ کہتے ہیں کہ سبب خروج یہ تھا کہ وہ وادی جای شیطان تھا اسواسطے [illegible] لوگ اوقات منہیہ
مخصوص نوافل جانتے ہیں فائدہ ظاہر حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اذان نماز قضا میں نہیں ہے اور ایک قول امام شافعی کا یہی ہے اور
دوسرا قول یہ ہے کہ نماز قضا میں نہ اذان ہے نہ اقامت ہدایہ میں ہے کہ پیغمبر علیہ السلام نے نماز فجر غداۃ لیلۃ التعریس میں باذان و اقامت
قضا فرمائی تھی اور شیخ ابن الہمام اس بات میں مسلم و ابوداود اور روایات سے احادیث نقل کرکے فرماتے ہیں کہ مسلم نے جو اس قصہ میں
اقامت نقل کی ہے سو منافی ان احادیث کے نہیں ہے کیونکہ صحیح یہ ہے کہ حضرت صلعم نے قضاے فجر باذان و اقامت فرمائی ہے اور
جو لوگ کہتے ہیں کہ مشروعیت اذان اسواسطے ہے کہ آدمی مطلع ہوں اور نماز بجماعت ادا کریں اور نماز فائتہ میں ان [illegible]
نہیں ہے جواب اسکا یہ ہے کہ مشروعیت اذان اگرچہ بنا بر اعلام ہے لیکن ان کلمات کے ذکر میں بھی ثواب ہے [illegible] افضل ہے [illegible]
اذان و اقامت کے فائدہ حدیث شریف میں وارد ہے کہ حضرت نے فرمایا ہے کہ آنکھیں میری خواب کرتی ہیں لیکن میرا دل
بیدار رہتا ہے پس باوجود بیداری دل کے عدم اطلاع طلوع فجر سے کیا معنی جواب اس شبہہ کا یہ ہے کہ اگرچہ دل بیدار [illegible]

و قریب صلعم نہیں ہوا اور جو کوئی کہے کہ اندر وہ کشف روحی کس واسطے دریافت نہ کیا تو ہم کہتے ہیں کہ یہ فعل خدا کا ہے حضرت کے
اختیار سے باہر ہیں کچھ حکمت ہو گی ظاہرا وہ حکمت تشریع احکام کی ہو حضرت شیخ المحدثین عبد الحق دہلوی فرماتے ہیں کہ [illegible]
بیدار است ولیکن گاہ گاہ از اوقات [illegible] دست دہد [illegible] مستغرق گردد تا [illegible] از جمیع صور و معانی
[illegible] چنانچہ [illegible] ایمان [illegible] تجلیات [illegible] باعث نسیان و غفلت [illegible]
[illegible] عظیم [illegible] تحقیق آن [illegible] اسی سال میں وفات ام حبیبہ دختر ابو سفیان ابن حرب
امویہ واقع ہوا [illegible] اسی سال میں [illegible] خیبر کے بعد قتل ابن ابی الحقیق کا
اسیر بن رزارہ [illegible] حضرت نے عبد اللہ بن رواحہ کو تیس آدمیوں کے ساتھ بھیجا
عبد اللہ نے [illegible] حضرت نے [illegible] عبد اللہ نے [illegible] قتل کیا اور مدینہ میں
حاضر ہوئے اور اسی سال میں [illegible] رضی اللہ عنہ [illegible] مشرکان [illegible]
گئے [illegible] اور اسی سال میں [illegible] ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ایک جماعت کے ساتھ
[illegible] اس جماعت [illegible] سلمہ بن الاکوع بھی شامل
تو بعض کو قتل کیا اور بعض کو اسیر کیا [illegible] ایک عورت [illegible] سلمہ بن الاکوع کے ہاتھ آئی صدیق اکبر نے انھیں کو عنایت فرمائی
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے [illegible] اور اسی سال میں بشیر بن سعد [illegible]
[illegible] گئے [illegible]
[illegible] شہید ہوئے اور بشیر بن سعد [illegible] مدینہ
میں آئے یہ خبر حضرت صلعم کو پہنچی [illegible] اسی سال میں [illegible]
مع تین سو [illegible] بھیجا [illegible] وہ لوگ انکے خوف سے بھاگ گئے [illegible] دو آدمی گرفتار ہوئے اور مدینے
میں آکر اسلام لائے [illegible] اسی سال میں ابن ابی العوجاء [illegible] روانہ ہوئے کہ ان کو
[illegible] اور اسی سال میں غالب ابن عبد اللہ لیثی [illegible]
[illegible] ثعلبہ [illegible]
بعد ازاں اسی سال کی ماہ ذیقعدہ میں حضرت صلعم نے [illegible] عمرہ قضا ادا فرمایا روایت ہے کہ اسی سفر میں جناب
رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے میمونہ بنت حارث ہلالیہ سے موضع سرف میں نکاح کیا اور [illegible] اسی
موضع میں زفاف واقع ہوا اور اسی مقام میں سال [illegible] میمونہ نے وفات پائی یہ میمونہ خالہ عبد اللہ
ابن عباس [illegible] خالد ابن ولید [illegible] آنحضرت صلعم محرم تھے اور بعض کے نزدیک وقت نکاح
محرم نہ تھے [illegible] دلیل [illegible] جناب صلعم محرم تھے [illegible] آنحضرت صلعم [illegible]

آنحضرت محرم تھے بالجملہ جب حضرت صلعم کو تین روز مکہ معظمہ مین گذرے تو کافرون نے حضرت علی مرتضیٰ سے کہا کہ مدت
اقامت ختم ہو گئی آپ اپنے پیغمبر سے کہیے کہ تشریف لیجائین چنانچہ حضرت علی مرتضیٰ کے کہنے سے آنحضرت وہان سے روانہ
ہوئے روایت ہے کہ یہ کلام دوپہر کو چوتھے دن سہیل بن عمرو اور حویطب بن عبد العزی نے حضرت علی مرتضیٰ سے کہا تھا
کہ اسی دم آنحضرت روانہ ہوئے اور عمارہ دختر امیر حمزہ رضی اللہ عنہ پیچھے سے پکارتی ہوئی چلین کہ یا عم یا عم حضرت علی
مرتضیٰ نے انکا ہاتھ پکڑ کر سپرد فاطمہ علیہا السلام فرمایا کہ یہ تمہارے چچا کی بیٹی ہے اسکو اپنے پاس بٹھلاؤ جب مدینہ منورہ
مین پہونچے تو علی بن ابیطالب اور جعفر طیار اور زید بن ثابت مین درباب کفالت عمارہ تنازع واقع ہوا ہر ایک نے
اپنے اپنے وجوہ ترجیح بیان کیے حضرت علی نے کہا میرے چچا کی بیٹی ہے اور مین اسکو لایا ہون اور فاطمہ بنت محمد رسول اللہ
میرے گھر مین ہین وہ حقدار تربیت ہین اور زید بن ثابت بولے کہ عمارہ میرے بھائی کی بیٹی ہے مین مستحق تربیت ہون اگرچہ
زید ابن ثابت غلام آزاد و متبنیٰ حضرت رسالت مآب تھے مگر آنجناب نے امیر حمزہ اور زید مین بھائی چارہ کرا دیا تھا اسلیے
انھون نے وقت منازعت عمارہ کو بھتیجی فرمایا اور جعفر طیار نے کہ دس برس علی سے بڑے تھے فرمایا کہ عمارہ میرے
چچا کی بیٹی ہے اور اسکی خالہ میرے نکاح مین ہے یہ معاملہ دیکھکر حضرت صلعم نے علی مرتضیٰ سے فرمایا انت منی وانا منک یعنی مین تجھسے ہون
تو مجھسے ہے یعنی مجھمین اور تجھمین کمال اخلاص ہے اور جعفر ابن ابیطالب سے فرمایا اشبہت خلقی وخلقی یعنی تو میری صورت اور سیرت
مین مشابہ ہے اسمین کمال فضیلت حضرت جعفر کی نکلی کہ حضرت کی ظاہر و باطن سے مشابہت ہونا محمود بات ہے اور زید سے فرمایا انت
اخونا ومولانا یعنی تو ہمارا بھائی اور محبوب ہے پھر جعفر سے فرمایا کہ تو زیادہ حقدار ہے کیونکہ عمارہ کی خالہ تیرے گھر مین ہے اور خالہ بمنزلہ
مان ہے ولا ینکح المرأة علی عمتها ولا علی خالتها یعنے عورت نکاح نہ کیجاے اپنی پھوپھی وخالہ پر یعنی جعفر کو عمارہ سے نکاح بادو وجہ خالہ کے
حرام ہے سو جعفر ابن ابیطالب نہایت خوش ہوئے بعد ازان حضرت ولایت مآب کرم اللہ وجہہ نے عرض کیا یا رسول اللہ
آپ عمارہ سے نکاح کیون نہین فرماتے فرمایا انها بنت اخی من الرضاعة یعنے عمارہ بیٹی میرے بھائی دودھ شریک کی ہے کیونکہ
آنحضرت صلعم نے اور امیر المومنین حمزہ بن ابیطالب نے ثوبیہ لونڈی ابولہب کا دودھ پیا تھا روایت ہے کہ عمارہ کا نکاح مسلمہ
بن سلمہ سے کیا ہو اسی سال مین حضرت صلعم نے ایک فرمان ملک غسان مسمی جبلہ بن ایہم کو لکھوایا کہ وہ اسلام لایا اور ہدایا
باہدایا و تحف مناسبہ حضور رسالت مآب مین بھیجا مگر حضرت امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ کے خلافت مین مکے سے بھاگ کر قسطنطنیہ
مین آیا اور مرتد ہو گیا اور بحالت ارتداد مین مر العیاذ باللہ مین سوء الخاتمہ اور وجہ فرار یہ واقع ہوئی کہ حضرت عمر کے ساتھ بنابر
حج بیت اللہ کعبہ کو گیا اور ایک مرد بنی فزارہ کو ظلماً قتل کیا حضرت امیر المومنین نے قصاص کا حکم جاری کیا [illegible] اسکا
اور اسی سال مین حضرت صلعم نے فروہ بن عمرو جذامی کو خط دوسرا لکھوایا یہ شخص عامل روم سے تھا اسنے اسلام قبول کیا بادشاہ روم نے
یہ حال سنکر اسکو سولی دی مگر بعض اہل تحقیق نے اس حال کو سال دہم مین لکھا ہے القصہ جب سال ہشتم ہجرت شروع ہوا تو باتفاق
بقول جمہور عمرو بن عاص اور خالد بن ولید وعثمان بن طلحہ عبدری جنکی اولاد کے پاس اب کلید کعبہ ہے ایمان لائے اور [illegible]

سے ہجرت کرکے مدینہ منورہ میں حاضر ہوئے مگر بعض اہل سیر اسلام عمرو کا آٹھ سال ہجرت میں بیان کرتے ہیں اور بعض سال ہجرت میں الیحی
اما اسلام خالد بن ولید سے روایت ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے میرے اسلام سے متعلق ہوا تو محبت اسلام میرے دل میں اللہ نے ڈالی
اس روز حضرت صلعم مقدس میں ... کرتے تھے اور میرا ارادہ تعالیٰ جناب کو بار ... مگر حمایت لطف خداوندی
سے آں تک پہنچا اور جب صلح ہوئی تو میں نے خیال کیا کہ اب قریش کو شوکت و قوت باقی نہیں رہی اور نجاشی تابع پیغمبر ہو گئے
بھی نہیں جاسکتا کیونکہ قیصر ... اس کا نصرانی یا یہودی ہو جانا ... میں لکھ ... اور دیکھوں کیا ہوتا ہے
اسی خیال میں تھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ... عمرہ قضا کے لئے مکہ معظمہ میں تشریف لائے تو میں ... جب جناب عمرہ کر چکے
تو میرے بھائی ولید بن ولید سے میرا احوال پوچھا ... اسلام نہیں لاتا رسول اللہ نے مجھے پوچھا کہ خالد
... کیا ہے انسکو ... فرمایا کہ حال اس قسم کے لوگوں ... جب حقیقت اسلام پوشیدہ رہی ہو اگر وہ اسلام
لا ... اور اپنے مرد انگی و شجاعت ... اسلامیان و مشرکوں پر ظاہر ... اسکے حق میں نہایت خوب تر اور میں اسکو غیر پر مقدم
کرتا ... اور ... بہت باتیں ... ہو لیں ... الاسلام ... خط کے وصول ہوتے
سے میں بہت خوش ہوا اور اسلام کی طرف رغبت زیادہ ہوئی ... اور اسباب سفر تیار کرکے جانب مدینہ چلا
میں ... عثمان بن طلحہ ... ملا ... جب ... موضع ہدہ میں پہنچا تو عمرو بن عاص سے ملاقات ہوئی ... ہم تینوں
آدمی باتفاق داخل مدینہ ہوئے حضرت صلعم کو خبر ہوئی ... اور میں پارچہ ... ملتا ... میرا
بھائی ملا ... حضرت رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم ... میں حاضر ہوا آنجناب مجھے
دیکھ کر تبسم ہوئے میں نے التماس کیا السلام علیک یا رسول اللہ حضرت نے بہت خوشی سے فرمایا وعلیک السلام ... میں نے کہا اشہد ان
لا الٰہ الا اللہ وانک رسول اللہ پھر فرمایا الحمد للہ الذی ہداک ... الاسلام ... جانتا تھا کہ ... تجھ کو ... اور ... امید رکھتا تھا
کہ تجھے ... میں نے کہا یا رسول اللہ آپ کو معلوم ہے کہ میں نے کس کس طرح ... بے ادبیاں ... حالت کفر میں کی ہیں
سو آپ دعا ... فرمایا ... الاسلام ... گناہ گذشتہ ... معاف ہو جاتے ہیں میں نے عرض کیا
یا رسول اللہ ... دعا ... آنجناب نے دعا کی ... اللہم اغفر لخالد بن ولید ... بعد ازاں
عمرو بن عاص اور عثمان بن طلحہ ... اسلام ... حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ...
... صحابہ ... ہاتھ ... بیعت ... حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
کیوں ... فرمایا ... اسلام ... گناہ ... ہر گناہ کو
... ہجرت ... گناہ ... عمرو بن عاص ... بیعت ...
... خوفناک ... مجھ کو ... اسلام ...
... ہو گئے ... اسلام ... اسلام

کہ مجھے کون حالت سے معاملہ پیش کرینگے اور کیا مجھے پیش آویگا صحیح بخاری مین ہے کہ ایک مرتبہ عمرو ابن عاص سردار
لشکر تھے سفر مین انکو حاجت غسل ہوئی اور سردی بشدت تھی انھون نے تیمم کیا اور کہا خدا نے تعالیٰ نے
فرمایا ہے لا تقتلوا انفسکم آنجناب صلعم نے یہ بات سنی اور کچھ اعتراض نفرمایا اور بعضی کتب معتبرہ سے واضح ہوتا ہے
کہ معاویہ بعد صلح حدیبیہ اور قبل فتح مکہ ایمان لائے ہین چنانچہ تقریب التہذیب مین لکھا ہے واللہ اعلم اسی سال
مین غالب ابن عبد اللہ لیثی جماعۃ سے املوح پر جانب کدید کہ بروزن جدید ہے بہمراہی چند نفر بھیجے گئے ان لوگون
نے جاکر شبخون مارا اور انکے اونٹ بکریان لیکے جانب مدینہ لیچلے پیچھے ایک جماعت دوڑی اسی وقت اللہ نے
پانی برسایا کہ جنگل فاصل بین المسلمین و الکافرین بھر گیا وہ لوگ مسلمانون تک نہ پہنچ سکے اور غالب مع جماعۃ اپنی صحیح
وسالم مدینے مین حاضر ہوئے بعد اسکے غالب کو بجمعیت دو سو سپاہیون کے جنمین اسامہ بن زید بھی تھے اہالی فدک پر
بنا بر انتقام کشتگان سریۂ بشیر بن سعد کے روانہ ہوئے کہ مقابلہ واقع ہوا اور اکثر اونٹ و بکریان وغیرہ ہاتھ آئے
اسی سال مین شجاع ابن وہب اسدی بجماعۃ بست و چہار نفر ہوازن پر روانہ کیے گئے اونٹ بکریان انکے پکڑ لائے
کہ ہر شخص نے پندرہ پندرہ اونٹ حصے مین پائے اور پندرہ دن مدینے سے غیبت رہی اسی سال مین کعب
ابن عمر غفاری پندرہ نفر سے جانب ذات اطلاع بھیجے گئے محاربۂ عظیم واقع ہوا اور کعب بن عمر مجروح ہوئے جب مدینے
مین آئے تو حضرت صلے اللہ وسلم نے اور لوگونکو بھیجا تب کفار خوف سے بھاگ گئے اسی سال مین سریۂ موتہ واقع ہوا
موتہ بالضم میم و سکون واو بے ہمزہ و بقول جوہری و ابن فارس بجواز ہمزہ اور اکثر روات بخاری نے بلا ہمزہ کہا ہے اور بعض نے
ہمزہ بہر تقدیر ایک قریہ ہے قریات بلقا سے کہ اس مقام سے بیت المقدس دو مرحلہ رہتا ہے اور بعض کے نزدیک ایک شہر
شام از اعمال دمشق مین ہے و علی التقدیرین سبب اس واقعے کا یون واقع ہوا کہ حضرت صلعم نے ایک خط حارث بن عمیر
کے ذریعے سے حاکم بصریٰ کو لکھا جب وہ خط لیکر موتہ مین پہنچے تو شرحبیل ابن عمرو غسانی امیر قیصر نے انکو رسول پیغمبر خدا جانکر مار ڈالا
یہ خبر آنجناب نے سنی تو زید ابن حارثہ رضی اللہ عنہ کو امیر سریہ کرکے تین ہزار مجاہدین کے ساتھ روانہ کیا اور فرمایا کہ اگر زید
شہید ہو جاوے تو جعفر ابن ابیطالب امیر لشکر ہو اگر وہ بھی شہید ہو تو عبد اللہ ابن رواحہ امیر لشکر ہو اور جو وہ بھی مارا جاوے
تو مسلمان اپنی تجویز سے جسے چاہین امیر کرین بعد اسکے لواء سفید عنایت کیا ابن حارثہ کو اور ثنیۃ الوداع تک خود آنجناب
تشریف لیگئے اور وقت وداع ارشاد فرمایا کہ مقتل حارث پہ پہونچکر قوم کو دعوت اسلام کرنا اگر قبول کرین تو بہتر ورنہ جہاد
کرنا یہ خبر شرحبیل ابن عمرو غسانی کو ہوئی اسنے بھی اپنا لشکر جمع کیا بالجملہ لشکر اسلام وادی قری مین فرو کش ہوا اور سدوس
برادر شرحبیل مقابل ہوا اور اہل اسلام کے ہاتھ سے مارا گیا شرحبیل قلعہ مین بھاگا اور دوسرے بھائی کو ہرقل قیصر روم
کے پاس بھیجا اور اعانت چاہی اور قبایل لخم و جذام اور قین و بہرا و بلی سے بھی مدد کی درخواست کی کہ قریب ایک لاکھ
سپاہی کے جمع ہوگئے اور اہل اسلام ہمگین تین ہزار آدمی تھے اسی سبب سے متردد ہوئے اور چاہا کہ سب بیٹھ چالین

عبد اللہ ابن رواحہ نے کہا کہ مارا جانا زندگی سے بہتر ہو واللہ ہم فوج کی قوت سے کبھو نہیں لڑتے تھے ہم تو بقوت دین
لڑتے ہین آخر کار سب لوگ چلے اور شہر موتہ کے متصل مقابل ہوئے تو اول زید ابن حارثہ علم نصرت لیکر فوج کفار مین گھس گئے اور
اور نہایت دلیری سے شہید ہوئے بعد ازان جعفر ابن ابیطالب علم لیکر لڑنے لگے پھر گھوڑے سے اتر پڑے اور اسکو پے کرکے
پیادہ ہوکر لڑنے لگے اول یہی اسپ اسلام مین پے کیا گیا کذا فی مدارج آخر کار حضرت جعفر کا دست راست کٹ گیا
تو علم اسلام دست چپ مین لیا اور لڑتے رہے جب دست چپ قطع ہوا تو علم کو بازو سے تھاما اور ایک کافر رومی نے
دوڑ کر تلوار ماری کہ جسم شریف انکا دو قلم ہو گیا اسوقت عمر انکی بروایتے تینتیس برس کی اور بروایتے اکتالیس برس کی تھی
اس جلدوے مین اللہ نے انکو دو بازو عنایت کیے کہ جنت مین اڑتے پھرتے ہین صحیح بخاری مین عبد اللہ ابن عمر سے روایت ہے
کہ جب حضرت صلعم عبد اللہ ابن جعفر سے ملتے تو فرماتے تھے السلام علیک یا ابن ذی الجناحین اور سبب اس لقب کا یہ ہوا کہ حضرت
صلعم نے جعفر کو بعد شہادت دیکھا کہ دونون بازو رکھتے ہین اور فرشتون کے ساتھ اڑتے ہین جو جعفر شہید ہوئے کہ کیا اسوار
بعد آنکے معلوم ہوا کہ جعفر شہید ہوئے اسی دن سے جعفر طیار کہلائے اور ذو الجناحین لقب ہوا اور ایک روایت ہے کہ فرمایا حضرت صلعم
نے کہ دیکھا مین نے جعفر کو بہشت مین کہ اڑتا ہے فرشتون کے ساتھ اور صحیح بخاری مین عبد اللہ ابن عمر سے روایت ہے کہ جعفر
ابن ابیطالب کو مین نے مقتولون مین دیکھا تو انکے جسم پر نوے سے زیادہ تیر و نیزے کے زخم تھے آخرش بعد شہادت جعفر
ابن ابیطالب کے عبد اللہ ابن رواحہ نے علم اٹھایا کہ وہ بھی شہید ہوئے تب مسلمانون نے خالد ابن ولید کو امیر کیا مگر رات ہو گئی
اس سبب سے لڑائی موقوف ہوئی صبح کو خالد نے یہ کام کیا کہ مقدمہ لشکر کو ساقہ یعنی دنبالہ کیا اور میمنہ کو میسرہ کیا تو کفار نے گمان کیا
کہ لشکر اسلام کی مدد آئی اور گھبرائے پھر خالد نے معارکہ عظیم برپا کیا کہ اس دن نو تلوارین خالد کے ہاتھ سے شکست ہوئین
صحیح بخاری مین ابی حازم سے روایت ہے کہ سواے صفحہ یمانیہ کے اور کوئی تلوار باقی نہ رہی اور اسلام کا غلبہ ہوا اور کفار بھاگے
اور محاصرے سے انکا شمار نہین ہو سکتا مگر اہل اسلام کے بارہ شخص شہید ہوئے اسی لڑائی مین ایک مسلمان قوم حمیر نے ایک
کافر کو مارا اور اسباب مقتول خالد سے طلب کیا خالد نے نہ دیا عوف ابن مالک نے کہا کہ مین تمہارا شکوہ حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم سے کرونگا پس جب لشکر مدینے مین آیا تو عوف نے حضرت سے کہا حضرت نے خالد سے پوچھا کہ تم نے
قاتل کو اسباب کیون نہ دیا خالد نے عرض کیا کہ وہ اسباب بہت تھا اس سبب سے نہین دیا فرمایا اسباب اسکو دو اور پھر جب
خالد عوف کے پاس ہوکے نکلے تو عوف نے خالد سے چادر تھام کر کہا کہ مین نے جو کہا تھا وہی ہوا خالد کو غصہ آیا
یہ احوال حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سنا تو حضرت نے فرمایا کہ اب اسباب مت دے اسکو اے خالد کیا تم چھوڑنے والے ہو
میرے نائب حاکمون کو تمہاری مثال اور ان حاکمون کی مثال ایسی ہے جیسے مثال اس مرد کے جسنے اونٹ و بکریان چرانے کو لین پھر انکو
چرایا یہان تک کہ پیاس کا وقت آن پہنچا پس لیگیا انکو حوض پر پس جانور پینے لگے اس حوض سے صاف صاف پانی پی لیا اور
تلچھٹ رہنے دیا پس صاف صاف تمکو اور تلچھٹ انکو یعنی نعمت کا مال تمکو اور تکلیف لشکر کی حاکمون پر ہو

بدنامی و مواخذہ حاکمون پر یہ ارشاد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خالد کی خاطرداری کی طرح کیا کہ اب اسباب نہ دے
اور حاکمون کی قدردانی کی پس معلوم ہوا کہ بادشاہ کو سردارون کی خاطرداری ضرور ہے تاکہ لشکر پر رعب پڑے ہر ایک
سپاہی سردار پر جرأت نہ کر سکے صحیح بخاری و مسلم مین عائشہ صدیقہ سے روایت ہے جعفر کی شہادت سے انکے گھر والے
نوحہ کرکے رونے لگے کسی نے حضرت صلعم کو اس حال سے مطلع کیا آپ نے فرمایا انکو باز رکھو اُسنے منع کیا تو عورتون
نے نہ مانا اُسنے پھر حضرت صلعم سے کہا کہ عورتین نہین مانتین فرمایا پھر منع کر اسیطرح تین مرتبہ آپ نے اسکو بھیجا مگر عورتون نے
نہ مانا ناچار اُسنے عرض کیا کہ عورتین باز نہین آتین اور مجھپر غلبہ کرتی ہین تب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو
جا اور انکے منہ مین خاک جھونک دے اس حدیث سے نوحہ کرنا اور رونا چلانا کرنا کیسا تمام منع ہونا ثابت ہوا اور
صحیح بخاری مین انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اسی غزوہ مین خالد ابن ولید کا خطاب سیف اللہ ہوا یعنی شجاع
سے شجاعان خدا سے اسلیے کہ ہزار پر حملہ کرتے تھے اور یہ اضافت بزرگی کے لیے ہے بعد اسکے اسی سال مین خبر ہوئی کہ
ایک جماعت قبیلہ بنی قضاعہ بالفتح و بضم اول یعنی قاف و فتح ضاد معجمہ و عین مہملہ گروہ مین و بنو قین ... مجتمع ہو کر چاہتے ہین
کہ اطراف مدینہ مین فساد کرین کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرو ابن عاص کو روانہ کیا اور تین سو مہاجر
وانصار ہمراہ کیے اور تیس گھوڑے اور دو علم ایک سیاہ دوسرا سفید جب قریب تر پہونچے تو معلوم ہوا کہ جماعت کفار زیادہ ہے
ناچار توقف کرکے حضرت صلعم سے مدد چاہی آنجناب نے ابو عُبَیدہ ابن الجرّاح کو مع دوسو آدمیون کے روانہ کیا کہ حضرات
شیخین رضی اللہ عنہما بھی انہین تھے سو انکے پہونچنے سے کافرون کو خوف پیدا ہوا تو اکثر کفار بھاگ گئے اور بعض مقابل ہوئے
جب اسلام کا غلبہ ہوا تو وہ بھی بھاگ گئے عمرو ابن عاص نے چندے توقف کیا اس سریہ مین اونٹ و بکری پکڑ کر ذبح
کرتے اور کھاتے تھے اس سریہ کو غزوہ ذات السلاسل بھی کہتے ہین اسلیے کہ مشرکون نے ایک کو دوسرے سے
باندھا تھا تاکہ بھاگ نہ سکین اور بعض کے نزدیک ذات السلاسل ایک کنوان ہے ارض بنی غدرہ مین صاحب مجمع البحار
نے اس سریہ کو سال ہفتم مین لکھا ہے مگر صحیح یہ ہے کہ سال ہشتم مین واقع ہوا ہے اسلیے کہ بروایت اہل تحقیق عمرو ابن عاص ماہ صفر
سنہ ہشتم مین اسلام لائے ہین اور حضرت نے جو عمرو ابن عاص کو اس سریہ مین امیر کیا با این ہمہ کہ شیخین بھی ہمراہ تھے
سو وجہ یہ ہوئی کہ عمرو ابن عاص قبل اسلام عدو خیر الانام تھا اور ہلاکت اصحاب عظام کے درپے رہتا تھا جب ایمان لایا تو
حضرت رحمۃ للعالمین نے چاہا کہ اثر اس وحشت کو زائل کرین جو قدیم سے ہے قلوب اصحاب مین اور امن مین ہون حضرت
کی طرف سے اور نا امید نہون رحمت خدا سے چنانچہ عمرو ابن عاص امیر بھی ہے اور نماز کے امام بھی تھے تا وقتیکہ مدینہ منورہ مین
آئے پھر اسی سال مین بعد نقض عہد قریش و قبل فتح مکہ ابو عبیدہ ابن الجراح کو کاروان قریش پر جو قبیلہ جہینہ سے تھا
اسکے لوگ دریا کے کنارے بسر کرتے تھے روانہ کیا اور تین سو آدمی ہمراہ کیے انمین عمر ابن خطاب و جابر ابن عبداللہ رضی اللہ
عنہما بھی تھے اثنائے راہ مین زاد راہ باقی نرہا ابو عبیدہ نے فرمایا جو کچھ چیز از قسم طعام باقی ہو سب لوگ جمع کرین کہ حصہ ملے

روزینہ دانہ کھجور کا اور پھر ایک شخص کو تھوڑا تھوڑا دیا گیا یہاں تک کہ ایک کھجور پر نوبت آئی کہ اسی کو چوستے اور
پانی پیتے تھے جب وہ بھی نہ رہا تو درختوں کے پتے پانی میں تر کرکے کھانے لگے اسی سبب سے غزوہ جیش الخبط
بکسر الخاء المعجمہ وسکون الباء الموحدہ کہلاتا ہے اور خبط بکسر کہتے ہیں درخت کے پتے جھاڑنے کو اور بسبب اضطرار لشکر کے لوگوں نے
پتے درختوں کے کھائے تھے یہاں تک کہ منہ اونٹوں جیسے ہو گئے تھے آخر کار دریا کے کنارے پہونچے اور
بھوک نے غلبہ کیا اسوقت پریشان ہوئے تو اللہ نے دریا سے ایک ہی مردہ نکالی ایسی بڑی کہ ایک ماہ کامل
اسی کا گوشت سب لشکر نے کھایا اور صحیح یہ ہے کہ نصف ماہ تمام لشکر نے مل کر کھایا اور بعد ازاں اٹھارہ دن تک بعض
آدمی لشکر کے اور بعضے تمام مہینے تک کھاتے رہے کیونکہ احادیث میں روایات مختلف ہیں بعض میں ایک ماہ بعضے میں نصف ماہ
اور بعض میں اٹھارہ دن ہیں تطبیق بین الاحادیث اسی طرح ہوتی ہے الغرض بالاتفاق لشکر اسلام داخل مدینہ ہوا صحیح مسلم اور
مسند امام احمد میں وارد ہے کہ ابو عبیدہ نے ... وہ مچھلی ایسی تھی کہ اسکے حدقہ چشم میں لوگ بیٹھ جاتے تھے تیرہ آدمی اسمیں بیٹھے
اس سریہ کو سیف البحر کہتے ہیں حضرت جابر سے روایت ہے کہ ایسی بڑی مچھلی ہم نے دیکھی ہی نہیں اسکی پسلی کے نیچے سے آدمی
گھوڑے کا سوار نکل جاتا تھا اول اسکے کھانے میں تردد ہوا کہ یا اضطرار کھانے لگے کہ تین سو آدمی وہاں رہے اور
کھاتے رہے جب مدینے میں آئے تو حضرت صلعم سے یہ قصہ نقل کیا مسلم میں ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ
حضرت نے فرمایا کہ وہ مردہ ماہی رزق تھی کہ خدا نے تمہارے واسطے نکالی تھی سو کیا تمہارے ساتھ اسکے گوشت سے
کچھ باقی ہے تو ہمکو کھلاؤ ابو عبیدہ کہتے ہیں کہ بھیجا کچھ قدر گوشت اسکا پس حضرت نے کھایا اور صحیح بخاری میں ہے کہ ابو عبیدہ نے
اس مچھلی کی پسلی کو ایک کھڑی کی اور ایک شخص کو اونٹ پر چڑھا کر اسکے نیچے بھیجا سر اس آدمی کا نہ پہونچا اور بعضوں
نے نام کہی عنبر لکھا ہے اور حجۃ المحافل میں ہے غزوہ ہے اور قیام ساحل بحر نصف ماہ بیان کیا ہے فائدہ امام اعظم رحمۃ اللہ
علیہ کے نزدیک مکروہ تحریمی ہے کھانا اس مچھلی کا جو کہ خود بخود مرجائے اور پانی پر اترا وے اسی کو عربی میں سمک طافی بولتے ہیں یعنی
طافی بمعنی علو ہے اور نزدیک مالک و شافعی کے طافی کا کھانا نقصان نہیں ہے اور دلیل حنفیہ حدیث ہے کہ ابو داؤد و ابن ماجہ نے
جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جابر نے کہا قال رسول اللہ صلعم ما نضب عنہ الماء فکلوا وما لفظہ الماء فکلوا وما طفا
فلا تأکلوا یعنی جو ماہی کہ فرو ہو دور ہوا آب سبب جزر آن ماہی کو پس کھاؤ اور جو آب سبب مد برآمد آن ماہی کو دو کہ پہونچے
دریا سے آب آیا اور گزر ... چنانچہ یہی اسے و طریق علی ابن ابی طالب و ابن عباس و ابن عمرو ابی ... کما فی الہدایۃ لیکن شرط
حرمت طافی میں یہ ہے کہ پیٹ اوپر ہو کیونکہ اگر پشت بالا ہوگی تو حلال ہے کذا فی چلپی مختصر الفرائد و جامع الرموز و برجندی یعنی
والدر المختار اور قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ اگر مچھلی آفت سے مرے تو حلال ہے جیسا کہ قید آب میں تنگی مکان سے مری یا شبکہ یا تالاب
یا حوض وغیرہ میں کہ مکان تنگ تھا اسکا ... یا بسبب کھانے دوا کے پانی میں ڈالکر مرے اور جو ماہی کہ ہنگام طافی میں
پائی جاوے وہ بھی حلال ہے بخلاف طافی کیونکہ یہ ماہی آفت سے مری ہے کذا فی البزازیہ اور جو مچھلی کہ دوسری مچھلی کے پیٹ سے نکلی

حلال نہین ہی کما فی مجمع البرکات اور اگر ماہی مجروح دریا مین مردہ پائی جاے حلال ہی کذا فی القنیہ اور جو مچھلی کہ سردی یا
گرمی پانی سے مر جاے اسمین دو روایتین ہین ایک یہ کہ حلال نہین ہی کیونکہ حرارت و برودت زمانہ کی صفات ہین اور
اسباب موت یہی واقع ہوتے یہی قول امام اعظم و امام سرخسی کا ہی کذا فی مجمع البرکات اور دوسری یہ کہ حلال ہی کیونکہ موت
اسکی سبب جدید سے واقع ہوئی پس یہ ایسی ہی جیسے آب دریا پانی خشکی مین ڈال دیا اور مر گئی اور اسکی حلت مین شبہہ نہین ہی
اور یہی قول امام محمد کا ہی اور فتوی اسی پر ہی کما فی العنایہ والجمادیہ و مجمع البرکات و خزانۃ المفتیین پس مچھلی جو اہل لشکر اسلام نے
اس سفر مین کھائی اُن حالت اضطرار مین اسی قسم سے ہو گی کہ بسبب شدت حرارت یا برودت پانی سے مر گئی تھی کہ موج دریا نے اسے
بحکم ربانی نکال کر اسلامیون کے روبرو ڈالے کہ انھون نے کھائی فتاوی قاضیخان مین لکھا ہی کہ اگر ماہی مردہ پائی جاے اور بعض جسم
زمین پر ہو اور بعض پانی مین اسپر اگر سر زمین پر ہی حلال ہی اور اگر سر پانی مین ہی تو دیکھنا چاہیے اور اگر زمین پر کم از نصف یا نصف ہی
تو حلال نہین ہی کیونکہ نصف نفس پانی مین ہی معلوم ہوا کہ آفت سے نہین مری بلکہ بمنزلہ طافی ہی اور جو اکثر نصف زمین پر ہی حلال ہی
جسطرح اگر تمام بدن زمین پر ہوتا حلال تھی اذ للاکثر حکم الکل انتہی قولہ پوشیدہ نرہے کہ شریعت مین کوئی وزن مقرر نہین ہی کمافی الدر
و حل انواع السمک بلا ذکوۃ یعنی انواع سمک بے ذبح حلال ہین اور حیوۃ الحیوان مین ہی کہ ذبح ماہی مکروہ ہی مگر جو بزرگ ہو تو ذبح اسکا مستحب ہی
اسکی راحت کے واسطے اور مولانا رفیع الدین محدث نے جوابات سوالات مولوی احمد علی مین لکھا ہی کہ شریعت مین کوئی وزن مقرر نہین ہی
امام ابوحنیفہ کے نزدیک اگر برابر انسان کے ہو یا آدمی کو کھا سکتی ہو تو حرام ہی اور نزدیک دیگر اماموں کے کتنی ہی کلان ہو حلال ہی لیکن سند
اس قول کی لکھی نہین ہی شاید مولانا نے کسی کتاب مین دیکھا ہو اسی سال مین ایک عورت انصاریہ نے اپنے غلام میمون سے ایک منبر حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کے واسطے بنوایا کہ آنجناب وقت مواعظ و نصائح اسپر جلوس فرماتے تھے اور اسی سال کے رمضان مین غزوہ فتح
واقع ہوا اسی کو فتح الفتوح کہتے ہین اور سبب وقوع یہ ہوا کہ صلح حدیبیہ مین یہی ایک شرط تھی کہ جو کوئی چاہے عہد قریش مین در آوے اور جو چاہے
عہد پیغمبر مین ہو بنو بکر نے قریش سے عہد و پیمان کیا اور بنو خزاعہ نے پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے اور ان دونون مین باہم قدیم
عداوت تھی اور چونکہ قریش حضرت صلعم سے لڑنے لگے تو انکی آپس کی لڑائی بند ہو گئی تھی جب کہ حدیبیہ مین قریش سے صلح
ہو گئی تو عداوت قدیمہ بنو بکر و خزاعہ نے ظہور پکڑا اور صورت یہ پیدا ہوئی کہ ایک مرد بنی وایل کا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی
ہجو کرنے لگا وہان ایک غلام بنی خزاعہ کا حاضر تھا اُسنے منع کیا اُس مرد نے نہ مانا خزاعی نے اُسکو مارا کہ اُسکا سر ٹوٹ گیا
تب اُسنے بنو بکر سے فریاد کی انھین سے بنو نفاثہ بنو خزاعہ سے لڑنے پر مستعد ہوئے اور قریش سے مستدعی اعانت ہوئے قریش
نے ہتھیار دیے اور ایک جماعت قریش مانند عکرمہ بن ابی جہل و مکرز ابن حفص و صفوان بن امیہ و سہیل بن عمرو و حویطب
بن عبد العزی پوشیدہ با خواص و توابع شریک ہوئے اور پہلے شب خون مارا پھر تو جنگ عظیم ہوئی کہ لڑتے ہوئے ارض
محترم مین در آئے اور بیس نفر خزاعے قتل ہوئے تب خزاعیون نے نوفل بن معاویہ سے کہ امیر بنو بکر تھا کہا کہ حرم کی عزت
خیال مین رکھو اور خدا سے ڈرو نوفل بولا کہ اگرچہ یہ کلام نہایت بزرگ ہی لیکن آج ہم اسکی پروا نہین رکھتے ناچار خزاعیان نے

بدیل بن ورقا کے گھر پناہ پکڑی اور بنو بکر و قریش اپنے اپنے گھر گئے اور پوشیدہ ہو رہے اور یہ گمان میں تھا کہ ہمکو کوئی نہیں جانتا
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو اسی وقت اللہ نے خبر دی بلکہ خزاعہ کے خبر کرنے والے نے اسی وقت رات میں حضرت کو
پکارا اور استغاثہ کیا اور مدد چاہی حضرت نے جواب دیا لبیک لبیک حضرت میمونہ نے جنکے گھر میں آپ وضو کر رہے تھے
آواز لبیک سنکر پوچھا آپ کسکا جواب دیتے ہیں فرمایا کہ اخزاعہ کا مجھے پکارتا ہوا مجھسے مدد چاہتا ہوا اور فریاد کرتا ہو کہ قریش نے
بنو بکر کی مدد کی بعد ازان صبح کو آنجناب نے حضرت عائشہ سے کہا کہ رات خزاعہ میں ایک بات ہوئی بولیں یا رسول اللہ کیا
آپکا گمان ہے کہ قریش عہد شکنی کرینگے حالانکہ تلوار نے انکو فنا کر دیا ہے فرمایا کہ انھوں نے عہد توڑا تاکہ خدا کا ایک حکم انمیں ظاہر ہو
پھر تین دن بعد اسکی عمرو بن سالم خزاعی چالیس آدمیوں سمیت مدینے میں آیا اور خدمت رسول اللہ میں حاضر ہوا اس وقت آنجناب
مع اصحاب مسجد شریف میں جلوہ فرما تھے اسنے ایک قصیدہ جسمیں سرگذشت مفصل تھی پڑھا حضرت جواب اسکا سنکر فرمایا
حسبک یا عمرو اور کھڑے ہو گئے اور چادر اپنی کھینچے اور فرماتے تھے نصرت نہ دیا جاؤں اگر مدد نہ کروں بنی کعب کی ان امور میں
جنمیں مدد کرتا ہوں اپنے نفس کی اسوقت کچھ ابر بھی تھا حضرت صلعم نے فرمایا کہ یہ ابر مدد کرتا ہوا نصرت بنی کعب پر برسیگا بعد اسکے بدیل
ابن ورقا خزاعی سے فرمایا کہ تملوگ اپنے گھروں کو روانہ ہو وہ لوگ رخصت ہوئے اور قریش اس حرکت شنیعہ سے پشیمان ہوئے چنانچہ
حارث بن ہشام و عبد اللہ بن ابی ربیعہ ابو سفیان بن حرب کے پاس گئے اور کہا اے ابو سفیان بڑا فساد ہوا اسکی اصلاح
ضرور ہے ورنہ محمد بن عبد اللہ اپنے ہم عہدوں کا قصاص لینگے ابو سفیان بولا کہ میری زوجہ ہند نے ایک خواب دیکھا ہے وہ
یہ کہ جانب حجون خون بہتا ہوا اسکے گھر آیا اور خندمہ میں غائب ہو گیا اسوقت سے ہند غمناک ہو رہی اور وہ بھی
ڈرتی ہے اور تمکو معلوم ہے یہ حرکت جو قریش سے ہوئی بڑی حالی سے خالی نہ تھی اور ضرور انکی عقاب اسپر وارد ہے معلوم
ہوتا ہے کہ مدینے میں جا کے محمد صلعم سے عذر کرو اور مدت صلح کو زیادہ کرو اور یہ واردات فساد کی خبر ہو جائیگی تو بہت مشکل ہوگی
چنانچہ ان لوگوں نے ابو سفیان کو جانب مدینہ روانہ کیا اور ام حبیبہ اپنی بیٹی کے گھر آیا اور چاہا کہ فرش حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم پر بیٹھے ام حبیبہ نے کلمات سخت اپنے باپ کے حق میں فرمائے کہ تو مشرک ہے نجاست شرک سے بھرا ہوا ہے بچھونا
جناب سید الطاہرین کا ہے ابو سفیان نہایت ناراض ہوا کہ اے بیٹی تجھے اس فرش پر بیٹھنے نہ دیا یا الیت دیا ابو سفیان غصے ہو کر
حضرت صلعم کے پاس آیا اور درخواست تجدید مدت صلح کے کرتا رہا حضرت نے کچھ جواب نہ دیا ناامید ہو کے حضرت صدیق اکبر و فاروق
اعظم و فاطمہ زہرا کے پاس آیا اور بولا تم لوگ سفارش کر دو سب نے کہا ہمارا کچھ اختیار نہیں ہے اور اپنے باپ سے ... ناامید ہو کر جناب علی
ابن ابیطالب کے پاس آیا اور کہا اے ابو الحسن تم سعی کرو کہ مدت صلح دراز ہو جائے وہ بولے حضرت صلعم کا عزم ہو چکا اب کسی کی
سفارش نہ چلیگی ابو سفیان نے کہا میں نہایت پریشان و مضطر ہوں کوئی راہ کہو جس سے نجات کی صورت پیدا ہو علی مرتضی
نے فرمایا کہ تو اٹھ کے مسجد میں جا اور زبان سے پکار کہ اے لوگو میں نے اپنے عہد میں ... سوا اسکے کوئی بات کی اجتہاد کیا
کہ میرا گمان نہیں کہ محمد میرا عہد ... حضرت سے کہنے لگا اے محمد صلعم میرا گمان ... کہ تم جوار ...

حضرت نے فرمایا اے ابوسفیان تو یہ بات کہتا ہے بعد ازاں ابوسفیان مکے میں گیا اور کیفیت گذشتہ بیان کی قریش نے کہا تو نے
کچھ کام نہ کیا نہ تو لڑائی کی خبر لایا نہ صلح کی علی ابن ابیطالب نے تجھ سے ٹھٹھا کیا تھا اور بعد چلے جانے ابوسفیان کے حضرت رسول مقبول صلعم نے
پوشیدہ سفر کی طیاری فرمائی اور حضرت ابوبکر صدیق سے مخفی ارشاد کیا کہ تم بھی طیاری کرو اسی طرح اور یاروں سے بھی فرمایا لیکن
اصحاب کو بہ سبیل جزم و یقین معلوم نہ تھا پھر حضرت صلعم نے اطراف مدینہ کے قبایل کو لکھا کہ جو کوئی ایمان بخدا
و روز جزا رکھتا ہو سو ماہ رمضان شریف کو مدینہ یا مکے میں مسلح ہو کے آوے چنانچہ جملہ قبایل اسلم و غفار و مزینہ و جہینہ و اشجع
داخل مدینہ ہوئے مگر بنو سلیم کہ وہ منزل قدید میں ملحق ہوئے اور کیفیت حاطب ابی بلتعہ نے قریش کو اسطرح لکھی کہ یا معشر قریش ان رسول اللہ
صلعم جاءکم بجیش کاللیل یسیر کالسیل یعنے اے سردار قریش پیغمبر خدا اس لشکر جرار ہمراہ لائے ہیں جیسی رات آتی ہے جلد آتے ہیں جسطرح
سیلاب اور اگر تنہا ہی تشریف لاوینگے تو بھی اللہ انکی مدد کریگا اور انجاز وعدہ فرماویگا تم اپنی فکر کرو والسلام اور بعضے کہتے ہیں یہ لکھا تھا
ان رسول اللہ یریدکم فخذوا حذرکم اور یہ نوشتہ بروایت صحیحہ مسماۃ سارہ کو دیا تو کہ ام سارہ ولقوے کنیز ابی عمرو کو جو قبیلہ قریش سے
تھی اور جانب مکے جاتی تھی دیا تا کہ قریش کو پہنچاوے یہ سارہ مکے سے مدینہ میں گئی تھی اسوقت آنحضرت صلعم تجہیز لشکر میں مصروف
تھے سو آنجناب نے پوچھا تو مسلمان ہو کر آئی ہے اسنے کہا نہیں پھر فرمایا ہجرت کر کے آئی ہے اسنے کہا نہیں فرمایا پھر کس کام کو آئی ہے
بولی محتاج ہوں چنانچہ حضرت صلعم نے بنی عبد المطلب سے پارچہ و طعام دلوایا سو وہ حاطب کے پاس گئے حاطب علیہ ما علیہ نے اسکو
انھوں نے یہ خط دیا اور دس دینار اسکو دیئے وہ عورت اس خط کو اپنے بالوں میں چھپا کے چلی علام الغیوب نے حضرت رسول مقبول کو
اس حال سے مطلع کیا تب حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے علی ابن ابیطالب و زبیر بن العوام و طلحہ و عمار و ابو مرثد غنوی و مقداد
بن اسود کو فرمایا کہ روضہ خاخ پر سوار ہو کے جاؤ وہاں ایک عورت ملیگی اسکے پاس ایک خط حاطب بن ابی بلتعہ کا لکھا ہوا ہے اس خط کو
میرے پاس لاؤ اور عورت کو جانے دو اگر خط نہ دے تو اسکی گردن مارو فائدہ خاخ بالخائین المعجمتین ایک موضع ہے مابین مکے اور مدینے
اصل میں وہ باغ و سبزہ زار کو بولتے ہیں اور خاخ شفتالو کو کہتے ہیں چونکہ وہاں درخت شفتالو کے بکثرت تھے اسی سبب سے روضہ خاخ
کہلایا بالجملہ علی مرتضی کرم اللہ وجہہ مع اپنے یاروں کے روضہ خاخ پر مسماۃ سارہ سے جا ملے مگر اسکے پاس خط نہ پایا ارادہ کیا کہ پلٹ چلیں
پھر علی مرتضی سوچے کہ حضرت صلعم کا فرمانا جھوٹ نہیں ہے تب تلوار کھینچ کر فرمایا کہ خط نکال نہیں تو مارتا ہوں اسنے بخوف شمشیر خط حاطب
اپنے چوٹی سے نکالا اور حوالہ کیا کہ اسکو لیکے حاضر ہوئے حضرت صلعم نے حاطب سے پوچھا کس سبب سے تو نے یہ خط لکھا تھا
حاطب نے التماس کیا یا رسول اللہ میں مسلمان ہوں مرتد یا منافق نہیں ہوں لیکن میں قریش کا ہوں اسی سبب سے میرے عیال اطفال
مکے میں ہیں اور وہاں کوئی بھائی بند نہیں ہے جو خبر گیری انکی کرے بجز اسکے میں نے چاہا کہ قریش پر اپنا
حق ثابت کروں تا کہ اسکے لحاظ سے انکی محافظت کریں سوا اسکے اور کوئی سبب نہ تھا اور میں خوب جانتا ہوں کہ اللہ تعالی
آپکی فتح ظاہر کریگا میری اس تحریر سے کچھ ضرر نہوگا حضرت نے فرمایا حاطب سچ کہتا ہے حضرت عمر نے کہا یا رسول اللہ یہ منافق ہے
اسکو قتل کیجیے ورنہ ارشاد ہو کہ میں گردن ماروں فرمایا اے عمر تامل کر یہ شخص اہل بدر میں ہے جنگ بدر کی لڑائی میں موجود تھا

شاید کہ خدا بدر والون کے ایمان کو خوب جانچ چکا ہو اور انکو ارشاد کیا ہو اعملوا ما شئتم فقد وجبت لکم الجنۃ یا فقد غفرت لکم یعنی کرو جو تمہارا
جی چاہے مقرر واجب ہوئی تمہارے واسطے بہشت یا یون فرمایا کہ تمکو بخش چکا ہون یعنی انسے کوئی گناہ بھی ہو تو بالکل معاف ہو کذا
فی البخاری فی باب فضل من شہد بدرا اس جگہ سے ثابت ہوا کہ جب حاطب کے بعد حضرت صلعم کو منافق کہا یا اسپر کسی طرح طعن کیا اسکے
لیے ایمان میں خلل ہوا لاکیون کہ وہ بزرگ سب بدری میں تھے یا جلا حضرت امیر المومنین عمر بن خطاب رونے لگے اور کہا اللہ
ورسولہ اعلم اور حاطب کے حق میں یہ کریمہ سورۂ ممتحنہ میں نازل ہوا یا ایہا الذین آمنوا لا تتخذوا عدوی وعدوکم اولیاء تلقون الیہم بالمودۃ
الخ یعنی اے ایمان والو نہ پکڑو میرے اور اپنے دشمنون کو دوست کہ انکو پیام بھیجو دوستی سے القصہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قبل
روانگی پہلی رمضان کو حضرت ابو قتادہ رض کو جمعیت آٹھ سو نمازیون کے ساتھ بطن اضم پر روانہ فرمایا تھا چنانچہ ابو قتادہ [illegible]
حضرت صلعم کے حضور میں آگئے الغرض بعد روانگی قتادہ کے دسویں رمضان کو بعد نماز عصر روز چہارشنبہ [illegible]
ابو رہم غفاری کو یا بقولے ابن ام مکتوم کو یا بقولے کلثوم ابن حصین غفاری کو خلیفہ مدینہ فرمایا اور ام سلمہ رض کو ساتھ لیکے مدینہ سے
[illegible] جب مرعینہ پر کہ بیچ میں مکہ [illegible] کے [illegible] تو لشکر کا اندازہ کیا سات سو مہاجرین مع تین سو اسپ اور چار ہزار انصار
با پانصد اسپ [illegible] اسی طرح اور قبائل [illegible] کو [illegible] فصل سے [illegible]
کی خبر کسی کو [illegible] روانہ فرمایا اور [illegible] بعض اہل کہ جو ہجرت کرکے نکلے تھے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو ملے ازانجملہ حضرت
عباس بن عبد المطلب تھے اپنے بیٹون کے ساتھ حاضر ہوئے کہ انکی تشریف آوری سے آنحضرت نہایت مسرور ہوئے اور فرمایا کہ
اہل و عیال اپنے کو روانہ کرو اور خود میرے ساتھ ہو لو وہ حکم بجا لائے اور اہل و عیال کو روانہ کیا یہ حضرت بہت دنون سے اسلام
لا چکے تھے لیکن چھپاتے تھے اور ہمراہ مشرکین قریش بجبر روز بدر جیسا کہ مذکور ہو چکا تھے اسواسطے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ جو کوئی
عباس سے ملے قتل نہ کرے کیونکہ وہ بجبر نکلے ہیں بقول کلبی کی روایت ہے کہ عقیل بن ابی طالب اور نوفل بن حارث اسیران کا
فدیہ انکے ذمہ قرار پایا تھا اور بعض کے نزدیک جعفر و عقیل کا فدیہ لینے کا ذکر عباس نے لیا تھا اور انکے پاس اس وقت بہت [illegible]
سونا تھا کہ اسی میں سے لوگون کو کھلاتے تھے سو حضرت نے وہ سونا لے لیا عباس بولے کہ یہ فدیہ میں فرمایا نہیں وہ سونا کہان گیا
جو تمنے ام الفضل اپنی بی بی کے پاس بوقت خروج وصیت سپرد کیا ہو عباس بولے کہ اسکی خبر تمکو کہان سے ہوئی فرمایا مجھے
خدا نے مطلع کیا اسی وقت عباس نے کہا اشہد ان لا الہ الا اللہ وانک رسول اللہ سوا میرے کوئی اس راز پر مطلع نہ تھا بعد اسکے
حضرت صلعم نے انکو عمارت سقایہ حاج پر مقرر کیا یعنے قریش کو سقایت سے منع کرتے تھے اور سات ذیارت کی ترغیب دیتے تھے
اور تعمیر و آبادی کعبہ پر بیعت لیتے تھے اور آپ قدم حاجیون کو بلایا کرتے تھے سو چند روز سے ابو لہب انکو قید رکھا تھا
جب حضرت صلعم کی آمد کی خبر ہوئی تو اپنے مرنے کے بعد روپیہ دیکر چھوٹے اور حضرت سے آملے تولد انکا سال فیل سے پہلے ہوا کہ
والدہ انکی ایک عورت قبیلہ نمرہ بیا سطے تھیں انھین نے کعبہ پر اول سے غلاف حریر و دیباج چڑھایا اور سبب
یہ ہوا کہ عباس ایام طفولیت میں گم ہوگئے تو منت مانی غلاف چڑھانے کی جب عباس ملے تب اسنے غلاف چڑھایا

حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے العباس منی وانا منہ رواہ الترمذی عمر شریف اٹھاسی برس کی ہوئی بارھویں رجب یا رمضان ۳۲ بتیس
سال بتیس رو دوم ہجری میں وفات ہوئی جنۃ البقیع میں مدفون ہیں از انجملہ ابو سفیان ابن الحارث ابن عبد المطلب ہیں عم زادہ
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہیں از انجملہ عبد اللہ ابن ابی امیہ بن المغیرہ بن عمۃ حضرت صلعم کہ موضع ابواء میں پہونچ کر ایمان لائے اور
ہمراہ ہوئے پھر حضرت صلعم نے منزل کدید میں مرو استے عسفان میں روزہ افطار کیا اور اہل لشکر کو افطار کی اجازت دی کہ تا آخر
رمضان مضطر رہے اور جب منزل مر الظہران میں جلوہ فرما ہوئے اور مکہ محترمہ چار فرسنگ رہا تو لشکر اسلام میں بارہ ہزار آدمی
شمار میں آئے مگر قریش اب تک غافل تھے کسی کو خبر نہ تھی صرف خوف و ہراس البتہ دلوں میں تھا اس مقام میں سید المرسلین نے ارشاد فرمایا
کہ ہر شخص آگ جلاوے چنانچہ سب نے آتش روشن کی وقت شب ابو سفیان بن حرب حکیم ابن حزام و بدیل ابن ورقا الطریق تجسس
مکے سے برآمد ہوئے اور مر الظہران کی پہاڑی پر چڑھ کر دیکھنے لگے تو روشنی نظر آئی اور تمام وادی پر از آتش نظر پڑا ابو سفیان بولا
یہ آتش عرفہ ہے بدیل نے کہا آتش خزاعہ ہے ابو سفیان نے جواب دیا کہ خزاعہ کمتر ہیں اتنا آگ کثرت یہ لوگ اسی فکر میں ہے اور حضرت عباس
استر شہبا سرور انبیاء صلعم پر سوار ہو باین قصد موضع اراک میں سوچے کہ اگر کوئی ہیزم کش یا شیر فروش ملے تو حال کہوں تاکہ
بخبران مکے سے بیان کرے وہ لوگ اپنی فکر کریں اور بوسیلۂ اخلاص حاضر ہو کے رہائی پائیں دفعتہ ابو سفیان و بدیل و حکیم ملاقی ہوئے
ابو سفیان نے پوچھا یہ کیا زور شور ہے یہ روشنی کیسی ہے عباس نے فرمایا محمد رسول اللہ باشوکت تمام کئی ہزار غازیوں سے تشریف لائے ہیں
اس نے کہا اب صلاح کیا ہے فرمایا تو میرے ساتھ سوار ہو کے حاضر ہو تو میں امان کی درخواست کروں چنانچہ وہ سوار ہوا اور حکیم و بدیل
مکے کو گئے اور عباس عمر خطاب کے ڈیرے کے پاس آئے فاروق اعظم نے ابو سفیان کو دیکھ کر تلوار میان سے لی اور پیچھے دوڑے
اور کہتے تھے کہ الحمد للہ میں نے تجھ کو بلا امان پایا عباس نے شتر بہت جلد ہانکا اور حضرت کے پاس جا پہونچے پیچھے سے عمر بھی آئے
اور جناب رسالت مآب سے عرض کیا یہ ابو سفیان ہے ارشاد ہو تو گردن ماروں عباس نے کہا میں نے اسکو امان دی ہے اسپر دونوں
صاحبوں میں گفتگو سے طول ہوئی تب حضرت صلعم نے فرمایا اے عباس اسکو صبح کو لانا چنانچہ صبح کو لائے حضرت نے فرمایا اے
ابی سفیان کیا ہنوز وقت نہیں آیا جو تو معلوم کرے کہ معبود حق واحد ہے اور میں پیغمبر صادق ہوں فی القول حق ناطق ابو سفیان بولا
کہ تمہارے حلم و کرم میں کچھ شبہہ نہیں ہے اور میں بے شک تمہیں پیغمبر ہوں عباس نے فرمایا اے ابی سفیان فرصت وقت
غنیمت جان و قبل اس کے عمر کے اسلام قبول کر چنانچہ اوسنے بعد توقف دعوت پیغمبر قبول کی اور اسلام لایا عباس بولے

یا حضرت یہ شخص فخر دوست ہے اسکے حق میں کچھ ارشاد ہو فرمایا من دخل بیت ابی سفیان فہو امن و من اغلق علیہ بابہ فہو
امن و من دخل بیت الحرام فہو امن و من القی السلاح فہو امن صحیح مسلم میں ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ جب مکہ فتح ہوا تو حضرت نے فرمایا
کہ جو ابو سفیان کے گھر گیا اسکو امان ہے اور جسنے ہتھیار ڈال دیے اسکو امان ہے تب انصار نے کہا کہ حضرت کو اپنے شہر اور قوم کی الفت
ہوئی اور اپنے وطن کی محبت آئی یہ بات حضرت کو وحی سے دریافت ہوئی فرمایا اے گروہ انصار تمنے کہا کہ اس مرد کو
یعنی پیغمبر کو خواہش ہوئی اپنے شہر کی کیسے یہ بات مقرر ہوئی پھر فرمایا یہ نہیں ہوتا ہے میں مقرر بندہ اللہ کا اور نبی ہوں اسکا نہیں

ہجرت کی خدا کی طرف اور تمہاری طرف اب میری زندگی تمہاری زندگی کے ساتھ اور موت میری تمہاری موت کے ساتھ ہے الغرض ابو سفیان رخصت ہوا حضرت عباس نے کہا یا رسول اللہ میں ابو سفیان کی ارتداد و عناد سے مطمئن نہیں ہوں اسکو یہیں قید رکھنا لازم ہے تاکہ شوکت اسلام دیکھے فرمایا احبس ابا سفیان عند خطم الجبل حتی ینظر الی المسلمین رواہ البخاری عن عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ یعنی روک رکھ ابو سفیان کو پہاڑ کے کٹرے پاس خواہ گھوڑوں کے اژدحام میں تاکہ شکوہ اسلام دیکھے چنانچہ حضرت عباس اسکو لیکر کھڑے ہوئے لشکر نکلنے لگا ابو سفیان ہر گروہ کا نام پوچھتا تھا عباس بتلاتے جاتے تھے ابو سفیان کہتا تھا مجکو ان لوگوں سے اے عباس عبد المطلب کچھ بھی کام نہیں پھر ایک علم عظیم الشان نظر آیا ابو سفیان نے کہا یہ کون ہے حضرت عباس نے فرمایا انصار ہیں مع سعد بن عبادہ انکے علمدار تھے انھوں نے ابو سفیان سے مخاطب ہو کے کہا آج خونریزی کا دن ہے آج حرم میں لڑنا حلال ہے بعد ازاں ایک لشکر جلیل القدر قلیل العدد آیا اس میں حضرت رحمۃ للعالمین سید المرسلین صلے اللہ علیہ وسلم و آلہ تھے علم قصوی پر سوار تھے پلید ہو اعلم و احضرت زبیر و ابن صدیق بدست ایشان بعد ازاں [illegible] الغرض ابو سفیان ساتھ صلح لیا ہمراہ کتاب المغازی تھے ابو سفیان یا عظمت شوکت حضرت عباس سے بولا کہ تمہارے بھتیجے کا ملک عظیم ہو گیا عباس نے کہا یہ نبوت و رسالت ہے ملک و سلطنت نہیں ایک شخص نے [illegible] ابو سفیان نے [illegible] دیا نبی اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی قوم کے قتل کا حکم دیا ہے فرمایا نہیں اسنے کہا سعد بن عبادہ کہتے ہیں فرمایا آج وہ دن ہے کہ [illegible] حضرت [illegible] کعبہ کی عظمت اور کیگی بیا فاخر [illegible] ترش سے فرمایا کہ سعد بن عبادہ سے علم لیکر بیٹے قیس بن سعد کو عنایت کیا اور بعض [illegible] کہ دیا اور ممکن ہے ان دونوں روایتوں میں تطبیق یون ہو سکتا ہے کہ اول حضرت علی بن ابی طالب کو عنایت ہوا پھر بلحاظ سعد کے بیٹے قیس کو دیا اب سعد رضی اللہ عنہ نے خیال کیا کہ [illegible] قوم کا ہوتا تھا زبیر رضی اللہ عنہ کو دلوایا الغرض لشکر اسلام ذی طوی میں پہنچا اسی جا پر فرمائی سید الانبیا صلعم [illegible] قریش نے ابو سفیان پہنچ داخل مکہ ہوا قریش نے استقبال کر کے پوچھا کیا خبر لایا ابو سفیان نے کہا محمد صلعم اس لشکر سے میری آنکھوں نے دیکھا [illegible] نہیں اسکو امان ہے جو داخل بیت اللہ ہوا جو شخص اپنے گھر کا دروازہ اپنا بند کر لے یا ہتھیار رکھ دے اسکو امان ہے [illegible] اسکو مار ڈالو ابو سفیان نے کہا اگر اسلام نہ لائیگی مقتول ہو گی اپنے [illegible] کہتا ہوں جب سید المرسلین مقام ذی طوی پر تشریف فرما ہوئے لشکر کو آراستہ دیکھکر بطور تواضع حضرت نے [illegible] سر مبارک جھکایا [illegible] اور خیال کر کے کہ مکے سے کس طرح کی وحشت اور دہشت سے نکلنے کا اتفاق ہوا تھا اور اب کس عظمت و شوکت سے رب العزت نے داخل کیا اور ایک روایت ہے کہ حضرت نے الان ہی سجدہ کیا اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ [illegible] ہمراہ مہاجرین کدا [illegible] اور سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے ارشاد ہوا کہ ثنیہ [illegible] اور [illegible] اپنی [illegible] داخل مکے سے ہوں کہ علم شریف [illegible] قائم کریں اور ابو عبیدہ [illegible] رضی اللہ عنہ [illegible]

[illegible] سنہ ۸ہجری [illegible] فیصل [illegible] حیرہ الحالی [illegible] عقیل [illegible] وفات سال [illegible] میں [illegible]

[illegible] جحون بفتح [illegible] السلام [illegible] گورستان [illegible] منتخب

غیر سلیح بطن وادی سے جائین اور سب لوگون کو تاکید فرمادی کہ ہمارا خیمہ حجون پر کھڑا کیجیو اور نہایت تقید کر دیا کہ جب تک کوئی
نہ لڑے تم ہرگز نہ لڑیو یا لجملہ لشکر ظفر پیکر مطابق حکم انور روانہ ہوا اور حضرت طریق اذاخر سے تشریف لیچلے روایت ہے کہ ایک جانب سے
عکرمہ بن ابی جہل و صفوان بن امیہ و سہیل بن عمرو بن عبداللہ بن سعد مع جماعہ بنو بکر و بنو حارث بن عبد مناف و طائفہ ہذیل و احابیش خالد
بن ولید سے مقابل ہوئے ناگزیر خالد نے بھی مقابلہ کیا چنانچہ موضع خندمہ مین لڑائی شروع ہو گئی اور لڑائی سخت ہوئی مسلمانون نے
مارتے مارتے دروازہ بیت الحرام تک کافرون کو پہونچایا چوبیس نفر کافرون مین سے ازانجملہ بنی بنو بکر کے چار نفر ہذیل کے مارے گئے اور
دو مسلمان شہید ہوئے ازانجملہ ایک عکرمہ کے ہاتھ سے شہید ہوا اور بروایت صحیحہ صاحب بہجۃ المحافل نے لکھا ہے کہ اس معرکے مین بارہ
یا تیرہ کافر مارے گئے اور خالد ابن ولید کی طرف مین صرف سلمہ بن العلا الجہنی شہید ہوا اور کرز ابن جابر فہری اور حبیش بن خالد اشعری
بھی شہید ہوئے ہین مگر حضرت خالد کے لشکر سے علیحدہ دوسری راہ جاتے تھے وہان مارے گئے بالجملہ کفار قریش نے ہزیمت فاش
اٹھائی اور خالد ابن ولید نے کیفیت مفصل حضور اقدس مین عرض کی فرمایا قضاء اللہ خیر حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ
آنجناب مکے مین داخل ہوئے تو استغاثہ ہوا کہ خالد ابن ولید اہل مکہ کو مارے ڈالتے ہین آنجناب نے ایک آدمی بھیجا کہ خالد سے کہدے کہ ارفع عنہم السیف یعنی تلوار قریش
اٹھالے اسنے جا کر کہا ضع فیہم السیف یعنی تلوار قریش مین رکھ خالد رضی اللہ عنہ نے اور بھی قتل مین گرمی شروع کی یہان تک کہ ستر آدمی کافر قتل ہوئے آپ
حضور اقدس نے خالد پر عتاب فرمایا اور خلاف حکم کرنے کا سبب دریافت کیا خالد نے التماس کیا کہ مجھکو ممانعت نہین پہونچی بلکہ حکم قتل کا پہونچا تھا
آپ نے اس شخص حکم لیجانے والے سے استفسار کیا اسنے کہا ایک شخص سبب کہ آسمان پر یا زمین پر ہین مجھے ملا اسکے ہاتھ مین ایک حربہ تھا اسنے
کہا تو ابن خالد سے کہہ ضع فیہم السیف نہین تو مین تجھے قتل کر دونگا مجبور یا حضرت ایسا جیسا ہوا کہ سوا اس شخص کے حکم کے اور بجا
بجا لا نہ سکا معلوم ہوا کہ وہ شخص فرشتہ تھا اور منظور جناب کبریا یہ تھا کہ ستر آدمی مقتولان احد کے برابر قتل ہو جاوین اسلیے کہ جناب رسول مقبول
صلے اللہ علیہ وسلم نے بروز احد جبکہ چچا آپکے شہید ہوئے تھے فرمایا تھا کہ اگر قریش پر قابو پاؤنگا ستر آدمی قتل کرونگا سو خدا نے آپ
کی بات کو سچا کر دیا الا انی روضۃ الاحباب و المعارج بسبب وقوع اس واقعہ کے حنفیہ کہتے ہین کہ فتح مکہ بجنگ ہوا اور شافعیہ کہتے ہین بصلح
بدلیل امان پیش از دخول القصہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم اپنے خیمے مین جو حجون پر قائم تھا جلوہ فرما ہوئے اور غسل فرما کر فرد پہنی اور خود رکھا
حالت غسل مین بیٹی حضرت فاطمہ علیہا السلام تھین اسوقت ام ہانی بنت ابیطالب نے التماس کیا کہ حضرت علی مرتضی کی خواہش ہے کہ ابن ہبیرہ کے
شوہر کے رشتہ مند کو قتل کرین اور مین نے اسکو امان دی ہے فرمایا ہمنے امان دی جسکو تونے امان دی ہے رواہ البخاری و المسلم اور بعضے کہتے ہین
کہ یہ معاملہ ام ہانی کے گھر مین واقع ہوا اور وہان بعد از غسل حضرت نے آٹھ رکعتین نماز چاشت کی بھی ادا فرمائین الغرض حضرت صلے اللہ
علیہ وسلم مسلح سوار ہوئے داہنے صدیق اکبر بائین اسید ابن حضیر اسی طرح حضرت بلال عثمان و ابن طلحہ اور محمد ابن مسلمہ ہمراہ تشریف کے تھے اور
اسامہ ابن زید ردیف تھے عبداللہ ابن مغفل کہتے ہین کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم با واز نرم سورہ انا فتحنا لک فتحا مبینا پڑھتے ہوئے
بالا احرام داخل حرم ہوئے اور مسجد مین تشریف لائے اور لکڑی سے حجر اسود کو بوسہ دیا اور تکبیر کہی اہل اسلام نے سنا اسے
اہل مکہ پر لرزہ پڑا اور پہاڑون کی چوٹیون پر بیٹھے ہوئے دیکھتے تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سات مرتبہ طواف فرمایا اور بعد

سے آپ نے مشرکین کے بت جو گرد کعبہ کے نصب تھے اور پاؤں انکے سیسے سے جمائے تھے ایک لکڑی سے جو آپ کے
ہاتھ میں تھی اس سے اشارہ فرماتے تھے اور یہ آیت جاء الحق وزہق الباطل ان الباطل کان زہوقا یعنی آیا حق اور مٹا باطل بیشک باطل مٹنے والا
ہے پڑھتے تھے جس بت کے منہ کی طرف اشارہ کرتے تھے وہ بت گر جاتا تھا اور جس کی پشت کی طرف اشارہ فرماتے تھے وہ اوندھا گر جاتا تھا اسی طرح سب
بت اوندھے گر پڑے اور تصویریں جو کعبہ پر تھیں سب کو آب زمزم کے پانی سے دھلوا ڈالا جب ان سے فراغت کر کے کعبہ پر تشریف لیگئے
اس سے فراغت ہوئی تو ارادہ ہوا کہ اندر کعبہ کے تشریف لیجاویں بلال سے ارشاد ہوا کہ عثمان بن طلحہ حجبی سے کنجی لاؤ اور کنجی سلافہ
بنت سعد والدہ عثمان کے پاس تھی حضرت بلال نے طلب کی انہوں نے اس سے انکار کیا کہ تم سے ہم کیسے دیویں دوسرے عثمان بن طلحہ اور
کہتا تھا کہ کنجی سپرد کر دے نہیں تو کوئی دوسرا آکے لے جائیگا اسی دوران میں حضرت صدیق اور فاروق اعظم رضی اللہ عنہما تشریف لائے اور کہا کہ
حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کنجی منگاتے ہیں جلد جا کر دے بلا فرمائے کلید عثمان نے لیکر دی اور کہا کہ یہ تیرے پاس ہے تو
اسے کعبہ میں لیکے پاس حضرت کے عثمان کنجی لیکر حاضر ہوئے حضرت نے کہا عثمان کنجی دے عباس بن عبد المطلب بولے یا رسول اللہ
جمع فرمائیے میرے پاس کلید بھی مجھے دے عثمان اور بہت شاد ہوا اور کنجی لیکے ادا کیا تھا یا حضرت نے فرمایا
عثمان اگر ایمان رکھتا ہے اور یوم جزا پر تو کنجی حوالے کر اس نے کہا اللہ یا رسول اللہ یہ حاضر ہے حضرت نے کنجی پائی اور عثمان بن طلحہ عثمان
طلحہ سے فرمایا کہ اندر بیت جا کے تصویریں نبیوں کی مٹا دو پھر آپ اندر کعبہ کی دیوار دیکھی تصویریں تھیں جب سب جاری ہوا تو
آنحضرت بلال اسامہ بن زید داخل ہوئے اور آپ نے حضرت ابراہیم اسمعیل علیہما السلام کی تصویریں دیکھیں اور فرمایا قاتلہم اللہ
لعنت کرے ان قوم کو جو تصویریں بناتے ہیں اپنے خیال کی بنا پر ... اور ... دیکھا ... ازلام
ابن عربی والو یوسف نے اس روایت کو صحیح جانا ہے انبیائی المواہب تنبیہ حضرت ابراہیم اسمعیل کی تصویریں ان کے تیر
حضرت ابن عباس سے بخاری میں روایت ہے کہ حضرت اقدس نے دیکھا فرمایا اللہ ان کو ہلاک کرے ان کو معلوم تھا کہ ابراہیم
سلام علیہ السلام و اسمعیل نے کبھی تیروں سے فال نہیں لیا فال کے تیرے یہ مطلب تھا کہ ان کو فرو کہ پاس تین تیر تھے ایک پر لکھا تھا خدا نے
اجازت دی اور دوسرے پر لکھا تھا منع کیا تیسرے کو خالی چھوڑا تھا وہ اول سے امر ونہی سمجھتے تھے اور تیسرے میں توقف کرتے تھے اور
ان تیروں کو دونوں پیغمبروں کی تصویروں میں لگا یا تھا کہ لوگ جانیں کہ یہ حضرت بھی فال لیتے تھے جب کعبہ فتح ہوا تو حضرت صلعم
نے جال نکالا اور لعنت کی فائدہ یہ مشہور ہے کہ جب بت گرائے تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے دوش
مبارک پر چڑھایا اور حضرت علی نے اٹھانا ممکن سمجھا تو آپ نے فرمایا میں تیرے کندھوں پر سوار ہوں فرمایا کہ تم بار نبوت نہیں اٹھا سکتے ہو اور میں
بار ولایت اٹھا لونگا سو یہ استاد الاساتذہ حضرت شاہ عبد العزیز قدس سرہ تحفہ اثنا عشریہ میں لکھتے ہیں کہ بت لکڑی کے
اشارے سے گرے تو اسکی کیا حاجت تھی اور شاید یہ مراد ہو کہ کعبہ کے بتوں میں واقع ہوا ہو فائدہ شیعہ اس قصے سے حضرت
علی کی بڑی فضیلت ثابت کرتے ہیں اور فخر کرتے ہیں بعض اہل البیت اس کی وجہ یہ کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے
بیان فرمائی یعنی تم نبوت اٹھا سکے اس سے شرمندگی ہوا اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بڑی

فضیلت ثابت ہوتی ہے کہ بسبب ہجرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے کندھوں پر چڑھا کر غار ثور تک لیگئے یعنی جو بار نبوت حضرت امیر المومنین
علی مرتضے کرم اللہ وجہہ نہ اٹھا سکے اسکو حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے اٹھا لیا حضرات شیعہ کی بیوقوفی ایسی ہی ہوتی ہے جو انجناب کے فضائل
و اوصاف ثابت کیا کرتے ہیں کہ جسمیں کسی مسلمان کو کسی طرح کی گفتگو ہو نہیں سکتی ایسی باتوں سے یہ فرقہ زیادہ تر خراب ہو گیا ہے الغرض جناب رسالتمآب صلے اللہ
علیہ وسلم نے کعبہ معظمہ کا دروازہ کھلوا کر باہر تشریف فرما ہوئے اور آستانہ پر دونوں بازو پکڑ کے کھڑے ہوئے کلید ہاتھ میں جناب لئے ہوئے تھے اسوقت اہل بیت نبوت
کی طرح لوگوں کو آگے سے ہٹاتے تھے اس حال میں علی مرتضی نے عرض کیا یا رسول اللہ کعبہ کی دربانی اہلبیت کو ملے جسطرح سقایہ حاج انکو سپرد ہے
فرمایا آج یوم البر والوفا ہے اور آیت نازل ہوئی ہے ان اللہ یامرکم ان تؤدوا الامانات الی اہلہا یعنے خدائے تعالیٰ حکم کرتا ہے کہ ادا کرو امانتیں امانت والوں
کو اور کلید کعبہ عثمان بن طلحہ کو سپرد فرمائی بعد ازاں عثمان نے ملازمت حضرت اختیار کی اور کلید کعبہ شیبہ اپنے برادرزادے کو دی کہ آج تک سدنہ
بیت اللہ بنی شیبہ کے اتقیا میں ہیں روایت ہے کہ جسوقت کلید کعبہ عثمان کو عنایت فرمائی تو ارشاد کیا تو ہمیشہ کے واسطے لے نہ لیگا کوئی تجسے
مگر ظالم اور ابتک یہی ہے کہ مطابق کلید کعبہ خاندان عثمان میں ہے اور آپنے عثمان کو اسوقت وہ قصہ یاد دلایا کہ قبل ہجرت ہمنے ایک مرتبہ تجسے
کلید اسلئے کھولنے کعبہ کے مانگی تھی تمنے نہ دی اور ہمنے کہا تھا کہ ایک دن یہ کلید میرے ہاتھ میں ہوگی جسے چاہونگا دونگا تمنے کہا تھا اسوقت
قریش ذلیل ہونگے جب یہ بات ہوگی ہمنے کہا نہیں بلکہ عزیز ہونگے عثمان نے کہا درست ہے پس آنحضرت صلعم نے مکہ والوں سے متوجہ ہو کر پوچھا
کہ تم لوگ سمجھتے ہو میں کیا سلوک کرونگا سب نے کہا کہ ہم بہتر گمان کرتے ہیں اور اچھا کہتے ہیں تم سردار بھائی اور کریم ابن کریم ہو اب تمہارا قابو ہے
حضرت نے فرمایا میں بھی وہی کہتا ہوں جو کہ میرے بھائی یوسف نے اپنے بھائیوں سے کہا تھا کہ لا تثریب علیکم الیوم یعنی آج تمپر کچھ الزام نہیں دونگا
[illegible] ارشاد کیا کہ نہیں حلال ہے تم میں کسی کو کہ [illegible] اور تم اطمینان رکھو [illegible]

ایک روایت ہے کہ حضرت صلعم جب دروازہ کعبہ پر کھڑے تو تہلیل فرماتے تھے لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ صدق وعدہ ونصر عبدہ وہزم الاحزاب وحدہ
اور صبح سے تا نماز عصر اسی جگہ جلوہ فرما رہے اور وجہ توقف شاید یہ ہو کہ جن لوگوں کے قتل کا حکم تھا اسکی تحقیق منظور نظر تھی الحاصل اسی عرصہ میں
خطبہ فرمایا اور حرمت ربوا و احکام قصاص و دیات بیان کیے اور بطلان عادی جاہلیت کے تصلیح فرمائے اور مفاخرت نسب سے نہی کی اور
یہ آیت سورہ حجرات کی ارشاد فرمائی یا ایہا الناس انا خلقناکم من ذکر وانثی وجعلناکم شعوبا وقبائل لتعارفوا ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم ان اللہ
علیم خبیر یعنی اے آدمیو ہمنے تم سبکو بنایا ایک نر اور مادہ سے اور رکھیں تمہاری ذاتیں اور گوتیں تا آپس کی پہچان ہو مقرر عزت اللہ کے یہاں اسکو بڑی جسکو
ادب بہت اللہ سے بیتا ہے خبردار یعنی بڑائیاں ذات و قوم کی عبث ہیں صفت بنانا چاہیے صرف ذات کس کام کی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ
فرماتے ہیں کہ یہ آیت ثابت بن قیس کی شان میں نازل ہوئی ہے اور معاملہ یوں ہوا کہ ایک شخص نے ثابت کے بیٹھنے کی جگہ نہ دی تو ثابت نے
کہا ابن فلانہ جگہ دے یہ بات حضرت صلعم نے سنی اور فرمایا کون ہے جو فلانہ کہتا ہے ثابت نے کہا یا رسول اللہ میں ہوں حضرت صلعم
نے فرمایا قوم کا منہ دیکھ ثابت نے دیکھا تب حضرت نے فرمایا کیا دیکھا ثابت نے کہا سرخ و سفید و سیاہ فرمایا تجکو انپر کچھ
تفضیل نہیں ہے مگر دین و تقوی کی اس مقام سے معلوم ہوا کہ اگرچہ آداب مجلس یہ ہے کہ جب کوئی مجلس میں آوے اور جگہ نہ پاوے تو
مجلس والوں کو لازم ہے کہ تھوڑا تھوڑا جنبش کریں تاکہ مکان حلقہ کا کشادہ ہو جاوے یا اٹھ کر بڑے حلقہ کر لیں اتنی حرکت میں غرور نہ کریں جیسا

سورۂ مجادلہ میں [illegible] لا تجد قوما یؤمنون باللہ والیوم الآخر یوادون من حاد اللہ ورسولہ [illegible]
یعنی [illegible] کہا ہے کہ [illegible] اور اللہ [illegible]
یا ایمان رکھتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام [illegible] کسی طرح درست نہیں [illegible] اور مقاتل کہتے ہیں کہ یہ
آیت حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی شان میں نازل ہوئی اور ماجرا یوں واقع ہوا کہ جب فتح مکہ کا وقت آیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بلال کو حکم
فرمایا کہ بام کعبہ پر چڑھ کر اذان کہیں بلال نے اذان کہی تو بعض کفار نے کہ اسلام جدید [illegible] تب حضرت جبرئیل
علیہ السلام نے حضرت صلعم کو اطلاع کر دی تب حضرت صلعم نے ان کو بلا کر ان کے کلمات [illegible]
[illegible] حارث بن ہشام اور عتاب [illegible] حضرت بلال رضی اللہ عنہ
فتح مکہ [illegible] اذان کہنے لگے [illegible]
[illegible]
[illegible]
ارادہ کرتا [illegible] ابوسفیان [illegible]
حضرت جبرئیل علیہ السلام نے تمام قصہ بیان کر دیا [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
میں ابو قحافہ والد صدیق اکبر کے ایمان لانے [illegible]
[illegible] حضرت صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] خضاب [illegible]
خضاب اہل النار [illegible] بالسواد [illegible] خضاب المؤمنین [illegible]
بالحناء والصفرة [illegible] حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خضاب [illegible]
[illegible] خضاب [illegible] حضرت صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] خضاب [illegible]
[illegible] خضاب [illegible]
[illegible]
بعض اصحاب کرتے تھے الا سوائے وسمہ کے اور خضاب سیاہ جائز نہیں لیکن نزدیک [illegible]
شیخ [illegible] محدث نے شرح سفر السعادت میں امام ابو یوسف [illegible] حالت قتال میں [illegible]

[illegible] واسطے تزئین کا ہر بیت [illegible] خود کذا فی شرح آداب القاضی اور تحقیق صحیح ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خضاب کرتے تھے مہندی
اور کتم کا لیکن رنگ اسکا سیاہ نہ تھا بلکہ سرخ مائل بسیاہی تھا اور یہی منقول صحابہ سے ہے اکمل کی شرح مشارق مین ہے کہ خضاب مین
دو مقام ہین اختلاف ہے ایک یہ کہ نبی صلعم نے خضاب کیا یا نہین انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مجھکو آپکا خضاب کرنا معلوم نہین اور بعضون نے
کہا کہ خضاب کیا تھا حجت انکی حدیث ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی ہے کہ انھون نے حضرت کا زرد خضاب دیکھا اور قول مختار یہ ہے کہ آنحضرت صلعم
نے کسی وقت خضاب کیا اور اکثر ترک کیا جو کسی نے دیکھا ہے وہ بیان کیا دوسرا مقام یہ ہے کہ خضاب افضل ہے یا ترک نزدیک بعض کے ترک
افضل ہے اسلیے کہ تغییر پیری سے نہی وارد ہے اور بعض کے نزدیک خضاب افضل ہے کہ صحابہ کرام کی ایک جماعت نے خضاب کیا ہے حضرت صدیق اکبر
حنا کا خضاب فرماتے تھے اور بعض زعفران سے خضاب کرتے تھے چنانچہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے اور بعضے سیاہ خضاب
کرتے تھے چنانچہ حضرت عثمان اور حسن اور حسین اور عقبہ بن عامر اور ابن سیرین رضی اللہ عنہم سے منقول ہے اور ہم حنفیون کا مذہب یہ ہے کہ حنا
اور وسمہ کا رنگ سیاہ ہے چنانچہ قتادہ و قاضی خان مین مذکور ہے نووی شافعی مذہب نے کہا کہ ہمارا مذہب استحباب خضاب کا ہے مرد اور عورت کو زرد یا
سرخی کا اور صحیح قول مین خضاب سیاہ حرام ہے اسواسطے کہ حدیث صحیح مین وارد ہے پیری کو تغیر کرو اور بچو سیاہی سے انتہی قول الاکمل
طحاوی اور حموی مین ہے کہ سیاہ خضاب کی حرمت غیر مجاہدین کے حق مین ہے اور غازیون کو حرام نہین کافرون پر رعب ڈالنے کیواسطے
اور صحابہ کیا ہے جو خضاب سیاہ کیا شاید یہ اسکا یہی محل ہے کاتب اوراق نے اپنے استاد میرزا حسن علی محدث سے سنا در اپنے اساتذہ
اہل بیت سے نقل کرتے ہین کہ منع وہ سیاہ خضاب ہے جو وسمہ کے سوا اور چیزون سے ہو پس معلوم ہوا کہ سیاہی کے خضاب سے وسمہ کا خضاب
مستثنیٰ ہے اسواسطے کہ یہ بخاری شریف مین وارد ہے کہ جب امام حسین علیہ السلام کا سر مبارک شہید ہو کر شام کو گیا تھا تو ریش مبارک مخضوب بخضاب وسمہ
تھی واللہ اعلم وعلمہ اتم القصہ بعد خطبہ وغیرہ آنحضرت کوہ صفا پر تشریف لے گئے اور وہان اجلاس فرمایا اور حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کھڑے ہوے
اور اہل قریش بیعت کرنے لگے حضرت نے عورتون کی بیعت مین ایک گوشہ چادر کا پکڑوایا تھا پھر ام ہانی بنت ابیطالب کے گھر تشریف
لائے اور غسل کرکے آٹھ رکعت صلوٰۃ ضحی یعنی نماز چاشت ادا کی اور سجدہ و رکوع دراز کیا پھر منزل گاہ پر کہ شعب ابیطالب وخیف
بنی کنانہ تھا جلوہ افروز ہوے قبل نزول ارشاد ہوا تھا کہ گیارہ مرد چھ عورتین جہان کہین ملین قتل ہون ایک عبد العزی ابن خطل پس بعد فتح
خانہ کعبہ [illegible] کہ پر وقت فتح آکر کعبے کے پردون سے لپٹ گیا تھا جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم طواف مین تھے ایک صحابی نے التماس کیا
کہ ابن خطل متعلق باستار الکعبہ فرمایا اقتلوہ چنانچہ ابو برزہ اسلمی رضی اللہ عنہ نے قتل کیا یہ مرد و پہلے مدینے مین آکر مسلمان ہوا تھا آپنے
عبد اللہ نام رکھا اور ایک قبیلے کی زکوٰۃ لینے کو مع ایک شخص خزاعی کے روانہ فرمایا اسنے خزاعی کو قتل کیا پھر اس خوف سے کہ قصاص
مین قتل ہونگا مدینے کو نہ گیا اور زکوٰۃ کا مال لیکے مکے کو روانہ ہوا سو آپنے اسکا خون ہدر کیا تھا کہ مارا گیا دوسرے عبد اللہ
بن سعد بن ابی سرح اخ رضاعی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کہ وہ کاتب وحی تھا کبھی اعرابات مین اس خبیث کے کلمے مین جسطرح
واللہ سمیع علیم خواہ ان اللہ غفور رحیم ہے اسنے تبدیل کی اور کبھی قبل اسکے کہ آپ ارشاد فرماوین اس خبیث کا کلمہ اسکی زبان پر گذر گیا
آپنے کہا یہی کلمہ لکھو تو اسنے لوگون مین کہنا شروع کیا کہ محمد کو خبر نہین ہوتی مین جو چاہتا ہون لکھ دیا کرتا ہون [illegible]

تھے سو یہ بات آنجناب پر کھل گئی اور وہ مرتد ہو کر بھاگ گیا اور فتح کے دن حضرت عثمان اسکو اپنے ساتھ لیکر آئے اور [illegible]

کی کہ قصور معاف ہو ابو عبدالرحمن [illegible] آنجناب کے روبرو [illegible] حضرت عثمان نے کہا یا حضرت [illegible]

بھاگتا ہے فرمایا میں نے اس سے بیعت نہیں کی [illegible]

[illegible]

اسلام صفوان

سے معاف کیا ساتوان صفوان بن امیہ یہ شخص بڑا موذی اور اپنے باپ امیہ بن خلف کا خلف تھا اُسنے سُنا کہ میرا خون ہدر ہوا ہے سو اپنے
غلام یسار کے ساتھ جانب جدّہ بھاگ گیا عمیر بن وہب جمحی نے سفارش کی آنحضرت نے مہلت دی تب عمیر اُسکو لایا اور ملتمس ہوا کہ یا رسول اللہ
آپنے صفوان کو دو مہینے تک امان دی ہے فرمایا ہان چار ماہ تک امان ہے یہان تک کہ غزوہ حنین واقع ہوا اُسمین حضرت نے کچھ زرہین عاریتاً لین
جب فتح ہوئی تو غنیمت بہت ہاتھ آئی چنانچہ ایک بیابان بھیڑیون اور بکریون اور دنبون سے بھرا ہوا ہاتھ لگا صفوان نے تعجب کیا کثرت
مویشی پر حضرت نے اُسی کو ہبہ فرمایا اُسی وقت صفوان موضع جعرانہ مین اسلام لایا اور کہا کہ یہ سخاوت سوا پیغمبر کے دوسرے
سے محال ہے آٹھوان حارث بن طلاطلہ بضم طا اور کسر طا ثانیہ تھا یہ مردود حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ہجو کیا کرتا تھا فتح کے دن
حضرت علی نے قتل کیا نوان کعب بن زہیر بضمہ زا بصیغہ تصغیر تھا اسکا جرم یہ تھا کہ اُسنے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ
کی ہجو کی تھی اول حضرت کی خبر سُنکر بھاگ گیا سال نہم ہجرت مین اول اپنے بھائی حقیقی بجیر بن زہیر کو واسطے دریافت حال بھیجا وہ بسبب
سابقہ معرفت کے حضرت صدیق اکبر سے ملاقی ہوا اونکی ہدایت سے حضور اقدس اعلے مین حاضر ہوکر مسلمان ہوگیا کعب کو یہ
بات ناگوار ہوئی کہ مجھسے نہ پوچھا اور اسلام قبول کیا اُسنے کچھ اشعار لکھ بھیجے ازانجملہ یہ بیت بھی ہے بیت سقاک ابو بکر بکاس رویۃ
فانہلک المامون منہا وعلکا یعنے پلایا تجھے ابوبکر نے بڑا پیالہ پھر سیراب کیا تجھے مامون نے اُس سے اور مکرر دیا مامون محاورے مین
اسکو کہتے ہین جسکو جن سے رابطہ ہوا اور جن کا امر اُس سے پوچھتے یہ کنایہ آنحضرت سے تھا اسی طرح اور بھی ہجوین کی تھین آخر کار بصلاح
اپنے بھائی کے مدینے مین آیا آپ مسجد شریف مین تھے دفعۃً مسجد کے دروازے پر اونٹنی بٹھا کر بلا تامل کہا مین کعب بن زہیر ہون اشہد ان
لا الہ الا اللہ اشہد ان محمد رسول اللہ [illegible] کر قصیدہ بانت سعاد جو لغت مین لکھا تھا سنایا ایسا خوش ہوئے کہ ردائے مبارک
صلے مین عنایت فرمائی اور اس بیت مین ان الرسول لسیف یستضاء بہ مہند من سیوف الہند مسلول آپنے اصلاح فرمائی کہ لسیف کی جگہ لنور
کردیا اور سیوف الہند کی جگہ سیوف اللہ پھر کعب سے پوچھا یہ شعر سقاک ابو بکر الخ تیرا ہے اُسنے براہ ذہانت دو لفظین بدل دین کہ اس ہجو کے
جگہ مدح ہوگئی یعنی سقاک ابو بکر بکاس رویۃ فانہلک المامون منہا وعلکا یعنے پلایا ابوبکر نے پیالہ خوشگوار پھر سیراب کیا تجھے
اُسنے جو امانت دار ہین وحی مین اور مکرر دیا آنحضرت کعب کی حاضر جوابی اور جودت طبع سے بہت راضی ہوئے نقل ہے کہ امیر معاویہ نے
بعوض دس ہزار درہم کے چادر مبارک لینا چاہی تھی کعب نے نہ دی لیکن بعد وفات اُنکی اولاد سے معاویہ نے بیس ہزار درہم کو لے لی
کہ ناصر الدین کے عہد تک وہ چادر شریف موجود تھی ہزار وتبرک کذا فی العوارف فائدہ اس مقام سے صاف ثابت ہوا کہ شعر حسن کا سننا اور
پڑھنا مسجد مین جائز ہے اور جو بعض علما منع کرتے ہین اُنکی مراد وہ اشعار ہین جنمین ذکر شراب کباب امارد و نسا وغیرہ امور منہیہ کا ہو اور شعر کی
تین قسمین ہین حرام اور مباح اور مستحب حرام وہ ہے جسمین ہجو مسلم اور سراپا دروغ اور وصف خد و خال زن اجنبیہ معینہ یا امرد معین
یا قصہ [illegible] وغیرہ محرمات شرعیہ ہو مگر مصطلحات صوفیہ اہل معرفت اس سے مستثنے ہین اور مباح وہ ہے جسمین ہجو کافر حربی
یا [illegible] یا عشق [illegible] وصف خد و خال از وجہ یا مملوکہ یا سعاد و سلمی یا زید و عمرو یعنے امرد و زن غیر معین کی ہو
[illegible] اس طرح اشتیاق [illegible] بیان کرے [illegible] زوجہ یا مملوکہ سے واقف ہوجاوین بلکہ سعاد و سلمی سے استعارہ کرے

قتل ابن طلاطلہ

اسلام کعب

وجہ وقوع فعل خلاف مروت سے مردود الشہادۃ ہوجاویگا قال الشافعی ج وتقبل الا ردی فی العادۃ اذا تشبب بامرءۃ بعینہا

افحش الا ترد شہادتہ الا انہ یمکن الی تشبب بجہۃ واستہ فی اللغۃ الشعر الذی فیہ تغزل وفحش حرام کرہ وان کانت مباحۃ فلا ترد

شاعر اور وطرح پر ہوتا ہے یا محمول پر مبالغہ ہو نہ ہو میں اگر حمل پر مبالغہ ممکن ہے تو جائز ہے مثلاً حسن ہو اور حضرت حسان بن ثابت و عبد اللہ

بن رواحہ وکعب بن مالک شعرائے رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہے یا مختصر ابی تحقیق قائل تو سلط بیتی اگر بالفعل اسکان نہ ہو خارج

تو مرکب مبالغہ بیشتر ہو الاجائز اسلیے کہ کلام الٰہی و حدیث رسالت پناہی اور اقوال صحابہ اور تابعین میں بجا مبالغہ واقع ہوا ہے اور جب

جھوٹ یا قبیح ہے کہ جس دروغ کا احتمال کسی طرح حمل مبالغہ پر نہ ہوسکے تو حرام ہے قال الرافعی ہو الاصح وانہ کسائر انواع الکذب اور شعر

دو قسم ہے ایک وہ کہ جس میں گذشتہ و دروغ و مدح انبیا و اولیا و توحید و نعت شوق و ذوق محبت الٰہی ہو دوسرا وہ کہ جس میں بیان

مکارم اخلاق و مواعظ ہو جس طرح اشعار حضرت مولانا روم و خواجہ حافظ و حضرت شیخ سعدی علیہ الرحمۃ قال ابن عبد البر ان الشافعی قال ان الشعر

کلام حسنہ حسن وقبیحہ قبیح کذا قال ابن حجر الہیثمی در تحفہ کتب ہے واضح ہو کہ حضرت ابوبکر و علی رضی و عمر فاروق رضی و عائشہ صدیقہ رضی اللہ

عنہم نے شعر کہے ہیں مگر جناب پیغمبر خدا صلعم نے خود کوئی شعر نہیں فرمایا اور اللہم لا عیش الا عیش الآخرۃ فاغفر الانصار والمہاجرۃ

کلام موزون بلا قصد صادر ہوا اور قصیدۂ ابوالبیت ان دنوں فرماتے ہیں انہ و الابیات من الرجز و الرجز لیس بشعر اور من السحر فی الکلام

فائدہ فضیلت اس شخص کی جو چھپا ہوئے گناہ کرتا ہو اور جو اسکی دست ہو جنانچہ کتب ہے جہیں ہوا ہو پر وشکایت جہکو

درست ہو یک کایت ظلم خالک ہو جسکی دست صالح جو شیو کے تیری دست کو اگر کچھ تعلق اس جا ہو بیان ہو ان ظلما غیبت اسکا تا

نہ لیا ہو جس طرح جارث اور اسما الرجال میں لکھا جاتا ہو یا کچھ ہیچ جو ظاہر نہ ہو ثابت ہوا ور اصل حقیقت میں نقصان ہو تو اسکا حال ظاہر

کر دینا چاہیے تاکہ اور کوئی اسکے فریب میں آ جسے کچھ جو کام کو ظاہر عمل میں لاوے نجات ہی اور طبرانی نے حضرت ابوہریرہ سے روایت

کی حضرت صلعم نے فرمایا یہ امت کے گناہ سب معاف ہونگے مگر انکے گناہ نہ معاف ہونگے جو اپنے پوشیدہ گناہوں کو ظاہر کرتے ہیں اور نا

یہ بات بھی ظاہر میں اخل ہو کہ بندہ رات کو کوئی برا کام کرے پھر صبح کو اسی حالت میں ہو کر اسکے رب نے اسکا گناہ چھپایا تھا اور وہ شخص

یوں کہے کہ اے میاں فلانے شب تو رات کو ایسا ایسا کام کیا رات کو اسکے رب نے گناہ چھپایا تھا اور وہ صبح کو خدا کے پردہ کو

کھولتا ہو بیان سے ثابت ہوا کہ پوشیدہ گناہ کو ظاہر کرنا باعث گناہ کا ہو فاش کرنا اسکے شرم کے ہے تو خدا پردہ پوشی کرے کہ وہ

ستار العیوب ہے جب اسنے پردہ فاش کیا تو مغفرت و پردہ پوشی کے لائق نہ رہا اور جو شخص ذلت و قبول ایسا کرتے ہیں گویا اپنا جرم

نکمال حرص سے جانتے ہیں ہر گاہ ایسے گنہگار کا یہ حال ہے تو اس فاسق کا حال جو بے تکلف سب کے سامنے گناہ کرتا ہو اور شرم اپنے

جیتے جی نہیں کرتا کیا ہوگا پھر ایسا و بیباک جانکر حرام کرتا ہو اگر نہ ہوتا تو لا ئیقے ہو شرم اس سے شرم کرتا یا جو لوگ اس فعل کو

نہیں کرتے ہیں ایسے شرماتا اور ابتنی آیات و احادیث بخوبی منتج ہوا کہ جو لوگ گناہ دلیر ظاہر الحق سب پر وہ کرتے ہیں جس طرح

ہمارے عہد کے لوگ بیبیوں اور لونڈیوں کو واسطے حرامکاری کے نوکر رکھتے ہیں یا بے تامل لپنے پاس سے لاتے ہو نہ شیخ کے

سو بلا شبہ قباحت اس فعل کی باعتقاد اسکی زائل ہو جاتی ہو اور انکے دل میں خوف عذاب کچھ نہیں رہتا ہے گویا کھانے پینے کی

سی عادت سمجھتے ہین گو کہ جانتے ہین کہ یہ گناہ شرع مین حرام ہے اور اسپر منع شدید وارد ہے اور زبان سے بھی اقرار کرتے ہین کہ یہ گناہ ہے اور
اسی کا نام استباحت معصیت ہے اسلیے کہ استباحت گناہ یہی ہے کہ گناہ کو مباح جانے نہ یہ کہ مباح کہے اور ورود حرمت اُس گناہ کا بھی
انکار کرے بلکہ جب فاسق نے خوف عقاب کیا اور اسکو اعتقاد قبیح نہ جانا تو وہ گناہ مباح ہو گیا اور معاملہ مباحات اُس گناہ کے
ساتھ عمل مین لایا استباحت کفر ہے بعضے فقیہ ظاہر مین یہ سمجھتے ہین کہ انکار ورود حرمت بھی شرع مین لازم استباحت ہے سو
یہ بات تو نادر الوقوع ہے اور از روے احادیث و آیات تحقیق استباحت مین اسی قدر کافی ہے جو بیان کیا گیا انکار ورود
حرمت دل و زبان سے ضرور نہین ہے بسا اوقات بعض لوگ اسطرح اعتقاد کرتے ہین کہ شرع مین فلان
معصیت بنظر مصلحت عام حرام ہوئی ہے تا کہ رسم فاسد شیوع پذیر نہو اور رفتہ رفتہ دوسری قباحت پیدا
ہو جاے اور بنا بر تخویف و ترہیب وعدہ عقاب و عذاب فرمایا ہے اور فی نفسہ یہ فعل کچھ قباحت نہین رکھتا ہے اور عقاب
اسپر مترتب نہین ہوتا ہے کذا حقق المحقق الدہلوی فی تفسیرہ العزیزی دسوان وحشی قاتل حمزہ ابن عبد المطلب عم
رسول الثقلین صلے اللہ علیہ وسلم کہ روز فتح مکہ بھاگ کر طائف مین گیا اور ایمان لایا اور ایلچیان طائف کے
ساتھ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور مین آیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکو پہچانا اور کیفیت شہادت
حضرت امیر المومنین حمزہ ابن عبد المطلب کی پوچھی اسنے بیان کی تو روبرو آنے سے منع فرمایا چنانکہ وحشی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
سامنے نہ آتا تھا اور اسی وحشی نے زمان خلافت امیر المومنین حضرت صدیق کہ رضی اللہ عنہ مین مسیلمہ کذاب کو قتل کیا چنانچہ وحشی کہا کرتا تھا
قتلت خیر الناس وقتلت شر الناس گیارھوان عبد اللہ ابن زبعری کہ مسلمانون کی ہجو بہت کرتا تھا فتح مکے کے روز باتفاق ہبیرہ
ابن ابی وہب شوہر ام ہانی بنت ابیطالب جانب نجران بھاگ گیا بعد چندے مدینے مین آکر مسلمان ہوا اور ہبیرہ مشرک مرا بارھوان مرد و
لیکن عورتین سو اول مسماۃ ہند بنت عتبہ زوجہ ابو سفیان تھی سو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو ایذا دیتی تھی فتح کے روز نقاب منھ پر ڈالے
اور عورتون کے ساتھ حضور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم مین حاضر ہو کر اسلام لائی اور نقاب اٹھا کر کہنے لگی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
مین مسماۃ ہند ہون زوجہ ابو سفیان بن حرب کی حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر مسلمان ہے تو تیرے حق مین بہتر ہے اسنے عرض کیا کہ میرا
حال تھا کہ سب سے زیادہ آپکی دشمن رکھتی تھی اب مین سب سے زیادہ دوست رکھتی ہون حضرت نے فرمایا اور بھی محبت زیادہ ہوگی پھر وہ گھر مین جا کر بتون کو
توڑ ڈالے ٹکڑے ٹکڑے کیے سب عورتون نے آنحضرت سے بیعت کلامیہ فرمائی دوسری قریبہ بصیغہ تصغیر بضم القاف وفتح الراء وسکون التحتانیہ
تیسری قرتنا بفتح القاف وسکون الراء المہملہ وفتح التاء قریبہ بعد النون یہ دونون ابن خطل کی لونڈیان تھین اور مسلمانون کی ہجو گایا کرتی تھین سو فتح
مکے مین قرتنا ایمان لائی اور قریبہ قتل ہوئی اور قرتنا موسنہ خلافت حضرت عمر یا اوائل خلافت حضرت عثمان تک زندہ تھی چوتھی ارنب
کنیز آزاد ابن خطل وہ بھی ماری گئی پانچوین سارہ کنیز آزاد عمرو بن ہاشم کی تھی اور صحیح یہ ہے کہ کنیز آزاد بنی عبد المطلب کی تھی اسکے معاملے
مین اختلاف ہے ابن ہشام و صاحب عنوان الدہر و ابن حجر مکی کہتے ہین کہ سارہ اسلام لائی اور حمیدی جامع صحیحین اور مولف
کامل التواریخ کے نزدیک قتل کی گئی اور قاتل اسکے امیر المومنین علی ابن ابیطالب کرم اللہ وجہہ تھے چھٹی ام سعد وہ بھی قتل ہوئی

نہیں ہیں علیہم وہ کون تھی اور کیا جرم تھا اور کسنے اسکو قتل کیا اور ذی الملاح اختصت فتح مکہ روایت ہے تاریخ سنہ ہشتم رمضان میں [illegible]
رمضان المبارک واقع ہوئی اور تاریخ ششم شوال تک حضرت صلعم مکہ معظمہ میں جلوہ فرما رہے اور نماز قصر پڑھتے رہے یعنی چار رکعت کے دو رکعت ادا کی اور یہی اصح ہے
کہ تعیین یوم خروج مدینہ و تاریخ فتح مکہ و یوم خروج مدینہ و تاریخ فتح مکہ و مدت توقف مقام مکہ و یوم خروج مکہ میں بہت اختلافات ہیں اور جو کہ اصح
بعد تھا اس مقام میں لکھا گیا حاصل یہ کہ ایام توقف میں کئی واقعے پیش آئے ایک یہ کہ خالد بن ولید کو اشراف قریش سے تھیں عزی کی
مسکا ہاتھ کاٹ لیا دوسرے پچیسویں رمضان شریف کو خالد بن ولید سے ہم تقریب تنگ کدہ عزی روانہ ہوئے اور جا کے تنگ کدہ کو کھود ڈالا اور آکر آنحضرت کو خبر کی
فرمایا تو نے کچھ دیکھا خالد نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ کچھ نہیں فرمایا پھر جا تو نے عزی کو نہیں توڑا تب خالد بن ولید بحالت غصہ و غضب وہاں
گئے اور تلوار برہنہ ہاتھ میں لیکر عزی کو تلاش کرنے لگے دفعتاً ایک عورت سیاہ بال کھولے برہنہ نظر پڑی خالد نے اس تلوار سے دو ٹکڑے کیا
اور وہاں سے لوٹ کر آنحضرت سے التماس کیا فرمایا کہ اب عزی تھی تو نے مار ڈالی اب کوئی عزی کو نہ پوجیگا اور ثابت ہو کہ عزی کے
مجاور بنی شیبان تھے اور تمام قریش وغیرہ اسکو معبود سمجھتے تھے اور عورت شاید کسی بت کی تھی اور لوگوں
وغیرہ اسکی پرستش کرتی تھی جب وہ قتل ہوئی تو گویا عزی مارا گیا تیسرے [illegible] کر وہاں [illegible]
کی پرستش ہوتی تھی روانہ کیے گئے چنانچہ اسکا مجاور [illegible]
بتکدہ مناۃ جو مقام مشلل میں تھا روانہ ہوئے جب وہاں گئے تو ایک عورت [illegible] نکلی سعد نے اسکو مارا اور بتخانہ
توڑ دیا اس بت کی پرستش قوم اوس و خزرج و غسان کرتی تھی اور [illegible]
[illegible] اسکی طرف منسوب [illegible] چوتھے تاریخ [illegible] شوال خالد بن ولید [illegible]
[illegible] کنانہ [illegible] ساتھ ہوئے [illegible] صلی اللہ علیہ وسلم
ارشاد کیا کہ قتل نہ کیجو چنانچہ خالد بن ولید وہاں گئے اور دعوت کی وہ لوگ صبانا صبانا یعنی ہم اپنے دین سے پھر گئے اور صحیح کہنا
اسلمنا چونکہ یہ کلام [illegible] تھے اسلئے [illegible] اسلام [illegible] اور صحیح [illegible]
نہیں نکلتا اسلئے انکو قید کیا خالد کو یہ گمان ہوا کہ ان لوگوں نے دین اسلام سے اعراض کیا پھر دوسرے دن خالد نے
قید کیا اور سب ساتھیوں کو تفویض فرمایا اور [illegible] منادی کرادی کہ ہر شخص اپنے اپنے قیدی کو قتل کرے بنو سلیم نے مارا اور مہاجرین
و انصار نے اپنا ہاتھ روک رکھا آخر کار یہ خبر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ہوئی تو خالد سے ناراض ہوئے اور دو بار یوں دعا فرمائی اللہم
ابرأ الیک مما صنع خالد رواہ البخاری فی صحیحہ عن سالم [illegible] بیان کرتے ہیں [illegible] نے علی ابن ابی طالب
کرم اللہ وجہہ کو مع مال بنا برادائے دیت روانہ کیا انھوں نے جا کے دیت ادا فرمائی اور جو کچھ مال بعد ادائے دیت باقی
وہ بھی احتیاطاً انھیں کو عطا کیا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع کی تو فرمایا اچھا [illegible] رضامندی آنحضرت
کی یہ ہوئی کہ خالد بن ولید نے بلا دریافت اصل مراد ان لوگوں کو قید کیا اور قتل کیا [illegible]
[illegible] اسکی [illegible] ظاہر ہوئی [illegible] اسلام [illegible]

اور جشم و سعد ابن بکر اور چند کس بنی ہلال کے شریک ہوئے اور چار ہزار مرد جرار ہمراہ لیکر نکلے اور اپنے مویشی و اہل و عیال بھی ساتھ لیے اور
درید ابن الصمۃ جشمی کہ اندھا بوڑھا کار دیدہ تھا ایک سو ساٹھ برس یا ایک سو بیس برس کا تھا بھی انکے ساتھ چلا جب کہ منزل اوطاس میں
آئے تو اس کو گرگ باران دیدہ نابینا نے عورتوں اور بچون کی آواز سنی پوچھا کیسی آواز ہے لوگون نے کہا عوف ابن مالک سردار قبیلہ
مالک نضری سردار ہوازن عورتوں اور بچون کو بھی ساتھ لایا ہے اسنے عوف سے پوچھا اسکا کیا سبب ہے وہ بولا اسلیے اہل و عیال
ہمراہ لایا ہون کہ انکے باعث سے کوئی آدمی منہ نہ موڑیگا درید نے کہا غلط ہے جب آدمی بھاگا چاہتا ہے تو کوئی بھی نہیں روکتا
میرے نزدیک مناسب ہے کہ انکو ایک مکان محفوظ میں بحفاظت رکھا اور خود فوج سے مقابل ہو عوف نے کہا تیری عقل بسبب کبرسنی کے خبط ہو گئی ہے پہر
درید نے قوم ہوازن سے توجہ کر کے کہا کہ میں تمھارا ضرور بھاگیگا تم ہرگز اسکے قول و فعل پر عمل نکرنا ورنہ خطا کھاؤ گے چنانچہ ہوازن میں ایک لوہا کا اثر
ہوا پھر کیا تب عوف نے کہا اے قوم ہوازن اگر تم میرے موافق عمل نہیں کرتے تو میں جان دیتا ہون نا چار ہوازن بدستور شریک رہے یہ سب اخبار حضرت صلعم
نے سنی تب عبد اللہ ابن حدرد کو بنا بر جاسوسی روانہ کیا اور عتاب ابن اسید کو حاکم مکہ مقرر کیا اور معاذ ابن جبل کو بنا بر تعلیم احکام دین اسلام مکے میں
چھوڑا اور آنجناب تاریخ ہفتم یا ششم شوال روز دوشنبہ بجماعت دس ہزار آدمیون کے کہ ہمراہ ہوئے پہر دو ہزار آدمی اور اہل مکہ سے ہمراہ ہوئے اور
ایک اسو مردان مشرکین اہل مکہ سے بطمع غنیمت چلے آنجناب صلعم راہ میں تھے کہ عبد اللہ ابن حدرد نے لشکر مخالف کی حقیقت و ماہیت سے اطلاع کیا حضرت رسول
مقبول نے تبسم کر کے فرمایا کہ میں اپنے خدا سے امید رکھتا ہون کہ تمام مال و اسباب مخالفین کا اہل اسلام کے ہاتھ آئیگا اور جب حنین کے
قریب پہنچے تو لشکر کو آراستہ فرمایا اور ہر ایک قبیلہ صاحب لوا ہوا چنانکہ لوا مہاجرین تین تھے ایک عمر ابن خطاب کے ہاتھ میں دوسرا علی
ابن ابیطالب کے پاس تیسرا سعد ابن ابی وقاص کے اور لوا اوس اسید ابن حضیر کو دیا اور لوا خزرج سے ایک حباب ابن المنذر کو عنایت ہوا
اور دوسرا سعد ابن عبادہ کو اور وقت طلوع صبح صادق آنجناب صلعم مع فوج و حشم وادی حنین میں کہ بضم حا مہملہ و کسر نون قبل تحتیہ نام
ایک موضع کا ہے جو مابین مکہ و طائف بیچ اعراف کے واقع ہے جلوہ فرما ہوئے اس لڑائی میں خالد ابن ولید بنی سلیم کے ساتھ مقدمۃ لشکر
تھے اور پہاڑون کے بیچ گذارا فوج کا تنگی سے تھا اور قوم ہوازن کے لوگ گرد پہاڑون کے پوشیدہ تھے مسلمانون کو خبر نتھی دفعۃ وہ سب
ٹوٹ پڑے تو اول بنی سلیم بھاگے پہر تو مسلم و کافر ملکہ حضرت صلعم کے ساتھی بھی بمقتضاے الفرار مما لا یطاق من سنن المرسلین
متفرق ہو گئے صرف چند آدمی ثابت قدم رہے علی ابن ابیطالب و صدیق اکبر و عمر ابن خطاب و عباس ابن عبد المطلب و فضل و قثم
پسران عباس اور ابوسفیان ابن حارث و ربیعہ پسر حارث ابن عبد المطلب و جعفر ابن ابی سفیان و ایمن ابن ام ایمن و اسامہ ابن زید و عبید اللہ
ابن زبیر و عقیل ابن ابیطالب و عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہم صحیح مسلم میں عباس ابن عبد المطلب سے روایت ہے کہ حنین کے روز میں نے
اور ابوسفیان نے حضرت کا ساتھ ایک دم نہیں چھوڑا جب مقابلہ ہوا تو کافرون نے ہر طرف سے تیر اندازی شروع کی مسلمانون کے پاؤں
اٹھ گئے اور حضرت سفید خچر پر سوار کافرون پر حملہ کرتے تھے میں لگام کھینچتا تھا تا کہ آنجناب جلدی نفرمادیں اور ابوسفیان ابن حارث
رکاب پکڑے تھا تب حضرت نے فرمایا کہ جن لوگون نے درخت سمرہ کے نیچے غزوہ حدیبیہ میں جان بازی کی بیعت کی تھی انکو پکار
حضرت عباس کی آواز بلند تھی سو انھون نے پکارا تو اصحاب یا صفا لبیک لبیک کہتے ایسے جھکے جسطرح گائیں اپنے بچون کی

طرف بھاگتی ہیں پھر خوب لڑے کہ ابو طلحہ نے بیس تن تنہا بیس نفر کافر قتل کیا اور حضرت صلعم خلفاً بعد نیابت آ گئے اور حضرت علی ابن ابی طالب
سے لیکے دشمنوں پر پھینکی کہ سب اندھے ہو کے بھاگے اور فتح اسلام ہوئی شکست کافر سے ہوئی اور بقیہ ایمث سے بعضے جانب طائف بھاگے
اور بعض جانب اوطاس اور بعضے طرف بطن نخلہ۔ اور سے روایت صحیح ثابت ہے کہ حضرت عباس کی آواز سنکر اول تو صحابہ آپکے پاس جمع
ہوئے پھر بعد ازان ساتھی ہوئے لیکن سوا کتب کے حقیقت یہ ہے کہ یہ بھاگنا نہ تھا بلکہ پھر کر آنحضرت کی پناہ میں آتے تھے تا کہ مدد ملتی جیسا کہ
کہ ایک طرح کی ہل چل مسلمانوں میں واقع ہو گئی تھی چنانچہ مشکوٰۃ شریف میں ابن ابی حاتم سے روایت موجود ہے بیان معجزات میں وہ
حدیث لکھی جاے گی اور جو ہزیمت اول میں واقع ہوئی سو اس سبب سے کہ اول کسی مسلمانوں نے کہا تھا کہ ہم تھوڑے ہونے کے باعث مغلوب نہ ہونگے
اب تو ہم دس ہزار ہیں حق تعالیٰ نے ادب دیا اور امتحان کیا تا کہ اس بات پر نظر رکھیں چنانچہ سورہ براءت میں ارشاد ہوا ہے ویوم حنین اذ اعجبتکم

اعجبتکم کثرتکم فلم تغن عنکم شیئا وضاقت علیکم الارض بما رحبت ثم ولیتم مدبرین ثم انزل اللہ سکینتہ علی رسولہ وعلی المؤمنین وانزل جنودا لم تروہا
وعذب الذین کفروا وذلک جزاء الکافرین یعنی اور دن حنین کے جب اترائے تم اپنی کثرت پر پھر وہ کام نہ آئی تمہارے اور تنگ ہوئی تم پر
زمین باوجود فراخی کے پھر ہٹ گئے تم پیٹھ دیکر پھر اتاری اللہ نے اپنی طرف سے تسکین اپنے رسول پر اور ایمان والوں پر اور اتارین فوجیں
جو تم نے نہیں دیکھیں اور مار دی کافروں کو اور یہی سزا ہے منکروں کی سعید ابن جبیر کے نزدیک پانچ ہزار فرشتے مدد کو آئے تھے روایت ہے
کہ یہ فرشتے صورت ظاہری میں ہی اہل اسلام کے سبب اہل کفر کے نازل ہوئے تھے واسطے لڑائی کے اور سفید ابلق سے پنے گھوڑوں پر سوار تھے
اور دستار ہاے سرخ باندھے تھے میں اللہ اعلم تھے جو سے تھے اور یہ ہزیمت دیکھی تو مسلمانوں نے خوشی کی اور بعضے بھائی میں ابوسفیان کے
کہا یہ ہزیمت اکنا دریا میں جا لگی اور کلدہ ابن حنبل نے کہا اب سحر باطل ہوا اور جب فتح ہوئی تو حضرت بجھ اور بھائیاں کو بتین ہری
کہتے ہیں کہ شیبہ ابن عثمان کہتا تھا کہ میں حضرت کے پیچھے دوڑا کہ عوض طلحہ ابن طلحہ اور عثمان ابن طلحہ کے قتل کروں اللہ نے اس
خیال پر آنجناب کو مطلع کیا تو آپ نے میری طرف دیکھا اور میرے سینے پر ہاتھ مارا اور فرمایا اعیذک باللہ یا شیبہ سو میرے جسم میں لرزہ
اور حضرت صلعم میرے محبوب ہو گئے میں نے کہا اشہد ان لا الہ الا اللہ وانک رسول اللہ ما اطلعک علی ما فی نفسی یعنی میں گواہی دیتا ہوں کہ تم رسول خدا
ہو۔ اللہ نے مطلع کر دیا تم کو میرے خیال پر اور اسی محرم میں اوطاس کی جانب ابو عامر اشعری کو ساتھ لشکر کے اور ابو موسیٰ اشعری
کہ برادر زادہ ابو عامر تھے روانہ کیے گئے اور ایک جماعت اسلام انکے ساتھ تھی کہ انہوں نے مقام اوطاس میں لڑائی ہوئی درید ابن الصمہ
والی المؤمنین حضرت زبیر ابن العوام کے ہاتھ سے مارا گیا اور تینوں جوان تھا بیٹے ہو ابو عامر کے ہاتھ سے قتل ہوئے اور اسی وقت
درید ابن الصمہ نے کہ تھا میں ابن رفیع رضی اللہ عنہ سے تھے درید کا سر کاٹ لیا اور اسی لڑائی میں ابو عامر کے ہاتھ سے ایک مرد جشمی کے
ہاتھ سے تیر لگا اور ابو موسیٰ نے اس کافر کو قتل کیا مگر ابو عامر اپنی حیات سے مایوس ہو اس سبب سے کہ خون بہت نکلا تھا اور ابو موسیٰ کو امیر کیا اور
وصیت فرمائی کہ اگر مردن تو میرا سلام حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچانا اور واسطے مغفرت کے التماس کرنا چنانچہ حضرت ابو موسیٰ کے
ہاتھ پر یہ لڑائی فتح ہوئی اور ابو عامر رضی اللہ عنہ نے وفات پائی بعد ازان ابو موسیٰ اشعری نے حاضر ہو کے حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم سے تمام حال مع سلام و درخواست ابو عامر عرض کیا آنجناب نے وضو فرما کے دو رکعت نماز ادا کی اور فرمایا اللہم اغفر لعبید

ابی عامر اللہم اجعلہ یوم القیامۃ فوق کثیر من خلقک او من الناس یعنے اے اللہ بخش دے ابو عامر کو جسکا نام عبید ہے الٰہی قیامت کے دن اسکو اپنی اکثر خلق سے یا اکثر لوگون سے بلند رکھ اس دعا مین آنجناب صلعم نے اسقدر ہاتھ بلند فرمائے کہ سفیدی بغل مبارک کی نظر آتی تھی پھر ابو موسیٰ اشعری نے عرض کیا یا رسول اللہ میرے واسطے دعا کیجیے تب آنجناب نے فرمایا اللہم اغفر لعبد اللہ ابن قیس ذنبہ وادخلہ یوم القیامۃ مدخلا کریما یعنی یا اللہ عبد اللہ ابن قیس کا گناہ بخش دے اور قیامت کے دن اسکو عزت والے مکان مین داخل کر رواہ البخاری ومسلم فی صحیحہ تنبیہ جنگ حنین واوطاس مین چار شخص اہل اسلام کے شہید ہوئے ایمن ابن ام ایمن کہ روبرو حضرت صلعم کے مارے گئے تھے اور یزید ابن زمعہ ابن الاسود اسدی کہ آنکے اسپ خیلاج نے شوخی کی وہ مارے گئے اور سراقہ ابن الحارث الانصاری اور ابو عامر اشعری واضح ہو کہ اس معرکہ مین چھ ہزار سے زاید بکریان اور چار ہزار اوقیہ چاندی لوٹ مین ہاتھ آئی اور اس سب غنیمت کو حضرت رسول اللہ علیہ وسلم نے موضع جعرانہ مین رکھوا کر مسعود ابن عمرو غفاری کے سپرد فرمایا اور اسیران ہوازن مین سماۃ شیما بنت حلیمہ سعدیہ بھی گرفتار ہوئین انھون نے ہر چند لوگون سے کہا کہ مین تمہارے پیغمبر خدا کی اخت رضاعیہ ہون مجھے جانے دو لیکن کسی نے نہ مانا جب حضرت صلعم کے پاس اسکو لائے تو آنجناب نے چادر مبارک اپنی بچھائی اور نہایت اکرام و پاسداری سے اسے چادر پر بٹھلایا اور حلیمہ و حارث ابن عبد العزی کا حال پوچھا وہ بولین دونون نے وفات پائی آنجناب آبدیدہ ہوئے بعد اسکے شیما ایمان لائین کہ حضرت صلعم نے خذافہ نام رکھا اور دو شتر اور چند بکریان اور کئی غلام و لونڈیان دیکر رخصت فرمایا بعد اسکے سریہ طفیل ابن عمرو دوسی سے واقع ہوا کہ آنحضرت نے بنا بر تخریب بتخانہ ذو الکفین چند آدمیون کے ساتھ روانہ فرمایا اور ارشاد کیا کہ اپنی قوم سے مدد لینا طفیل نے جا کر بتخانہ گروا دیا بعد اسکے غزوہ طائف واقع ہوا کہ آنجناب صلعم جانب طائف متوجہ ہوئے اور خالد ابن ولید کو بہمراہی ہزار نفر مقدمۃ الجیش فرمایا اور طائف مین جلوہ فرما ہوئے اول موضع قرآن مین کہ میقات اہل نجد ہے لشکر اترا پھر وہان سے وادی لیہ مین تشریف لائے اور ایک مسجد حضرت نے قائم فرمائی اور ایک مرد بنی لیث کو جو کہ قاتل ایک مرد بنی ہذیل کا تھا قصاص مین قتل کرایا یہ اول قصاص اسلام مین ہوا اور اسی مقام مین قلعہ عامر کے ڈھانے کا حکم صادر ہوا کہ وہ گرایا گیا بعد اسکے آنحضرت وادی لیہ سے موضع نخب مین شجرہ صادرہ کے نیچے جلوہ افروز ہوئے اور ایک دیوار اپنی ثقیف کی گروائی اور حصن طائف کا محاصرہ کیا ثقیفیون نے پتھر مارے کہ ایک جماعت صحابہ شہید و مجروح ہوئی پھر وہان سے قریب دو قبہ بنوائے ایک ام المومنین عائشہ صدیقہ کے واسطے دوسرا ام سلمہ کے لیے اور ان دونون کے بیچ مین نماز ادا کی وہی مسجد طائف ہے اسی مسجد کے رکن یمانی مین قبر عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ واقع ہے بالجملہ حصن طائف کا اٹھارہ روز محاصرہ رہا اور سخت سخت لڑائیان ہوئین کہ آنجناب خود بنفس نفیس اسمین لڑتے تھے اور بہت لوگ اسلام کے مجروح ہوئے اور بارہ شخص شہید چار انصار کے اور سات قریشی اور ایک بنی لیث کا اور عبد اللہ ابن ابی بکر بھی مجروح ہوئے مگر وہ زخم مندمل ہو گیا اور عہد خلافت حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ مین پھر تازہ ہوا کہ شہید ہو گئے اسی لڑائی مین عبد اللہ ابن امیہ مخزومی برادر پھوپھی زاد حضرت صلعم شہید ہوئے ہین اسی غزوہ مین حسب تجویز سلمان فارسی رض منجنیق بنا لی گئی تھی اس سبب سے کہ قلعہ طائف نہایت مضبوط و مستحکم تھا اور معاملہ یہ تھا کہ اہل حصار جو تیر مارتے تھے وہ اہل اسلام کو پہونچتا تھا اور اہل حق کا تیر انپر

ڈھایا تھا اور چونکہ طائف میں اشجار و ثمر وغیرہ بکثرت واقع تھے اسلیے حضرت صلعم نے بیچ حالت محاصرہ قلعہ میں فرمایا کہ سبکو کاٹ ڈالیں
تب اہل طائف نے منت و سماجت کی لہذا حضرت رحمۃ للعالمین نے منع فرمایا اور منادی کرائی کہ جو کوئی قلعہ سے نیچے اتر آوے آزاد ہے
چنانکہ تیس ۲۳ نفر صحابہ اُترے از انجملہ نفیع ابن الحارث بھی تھے کہ بکرہ چاہ میں بیٹھ کر آئے تھے لہذا ملقب بابوبکرہ ہوئے اور مسلمان
ہوئے روایت ہے کہ انہیں دنوں رات کے وقت آنحضرت صلعم نے خواب دیکھا کہ ایک پیالہ دودھ کا بھرا ہوا ہدیہ کیا گیا ہو سوا ایک خروس
اپنے چونچ سے گرادیا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے تعبیر فرمائی کہ امسال طائف فتح ہونا دشوار ہے [illegible] میں دیکھو
بمشورہ نوفل ابن معاویہ حضرت رسول مقبول نے طائف سے کوچ فرمایا اور پانچویں ذیقعدہ کو موضع جعرانہ میں تشریف فرما ہوئے اور وقت
روانگی بہ درخواست کسی شخص کے یوں دعا فرمائی اللہم اہد ثقیفا پھر وہ قلعہ فتح ہوگیا اور عروہ بن مسعود آکے مسلمان ہوا اور سارے
ہوازن مسلمان ہوگئے جب عروہ کو حضرت نے [illegible] کیا آنے تھا کہ اسے قوم ثقیف کو بھی مسلمان کیا اور جب اہل طائف اسلام لائے تو فرمایا
ہو لا ما تھا الغرض جعرانہ میں چند روز قوم ہوازن کی انتظار فرمائی کہ اگر وہ لوگ مسلمان ہو کے حاضر ہوں تو مال و اسباب انکا
واپس کیا جاوے مگر وہ نہ آئے ناچار تقسیم کیا اور زید ابن ثابت رضی اللہ عنہ شمار کرنے والے تھے بحکم رسول اللہ صلعم مصروف ہوئے
چنانکہ ایک ایک سپاہی کو چالیس چالیس بکریاں اور چار چار اونٹ اور ہر سوار کو بارہ بارہ اونٹ اور ایک سو بیس بکریاں ملیں
مگر مؤلفۃ القلوب کو زیادہ دیا چنانچہ صحیح مسلم میں رافع ابن خدیج سے روایت ہے کہ ابوسفیان بن حرب اور صفوان بن امیہ اور عیینہ
بن حصین اور اقرع ابن حابس کو سو سو اونٹ عنایت ہوئے اور عباس ابن مرداس کو اسکے کم اور سوا [illegible] کے اکثر ان میں
نام و [illegible] کا بھی ہے چنانچہ حکیم ابن حزام نے نام [illegible] لکھے ہیں حقیقت یہ ہے کہ قوم قریش اکثر تھے اور روز فتح مکہ مسلمان
تو ہوئے لیکن اسلام میں انکے ضعف تھا مثل ابوسفیان بن حرب و معاویہ بن ابی سفیان و یزید ابن ابی سفیان وغیرہم
غرض انکو زیادہ دینے سے یہ تھی کہ عداوت ایمان انکے قلوب میں ضعیف ہو اور کامل ہو جاوے [illegible] حضرت رحمۃ للعالمین
صلی اللہ علیہ وسلم نے سو سو اونٹ عنایت فرمائے اسلیے کہ طمع سے [illegible] انسان [illegible] احسان کا بندہ ہے جس طرح
صفوان ابن امیہ وغیرہ کا [illegible] اسلام [illegible] واقع ہوئی [illegible] انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
کہ جب فتح مکہ و حنین کی فتح ہوا تو اسباب و مال بکثرت ہاتھ آیا تو حضرت صلعم نے قریش کو سو سو اونٹ عنایت کیے تب بعض نوجوان
انصار نے کہا کہ خدا بخشے حضرت کو بخشتے قریش ہی کو [illegible] عنایت فرماتے ہیں [illegible] حالانکہ انکے خون ہماری
تلواروں سے ٹپکتے ہیں [illegible] سب مسلمان [illegible] جب یہ خبر آنجناب صلعم کو ہوئی تو حضرت نے انصار کو
ایک خیمہ میں جمع فرمایا اور پوچھا تو [illegible] یا رسول اللہ ہمارے دانا لوگوں نے یہ بات ہرگز نہیں کہی
لیکن نوجوانوں نے ایسی گفتگو کی تھی آنجناب نے فرمایا [illegible] قریب زمانہ کفر [illegible] میں چاہتا ہوں کہ انکو
انعام دوں [illegible] تالیف قلوب کروں تم راضی نہیں ہو کہ لوگ مال لیکے چلے جاویں اور تم اپنے گھروں کو خدا کے
رسول کو لیکر جاؤ اور اگر لوگ ایک جانب جاویں اور انصار دوسری جانب تو میں انصار کی راہ چلوں یعنی قریش [illegible]

انکو مصیبت تازہ پڑی ہی کیونکہ بھائی بند انکے غزوات میں قتل ہوئے ہیں اسلام کی خوبی انکے قلوب میں جمی نہیں سو تالیف قلب کے لیے انکو مال
دینا مناسب تھا اور تم ایمان دار لوگ ہو تمکو دنیا کا لینا مناسب نہیں قریش نے دنیا پائی تمنے مجھے پایا سبحان اللہ کیا عمدہ ہی قسمت انکی جنکے
حصہ میں رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم آویں تنبیہ جب حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے نومسلموں کو زیادہ مال دیا تو ایک منافق بیدین قبیلہ
بنی تمیم نے جسکا لقب ذی الخویصرہ تھا کہ اسی کی اصل سے خوارج نکلے اور اسی کے حق میں کریمہ ومنہم من یلمزک فی الصدقات نازل
ہوئی کہنے لگا کہ قسم ہے خدا کی اس تقسیم میں کچھ انصاف نہ ہوا اور نہ اسمیں خدا کی رضامندی ہوئی یہ بات حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے
سنی تو فرمایا وای ہو تجھکو کون انصاف کریگا جسوقت کہ میں نے انصاف نہ کیا بلاشبہ میں نا امید ہوا اگر نہ انصاف کروں میں یعنی نا امیدی
وسعادت مندی تمہاری میری عدالت میں ہی اور مجھکو خدا نے رحمۃ للعالمین بنایا ہی اور عادل کیا ہی اگر میں عدالت نہ کروں تو تمکو سوا نا امیدی
اور تباہی کے کچھ بھی نہیں ہی اس حال میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ حکم دیجیے تو میں اسکی گردن ماروں فرمایا چھوڑ دو
اسکو اسمیں دلیل ہی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے حسن اخلاق پر اور دلیل ہی اسپر کہ حضرت صلعم اپنے نفس کے واسطے بدلہ نہیں لیتے تھے
باوجودیکہ اسنے ایسی بےادبی کی اور اگر کوئی شخص اس زمانہ میں ایسی بےادبی حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نسبت کرے تو ہم حکم کریں اسکے کفر و
ارتداد کا اور اسکو قتل کریں اور بخاری و مسلم میں عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رحم اللہ
موسی لقد اوذی باکثر من ہذا فصبر یعنی رحمت کرے اللہ موسی پر البتہ وہ تو اس سے زیادہ ستایا گیا پر اسنے صبر کیا یہ اشارہ ہی طرف اس واقعہ کے کہ
بعض قوم نے حضرت موسی علیہ السلام پر تہمت کی کہ ہارون کو زخمی کرکے مار ڈالا سو خدا نے ہارون کی لاش بلا جراحت دکھلا کے
شبہ رفع کیا سو خدا لعنت کرے بدگمانوں کو نہ پیغمبر کو تہمت سے چھوڑتے ہیں نہ انکی آل و اصحاب کو بخاری اور مسلم میں ابو سعید خدری سے روایت ہی کہ
حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مقرر اسکی نسل اور اصل سے ایک قوم پیدا ہوگی کہ قرآن پڑھیگی پر انکی حلق سے نیچے نہ اتریگا یعنی دلمیں
قرآن کی تاثیر نہوگی باتیں اچھی پڑھینگے اسپر عمل نکرینگے مسلمانوں کو قتل کرینگے بت پرستوں کو چھوڑ دینگے وے یوں نکلجاوینگے اسلام سے
جیسے تیر نکل جاتا ہی نشانہ سے اگر میں نے انکو پایا تو مقرر قتل کرونگا قوم عاد کا سا قتل مشارق الانوار میں ہی کہ یہ حدیث ذی الخویصرہ کے
حق میں فرمائی ہی جسوقت اسنے کہا تھا کہ خدا سے ڈر اے محمد جب حضرت کے پاس سونا مٹی ملا ہوا جسکو حضرت علی نے یمن سے بھیجا تھا تقسیم
کرتے تھے باہم قسمت عاقمہ عیینہ زید خیل کے یہ چاروں سردار عرب نو مسلم تھے حضرت ابو سعید خدری سے بخاری شریف میں روایت ہی
کہ وہی قوم خارجی پیدا ہوئی جنہوں نے علی مرتضی کی امامت سے انکار کیا اور آنجناب نے انکو قتل کیا اور میں بھی اس لڑائی میں موجود تھا
جو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے علامت فرمائی تھی انمیں موجود تھی اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ایسے بھی لوگ ہوتے ہیں کہ قرآن پڑھتے ہیں
ظاہر کی عبادت کرتے ہیں اور دلمیں شرک و بدعت بھرا ہی القصہ تقسیم ہو چکا مال کے ہوازن کے لوگ وفد انکے حضرت کی خدمت میں
حاضر ہوکر اسلام لائے اور کہا ہماری قوم کے لوگ بھی اسلام لائے ہیں اور انمیں نو شخص اشراف تھے اور ابو مروہ سعدی انکا
رئیس تھا اور ابو برقان عم رضاعی رسول اللہ بھی انمیں تھا الغرض سب لوگوں نے کہا کہ یا حضرت اپنے کرم سے مال اسباب اولاد وعیال ہمارے
واپس کیجیے کہ انمیں حضرت کی عمہ و خالہ رضاعی بھی ہیں فرمایا میں نے تقسیم میں تاخیر کی مگر تم نہ آئے دیر کی اب ایک بات اختیار کرو

قیدی یا مال دونوں چیزوں میں سے لینگے انہوں نے قیدی مانگے فرمایا جو میرا حق اور بنی ہاشم کا ہے وہ تمھیں دیتا ہوں اور دوسروں کے
حقوق میں سفارش کرونگا تم لوگ بعد نماز ظہر کے مجھ سے کہنا [illegible] چنانچہ بعد نماز آنجناب نے [illegible] اور اصحاب نے کہا ہمارے
بھائی [illegible]
جب قیدی [illegible]
کریم [illegible]
رواہ [illegible]
مال واپس [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
اور تمام [illegible]
[illegible] امیر المومنین عمر بن خطاب [illegible]
[illegible]
[illegible] امیر المومنین عمر

عناد کلی سے لکھتے ہیں جب کبھی قابو پاتے ہیں اس سے پرہیز نہیں مرتکب زنا ہوتے ہیں حالانکہ کلام اللہ میں کئی آیتیں حرمت متعہ پر دلالت
واضحہ رکھتی ہیں ایک آیۃ سورۂ مومنون والذین ہم لفروجہم حافظون الا علی ازواجہم او ما ملکت ایمانہم فانہم غیر ملومین فمن ابتغی
وراء ذلک فاولئک ہم العادون یعنی جو لوگ اپنی شہوت کو روکتے ہیں مگر اپنی عورتوں پر یا اپنے ہاتھ کے مال پر سو انپر الزام نہیں
پھر جو کوئی ڈھونڈھے اسکے سواے وہی ہیں حد سے بڑھنے والے اس سے پیدا ہوا کہ زن ممتوعہ زوجہ نہیں ہے اسلیے کہ کوئی حکم
از قسم نفقہ سکنے میراث طلاق عدت وغیرہ نہ اہل سنت کے نزدیک ہے نہ شیعہ کے نزدیک چنانچہ منہاج النسائیہ کے مصنف نے لکھا ہے
کہ ممتوعہ زوجہ ہے اگرچہ اسمیں بعض چیزیں زوجیت کی نہیں ہیں مانند استحقاق ارث و نفقہ طلاق لعان ظہار و ایلاء صحیح اقوال پر
اور تہذیب الاحکام میں ہے لیس فی المتعۃ اشہاد ولا اعلان اور عدت منکوحہ و ممتوعہ میں بھی اختلاف ہے کیونکہ عدت مطلقہ کی از روے
نص قرآنی تین حیض ہیں اور متوفی عنہا الزوج کے چار ماہ دس دن اور ممتوعہ کی عدت دو ماہ اور اگر حیض سے پاک ہو تو پینتالیس دن ہے
اور عدت وفات کے دو ماہ پانچ دن اگر لونڈی ہو اور دو چند اسکا اگر بیاہی ہو اور اگر حاملہ ہو عدت اسکی ابعد الاجلین کما قال الشہید فی
اہل المتع دوسری آیۃ سورۂ نساء کی وان خفتم الا تقسطوا فی الیتامی فانکحوا ما طاب لکم من النساء مثنی و ثلاث و رباع فان خفتم الا تعدلوا
فواحدۃ او ما ملکت ایمانکم یعنی اگر ڈرو کہ انصاف نہ کر سکو گے تم یتیم لڑکیوں کے حق میں تو نکاح کرو جو تمکو خوش آویں عورتیں دو دو تین تین
چار چار پھر اگر ڈرو کہ برابر نہ رکھ سکو گے تو ایک ہی یا جو اپنے ہاتھ کا مال ہے اس آیۃ سے ثابت ہوا کہ نکاح کا حصر چار میں ہے اور متعہ کسی عدد کے
محصور نہیں ہے پس زن ممتوعہ منکوحہ ہے نہ کنیز البتہ حرام ہوگی اسواسطے کہ حصر عورتوں کا انہیں دو قسم میں کیا گیا ہے یعنی منکوحہ اور
لونڈی اور شیعہ کو بھی اسکا اقرار ہے کیونکہ ابو بصیر کی روایت امام جعفر صادق سے ہے کہ حضرت سے لوگوں نے حال متعہ کا پوچھا کہ آیا یہ متعہ
چار نکاحوں میں ہے فرمایا لا ولا السبعین یعنی فرمایا نہ چار سے ہے نہ ستر سے اور مقداد کی کنز العرفان میں اجماع امامیہ کا نقل کیا ہے کہ متعہ
بیاہ میں اعتبار عدد کا نہیں اور بعد نقل اس حدیث کے لکھا ہے کہ نقد بان التمتع بہا لیست من المنکوحات ولا المتعۃ نکاح اور جو
بعضے بیوقوف اہل تشیع صاحب کشاف معتزلی کے دامن میں لگتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ اسنے زن متمتع بہا کو زوجات میں شمار کیا ہے
اور اسکو حجت الزامی اہل سنت کے واسطے سمجھتے ہیں سو نہیں ہے اول تو وہ معتزلی ہے اسکا قول دلیل الزامی نہیں ہو سکتا ثانیا صاف
اس سے شبہہ ہوا کہ جیسا منکوحہ عقد کے باعث زوجہ کہلاتی ہے ویسا ہی ممتوعہ بھی زوجہ ہو سکتی ہے حالانکہ یہ باطل ہے اسواسطے کہ تقیید عقد
مجازی ہے لہذا حدیثوں میں تزوج اور نکاح مقید بلفظ متعہ آیا پس اطلاق تزوج اور نکاح کا متعی پر اور ممتوعہ کو زوجہ کہنا بطریق مجاز ہے
بطور حقیقت نہیں ورنہ الا ناکح الید ملعون کہ حدیث شریف میں موجود ہے لازم آویگا کہ یہ بھی ایک قسم نکاح کی ہو لا حول ولا قوۃ الا باللہ
تیسری آیۃ سورۂ نساء کی واحل لکم ما وراء ذلکم ان تبتغوا باموالکم محصنین غیر مسافحین یعنی حلال ہوئیں تمکو جو انکے سوا ہیں کہ طلب کرو
اپنے مال کے بدلے قید میں لانے کو نہ مستی نکالنے کو یعنی جو عورتیں حرام فرمائیں انکے سوا سب حلال ہیں چار شرطوں سے ایک یہ کہ
طلب کرو یعنی زبان سے ایجاب قبول کرو دوسرے مال دینا قبول کرو یعنی مہر تیسرے قید میں لانا منظور ہو نہ مستی نکالنا خلاصہ یہ کہ وہ
عورت اس مرد کی ہو جاے اسکے چھوڑے بغیر نہ چھوٹے یعنی مدت کا ذکر نہ آنے پاوے چوتھے پوشیدہ یاری نہ ہو بلکہ کم سے کم دو مرد یا ایک مرد

دو عورتیں گواہ ہوں چنانچہ سورۂ مائدہ میں ارشاد ہوا ولا متخذی اخدان یعنی نہ چھپی آشنائی کرنے کو [illegible] انصاف کرنا چاہیے کہ شرط
متعہ میں ہیں یا نہیں اگر ہوں تو درست ہو [illegible] اور ظاہر ہے کہ شروط مذکورہ نہیں جاتے بلکہ خلاف اسکے موجود ہیں پس حرام ہوا
چوتھی آیۃ سورۂ نور کی ولیستعفف الذین لا یجدون نکاحا حتی یغنیہم اللہ من فضلہ یعنی ارشاد ہوتا ہے کہ جنکو نہیں ملتا نکاح کرنا [illegible]
مقدور جب تک [illegible] اللہ اپنے فضل سے پس اگر متعہ حلال ہوتا تو وہ [illegible] تھا حاجت استعفاف نہ تھی حالانکہ باوجود عدم
قدرت نکاح بجز استعفاف اور کچھ حکم نہ ہوا اور کئی حدیثیں حرمت متعہ کی اہل بیت سے بھی موجود ہیں انہیں میں سے بیہقی نے جناب امیر سے
روایت کی قال نہی رسول اللہ صلعم عن المتعۃ وانما کانت لمن لم یجد فلما نزل النکاح والطلاق والعدۃ والمیراث بین الزوج والمرأۃ
نسخت یعنی کہا جناب امیر نے کہ منع کیا رسول اللہ نے متعہ کرنے سے اور متعہ تھا اسکے لیے جسکو نکاح کا مقدور نہ تھا پھر جب آیا
حکم نکاح اور طلاق اور عدت و میراث کا درمیان عورت و مرد کے تو منسوخ ہوا اور حازمی نے حسن ابن محمد [illegible] سے اور انہوں نے اپنے
باپ محمد بن حنفیہ سے اور انہوں نے اپنے باپ علی مرتضی سے روایت کی کہ ان علیا قال لابن عباس اما علمت ان رسول اللہ صلعم
نہی عن لحوم الحمر الاہلیۃ وعن المتعۃ یعنی حضرت علی نے ابن عباس سے فرمایا کیا تو نہیں جانتا کہ پیغمبر خدا نے منع کیا گدھے کے گوشت سے
اور متعہ سے اور مسلم نے سبرہ جہنی سے روایت کی کہ اس نے جہاد کیا حضرت کے ساتھ فتح مکہ میں کہا کہ ہم [illegible] دن مکہ میں [illegible]
اس عرصہ میں حضرت نے ہمکو [illegible] متعہ کی [illegible] جب [illegible] چلنے لگے تو متعہ کو حرام کیا اور [illegible] روایت امام جعفر
موجود ہے [illegible] سئل عن المتعۃ فقال ہی الزنا بعینہ [illegible] حضرت علی مرتضی سے موجود ہے کہ حرم رسول اللہ
صلعم لحوم الحمر الاہلیۃ ونکاح المتعۃ [illegible] اور رسول نے متعہ کو حرام فرمایا اگر حرام نہ ہوتا تو [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

کہتے ہین کہ متعہ حلال تھا اور یہی خلیفہ ثانی نے حرام کر دیا شیعیون نے اسپر جھگڑا اٹھایا ہے سبحان اللہ کیا ان لوگون کی سمجھ ہے اور جو شیعہ موہوم
سمجھاتے ہین کہ عبد اللہ بن عمر اور ابن عباس رضی اللہ عنہما اسکی حلت کے قایل تھے سو کتب اہل سنت سے عبد اللہ بن عمر کی نسبت تو افترا محض ہے
کیونکہ حرمت متعہ مین عبد اللہ بن عمر سے احادیث متعددہ مشہور ہین منہا ما اخرجہ الامام احمد فی مسندہ عن عبد الرحمن بن نعیم الاعرجی قال سال رجل
ابن عمر عن المتعۃ وانا عندہ فغضب وقال واللہ ما کنا علی عہد رسول اللہ صلعم زانین ولا مسافحین یعنے عبد الرحمن ابن نعیم نے کہا کہ پوچھا ایک شخص نے عبد اللہ
بن عمر سے حال متعہ کا سو غصے مین آئے اور فرمانے لگے قسم اللہ کی نہ تھے ہم عہد رسول مقبول مین زانی اور اسکار ستی جہاڑنے والے
اخرجہ ابن ابی شیبۃ عن نافع ان ابن عمر سئل عن المتعۃ فقال حرام یعنی نافع نے روایت کی کہ سوال کیے گئے ابن عمر متعہ سے فرمایا حرام ہے ومنہا
اخرج البیہقی عنہ انہ قال لا یحل لرجل ان ینکح امرأۃ الا بنکاح الاسلام یمہرہا ویرثہا وترثہ یعنی کہا ابن عمر نے کہ حلال نہین کسی کو سوا نکاح اسلام کے کچھ اور اس نکاح
سے وارث ہوتا ہے مرد عورت کا اور وارث ہوتی ہے عورت مرد کی اس نکاح اسلام مین توارث جاری ہے اور نکاح متعی مین ارث نہین ہے واسطے متعہ حرام کے ہوا
خصوصاً ابن عباس جو اول قایل حلت ہوئے سو اسکا سبب یہ ہوا کہ انکو متعہ کے حرام ہونے کی اطلاع نہ تھی جب مطلع ہوگئے تو فرمایا اللہم انی اتوب الیک من قولی بالمتعۃ وقولی
فی الصرف کما ذکرہ صاحب الکشاف وغیرہ من المفسرین اور عدم اطلاع ابن عباس تحریم متعہ پر اور تاریخ دانی نہایت سریع الفہم ہے اور ہرگز مستبعد
نہین ہے کیونکہ بعید صرف ان لوگون کو واقع ہوتا ہے جو لوگ قرب مرتبہ ابن عباس پر جو کہ جناب رسالت سے تھا لحاظ کرتے ہین اور کمیت عمر اور
ایام سکونت کا لحاظ نہین کرتے حال یہ ہے کہ حضرت ابن عباس دو برس خواہ ایک برس [illegible]
نو برس مکہ معظمہ مین رہے وہان ہرگز احکام شرعیہ کی اطلاع نہ تھی جناب رسالت مآب صلے اللہ علیہ وسلم [illegible]
ابن عباس مع اپنے والد بزرگوار و اہل و عیال آتے تھے راہ مین ملگئے چنانچہ جناب نبوت نے عباس بن عبد المطلب کو ساتھ لیا اور
ابن عباس کو با اہل و عیال روانہ مدینہ فرمایا اور یہ ظاہر ہے کہ غزوۂ خیبر تشریف آوری ابن عباس سے کئی برس پیشتر ہوا تھا پھر اطلاع تحریم
کیسو طرح ہو صحیحین اور ترمذی مین روایت علی مرتضے حدیث اسکی موجود ہے غیر ممکن تھی اور غزوۂ اوطاس بھی انکی غیبت مین ہوا اس
غزوے کا واقعہ بھی انکو ممکن الحصول نہ تھا اور ہمگین صحبت اخذ اور استفادہ کے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے دو برس معلوم ہوتے ہین
ان دو برس مین در باب تحریم متعہ کوئی تقریب کہ مقتضی اعادہ و تاکید ہوئی ہو واقع نہین ہوئی تاکہ حضرت ابن عباس کو حضور سرکار کائنات
صلے اللہ علیہ وسلم مین صلاحیت متعہ کی خبر نہ ہوئی مگر حضرت امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی خلافت مین اس مسئلے
کی بحث ہوئی تو حضرت ابن عباس نے آیات قرآنیہ جو بالا مذکور ہوئین محرم متعہ پائین اور اباحت غزوۂ اوطاس کو اور صحابہ سے بھی
سنتے تھے اسکو وقت ضرورت پر محمول فرمایا اور قایل ہوئے کہ متعہ فی حال السعۃ والاختیار حرام ہے اور وقت ضرورت و احتیاج حلال اور
تحریم دوسری جو بعد تین دن کے واقع ہوئی اسکو انقطاع رخصت پر بارتفاع ضرورت حمل فرمایا و تحریم موبد پس مجموع مذہب ابن عباس
اس اجتہاد سے کہ چندان بعید از قیاس نہ تھا مجموع آیات و قضیہ اوطاس سے ظاہر ہوا لیکن حقیقۃ الامر یہ تھا کہ ابن عباس کو اس
اجتہاد مین خطا ہوئی اور اسی سبب سے حضرت امیر المومنین علی بن ابیطالب نے مذہب ابن عباس سنکر کلمہ ارشاد فرمایا انک رجل تائہ
ان رسول اللہ نہی عن المتعۃ یعنے تو مرد عیاش ہے تحقیق رسول مقبول نے منع فرمایا ہے متعہ سے لیکن بعد مناظرہ کہ عبد اللہ بن

کے مسئلہ میں ابن عباس و دیگر صحابہ کا بڑا وقوع ہوا اور سعایات و اثبات حرمت بہ پیش ہوئیں خود ابن عباس قائل تحریم متعہ
کے ہوئے اور حلت عند الضرورت سے رجوع فرمایا چنانچہ روایت ترمذی اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ عن ابن عباس رضی اللہ عنہ

انما کانت المتعۃ فی اول الاسلام کان الرجل یقدم البلدۃ لیس لہ بہا معرفۃ فیتزوج المرأۃ بقدر ما یری انہ یقیم فتحفظ لہ متاعہ وتصلح
لہ شیئہ حتی اذا نزلت الآیۃ الا علی ازواجہم او ما ملکت ایمانہم قال ابن عباس فکل فرج سواہما حرام یعنی ابن عباس نے فرمایا کہ متعہ
درست تھا اول اسلام میں کہ جو شخص جب شہر میں جاتا اور کسی سے آشنا سائی نہ ہوتی تو وہ بقدر ایام اقامت کے متعہ کرتا تھا
ایسی عورت متعہ اسکے اسباب کی نگہبانی کرتی اور اسکی چیزوں کی اصلاح یہاں تک کہ جب نازل ہوا کریمہ الا علی ازواجہم
جسمیں دو قسم کی عورت حلال ہوئی ایک بی بی دوسرے ملک یمین یعنی لونڈی سوا اسکے حرام تو ابن عباس نے فرمایا کہ جو فرج کہ سوا ان دو
کے ہو وہ حرام ہے اور صاحب ہدایہ نے جو نسبت متعہ کی امام مالک کی طرف کی ہے وہ درست نہیں جیسے معلوم ہوتی ہے اور
سبب غلطی کا یہ ہوا ہوگا کہ مالک دو شخص تھے ایک امام اور دوسرا شیعہ کہ [illegible] قائل [illegible] امام مالک
دونوں کی درست قائل [illegible] امام مالک کی کتابوں میں صاف متعہ حرام لکھا ہے چنانچہ شرح مختصر خلیل مالکی لکھتے ہیں کہ لا فصل
عندنا [illegible] طلاقًا اور رسالہ ابن ابی زید مالکی میں بھی [illegible] اجماعًا اور [illegible] فی فقہ المالکیہ میں
کہ لا یجوز نکاح المتعۃ [illegible] الی الاجل اور امام مالک [illegible] اپنی موطا میں حدیث حرمت متعہ کی لائے کہ
ان خولۃ بنت حکیم دخلت علی عمر بن الخطاب فقالت ان ربیعۃ بن امیۃ استمتع بامرأۃ مولدۃ فحملت منہ فخرج عمر ابن الخطاب فزعا یجر
رداءہ فقال ہذہ المتعۃ ولو کنت تقدمت فیہا لرجمت یعنی خولہ بنت حکیم حضرت عمر کے پاس آئی اور کہنے لگی کہ ربیعہ بن امیہ
نے ایک عورت [illegible] کے ساتھ متعہ کیا اور حاملہ ہوئی یہ سنکے عمر غصہ ہوکر اپنی کملی کھینچتے ہوئے نکلے اور کہا کہ یہ متعہ ہے اگر مجھکو پہلے
خبر پہلے ہوتی تو سنگسار کرتا سوا اسکے اس مطلب میں شہادت علامہ حلی کے کشف الحق میں کیا کم ہو کہ فرماتے ہیں ذہبت الامامیۃ
الی اباحۃ نکاح المتعۃ وخالف فیہ الفقہاء الاربعۃ اور اسی طرح احقاق الحق میں بھی مذکور ہے پس اس بیان سے واضح ہوا کہ چاروں
ائمہ کے نزدیک متعہ حرام ہے اور نسبت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے اہل سنت بھی معتقد ہو گیا اب الزام دینا شیعہ کا بیجا ہے
اسی سال میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ام المومنین حفصہ کا نکاح کیا اور اسی سال مدینہ طیبہ میں قحط پڑا اور اسی سال
مراجعت [illegible] اسی سنہ [illegible] رضی اللہ عنہ بہ رسالت منذر بن ساوی حاکم بحرین کے پاس گئے کہ وہ
ایمان لائے [illegible] اہل تاریخ نے اس بات کو سال ششم میں اور بعض نے سال ہشتم میں لکھا ہے الاصابۃ طبقات اور
صاحب [illegible] نے [illegible] سال [illegible] وفد عبد القیس یعنی قبیلہ اسد کے حاضر ہوئے اور اسلام لائے
اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے [illegible] سے [illegible] پھر ان لوگوں نے سوال کیا کہ
[illegible] نے ان چیزوں کا کھانا منع فرمایا حنتم اور دبا اور نقیر اور مزفت میں کھانا
حنتم یعنی [illegible] اور نقیر [illegible] نقیر یعنی بیخ درخت

کہ اسکا جوف خالی کرکے نبیذ بناتے تھے اور مزفت بضم میم وفتح زاء معجمہ وتشدید فا مطلا بزفت یعنی قیر اندود اس سے بعض
بعض علما کہتے ہیں کہ اول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان ظروف میں کہانے سے منع فرمایا تھا اور جب حرمت شراب کی بخوبی اذہان میں
قائم ہوگئی اور آثار اسکے باقی نہ رہے تو حرمت وانی جاتی رہی اور بعض کہتے ہیں کہ اب بھی کراہت باقی ہے الغرض جب سال نہم ہجرت کا
شروع ہوا تو محرم کے مہینے میں عمال آخذین زکوۃ قبائل اسلامیہ پر روانہ کیے گئے ازانجملہ بشیر ابن سفیان بنی کعب پر بھیجے گئے وہ گو
مع بنو تمیم حسب ذلت الاستقاط پر مجتمع تھے چنانچہ بنو کعب نے حساب کرکے زکوۃ مواشی دیدی اور بنو تمیم نے کہا کہ بے فائدہ کیوں مال ضائع
کرتے ہو بنو کعب بولے ہم مسلمان ہیں ہم پر زکوۃ فرض ہے تب بنی تمیم نے ارادہ کیا کہ مال زکوۃ کا بشیر سے چھین لیں وہ بھاگ گئے اور
مدینہ طیبہ میں آئے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عیینہ ابن حصین فزاری کو بھیجا اور پچاس سوار ساتھ گئے کہ وہ لوگ گیارہ مرد اور
گیارہ عورتیں اور تیس لڑکے گرفتار کر لائے کہ رملہ بنت حارث کے گھر میں مقید ہوئے عقب انکے عطارد ابن حاجب اور زبرقان
ابن بدر و قیس ابن عاصم و عیینہ ابن حصین و نعیم ابن سعید و عمرو ابن اہتم و اقرع ابن حابس وغیرہ روسائے تمیم چند خطیب اور شاعر ہمراہ لیکر حاضر
ہوئے اسوقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حجرہ صدیقہ رضی اللہ عنہا میں وثاق افروز تھے وہ سب غافلانہ دروازہ پر پکارنے لگے کہ

حق میں اللہ صاحب نے فرمایا ان الذین ینادونک من وراء الحجرات اکثرہم لا یعقلون ولو انہم صبروا حتی تخرج الیہم لکان خیرا لہم یعنی جو لوگ
پکارتے ہیں تجھکو دیوار کے باہر سے وہ اکثر بیوقوف ہیں اگر وہ صبر کرتے جب تک تو نکلتا انکی طرف تو انکو بہتر تھا بعد ازان ظہر کے وقت
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف لائے اور نماز پڑھی پھر چہرہ کو متوجہ ہوئے وہ لوگ راہ میں کچھ کہنے لگے آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم متوجہ نہ ہوئے مگر بعد ادائے سنت صحن مسجد میں جلوہ فرما ہوئے تب بنو تمیم نے التماس کیا کہ ہم وہ لوگ ہیں جنکی مدح زین اور ذم شین ہے
یعنی ستائش مایہ آرائش و نکوہش مایہ عیب فرمایا یہ صفت خدا کی ہے تم اپنی غرض بیان کرو بولے ہم شاعر و خطیب لائے ہیں چاہتے ہیں
کہ مفاخرت کریں حضرت نے فرمایا ما بالشعر بعثت ولا بالفخار امرت لیکن تم شاعروں وغیرہ کو لاؤ سو عطارد آیا اور ایک قصیدہ متضمن
اپنی شرافت و مفاخرت پر پڑھا اسکے جواب میں ثابت ابن قیس ابن شماس نے بایمائے رسول اللہ ایک خطبہ محتوی حمد حق و ثنائے
رسول برحق و مشتمل بر فضائل مہاجرین و محامد انصار و مجاہدین پڑھا تب زبرقان ابن بدر آیا اسنے کتنے شعر پڑھے حضرت صلعم نے حسان
ابن ثابت کو اشارہ فرمایا اسنے فی البدیہہ چند شعر تصنیف کرکے سنائے پھر اقرع ابن حابس نے کھڑے ہو کر کچھ شعر پڑھے اور حسان
ابن ثابت نے جواب دیا اقرع بولا واللہ خطیب و شاعر پیغمبر خدا کے ہمارے خطیبوں و شاعروں سے افضل ہیں اور اسی وقت سب ایمان لائے
اور حضرت رحمۃ للعالمین صلعم نے از روئے احسان قیدیوں کو واپس فرمایا پھر اسی سال خالد ابن ولید بنی مصطلق پر روانہ کیے گئے
اور وجہ یہ ہوئی کہ حارث ابن ضرار حاضر ہو کے مسلمان ہوا اور احکام صوم و صلوۃ سیکھ کر اپنی قوم میں گیا اور وقت رخصت کہ گیا تھا
کہ یا رسول اللہ میں اپنی قوم کو دعوت اسلام کرونگا پھر جو شخص قبول کریگا اس سے زکوۃ دلواؤنگا بھیجیے میرے پاس فلان وقت کسی
شخص کو روانہ کیجیے گا بالجملہ حارث نے کئی شخصوں کو مسلمان کیا اور زکوۃ کا مال وصول کرکے اپنے پاس رکھا اور انتظار
میں تھا کہ جو کوئی حضرت صلعم کے حضور سے آجائے اسکے سپرد کروں آنجناب نے ولید ابن عقبہ ابن ابی معیط کو بھیجا انکی آمد کی خبر پاکر

بنا بر استقبال چند لوگ برآمد ہوئے سو بحسب اتفاق ہوا کہ قوم ولید اور قوم مذکور میں پہلی زمانہ اسلام عداوت تھی ولید ابن عقبہ نے
تصور کیا کہ یہ لوگ میرے قتل کرنے کو نکلے ہیں وہ بھاگا خوف سے اور مدینے میں مشہور کر دیا کہ فلانی قوم کے لوگ مرتد ہو گئے لہذا
حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے خالد ابن ولید کو روانہ فرمایا اور ارشاد کیا کہ جلدی نہ کرنا سو خالد وہاں گئے دیکھا کہ وہاں کے لوگوں نے
مسجد بنائی ہے اور نماز میں جماعت سے مشغول ہیں وہ واپس آئے اسی حادثہ میں یہ آیہ سورۂ حجرات میں نازل ہوئی یا ایہا الذین آمنوا
ان جاءکم فاسق بنبا فتبینوا ان تصیبوا قوما بجہالۃ فتصبحوا علی ما فعلتم نادمین یعنے اسے ایمان والو اگر آوے تمہارے پاس ایک گنہگار
خبر لیکر تو تحقیق کرو کہیں جا نہ پڑو کسی قوم پر نادانی سے پھر کل کو پچھتانے لگو اپنے کئے پر بعد اسکے اسی سال میں معاذ ابن جبل
یمن میں بتعلیم احکام شرع محمدی بھیجے گئے اور اسی سال میں قطبہ ابن عامر قبیلۂ خثعم پر بھیجے گئے [illegible] جب وہاں پہونچے
تو مقابلہ ہوا [illegible] اونٹ و بکریاں لوٹ میں ملے [illegible] اونٹ ملے اور ایک خمس [illegible]
کی گئی اور اسی سال میں علقمہ ابن مجزز [illegible] بھیجے گئے [illegible] تین سو آدمی انکے ہمراہ گئے
وہ لوگ خبر پاکے بھاگ گئے بعضوں کے نزدیک [illegible]
اسیر [illegible] اسی سال میں ضحاک ابن سفیان کلابی [illegible] بھیجے گئے سو انسے مقابلہ
واقع ہوا اور اسلام کو فتح ہوئی اور غنیمت بھی ہاتھ آئی اور اسی سال میں [illegible] عبد اللہ ابن اللتبیہ
[illegible] اسی سال میں [illegible] علی ابن ابی طالب [illegible]
[illegible] حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم [illegible]
میں حاضر ہوئی [illegible] اسلام لایا [illegible] مدینہ منورہ سے
شام کی راہ میں واقع ہے بعضوں کے نزدیک نام ایک [illegible]
مابین مدینہ و شام اور بعضوں کے نزدیک نام ایک چشمے کا [illegible] آخری غزوات [illegible] سبب اسکا یہ
واقع ہوا کہ مدینے میں خبر مشہور ہوئی کہ قیصر روم [illegible]
ارادہ رکھتا ہے [illegible] حضرت صلے اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا [illegible] سب لوگ [illegible] گرمی شدید [illegible] مسافت بعید تھی لوگوں نے نکلنے میں سستی کی اور
انکے حق میں اللہ صاحب نے اپنے کلام میں فرمایا جسکا ترجمہ یہ ہے اے ایمان والو کیا ہوا تمکو جب کہا جاتا ہے کوچ کرو اللہ کی راہ میں
گرے جاتے ہو زمین پر کیا ریجھے دنیا کی زندگی پر آخرت چھوڑ کر سو کچھ نہیں دنیا کا برتنا آخرت کے حساب میں مگر تھوڑا اور حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا دنیا آخرت کے مقابلے میں ایسی ہے جیسے کوئی انگلی دریا میں ڈال کر اٹھا وے اور دیکھے کتنی
تری دریا کی انگلی میں ہوئی [illegible] سستی کرنے والے اکثر منافق تھے اور بعضے بعضے مخلص بھی تھے پس وہ لوگ

جو بلا عذر نہین نکلے پانچ مرد اصحاب سے تھے کہ توبہ انکی قبول ہوئی ایک ابوذر غفاری دوسرے ابو خیثمہ سالمی تیسرے کعب ابن مالک چوتھے مرارہ ابن الربیع پانچوین ہلال ابن امیہ القصہ تیس ہزار آدمی حسب الحکم رسول اللہ جمع ہوئے مگر سامان حرب کچھ بھی نہ تھا ولہذا ملقب بجیش العسرت ہوا تب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی تنگی کے لشکر کی تدبیر و درستی کر دیوے اسکے واسطے بہشت ہے حضرت عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ چار سو اونٹ اور دو ہزار اشرفی و برد اسپ سجاش راس اسپ بھی لائے اسوقت آنحضرت صلعم ایسے خوش و راضی ہوگئے کہ دامن مین اشرفیان لیے ہوئے اچھالتے اور فرماتے تھے کہ عثمان کو اب کوئی کام ضرر نہ کر سکیگا اور حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ اپنے مال سے نصف راہ خدا مین لائے اور قدوہ حضرت ارباب تحقیق ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے تمام مال اپنا نذر کیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہمیشہ ابوبکر مجھ پر امور خیر مین غالب رہا کرتے تھے اس غزوہ مین مجھے دست رس خوب تھا مین سمجھا کہ اس مرتبہ مین غالب ہونگا سو کل مال سے نصف لایا حضرت نے پوچھا عیال و اطفال کے لیے کیا چھوڑا مین نے کہا اتنا ہی اور ابوبکر سب مال لائے آپ نے پوچھا لڑکے بالون کے لیے کیا رکھا ہے بولے خدا اور خدا کا رسول حضرت نے فرمایا فرق تم دونون مین ایسا ہی جیسا تم دونون کے کلمون مین یعنی حضرت ابوبکر نے عیال کے واسطے خدا و رسول کو بتایا اور حضرت عمر نے مال کو اور ظاہر ہے کہ دونون باتون مین بڑا فرق ہے حضرت عمر کہتے ہین کہ مین نے ابوبکر سے کہا کہ مین کبھی تم پر غالب نہونگا اور عبدالرحمن ابن عوف رضی اللہ عنہ نے چالیس اوقیہ طلا گذرانا اسی طرح طلحہ و زبیر و سعد ابن عبادہ و محمد ابن سلمہ نے موافق اپنے اپنے مقدور کے لائے اور بعض عورتون نے اپنا زیور دیا اور ابو عقیل انصاری ایک صاع خرما لائے اسپر اہل نفاق ہنسے سبحان اللہ منافقون کی زبان سے کسی طرح بچاؤ نہین اگر زیادہ لاتے تو کہتے ریا ہے اور جو کم لائے تو طعن کرنے لگے بالجملہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سامان درست کیا اور فرمایا کہ سب لوگ ثنیۃ الوداع مین جمع ہون اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو اس لشکر کا امام گردانا اور حضرت ولایت مآب اسد اللہ الغالب علی ابن ابیطالب کرم اللہ وجہہ کو مدینہ منورہ مین خلیفہ فرمایا اسوقت حضرت امیر المومنین نے التماس کیا یا رسول اللہ مین کسی غزوہ مین غزوات سے نہین بیٹھا ایکی مرتبہ کسواسطے حضرت مجھے چھوڑے دیتے ہین فرمایا اما ترضی ان تکون منی بمنزلۃ ہارون من موسی الا انہ لا نبی بعدی یعنی کیا تو راضی نہین ہے کہ ہو تو مجھسے مرتبہ ہارون مین موسی سے مگر یہ کہ میرے بعد کوئی نبی نہین ہوگا اور صحیح مسلم مین سعد ابن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے علی تیرا رتبہ میرے نزدیک جیسے ہارون کا مرتبہ موسی کے نزدیک مگر اتنا فرق ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہین ہے روایۃ صحیحہ ثابت ہے کہ جب علی مرتضی کو حضرت صلعم نے خلیفہ فرمایا تو کم بخت منافق بولے کہ علی مرتضی کا ہونا حضرت پر گران ہوا اسلیے ساتھ نہ لیا علی مرتضی کو اس بات سے سخت ملال خاطر ہوا تو ولایت مآب سلح و ہتیار ہوکے حضور آنحضرت مین حاضر ہوئے اور منافقون کی گفتگو بیان کر کے التماس کیا کہ یا حضرت آپ مجھے عورتون اور لڑکون پر خلیفہ کرتے ہین فرمایا اے علی کچھ تمہین نہین گھٹتا دیکھو حضرت موسی جب کوہ طور پر چلے تو اپنے برادر بزرگ کو خلیفہ کر گئے تھے سو جیسی عزت ہارون کی موسی کے نزدیک تھی ایسی تمہاری عزت میرے نزدیک ہے مگر وہ پیغمبر تھے تم پیغمبر نہین اسلیے کہ مین خاتم النبیین ہون اس حدیث سے بڑی فضیلت ثابت ہوئی اسیلئے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

کے بعد سوائے علی کے کوئی لائق خلافت نہیں جیسا فرقہ شیعہ کہتے ہیں کیونکہ یہ بات سب جانتے ہیں کہ حضرت ہارون حضرت
موسیٰ کے سامنے مر گئے تھے وہ خلیفہ حضرت موسیٰ علیہ السلام ہوئے تھے اگر حضرت ہارون علیہ السلام زندہ رہتے اور حضرت موسیٰ
علیہ السلام کے بعد خلیفہ ہوتے تو البتہ یہ مثال تھی **فائدہ** اس حدیث سے واضح ہوا ہر طرح کی خلافت مراد نہیں
بلکہ مراد استخلاف غزوہ تبوک تھی جس طرح حضرت ہارون کی تھی اور یہ مقرر ہے کہ اس مقام سے خلافت بھی ثابت ہو لیکن
اس میں خلیفوں کی انکار بھی نہیں ہے فضائل حضرت علی رضی اللہ عنہ کی احادیث میں مذکور ہیں مولانا اسماعیل
نے لکھا ہے کہ حافظ زین الدین عراقی و ابن عبد البر نے اس قول کو ترجیح دی ہے کہ آپ نے محمد بن مسلمہ کو خلیفہ کیا تھا
اور علی مرتضیٰ کو اہل و عیال پر چھوڑا تھا لیکن یہ قول ضعیف ہے اور خلاف سیاق حدیث ہے آنجناب صلے اللہ علیہ وسلم تاریخ
پانچویں رجب [illegible] الوداع [illegible] ہزار آدمی [illegible] روایت [illegible]
[illegible] اونٹ [illegible] صدیق اکبر کو کیا اور
[illegible] فرمایا [illegible]
[illegible] منافق [illegible]
[illegible] حضرت صلعم نے فرمایا [illegible]
[illegible] روایت میں [illegible]
[illegible] **فائدہ** [illegible]
[illegible] صلعم نے فرمایا [illegible]
اس مقام سے معلوم ہوا [illegible] تبوک میں پہنچا تو معلوم ہوا [illegible]
[illegible] اتفاق [illegible] آنجناب نے چند روز
توقف فرمایا [illegible]
[illegible] دریافت کیا کہ حضرت [illegible]
[illegible] ایمان لایا
[illegible] قبول کیا اور فرمان امان پایا **فائدہ** اس سفر میں اکثر معجزات
[illegible] اخبار بالغیب [illegible]
[illegible] آسمان کی خبر
[illegible] اس وقت حضرت [illegible] منافق [illegible]
[illegible] آنجناب [illegible]

ملعون کیا تھا ارشاد کیا کہ ابھی منافق نے یہ طعن کی بات کہی ہے سو مین دعوی نہین کرتا کہ بالا اخبار خدا غیب کی خبر مجھے معلوم ہوتی ہے آخر
خدا نے مطلع کر دیا کہ اونٹنی کی مہار فلانے درخت مین الجھ گئی ہے چنانچہ لوگون نے اسی جگہ اسی کیفیت سے اونٹنی کو پایا اور منافق شرمندہ ہوا
اسی سفر مین خالد ابن ولید کو مع چار سو تیس سوارون کے اکیدر حاکم دومۃ الجندل پر روانہ کیا اور فرمایا کہ تم اسکو شکار بیل گاو مین
گرفتار کروگے سو ایسا ہی ہوا کہ جس وقت حضرت خالد اسکے قلعے کے تلے پہونچے وہ قلعے سے اترا سبب یہ ہوا کہ اسوقت اکیدر مع اپنی
عورت کے چاندنی کی سیر کر رہا تھا دفعۃً ایک بیل گاو نے دیوار قلعہ سے اپنا بدن رگڑنا شروع کیا اکیدر کو شکار کا شوق
تھا سو وہ مع حسان اپنے بھائی کے سوار ہوا اور مصاد دوسرے بھائی کو قلعہ پر مقرر کیا چنانچہ حسان مارا گیا اور اکیدر گرفتار ہوا
بعد اسکے خالد قلعے پر آئے مصاد نے دروازہ نہ کھولا چند روز گھیرے رہے آخر کار صلح فرمائی اور اکیدر نے مصاد کا خون جان کیا تین
دو ہزار اونٹ اور آٹھ سو گھوڑے اور چار سو زرہ اور اسی قدر نیزے نذر کیے پھر اکیدر کو مدینے مین لائے کہ اسنے جزیہ قبول کیا اور فرمان
امان لیگیا اور بروایت بعض محققین آخر کار اکیدر اسلام لایا اس غزوہ مین حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ لشکر سے پیچھے رہ گئے تھے
اونٹ تھک گیا پیادہ پا اسباب ضروری کندھے پر لادکے روانہ ہوئے جب وہ حاضر ہوئے تو حضرت نے مرحبا کہا اور فرمایا خدا رحمت
کرے ابوذر کو اکیلا چلا آتا ہے اور اکیلا ہی زندگی کریگا اور اکیلا ہی مریگا سو مطابق ارشاد واقع ہوا کہ عہد حضرت عثمان مین ابوذر ربذہ
مین جا رہے تھے تنہا مرے کوفے سے ایک جماعت اسلام اتفاقاً آگئی انھون نے تجہیز تکفین کی اور تین شخص اور اصحاب مخلصین سے رہ گئے تھے
ایک کعب بن مالک بدری صحابی نہ تھے مگر بیعت عقبہ مین تھے کہ اسکے فضائل بھی اکثر ہین چنانچہ حضرت کعب سے صحیح بخاری مین آیا
کہ اگرچہ فضیلت بدر کی بہت مشہور ہے لیکن بیعت عقبہ مین میری حاضری ایسی ہے کہ باوصف اسکے اگر حضور بدر مجھے حاصل نہوا تو مجھے
کچھ رنج نہین ہوا اور دو صحابی بدری تھے ایک ہلال بن امیہ دوسرا مرارہ بن الربیع ان تینون نے بوقت معاودت آنجناب صاف صاف
کہدیا کہ ہمین کچھ عذر نہ تھا صرف بسبب شامت نفس کے رہ گئے تھے اور اسی طرح ابو خیثمہ سالمی نے بھی عرض کیا حدیث کعب ابن مالک
مین کہ صحیح بخاری مین ہے یہ قصہ مفصل مذکور ہے خلاصہ یہ ہے کہ حضرت کعب کہتے ہین کہ جن دنون آپ غزوہ تبوک کو جاتے تھے مین صحیح تھا
فراغت پائے بھی تھے اور حضرت کا عزم بالجزم بھی سن چکا تھا مگر یہی خیال کر رہا تھا کہ ابھی سامان کرکے چلدونگا اور سامان نہوا آپ روانہ
ہوگئے پھر بھی چلنے کا خیال رہا یہان تک کہ لشکر دور نکل گیا اور سوا ضعفا اور منافقین کے کوئی نظر نہ آتا تھا دل گھبرایا آپ نے ایک روز میرا
حال پوچھا ایک نے کہا وہ اپنے کپڑون کی وضعداری مین رہ گیا اور معاذ ابن جبل نے کہا وہ ایسا نہین ہے ایک دن گھر مین آیا
بی بی نے انگور کی ٹٹیان چھڑکا کے ٹھنڈی کی تھی اور پھر سونے کی طیاری کی تھی مین نے کہا جناب رسول خدا تو گرمی اور لو مین ہین اور مین ایسی جگہ سوؤن
سو مین نہ سویا اور بڑی مشکل سے دن کٹتے تھے جب خبر معاودت سنی زیادہ گھبرایا کہ مین کیا منہ دکھاؤنگا ہر طرح کے منصوبے آتے آخر یہی
ٹھانی کہ سچ کہونگا سو حاضر ہوا اور کہا مین بلا عذر رہ گیا تھا فرمایا ٹھہرو جب حکم خدا ہوگا کیا جائیگا رخصت ہوا تاہم منافقون نے جھوٹے حیلے
کیے حضرت نے کچھ نہ فرمایا لوگون نے ملامت کی کہ تمنے بھی کچھ حیلہ بنا لیا ہوتا اور یہان تک ہوا کہ میرا دل بات بدلنے پر آمادہ ہوا
پھر مین نے پوچھا میرا سا حال کسی اور کا بھی ہوا ہے دونون لوگون نے صحابیون بدریون کا نام لیا مین نے کہا مین بھی انھین کا ساتھی ہون

جو کچھ سچ بات تھی بیان کر دی آپ نے فرمایا ان تینوں نے سچ کہا ہے [illegible] کوئی بات نہ کرے سو وہ دونوں گھر بیٹھ رہے میں جوان تھا گھر سے
نکلتا مسجد شریف میں جاتا آپ کے ساتھ نماز پڑھتا اور سلام کرتا آپ چپ چاپ رہتے تھے معلوم نہیں لب مبارک ہلتے تھے یا
نہیں لب مبارک پر خیال کرتا تھا کہ ہلائے یا نہیں اور آپ کے قریب نماز پڑھتا تھا اور چپکے دیکھتا تھا اور جب میں نماز میں
متوجہ ہوتا تو حضرت میری طرف دیکھتے اور جب میں [illegible] متوجہ ہوتا تو حضرت میری طرف سے [illegible] اور جب میں دیکھتا تو آپ منہ
پھیر لیتے ایک دن میں بازار میں جاتا تھا بادشاہ غسان کا آدمی ملا اس نے خط دیا اس میں میری طلب تھی مجھے نہایت رنج ہوا اس
خط کو تنور میں ڈال دیا حضرت کو [illegible] ہوئے تھے کہ حضرت کا حکم پہنچا کہ تم بیویوں کی [illegible] طلاق دینے کی
اجازت چاہی ارشاد ہوا کہ صرف علیحدہ رہنا منظور ہے پس اپنی زوجہ کو اس کے گھر بھیج دیا [illegible] ساتھ ہلال ابن امیہ کی جورو نے
بعذر پیرانہ سالی انکی خدمت کی اجازت لی مگر مباشرت کی امتناع ہوئی پچاس دن کے بعد فجر کے وقت [illegible] ایک شخص نے
ایک پہاڑی سے پکارا کہ اے کعب بشارت ہو تمہیں اللہ تعالیٰ نے توبہ قبول ہوئی میں نے سجدہ شکر ادا کیا اور حضور اقدس میں جا حاضر
طلحہ نے اٹھ کر تہنیت کی اور مصافحہ کیا اور سلام علیک کا میں [illegible] اور حضرت کا چہرہ خوشی سے چمکتا تھا اور آپ نے فرمایا بشارت
تجھے ایسے دن کی جو بہتر ہے سب دنوں میں [illegible] تیری ماں نے تجھے جنا [illegible] شکرانے میں سب مال خیرات کرنے کا ارادہ کیا
آنجناب نے منع کیا اور فرمایا کچھ اپنے پاس بھی رہنے دے [illegible] والوں کو خدا تعالیٰ نے فضیحت کیا سورۂ
میں انکی مذمت [illegible] فرمایا یا ایہا الذین آمنوا اتقوا اللہ وکونوا مع الصادقین
اور ثابت ہوا [illegible] مراجعت حضرت رسول مقبول [illegible]
[illegible]
کروا دیا اور [illegible] لوگوں کو نکال [illegible] بعد [illegible]
کے [illegible] ثقیف آئے اور اسلام لائے [illegible] چند روز [illegible] دونوں
آنجناب نے قبول کیا [illegible] عثمان ابن ابی العاص کو امیر فرمایا اور [illegible] ابوسفیان ابن حرب [illegible]
[illegible] طائف [illegible] دونوں [illegible]
اپنے پاس [illegible] تذییل [illegible]
[illegible]
آنحضرت نے [illegible]
[illegible]
تذییل [illegible]
سال [illegible] بعد [illegible]

والصحیح ہو الاول مگر بعض کے نزدیک وفود الجیوش کا بعض سنوات سابقہ میں بھی ہوا ہے لیکن کثرت وفود اس سال میں ہوئی چنانچہ
علماء حدیث نے ساٹھ وفود سے زیادہ ضبط فرمائے ہیں بالجملہ اسی سال میں وفد بنی اسد ابن خزیمہ کے دس نفر اور وفد فزارہ کے
کہ بفتح فا و فتح زاء منقوطہ و راء مہملہ ہے بروایتے انیس ۱۹ نفر آئے سردار انمیں دو شخص تھے ایک خارجہ بن حصین دوسرا حر بن قیس بن حصین
فزارہ کے اور وفد بنی مرہ کے اٹھارہ آدمی جنمیں سردار و پیشوا حارث بن عوف تھا اور وفد بنی البکاء جنمیں اقرع و بیٹا ثور بن عبد اللہ تھا
اور وفد بنی کنانہ جسمیں سردار واثلہ ابن الاسقع لیثی تھا اور وفد ہلال کا جسمیں زیاد بن عبد اللہ و عبد اللہ بن عوف و قبیصہ بن مخارق ہلالی
تھے اور وفد بنی عامر ابن صعصعہ کہ انمیں سردار عامر ابن الطفیل و اربد بن ربیعہ تھے حاضر ہوئے یہ عامر وہ شخص ہے جسنے شہر قاریوں کو
قتل کیا تھا اور بعد انکے وفد کلاب کہ بکسر الکاف نام ہے قبیلہ ہوازن کا ہے جسکو کلاب ابن ربیعہ کہتے ہیں اور وفد قشیر بضم قاف و فتح
شین منقوطہ کہ ہے قبیلہ ہوازن ہے اور وفد تجیب کے تیرہ آدمی اور تجیب بضم تا فوقانیہ بصیغہ مضارع باب افعال سے ہے اور وفد بلی کہ بفتح باء موحدہ
و کسر لام تشدید یا ہے اور ابو رویفع ابن ثابت بلوی کہ خدمت حضرت صلے اللہ علیہ وسلم میں رہتا تھا اسی قوم سے ہے اور وفد عذرہ بضم عین مہملہ
و سکون ذال معجمہ کہ ایک موضع دمشق میں ہے اور دیہہ ہے شام میں وہاں کے رہنے والے اکثر مرض عشق میں مبتلا ہوکے مرتے ہیں اور وفد حمیر کہ
بکسر حاء مہملہ و سکون میم و فتح تحتیہ نام ایک گروہ کا ہے قبائل سبا سے اور وفد سعد اور وفد نہد اور وفد دارم قبیلہ لخم و جذام سے حاضر ہوکے
اسلام لاتے اور تفصیل مطولات میں ہے الغرض اس سال میں ہر طرف سے الجیوش کا ہجوم ہوا ہے لہٰذا اس سال کو عام الوفود لکھتے ہیں
اسی سال میں جناب رسالت مآب صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک ماہ اعتزال فرمایا یعنی ازواج مطہرات کے پاس تشریف نہیں لیگئے بعدہ مسجد میں
مقیم رہے حال اسکا روضۃ الاحباب وغیرہ میں بالتفصیل ہے اور سبب اعتزال میں اختلاف ہے بعضے کہتے ہیں کہ ازواج طاہرات نے نفقہ
و کسوت اور وہ چیز آنحضرت سے چاہی کہ تصرف سے خارج تھی اسی پر ملال ہوا آنجناب نے قسم کھائی کہ ان جماعت سے ایک ماہ کامل عزلت
اختیار کرونگا و ہذا فی الصحیح اور نزول آیۂ تخییر سیاق آیہ موید اس قول کا ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زینب بنت جحش
کے گھر میں شہد پیا اسمیں توقف ہوا حضرت عائشہ و حفصہ نے باہم مشورہ کیا کہ جب حضرت آویں تو سب ازواج مل کر کہو کہ آپ نے
مغافیر پیا ہے مغافیر جمع مغفور کی ہے اور مغفور بالضم گوند ہے مانند عسل شیرین کہ چوب درخت میں ہوتا ہے اور اندک بو دار ہوتا ہے بعضوں کے نزدیک اسکی
شکل بوسے شراب ہوتی ہے اور حضرت صلعم بو سے بد سے متنفر تھے سو ایسا ہی ہوا جب وقت تشریف آوری آنحضرت کے کہا کہ آپنے مغافیر
پیا ہے آنحضرت نے قسم کھائی کہ مغافیر نہیں پیا ہے شہد پیا ہے اب نہ پیونگا مگر یہ بات کسی سے ظاہر نہ کرنا اور بعضے کہتے ہیں کہ حضرت صلعم ام المومنین
حفصہ کے پاس تھے انھوں نے اپنے باپ کے گھر جانے کو اذن چاہا حضرت نے اجازت دی کہ وہ تشریف لیگئیں اسوقت آنحضرت نے ماریہ قبطیہ کو
بلایا اسی حال میں حفصہ آگئیں دروازہ بند تھا بعد لحظہ حضرت کھول کر باہر تشریف لائے حفصہ رونے لگیں اسی دم حضرت نے ماریہ قبطیہ کو اپنے
نفس پر حرام کیا اور فرمایا کہ یہ حال کسی سے نہ کہنا سو حفصہ رضی اللہ عنہا نے عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے کہدیا انھوں نے رسالت مآب
صلعم سے تعریضاً کہا کہ آپ میری نوبت میں دوسرے سے صحبت رکھتے ہیں اس بات پر حضرت ناراض ہوئے پس قول الاول اصح ہے بعد اسکے
قول دوم کہ اسپر اکثر مفسرین ہیں مگر سند اسکی حدیث مرسل ہے اور حدیث مرسل وہ ہے جسکی روایت تابعی سے ہو مثلاً وہ کسے

قال رسول اللہ صلعم اور حرام پینے سے منع بھی کیا اور حکم حرمت [illegible] کا ہوا اور قول سوم ضعیف ہے [illegible] اور بعضے کہتے ہیں
جب عائشہ رضی اللہ عنہا سے [illegible] ہوئے تو اور ازواج کو رشک ہوا لہذا حضرت نے عزلت فرمائی اور بعضے کہتے ہیں کہ ایک روز
کسی بی بی کے گھر میں بکری ذبح کی اور ازواج مطہرات کو حصہ عنایت کیا سب نے لیا زینب نے واپس کر دیا آنحضرت نے کچھ زیادہ
پھر بھی واپس کیا اور یہ بات کریہہ ہوئی لہذا حضرت صلعم نے عزلت اختیار کی مگر یہ دونوں قول ضعیف ہیں الحاصل عزلت آپ کی
ہوا اور جب ختم ہوا تو حضرت رحمۃ للعالمین شب انتیس میں عائشہ صدیقہ کے حجرے میں تشریف لائے وہ بولیں یا حضرت ابھی تو انتیس ہی روز
ہوئے ہیں فرمایا مہینا کبھی انتیس کا ہوتا ہے اور کبھی تیس کا بعد ازاں جب آیہ تخییر سورہ تحریم میں نازل ہوئی تو پہلے عائشہ سے فرمایا
کہ ایک بات تجھ سے کہتا ہوں جواب اس بات کا ماں باپ سے مشورہ کر کے دینا پھر کہا اور عائشہ نے کہا [illegible] اگر چاہو
تو مجھ کو اختیار کرو اور جو دنیا کی زینت چاہو [illegible] قبول کرو [illegible] اور ازواج
رسول خدا [illegible] دنیا کی زینت [illegible] حضرت صلعم [illegible] صدیقہ سے کلام [illegible] ازواج [illegible] مطابق
عائشہ صدیقہ کے [illegible] اسی سال میں قصہ سم مسماۃ زینب [illegible] واقع ہوا [illegible] ہوئی تھی [illegible]
[illegible] آپ [illegible] حضرت صلعم نے [illegible] دوسرے دن [illegible] اور کہا یا رسول اللہ [illegible]
[illegible] فرمایا [illegible] کے [illegible] ایک [illegible]
[illegible] فرمایا اور [illegible] ایک [illegible]
[illegible] ایک [illegible] اور [illegible]
[illegible] حضرت صلعم نے [illegible] اگر [illegible]
قبول [illegible] اسلام میں [illegible] کیا اور اسی سال میں نجاشی نے وفات پائی [illegible]
سے روایت ہے [illegible] فرمایا حضرت [illegible] ایک مرد صالح حبش میں [illegible] حضرت صلعم [illegible]
[illegible] نماز جنازہ [illegible] حضرت پر منکشف ہوا تھا [illegible] کہتے ہیں کہ جو مرد [illegible]
غائب ہو اسپر [illegible] جائز نہیں اور اسی سال میں [illegible] وفات پائی ام کلثوم بنت
رسول اللہ نے اسی سال ماہ ذیقعدہ میں عبد اللہ بن ابی ابن سلول منافق مرا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے [illegible]
[illegible] اسلام [illegible] مبارک [illegible] پہنایا [illegible] ایمان لائے [illegible] لکھا ہے کہ
حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کرتہ مبارک اسلیے پہنایا کہ اس نے غزوہ بدر میں عباس ابن عبد المطلب کو قمیص پہنایا تھا سو اسکے
بدلے میں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ احسان کیا اور روایت صحیح ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز جنازہ پڑھی اگرچہ حضرت عمر رضی اللہ
عنہ نے بہت منع کیا مگر بعد اسکے [illegible] منافق پر نماز [illegible] اسی سال [illegible]
کے آخر میں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے [illegible] اسکے [illegible]

حج کو بال ریا اور امیر المومنین ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو روانہ فرمایا اور سعد بن وقاص اور عبد الرحمن ابن عوف و جابر ابن عبد اللہ اور
ابوہریرہ دوسی کو ساتھ کیا اور تین سو آدمی اور بھی ہمراہ فرمائے اور ارشاد فرمایا کہ تم جاکر امسال حج ادا کرو اور لوگون کو تعلیم کرو اور اوائل سورۂ
برات کے تیس یا چالیس آیتین لوگون کو سنا دیجیو جب حضرت امیر المومنین صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ذوالحلیفہ مین پہونچکر احرام باندھا تو
حضرت جبریل حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور پیغام خدا لائے کہ ادائے رسالت تم خود کرو یا کسی شخص کو بھیجو جو نسب مین تمہارا
قریب ہے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے امیر المومنین یعسوب المسلمین علی ابن ابیطالب کرم اللہ وجہہ و رضی اللہ عنہ کو طلب فرما کر روانہ کیا اور
فرمادیا کہ اوائل سورۂ برات صدیق سے لیکر تم لوگون کو سنا دیجیو اور یہ چار باتین کہدیجیو کہ بہشت مین نہ جائیگا مگر مسلمان اور کوئی شخص ننگا ہوکر
طواف نہ کرے اور بعد اس سال کے کوئی مشرک حج نہ کرے اور اب مشرکون سے عہد و پیمان نہین ہے سو حضرت علی ابن ابیطالب جلدی سے
موضع عرج مین پہونچے صدیق اکبر نے پوچھا امیر ہوکر آئے ہو یا مامور کہا مامور ہون نہ امیر صرف سورۂ برات اور چار حکم مجھے عنایت کیے ہین کہ مین
تبلیغ رسالت کرونگا صدیق اکبر نے حوالے کیے جب مکے مین داخل ہوئے تو مراسم حج صدیق رضی اللہ عنہ نے تعلیم فرمائی اور اوائل
سورۂ برات علی ابن ابیطالب نے پڑھی اور چار باتین علی رؤس الاشہاد فرمائین اسی سال مین عویمر ابن الحارث عجلانی اور خولہ بنت
قیس اسکی عورت مین قضیہ لعان سے حرمت موبدہ واقع ہوئی کہ قصہ اسکا صحیحین مین موجود ہے اور بعضے قصہ لعان ہلال بن امیہ کا بھی
اسی سال مین بیان کرتے ہین مشکوۃ شریف مین عبد اللہ ابن عباس سے روایت ہے کہ ہلال بن امیہ نے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے روبرو اپنی
جورو کو شریک ابن سحماء سے حرامکاری کا عیب لگایا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا گواہ ہون اس بات کو ثابت کر یا تیری پیٹھ پر مار
پڑیگی ہلال نے کہا یا رسول اللہ جب کوئی اپنی عورت سے حرام کرتے غیر کو دیکھے تو بھلا اس وقت گواہ ڈھونڈھتا پھرے حضرت صلے اللہ
علیہ وسلم نے پھر وہی فرمایا یعنی حکم شرع یون ہی ہے حجت بیفائدہ ہے ہلال نے کہا مین قسم کھاتا ہون اسکی جسنے تجھکو سچا پیغمبر کیا ہے کہ
مین اپنے قول مین سچا ہون خداے تعالے وہ آیتین اتاریگا جس سے پیٹھ مار سے بچیگی سو حضرت جبریل اترے اور اس مضمون کی آیتین سورۂ
نور مین لائے ترجمہ انکا یہ ہے کہ جو لوگ عیب لگاوین اپنی عورتون کو اور شاہد نہوون انکے پاس سواے اپنی جان کے تو ایسون کی گواہی یہ ہے کہ گواہی دے
چار اللہ کے نام کی کہ مین بیشک سچا ہون اور پانچوین بار کہے کہ خدا کی لعنت اسپر اگر وہ جھوٹھا ہو اور عورت سے مار یون اترتی ہے کہ گواہی دے
چار اللہ کے نام کی کہ مقرر وہ مرد جھوٹھا ہے اور پانچوین بار کہے کہ اللہ کا غضب ہو اس عورت پر اگر مرد سچا ہے سو ہلال نے اسی طرح گواہی دی
اور حضرت صلعم فرماتے جاتے تھے کہ بلا شبہ اللہ کو معلوم ہے کہ تم دو سے ایک جھوٹھا ہے تم دونون مین کوئی توبہ بھی کرنے والا ہے جب ہلال گواہی
دے چکا تو عورت کھڑی ہوئی اسنے اسی طرح چار بار گواہی دی پانچوین مین لوگون نے روکا اور کہا خدا کی مار لگجائیگی اسکو تہان جان
اگر جھوٹھی ہے تو سکوت کر وہ عورت تھم گئی ابن عباس فرماتے ہین ہم سمجھے کہ شاید یہ عورت پلٹ جائیگی یعنی اپنے عیب کا اقرار کریگی مگر
اسنے کہا کہ مین اپنی قوم کو ہمیشہ کیواسطے فضیحت نہ کرونگی چنانکہ اسنے پانچوین گواہی دی حضرت صلعم نے فرمایا دیکھتے رہو اس عورت کو
اگر اسکا لڑکا سیاہ آنکھ والا اور موٹے سرین والا اور تیلی پنڈلیون کا پیدا ہو تو حقیقت مین شریک بن سحماء کا نطفہ ہے سو وہ لڑکا ویسا ہی
پیدا ہوا تب حضرت صلعم نے فرمایا کہ اگر قرآن کا حکم پیشتر نہ اتر چکتا تو مین اسکو حد مارتا اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قاضی کو حکم

ظاہر ہو چکا ہے اگرچہ قرینہ خلاف اسکے ظاہر ہوا اور یہ بھی کہ اگر شباہت ایک شخص کی ہو تو مذہب الشافعی لیکن حضرت امام اعظم صاحب کے نزدیک
شباہت حجت نہیں ہے اور حضرت صلعم کو یہ حال وحی سے معلوم ہوا ہوگا تب اول سال دہم ہجرت کا ہوا تو اوسی ربیع الآخر میں حضرت سید الکونین
صلعم نے خالد ابن ولید کو بنی حارث بن کعب پر روانہ فرمایا کہ وہ لوگ اسلام لائے اور اسی مہینے میں حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کو قبیلہ
طے پر روانہ کیا کہ جناب رسالت مآب نے ہیج جامہ ہدیہ بیان اس قوم میں جو تھے اور بتخانہ انکا گروایا عدی ابن حاتم جانب شام بھاگا اور اسکی بہن
گرفتار ہوئی اور مال کثیر ہاتھ آیا اور دو تلواریں کہ فلس بت کی گردن میں تھیں اوسنے ان تلواروں کو جناب پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے
بطور تحفہ لائے اور مدینہ طیبہ میں تشریف فرما ہوئے تب دختر حاتم بخدمت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوئی تھی [illegible] بات
التماس کیا کہ یا رسول اللہ اگر مجھے آزاد فرماؤ تو [illegible] آنحضرت نے اسکو آزاد فرمایا اور ایک خلعت عنایت کیا
وہ اپنے گھر آئی وہاں سے شام کی طرف گئی اور عدی اپنے بھائی کو [illegible] حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا تو آنجناب صلعم نے اسکے واسطے
بچھا دی [illegible] بھائی کو [illegible] بیٹھا اور حضرت صلعم [illegible] ایمان لایا [illegible]
آنحضرت سے مروی ہے اور اسی سال رمضان میں جریر ابن عبد اللہ بجلی [illegible] قبیلہ بجیلہ کے حاضر ہوکر اسلام لائے اور
نام ایک بتخانہ ذی الخلصہ کا کعبہ الیمانیہ [illegible] بتخانہ جلایا اور توڑا حضرت صلعم نے [illegible]
دعا برکت فرمائی [illegible] ذی الخلصہ ایمان لائے بخاری و مسلم میں جریر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے [illegible]
بھیجا گیا [illegible] حضرت نے [illegible] سینے پر دست مبارک [illegible] اور فرمایا اللهم
ثبته واجعله هاديا مهديا یعنی [illegible] روایت کرنے والا [illegible]
[illegible] روایت [illegible] حضرت [illegible]
[illegible] ذی الخلصہ کو کعبہ یمانی کہتے تھے
[illegible]
[illegible] ذی الخلصہ [illegible] شوال میں [illegible]
بنی حارث بن کعب [illegible] حاضر ہوئے انکو دیکھ کر آنحضرت نے فرمایا یہ لوگ کیا ہند [illegible] جب حضرت کو دیکھا
تو کہا اشہد انک رسول اللہ وان لا الہ الا اللہ تب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اشہد ان لا الہ الا اللہ وانی رسول اللہ
یہ لوگ رخصت ہونے [illegible] حضرت صلعم نے عمرو ابن حزام کو انکے پاس بھیجا اور ایک خط [illegible] ضروری لکھ دئے تاکہ انکو تعلیم
کرے [illegible] حضرت نے جریر بن عبد اللہ کو ذی الکلاع [illegible] کے پاس بھیجا یہ شخص نواح طائف میں تھا
اور [illegible] بادشاہ [illegible] دعوت اسلام قبول کی [illegible]
یہانتک کہ حضرت صلعم نے سفر آخرت فرمایا اور ذی الکلاع نے خلافت عمر فاروق میں اسلام قبول کیا اسی سال میں [illegible]
مع خالد بن ولید جانب نجران بھیجے گئے وہاں کے لوگ مسلمان ہوئے اور [illegible] میں آئے [illegible] بموجب ارشاد

حضرت صلعم سے تعلیم پا کر رخصت ہوا اور عمرو بن حزم بغرض تعلیم مسائل و اخذ صدقات انکے ساتھ گئے اور زمان وفات آنجناب تک وہیں رہے اسی سال میں ابراہیم
ابن رسول اللہ نے وفات پائی اور اسی سال میں حضرت علی المرتضی کو جانب یمن بھیجا اور فرمایا کہ قبیلہ ہمدان کو مسلمان کرو ہمدان عرب میں ہے اس سے پہلے خالد
ابن ولید گئے تھے مگر ان لوگوں نے اطاعت قبول نہ کی تھی جب حضرت علی تشریف لیگئے تو حضرت نے فرمایا کہ اول دعوت اسلام کرنا اگر نہ مانیں تو
قتل کرنا براء بن عازب فرماتے ہیں کہ میں اس سریہ میں موجود تھا جب علی المرتضی اس مقام پر پہنچے تو وہاں کے رہنے والے حاضر ہوئے علی المرتضی نے نماز جماعت
سے ادا کر کے دعوت اسلام فرمائی کہ قبیلہ ہمدان نے بلا تامل قبول کی یہ خبر سنکر حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے تین مرتبہ فرمایا السلام علی ہمدان اور سوائے
ان کے یمن کے لوگ بعد لڑائی کے اسلام لائے ہیں علی کل التقدیر حضرت علی المرتضی مدینہ میں نہیں آئے بلکہ حجۃ الوداع میں حضرت صلعم کے شریک
ہوئے اور اسی سال میں فروہ ابن عمرو جذامی کہ حدود عرب میں قیصر روم کی طرف سے عامل تھا مسلمان ہوا اور اسنے ایک اسپ سفید اور ایک استر خوش رفتار
بھیجا قیصر نے اسکو گرفتار کر کے قتل کیا اور اسی سال میں باذان عامل یمن نے وفات پائی کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اسکی مملکت کو تقسیم فرمایا کسی قدر
شہر بن باذان کو دی اور کسی قدر عامر بن شہر ہمدانی کو اور قدرے قلیل یعلی بن امیہ کو دیا ایک طرف ابو موسی اشعری کو عنایت فرمائی اور اسی سال
میں معاذ ابن جبل جانب یمن و حضرموت روانہ ہوئے اور حضرت صلے اللہ علیہ وسلم پیادہ پا تھوڑی دور تک انکے ہمراہ تشریف لیگئے اور وقت وداع
کہا اے معاذ شاید یہ ملاقات آخری ہو یہ سنکر معاذ بہت روئے پھر ارشاد فرمایا کہ اے معاذ تو اہل کتاب کے پاس جاتا ہے پس چاہیے کہ اول کلمہ شہادتین پر دعوت کر
بعد ازاں نماز پھر زکوۃ مالداروں سے لیکر اصحاب استحقاق کو دے مگر اس باب میں ظلم و تعدی روا نہ رکھنا اور ایک سیر میں منقول ہے کہ معاذ ابن جبل
تا زمان خلافت حضرت عمر یمن میں رہے بعد ازاں مدینہ میں آئے وہاں سے شام کو گئے اور وفات پائی اور بعض نے لکھا ہے کہ معاذ وقت وفات
جناب رسالت مآب یمن میں تھے بیان کرتے ہیں لغوی اور اسی سال میں کثرت آمد وفود ہوئی اول وفد عبد القیس چالیس نفر سے آیا انہیں سے جارود عبدی
مسلمان کامل ہوئے پھر تواتر وفود ہوا چنانچہ وفد الرہاویین و مراد و غسان و کندہ و بنی ثعلب و کنانہ و بکر ابن وائل و بہرا و خثعم و حضرموت و غافق و محارب
و شیبان و ہمدان و حبشان و سباع و بنی عبس و خولان و عامر و سلامان و زبید و غیرہم حاضر ہوئے اور یہ وہ تفسیر ہے اس آیت کریمہ کی ورأیت الناس یدخلون
فی دین اللہ افواجا ترقی اسلام ہونے لگی اور وفد زبید میں عمرو ابن معدیکرب بھی تھا کہ اسلام لایا مگر بعد وفات حضرت صلے اللہ علیہ وسلم مرتد ہو کر
پھر مسلمان ہوا فائدہ وقت ورود الحیوں کے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ دستور تھا کہ آنجناب پوشاک نفیس زیب تن فرماتے اور آراستہ ہوتے تھے اور
اصحاب باصفا بھی بلباس فاخرہ حاضر ہوتے تھے اور مہمانوں کو نہایت خاطرداری و بڑی مدارات کے ساتھ اچھے اچھے مکانوں میں اتارتے تھے اور
انعام لائق دیکر رخصت فرماتے تھے اسی سال میں ایک جماعت قبیلہ بنی حنیفہ برفاقت مسیلمہ کذاب مدینہ میں حاضر ہوئے اور مسلمان ہوئے بخاری میں
عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب مسیلمہ جماعت کثیرہ لے کر آیا تو اسنے اول یہ پیغام کیا کہ اگر محمد بعد وفات اپنے عہد نبوت مجھے
عنایت فرماویں تاکہ میں ان کے ملک میں جاؤں تو اسلام لاؤں اور مطیع و فرمانبردار ہوں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم اس مرد کے پاس
تشریف لیگئے اسوقت دست مبارک میں ایک چھڑی کھجور کی تھی آنجناب نے اسکے سر پر کھڑے ہو کر فرمایا کہ اگر تو مجھ سے اس کھجور کی
چھڑی کا ٹکڑا مانگیگا تو اتنا بھی نہ دونگا اور خدا کے قصد کو جو تیرے حق میں ٹھن چکا ہے تو ہرگز اسکو ٹال نہ سکیگا لیکن تجھکو ہلاک کریگا
اور دونوں جہان میں رسوا و فضیحت ہوگا اور جو تو اسلام سے پھرا تو البتہ خدا تیرے کو نیچے کاٹے گا اور مقرر میں تجھکو دیکھا

[illegible] مجھکو خواب میں کھلایا گیا ہو [illegible] فائدہ [illegible] ثابت [illegible]

قیس بن ثماس کا بیٹا [illegible] قرآن شریف کے مقابلے میں

[illegible] صلے اللہ علیہ وسلم

[illegible] کذاب [illegible]

خرافات [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] دعوی کرنیکا [illegible]

[illegible]

[illegible] رسول اللہ [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] مسیلمہ کذاب [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] ابو بکر الصدیق رضی اللہ عنہ [illegible] خالد بن ولید کو

[illegible]

[illegible] مسیلمہ کی طرف [illegible]

[illegible] رضی اللہ عنہ [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] رسول اللہ [illegible] مسیلمۃ الکذاب [illegible]

کہ جسطرح مسیلمہ نے دعوی نبوت کیا تھا اسی طرح تین آدمی اور بھی نبی بنگئے تھے ایک مساۃ سجاح تمیمیہ بنت حارث بن سوید کہ آنحضرت کی وفات
یا نبی کے بعد ہی نبوت کا دعوی کیا اور اُس قوم کے لوگ اُسکے گرویدہ ہو گئے چونکہ یمامہ مسیلمہ کا تھا اور مسکن سجاح کا اُسکے مقام سے
متصل واقع تھا اسکو ایک طمع کا خوف غالب ہوا کہ مبادا مجھپر غلبہ پکڑے اسواسطے مسیلمہ نے ایک خط بمضمون طلب خواہ استجازت حضار اپنے کے
تحائف بھیجا کر وہ بے تامل چلی آئی خواہ مسیلمہ گیا جب تخلیہ ہوا تو مسیلمہ نے اپنی خرافات واہیہ واکاذیب مخترعہ سنا کر تین دن تک
خیمہ میں رہا اور نکاح کی درخواست کی اُسنے قبول کیا آخر کار نکاح بھی ہوا تین دن تک دونوں ہمپیالہ و ہمنوالہ رہے بعد اسکے سجاح رخصت ہو کر
اپنی قوم میں آئی تو قوم کے لوگوں نے پوچھا کہ معاملہ کیا واقع ہوا جو اسقدر توقف فرمایا اُسنے کہا مسیلمہ پیغمبر برحق ہے اور صاحب الامر اسلیے
میں نے اُس سے نکاح کر لیا ہے قوم کے بعض لوگ بولے کہ مہر کسقدر قرار پایا اُسنے کہا کہ میں محبت و عشق مسیلمہ میں ایسی بیخبر تھی کہ مہر کا خیال
نہیں رہا اہل قوم نے کہا کہ نکاح بلا مہر جائز نہیں ہوا سجاح پھر مسیلمہ کے پاس آئی اور تعین مہر میں گفتگو کرنے لگی مسیلمہ نے کہا
کہ نصف محاصل نذرات یمامہ اور معافی نماز صبح و عشا تمام قوم سے تمہارا مہر ہے چنانچہ شیث ابن ربعی کو کہ جانب سجاح سے مؤذن
مقرر تھا بلا کر کہدیا کہ قوم میں پکار دے کہ مسیلمہ پیغمبر نے بعوض مہر سجاح نماز صبح و عشا تم سے معاف کر دی ہیں اب کوئی آدمی یہ دونوں
نمازیں نہ پڑھا کرے القصہ سجاح مطمئن النفس ہو کر اپنے جزیرہ میں آئی اور انتظام میں مصروف ہوئی اسی عرصہ میں خالد ابن ولید معہ فوج نا
گہانی یکبارگی مسیلمہ پر ٹوٹ پڑے اور اُس مردود کو قتل کیا سجاح جزیرہ میں تھی کہ وہ مسلمان ہو گئی اور تا زمان معاویہ ابن ابی سفیان
زندہ رہی اور بعض اہل تحقیق لکھتے ہیں کہ مساۃ مذکورہ بعد قتل مسیلمہ جزیرہ میں پوشیدہ ہو رہی کہ پھر اُسکا نشان نہ ملا دوسرا ایک شخص
اسود ابن کعب عنسی کرمان میں تھا اسکو ذو الحمار بھی کہتے ہیں سبب یہ ہے کہ اُسکے پاس ایک گدھی تھی کہ اسکو سجدہ پڑھا لیتا تھا
خواہ اُسکے شیطان کا نام ذو الحمار تھا اور جو لوگ ذو الخمار کہتے ہیں وہ بیان کرتے ہیں کہ اسکے پاس ایک شخص آ کر چلا جاتا تھا اور
نام اُسکا اکثر محققین نے عبہلہ بیان کیا ہے اور بعضے کہتے ہیں وجہ تسمیہ بلقب ذو الحمار یہی ہے کہ اُسنے ایک گدھے کو سجدہ کرنا تعلیم کیا اور بعضے کہتے ہیں
کہ دو شیطان اُسکے مطیع تھے ایک سحیق دوسرا شقیق کہ دونوں سے واقعہ کی خبر دیتے تھے بالجملہ ظہور اس مردود کا یوں ہوا کہ باذان عامل
صنعا کی وفات ہوئی تو یہ مردود لشکر لیکر آیا اور اہل صنعا پر غالب آیا اور شہر ابن باذان کو شہید کر ڈالا اور مرزبانہ زوجہ شہر کو اپنی نکاح میں لایا
یہ خبر فروہ بن مسیک عامل قبیلہ مراد کو پہونچی اُسنے حضرت صلعم کو لکھی اور معاذ ابن جبل کہ عامل یمن تھے اُسکے خوف سے ابو موسی اشعری کے
پاس چلے گئے اور دونوں حضرموت میں آئے اس مقام میں فرمان واجب الاذعان حضرت رسالت مآب صلے اللہ علیہ وسلم پہنچا اس مضمون
سے کہ تم سب لوگ متفق ہو کر شر اسود عنسی کذاب کا دفع کرو چنانچہ معاذ ابن جبل اور ابو موسی اشعری نے مساۃ مرزبانہ کو یہ پیغام دیا کہ
اسود نے تیرے پدر و شوہر کو ناحق قتل کیا ہے بڑے تعجب کی بات ہے کہ تو اُسکے پاس بسر کرتی ہے سو اُسنے فیروز دیلمی ابن عم اپنے کو نقب کی
راہ سے طلب کیا اور اسود کذاب کو قتل کرایا جب اسود کا سر تن سے جدا ہوا تو ایک آواز مثل آواز گاو کے حلق سے نکلی چوکیداروں نے پوچھا کہ
یہ کیا آواز ہے مرزبانہ نے جواب دیا کہ خاموش رہو تمہارے پیغمبر پر وحی نازل ہوئی ہے جب صبح ہوئی تو موذن اسلام نے اذان میں کہا
اشہد ان محمدا رسول اللہ و ان عبہلہ کذاب اسوقت خبر قتل ہونے اسود کی ظاہر ہوئی اور یہ خبر بعد وفات آنجناب کے مدینہ میں مشہور ہوئی

کیونکہ حضرت صلعم نے ایک روز پیش از وفات ارشاد فرمایا تھا کہ اسود کو ایک مرد مبارک نے اہل بیت مبارک سے قتل کیا اصحاب نے قاتل کا
نام پوچھا فرمایا فیروز اور ایک روایت میں ہے کہ اسود عنسی کو خلافت صدیق کے [illegible] میں قتل کیا گیا اور اس قول کو ایک جماعت محدثین نے ترجیح دی ہے اور
اکثر [illegible] قول اول ہے [illegible] بیہقی [illegible] طلیحہ [illegible] ایسی حالت پیدا ہوا تھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر پہنچی
تو آنجناب نے ایک شخص [illegible] بھیجا [illegible] مسلمان [illegible]
[illegible] اور ایک [illegible] طلیحہ [illegible]
[illegible]
[illegible] طلیحہ [illegible]
اسکی حفاظت فرمائی [illegible] جناب [illegible] تشریف لائے
[illegible] حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ [illegible]
[illegible]
[illegible] طلیحہ [illegible] اسلام [illegible]
[illegible] حضرت صدیق [illegible] رضی اللہ عنہ [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] انصار [illegible] اسلام قبول کیا انہوں نے
[illegible]
جواب [illegible] حضرت عثمان [illegible]
[illegible] قبول کیا اور [illegible]
حضرت صلعم [illegible]
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا [illegible] فیصلہ [illegible]
[illegible] کہتے ہیں کہ
انصار کے [illegible] اسلام کی حقیقت میں گفتگو کی تھی [illegible] ارشاد فرمایا [illegible]
[illegible] آمین
[illegible] اپنے بیٹوں کو اور پھر اپنے بیٹوں کو اور [illegible]

ہم اپنی عورتون کو اور تمھاری عورتون کو اور اپنے قریبون کو اور تمھارے قریبون کو پھر ہم تم خوب گڑگڑا کے دعا کرین اور جھوٹھون پر خدا
کی لعنت ڈالین ہم ہون یا تم جب یہ آیت نازل ہوئی تو صبح کو حضرت صلعم حضرت امام حسن کا ہاتھ پکڑے اور امام حسین کو گود مین لیے
برآمد ہوئے یا دونون کو بسبب خورد سالی کے گود مین لیے تھے اور فاطمہ علیہا السلام تھین پیچھے حضرت صلعم کے اور حضرت علی مرتضی کرم اللہ
وجہہ فاطمہ کے پیچھے اور حکم کیا انکو کہ جب مین دعا کرون تم آمین کہنا اور اسوقت حضرت صلعم نے فرمایا اللھم ھؤلاء اہل بیتی جب پیشوا
نصاری نے ان صورتون کو دیکھا تو کہا واسے برتما ای قوم مین دیکھتا ہون انکی صورتون کو کہ اگر خدا سے درخواست کرین کہ پہاڑ کو
اُکھیڑ دے تو فوراً اُکھیڑ دیوے لے مین مقام مین دیکھنا چاہیے کہ اُن چہرون پر کیسی نور انجلی چمکتی تھی کہ بیگانہ نے اسکو دریافت کیا اور از خود رفتہ ہوا
سو جس بیگانہ کا اثر اس نور سے یہ ہو آشنا کا کیا حال ہوگا آخر کار اُس ترسا نے کہا ہر گز مباہلہ کرنا نہ چاہیے ناچار جزیہ دینا قبول کیا اور اہل سیر
نے لکھا ہے کہ نصاری نجران مین عاقب مسمی بعبد المسیح و سید دو شخص سردار تھے سو عاقب یہ صورتین نورانی دیکھ کر اپنے مکان پر گیا
اور بولا کہ مباہلہ کیجیو نہین تو ہلاک ہو جاؤ گے اور تم خوب جانتے ہو کہ محمد رسول برحق ہین تب ان لوگون نے دو ہزار حلہ دینا قبول کیے
ایکہزار ماہ رجب مین اور ایکہزار ماہ صفر مین اور ہر سال تیس زرہین دینی منظور کین بشرطیکہ اہل اسلام عشر طلب نہ کرین اور ہم کو وطن
سے نہ نکالین حضرت صلعم نے قبول کیا مگر فرمایا کہ تم لوگ سود نہ کھاؤ یہ بات نصاری نے قبول کی اور ایک صلحنامہ لکھا گیا کہ اُسپر صحابہ
کی گواہیان ہوئین اور ابو عبیدہ ابن الجراح بر رسم حکومت و قضا اُنکے ہمراہ کیے گئے اور بعد چندے عاقب و سید مسلمان ہوئے اور صلح قائم رہی
عہد خلافت حضرت عمر فاروق تک بعد اسکے نصارا نے نجران نے خلاف کیا فائدہ اس آیت کو آیۂ مباہلہ کہتے ہین اور بہل لغت مین بمعنی
لعنت کردن آیا ہے و بہلہ بالضم و الکسر بمعنی لعنت و مباہلہ لعنت کرنا باہمدیگر و دعا کرنا ساتھ لعنت کے اصل ابتہال کی یہی ہے بعد اسکے
اطلاق ہوا اسکا اُس دعا پر جسمین کوشش کیجاوے اور عادت عرب کی جاری تھی کہ جب ایک قوم آپسمین اختلاف و تکذیب ایک دوسرے
کی کرتے یا ظلم کرتے تو باہر نکلتے اور لعنت کرتے ایک دوسرے کو اور کہتے تھے لعنۃ اللہ علی الکاذب والظالم سو حضرت صلعم کو بھی درگاہ عزت سے
ارشاد ہوا کہ مباہلہ کرو نصارے سے اور جو ایسے موقع مین حضرت صلعم نے اپنی زوجات و اصحاب کو ساتھ نہ لیا سو اسواسطے کہ ایسے وقت
مین اُنکے ساتھ لینے سے نصاری پر رعب نہ پڑتا اور کمال حقیقت ثابت نہوتی اسلیے کہ رفیقون اور بیبیون کا نقصان آدمی پر اتنا
گران نہین ہوتا جتنا اولاد کا ہوتا ہے اور جو شیعہ اس آیت و حدیث سے حقیت خلافت علی مرتضی کی دلیل پکڑتے ہین سو محض
بے جوڑ بات ہے اس سے اور خلافت سے کیا مناسبت ہے قرابت و محبت اور چیز ہے اور خلافت اور چیز اگر صرف قرابت و محبت حضرت صلعم
کی خلافت کے واسطے شرط ہوتی تو فاطمہ زہرا علی مرتضی پر خلیفہ ہونے مین مقدم تھین حالانکہ یہ مذہب کسی کا نہین ہے روایت صحیح ہے کہ بعد اس
قصہ کے حضرت صلعم نے فرمایا کہ اگر نصاری مباہلہ کرتے تو بصورت بندر و سور مسخ ہو جاتے اور تمام جنگل اُنپر آگ ہو جاتا اور پرندون کے ساتھ
جو درختون پر ہین جل جاتے اور اسی سال مین حضرت صلعم نے حجۃ الوداع ادا فرمایا اور معاملہ یہ ہوا کہ جب آنجناب نے ارادہ حج فرمایا تو اطراف
و جوانب مین اطلاع فرمائی کہ ہمارا عزم جانب بیت اللہ شریف مصمم ہے جسکو دولت مرافقت درکار ہو وہ حاضر ہو سو اکثر لوگ مدینہ
باسکینہ مین جمع ہو کے ہمراہ رکاب چلے مگر ایک جماعہ بعذر بیماری جدری حصبہ معذور رہے اور زوجات مطہرات سے تو ہمراہ ان

اور حضرت سیدۃ النساء فاطمہ زہرا اور سب بیبیاں اور تمام خواص و خدام ہمراہ تھے جو روز شنبہ بست و پنجم ذیقعدہ حضرت علیہ السلام نے غسل فرمایا اور بالوں میں
تیل لگا کے شانہ کیا اور بدن مبارک میں خوشبو ملی اور کپڑا سیاہ اتارا الا ایک ردا چادر پہنکر دولت سرا سے مسجد میں تشریف لائے اور چار رکعت نماز
ادا کر کے سوار ہوئے اور براہ عمرہ کہ طریق اوسط ہے ذوالحلیفہ میں آئے اور بانتظار اتصال بعض اصحاب وہیں شب باش ہوئے صبح کو فرمایا کہ آج
کی رات میرے پاس آنے والا آیا اپنے خالق عالم کی طرف سے پیغام دیا کہ اس وادی میں نماز ادا کرو اور کہو عمرۃ فی حجۃ یعنی نیت حج و عمرہ
کرو پس ازاں حضرت نے دونوں کا احرام باندھا اور دو رکعت نماز صبح ادا فرما کے ناقہ قصویٰ پر سوار ہوئے اور رو بقبلہ ہو کر لبیک کہتے
تشریف لیچلے [illegible] راہ میں جا بجا اصحاب ملتے تھے اس وقت آنحضرت کے ساتھ بڑی کثرت آدمیوں کی تھی چنانچہ حضرت جابر
رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا جہاں تک میری نظر کام کرتی آگے پیچھے داہنے بائیں آدمی سوار و پیادہ نظر آتے تھے اور
محدث لکھتے ہیں کہ ایسی کثرت تھی کہ تخمینا کوئی نہیں کر سکتا تھا [illegible] ایک لاکھ [illegible]
اور بعض نے ایک لاکھ چوبیس ہزار لکھے ہیں اور اسی جگہ سے [illegible] تلبیہ یہ تھا لبیک اللھم لبیک لا شریک لک لبیک ان الحمد
والنعمۃ لک والملک لا شریک لک تلبیہ [illegible] نہیں [illegible]
اس ذکر کو کہتے ہیں جو احرام باندھنے کے وقت لبیک [illegible] جواب میں بولا جاتا ہے جس طرح [illegible]
ہی [illegible] اور اصل اس کی یہ ہے کہ جب خانہ کعبہ بن چکا تب حضرت ابراہیم کو حکم ہوا کہ تم سب لوگوں کو اس بات کے واسطے حج کے پکارو سو
انہوں نے پکارا تھا تو [illegible] لبیک اسی پکارنے کا جواب ہے [illegible]
[illegible] اصحاب کو ارشاد کیا کہ جس
قربانی نہ لایا ہو وہ حج کو عمرہ کر ڈالے [illegible] احرام [illegible]
اور آپ بھی شب [illegible]
میں [illegible] عمرہ تشریف لائے [illegible]
میں چادر کو داہنی بغل سے نکال کر بائیں کندھے پر ڈالی [illegible]
بوسہ دیا اور رکن یمانی کو مس فرمایا اور [illegible] ربنا آتنا فی الدنیا [illegible] اور مقام ابراہیم میں آئے واتخذوا من مقام
ابراہیم مصلی پڑھا اور دو رکعت نماز ادا کی [illegible] فاتحہ [illegible] حجر اسود کو بوسہ دیا اور جانب صفا
چلے اور کریمہ ان الصفا والمروۃ من شعائر اللہ پڑھی اور فرمایا میں شروع کرتا ہوں جس سے اللہ نے شروع کیا [illegible] صفا و مروہ
[illegible] سات [illegible] لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وھو علی کل شیء قدیر لا الہ الا اللہ وحدہ انجز وعدہ
ونصر عبدہ وھزم الاحزاب وحدہ اور دعا فرمائی [illegible] جب سعی سے فارغ ہوئے ارشاد کیا جس کسی کے ہمراہ ہدی نہ ہو
وہ عمرہ کر کے احرام کھولے [illegible] حج کی فسخ [illegible] احرام باندھے اور جو
ایسے [illegible] جن کے پاس قربانی [illegible] احرام پر قائم [illegible]

قربانی اپنے ساتھ نہ لاتا کہ یہین مول لیتا اور جسطرح تم لوگ حلال ہوگئے ہو مین بھی ہوجاتا مگر اب نہین ہوسکتا جب تک نحر نہ کرلون سراقہ
ابن جعشم نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ حکم خاص اسی سال کے لیے ہے یا ہمیشہ کے واسطے ہے فرمایا ہمیشہ کے واسطے فائدہ کفار کے نزدیک موسم
حج مین عمرہ کرنا نہایت بد تھا سو اس رسم کے دور کرنے کے واسطے اصحاب سے فرمایا کہ جسکے ساتھ قربانی نہو وہ عمرہ کرکے احرام کھول ڈالے
اور سر منڈا دے تب بعض اصحاب کو احرام اتارنے مین تامل ہوا کیونکہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو احرام باندھے دیکھا تب حضرت صلے اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا کہ مین قربانی کے سبب سے ناچار ہون نہین تو مین بھی احرام اتار ڈالتا اور حلال ہوجاتا غرض جن لوگون کے پاس
قربانی تھی وہ احرام باندھے رہے اور جن لوگون کے پاس قربانی نہ تھی وہ خارج ہوئے اور سر منڈائے اور بعضون نے تھوڑے بال کترا دیے
وہ یہ سمجھے کہ بدون حج کیے کیا سر منڈائین حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو یہ بات ناپسند آئی کہ انھون نے حکم بجا لانے مین کیون تامل کیا اسواسطے
تین بار سر منڈانے والون کے واسطے دعا کی اور کترانے والون کے لیے نہ کی آخر تیسری بار رحمت نے جوش کیا تو کترانے والون کو بھی دعا مین
شریک کر لیا پھر اسی حال مین حضرت امیر مرتضی علیہ السلام بھی یمن سے تشریف لائے اور کئی اونٹ بہ نیت قربانی حضرت صلے اللہ علیہ وسلم
کے اپنے ساتھ لائے اور نیت حضرت صلے اللہ علیہ وسلم مین شریک ہوئے یعنی اسطرح احرام کیا کہ جیسا حضرت رسول مقبول نے احرام باندھا ہو
ویسا مین بھی باندھتا ہون اور جب علی مرتضی نے حضرت فاطمہ علیہا السلام کو احرام سے خارج دیکھا تو فرمانے لگے تم کسطرح احرام سے
خارج ہوئین انھون نے فرمایا کہ میرے باپ نے مجکو حکم دیا اور حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے انکے قول کی تصدیق فرمائی بالجملہ حضرت صلے اللہ
علیہ وسلم بالاے حجون کی جانب [illegible] ایک پہاڑی پر اترے اور آٹھوین ذی الحجہ یوم الترویہ روز پنجشنبہ سوار ہوئے اور منی مین تشریف لائے اور جو لوگ
حلال ہوگئے تھے وہ بھی احرام حج باندھکے ساتھ تھے اسی جگہ نماز ظہر و عصر و مغرب و عشا و فجر ادا فرمائی جب آفتاب نکلا تو روانہ سوے عرفہ ہوئے اور
قبل دخول عرفہ ایک خیمہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے واسطے وادی نمرہ مین استادہ تھا اسی خیمہ مین جلوہ فرما ہوئے حتی کہ آفتاب وسط آسمان
سے گذرا تو خطبہ بلیغہ فرمایا اور نماز ظہر و عصر کو بجماعت جمع کیا بیک اذان و دو اقامت اور خطبہ بلیغہ اس مضمون سے فرمایا کہ تمہارے خون اور تمہارے
مال تم پر حرام ہین جیسی کہ تمہارے دن کو حرمت ہے اس مہینے اور اس بستی مین یعنی جسطرح مکے مین اور ذی الحجہ کے مہینے مین عرفے کا دن حرام ہے اس مین
زیادتی کسی طرح درست نہین اسی طرح اپنی جانون اور مالون کو حرام جانو یعنی کسی کو دوسرے مسلمان کی ناحق جان مارنی اور مال کا چھین لینا
درست نہین آگاہ ہو کہ حالت کفر کی ہر چیز میرے دونون قدمون کے نیچے دب گئی یعنی کفر کے رسوم باطلہ جیسے نوحہ کرنا نجومی کو پوچھنا اور نسب
مین طعنہ کرنا سو موقوف ہوگئین اور جو کفر کی حالت مین خون ہوئے وہ باطل کیے گئے یعنی اب انکا دعوی کرنا درست نہین اور البتہ اپنی برادری کے
خونون سے پہلا خون جسکو مین دبائے ڈالتا ہون ربیعہ ابن حارث کے بیٹے کا خون ہے جو دودھ پیتا تھا بنی سعد کی قوم مین اور ہذیل کی قوم نے
اسکو مار ڈالا تھا اور کفر کی حالت کا سود دبا دیا گیا اور اپنے خاندان کے بیاجون سے جو اول بیاج کو مین دباتا ہون سو چچا عباس
ابن عبد المطلب کا بیاج ہے سو وہ سب باطل ڈالا گیا یعنی بیاج کا لینا حرام ہوگیا صرف اصل قرض لینا دینا چاہیے سو ڈرو اللہ سے
عورتون کے مقدمے مین یعنی انکو ناحق رنج نہ دو اسواسطے کہ تمنے انکو اپنے قابو مین کیا ہے خدا کی امان سے اور انکی شرم گاہ کو تمنے
حلال کیا ہے خدا کے حکم سے اور تمہارا حق انپر یہ ہے کہ جسکو تم نہ چاہو اسکو تمہارے گھر مین نہ آنے دین سو اگر ایسا کرین تو انکو ایسی

مار مار دین سے ہلاک نہ ہوجائین اور عورتون کا تمپر دستور کے موافق کھانا کپڑا دینے کا حق ہے اور مقرر مین تم لوگون مین وہ چیز چھوڑ جاتا ہون
کہ اسکے بعد تم کبھی گمراہ نہوگے اگر اسکو خوب پکڑے رہوگے اور اسپر عمل کروگے وہ چیز خدا کی کتاب ہے یعنی قرآن شریف اور تم لوگ قیامت
مین مجھسے پوچھے جاؤگے سو تم کیا کہتے ہو لوگون نے کہا کہ ہم گواہی دیتے ہین کہ آپنے خدا کا پیغام تمنے ہمکو پہونچایا اور بخوبی ادا کیا اور نصیحت کی
سو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کلمے کی انگلی آسمان کی طرف اٹھاکر اور لوگون کی طرف جھکاکر فرمایا کہ خداوندا گواہ رہ خداوندا
گواہ رہو خداوندا گواہ رہو **فائدہ** ربوا یعنی سود چار قسم ہے ایک ربوا القرض منفعت جو متعارف ہے دوسرے ربوا قرض حکما مثلاً ایک
مکان گروی رکھا اور اسکا کرایہ کھایا یا کسی شخص کو کچھ روپیہ قرض دیا اور یہ ٹھہرالیا کہ فلان غرض میرا ہی دس پانچ روپیہ کی اس
رعایت چاہیے تیسرے ربوا فضل مثلاً روپیہ چلتے دیکر اسکے عوض اور سکے کے روپیہ بڑھوتری سے لینا مگر اسطرح کے لین دین
مین صورت جواز کی بھی نکلتی ہے اور وہ یہ ہے کہ روپیون کے ساتھ مین کچھ شئے شامل کرکے مول کرے پھر از روے حساب کے جو کچھ اسکے ذمہ
ہوا ہو سو لے چوتھے ربوا نسیہ یعنی گیہون دینا اور اسکے عوض اور غلہ نرخ بڑھاکر لینا یا جنس بدلے اور جنس مدت کے وعدہ کے
بدلنا اسطرح کا ربوا اکثر دیہات مین رواج پذیر ہے مثلاً بالفعل ایک شخص نے جو واسطے تخم ریزی کے لیے اور اقرار کیا کہ فصل مین
اسکے بدلے گیہون یا اور غلہ لونگا اگر اسمین مدت درمیان نہو تو غلے کے عوض غلہ لینے مین کچھ قباحت نہین یہ لکھا ہے استاد الاساتذہ
نے ہفتہ ہفتہ کی تفسیر مین جو سوا تفسیر عزیزی کے ہے اور یہ بھی فرمایا کہ اے مسلمانو آگاہ ہو کہ تین چیزین سینے کو کینے سے پاک کرتی ہین ایک
عمل با خلاص کرنا دوسری نیک خواہی بھائی مسلمان کی تیسری لازم جماعت مسلمین اسوقت حضرت صلے اللہ علیہ وسلم روزہ دار تھے کیونکہ
ام الفضل بنت الحارث مادر عبد اللہ ابن عباس نے ایک پیالہ دودھ بھیجا حضرت نے سب لوگون کے روبرو تناول کیا پھر بعد خطبہ اور
ادائے صلوۃ ظہر و عصر ناقہ قصوی پر سوار ہوئے اور جانب موقف یعنی جبل الرحمۃ کہ وسط وادی عرفات ہے روانہ ہوئے اور متوجہ قبلہ ہوکر امت مرحومہ
کے واسطے بکمال تضرع و زاری دعا مغفرت فرمائی یہانتک کہ خبر ہوئی کہ گناہ تمہاری امت کے بخشے گئے مگر مظالم سو حضرت نے یہ خبر سنکے اور بھی
دعا مین مبالغہ کیا یہانتک کہ آفتاب غروب ہوگیا اور بعد غروب آفتاب مزدلفہ مین آئے اسامہ ابن زید اسوقت ردیف
حضرت صلے اللہ علیہ وسلم تھے وہین رات کو رہے اور نماز صبح اول وقت ادا فرماکر مشعر حرام یعنی جبل قزح مین آئے اور متوجہ
الی القبلہ دعا و زاری مین مشغول ہوئے اور امت کے حق مین پھر مبالغہ فرمایا یہانتک کہ حضرت جبرئیل نے موافق مدعا خبر دی
کہ حضرت صلعم متبسم و خوش ہوئے اور قبل طلوع آفتاب فضیل ابن عباس کو اپنا ردیف فرمایا اور سوارہ منی
مین جلوہ فرما ہوئے اور جمرہ عقبہ مین سات کنکریان مارین اور ہر کنکری مین تکبیر فرمائی اور تلبیہ ترک کیا اور وہی
خطبہ جو عرفے کے دن فرمایا تھا پھر فرمایا اور خروج دجال کی کیفیت اور صورت سے اطلاع بخشی پھر منحر مین تشریف لائے
اور تریسٹھ ۶۳ اونٹ موافق اپنی عمر کے دست مبارک سے نحر فرمائے اور سینتیس ۳۷ اونٹ حضرت علی مرتضی شیر خدا سے
نحر کرائے پھر موے مبارک منڈواکر تقسیم کیے ایک نصف ابوطلحہ انصاری کو اور ایک نصف ازواج مطہرات اور
اصحاب اخیار کو عنایت کیے خالد ابن ولید نے عرض کیا یا رسول اللہ موے پیشانی مجکو ملین کہ مین بطور تبرک رکھون

سو ہوسے پیشانی آنکی مین نقل ہو کہ ازواج مطہرات کے واسطے ایک گاے ذبح کی اور دو بکریان بھی بعضی روایت مین ہین
اور بعد نحر کے ارشاد کیا کہ تھوڑا تھوڑا گوشت لیکر پکاؤ چنانچہ گوشت پکایا گیا اور حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے علی مرتضی کرم اللہ وجہہ
کے ساتھ بیٹھکر تناول فرمایا اور علی مرتضی سے فرمایا کہ گوشت اور پوست تقسیم کرو اور قصّاب کو اسمین سے کچھ نہین دیا بلکہ اجرت
اسکی علیحدہ عنایت فرمائی اور بعد اسکے حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ نے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو مطیب کیا یعنی خوشبو لگائی پھر حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم سوار ہوئے اور مکے مین آئے اور قبل نماز ظہر سات مرتبہ کعبے کے گرد پھرے اسکو طواف الصدر
بولتے ہین پھر نماز ظہر پڑھکر سقایہ پر کہ جہان آب زمزم جمع کرتے ہین تشریف لائے اور بنی عبد المطلب سے ارشاد فرمایا کہ پانی زمزم کا
کھینچو اگر یہ خوف نہ ہوتا کہ لوگ ہجوم کرینگے تو مین تمہارے ساتھ پانی کھینچتا سو وہ لوگ ایک ڈول پانی لائے اور حضرت صلے اللہ
علیہ وسلم نے اسمین سے پیا اور پھر منا مین تشریف لیگئے اور باقی روز شنبہ اور شب یکشنبہ اور روز دوشنبہ
اور شب سہ شنبہ منیٰ مین مقیم رہے اور پیادہ پا تینون جمرات مین بعد از زوال کنکریان پھینکتے سے شروع اس جمرہ سے
فرماتے تھے جو خیف سے ملا ہوا ہے خیف زمین نشیب کو بولتے ہین اور اس جگہ وہ مقام مراد ہے جہان مسجد منیٰ واقع ہے پھر
جمرہ میانہ مین پھر جمرہ عقبہ مین اور جمرہ اول و ثانیہ مین دعا کے واسطے توقف کیا اور جمرہ عقبہ مین قیام کیا لیکن دعا کے واسطے
توقف نہین فرمایا روایت ہے کہ بروز یکشنبہ دوسرے دن یوم النحر سے کہ اسکو یوم الرؤس کہتے ہین خطبہ بلیغہ پڑھا اور پھر روز
سوم بھی خطبہ پڑھا اور اس خطبے مین وصیت فرمائی کہ ذوی الارحام سے نیکی کرو پھر شب چہارشنبہ محصّب مین بیتوتت
فرمائی اور ارشاد کیا کہ کوئی شخص مکے سے نجاے جب تک طواف الوداع نکرلے چنانچہ سحر چہارشنبہ قبل از صبح مکے مین
تشریف لائے اور طواف الوداع کیا **فائدہ** محصّب وہ مکان ہے جہان قریش اور بنی کنانہ نے قسم کی تھی کہ بنی ہاشم اور
بنی مطلب سے شادی بیاہ نکرین یہان تک کہ تنگ ہوکر حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو انکے حوالے کرین و تین برس تک
یہ معاملہ رہا حال مفصل اسکا بیان ہوچکا ہے سو جب حجۃ الوداع کے واسطے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم مکہ کو چلے اور قریب
پہونچے تو اسامہ ابن زید نے پوچھا یا رسول اللہ کل کہان اُتریے گا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا منزلنا غداً
ان شاء اللہ بخیف بنی کنانۃ حیث تقاسموا علی الکفر یعنی اُترینگے کل انشاء اللہ بنی کنانہ کے ٹیلے پر جہان کفار قریش آپسمین
ہم قسم ہوئے تھے کفر پر یعنی محصّب مین اُترنے کا یہ فائدہ ہے کہ خدا کا احسان یاد پڑے کہ جہان کافرون نے کفر پر کمر باندھی تھی
وہین مسلمانون کو خدا نے کیسا غالب کیا اور تاکہ کافر لوگ شرمندہ ہون اس حدیث کی روایت بخاری اور مسلم مین
حضرت ابوہریرہ سے ہے القصہ حجۃ الوداع مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم دس دن مکے مین رہے اور قصری نماز پڑھتے رہے بعد اسکے
جانب مدینہ روانہ ہوکے آخر ذی الحجہ جلوہ فرماے مدینہ ہوئے **فائدہ** اس حج کو حجۃ الوداع اسلیے کہتے ہین کہ خطبہ حج مین حضرت
لوگون کی وداع فرمائی اور ارشاد کیا خذوا عنی مناسککم فانی لا ادری لعلی لا احج بعد عامی ہذا اور حضرت ابن عباس حجۃ الوداع
کہنے مین کراہت کرتے تھے بلکہ حجۃ الاسلام کہتے تھے **فائدہ** صحابہ مین اختلاف ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم اس

حج مین قارن تھے یا مفرد یا متمتع اور یہی سبب ہی کہ جو لوگ بعد صحابہ کے ہوئے وہ بھی اختلاف کرتے آئے چنانچہ حضرت امام اعظم کے نزدیک آنحضرت صلعم نے احرام قرآن کا باندھا تھا اور اسی سبب سے امام صاحب کے نزدیک قرآن افضل ہی نسبت افراد اور تمتع کے چنانچہ امام محی الدین نووی رحمۃ اللہ علیہ اور محققین شافعیہ نے اس مقام پر اسی بات کو ترجیح دی ہی اور فرماتے ہین کہ طریق جمع بین الروایات یہ ہی کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم اول مفرد تھے پھر قارن ہوئے سو جس شخص نے افراد تجویز کیا وہی اصل ہی اور جسنے قرآن روایت کیا اسنے آخر امر پر اعتماد کیا اور جسنے تمتع روایت کیا اسنے تمتع لغوی یعنے انتفاع اور ارتفاق ارادہ کیا ہی **فائدہ** افراد یہ ہی کہ فقط حج یا عمرے کے واسطے احرام باندھے اور قران یہ ہی کہ حج اور عمرے دونون کے لیے احرام ساتھ کرے اور تمتع یہ ہی کہ حج کے مہینون مین پہلے عمرہ بجالاوے بعد اسکے حج کرے اور احرام حج یا عمرے کی نیت باندھنے کو کہتے ہین کہ نادوختہ کپڑے پہنے اور زبان سے بھی کہے لبیک اللہم بحجۃ وعمرۃ قران مین اور لبیک اللہم لعمرۃ افراد عمرے مین اور لبیک اللہم بحجۃ صرف حج مین اور ابو جعفر طحاوی حنفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے قران اور تمتع اور افراد تینون مباح فرمائے تاکہ معلوم ہو کہ تینون جائز ہین اسلیے کہ اگر ایک بات کا حکم دیتے تو گمان ہوتا کہ اُسکا غیر جائز نہین ہی پس اضافت تینون امور کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کی گئی اور ہر ایک نے وہ امر بیان کیا جسپر مامور ہوا تھا اور اُسکو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کیا خواہ بتاویل یا اس سبب سے کہ راوی اُسکا مامور ہوا تھا **فائدہ** جب حضرت صلا اللہ علیہ وسلم ذی الحلیفہ مین پہونچے ہین تب اسما بنت عمیس سے محمد ابن ابی بکر پیدا ہوئے تو اسما نے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھ بھیجا کہ مین اب کیا کرون فرمایا غسل کرکے لگام لگاوے اور ایک کپڑا اگندہ محل مخصوص مین خون نفاس کے واسطے رکھ کے احرام باندھے رہے **فائدہ** موضع سرف مین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو حیض ہوا وہ رونے لگین آپ نے پوچھا اُنھون نے بیان کیا فرمایا کہ حیض ایک امر ہی کہ خدا نے آدم کے بیٹیون پر مقدر کردیا ہی کچھ حرج نہین سواے طواف کے سب ارکان حج بجالاؤ اور بعد حصول طہارت طواف کرلینا یعنی احرام باندھا تھا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ موے سر مین کنگھی کرین اور عمرہ ترک کرین لیکن حلال نہون اور حج کو زیادہ کرین اور تمام اعمال حج بجالاوین سواے طواف بیت اللہ کے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بروز نحر پاک ہوئین اور طواف بیت اللہ سے مشرف ہوئین **فائدہ** یہ جو ذکر کیا گیا کہ حضرت نے محلقین کے واسطے تین بار دعا کی اور مقصرین کے واسطے ایک بار جیسا حدیث بخاری اور مسلم سے کہ ابوہریرہ نے روایت کی ہی واضح ہی تو اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ حج مین سر منڈانا بال کترانے سے افضل ہی **فائدہ** واردات حجۃ الوداع سے نزول آیت الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا ہی یعنی آج مین پورا دے چکا تمکو دین تمہارا اور پورا کیا تم پر مین نے احسان اپنا اور پسند کیا مین نے تمہارے واسطے دین مسلمانی یہ آیت روز جمعہ بعد عصر مقام عرفات مین کہ حضرت ناقہ قصویٰ پر سوار تھے نازل ہوئی کہ اُسکے بوجھ سے قریب تھا کہ بازو ناقے کا ٹوٹ جاے صحیح بخاری مین طارق بن شہاب سے روایت ہی کہ یہود نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا جو آیت تم

پڑھتے ہو اگر یہ آیت ہم مین نازل ہوتی تو ہم عید کرتے حضرت عمر نے فرمایا کہ یہ آیت بروز جمعہ نازل ہوئی اور ہم عرفے مین تھے اور اُس دن پانچ عیدین ہوئین جمعہ اور عرفہ اور عید یہود و نصارے و مجوس اور سوا اُس دن کے اور کبھون اعیاد اہل ملل مجتمع نہین ہوئے ہین اور ہارون ابن عمرہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہین کہ جب یہ آیت اتری تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ بہت روئے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیون روتے ہو عمر نے کہا یا رسول اللہ ہم جانتے تھے کہ دین مین زیادتی ہوگی اب کہ تکمیل ہوگئی تو اب کوئی چیز کامل نہوگی بلکہ ناقص ہوگی فرمایا تو نے سچ کہا چنانچہ بعد نزول اس آیت کے پھر حلال اور حرام اور فرائض اور احکام کچھ بھی نازل نہوئے اور حضرت صلے اللہ علیہ وسلم بعد اسکے اس عالم مین اکاشی دن جلوہ فرما رہے گویا یہ خبر وفات تھی اور جب یہ آیت حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے سُنی تو کہا یا رو اب حضرت تمہارے پاس سے حضور خداوندی مین تشریف لیجائینگے سب لوگ رونے لگے تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے انکی دلجوئی فرمائی اور ارشاد کیا کہ جبرئیل ہر سال ایک مرتبہ کلام اللہ میرے پاس پڑھتے تھے اب کی دو مرتبہ پڑھا ہے شاید سال آیندہ مین تم مین نرہونگا **فائدہ** بعد ہجرت حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے سوا حجۃ الوداع اور کوئی حج ادا نہین فرمایا اور پیش از ہجرت بعض کے دو اور بعض کے نزدیک زیادہ ادا کیے ہین اور سب چار عمرہ فرمایا ہے اسی سفر مین وقت مراجعت از مکہ غدیر خم مین کہ حوالی جحفہ واقع ہے نماز ظہر اول وقت ادا کرکے یاروں کیطرف متوجہ ہوئے اور فرمایا الست اولی بالمومنین من انفسہم سب بولے کہ ہان بلی یا رسول اللہ پھر حضرت امیر المومنین علی مرتضی رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑکر ارشاد کیا من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللہم وال من والاہ و عاد من عاداہ الے آخر الحدیث یہ حدیث بخاری و مسلم مین نہین ہے مگر صحیح ہے اور مراد مولے سے ناصر و معین و قریب ہے اولے بمعنی اوسے اسلیے کہ مفعل بمعنی افعل نہین آیا پس مراد شیعہ حاصل نہین ہوئی اور سبب اس خطبہ کا یہ ہوا کہ بعض جو لوگ حضرت علی کے ساتھ تھے یمن سے کچھ لوگون نے شکایت حضرت علی کی کی تھی اور شکایت انکی بیجا اور ناسمجھی سے تھی اور ہر مسلمان پر اپنی محبت اور محبت حضرت علی کی واجب گردانی بعد سماعت اس خطبے کے حضرت عمر نے حضرت علی کو مبارکباد دی اور کہا اب تو مولی ہر مومن اور مومنہ کے ہو گئے یہ حدیث کتاب مشکوۃ باب مناقب علی مرتضی کی فصل ثالث مین امام احمد سے مروی ہے اور ترمذی اور نسائی مین بھی یہ حدیث ہے اور صحیح مسلم مین زید ابن ارقم سے روایت ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بعد حمد و صلوۃ اس بات کا دریافت کرنا ضرور ہے کہ مین آدمی ہون قریب ہے کہ میرے پاس میرے رب کا پیغام لانے والا آوے تو مین اسکا کہنا مانون اور مین دو بھاری چیزین چھوڑتا ہون ایک کتاب اللہ جسمین نور و ہدایت ہے سو لو اور خوب چمٹ جاؤ یعنی اسپر عمل کرو اور دوسرے اہل بیت میرے تمکو خدا یاد دلاتا ہون اپنے اہلبیت کے مقدمے مین یہ کلام تین بار فرمایا واضح ہو کہ اس جگہ حضرت نے تمام عرب کو بزرگی قرآن اور اہلبیت کی جتائی اسلیے کہ حضرت کو معلوم تھا کہ امت مین اختلاف پڑیگا اور قرآن کے مضمون سے لوگ غفلت کرینگے اور تعظیم و محبت اہلبیت مین بعض لوگ قصور کرینگے بلکہ محبت کہان عداوت پر کمر باندھین گے جسطرح خارجی ناصبی سو فرمایا کہ میری موت قریب ہے مین ہمیشہ زندہ نرہونگا کہ مجھسے ہر چیز دریافت کرتے رہو میرے بعد ہدایت کی صورت یہی ہے کہ قرآن

عمل کیجیو اور اہلبیت کی تعظیم و محبت کرو وہ قرآن کی تفسیر ہین اور بیت تین طرح ہوتے ہین بیت نسب و بیت سکنی و بیت ولادت
پس اولاد عبد المطلب اہلبیت ہین از جہت نسب از جد قریب کی اولاد کو بیت بولتے ہین چنانچہ فلانے کا گھر بزرگ ہے اور
اہلبیت سکنی ازواج ہین اور اطلاق اسکا مرد کی عورتون پر بہت مشہور و خاص ہے حسب عرف و عادت اور اولاد شریف اہلبیت
ولادت ہین اور باوجود شامل ہونے اہلبیت کے تمام اولاد حضرت کو علی و فاطمہ و حسن و حسین علیہم السلام بسبب زیادتی فضائل اور
علاقہ محبت کے ممتاز و مخصوص ہین اور اطلاق اہلبیت کا ان چار شخصون پر شائع و ذائع ہے پس واضح ہوا کہ اہلبیت گھر والون کو
کہتے ہین اور ہندوستان مین بھی بی بی کو گھر کے لوگ بولتے ہین پھر بیبیون کو نہ داخل کرنا اہلبیت مین جہالت ہے یا تعصب
پس الحمد للہ کہ اس حدیث پر پورا عمل اہل سنت کو نصیب ہوا کیونکہ انکا عمل و عقیدہ قرآن کے موافق ہے قرآن کے ہوتے
کسی غیر پر عمل نہین کرتے اور جملہ اہلبیت کی محبت و تعظیم واجب جانتے ہین بخلاف خوارج و نواصب کہ اکثر اہل بیت سے عداوت
رکھتے ہین اور شیعہ کا تو عجب حال ہے کہ نہ قرآن کو تمام و کمال تسلیم کرتے ہین اور نہ اہلبیت کو بکمالہا مانتے ہین حالانکہ یہ حدیث انی تارک
فیکم الثقلین ما ان تمسکتم بہما لن تضلوا بعدی احدہما اعظم من الآخر کتاب اللہ وعترتی اہل بیتی متفق علیہ ہے سو کتاب اللہ کی نزدیک
شیعہ درجہ اعتبار سے ساقط ہے اور مثل توریت و انجیل قابل تمسک نہین رہی اسلیے کہ بقول شیعہ محرف ہے اور اکثر احکام اس کے
منسوخ ہو گئے ہین اور آیتین اور سورتین کہ ناسخ احکام اور مخصص عمومات تھین چوری گئین اور جو باقی ہے بعض الفاظ اس کے متبدل
اور بعضے ابتر اور بعض ناقص ہین چنانچہ کلینی نے ہشام ابن سالم سے روایت کیا ہے ان القرآن الذی جاء بہ جبرئیل علیہ السلام الی محمد صلے اللہ
علیہ وسلم سبعۃ عشر الف آیۃ یعنی وہ قرآن جو لائے تھے حضرت جبرئیل علیہ السلام محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف وہ سترہ ہزار
آیتین تھین اور محمد ابن نصر سے روایت کیا ہے کہ ابو عبد اللہ نے فرمایا کان فی لم یکن اسم سبعین رجلا من قریش باسمائہم واسماء
آبائہم یعنے تھے لم یکن کی سورت مین نام ستر قریش کے اور انکے باپ دادون کے اور روایت کیا ہے کلینی وغیرہ نے حکم ابن عتیبہ
سے کہ اسنے کہا کہ امام زین العابدین نے یون پڑھا ہے کہ وما ارسلنا من قبلک من رسول ولا نبی ولا محدث پھر فرمایا کہ تھے علی ابن ابیطالب
محدث اور روایت کی ہے ابن جہم الہلالی وغیرہ نے ابو عبد اللہ سے کہ ان امۃ ہی اربی من امۃ کلام خدا نہین ہے بلکہ کلام اللہ
یہ ہے ان ائمۃ ہی ازکی من ائمتکم اسی طرح شیعہ کے نزدیک ثابت و مقرر و مشہور ہے کہ بعضی سورتین تمامہا کلام اللہ سے نکال ڈالی گئین
جسطرح سورۃ الولایۃ اور بعض سورتون کی اکثر آیتین خارج کی گئین ہین جسطرح سورۂ احزاب کہ یہ مثل سورۂ انعام تھی سو ان
سورتون سے فضائل اہلبیت و احکام امامت اہلبیت کے ساقط کر دیے گئے ہین اور لفظ ویلک لا تحزن ان اللہ معنا سے
نکالی گئی اور لفظ عن ولایۃ علی آیہ انہم وقفوہم مسئولون سے اور فقرہ یا لکم بنو امیہ جملہ خیر من الف شہر سے اور کلمہ بعلی ابن ابیطالب
کلمہ کفی اللہ المؤمنین القتال سے اور لفظ آل محمد آیہ سیعلم الذین ظلموا سے یعنی آل محمد ای منقلب ینقلبون اور لفظ علی کریم
لکل قوم ہاد سے ذکر کل ذلک ابن شہر آشوب المازندرانی فی کتاب المثالب اور اسی طرح کلمات و آیات بہت سی حضرات شیعہ
نے شمار کیے ہین اور سید محمد مجتہد العصر نے بارہ حقیقتین مین لکھا ہے کہ بدون نظم قرآنی نظم عثمانی است بر شیعیان احتیاج بدان

تنشا یداور اس کتاب مین دوسرے مقام مین ہے علاوہ اسکے جون ناظم فردلی جلد ثالث احتجاج بآن بر شیعیان نمیتواند شد و انتہی العبارۃ المقصودۃ انتہی العبارۃ اس صورت مین شیعہ کے نزدیک قرآن محفوظ اور کتب یہود مین کچھ بھی فرق نرہا اور جسطرح وہ لائق تمسک نہین ہین قرآن بھی نرہا اور تمسک نرہا باقی رہی عترت رسول اللہ سو باجماع اہل لغت عترت بمعنی اقارب ہے اور شیعہ بعض عترت کے انکار کرتے ہین چنانچہ رقیہ وام کلثوم بنات حضرت صلعم کو عترت مین نہین شمار کرتے بعلاقہ زوجیت حضرت عثمان چنانچہ احقاق الحق مین ہے کہ رقیہ وام کلثوم یہ حضرت کی دختر تھین نہ بطن خدیجہ سے اور منہج الفاضلین مین ہے کہ سواے حضرت فاطمہ کے آپ کے کوئی دختر نہین حالانکہ قرآن مین بصیغہ جمع ارشاد ہے یا ایہا النبی قل لازواجک وبناتک اور ظاہر ہے کہ اطلاق جمع کا تین سے کمتر مین درست نہین وہ ہذا زاد المعاد مین ہے اللہم صل علی رقیۃ بنت نبیک و علی ام کلثوم بنت نبیک اور حضرت عباس اور انکی اولاد اور حضرت زبیر بن صفیہ عمہ رسول اللہ کو بھی عترت مین داخل نہین جانتے بلکہ برکہتے ہین اس باعث سے کہ حضرت عباس وابن عباس حضرت فاروق اور کلثوم کی تزویج مین واسطہ ہوئے تھے حالانکہ شیعون کی مجالس مین موجود ہے کہ حضرت خیر النسا جناب عباس کی عظمت بجالاتے تھے اور حضرت زبیر کو اس باعث سے کہ جنگ جمل مین شریک تھے حالانکہ کشف الغمہ مین مذکور ہے کہ جب اس جنگ مین ابن جرموز نے آپ کو شربت شہادت پلایا حضرت امیر کو مژدہ سنایا کہ مین نے تیرے بدخواہ کو ٹھکانے پہونچایا آپ نے فرمایا کہ مجکو خیر العباد سے یاد ہے کہ زبیر کا قاتل جہنمی ہے غصہ مین آیا اپنے تئین آپ خنجر سے جہنم مین پہونچایا حضرت نے فرمایا لقد صدق رسول اللہ بشر قاتل ابن صفیہ النار اور اکبر اولاد حضرت فاطمہ زہرا کو بھی دشمن رکھتے ہین چنانچہ زید بن علی بن حسین کہ بڑے عالم و متقی و متورع تھا اور مروانیون کے ہاتھ سے شہید ہوئے اور یحیی ابن زید سے دشمنی رکھتے ہین اور ابراہیم بن موسی کاظم کو لذاب کہتے ہین حالانکہ وہ بڑے اولیاؤن مین تھے اور جعفر ابن علی برادر حضرت امام حسن عسکری کو بھی کذاب لکھتے ہین اور حسن بن حسن مثنی اور انکے بیٹے عبد اللہ محض اور انکے بیٹے محمد کو جو ملقب بنفس زکیہ ہین مرتد اور کافر شمار کرتے ہین اور ابراہیم ابن عبد اللہ اور زکریا ابن محمد باقر کو اور محمد بن عبد اللہ بن حسین بن حسن اور محمد بن قاسم ابن حسن کو اور یحیی بن عمر کو کہ منجملہ احفاد زید بن علی بن حسین مین تھے مرتد اور کافر جانتے ہین اور جماعہ سادات حسنیہ اور حسینیہ کو جو کہ قائل امامت حضرت زید شہید کے ہین ضال اور گمراہ کہتے ہین اور جماعہ اثنا عشریہ انکے حق مین اعتقاد کفر اور ارتداد اور خلود و دوام فی النار کا رکھتے ہین اور وجہ اسکی بھی ظاہر ہے اسلیے کہ منکر امامت ایک امام کا نزدیک اثنا عشریہ کے مانند منکرین نبوت ایک نبی کے ہے اور وہ کافر ہے والکافر مخلد فی النار اور یہ بزرگوار منکر امامت امام وقت بلکہ امامت بعضے ایمہ ماضیین بھی ہوئے ہین اور طائفہ قلیلہ اثنا عشریہ اسطرف گئے ہین کہ یہ بزرگوار اعراف مین ہونگے مثل حضرت عباس عم رسول اللہ اور بعضے کہتے ہین کہ بعد عذاب شدید اپنے اجداد کی شفاعت سے نجات پاوینگے اور یہ دونون قول موافق قواعد اور اصول اس فرقے کے رکیک اور مردود ہین قول اول مطابق ہے کیونکہ شفاعت حق کفار مین بالاجماع مقبول نہین اور بااین ہمہ اعراف دار الخلد نہین ہے اس مقام سے معلوم ہوا کہ شیعہ سب اہلبیت کے دوست نہین ہین اور ایسی دوستی و محبت کا شرع مین اصلا اعتبار نہین جسطرح قرآن کی بعض سورتون کو ماننا اور بعض کو نہ ماننا درست نہین اور طرفہ یہ ہے کہ جن

ائمہ اثنا عشریہ کو مانتے ہیں انکی طرف ہزاروں عیوب و قبائح نسبت کرتے ہیں کہ اُس سے سرتاپا استحقاق واہانت
لازم آتی ہے اور ملاحظہ کتب حضرات شیعہ سے حضرت امام حسین علیہ السلام کی اولاد میں اختلاف عظیم پایا جاتا ہے کیسانیہ
بعد حضرت امیر اور مختاریہ بعد حسنین محمد ابن حنفیہ کو امام جانتے ہیں زیدیہ امامت علی بن الحسین کے قائل نہیں باقریہ امام باقر اور زیادیہ
امام جعفر تک امامت کے مقر ہیں اور موسویہ بعد امام جعفر کے حضرت موسی کاظم کو امام کہتے ہیں فطحیہ عبد اللہ بن جعفر کو اور اسمعیلیہ اسمعیل
بن جعفر قرامطیہ بعد اسماعیل انکے بیٹے محمد کو امام جانتے ہیں اور اثنا عشریہ جعفر بن موسی کاظم اور جعفر بن علی برادر حضرت امام عسکری کو
کذاب بتاتے ہیں اور سلسلۂ امامت کا تا امام حسن عسکری پہونچاتے ہیں بعد جعفریہ جعفر بن علی کی امامت کے قائل ہیں اور کہتے ہیں
کہ امام حسن عسکری لاولد تھے اور بعضے کہتے ہیں کہ آپ کے فرزند آخر الزمان ہیں کہ صغر سن میں کہ باپ کے روبرو مر گئے اور بعضوں نے حد بلوغ کو پہنچایا القصہ
حضرت دن میں داخل مدینہ ہوئے اسکے بعد حضرت جبرئیل جامہ سفید پہنے خوشبو لگائے بکمال حسن و جمال باموے سیاہ تشریف لائے
اور حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے بہت قریب زانو سے زانو ملا کر اور دونوں ہاتھ اپنے زانو مبارک پر رکھکر ایمان اور اسلام
اور احسان اور قیامت اور علامات قیامت سے سوالات کرتے رہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جواب ارشاد کرتے رہے
جب کہ رخصت ہوئے تو اصحاب نے پوچھا یا رسول اللہ یہ کون شخص تھا فرمایا ابھی جاتا ہوگا بلا لاؤ بعض اصحاب گئے تو انکا
نشان نہ پایا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ مرد جبرئیل علیہ السلام تھے اور میں انکو ہمیشہ پہچان لیتا تھا لیکن آج میں نے
بھی نہیں پہچانا غائب ہو جانے سے معلوم ہوا کہ جبرئیل تھے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ارشاد کیا کہ جبرئیل علیہ السلام
تعلیم و تجدید دین کی کرتے آئے تھے اور اسی سال میں قصہ جام کہ تمیم داری اور عدی النصرانی نے چرایا تھا واقع ہوا اور اسی
سال میں ضمام بن ثعلبہ حاضر ہوا اور احکام دین اسلام سیکھکر اپنی قوم میں گیا اور انکو مسلمان کیا جب سال
یازدہم ہجرت اور بست و سوم نبوت و شصت و سوم مولد آیا تو آخر صفر میں ارشاد الٰہی ہوا کہ اہل بقیع کے واسطے
استغفار کرو سو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اندھیری رات میں بقیع میں کہ قبرستان مدینہ ہے اور حضرت کے
مکان سے نہایت متصل بلکہ کئی قدم کے فرق سے واقع ہے تشریف لیگئے اور دعا مغفرت فرمائی اور ارشاد کیا
کہ اے اہل بقیع تم پیشقدمی کر گئے اب فتنہ ظاہر ہوا ہے مسلم میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ
میری باری کی رات حضرت میرے پاس تشریف لائے اور اتنا لیٹے کہ حضرت کے گمان میں سو گئے پھر حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم آہستہ اٹھے اور آہستہ اپنی چادر لی اور آہستہ جوتہ پہنا اور آہستہ دروازہ کھولا مجکو رشک آیا کہ شاید
حضرت کسی اور بی بی پاس جاتے ہیں میں بھی اپنی کرتی پہن اوڑھنی اوڑھ کے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پیچھے چلی یہاں تک کہ حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم قبرستان بقیع میں آئے اور بہت دیر تک وہاں کھڑے رہے پھر تین بار ہاتھ اٹھا کر دعا کی بعد اسکے
وہاں سے پھرے میں بھی پھری حضرت صلے اللہ علیہ وسلم جھپٹے میں بھی جھپٹی آخر میں جلدی سے آگے آکر
لیٹ رہی جب حضرت صلے اللہ علیہ وسلم تشریف لائے فرمایا اے عائشہ تیرا کیا حال ہے جو دم پھولی اور

ہانپتی ہوئی تھی میں نے کہا کچھ نہیں فرمایا اسکا سبب بتلا تے ہو یا مجھکو ظاہر و باطن کا دانا خبردار مطلع کریگا میں نے کہا یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر
قربان ہوں پھر میں نے سب حال کہا فرمایا تو ہی تھی سیاہ سیاہ جسکو میں نے اپنے آگے دیکھا میں نے کہا ہاں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مہربانی سے
میری چھاتی پر دھکا دیا کہ میرے درد ہونے لگا اور فرمایا کیا تو نے یہ گمان کیا کہ اللہ اور اسکا رسول تجھپر ظلم کریگا یعنی تیرے باری کی
رات کسی اور بی بی پاس میں جاتا پھر حضرت عائشہ نے کہا جس چیز کو لوگ چھپاتے ہیں خدا اسکو جانتا ہی ہر فرمایا ہاں جانتا ہی پھر فرمایا
کہ البتہ جبرئیل میرے پاس آیا تھا جبکہ تو نے دیکھا پھر اسنے مجھکو پکارا اور تجھسے چھپایا اور جبرئیل بھی تیرے پاس نہ آیا تھا اور تو اپنے کپڑے
اتار چکی تھی اور میرے گمان میں یہ آتا تھا کہ تو سو گئی سو مجھکو برا لگا کہ تجھکو جگاؤں اور میں ڈرا کہ تو گھبرائیگی سو جبرئیل نے کہا کہ تیرا اللہ
حکم دیتے ہیں کہ بقیع کے قبرستان میں جاؤ اور انکے واسطے استغفار کرو **فائدہ** اس حدیث سے نکلا کہ بے ضرورت کبھی سوتے کو
جگانا نہ چاہیے اور عورت کو خاوند کے پاس برہنہ سونا درست ہی اور مقابر پر جانا اور مردوں کے واسطے مغفرت چاہنا سنت ہی بالجملہ
روز بروز بخار کی شدت ہوئی یہانتک کہ آپ مسجد میں امامت کے لیے نہ جاسکے تب ارشاد کیا کہ ابوبکر سے کہو وہ امام ہوں حضرت
عائشہ رض کہتے ہیں میں نے یہ خیال کیا کہ جو شخص آپ کی جگہ امام ہوگا پھر آپکی وفات ہوگی تو لوگ اسے نحوس کہینگے لہذا میں نے
التماس کیا کہ ابوبکر نرم دل ہیں محراب کو حضرت سے خالی دیکھ بیتاب ہو جائینگے اور شدت رقت سے نماز نہ پڑھا سکینگے حضرت
نے فرمایا کہ وہ ابوبکر سے نماز پڑھاویں پھر میں نے حفصہ سے کہا کہ تم عمر کے لیے اجازت لیلو حفصہ نے عرض کیا حضرت
ناخوش ہوئے اور فرمایا ابوبکر کے ہوتے دوسرے کو امام ہونا ہرگز نہ چاہیے الغرض صدیق اکبر نماز پڑھانے کھڑے ہوئے جان بالکمال
آنحضرت جو اس مقام پر نہ دیکھا بیتاب ہو گئی اور ایسی رقت غالب ہوئی کہ تمام اہل مسجد رونے لگے اور مسجد میں شور قیامت برپا ہوا آنجناب نے
شور سنکے پوچھا کیا ہی حضرت فاطمہ علیہا السلام نے حال عرض کیا تب آپ مسجد میں تشریف لیگئے اور نماز پڑھی اور لوگوں کو تسلی دی
اور فرمایا ای مسلمانوں تمھیں خدا کے سپرد کیا خدا سے ڈرتے رہو اور اسکی اطاعت کرتے رہو اور میں اب دنیا کو چھوڑتا ہوں کتب حدیث سے
ظاہر ہی کہ ابوبکر صدیق رض نے سترہ نماز پڑھائے ہیں حسب الحکم امامت شروع کی دوبار آنجناب مسجد میں تشریف لیگئے ایکبار آپ نے
حضرت صدیق کے پیچھے نماز پڑھی صف میں بیٹھکے چنانچہ صحیح ابن حبان میں موجود ہی یہ آخر نماز آپ کی تھی اور ایک مرتبہ آپ
کھڑے ہوتے ہوئے حضرت صدیق کے تشریف لیگئے حضرت صدیق نے چاہا کہ پیچھے ہٹیں آنجناب نے اشارہ کیا کہ اپنی جگہ پر رہو
اور آپ ابوبکر کے پاس جا بیٹھے اور امام ہوئے اور ابوبکر رض داہنی طرف آپکے کھڑے ہوئے لوگ ابوبکر کی نماز کو دیکھ کے نماز پڑھتے تھے اور ابوبکر
جناب رسول مقبول کی نماز سے یعنی امام آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم تھے اور ابوبکر صدیق بطور مکبر کے تھے امام کے ارکان سے لوگوں کو مطلع
اور یہ صورت صحیحین میں ہی اور ایک مرتبہ آنجناب روز وفات یعنی صبح دوشنبہ کو حجرے کے دروازے تک تشریف لائے اور پردہ اٹھاکر
کیفیت جماعت کی ملاحظہ فرمائی اور لوگوں کو نماز جماعت پر قائم دیکھکر خوش ہوئے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے پیچھے ہٹنا چاہا تھا
آنجناب نے اشارہ فرمایا کہ اپنی جگہ پر رہو اور آپ مسجد شریف میں تشریف نہیں لائے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہی
کہ جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کے آدمیوں میں سے جو شخص کے پیچھے نماز پڑھی اکیلے حضرت ابوبکر صدیق اور

دوسرے عبد الرحمن بن عوفؓ کے ایک سفر مین جنانچہ ابو سلمہ نے اپنے باپ عبد الرحمن بن عوف سے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کو قضائے حاجت سے آنے مین دیر ہوئی صحابہ نے عبد الرحمن کو امام کرکے نماز شروع کر دی ایک رکعت پڑھ چکے تھے کہ آپ تشریف لائے
عبد الرحمن نے پیچھے ہٹنا چاہا آپ نے فرمایا کہ اپنی جگہ پر رہو اور آپنے ایک رکعت انکے پیچھے پڑھی اور ایک رکعت باقی تنہا ادا کی اب حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق کے پیچھے اوربھی نماز پڑھی تھی اسکی صورت یہ ہوئی کہ آنجناب بنا بر رفع نزاع کے بنی عمر بن عوف کے
واقع تھا محلہ قبا مین تشریف لیگئے تھے آپکے توقف ہوا صحابہ نے حضرت ابوبکر کو امام کرکے نماز شروع کر دی اس اثنا مین آنجناب
تشریف فرما ہوئے ابوبکر صدیق نے پیچھے ہٹنا چاہا آپنے اشارہ کیا کہ اپنی جگہ قائم رہو اور تمام نماز انکے پیچھے پڑھی روایت صحیح ہے کہ شروع
بیماری مین اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کو ارشاد کیا کہ شہر ابنی پر جو بضم ہمزہ و سکون موحدہ و فتح نون و الف مقصورہ متعلقات روم سے ہے
غارت لیجائین اور زید بن حارثہ اپنے والد کے خون کا انتقام لو اجی لین اور تجہیز لشکر شروع فرمائی اور لوا اپنے ہاتھ سے باندھی اور حضرت
صدیق اکبر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کو ہمراہ جانے کا حکم دیا اور اسامہ بن زید کو کہ عمر اٹھارہ برس کے تھے سردار کیا اور اجلۂ اصحاب کو
مثل ابوعبیدہ بن الجراح اور عثمان بن عفان اور سعید بن زید اور سعد بن ابی وقاص اور قتادہ بن النعمان وغیرہم رضی اللہ عنہم کو بھی تعینات
فرمایا اور بریدہ اسلمی کو علمدار قرار دیا یہ حال دیکھ کر اہل نفاق اور اجلاف عرب نے بطور طعن کہا کہ ایک غلام کو سردار مہاجرین اور انصار بناتے ہین
خواہ یہ کہا کہ ایک نوجوان کو مہاجرین اولین پر امیر کرتے ہین یہ بات حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کان تک پہونچی تو سر مبارک پر پٹی
باندھے ہوئے حجرے سے برآمد ہوئے اور منبر شریف پر کھڑے ہو کر خطبہ بلیغ پڑھا کہ جسمین یہ مذکور ہے ان کنتم تطعنون فی امارتہ فقد کنتم
تطعنون فی امارۃ ابیہ من قبل وایم اللہ ان کان لخلیقا للامارۃ وان کان لمن احب الناس الی وان ہذا لمن احب الناس الی بعدہ رواہ
عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ یعنی اگر ہو تم طعن کرتے اسکی امارت مین اس تحقیق تھے تم طعن کرتے اسکے باپ کی امارت مین پہلے اور قسم خدا کی تھا
باپ اسکا لائق امارت کے اور محبوب ترین لوگون سے طرف میرے اور یہ یعنی اسامہ محبوب ترین آدمیون مین ہے میری طرف بعد اپنے
باپ کے مگر بسبب بیماری آنجناب کے روانگی لشکر ملتوی رہی اور ابوبکر صدیق کو حضرت نے اوس تعیناتی سے علیحدہ کرکے حضوری خدمت
یعنی امامت مسجد شریف پر مامور کیا بروز دوشنبہ دو دن پیشتر از وفات آنجناب کو افاقہ ہو گیا تھا کہ اسامہ رضی اللہ عنہ مع لشکر کے
رخصت ہو کے لشکر گاہ مین باہر مدینے کے ٹھہرے موضع جرف مین کہ ایک فرسخ واقع ہے یکشنبے کو مرض نے زیادتی کی یہ خبر سنکر
اسامہ رضی اللہ عنہ ٹھہر گئے صبح کو دوشنبے کے دن آپ کو تخفیف ہو گئی اسامہ پھر آپ سے رخصت ہو کر لشکر کو گئے اور روانہ ہوتے تھے
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر حالت نزع طاری ہوئی ام ایمن والدہ حضرت اسامہ نے یہ حال کہلا بھیجا وہ پھر آئے اور بریدہ
بن الحصیب اسلمی نے کہ علمدار اس لشکر کے تھے علم کو لا کے در مسجد پر کھڑا کر دیا اور بعد انتقال رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم
حضرت صدیق اکبر نے اس لشکر کو روانہ فرمایا مگر حضرت عمر کو باجازت اسامہ واسطے مشورے امور خلافت کے رکھ لیا اور اسامہ
رضی اللہ عنہ نے بجماعت بارہ ہزار مسلمانون کے جا کے اس قوم نابکار کو تہ تیغ کیا اور چالیس دن کے بعد مدینے مین تشریف لائے
احادیث صحیحہ سے واضح ہوتا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم آخر وقت مین کئی مرتبہ بقیع مین تشریف لیگئے ہین ایک وہ

کہ بیان کیا گیا دوسری بات ہے کہ ۲۹ صفر سال یازدہم مین بحجرۂ بی بی ابو موہبہ گورستان بقیع مین گئے اور دعا و استغفار فرمائے حضرت میمونہ
خاتون کے حجرے مین جلوہ فرما ہوئے صبح کو درد سر لاحق ہوا اور سحیۃ المحافل مین ہے کہ اہل سیر کے نزدیک بیماری اول شہر ربیع الاول
مین ہوئی کہ شنبہ یا چہار شنبہ وقت نصف شب جانب بقیع تشریف لیگئے صبح کو بیمار اٹھے اور ایک روایت حضرت عائشہ صدیقہ سے ہے
کہ صلعم ایک جنازے کو دفن کرکے بقیع سے تشریف لائے تو مجھکو درد سر مین پایا اور مین کہہ رہی تھی کہ ہائے سیر اسر دکھتا ہے فرمایا
بلکہ مین کہتا ہون کہ میرا سر دکھتا ہے بخاری شریف مین ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتے ہین کہ مین نے حضرت کے پاس
بسبب شدت درد سر کے کہا ہائے میرا سر دکھتا ہے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عائشہ اگر تو اس عالم سے جائے میرے
روبرو تو بخشش مانگون تیرے واسطے اور دعا کرون واسطے تیرے یعنی استغفار کرون رفع سیئات کے لیے اور دعا کرون رفعت درجات
کے واسطے مین نے کہا واثکلتاہ یعنی سخت ہے مصیبت مجھے قسم ہے خدا کی مین گمان کرتی ہون کہ تم میری موت چاہتے ہو پس اگر
واقع ہو مرنا میرا یعنی اگر مین اس جہان سے رخصت ہو جاؤنگی تو البتہ آپ ہونگے اسی دن مین صحبت کرنے والے
اور عیش کرنے والے ساتھ کسی زوجہ کے زوجات مطہرات سے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا مقصود ادعا یہ تھا
کہ اگر مین مرجاؤنگی اور آپ زندہ رہینگے تو مجھے بھول جائینگے اور اپنی بیبیون سے مشغول ہونگے فرمایا چھوڑا دو عائشہ ذکر
اپنے درد سر کا اور اپنی خیریت کے یاد کرنے کا اور مشغول ہو میرے درد سر اور ذکر موت میں کہ مین اس عالم سے جاتا ہون
اور تم میرے بعد زندہ رہو گی اسواقعہ کو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے وحی سے دریافت کیا پھر فرمایا البتہ مین نے قصد کیا تھا
یا ارادہ کیا تھا کہ بھیجون کسی کو ابوبکر کی طرف اور اسکے بیٹے کے یعنی عبد الرحمن کے کہ وہ حاضر ہو یہان تھا اور وصیت کرون ابوبکر کو
یعنی خلافت کی اور ولیعہد اسکا کرون اسکو تاکہ کہین یا واسطے خوف اسکے کہ کہین کہنے والے یعنی یہ کہ وصیت کی آنحضرت
نے ابوبکر کو خلافت کبریٰ کی اور اقتصار کیا خلافت صغریٰ پر کہ وہ امامت نماز کی ہے باوجودیکہ آپ مین بھی اشارہ تھا
اس خلافت کبریٰ کا یا آرزو کرین آرزو کرنے والے یعنی خلافت کی غیر ابی بکر کے لیے خواہ اپنے لیے یا اپنے غیر کے واسطے پھر کہا
مین نے انکار کریگا اللہ تعالے غیر ابی بکر کی خلافت کا اور دفع کرینگے اہل اسلام یا برعکس عبارت مذکور کے فرمایا کہ دفع کریگا اللہ
اور انکار کرینگے مسلمان یعنی بسبب خلیفہ کرنے کے امامت صغریٰ مین اسلیے کہ امامت صغریٰ علامت ہو امامت کبریٰ کی
کی جسطرح حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے وقت منازعہ فرمایا کہ جب اختیار کیا حضرت نے ابوبکر کو امامت مین تو کیونکر نہ
اختیار کرین ہم انکو امور دنیا مین حاصل ارشاد جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ کہ اس سبب سے نہ بلایا مین نے ابوبکر
اور اسکے بیٹے کو اور نہ وصیت کی اور مین نے جانا کہ خلافت ابوبکر کو ہونے والی ہے اور ایسا ہی واقع ہوا جو حضرت صلے اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا تھا اور مسلم مین روایت ہے کہ فرمایا عائشہ سے کہ فرمایا مجھے پیغمبر خدا نے اپنے مرض موت مین بلا لے اپنے
اپنے باپ ابوبکر کو اور اپنے بھائی کو تا کہ مین لکھ دون اسکو اپنی خلافت نہین کوئی آرزو کرنے والا آرزو کرے یا کوئی
کہنے والا کہے کہ مین لائق زیادہ ہون پھر آپ نے کہا کچھ ضرورت نہین خداے تعالے اور مسلمان لوگ خود نہ مانینگے

سوا ابی بکر کے دوسرے کی خلافت کو ان دونوں حدیثوں سے صاف معلوم ہوا کہ حضرت صلعم کو صدیق اکبر کی خلافت بلا فصل منظور تھی
اور چاہا کہ اپنے روبرو انکو خلیفہ فرما دین مگر حضرت نے تقدیر اور اجماع پر چھوڑ دیا کہ آخر ویسا ہی ہوا جیسا فرمایا تھا بالجملہ حالت مرض
میں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم ازواج مطہرات کے حجروں میں تشریف لیجاتے تھے چنانچہ جب حضرت میمونہ کے گھر میں مرض کی
شدت ہوئی اور سب ازواج مطہرات وہیں حاضر ہوئیں اور حضرت کا دل یہ چاہتا تھا کہ ایام بیماری میں عائشہ صدیقہ کے
گھر میں رہوں لہذا بار بار فرماتے این انا غدا یعنی کل میں کہاں ہونگا جب اس کلام کی تکرار ہوئی تو امہات المؤمنین نے
تفرس کیا کہ حضرت اس حالت میں عائشہ کے گھر میں رہنا چاہتے ہیں چنانچہ سب بیبیاں راضی ہوئیں اور آنجناب
بدستیاری علی مرتضی اور فضل بن عباس حجرہ عائشہ میں جلوہ افروز ہوئے اختلاف ہے کہ آنجناب کو کون بیماری تھی بعضے
درد خاصرہ کہتے ہیں خاصرہ ایک رگ گردے میں ہے کہ جب وہ حرکت کرتی ہے درد ہوتا ہے اور بعضے درد سر بیان کرتے ہیں
اور یہ بھی روایت ہے کہ ازواج مطہرات سے کسی نے کہا تھا کہ آپ کو مرض ذات الجنب ہے ذات الجنب ایک پسلی کی بیماری
ہوتی ہے سو بمشورہ ام سلمہ اور اسما بنت عمیس کے لدود تجویز کیا یہ دوا ملک حبش میں بنایا کرتے تھے لدود کہتے ہیں دوا کو
جو بیمار کے منہ میں ایک ہی جانب سے ڈالی جاے سو آپ کے منہ میں ڈال ہر چند آنحضرت نے باشارہ منع کیا کسی نے نمانا یہ سمجھے کہ
بسبب تلخی کے آپ منع فرماتے ہیں اور غلبہ مرض سے اسوقت بول نہ سکتے تھے جب اس حال سے افاقہ ہوا اور تجویز مرض کا حال
دریافت ہوا تو فرمایا کہ ذات الجنب شیطان کے اثر سے ہوتا ہے انبیا کو ایسی بیماری نہیں ہوسکتی پھر فرمایا جتنے آدمی گھر میں تھے
سب کے منہ میں اسی طرح ڈالی جائے سوا عباس کے کہ وہ اس مشورے میں شریک نہ تھے چنانچہ لدود اسی طرح
ڈالا گیا یہانتک کہ حضرت میمونہ کے بھی حالانکہ وہ روزہ دار تھیں اور بعض کے نزدیک تپ تھا تھا صحیحین میں
عبداللہ بن عباس سے روایت ہے کہ میں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس حالت مرض میں حاضر ہوا آپ کی شدت تپ تھی
اور جسم میں نے ہاتھ اپنا جسم مبارک پر رکھا تو مجھکو تحمل نہوا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ کو حرارت شدید لاحق ہے
فرمایا ہان میری تپ ایسی ہے جیسی تم میں سے دو آدمیوں کو ہو میں نے کہا آپ کو دو اجر ملینگے فرمایا جس مسلمان کو ایذا شدید ہوتی ہے
اسکی خطایات کا کفارہ ہوتا ہے جس طرح درخت اپنے پتے جھاڑتا ہے واشد الناس بلاء الانبیاء ثم الامثل فالامثل اور بعض کے نزدیک
اثر اس زہر کا تھا جو حضرت نے خیبر میں کھایا تھا چنانچہ بخاری نے حضرت عائشہ سے روایت کی ہے کہ حضرت نے مرض
موت میں فرمایا اے عائشہ ہمیشہ پاتا تھا میں کہ پاتا تھا درد اس کھانے کا جو کہ کھایا تھا میں نے خیبر میں اور اب پاتا ہوں کٹنا
رگ جان کا اس زہر کے اثر سے مراد زہر سے وہ لقمہ زہر آلود ہے کہ ایک یہودیہ نے بکری کے گوشت میں ملا کر بھیجا تھا اور آپ نے
اس میں سے ایک لقمہ منہ میں رکھ لیا تھا اور آپ کو درد سر اور بخار شدید عارض ہوا کہ وہی مرض موت میں ظاہر ہوا انکشہ
زہر سے مرض موت کا ہونا اسلیے کہ آپ کی وفات بطور شہادت ہوا ابوبکر صدیق کی بھی موت آخر اسی سانپ کے جسنے غار میں
کاٹا تھا ہوئی چنانچہ مشکوۃ میں روایت حضرت عمر رضی اللہ عنہ موجود ہے بالجملہ اس بیان سے ظاہر ہوتا ہے کہ درد سر اور

شب لاحق تھا اور اثر زہر بھی تھا یہی قول صحیح ہے **فائدہ** اگر کوئی اعتراض کرے کہ حضرت شاہ عبد العزیز محدث نے سر الشہادتین
مین لکھا ہے کہ شہادت سریہ انجناب کو بواسطہ سبط اکبر حضرت امام حسن علیہ السلام کی ہوئی اور جہریہ بذریعہ حضرت امام حسین
علیہ السلام اور اس حدیث سے حصول شہادت سریہ بذات خاص متحقق ہوتا ہے اور بھی جلال الدین سیوطی وغیرہ علمائے متقدمین
نے تصریح کی ہے کہ آپ کی بموت شہادت بسبب اثر زہر کے ہوئی تو جواب یہ ہے کہ مقصود حضرت استاذ الاستاد رحمۃ اللہ علیہ کا یہ ہے
کہ شہادت سریہ علی وجہ الکمال آپ کو بذریعہ امام حسن علیہ السلام کے ہوئی اسلیے کہ کمال شہادت کا یہ ہے کہ تاخیر نہو ولہذا ارشاد
یہی ہے کہ بعد زخمی ہونے کے تاخیر کرکے کچھ دوا یا غذا کھا کے زخمی مرے موجب نقصان شہادت کا شمار کیا جاتا ہے پس اصل
شہادت آپکو حاصل ہوئی لیکن شہادت کاملہ کہ مقتضا آپکے منصب عالی کا تھا بوساطت حضرت حسنین کے حاصل ہوئی سریہ کاملہ
بسبب حضرت امام حسن کے کہ مدت زہر سے بالا امتداد وقت شہید ہوئے بخلاف انجناب کہ بعد چند سال کے آپنے وفات پائی اور
جہریہ کاملہ بوسیلہ امام حسین علیہ السلام کے پس آپ کی شہادت شہادت جملہ انبیا اور شہدا سے کامل ہوئی **فائدہ** اختلاف ہے
کہ آپ کو بیماری کس دن کس تاریخ کون مہینے مین لاحق ہوئی بعضے آخر ماہ صفر کہتے ہین اور بعضے اول ربیع الاول ابن جوزی نے
کتاب الوفا مین ابتداء مرض ماہ صفر بیان کیا ہے اور دس راتین باقی تھین اور سلیمان تیمی نے ابتداء مرض بائیسوین صفر روز شنبہ کے
قرار دی ہے جیسا کہ اختلاف ہے ابتداء ایام مرض مین بھی اختلاف ہے بعضے کہتے ہین چودہ دن اور بعضے بارہ دن اور بعضے اٹھارہ دن
اسی طرح تاریخ وفات مین اختلاف ہے ابن جوزی اور شیخ عبد الحق دہلوی نے بارھوین ربیع الاول لے اور سلیمان تیمی نے دوسری ربیع الاول
قرار دی ہے اور الحمد للہ ربیع الاول شیخ عبد الحق دہلوی نے رسالہ ما ثبت بالسنہ مین بعد تحقیق لکھا ہے کہ وفات حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تاریخ
بارھوین ربیع الاول روز دوشنبہ سال یازدہم ہجری مین ہوئی اور جو اختلاف یوم وفات مین بعض کتب سیر مین مذکور ہے لائق اعتبار
نہین ہے جیسا کہ صحیح مسلم مین ہے اس طرح ثابت ہے ولد یوم الاثنین ودخل المدینہ یوم الاثنین وخرج من مکۃ الی المدینہ یوم الاثنین وتوفی یوم الاثنین
اور صاحب حجۃ المحافل نے لکھا ہے کہ اتفقوا علی انہ صلی اللہ علیہ وسلم توفی یوم الاثنین فی شہر ربیع الاول مگر وقت وفات مین اختلاف ہے
بعضے وقت زوال اور بعضے قبل زوال کہتے ہین اور مشہور دن ہی ہے اور شیخ عبد الحق دہلوی نے رسالہ ما ثبت بالسنہ مین وقت چاشت
لکھا ہے کہ اسی وقت انجناب داخل مدینہ ہوئے تھے واللہ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب **فائدہ** سہیلی اور تو ابع اسکے اس مقام مین
ایک اشکال قوی بیان کرتے ہین وہ یہ ہے کہ اتفاق اہل حدیث اور ارباب سیر کا اس بات پر ہے کہ حجۃ الوداع مین عرفے کا دن جو نہم تاریخ
تھی جمعہ تھا پس غرہ ذیحجہ پنجشنبہ ہوگا اور محرم اور صفر اور ذیحجہ کامل فرض کرین یا ناقص یا بعض کو کامل اور بعض کو ناقص تو دوشنبہ تاریخ بارھوین
ربیع الاول یوم وفات نہین پڑتا حالانکہ اکثر روایات صحیحہ صریحۃ الدلالۃ اس پر دال ہین کہ یوم وفات دوشنبہ تھا اور تفصیل یہ ہے کہ اگر تینون
ماہ کامل فرض کرین تو غرہ ذیحجہ پنجشنبہ اور غرہ محرم روز شنبہ اور غرہ صفر روز دوشنبہ اور غرہ ربیع الاول روز چارشنبہ اور بارھوین ربیع الاول
یکشنبہ پڑتا ہے اور اگر ایک مہینا ناقص فرض کرین تو دوازدہم شنبہ ہوتا ہے اور جو دونون ماہ ناقص فرض کرین تو بارھوین روز جمعہ
پڑتی ہے اور اگر تینون مہینے ناقص اعتبار کرین تو بارھوین پنجشنبہ کو پڑتی ہے ہر صورت تاریخ بارھوین روز دوشنبہ نہین ہوتی اور ابن

جواب دیا کہ احتمال ہے کہ تینون مہینے کامل ہون اور اہل مکہ اور اہل مدینہ کو چاند کے دیکھنے مین ماہ ذیحجہ کا اختلاف پڑ گیا ہو یعنی اہل مکہ نے پنجشنبہ
کی رات کو دیکھا ہو تو غرہ پنجشنبہ کو ہوگا اور وقوف عرفہ روز جمعہ اور جب حضرت صلے اللہ علیہ وسلم مدینے مین تشریف لائے تو تاریخ کو حسب رویۃ
اہل مدینہ قرار دی ہو کہ انکے دیکھنے سے غرہ ذیحجہ روز جمعہ تھا اور غرہ محرم روز یکشنبہ اور غرہ صفر روز سہ شنبہ اور غرہ ربیع الاول روز پنجشنبہ اور
دوازدہم روز دوشنبہ لیکن یہ جواب ضعیف ہے کیونکہ جب حضرت صلعم اور اصحاب آنحضرت کو تحقیق ہوگیا کہ غرہ ذیحجہ روز پنجشنبہ تھا اور آپکی
بنا بر حجۃ الوداع کے بعد فرضیت حج سواے اسکے آنجناب نے کوئی حج ادا نہین فرمایا ادا کیا گیا تو پھر بعد معاودت مدینہ کے تاریخ کا قرار دینا
رویت اہل مدینہ پر خلاف معلوم ہوتا ہے با اینہمہ اگر رویت اہل مکہ ثابت ہوا ور تاریخ موافق رویت اہل مدینہ قرار دیجئے تو ماہ ذیحجہ
انتیس دن کا ظاہر ہے اور یہ نا معقول ہے اور مواہب لدنیہ مین ہے کہ معتمد علیہ یہ ہے کہ وفات آنجناب تاریخ دوم ربیع الاول ہوئی راوی نے
ثانی شہر ربیع الاول کہا تھا سامع نے شہر کو عشر سمجھا کہ ثانی عشر ہو گیا اور یہ غلطی متوارث ہو گئی اگرچہ تائید اس قول کی صحاح سے
ہوتی ہے کہ مولف صحاح نے لکھا ہے کہ ربیع الاول اور ربیع الآخر کو بدون لفظ شہر استعمال نہین کرتے ہین با اینہمہ قول [illegible] کا
بھی درست نہین ہوتا جب تک تینون مہینے ناقص فرض نہ کیے جائین اسطرح کہ نہم ذیحجہ روز عرفہ روز جمعہ اور غرہ ذیحجہ روز پنجشنبہ اور
غرہ محرم روز جمعہ اور غرہ صفر روز شنبہ اور غرہ ربیع الاول روز یکشنبہ اور دوم ماہ ربیع الاول روز دوشنبہ بالجملہ تاریخ وفات مین بہت
اختلاف واقع ہے کہ اصلا کوئی صورت لائق اطمینان ظاہر نہین ہوتی جسطرح تعین یوم اور ماہ مین اطمینان ہے اگرچہ حسب بیان
اہل تحقیق مثل شیخ عبد الحق دہلوی وغیرہ متاخرین یہ ثابت ہے کہ بارھوین ربیع الاول روز دوشنبہ بقول اشہر حجرہ حضرت عائشہ صدیقہ مین بر وقت
نوبت صدیقہ و میان سینہ ما بین سحر و نحر [illegible] حضرت سید العالمین صلے اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی چنانچہ صحیحین
مین حضرت عائشہ رضہ سے روایت ہے کہ نعمت خدا [illegible] حضرت صلعم نے میرے گھر مین میری نوبت مین
ما بین سحر و نحر اور سینے میرے کے وفات پائی اور ایک یہ نعمت ہے کہ اللہ نے جمع کیا لعاب دہن میرا اور حضرت کا وقت وفات کے [illegible]
داخل ہوئے میرے پاس عبد الرحمن بن ابی بکر اور انکے ہاتھ مین مسواک تھی اور حضرت میرے تکیہ لگائے تھے یعنی میرے سینے سے لگے بیٹھے تھے
سو مین نے دیکھا کہ حضرت صلعم عبد الرحمن کی طرف دیکھتے ہین اور مین نے جانا کہ آپ مسواک کو چاہتے ہین مین نے التماس کیا کہ اسے لیلون
آپکے واسطے حضرت نے سر مبارک سے اشارہ کیا کہ ہان لیلو سو مین نے مسواک عبد الرحمن سے لی اور دی حضرت کو اور
کی آپ نے مسواک سو دشوار ہوئی حضرت پر یعنی بسبب سختی کے تب کہا مین نے کہ نرم کردون تمہارے لیے فرمایا اشارہ سے
کہ ہان پھر مین نے نرم کردی مسواک اور پھیری حضرت نے اپنے دانتون پر اور حضرت کے روبرو ایک برتن مین پانی رکھا تھا کہ ڈالتے تھے
حضرت اپنے دونون ہاتھ اُس پانی مین اور پھیرتے تھے چہرہ مبارک پر اور فرماتے تھے لا الہ الا اللہ ان للموت سکرات یعنی بیشک
سختیان ہین موت کی پھر بلند فرمایا حضرت نے اپنا ہاتھ بطریق دعا یا بطور اشارہ جانب آسمان اور مکرر فرمایا فی الرفیق الاعلے
یعنی شامل کر مجھے رفیق اعلے مین یہان تک کہ قبض روح کی گئی حضرت کی اور جھک گئے اور نیچے گر پڑے دست مبارک یعنی داہین
یا بائین یا دونون طرف یہ حدیث دلالت کرتی ہے اسپر کہ پانی سے تخفیف حرارت مین ہوتی ہے اور ہر مریض کو یہ کرنا چاہیے کہ اگر

وہ نہ کرسکے تو کوئی اور کرے جسطرح پانی کا ٹپکانا حلق مین بلکہ جب بہت حاجت ہو تو واجب ہے اگر کوئی اس مقام مین یہ
کرے کہ حاکم اور ابن سعد کی روایت مین ہے کہ تھا سر مبارک آنحضرت کا علی مرتضیٰ کی گود مین اور یہ حدیث اسکے خلاف ہے تو رفع
تعارض یون ہو سکتا ہے کہ بر تقدیر صحت روایت یون تطبیق کیجاے کہ تھا سر مبارک علی کی گود مین قبل وفات اور حضرت عائشہ
کی گود مین وقت وفات کذا فی شروح المشکوۃ اور صحیحین مین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم حالت صحت مین فرماتے تھے کہ بلا رضامندی کسی پیغمبر کو موت نہین آتی سو جب حضرت کو مرض موت مین غشی سے
ہوش آیا تو آپ نے آنکھ کھول کر فرمایا اللھم الرفیق الاعلی اسوقت مین نے جانا کہ حضرت نے ہمکو چھوڑا اور موت کو اختیار کیا اور یہ
آخری کلام حضرت کا تھا بعد اسکے پھر کلام نہین فرمایا مراد رفیق اعلی سے انبیا ہین کہ ساکن ملا اعلی یعنی اعلی علیین ہین جسطرح
دوسری حدیث مین آیا ہے کہ حضرت فرماتے تھے مع الذین انعمت علیہم من النبیین و الصدیقین و الشہداء و الصالحین و حسن اولئک
رفیقا یا مراد ملا اعلی سے عالم ملکوت یعنی فرشتے وغیرہ آسمانون کے رہنے والے ہین اور بعض نے کہا ہے کہ مراد رفیق اعلی سے حضرت رب العزت
ہین اور اطلاق رفیق کا اللہ جل شانہ پر آیا ہے اور حدیث مین ہے کہ حضرت جبرئیل آئے اور کہا خداے تعالی مشتاق ہے اور اختیار
دیتے ہین تمکو چاہو دنیا مین رہو چاہو یہان آؤ حضرت نے فرمایا اخترت الرفیق الاعلی سہیلی کہتے ہین کہ حالت طفلی مین حضرت نے
حلیمہ کے پاس اول کلمہ اللہ اکبر کہا تھا اور بروز الست بر کلمہ اول بلی اور آخر الرفیق الاعلی حیاۃ الحیوان مین واقدی سے روایت
لکھی ہے کہ جب شک ہوا حضرت صلعم کی موت مین تو اسما بنت عمیس نے اپنا ہاتھ دونون مونڈھون کے درمیان رکھا اور کہا
وفات پائی حضرت نے اور اٹھائی گئی مہر نبوت آپ کے مونڈھون مین سے بیہقی اور ابونعیم نے بھی اسی طرح روایت
کی ہے جب لوگون کو یہ حال معلوم ہوا تو حضرت کے اہلبیت اور اصحاب پر قیامت کا رنج و ملال ہوا حضرت عثمان کو سکوت ہوگیا
اور حضرت علی حیران ماندہ ہو گئے اور حضرت عمر کے ہوش جاتے رہے اور عقل جاتی رہی حتی کہ وہ فرمانے لگے کہ حضرت نے وفات
نہین پائی جو کوئی یہ کہے گا اسے قتل کرونگا مگر حضرت عباس اور صدیق اکبر ثابت قدم رہے اور قبل وفات حضرت صدیق اکبر
اجازت لیکے اپنی زوجہ بنت خارجہ کے پاس سنح مین کہ ایک مقام ہے کنارے مدینہ کے چلے گئے تھے خبر وفات کی پاکر آئے
دیکھا کہ عمر رضی اللہ عنہ مدہوشانہ تلوار نکالے کھڑے ہین اور لوگ انکے گرد ہین اور وہ کہتے ہین کہ جناب رسول اللہ کا انتقال
نہین ہوا آپ کو خدا نے بلا لیا جیسے موسی کو طور پر بلا لیا تھا آپ تشریف لا کر منافقین کے ہاتھ پیر کٹوا دینگے منافقین نے یہ خبر
اڑائی ہے ابوبکر یہ باتین سنتے ہوے حجرہ مین چلے گئے اور چہرہ مبارک سے چادر اٹھا کے پیشانی مبارک کا بوسہ دیا اور رو کے
اور کہا طبت حیا و میتا آپ پاکیزہ ہین حیات اور موت دونون مین اور آپ پر اللہ دو موتین جمع نہ کریگا جو موت مقدر تھی
سو ہو چکی پھر باہر نکلے اور حضرت عمر کو انکے مقولہ سے روکا لوگ حضرت عمر کو چھوڑ کر انکی طرف آئے انھون نے خطبہ پڑھا اور کہا
من کان یعبد محمدا فان محمدا قد مات و من کان یعبد اللہ فان اللہ حی لا یموت اور یہ آیت پڑھی وما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ
الرسل تا سیجزی اللہ الشاکرین اس خطبے کے سنتے ہی سب کو موت رسول اللہ صلعم کا یقین ہوا اور وہ غفلت کا پردہ اٹھ گیا

اور آیۃ وما محمد الا رسول ہر ایک کی زبان پر جاری ہوئی سبحان اللہ خدا کی حکمت سے کوئی واقف نہیں ہو سکتا دیکھو اگر یہ دونوں صحابی
بھی از خود رفتہ ہوتے تو انتظام امت محمدیہ میں ایک خلل پڑ جاتا اور مفسدہ عظیم برپا ہوتا اسلیے اللہ نے حضرت صدیق اکبر اور
عباس بن عبد المطلب کو ہوش میں رکھا تاکہ یہ دونوں اصل معاملے سے خبردار کریں الغرض جب تحقیق ہو گیا کہ حضرت رحمۃ
للعالمین کا وصال ہو گیا تو اصحاب نے چادر حبرہ کہ ایک قسم چادر یمنی کی ہے جسم مبارک پر اڑھائی خواہ فرشتوں نے چادر ڈالی بیہقی نے
دلائل النبوۃ میں حضرت امام زین العابدین سے روایت کی ہے کہ جب حضرت نے وفات پائی تو آیا تعزیت کرنے والا اور اسکی آواز
لوگوں نے گھر کے کونے سے سنی کہ وہ کہتا ہے السلام علیکم یا اہل البیت ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ان فی اللہ عزاء من کل مصیبۃ وخلفا
من کل ہالک ودرکا من کل فائت فباللہ فثقوا وایاہ فارجوا فانما المصاب من حرم الثواب فقال علی تدرون من ہذا وہو الخضر یعنی
سلام تم پر اے گھر والے پیغمبر کے اور مہربانی اور برکات خدا کی تم پر البتہ خدا میں تسلی ہے ہر مصیبت سے اور عوض ہے ہر چیز ہلاک ہونے والی کا
اور تدارک ہے ہر چیز فوت ہونے والی کا پس تقوی اختیار کرو اور جزع اور فزع سے بچو اور اسی سے امید رکھو اور نہیں ہے مصیبت زدہ
مگر وہ جو محروم کیا گیا ہے ثواب سے پھر کہا علی مرتضی نے کہ جانتے ہو یہ کون ہے یہ خضر ہیں اس حدیث کے معنی عالموں نے کئی طرح سے کہے ہیں
ایک تو یہ کہ فی اللہ عزاء سے فی کتاب اللہ عزاء مراد ہے یعنی کتاب خدا کی تسلی دیتی ہے ہر مصیبت سے گویا اشارہ ہے اس آیت پر
وبشر الصابرین الذین اذا اصابتہم مصیبۃ قالوا انا للہ وانا الیہ راجعون یعنی خوشخبری سنا صبر کرنے والوں کو جب پہونچتی ہے انکو مصیبت
کہتے ہیں ہم ملک ہیں اللہ کی اور اسی کی طرف جانے والے ہیں پس عزا بمعنی تعزیت ہے دوسرے یہ کہ خدا فرمانے والا صبر کا ہے
اور تسلی دہندہ ہے اسکو علم بیان میں تجرید کہتے ہیں جسطرح رایت فی زید اسدا یعنی دیکھا میں نے زید میں شیر یعنی زید کو مانند شیر پایا
اور یہ مناسب تر ہے تیسرے اللہ کے دین میں بدلا اور تدارک ہے ہر چیز ہلاک اور فوت ہونے والی کا اور حصن حصین میں ہے کہ
فرشتوں نے صحابہ سے تعزیت کی اور کہا ان فی اللہ عزاء من کل مصیبۃ وخلفا من کل فائت فباللہ فثقوا وایاہ فارجوا فانما
المحروم من حرم الثواب والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ بیشک اللہ میں تسلی ہے ہر مصیبت کی اور بدلہ ہر گئی ہوئی چیز کا پس
اللہ ہی پر اعتماد کرو اور اسی سے امید رکھو محروم وہی ہے جو ثواب سے محروم ہے اور سلام تم پر اور رحمت خدا کی اور برکتیں اسکی اور بھی
حصن حصین میں ہے کہ ایک شخص کھچڑی ڈاڑھی موٹا گورا وہاں آیا اور لوگوں کو پھلانگ کے اندر پہونچا اور رویا اور صحابہ کی طرف
متوجہ ہو کے کہا ان فی اللہ عزاء من کل مصیبۃ وعوضا من کل فائت وخلفا من کل ہالک فالی اللہ فانیبوا والیہ فارغبوا ونظرہ الیکم فی البلاء فان
المصاب من لم یجبرہ وہ شخص یہ کہکر چلا گیا لوگ پہچانتے نہ تھے اسکو حضرت صدیق اکبر اور علی مرتضی نے کہا کہ یہ خضر تھے
بعد اسکے خبر پہونچی کہ انصار نے سقیفہ بنی ساعدہ میں جمع ہو کے یہ تجویز کی ہے کہ سعد بن عبادہ کو امیر کر لیں یہ خبر سنتے ہی
حضرت ابوبکر اور حضرت عمر اور حضرت ابو عبیدہ بن الجراح سقیفہ بنی ساعدہ کو گئے سقیفہ کہتے ہیں بیٹھنے کے
مکان کو اور بنی ساعدہ ایک قبیلہ ہے انصار میں اس قبیلے میں ایک مکان بطور چوپال تھا وہی سقیفہ بنی ساعدہ
کہلاتا تھا وہاں پہونچ کر انصار سے اس بات میں گفتگو کی حضرت عمر کہتے ہیں کہ میں نے [illegible] ایک تقریر اپنے

بیان تعزیت ملائکہ و خضر علیہ السلام

دل مین بنا رکھی تھی مین نے چاہا کہ مین تقریر کرون حضرت ابوبکر نے روکا اور خود تقریر کی جو باتین مین نے سوچی تھین بہت
خوبی سے ادا کین انصار کے فضائل اور مناقب بیان کیے اور اُنکے حقوق کو بھی تسلیم کیا انھون نے امارت کے باب
مین جو دعوی کیا وہ کل امارت چاہتے تھے پھر انھون نے کہا منا امیر و منکم امیر یعنی ایک امیر ہم مین رہے اور ایک
تم مین یعنی مہاجرین مین تب ابوبکر صدیق نے یہ حدیث پڑھی الائمة من قریش یعنے سردار اور بادشاہ قریش مین سے ہون انصار
خاموش ہوگئے تب ابوبکر صدیق نے کہا عمر بن خطاب خواہ ابوعبیدہ سے بیعت کرو حضرت عمر کہتے ہین کہ کل تقریر مین ایک یہی بات مجھے
ناپسند ہوئی کہ بہ نسبت اس کلام کے اگر میری گردن ماری جاتی تو قبول تھا اسلیے کہ مین امام ہون اُس جماعت پر جنمین ابوبکر ہون
مین نے ابوبکر سے کہا کہ تمھارے ہوتے کون امام ہوسکتا ہے ہاتھ دراز کرو انھون نے ہاتھ بڑھایا مین نے بیعت کی اور حضرت ابوعبیدہ نے اور سب
حاضرین نے بیعت کی صواعق محرقہ مین ہے کہ بعد قیام اُسکے ابوبکر سعد بن عبادہ نے بھی بیعت اُسی وقت کی اور یہ روایت غلط ہے کہ سعد بن عبادہ نے
تمام عمر بیعت نہین کی مدینہ چھوڑ کے یمن کو چلے گئے بعد ازان غسل مین تردد ہوا اول دروازے حجرہ سے آواز
آئی کہ حضرت طاہر اور مطہر ہین غسل مت دو پھر دوسری بار آواز آئی کہ غسل دو اور اول کہنے والا شیطان تھا اور
مین خضر ہون پھر تردد ہوا کہ کپڑے سمیت غسل دین یا برہنہ کرکے اس حالت مین سب کو نیند آگئی اور گوشہ خانہ سے
آواز آئی کہ اغسلوہ فی ثیابہ رواہ البیہقی عن عائشہ رض فی الدلائل چنانچہ آواز کے سنتے ہوئے اصحاب اٹھے اور
مع قمیص حضرت علی مرتضی اور عباس بن عبدالمطلب اور فضل اور قثم دونون بیٹون حضرت عباس رضی اللہ عنہم نے بمواجہہ حضرت
صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے غسل دیا اور اسامہ بن زید اور شقران ہردو مولی یعنی غلام آزاد رسول مقبول صلعم بھی شریک ہوے
یعنی قمیص پر پانی ڈالتے تھے اور اُس سے بدن کو ملتے تھے اس اثنا مین انصار نے کہا کہ ہم چاہتے ہین کہ اس شرف مین
سے ہمین بھی کچھ نصیب ہو حضرت ابوبکر نے ایک شخص کو انصار مین سے تعینات کردیا کہ پانی دینے مین اور اسی طرح کے
کامون مین مدد کرے ایک روایت ہے کہ خولی کے بیٹے اُس انصار کے شریک تھے روایت ہے کہ اول آب خالص بیر غرس
کہ [illegible] ایک جگہ مدینے مین ہے اور سعد بن خیثمہ کے ملک تھا غسل دیا بعد اُسکے آب برگ کنار سے پھر کافور کے پانی سے اور
حالت اغتسال مین حضرت علی مرتضی نے اپنا ہاتھ پیٹ پر رکھ کر دبایا کوئی چیز جیسے برآمد ہوتی ہے نہ نکلی فرمایا صلے اللہ علیک لقد طبت حیا
ومیتا بعد ازان تین کپڑون مین جو سفید تھے اور اُنمین قمیص اور عمامہ نہ تھا کفنایا حضرت عائشہ صدیقہ سے روایت ہے کہ
تین چادرون سحولی مین لپیٹا تھا اور اُسمین قمیص اور عمامہ نہ تھا اور حضرت ابن عباس رض فرماتے ہین کہ منجملہ تین کپڑون کے ایک
قمیص تھا جسمین روح مبارک نے مفارقت فرمائی تھی اسی روایت پر علمائے حنفیہ کا عمل ہے یعنی اُنکے نزدیک ازار اور لفافہ
اور قمیص کفن مین ہونا چاہیے اور نووی نے شرح مسلم مین لکھا ہے کہ جس قمیص مین غسل دیا تھا اُسکو نکال ڈالا تھا اور بعض کے
نزدیک سوائے تین کپڑون کے عمامہ اور قمیص بھی تھا اصل یہ ہے کہ حضرت صلعم کے کفن مین روایتین مختلف ہین صحیح قول
حضرت ام المومنین کا ہے مگر اُس قول کی تفسیر مین اختلاف ہے بعض کے نزدیک مراد یہ ہے کہ تین کپڑے تھے سوا

قمیص اور عمامہ کے کہ مجموع پانچ ہوتے ہیں اور بعض عالموں نے کہا یعنی صحیح ہیں کہ قمیص اور عمامہ نہ تھا نووی نے کہا جمہور اسی پر ہیں اسی
سبب سے حنفیہ کہتے ہیں کہ تین سے زیادہ مکروہ اور شافعیہ کے نزدیک جائز غیر مستحب بنا بر رجال اور عورتون کے لیے [illegible]
اور مالکیہ کے نزدیک تین سے سات تک مکروہ نہیں اور اس سے زائد مکروہ والتحقیق فی الفقہ الغرض بعد کفنانے کے
ایک تخت پر لٹایا اور نماز کی تجویز ہونے لگی حضرت علی مرتضی نے فرمایا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم تمام مخلوق کے امام ہیں حیا و میتا
لہذا کوئی امام نہو گا چنانچہ صلوۃ جنازہ فرادے فرادی پڑھی گئی جو آیا اسنے ادا کی اور بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ حکم اقدس
نماز کے واسطے یون ہی تھا اور منظور یہ تھا کہ اس شرف سے کوئی محروم نہ رہے اور یہ تو معلوم تھا کہ جسد اطہر انبیاے کرام کا
بعد موت مطلقا تغیر نہین پاتا اس سبب سے تاخیر دفن کا کچھ اندیشہ نہ کیا حسب الحکم عالی سب لوگ نماز سے مشرف ہوئے اگرچہ دفن میں
تاخیر اتنی ہوئی کہ سہ شنبہ کو وقت سہ پہر یا شب چہارشنبہ کو آپ مدفون ہوئے روایت ہے کہ اول مردون نے نماز پڑھی پھر عورتون نے
پھر لڑکون نے بعد تحقیق اور تدقیق ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ امر توقیفی تھا اور کوئی سبب تحقیقی کسی قول سے پایا نہین جاتا بعد ازان
مقام قبر میں گفتگو شروع ہوئی بعض نے کہا کہ بقیع میں دفن کریں اور بعض نے مسجد میں اور بعض نے کہا مکے کو لیجائیں اور
اور بعض نے کہا بیت المقدس کو لیجائیں کہ وہان قبور انبیا علیہم السلام بہت ہیں اور شمائل ترمذی کے دیکھنے
سے معلوم ہوتا ہے کہ دفن کرنے اور نہ کرنے میں اختلاف ہوا تھا صحابہ نے حضرت صدیق اکبر سے کہا اے صاحب رسول اللہ
حضرت مدفون ہون یا نہین فرمایا دفن کرو پوچھا کہان صدیق اکبر نے فرمایا کہ جس مقام میں قبض روح ہوئی اسلیے کہ نہین
قبض کی ہے اللہ نے روح انکی مگر مکان پاکیزہ میں اصحاب نے جانا کہ سچ کہا حضرت صدیق نے اور بعض روایات
مین ہے کہ حضرت صدیق اکبر نے کہا میں نے سنا ہے حضرت سے کہ انبیا اسی جگہ مدفون ہوتے ہیں جہان قبض روح کی گئی اور علی مرتضی نے بھی یون ہی فرمایا یعنی
فرمایا کہ کوئی مقام شریف تر نہیں اس سے جہان روح مبارک قبض کی گئی اور یہ منافی نہیں ہے اسکے کہ روایت کی ہے ترمذی نے حضرت عائشہ سے کہ جب
وفات پائی حضرت نے تو اختلاف واقع ہوا دفن کرنے میں فقال ابوبکر سمعت من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شیئا قال ما قبض اللہ نبیا الا فی الموضع الذی یحب ان
یدفن فیہ ادفنوہ فی موضع فراشہ یعنی کہا ابوبکر نے کہ سنا ہے آنحضرت سے کچھ وہ یہ ہے کہ فرمایا حضرت نے نہین قبض کی اللہ نے روح کسی پیغمبر کی مگر اسجگہ کہ دوست
رکھتا ہے وہ پیغمبر یا چاہتا ہے اللہ کہ دفن کیا جاے وہ پیغمبر اسمین دفن کرو انکو جاے فراش میں انکے یعنی جس مقام میں حضرت صلعم نے وفات پائی ہے
الغرض دفن کرنا حجرہ عائشہ صدیقہ میں قرار پایا بعد اسکے یہ اختلاف ہوا کہ لحد کھودی جاے یا شق اور مدینہ طیبہ میں دو شخص گورکن تھے ابو طلحہ کہ بغلی
کھودتے تھے اور دوسرے ابوعبیدہ بن الجراح کہ لحد کھودنا نہین جانتے تھے شق کھودتے [illegible] اتفاق ہوا اس امر پر کہ ان دونون
میں سے جو کوئی پہلے آوے وہ اپنا کام کرے سو ابوطلحہ اول آئے بعد اسکے کسی نے کہا کہ حضرت صلعم نے فرمایا ہے اللحد لنا والشق لغیرنا چنانچہ لحد
کھودی گئی اور حضرت عباس و علی و قثم و فضل نے قبر میں اتارا اور شقران نے کملی سرخ کہ خود حضرت [illegible]
روایت ہے کہ [illegible] خصوصیات جناب رسالت مآب سے تھی [illegible] حضرت کی گئی تھی [illegible] بالاتفاق [illegible]
اگر اسے یاد رکھتے ہیں کہ بعد دفن کے کملی نکال لی گئی کذا قال ابن عبد اللہ اور صاحب مجمع البحار نے لکھا ہے فرش شقران فی القبر الکریم قطیفۃ قد کان رسول اللہ صلعم

قد فقدتہا بعدہ و قال و اللہ لا یلبسہا احد بعدک مگر روایات صحیحہ سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ جب حضرت صلعم کو دفن کرنے لگے تو شقران غلام آزاد آنحضرت نے چادر بچھا دی اور کہا کہ میں نہیں چاہتا ہوں کہ اور کوئی اس چادر کو بعد حضرت کے اوڑھے صحابہ کو یہ بات ناگوار معلوم ہوئی کہ انہوں نے نکلوا ڈالی اسی جگہ سے علما کہتے ہیں کہ بچھانا چادر وغیرہ کا قبر میں مکروہ ہے

فائدہ علما نے لکھا ہے کہ متعدد نماز جنازے کی ہونا اور بے جماعت ہونا اور گھر میں مدفون ہونا خواص نبی کریم سے ہے الحاصل بعد دفن کے کچی اینٹوں سے کہ عدد میں نو تھیں منہ قبر کا بند کیا گیا اور خاک ڈالی گئی اور قبر مذکور مسنم بنائی گئی یعنی بطور کوہان شتر اور بلندی اسقدر ایک بالشت کر دی گئی بعد اسکے حضرت بلال نے ایک مشک پانی سر سے پیروں تک ڈالا اور کنکریاں سبز رنگ سفید و سرخ جمع کر دیں اور بعضے کہتے ہیں کہ قبر حضرت صلعم کی زمین کے برابر کر دی گئی تھی یعنی مسطح تھی لیکن مگر صحیح بخاری میں سفیان تمار سے روایت ہے کہ میں نے قبر رسول اللہ صلعم مسنم دیکھی ہے اور ابو نعیم نے اسقدر زیادہ کیا ہے کہ قبر ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کی بھی مسنم تھی و لہذا علما زمانہ استحباب تسنیم کے قائل ہیں اور امام اعظم و امام مالک و امام احمد اور ایک جماعہ شافعیہ اسی طرف کے مائل ہیں اور بعضے شافعیہ استحباب تسطیح کے اور تفسیر نظم الجواہر میں مفتی محمد ولی اللہ فرخ آبادی قدس سرہ لکھتے ہیں کہ بعد دفن کے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا قبر پر آئیں اور روئیں پھر ایک مشت خاک قبر کی لیکر آنکھوں سے لگائی اور یہ دو شعر زبان مبارک سے فرمائے ع ماذا علی من شم تربۃ احمد * ان لا یشم مدی الزمان غوالیا صبت علی مصائب لو انہا * صبت علی الایام صرن لیالیا * یعنی کہا چاہیے اُس شخص کو جو سونگھے مٹی مزار حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ چاہیے کہ نہ سونگھے ساری عمر کوئی خوشبو پڑیں مجھپر وہ مصیبتیں جو پڑتیں دنوں پر تو ہو جاتی راتیں اور منقول ہے کہ بعد دفن کے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا یا انس اطابت انفسکم ان تحثوا علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم التراب یعنی اے انس آیا گوارا ہوا تمہارے نفسوں پر اے اصحاب کہ ڈالو تم پیغمبر پر مٹی پوشیدہ نہ رہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی بروز دوشنبہ اور دفن کیے گئے بدھ کی شب میں اور بعضوں نے کہا منگل کے دن بعد ڈھلنے آفتاب کے خط نصف النہار سے اور قول اول از روے روایت و درایت صحیح تر ہے اور وجہ توقف کی ظاہرا یہ واقع ہوئی کہ اول وفات حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں اختلاف پڑا پھر غسل دینے میں تردد ہوا پھر استقرار خلافت میں نزاع رہی بعد ازان مقام دفن میں اضطراب رہا پھر ادائے صلوۃ میں گفتگو رہی استقرار خلافت باجماع امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوۃ والسلام بنام حضرت امیر المومنین ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ بیسبار ابتطی ہوے عمر حضرت صلعم کی بعضے ساٹھ برس کی اور بعضے باسٹھ برس چھ مہینے کی اور بعضے پینسٹھ برس کی کہتے ہیں مگر ارباب تحقیق تریسٹھ برس کی لکھتے ہیں اور اسی قول کو امام احمد بخاری نے ترجیح دی ہے اور عجائب اتفاقات سے ہے کہ حضرت صلعم نے اپنی عمر میں تریسٹھ اونٹ نحر کیے اور تریسٹھ رقبہ آزاد فرمائی مسلم میں ابوہریرہ سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا جب ارادہ اللہ کرتا ہے کسی امت پر اپنے بندوں کی رحمت کرنے کا تو امت سے پہلے اس امت کے پیغمبر کی قبض روح کرتا ہے یعنی پیغمبر کی وفات امت سے پہلے ہوتی ہے پھر اس پیغمبر کو

اپنی امت کو میر ادل بناتا ہی اور پیشرو بھیجتا ہی امت کے آگے اور جب خدا کسی امت کی ہلاکی اور بربادی چاہتا ہی تو امت پر
عذاب بھیجتا ہی اُس امت کے پیغمبر کے جیتے جی پھر مٹاتا ہی امت کو پیغمبر کے سامنے ہی تو پیغمبر کی آنکھ کو ٹھنڈک اور روشنی بخشتی
امت کو مٹا کر جب اُسکو ان کافرون نے جھوٹا کیا اور اُسکے حکم کو نہ مانا یعنی جس امت پر خدا کرم اور رحمت کیا چاہتا ہی تو اُسکے
پیغمبر کی پہلے وفات ہوتی ہی تا کہ امت اُسکے غم مین صبر کرے اور ثواب پاوے اور اُسکے بعد اُسکی شریعت پر عمل کرے تو دونا ثواب
حاصل کرے اور پیغمبر اپنی امت کے نیک عمل دیکھکر خوش ہو اُس عالم مین اور گواہ رہے امت کے ایمان کا گویا حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے میرے اس ارشاد سے اپنی امت کو دلاسا دیا کہ میرے فراق مین پریشان دل نہون میری وفات کو غضب الٰہی
نہ جانین خدا کی رحمت سمجھین اُسی واسطے اِس امت کو مرحومہ کہتے ہین اور جس امت پر خدا غضب کیا چاہتا ہی تو
اُسکے پیغمبر سے پہلے امت کو ہلاک کرتا ہی تا پیغمبر کے دل کے پھپھولے پھوٹین اسواسطے کہ اُس امت کمبخت نے اپنے پیغمبر کی
قدر نہ جانی اُسکو رنج دیا اور جھٹلایا جسطرح حضرت نوح اور حضرت ابراہیم اور حضرت صالح اور حضرت ہود کی اُمتوں کا حال ہوا
کہ پیغمبر اُنکے زندہ رہے اور امت عذاب الٰہی سے ہلاک ہوئی انس ابن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ فرمایا رسول خدا صلعم نے
میری زندگی تمھارے لیے بہتر ہی کہ مجھسے باتین کرتے ہو اور مین تمسے باتین کرتا ہون پھر جب وفات پاؤن تو موت میری
تمھارے واسطے بہتر ہی کہ تمھارے عمل مجھپر عرض کیے جاوینگے اگر نیک ہونگے تو حمد الٰہی کرونگا اور بد ہونگے تو استغفار
کرونگا رواہ الحارث فی مسندہ اگرچہ حضرت صلعم نے بنظر شفقت واسطے تسلی قلوب اصحاب و امت کے یہ ارشاد فرمایا تھا
لیکن جب حضرت کی وفات ہوئی تو شدت رنج و الم سے کوئی بیہوش ہوگیا اور کوئی حیران رہ گیا چنانچہ حضرت انس فرماتے ہین
کہ جسدن ہوا وہ دن کہ داخل ہوے رسول خدا مدینے مین تو روشن ہوگئی ہر چیز مدینے کی یعنی در و دیوار وغیرہ اور جسدن
ہوا وہ دن کہ وفات پائی اُسمین حضرت نے تاریک ہوئی مدینے مین ہر چیز اور نہین جھاڑے تھے ہمنے ہاتھ اپنے
خاک سے اس حال مین کہ دفن حضرت مین مشغول تھے یہانتک کہ نا آشنا جانا ہمنے دلون کو یعنی متغیر ہوگئے حال ہمارے
بسبب وفات رسول اللہ صلعم کے تشبیہ حیات مستمرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بدلائل قویہ ثابت ہی کوئی مسلمان
اس سے انکار نہ کرے ابی درداء سے روایت ہی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ درود بھیجو بکثرت بروز جمعہ
کیونکہ یہ دن مشہود ہی حاضر ہوتے ہین اسمین فرشتے اور کوئی بندہ نہین کہ مجھپر درود بھیجے مگر یہ کہ وہ درود مجھکو پہونچتا ہی
جہان کہین ہین ہوون مین نے کہا اور بعد وفات آپکے فرمایا بعد وفات بھی تحقیق اللہ نے زمین پر حرام کیا ہی کہ جسد
پیغمبرون کا کھاوے رواہ الطبرانی فی الکبیر و روی ابن ماجہ نحوہ اور علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ فرمایا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ کے کچھ فرشتے زمین پر پھرتے ہین کہ صلوٰۃ میری امت کی جو مجھپر بھیجتے ہین
پہونچاتے ہین رواہ الدارقطنی اُسی طرح اور حدیثین بہت ہین کہ اُنسے حیات مستمرہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
اور بھی دیگر انبیا علیہم السلام خصوصاً اور عموماً بعد چشیدن موت یکبارہ ثابت ہوتی ہی اور یہی ثابت ہوتا ہی کہ بعضون

قبور سے نکلتے ہین اور امکنۂ شریفہ پر گذر فرماتے ہین چنانچہ شب معراج مین اکثر انبیا و اُولو العزم نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتدا کی اور آسمان پر ملاقی ہوسے اور جو موت قرآن شریف مین مذکور ہی کہ انک میت و انہم میتون اور جس موت پر اجماع منعقد ہوئی سو وہ موت مراد ہی کہ جملہ انبیا اور شہدا اور مسلم اور کافر کو ہوتی ہی پھر انبیا اور شہدا بعد اس موت کے بہ حیات مستمرہ زندہ کیے جاتے ہین اور ان حضرات کے سوا سب اور مردہ زندہ کیے جاتے ہین مگر بعد سوال منکر اور نکیر کے پھر مر جاتے ہین اور کریمہ امتنا اثنتین و احییتنا اثنتین لغمین دو موت اور دو حیات کا اشارہ ہی اور پوشیدہ نہ رہے کہ حیات انبیا بھی بقدر شان اور مرتبہ ہی اور حیات شہدا سے افضل ہی اور حیات شہدا حیات دیگر صلحا اور عصاۃ سے افضل ہی یعنی انکو بھی بنا بر ادراک لذات و آلام برزخ تا روز قیامت حیات سے ناگزیر ہی گویا حیات دیگران بجز حیات انبیا حیز اعتبار سے ساقط ہی کیونکہ احکام دنیویہ اُسپر مترتب نہین ہوتے بخلاف حیات انبیا علیہم السلام کہ احکام دنیویہ کا ترتب اوسپر ہوتا ہی چنانکہ بعض علما فرماتے ہین کہ بنظر ثبوت حیات مستمرہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے کوئی شخص حضرت کا وارث قرار نہ پایا اس قول کو امام الحرمین نے ترجیح دی ہی اور یہ احکام شہدا مین جاری نہین ہین جیسا کہ دیگران آور شیکی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اسی کے مطابق کہا ہی کہ موت نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی مستمرہ نہین ہی بلکہ حق جل شانہ نے سبیل امانت جاری کی کہ پھر زندہ کیا اور انتقال ملک وغیرہ مشروط بموت مستمرہ ہی پس واضح ہوا کہ حیات انبیا علیہم السلام اکمل و اعلی ہی حیات شہدا سے کذا فی المواہب اللدنیہ و جذب القلوب اور تحقیق اس مقام کی اسطرح پر کہ نقاب چہرۂ شاہد مقصود سے اٹھاوے یہ ہی کہ اس مقام پر چار باتین ہین ایک اثبات بقاء روح بعد مفارقت جسد دوسری اثبات بقاء جسد بعد مفارقت روح تیسری اثبات مقارنت ہر دو بعد مفارقت کہ حیات اسی سے عبارت ہی چوتھی اختلاف میان انبیا و شہدا و غیرہم سو اول مین تمام ملل و نحل و صوفیہ و متکلمین و حکما اشراقیین و مشائین متفق ہین اصلا اختلاف نہین نہ کسی روح کی خصوصیت ہی اور دوسری انبیا کے واسطے مخصوص ہی کہ اجساد انکے قبرون مین باقی ہین اور احادیث کثیرہ سے کہ بعض انکے صحیح ہین اور بعض کمتر از صحیح ثابت ہوتا ہی اور یہ منصب اور مرتبت بعضے اتباع انبیا علیہم السلام کو مثل شہدا اور بعضے اولیا اور صلحا کو بھی متحقق ہی کہ یہ مقام اسکے تفصیل کا نہین ہی اور تیسری بات بھی بنا بر ادراک لذت و الم برزخ تا روز قیامت کمتر اس حیات سے کہ بعد حشر حاصل ہو ضروریات سے ہی اور جو کوئی اسمین اختلاف رکھتا ہی اُس سے فقیر کو کچھ کلام نہین ہی استدلال اس مطلب پر اور رد منکر پر وظیفہ علم کلام ہی اور چوتھی اثبات اختلاف میان انبیا و شہدا و غیرہم سو اسکا حال یہ ہی کہ خالق ذو الجلال نے قوت اور تصرف مین ارواح کو مختلف پیدا کیا ہی جسطرح اجساد کو مختلف بنایا ہی پس وہ روحین کہ اصل خلقت مین مستعد تصرفات جلیلہ ہین سو وہ بعد مفارقت بدن اور حیات جسمانی بھی

اسی طرح سے تصرفات ظاہر کرتے ہین اور بعضے انمین کے بسبب یافت عامہ استعداد کو منصۂ ظہور مین
لاتے ہین سو بعد مفارقت ابدان بھی اُنسے وہ تصرفات جلیلہ ظاہر ہوتے ہین اسی لحاظ سے اورون کو
بسبب عدم تصرفات باقیہ تصرفات کے زمرۂ اموات مین شمار کرنا چاہیے اور انکو منجملہ احیا بالجملہ ان
دونون فریق مین فرق بیّن ہے مگر اس تقریر سے نہ سمجھا جائے کہ ارواح دیگران بعد فنا سے ابدان معدوم
و اجساد سے بالکل بے علاقہ ہین کیونکہ اگر ایسا ہو تو لذت و الم برزخی کون دریافت کرے بلکہ بیان یہ ہے
کہ بعد مفارقت اجساد تصرفات احیا اُنسے ظاہر نہین ہوتے گویا یہ اموات ہین اور انبیا و شہدا و اولیا
کہ اُنسے تصرفات زندگان ظہور پذیر ہین اگرچہ یہ سب زندہ ہین لیکن اس بات مین انبیا علیہم السلام کو
اورون پر تفضل ہے اور ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سب سے افضل ہین پس حیات حضرت بھی
کامل و فاضل تر ہے فوائد صلوٰۃ حد حصر سے خارج ہین مگر بہ تقاضا سے ما لا یدرک کلہ لا یترک کلہ چند فوائد سے
اس کتاب کو زینت دینا مناسب ہے لہذا التماس ہے اول جو کوئی ایک مرتبہ حضرت پر درود بھیجے اللہ تعالے
اُسکی جزا مین دس بار یا زیادہ اُس سے درود بھیجتا ہے مسلم و ابو داؤد و نسائی و ابن حبان و ترمذی نے
روایت کی ہے من صلی علی واحدۃ صلی اللہ علیہ عشرا حضرت شیخ المحدثین شرح مین فرماتے ہین کہ اس مقام مین
بعضے کہتے ہین کہ یہ اسطرح ہوتا ہے کہ مصلی ایکبار درود پڑھے اور گویا دس بار درود پڑھا جائے جو کسب یہ ہے
کہ ایکبار یہ صفت فعل مصلی کی ہے اور یہ کہ من جاء بالحسنۃ فلہ عشر امثالہا جزا اسکی دس درگاہ عزت حق سے ہے
اس مقام سے یہ لازم نہین آتا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر جناب حق سے ایکبار درود پہونچتا ہو بالفرض
اگر ایکبار بھی ہو شاید کہ وہ ایک شرافت و نفاست مین برابر لاکھ بار کے ہو اہل علم فرماتے ہین کہ صلوٰۃ
حضرت خالق ایکبار بھی بندۂ ناکارہ پر دنیا و ما فیہا سے بہتر ہے بلکہ مہمات دو جہانی سے اولے تر ہے جاننا
چاہیے کہ دس بار ہے دوسرا محو سیئات تیسرا رفع درجات چوتھا ثواب درود کا برابر آزادگی چند غلامون کے ہے
پانچوان جواب درود کا فرشتون سے ملتا ہے چھٹوان درود پڑھنے والے پر فرشتے و خدا دس مرتبہ درود بھیجتے ہین
ساتوان درود سے ایک فرشتہ پیدا ہوتا ہے کہ وہ قیامت تک مصلی پر درود بھیجتا ہے ایک بازو اسکا مشرق مین
دوسرا مغرب مین اور پیر اسکے زیر زمین اور گردن زیر عرش آٹھوان استغفار ملائکہ نوان ادراک سعادت
شفاعت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم دسوان خوشنودی حضرت عزت جل جلالہ گیارھوان امان غضب خدا سے
حضرت علی مرتضی سے روایت ہے کہ جب مین ذکر خدا بھول جاتا تھا تو درود سے تقرب چاہتا تھا کیونکہ حضرت
فرماتے تھے جو مجھپر دس مرتبہ درود بھیجے ناخوشی حق سے مامون رہے کذا فی القول البدیع بارھوان سایۂ عرش مین
ہوگا بروز حشر تیرھوان پلۂ میزان مصلی بروز حساب گران ہوگا چودھوان تشنگی روز قیامت سے محفوظ رہیگا

پندرھوان پل صراط سے باسانی عبور کریگا سولھوان بہشت مین کثرت ازواج سے سرفراز ہوگا سترھوان
سیئات سے پاکی اور حسنات مین افزونی ہوتی ہی اٹھارھوان جسم و جان مین ورود ہوتا ہی وہ آفت عدم قبول سے
مصئون ہوتی ہی انیسوان قرب و اتصال حضرت بروز قیامت اور یہ فائدہ میرے نزدیک جملہ فوائد سے افضل
و اعلیٰ ہی کہ عین مطلوب طالبان و مقصود عاشقان ہی بیسوان فوائد درود کے خوانندہ اور اولاد اولاد کو ہمیشہ شامل ہین
اکیسوان مصافحہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بروز قیامت اسی طرح اور فوائد ہین جسطرح برآمد حاجات و دفع فقر
و حصول غنا و امان از غرق و حرق و طاعون و وبا و مغفرت از گناہان و سہولت حفظ قرآن کہ تفصیل اسکی جلاء القلوب
اور قول بدیع و شرح درود التقرب وغیرہ مین مذکور ہی اور افضل الفوائد یہ ہی کہ خوانندہ درود کو اگر نیت خالص
و محبت تام ہو رویت حضرت رسول مقبول صلعم حاصل ہوتی ہی فائدہ رویت آنجناب بعد وصال خواب مین متفق علیہ ہی
اور بیداری مین مختلف فیہ قسطلانی سخاوی سے انکار نقل کی ہی ولایعبأ بہ کیونکہ روایت اس دیدکی نہین ہی
مگر حکایات کمل اولیا اور وہ کالشمس فی نصف النہار ثابت ہین اور بخاری و مسلم مین روایت ہی کہ فرمایا حضرت نے
من رانی فی المنام فسیرانی فی الیقظة ولایتمثل الشیطان بی یعنی جو شخص کہ مجھکو اسنے دیکھا عالم رویا مین
وہ دیکھیگا مجھکو جاگتے عالم دنیا مین اور شیطان مجھسے متمثل نہین ہوتا علما کو معنی حدیث مین اختلاف ہی
بعضے کہتے ہین کہ بروز قیامت دیکھیگا اور نقصان اسکا ظاہر ہی کیونکہ رویت آنجناب قیامت مین سب
مومنون کو نصیب ہوگی اور بعض کے نزدیک یہ حدیث مخصوص بزمان آن سرور ہی یعنی جو کہ غائبانہ ایمان لایا
اور اسنے خواب مین دیکھا وہ دولت صحبت سے بھی مشرف ہوگا اسمین بھی نظر ہی کیونکہ لفظ حدیث مقتضی
عموم ازمنہ ہی تخصیص زمان حیات آنحضرت نادرست ہی اور کوئی وجہ نہین پائی جاتی مگر استبعاد رویت آنجناب
بعد وفات بچشم سر وما ذلک علی اللہ بعزیز اور بعضے کہتے ہین کہ یہ حکم مخصوص اسی کے واسطے ہی جو اہلیت
رویت آنجناب کی رکھتا ہو وہم الاولیاء یہ تخصیص بھی خلاف مقتضاے لفظ حدیث کے ہی اور اولیٰ یہ ہی کہ اس
حدیث کو عموم پر رکھین اور کہین کہ جسنے آنحضرت کو خواب مین دیکھا وہ بیداری مین بھی دیکھیگا عوام الناس
قبل الموت وقت احتضار دیکھینگے اور روح بدن سے خارج نہوگی تا وقتیکہ جمال جہان آرا سے مشرف نہوگا
موافق وفاء عہد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور خواص الناس طول حیات مین دیکھینگے بیشتر یا کمتر
علی ماشاء اللہ و علی حسب اتباعہم بالسنة اور بعضے اہل تحقیق فرماتے ہین کہ مقتضاے حدیث یہ ہی کہ
بیداری مین دیکھیگا نہ بچشم سر اور اولیاء البتہ بیداری مین بچشم دل دیکھتے ہین نہ بچشم سر اور بارہا چشم دل
اسقدر غالب ہوتی ہی کہ چشم سر مستور ہوجاتی ہی کہ انہین گمان ہوتا ہی کہ بچشم سر دیکھا ہی علامہ سیوطی فرماتے ہین
کہ بعض صحابہ نے مانند ابن عباس حضرت کو خواب مین دیکھا اور اس حدیث کو یاد کیا اور حضرت میمونہ رضی اللہ

عنہا سے قصہ کہا وہ آئینہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اُٹھا لائین اُنکو دکھلایا کہ ابن عباس نے روے مبارک
دیکھ لیا اور جسطرح دیکھنا آنحضرت کا بیداری مین ممکن ہو اسی طرح دیکھنا فرشتون کا بھی جسا ئز ہو
چنانچہ مسلم نے عمران ابن حصین سے روایت کی ہو کہ وہ کہتے تھے ملائکہ مجھپر آکر سلام کرتے تھے جب مین نے
داغ کھایا تو فرشتون نے ملاقات ترک کردی پھر مین نے داغ کھانا موقوف کیا ملائکہ نے آنا شروع کیا
نووی نے اپنی شرح مین لکھا ہو کہ بواسیر کے دفع کے واسطے داغ کھایا تھا اور ابن اثیر نے نہایہ مین لکھا ہو
کہ چونکہ داغ کھانا توکل و تسلیم کے منافی تھا فرشتون نے بھی ترک تسلیم اختیار کیا اب دریافت کرنا چاہیے
کہ ذات پاک آنحضرت جو مرکب جسد و روح سے ہو مشاہدہ ہوتی ہو یا مثال آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اکثر
ارباب حال مثل امام غزالی وغیرہ فرماتے ہین کہ مثال آنحضرت دیکھتے ہین اسی طرح جو کوئی خدا کو خواب مین
دیکھتا ہو اور ابو بکر ابن عربی فرماتے ہین کہ رویت آنحضرت صلعم بصفت معلوم آنجناب ادراک حقیقت ہو
اور غیر صفت معلومہ پر ادراک مثال اور سیوطی نے اسی قول کو اختیار کیا ہو اور فرمایا ہو کہ ذات شریف آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کا دیکھنا با جسد و روح ممتنع نہین ہو کیونکہ انبیا علیہ السلام زندہ ہین ارواح طیبہ اُنکے
بعد فنا ابدان پھر رد کیے جاتے ہین اُنکے اجساد مین اور ابو منصور بغدادی فرماتے ہین کہ محققین اہل کلام
قائل ہین کہ پیغمبر علیہ السلام زندہ ہین اعمال حسنہ اپنی امت کے سُنکر خوش ہوتے ہین اور اعمال بد سے
ناخوش اور صلوٰۃ امت آنکو پہنچتی ہو اور مرنا انبیا علیہم السلام کا نہین ہو مگر غیبت چشم مردم سے پس وہ
مانند ملائکہ موجود ہین نمندہ دیکھے نہین جاتے ہین مگر بکرامت الٰہی کہ جسکو سرفراز فرما دین ذلک فضل اللہ
یوتیہ من یشاء اور اس قول پر شاہد ہو جو کہ ابو یعلی و بیہقی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہو کہ
فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان الانبیاء لا یترکون فی قبورہم بعد اربعین لیلۃ ولکنہم یصلون بین یدی اللہ
حتی ینفخ فی الصور اسیطرح ابن حبان تاریخ مین و طبرانی کبیر مین اور ابو نعیم حلیہ مین اور ابو الحسن زاغوانی
بعض کتب مین روایت کرتے ہین ان اللہ لا یترک نبیہا فی قبرہ اکثر من نصف یوم اور کہا ہو کہ مجموع احادیث
و اقوال سے معلوم ہوتا ہو کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم زندہ ہین جب چاہتے ہین حضرت کہین جانے کو تشریف
لیجاتے ہین اور سیر فرماتے ہین اور جو کچھ چاہتے ہین تصرف فرماتے ہین اور شیخ جلال الدین سیوطی نے حکایات
اولیاء کرام رویت آنحضرت علیہ السلام مین اکثر بیان کیے ہین اور قصص معائنہ دیگر انبیا علیہم السلام و ملائکہ
عین بیداری مین بہت ذکر کیے ہین از انجملہ فرماتے ہین کہ عبد اللہ یافعی نے لکھا ہو کہ ایک مرتبہ مصر مین قحط پڑا
ابو عبد اللہ قرشی نے چاہا کہ دعا کرین اُنکو اقتناع ہوئی تب وہ جانب شام تشریف لے گئے اور حضرت ابراہیم
علیہ السلام سے ملاقات کرکے دعا کی درخواست کی کہ قحط دفع ہوگیا اور یہی یافعی نے روایت کی ہو کہ شیخ عبد القادر جیلانی

فرماتے تھے کہ مین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قبل ظہر دیکھا کہ فرماتے ہین ای فرزند آدمیون سے کلام کرمین نے
عرض کیا کہ مین عجمی ہون فصحا سے بغداد سے کسطرح بات کرون فرمایا منھ اپنا کھول سو مین نے منھ کھولا
تو حضرت نے سات مرتبہ آب دہن اپنا میرے منھ مین ڈال کر فرمایا تکلم علی الناس فادع الی سبیل ربک
بالحکمۃ والموعظۃ الحسنۃ سو بعد ظہر کے مین نکل کر بیٹھا اور خلق کثیر جمع آئی اور مین نے وعظ کہا جب بند ہوا
تو علی مرتضیٰ کو دیکھا فرماتے ہین کہ ای فرزند کلام کر اور آب دہن مبارک اپنا چھ مرتبہ میرے منھ مین ڈالا
اور خلیفہ ابن موسیٰ سے روایت ہی کہ وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اکثر خواب و بیداری مین دیکھتا تھا
اور اکثر افعال و اعمال آنجناب سے خواب و بیداری مین سیکھے ہین چنانچہ ایکبارات مین سترہ بار دیکھا ہی اور
شیخ ابو العباس موسیٰ سے روایت ہی کہ اگر ایک لحظہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مجھسے غائب ہوتے تو مین
آپ کو مسلمانون مین شمار نہ کرتا تھا اسی طرح حکایات اکثر لکھے ہین چنانچہ مازری تو ثیق عری الایمان مین
اور عبد اللہ ابن ابی حمزہ بہجۃ النفوس مین اور شیخ صفی الدین ابو منصور رسالہ مین بیان کرتے ہین اور
ابو عبد اللہ فرماتے ہین کہ منکر اسکا اگر منکر کرامات اولیا ہی تو اُس سے کلام نہین اور جو معتقد کرامات ہی
تو یہ بھی از جملہ کرامات ہی مین کہتا ہون کہ اس قول سے جواب عدم رویت صحابہ اور تابعین بھی نکلتا ہی
کیونکہ صحابہ اور تابعین سے بسبب قرب زمانہ نبوت کے ظہور خوارق عادات بہت کم تھا یہ دولت متاخرین
اولیا کے نصیب مین لکھدی تھی اور کون اسکی انکار کر سکتا ہی جب کثرت حکایات متواترہ سلے دروازہ انکار
بند کردیا ہی لیکن غایۃ الامر یہ ہی کہ حصول اس نعمت کا کمال بیداری مین نہ تھا بلکہ مقدمہ نوم مین تھا حالانکہ
کوئی مانع بیداری کا نہین ہی کیونکہ رویت ملائکہ بیداری مین بالاتفاق جائز اور واقع ہی پھر انبیا کی رویت مین
کون مانع ہی اور امام حجۃ الاسلام احمد غزالی فرماتے ہین کہ ارباب قلوب بیداری مین ملائکہ اور ارواح انبیا
علیہم السلام کو دیکھتے ہین اور اُنکی آواز سُنتے ہین اور اخذ فوائد کرتے ہین اور نقل ہی کہ شیخ جلال الدین سیوطی نے
ستر مرتبہ سے زیادہ یہ دولت حاصل کی ہی اور اُنکی ایک کتاب تنویر الحالک فی رویۃ النبی والملک بھی ہی کہ
اسمین اثبات رویت فرماتے ہین اور بدلائل و براہین ثابت کرتے ہین جب یہ واضح ہوا تو اب مخفی نہ رہے
کہ جسنے دیکھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اُسنے حق دیکھا چنانکہ بخاری اور مسلم ابو قتادہ سے مرفوعاً روایت کرتے ہین
من رآنی فقد رأی الحق اور حضرات صوفیہ اس حدیث سے مطلب توحید وجودی کا بھی نکالتے ہین لیکہ یہ کتاب اُس
مقام کی گنجایش نہین رکھتی اور ابو ہریرہ سے مرفوعاً روایت ہی من رآنی فی المنام فقد رآنی فان الشیطان
لا یتمثل فی صورتی رواہ الشیخان حاصل یہ کہ اگرچہ اللہ جل شانہ نے شیطان کو قدرت صورت پکڑنے کی
دی ہی کہ جس صورت مین چاہے متمثل ہوجائے لیکن قوت تمثل بصورت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہین عطا کی

اور فقیر کے نزدیک یہ بات ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مظہر اسم ہادی تھے اور شیطان مظہر اسم مضل
پھر کسطرح شیطان بصورت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم متمثل ہو سکتا ہی ابن سیرین سے روایت ہی کہ جب کوئی شخص
اُنکے روبرو کہتا کہ مین نے نبی عربی صلے اللہ وسلم کو خواب مین دیکھا تو وہ کہتے کہ آپکی صفت بیان اگر برخلاف
حلیۂ مبارک کے پڑتی تو کہتے تو نے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو نہین دیکھا ہی اور حاکم نے عاصم ابن کلیب سے
روایت کی ہی کہ اُسکے باپ نے ابن عباس سے کہا کہ مین نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب مین دیکھا ہی
ابن عباس نے کہا تو صفت پیغمبر صلعم بیان کر اُسنے حسن بن علی علیہ السلام کی شبیہ بیان کیا ابن عباس نے
کہا درست ہی بیشک تو نے دیکھا ہی اب حلیۂ مبارک کا مجملاً بیان سنو اور مفصلاً تتمۂ احوال حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مین
دیکھ لیجو کہ حضرت ہمارے میانہ قد سفید رنگ آمیختہ بسرخی تھے اور درمیان دونون شانون کے تھوڑا البعد تھا
اور بال حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تا نرمۂ گوش اور حد بیری کو نہ پہونچے تھے سر اور ریش مین ہمگین بیس بال سفید
نہایت روشن تھے اور چہرۂ شریف مانند شب چہاردہم چمکتا تھا اور نیک تن اور معتدل البدن تھے جبکہ خاموش
ہوتے تو وجاہت اور بزرگی ظاہر ہوتی اور جو کلام فرماتے تو لطف اور تازگی اور جو کوئی دور سے دیکھتا جمال
اور نازکی مشاہدہ کرتا اور جو کوئی نزدیک سے دیکھتا ملاحت اور شیرینی پاتا اور تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
شیرین گفتار کشادہ دہان روشن و کشادہ دندان اور میان دوشانہ خاتم نبوت صفت کنندہ کہتا کہ مین نے
نہ دیکھا کوئی ایسا پیش از حضرت اور نہ بعد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم قاضی ابوبکر ابن العربی کہتے ہین کہ رویت
حضرت صلے اللہ علیہ وسلم اس صفت پر ادراک حقیقت حضرت ہی ورنہ ادراک مثال ہی اسیطرح قاضی عباس فرماتے ہین
کہ جس کسی نے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو اس صورت اور صفت مین دیکھا اُسنے حقیقۃً دیکھا ورنہ بتاویل
اور نووی کہتے ہین کہ دونون رویا سے حقیقت ہین اور لائق منصب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی یہی ہی اور معنی اس
کلام کے یہ ہین کہ امام حجۃ الاسلام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین کہ دیدن آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم درخواب
بنسبت دیدن جسد مبارک کہ مدفون ہست در مدینہ بر صورت معروفہ باشد یا غیر آن بلکہ دیدن مثالی ست از عالم مثال
حقیقی کہ آنحضرت راست صلی اللہ علیہ وسلم چنانکہ جسد شریف آلہ آن بود در دار دنیا ہمچنان آن مثال آلہ اوست
در عالم مثال خواہ بشبہ صورت این جہان باشد یا نہ بہر دو تقدیر دیدن حقیقت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم
در جسم مثالے چنانکہ دیدن صحابہ رضی اللہ عنہم دیدن ہمین حقیقت بودہ در جسم شہادی غایۃ الامر یہ کہ اگر
بر صورت معروفہ ہو تو اکمل ہی اور یہی مراد ہی قاضی ابوبکر کی کہ صورت غیر معروفہ کو رویا سے تاویل کہتے ہین
اب کچھ خلاف کلام قاضی اور نووی مین نہ رہا اس محاکمے کا اشارہ حافظ ابن حجر نے بھی کیا ہی اور
حاصل اس گفتگو کا یہ ہوا کہ دیکھنا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا خواب مین ہو یا بیداری ایک ہی حقیقت کی

دیدہ ہی الانتقا ہیر مظہر ہ آنہ جسطرح رویت جبرئیل علیہ السلام کی ہی بصورت اصلیہ اور کا ہی بصورت وحیہ اور کچھ
شک نہیں ہی کہ دونوں صورت میں ذات جبرئیل علیہ السلام دکھی جاتی تھی اور اسی جگہ سے اشکال رویت
ہزاران ہزار اہل مشرق و مغرب کا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو وقت واحد میں مرتفع ہو گیا کیونکہ جائز و ممکن ہی
کہ ایک آن میں صورت مثالیہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہزار آئینہ میں دکھلائی دی اور علامۃ الوقت مولانا محمد علی
قنوجی لطائف علیہ میں بیان کرتے ہیں کہ تروح اجساد و تجسد ارواح و تشخص اخلاق و اعمال و ظہور جبرئیل
بصورت وحیہ و تمثل او بصورت بشریہ در عالم مثال است و آنرا عالم خیال نیز گویند و این عالم را شبیہ است
بجوہر جسمانی در بودن محسوس مقدار است و با جوہر عقلی در لطافت و نورانیت و ہر موجود را صورتے است
در عالم مثال و این حکم شامل است افلاک و کواکب و حیوانات و جن و انس و ملائکہ و شیاطین را و نفوس کاملہ
انسانیہ متشکل میشوند درین عالم باشکالے مغایر اشکال محسوسہ کہ ایشان راست در دار دنیا و اظہار میکنند
ہر ہر کسے کہ مے خواہند و این قدرت بکمال انسلاخ انسان است از خشکی لوازم ابدان و زیادہ می شود
این قوت بعد انتقال انسان بدار آخرت بجہت ارتفاع مانع بدنی و ہمین سبب منکشف میگردد صور انبیا و
اولیا بعضے سالکین صالحین را چنانکہ مروی است از بسیارے کہ دریافتند صحبت نبی را صلے اللہ علیہ وسلم
و معلوم است کہ صورت جسدیہ وے کہ محسوس مے بود مدفون است در مدینہ و صورت وحیہ نیست از مثال است
کہ محسوس کردہ و مدارکش عقل است و بس انتہی بلفظہ اور غرض اس بیان سے یہ ہی کہ بزرگترین ثمرات اور
گرامی ترین فوائد صلوۃ کا یہ ہی کہ صورت کریمہ حضرت محبوب رب العالمین صلے اللہ علیہ وسلم آئینہ قلب میں
منطبع ہو جائے یا انطباع ثابت و متصل اور یہ نہیں حاصل ہوتا مگر جب مداومت صلوۃ بخلوص نیت و محافظت شروط
و آداب اور ملاحظہ معانی ہو کہ اس سے محبت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی باطن مصلی میں ہیجان پکڑتی
اور اتصال تام مابین مصلے اور حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بہم پہونچے تو بحکم المرء مع من احب ہمیشہ
عین الوصال میں رہی اور بمقتضائے المرء لمن یحب مطیع شجرہ طیبہ محبت ثمرہ اطاعت بخشے اور بمفہوم
و من یطع اللہ و رسولہ فاولئک مع الذین انعم اللہ علیہم من النبیین و الصدیقین و الشہداء و الصالحین
وحسن اولئک رفیقا معیت ابدی و مرافقت سرمدی اس گروہ والاشکوہ سے کہ سرگروہ انکے حضرت خاتم النبیین ہیں
حاصل ہو و الحق برکت کثرت درود سے کہ بخلوص نیت سے ہو باطن مصلے کا آئینہ جمال حضرت احمد صلے اللہ
علیہ وسلم بے شبہہ ہو جاتا ہی انتہائی حرکات اور سکنات میں صورت کریمہ دیدہ بصیرت سے غایت قبول
نہیں کرتی اور یہی ہو اقتضاء مرتبہ رویت کا اور اگر ساتھ اسی دولت غیر مترقبہ کی گاہ گاہ بیداری
یا خواب میں بھی دیکھتا ہی ... ہو جاسکے فما ہو الا نور علی نور تنبیہ اگر کوئی اعتراض کرے کہ اللہم صل علی

محمد وعلی آل محمد کما صلیت علی ابراہیم وعلی آل ابراہیم سے معلوم ہوتا ہے کہ صلوٰۃ ابراہیم افضل ہے
صلوٰۃ محمد اور آل محمد سے کیونکہ تشبیہ مقتضی ہے کہ مشبہ بہ وجہ تشبیہ میں اقویٰ ہو مشبہ سے یا مساوی کمتر
ہونا اصلا جائز نہیں پس کما صلیت علی ابراہیم سے مفہوم ہوتا ہے کہ صلوٰۃ ابراہیم یہ کمیت یا کیفیت میں
فضیلت رکھتی ہے صلوٰۃ آنحضرتؐ پر یا برابر ہے اور اس سے لازم آتا ہے کہ ابراہیم افضل ہوں آنحضرتؐ سے
یا مساوی اور یہ خلاف اجماع امت ہے پس میں کہتا ہوں کہ حل اس اشکال میں اقوال متعددہ دیکھے گئے ہیں
بعض ان میں سے بیان کرتا ہوں اول یہ کہ ہنوز آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو اپنی افضلیت کا علم حاصل
نہ ہوا تھا کہ یہ کلام ارشاد کیا ہے کیونکہ مسلم نے حضرت انسؓ سے روایت کی ہے کہ ایک شخص نے آنحضرتؐ سے
کہا یا خیر البریۃ آنحضرت نے فرمایا وہ ابراہیم ہیں یہ جواب ابن عربی مالکی کا ہے مگر اس جواب میں کسی معترض نے
اعتراض کی ہے کہ بعد علم افضلیت صیغہ صلوٰۃ تبدیل کرنا لازم تھا لیکن یہ اعتراض بے اصل ہے کیونکہ آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم باوصف اسکے کہ مغفوریت آپنی آیۃ لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تاخر سے
جانتے تھے پھر بھی ایک مجلس میں سو مرتبہ سے زیادہ استغفار کرتے تھے اور یہ نہ تھا مگر شکر نعمت ادراک
مغفوریت کا اسی طرح طلب صلوٰۃ ابراہیم بعد علم افضلیت شکر تھا دوسرا یہ کہ یہ کلمہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
از روئے تواضع فرمایا ہے تاکہ امت کے لوگ بھی یہ صفت حاصل کریں تیسرا یہ کہ تشبیہ اصل صلوٰۃ باصل صلوٰۃ کے ہے
نہ قدر صلوٰۃ میں جسطرح انا اوحینا الیک کما اوحینا الی نوح وکتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم
واحسن کما احسن اللہ الیک اس جواب کو نووی نے حضرت امام شافعی سے منسوب کیا ہے اور قرطبی نے
اسکی ترجیح بیان کی ہے حاصل اس جواب کا یہ ہے کہ یہ سخن از باب تشبیہ نہیں ہے اگرچہ صورۃ تشبیہ ہے بلکہ
من قبیل الحاق غیر معروف ہے بسبب تاخر بمعروف بسبب تقدم اور لازم نہیں ہے کہ جس جگہ صورت تشبیہ ہو
تو معنی تشبیہ بھی ہوں بلکہ تشبیہ میں یہ بھی لازم نہیں ہے کہ ہمیشہ مشبہ بہ افضل یا مساوی ہو کیونکہ کبھوں کمتر بھی
مشبہ سے ہوتا ہے چنانچہ مثل نورہ کمشکوٰۃ فیہا مصباح میں اور فاذکروا اللہ کذکرکم آباءکم میں واقع ہے چوتھا یہ کہ
اللہم صل علی محمد داخل تشبیہ نہیں ہے پس تشبیہ متعلق آل محمد سے ہے اور ابن دقیق العید نے اسپر اعتراض
کی ہے کہ آل محمد انبیا نہیں ہیں اور آل ابراہیم انبیا ہیں مساوات دونوں میں ممکن نہیں ہے پس طلب مثل
ما حصل للانبیاء لغیر الانبیاء لا یجوز اور حافظ ابن حجر فرماتے ہیں کہ جمیع صفات انبیا کمیۃً وکیفیۃً مطلوب نہیں ہیں
کہ مساوات لازم آئے بلکہ ثواب مثل ثواب انبیا مقصود ہے پانچواں ابن قیم کہتے ہیں کہ ابن عباس رضی اللہ
عنہ تفسیر آیت ان اللہ اصطفے آدم ونوحا وآل ابراہیم علے العالمین میں فرماتے ہیں کہ آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم آل ابراہیم ہیں پس معنی صلوٰۃ کے یہ ہوئے کہ صلوٰۃ بھیج آنحضرت پر خصوصاً مثل اسکے

کہ ضمن صلوٰۃ ابراہیم اور آل ابراہیم مین عموماً بھیجا تھا پس ترجیح صلوٰۃ آنحضرت ظاہر ہوتی ہی پس افضلیت مجموع ثانی باعتبار اسکے ہی کہ وہ مشتمل صلوٰۃ آنحضرت پر ہی چھٹوان قول حلیمی ہی کہ سبب تشبیہ یہ ہی کہ فرشتون نے آکر حضرت ابراہیم کے گھر مین کہا تھا رحمۃ اللہ وبرکاتہ علیکم اہل البیت انہ حمید مجید اور بتحقیق معلوم ہی کہ آنحضرت اور آل آنحضرت اہل بیت ابراہیم ہین پس معنی یہ ہوے کہ قبول کر دعا حق آنحضرت اور آل آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم مین کہ ملائکہ نے ضمناً انکے واسطے دعا کی ہی جسطرح قبول کی دعاء ملائکہ حق ابراہیم اور آل ابراہیم مین کہ اسوقت موجود تھے اور ملائکہ نے صریحاً انکے واسطے دعا کی تھی و لہذا ختم دعا انک حمید مجید پر ہوئی ہی جسطرح فرشتون نے ختم کی تھی پس تشبیہ استجابت دعا مین ہی نہ کمیت اور کیفیت مین تاکہ مساوات یا افضلیت لازم آئے ساتوان قول مجد الدین فیروزآبادی کا ہی کہ بعض اہل کشف سے نقل کرتے ہین کہ غرض تشبیہ سے حصول کمالات انبیا ہی اتباع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جسطرح حاصل تھی آل ابراہیم علیہ السلام کو آٹھوان قول مولانا جلال الدین دوانی ہی کہ سید صفی الدین سے نقل فرماتے ہین کہ وجہ تشبیہ اس جگہہ یہ ہی کہ کل من الصلواتین افضل من الصلوٰۃ علی السابقین پس صلوٰۃ سید المرسلین افضل ہی صلوٰۃ سابقین سے اور سابقین مین ابراہیم علیہ السلام بھی ہین اور صلوٰۃ بر ابراہیم افضل ہی صلوٰۃ سابقین پر اس جگہہ سے لازم آیا کہ صلوٰۃ آنحضرت پر افضل ہی صلوٰۃ ابراہیم سے وہو المطلوب محقق دوانی فرماتے ہین کہ یہ توجیہ از بس انیق ورشیق ہی سید علیہ الرحمۃ نے مجھسے بالمشافہہ کہا تھا اگر کوئی کہے اس توجیہ سے لازم آتا ہی کہ صلوٰۃ آل آنحضرت پر افضل ہو گی صلوٰۃ آل ابراہیم سے حالانکہ آل ابراہیم انبیا ہین پس لازم آئی تفضیل آن حضرت آل ابراہیم پر کہ انبیا تھے مین کہتا ہون کہ یہ ملازمت قابل تسلیم نہین ہی کیونکہ حاصل اس توجیہ کا تفضیل مجموع صلواتین پر مجموع صلواتین ہی اور تفضیل مجموع علے المجموع سے تفضیل صلوٰۃ آل آنحضرت صلوٰۃ آل ابراہیم پر لازم نہین آتی علاوہ یہ کہ تفضیل شئی بر شئی کبھون بعض وجوہ سے ہوتی ہی اور بعض سے نہین ہوتی لان التفضیل ہو المزیادۃ بوجہٍ ما پس تفضیل آل آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم آل ابراہیم پر باعتبار بعض وجوہ ممکن ہی کہ جائز ہو اور حدیث شریف مین وارد ہی ان اللہ عبادا لیسوا بانبیاء یغبطہم الانبیاء اور اگر کوئی کہے جب وجہ تشبیہ افضلیت صلواتین صلوٰۃ سابقین سے مقرر ہوئی تو وجہ تشبیہ مشبہ مین قوی ہوئی نہ مشبہ بہ مین اور اصل محذور نے عود کیا بلکہ قوی ہو گیا تو جواب یہ ہی کہ وجہ تشبیہ مشبہ بہ مین قوی ہی باعتبار شہرت وظہور کے اور ہر گاہ کہ صلوٰۃ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر اور آل آنحضرت صلے اللہ پر مشہور تر اور ظاہر تر افضلیت مین صلوٰۃ سابقین سے مثل صلوٰۃ ابراہیم اور آل ابراہیم نہ تھے اسلیے

دوسرے کو مشتمہ نہ گردانا اور اگر کوئی اعتراض کرے کہ ہر گاہ وقت وجہ تشبیہ مشبہ بہ میں اصلی باعتبار ظہور اور
شہرت تھی تو اول سے کس لیے اسپر اکتفا نہ فرمائی تو جواب یہ ہے کہ احتیاج یہ ہوئی کہ افضلیت صلوتین پر
معلوم ہو جائے اور اگر ابتداء شہرت اور ظہور پر اکتفا فرماتے تو یہ فضیلت معلوم نہ ہوتی انتہی کلام الدوانی

فائدہ اس مقام پر مناسب معلوم ہوا کہ مواضع اور محل درود پڑھنے کے مفصل بیان کروں تا کہ فائدہ
خاص و عام حاصل ہو پس واضح ہو کہ مواضع صلوۃ متعدد ہیں اول وقت دخول اور خروج مسجد سے
ابن السنی نے عمل الیوم واللیلہ میں انس بن مالک سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم جب
مسجد میں داخل ہوتے تو فرماتے بسم اللہ اللہم صل علی محمد اور جب نکلتے تو فرماتے بسم اللہ اللہم صل علی
محمد دوسرے وقت سماع اذان طبرانی نے معجم کبیر میں عبد اللہ بن عباس سے روایت کی ہے کہ فرمایا آنحضرت نے
جو کوئی سنے اذان تو کہے اشہد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ وان محمدا عبدہ ورسولہ اللہم
صل علی محمد وبلغہ درجۃ الوسیلۃ عندک واجعلنا فی شفاعتہ یوم القیامۃ واجب ہو جائے اسکے لیے
میری شفاعت اگرچہ احادیث سے ظاہر مفہوم ہوتا ہے کہ یہ دعا بیچ سماع اذان میں کہے لیکن
حدیث عبد اللہ بن عمرو بن العاص سے معلوم ہوتا ہے کہ بعد اتمام اذان کہنا چاہیے باقی احادیث اسی پر
محمول ہیں کذا فی القول البدیع اور جو بعضے مردم الدرجۃ الرفیعۃ زیادہ کرتے ہیں وہ کسی روایت میں
نہیں آیا ہے کذا قال السخاوی فی المقاصد الحسنۃ اور لفظ مقام محمود روایت نسائی اور ابن حبان
اور طبرانی اور بیہقی میں بتعریف یعنی المقام المحمود آیا ہے اور صحیح بخاری میں یوں آیا ہے اللہم رب ہذہ
الدعوۃ التامۃ والصلوۃ القائمۃ آت محمدن الوسیلۃ والفضیلۃ وابعثہ مقاما محمودا الذی وعدتہ
اور روایت بیہقی میں انک لا تخلف المیعاد بھی آیا ہے تیسرے صلوۃ عند اقامۃ الصلوۃ یعنی وقت
قد قامت الصلوۃ وہی دعا پڑھے جو بعد اذان پڑھی جاتی ہے چوتھے صلوۃ فی التشہد کما ہو المشہور
پس قعدہ اخیرہ میں ائمہ ثلثہ کے نزدیک بین التشہد والدعا سنت ہے اور نزدیک امام شافعی کے
واجب اور قعدہ اولے میں از روے قول امام اعظم اور مالک اور احمد اور قول قدیم شافعی سے
زیادہ بر تشہد نکرنا چاہیے اور قول جدید شافعی سے استحباب نکلتا ہے پانچویں صلوۃ قنوت میں چھٹے
صلوۃ بعد الصلوۃ ساتویں موقف آخر روز عرفہ میں آٹھویں مطلق موقف عرفہ میں نویں مقام
ملتزم میں بین الباب والحجرہ دسویں عند النوم گیارھویں عند العطاس یعنی چھینک کے وقت
الحمد للہ علی کل حال ما کان من حال وصلے اللہ علی محمد واہل بیتہ بارھویں الصلوۃ عند دخول المنزل
تیرھویں الصلوۃ لیلۃ الاثنین چودھویں الصلوۃ یوم الجمعۃ پندرھویں الصلوۃ لیلۃ الجمعۃ سولھویں

الصلوۃ لیلۃ الاربعاء سترھوین الصلوۃ عند ارادۃ رویتہ وقصد لقائہ صلی اللہ علیہ وسلم اٹھارھوین
الصلوۃ بعد الفراغ من الوضوء انیسوین الصلوۃ طرفی النہار بیسوین الصلوۃ عند القیام بصلوۃ اللیل
اکیسوین الصلوۃ بعد الفراغ من التہجد بائیسوین الصلوۃ یوم السبت و یوم الاحد ولیلۃ الاحد تئیسوین
الصلوۃ لیلۃ الثلثاء چوبیسوین الصلوۃ یوم الخمیس پچیسوین الصلوۃ فی المساجد چھبیسوین الصلوۃ
عند المرور بالمساجد ستائیسوین الصلوۃ فی خطبۃ الجمعۃ اٹھائیسوین الصلوۃ عند تکبیرات العیدین
انتیسوین الصلوۃ فی صلوۃ الجنازہ تیسوین الصلوۃ عند ادخال المیت فی القبر اکتیسوین الصلوۃ
عند زیارتہ صلی اللہ علیہ وسلم و دواتہ صلی اللہ علیہ وسلم علما کو اختلاف ہی کہ قبر شریف کے پاس
سلام افضل ہی یا صلوۃ شیخ مجد الدین فیروز آبادی اور سخاوی کہتے ہین کہ سلام افضل ہی اور بعضے
صلوۃ کو افضل کہتے ہین اور شک نہین ہی کہ جمع بین الصلوۃ والسلام افضل تر ہی بتیسوین الصلوۃ
عند مشاہد الآثار النبویۃ تینتیسوین الصلوۃ فی بیت المقدس چونتیسوین الصلوۃ عند خطبۃ التزویج وخطبۃ
پینتیسوین الصلوۃ فی اول الرسائل یہ بات اول حضرت صدیق اکبر نے ایجاد کی حسب طریقہ ابن حاجر
عامل بنی سلیم کو نامہ لکھا ہی بعد اسکے ہارون رشید نے چھتیسوین الصلوۃ عند رکوب الدابۃ سینتیسوین
الصلوۃ عند طلب الغنی اڑتیسوین الصلوۃ فی اکلۃ الفضالۃ انتالیسوین الصلوۃ عند خوف الغرق چالیسوین
الصلوۃ عند وقوع الطاعون اکتالیسوین الصلوۃ اول الدعاء واوسطہ وآخرہ بیالیسوان الصلوۃ عند الصلوۃ
علی غیرہ من الانبیاء علیہ وعلیہم الصلوۃ تینتالیسوین الصلوۃ عند قصد حفظ القرآن چوالیسوین الصلوۃ
عند القیام من المجلس پینتالیسوین الصلوۃ عند الجلوس مع الاخوان چھیالیسوین الصلوۃ عند لقاء الاخوان
سینتالیسوین الصلوۃ فی المشی بشرط طہارۃ المکان اڑتالیسوین الصلوۃ عقب الذنب اسلیے کہ صلوۃ سبب
تطہیر نفس ہی ز ذایل سے اور موجب تکثیر فضائل انچاسوین الصلوۃ بعد تلاوۃ القرآن پچاسوین الصلوۃ فی مجالس
ذکر اللہ اکاونوین الصلوۃ اول کل کلام وکل امر لہ شان باونوین الصلوۃ عند ذکرہ صلی اللہ علیہ وسلم
عن ابی الدرداء رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلعم رغم انف رجل ذکرت عندہ فلم یصل علی یعنی خوار
وذلیل ہو جیو وہ شخص کہ ذکر کیا جاؤن مین اسکے نزدیک اور درود نہ بھیجے مجھپر ظاہر حدیث سے پیدا ہی
کہ جسوقت نام مبارک سرور کائنات کا کسی کے روبرو لیا جاے تو اسکو درود بھیجنا واجب ہی اور بعض علما
استحباب و افضلیت نکالتے ہین اور بعضے کہتے ہین کہ ایکبار واجب ہی جسطرح سجدۂ تلاوت تشمیت عاطس
مگر یہ شخص خلاف جمہور ہی اور طحاوی کے نزدیک ایکبار تمام عمر مین واجب جسطور سے اظہار شہادتین اور
باقی مستحب ہی مگر یہ قول کریمہ یا ایہا الذین امنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما سے رد ہوتا ہی کیونکہ اس آیت مین

امر واسطے وجوب کے ہی بالاتفاق پس کاتب الحروف کا یہ مذہب ہی کہ جب ذکر اسم مبارک آنجناب آوے صلوۃ
سامع و قائل پر واجب ہی کہ اپنے پیغمبر کے لیے اللہ سے رحمت مانگے اور اُنکے بعد اُنکے آل پر نہایت قبولیت
رکھتی ہی کیونکہ اُنپر اُنکے لائق رحمت نازل ہوتی ہی اور دس رحمتیں مانگنے والے کو ملتی ہین پھر کیون
نہ حاصل کرے پنجاہ و سوم الصلوۃ عند قرارۃ الحدیث و نشر العلم پنجاہ و چہارم الصلوۃ عند کتابۃ اسمہ صلی اللہ
علیہ وسلم اور سوا اِن مقامات کے اور بھی مواضع از روے استقرا بہم پہونچتے ہین لیکن فقیر مولف غفر اللہ
اسی قدر پر اکتفا کی ہی **توضیح** در بیان بعضے حالات و واردات مرض موت حضرت صلے اللہ علیہ وسلم از انجملہ
یہ ہی کہ چالیس بردے حضرت صلعم نے مرض موت مین آزاد فرمائے از انجملہ سات دینار آنحضرت کے پاس تھے
اُنکو خیرات کر دیا تا کہ کچھ باقی نہ چھوڑین از انجملہ اکثر وصیت حضرت صلعم کی مرض موت مین رعایت نماز اور
احسان کرنے کی تھی لونڈی و غلام سے کما جاء فی الحدیث الصلوۃ و ما ملکت ایمانکم از انجملہ نماز ادا کرنے
حضرت اصحاب کے ساتھ مدت مرض مین سوا تین روز کے اور بعضون نے کہا سترہ نمازین نہین پڑھائین
ابو بکر رضی اللہ عنہ کو فرمایا کہ لوگون کو نماز پڑھاو نکلے آنحضرت ایک روز طرف مسجد کے اور نماز ادا فرمائی
اور کہا اے گروہ مسلمانون کے تمکو رخصت کرتا ہون اور خدا تعالے کی پناہ مین سونپتا ہون خدا خلیفہ
اور کارساز میرا ہی تمپر پس میری طرف سے یہ نصیحت ہی کہ تقوی اختیار رکھنا اور نگاہ رکھنا طاعت اسکی اسلیے
کہ مین دنیا کو چھوڑتا ہون اور جدا ہوتا ہون تمسے اور باکثر روایات مین ہی کہ امام ابو بکرؓ تھے ابن عباسؓ سے
روایت ہی کہ نماز نہین پڑھی حضرت صلعم نے پیچھے کسی کے اپنی استیون سے سوا ابی بکر رضی اللہ عنہ کے اور
سوا عبد الرحمن ابن عوف کے کہ ایک سفر مین اُنکے پیچھے ایک رکعت پڑھی تھی از انجملہ بخاری اور مسلم نے
ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہی کہ بیٹھے حضرت صلعم منبر پر اور فرمایا ایک بندہ کو اختیار دیا
اللہ نے درمیان اسکے کہ دے اسکو ناز و نعمت دنیا سے جو چاہے اور درمیان اسکے کہ جو خدا کے پاس ہی یعنی ثواب
آخرت پس اختیار کیا اُسنے اللہ کے پاس والی چیز کو سو روئے ابو بکر اور بولے قربان ہون ہم تمپر ساتھ باپون اور
ماوٴن کے پس تعجب کیا ہمنے ابو بکر کے مقولے پر کہ کیون قربان کرتے ہین حالانکہ یہان کوئی باعث نہین ہی
پھر کہا لوگون نے کہ دیکھو طرف اس بزرگ کے خبر دیتے ہین رسول خدا احوال ایک بندۂ غیر معین سے اور وہ
کہتا ہی فدیناک بآبائنا و امہاتنا سو تھے حضرت وہی اختیار دیے گئے اور ابو بکر دانا تر ہمارے تھے کہ سمجھ گئے یہ حدیث
حضرت صلعم نے مرض موت مین پانچ رات پیشتر از وفات فرمائی تھی اور اگرچہ آنحضرت نے ذکر بندۂ غیر معین کا فرمایا تھا
لیکن ابو بکر صدیق بقرینہ مرض اور اختیار رکھنے نور آخرت اور ترک کرنے ناز و نعمت دنیا کے بسبب کمال فہم و ادراک
سمجھ گئے کہ حضرت صلعم نے موت کو اختیار کیا اسکے پیچھے رونے لگے اور جن لوگون نے نہ سمجھا اُنھون نے تعجب کیا

از انجملہ دارمی نے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ کہا اُنھون نے باہر نکلے پیغمبر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اُس بیماری مین کہ جسمین وفات پائی اُس حال مین کہ ہم تھے مسجد مین درحالیکہ تھے حضرت باندھے ہوئے سر مبارک اپنا کپڑے سے اور منبر پر چڑھے اور ہم پیچھے منبر کے بیٹھے سو فرمایا قسم ہے اس ذات پاک کی جسکے ہاتھ مین میری جان ہے کہ مین دیکھتا ہون اس مقام سے حوض کوثر کو پھر فرمایا کہ ایک بندے کو دکھلائی گئی دنیا اور آرایش دنیا سو اُسنے اختیار کی آخرت اور نہ سمجھا اس نکتے کو کوئی سوائے ابوبکر کے اور جاری ہوئے آنسو ابی بکر کی آنکھون سے سو روئے پھر کہا ابی بکر نے بلکہ ہم فدا کرتے ہین تجھپر سے باپ و مائین و جانین و مال اپنے یا رسول اللہ ابو سعید کہتے ہین کہ اُترے حضرت صلعم منبر سے پھر نہ کھڑے ہوئے اُسپر اُسوقت تک یعنی وہ آخری کھڑا ہونا تھا منبر پر از انجملہ منقول ہے کہ عباس نے علی مرتضی رضی اللہ عنہ سے کہا کہ مین پہچانتا ہون چہرے عبد المطلب کے بیٹون کے بوقت موت اور ڈرتا ہون کہ نہ اٹھین پیغمبر خدا اس درد سے چلو اور طلب کر لین یہ امر یعنی خلافت حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہرگز نہین دینگے اور مین ہرگز نہین طلب کرتا از انجملہ بخاری و مسلم نے عبد اللہ ابن عباس سے روایت ہے کہ پنجشنبہ کے دن حضرت صلعم کی بیماری سخت ہوئی اور درد فاسد ہوا تو حضرت نے فرمایا میرے پاس کاغذ لاؤ کہ مین تمہارے واسطے نوشتہ لکھدون تاکہ اُس تحریر کے بعد تم کبھی نہ بہکو یعنی تم ہرگز مختلف و حیران نہو تو اصحاب نے کاغذ لانے اور نہ لانے مین گفتگو کی پھر صحاب نے کہا کہ حضرت کا کیا حال ہے درد سے زبان کیا بے قابو ہو گئی ہے اسکو حضرت سے تحقیق کرو پھر حضرت صلعم سے اس بات کو تحقیق کرنے لگے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اب مجھکو نہ چھیڑو جسمین اب مین مشغول ہون اُس سے بہتر ہے جسکو تم پوچھتے ہو اور حضرت نے اُنکو تین باتون کی وصیت فرمائی ایک تو یہ کہ مشرکون کو عرب کے ٹاپو سے نکال دیجیو دوسرے یہ کہ ایلچیون سے سلوک کرنا جسطرح مین کرتا ہون یعنی از روے کمیت و کیفیت تاکہ بحسب لیاقت مابین اُنکے تمیز رہے اور یہ اسواسطے فرمایا کہ ایلچی لوگ خوش ہون اور رغبت کرین مؤلفۃ القلوب اور یہ سخن عام ہے سب ایلچیون کے لیے خواہ کافر ہون یا مسلمان راوی نے کہا کہ تیسری خبر مجھکو یاد نہین رہی اور کہا ہے علما نے تیسری بات یہ تھی کہ سامان درست کر دینا لشکر اسامہ کا اور جانب شام اُسکو بھیجدینا کیونکہ آنحضرت صلعم اُسکے اسباب کی درستی کر رہے تھے کہ اُسی اثنا مین بیمار ہوئے یا تیسری بات یہ تھی کہ میری قبر کو بت نہ بنانا کہ پوجی جائے اور بھی بخاری مین دوسری روایت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے یون ہے کہ جب حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کاغذ مانگا تو بعض اصحاب نے کہا کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر درد کی شدت ہے اور تمہارے پاس قرآن موجود ہے تمکو خدا کی کتاب کفایت کرتی ہے یعنی لکھنا چندان ضرور نہین ہے

اور بعضون نے کہا کاغذ لاؤ یعنی حضرت عمر نے فرمایا امر دین مین بموجب قول خدا ے تعالے واعتصموا بحبل اللہ جمیعا کتاب خدا کافی ہے اور سنت بھی تابع و مفسر و مبین اُسکی ہے اور یہ خطاب کیا تھا حضرت عمر نے اُنکو جو جھگڑتے تھے آپس مین

اس بات مین بھی یہ رد ہوا نہ حضرت صلعم پر اور حضرت عمر کو مقصود اس کہنے سے تخفیف و آسایش دینی
آنحضرت کی تھی رقت قلبی و درد بیماری کی اور جان لیا تھا اُنھون نے کہ یہ حکم بطور حتم و وجوب کے نہین ہے اور عادت
مستمرہ تھی کہ جب حکم کرتے تھے حضرت صحابہ کو ایسا حکم کہ بطور ایجاب الزام کے نہو تو وہ گفتگو کرتے تھے سو چھوڑ
دیتے تھے آنحضرت اپنی راے پر اور اگر کوئی امر ضروری ہوتا تو نہ چھوڑتے تھے اپنی راے پر اس مقام پر شیعہ عمر فاروق پر
طعن کرتے ہین کہ اُنھون نے کاغذ نہ لکھنے دیا اور نافرمانی کی اُسکا جواب یہ ہے کہ تمھارے علم کا قصور ہے عمر فاروق پر
کوئی مقام طعن نہین ہے اسواسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کوٹھری مین اکثر اصحاب و اہل بیت تھے اور حضرت
علی مرتضی رضی اللہ عنہ بھی جو کاتب وحی مین اُمین تھے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سب حاضرین سے کاغذ مانگا تھا
اگر حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ کاغذ نہ لائے تھے تو علی مرتضی و ابن عباس کا ہاتھ کسنے پکڑا تھا اور حضرت صلعم کے یہان
کسی چیز کے لکھنے کا دستور نہ تھا سواے قرآن کے سو قرآن سب پورا ہو چکا تھا اسواسطے اصحاب کو تامل ہوا تھا اور
بعد گفتگو کے حضرت سے پوچھا بھی لیکن حضرت نے نہ فرمایا اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ کوئی امر واجب نہ تھا
علاوہ برین حضرت صلعم بعد اس گفتگو کے پانچ دن زندہ رہے اگر لکھنا واجب ہوتا تو دوسرے وقت اُسکو لکھواتے
اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ جن تین چیزون کی حضرت نے وصیت فرمائی اُنھین کو لکھواتے اور دعوی کرنا شیعہ کا کہ مقصود
کتابت سے وصیت کرنا علی مرتضی کو تھی اور خلیفہ کرنا آپکا منظور تھا یہ خالی تناقض سے نہین ہے اسلیے کہ یہ خود کہتے ہین
کہ بعد غدیر خم مین خلیفہ کرنا اُنکا نص قطعی سے ثابت ہوا پھر جب یہ ہو چکا تھا تو احتیاج تحریر کی کیا تھی اور یہ کہنا حضرت
عمر کا کہ قرآن کفایت کرتا ہے اُسکا یہ مطلب نہین کہ حضرت کی حدیث کی بھی حاجت نہین بلکہ یہ مطلب ہے کہ سب کے بعد
قرآن مین اکملت لکم دینکم نازل ہوا پھر اب کوئی حکم تازہ دین کا باقی نہ رہا قرآن اور حدیث مین دین کی تفصیل ہو چکی
اسلیے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو عین شدت بیماری مین لکھوانے کی تکلیف دینا مناسب
نہ جانا کچھ نافرمانی نہین کی بلکہ عین محبت اور خیر خواہی ہے اسواسطے کہ دستور ہے بیماری مین مصیبت اور تکلیف سے
بزرگون اور عزیزون کو بچانا اسقدر جو بیان ہوا اصل ہے باقی نزاع اور جدال بے فائدہ ہے جب کسی کو زیادہ تحقیق منظور ہو
تحفہ اثنا عشریہ دیکھے ازانجملہ بخاری اور مسلم مین حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ
فرمایا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ خدا لعنت کرے یہود اور نصاری پر کہ ان لوگون نے اپنے پیغمبرون کی قبرون کو
مسجد بنایا بخاری شریف مین ہے کہ یہ حدیث حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مرض موت مین ارشاد فرمائی پانچ روز پیش از
انتقال کے اسوقت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خوف ہوا کہ اگلی امتون نے اپنے پیغمبرون اور بزرگون کے قبور کو
سجدہ گاہ بنایا اور خراب ہوئے ایسا نہو کہ میری امت کے لوگ بھی خراب ہوجائین لہذا خبردار کر دیا کہ قبرون کو مسجد نہ بنائیو
جسطرح یہود اور نصاری قبرون پر مسجدین بناکر عبادت کرتے تھے اور جانب قبور سجدہ کرتے تھے کہ صاف شرک تھا

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سجدہ کرنا طرف قبر کے اور اُسکو مسجد قرار دینا موجب لعن ہی کیونکہ یہ طریق یہود تھا شیخ ابن حجر
اس حدیث کی شرح مین لکھتے ہین کہ یہ اُس تقدیر پر ہی کہ نماز ادا کرے طرف قبر کے بنا بر تعظیم کہ وہ بالاتفاق حرام ہی لیکن اتخا
مسجد کا جوار قبر پیغمبر اور انبیا اور صلحا کے اور نماز پڑھنا نزدیک اُسکے نہ بقصد تعظیم قبر و توجہ جانب قبر بلکہ بہ نیت حصول
مدد اُس سے تاکہ ثواب عبادت برکت قرب و مجاورت اُس روح مقدس سے کامل ہو مضائقہ نہین اور ملا علی قاری نے
اس حدیث کی شرح مین لکھا ہی کہ یہود اور نصاری کی ملعونیت دو وجہ سے ہوئی ہی یا اس سبب سے کہ وہ سجدہ کرتے تھے
قبور انبیا کو تعظیما کہ یہ شرک جلی ہی یا وہ لوگ نماز پڑھتے تھے مدافن انبیا مین اور سجدہ کرتے تھے مقابر اور متوجہ جانب قبور ہو
حالت صلوٰۃ مین اور یہ شرک خفی ہی لہذا نہی فرمائی حضرت نے اپنی امت کو اس سے یا بسبب مشابہت اس فعل کے طریقہ یہود سے
یا بسبب تضمن اس فعل کے شرک خفی کو کذا قال بعض الشراح من ائمتنا از انجملہ بخاری اور مسلم نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ
عنہا سے روایت کی ہی کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مرض موت ہوا تو ایک بی بی نے حبش کے عبادتخانہ کی تعریف کی
یعنی اگر حکم ہو تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر پر ویسا ہی بنائین تب حضرت نے تکیہ سے سر اُٹھا کر فرمایا کہ البتہ وہ لوگ
جب اُنمین کوئی نیک بخت آدمی مرتا تھا تو اُسکی قبر پر مسجد بناتے تھے اور اس مسجد مین یہ تصویرین بناتے تھے وہ خدا کے
نزدیک قیامت مین بدترین خلق ہین یہ بات حضرت نے حبش کے نصاری کو فرمائی جنھون نے ماریہ نام معبد بنایا تھا
از انجملہ صحیح مسلم مین عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ حضرت نے فرمایا ای لوگو البتہ پیغمبری کی خوشخبریون سے
اب کچھ باقی نہین رہا سوا سے ٹھیک خواب کے کہ اُسکو مسلمان دیکھے یا اُسکے واسطے کوئی اور مسلمان دیکھے اور مجھکو منع ہوا کہ مین
رکوع اور سجدہ مین قرآن پڑھون سو رکوع مین خدا کی بڑائی بیان کرو یعنی سبحان ربی الاعلی کہو اور سجدہ مین دعا مین
کوشش کرو کہ سزاوار ہی سجدہ سے تمھاری دعا کا قبول ہونا یہ حدیث وقت انتقال پردہ اُٹھا کر فرمائی یعنی وہ علم غیب جو بواسطہ
نبوت حاصل ہوتا تھا اب اُسکا دروازہ بند ہوا کیونکہ میرا انتقال ہوتا ہی میرے بعد کوئی پیغمبر نہین ہان مگر از قسم نبوت
عالم غیب سے علم حاصل ہونیکا طریقہ ٹھیک خواب کا باقی ہی قیامت تک از انجملہ بخاری اور مسلم مین ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے
روایت ہی کہ حضرت صلعم نے فرمایا نہ تقسیم کرینگے میرے وارث سونے کے دینار برابر جو چھوڑ جاؤن مین بعد میرے بیبیون کے خرچ
اور کارندے کی محنت سوا سے صدقہ ہی راہ خدا مین اسی طرح دوسری حدیث صحیحین مین صدیق اکبر اور عمر فاروق اور علی مرتضیٰ
اور عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہم سے روایت ہی کہ حضرت صلعم نے فرمایا ہمارے مال مین میراث نہین جو ہم چھوڑین سو صدقہ ہی
راہ خدا مین یعنی صرف کیا جاوے فقرا اور مساکین پر اسلیے کہ ہم جماعہ فقرا مستحق ہین اور شرط فقر سے یہ ہی نزد ایک صوفیہ کے
کہ وہ مالک نہو کسی چیز کا اور جو کچھ اُسکے ہاتھ مین ہی یا امانت ہی یا وقف و صدقہ اور بعضے کہتے ہین کہ اسلیے آپکا وارث نہین ہوا
کہ نا خوش نہو اُنکے مرنے سے کوئی اُنکے وارثون مین بسبب پانے ترکہ کے اور صاحب اوراق کے نزدیک پیغمبر کا مال اُنکا
جو وارث نہین سو اُسکی حکمت یہ ہی کہ خلق کو معلوم ہو کہ مقصود دنیا لینا نہ پیغمبرون کی صرف خدا ہی کے واسطے تھی

دنیا کا کچھ لگاؤ نہیں یہاں تک کہ اولاد اور وارثوں کو بھی اُنکا حصہ نہیں ملتا پوشیدہ نہ رہے کہ انبیا علیہم السلام کے
مال میں بموجب فریقین کے طور پر میراث نہیں اہل سنت کے طور پر وہ حدیث جو مذکور ہوئی کہ لا نورث ما ترکنا صدقہ
اور امامیہ کے طور پر وہ حدیث جو کلینی میں امام جعفر صادق سے مروی ہے کہ ان الانبیاء لم یورثوا درہما ولا دینارا
و انما ورثوا من احادیثہم فمن اخذ بشئی منہا فقد اخذ حظا وافرا یعنی نبیوں کا کوئی وارث نہیں ہوتا نہ درہم میں
نہ دینار میں ہاں انکے وارث ہوتے ہیں لوگ حدیثوں میں یعنی علم میں پس جسنے حاصل کی تھوڑی سی حدیث
پس گویا جسنے حاصل کیا بڑا حصہ نیکی کا اور کلینی کے شارح نے فرمایا کہ انبیا علیہم السلام جس چیز کو چھوڑ دیں اگرچہ وہ
ترکہ ہو پر اسمیں ترکے کا حکم نہیں اور جو حضرت فاطمہ علیہا السلام نے حضرت صدیق اکبر سے حصہ مانگا سو اس حدیث سے
اطلاع نہ تھی اور جب مطلع ہوئیں خاموش ہو رہیں اگر کوئی بہ التماس حضرت صدیق اکبر پر کچھ طعن کرے تو وہ بھی خیال کرے
کہ حضرت صدیق اکبر راوی حدیث شریف کے تنہا نہیں بلکہ اور بھی راوی اسکے ہیں ورا سکے حضرت
صدیق اکبر نے حضرت جناب فاطمہ سے یہ بات نہیں کہی بلکہ ازواج مطہرات سے بھی یہی فرمایا تھی چنانچہ حضرت عائشہ فرماتی ہیں
کہ جب رسول اللہ صلعم نے وفات پائی تو بیبیوں نے ارادہ کیا کہ عثمان کو ابو بکر کے پاس بطلب میراث بھیجیں سو میں نے کہا
الیس قال رسول اللہ لا نورث ما ترکنا صدقہ رواہ الشیخان اور ... میراث کا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے نہیں دیا
بلکہ بڑے بڑے صحابہ کو بلایا سب نے کہا کہ بیشک حضرت صلعم سے ایسا ہی سنا ہے اور یہ حدیث اول میں یہ بیان اور کار ... خرچ کا
تو کہہ یہ سو حاصل اسکا یہ ہے کہ جو حضرت کے پاس کچھ زمین مدینہ اور فدک اور خیبر میں تھی اور حضرت کا معمول تھا کہ اسکے حاصلات سے
اپنی بیبیوں کو سال بھر کا خرچ دیکر جو باقی رہتا تھا اسکو مصارف مسلمانوں میں خرچ کیا کرتے تھے اسپر فرمایا کہ میرے
وارث نوا کہ دینار ہا ہی کچھ نہ بانٹیں ... دینار بانٹنا ... کہ تقسیم کریں پس یہ اختیار ہی حقیقتہ اور
احتمال یہ بھی ہے کہ انتہا یہ ہے صورت میں اور یہ ہی معنوں میں یعنی نہ تقسیم کریں وارث میرے دینا پھر بیان کیا سبب علت اسکی
بطور استیناف باقی رہے یہ ہیں سوائے خرچ زوجات کا نفقہ ... صدقہ ہے اور زوجات مطہرات حکم عدت والی
عورتوں میں تھیں اسلیے کہ جائز نہ تھا انکو نکاح کرنا بعد حضرت صلعم کے ... واسطے جاری ہوا انکے لیے نفقہ اور
عامل سے مراد وہ ہیں جو حضرت صلعم کے بعد خلیفہ ہوئے پس وہ بھی خرچ لیا کریں کہ اپنے مصارف میں اور یہ وہی ہیں مستحقین کہ
جنپر حضرت صلعم صرف کرتے تھے اور آنحضرت لیتے تھے نفقہ اپنے اہل کا ... کہ تنہا حضرت کے لیے اموال سے نضیر
اور فدک سے اور باقی صرف کرتے تھے مسلمانوں کے مصالح میں لیکن اور کسی کے لیے یہ درست نہیں تھا پھر ان اموال کے
متولی ہوئے ابو بکر انھوں نے اسی طرح رکھا اور عمر رضی اللہ عنہ نے تولیت اسکی حضرت عباس و علی کو تفویض فرمائی جب
انمیں نزاع ہوئی اور انھوں نے تقسیم کی درخواست کی تقسیم نہ کیا مگر بدستور ... تولیت اسکی سپرد اہل بیت رہی جب کہ نوبت
خلافت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی آئی تو یہ حضرت بسبب اپنے مال کے بے پرواہ تھے انھوں نے مروان وغیرہ اپنے اقاربا کی

جاگیر کر دی اُن مروانیون کے ظلم سے اہل استحقاق کا حق نہ ملا اور وہ قابض رہے ہمیشہ یہان تک کہ عمر ابن عبد العزیز نے [illegible] اُنکے
ایک طور سابق پہلے مصارف مین کر دیا اصل حقیقت قضیہ فدک کی یہ تھی جو بیان ہوئی اور باقی جھگڑے ہین ازآنجملہ بخاری مسلم مین
ابو سعید خدری رض سے روایت ہو کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ سب آدمیون مین [illegible] احسان کرنے والا ساتھ
دینے والا اور مال کے خرچ کرتے ہین ابو بکر ہو اور اگر مین اپنے رب کے سوا [illegible] دوست [illegible] تو ابو بکر کو [illegible]
کرتا لیکن اسلام کی برادری اور محبت ہماری اُسکے درمیان ہو [illegible] طرف سے [illegible] دروازہ [illegible] ابو بکر کا دروازہ
کھلا رہے یہ حدیث حضرت نے اپنی وفات کے قریب فرمائی اور جتنے دروازے اصحاب کے [illegible] نکلے تھے سب بند کر دیا صرف
صدیق اکبر کا دروازہ کھلا رکھا حافظ ابن حجر شرح صحیح بخاری مین فرماتے ہین [illegible] حدیث [illegible] طریق
متعددہ آئی ہین ازآنجملہ حدیث سعد ابن ابی وقاص کہ کہا انحضرت صلعم [illegible] دروازون کا [illegible] مسجد کے
مگر دروازہ علی مرتضی کا کھلا رکھا روایت احمد و النسائی ازآنجملہ روایت کی طبرانی نے اوسط مین [illegible]
یا رسول اللہ حکم کیا آپ نے سب اصحاب کے دروازے بند کرنے کا اور کھلا رکھنے دروازہ علی کا [illegible] ابن حجر
فرماتے ہین کہ ہر ایک حدیث اس قسم کی لائق صحت ہو اور ابن جوزی نے [illegible] کا کیا ہو وہ قول [illegible]
حدیث شان ابی بکر اور ان احادیث مین نہین ہو کیونکہ حکم کھلا رکھنے دروازہ علی مرتضی کا وقت [illegible] مسجد کے تھے
دروازہ مسجد کی طرف اور جاتے تھے اور نکلتے تھے اسمین سے [illegible] انحضرت نے فرمایا [illegible]
مسجد مین کوئی جنب مگر مین اور تو اور جنکی نہ کرنے کھڑکیون [illegible] کھڑکی ابی بکر کے آخر عمر مین تھا [illegible]
دالان تھے اور دلیل اس قول کی یہ ہو کہ جب کھلے رہنے دروازہ علی مرتضی کا حکم دیا [illegible]
انکو [illegible] یا رسول اللہ باہر نکال [illegible] کو فرمایا [illegible] حکم
کیا گیا مین اس بات [illegible] اختیار نہین [illegible] انہوں نے [illegible]
کذا فی الشرح المشکوۃ بالجملہ اس حدیث سے فضیلت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی سب اصحاب پر ثابت ہوتی ہو تفصیل و بیان
ازواج مطہرات حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اول خدیجۃ الکبری [illegible] عبد العزی [illegible] کلاب اور
والدہ انکی فاطمہ بنت زائدہ عامریہ اور کنیت ام ہند تھی ایام [illegible] انکو طاہرہ [illegible] عتیق ابن عائذ مخزومی کے
نکاح مین تھین [illegible] ایک بیٹا ہوا اور ایک بیٹی اور بعض کے نزدیک [illegible] ابی ہالہ [illegible] فاطمہ
صرف ایک بیٹی لکھی ہو بعد اسکے ابو ہالہ نباش بن زرارہ تمیمی کے نکاح مین آئین [illegible] ایک بیٹی مسماۃ
ہند پیدا ہوئی جب بعد ہ مراجعت رسول الثقلین صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح کیا اس [illegible] خدیجۃ الکبری چالیس برس کی تھی
اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پچیس برس کی انھین سے اولاد ہوئی [illegible] بی بی سے نہین وفات انکی [illegible] رمضان سال دہم
بعثت مین قبل ہجرت کے واقع ہوئی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بنفس نفیس [illegible] انکو قبر مین رکھا اور دعا فرمائی کیونکہ اسوقت تک

[illegible]

شمار جنازہ فرض نہ ہوئی تھی اور مزار شریف مقبرۂ حجون مین واقع ہی عمر پینسٹھ برس ہوئی فضائل و مناقب انکے اکثر کتب حدیث مین
مذکور ہین مؤلف نے بعض انمین سے اس کتاب مین بیان کیے ہین اور بعض خصائص اس مقام پر بھی لکھتا ہون اول یہ کہ جبتک
حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا زندہ رہین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسری عورت سے نکاح نہین کیا دوسرے حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم خدیجۃ الکبریٰ کے پاس بکر پہونچے یعنی صحبت عورت سے آشنا نہ تھے تیسرے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو افضل
نساء امت فرمایا ہی جسطرح عائشہ صدیقہ کو فرمایا ہی اسی سبب علما کو اختلاف ہی بعض خدیجہ کو افضل کہتے ہین اور بعضے عائشہ کو
اور بعضے توقف کرتے ہین مگر صحیح المحافل مین ہی کہ اہل تحقیق کے نزدیک خدیجہ افضل ہین مگر فاطمہ بضعۃ الرسول سب سے
افضل ہین چوتھے جبرئیل علیہ السلام نے سلام رب العالمین کا بواسطہ سید المرسلین خدیجہ کو پہونچایا پانچوین جبتک خدیجہ زندہ رہین
حضرت کو آزردہ نہین کیا چھٹوین سب اولاد آنجناب انھین سے ہوئی مگر ابراہیم کہ ماریہ قبطیہ سے ہوئے ساتوین جب خدیجہ بیمار ہوئین
اور وقت سکرات موت آگیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم انکی بالین پر رونق افروز تھے اور فرماتے تھے کہ تمھارا کرب اضطراب مجھکو مکروہ
معلوم ہوتا ہی اور موافقت تمھاری مشکل نظر آتی ہی اے خدیجہ تمکو بشارت دیتا ہون کہ تو بہشت مین بھی میرے نکاح مین ہوگی اور مریم
اور آسیہ و کلثم خواہر موسیٰ وہ تینون بیبیان بھی میرے نکاح مین ہونگی خدیجہ بولین کہ آپکو مبارک ہو اور انتقال بجنت فرما گئین انا للہ
و انا الیہ راجعون دوسرے ام الاسود بنت زمعہ ابن قیس بن عبد شمس بن عبد ود بن مالک ابن حسل بن عامر بن لوی بن غالب القرشی
والدہ انکی شموس بنت قیس ابن عمرو بن زید بن لبید بن خداش تھین اول سکران بن عامر اپنے چچیرے بھائی کے نکاح مین تھین انکی
اول اسلام لایا اور مع سودہ اسلام حبشہ کا ہجرت کیا وہان چند برس رہا اور اسی حال مین مکے مین آکر مرگیا کہ سودہ بیوہ ہوگئین
ایک بیٹا ان سے عبد الرحمن سکران سے تھا سو جنگ جلولا مین کہ ایک قریہ قریب فارس سے ہی عہد خلافت حضرت فاروق اعظم مین
شہید ہوا اسد الغابہ مین ہی کہ جب حضرت سودہ مع اپنے شوہر کے حبش سے مکے مین آئین تو خواب دیکھا کہ حضرت صلعم میری
طرف آئے اور اپنا پیر میری گردن پر رکھے ہین جب بیدار ہوئین تو یہ خواب اپنے شوہر سے کہا اسنے تعبیر کی کہ اگر تیرا خواب سچا ہی
تو مین مرونگا اور محمد تیرے ساتھ نکاح کرینگے دوسری بار پھر خواب دیکھا کہ مین تکیہ لگائے بیٹھی ہون اور ماہتاب آسمان سے آکر مجھپر گرا
جب بیدار ہوئین تو یہ خواب بھی اپنے شوہر سے کہا اسنے کہا اگر خواب سچ ہی تو مین مرجاؤنگا تو اور شوہر کریگی بعد اسکے سکران بیمار ہوا
اور چند روز کے بعد مرگیا کہ سودہ بیوہ ہوگئین اور بعد وفات حضرت خدیجہ کے حضرت صلعم نے خولہ بنت حکیم زوجہ عثمان ابن مظعون کی
معرفت پیغام نکاح بھیجا سودہ نے اپنے باپ سے اذن لیکر قبول کیا کہ سال دہم نبوت مین حضرت صلعم نے چار سو درہم مہر
معین کرکے نکاح کیا اہل تحقیق نے نکاح سودہ قبل نکاح عائشہ بیان کیا ہی اسی طرح زفاف سودہ قبل زفاف عائشہ لکھا ہی
مگر اسمین خلاف نہین ہی کہ ایک ہی سال و ماہ مین یعنی شوال سال دہم نبوت مین دونون سے نکاح کیا ہی اور چونکہ عمر سودہ کی
زیادہ تھی اسی سبب سے آنحضرت نے سال ہشتم ہجرت مین طلاق دینی یا ارادہ طلاق فرمایا سو رات کے وقت سودہ سر راہ
آنحضرت صلعم کے بیٹھین جس وقت آنحضرت عائشہ کے گھر جانے لگے تو کہنے لگین یا رسول اللہ مجھکو طلاق نہ دیجیے اور مین مرد کی

خواہش نہین رکھتی ہون مگر یہ چاہتی ہون کہ بروز قیامت آپ کے ازواج مین اٹھائی جاؤن اور مین اپنی نوبت آپکی محبوبہ عائشہ کو بخشے دیتی ہون حضرت صلعم نے درخواست سودہ منظور فرمائی اور بقول صحیح طلاق نہین دی یا رجعت فرمائی انھین کے قصے مین کریمہ وان امرأۃ خافت من بعلہا نشوزا او اعراضا نازل ہوئی اور انکے فضائل مین منہ یہ ہوئی وفات انکی آخر خلافت حضرت عمر رضی اللہ عنہ مین واقع ہو جنت البقیع مین مدفون ہین اور مواہب لدنیہ مین لکھا ہے کہ سال چون ہجری سلطنت معاویہ ابن ابی سفیان وفات ہوئی اور بہجۃ المحافل مین سال پنجاہ و پنج ہجری مین لکھی ہے روضۃ الاحباب مین ہے کہ حضرت سودہ سے ایک حدیث بخاری مین روی ہے اور چار سنن اربعہ مین بعضے کہتے ہین کہ اسماء بنت عمیس نے اول نعش انھین کے واسطے بنائی تھی اور بعضے کہتے ہین کہ نعش اسلئے زینب بنت جحش کے بنائی گئی تھی مگر صحیح یہ ہے کہ اول نعش حضرت فاطمہ کے واسطے ترتیب دی گئی تھی اور وفات فاطمہ علیہا السلام مقدم ہے کہتے ہین کہ حضرت سودہ رضی اللہ عنہا طویل القامت و جسیم وضخیم تھین تیسری حضرت عائشہ صدیقہ بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہما مان انکی ام رومان بنت عمر ابن العامر تھین اور کنیت ام عبد اللہ مراد عبد اللہ سے عبد اللہ ابن زبیر ہمشیرہ زادہ عائشہ صدیقہ ہین کہ انکو حضرت صدیقہ نے متبنی کیا تھا قصہ انکے نکاح کا یون ہوا کہ بعد وفات خدیجہ خولہ نے حضرت سے کہا کہ آپ نکاح کیون نہین فرماتے اگر باکرہ درکار ہو تو عائشہ بنت صدیق اکبر ہے اور ثیبہ کی خواہش ہو تو سودہ بنت زمعہ موجود ہے حضرت نے فرمایا دونون سے پیغام کر سو بروایت صحیح اول خولہ سودہ کے پاس گئین انھون نے قبول کر لیا پھر صدیق اکبر کے پاس گئین اور پیغام کہا انکو یہ دغدغہ ہوا کہ مین نے حضرت سے عقد مواخات باندھی ہے میری بیٹی سے حضرت کسطرح نکاح کرینگے یہ خبر حضرت نے سنی اور فرمایا کہ اخوت نسبتی ضروری سو جب حرمت ہے نہ اخوت اسلامیہ خولہ نے صدیق اکبر سے کہا صدیق اکبر نے کہا کہ تو اندک توقف کر مین آتا ہون اور وجہ اسکی یہ ہوئی کہ مطعم ابن عدی نے اپنے بیٹے جبیر کے واسطے عائشہ کو چاہا تھا سو حضرت صدیق اکبر اسکے گھر گئے اسنے از خود کہا کہ اے ابو بکر اپنی بیٹی دیکر میرے بیٹے کو دین آبائی سے پھیرا چاہتا ہے یہ ہرگز نہوگا پھر صدیق اکبر نے اسکے بیٹے سے کہا اسنے بھی وہی جواب دیا صدیق اکبر نے غنیمت سمجھا اور جلدی سے اپنے گھر آئے اور خولہ سے فرمایا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم غریب خانہ پر دلق فرمائین مجھکو منظور ہے چنانچہ آنحضرت تشریف لائے اور نکاح کیا پانسو درہم مہر قرار پایا کہ اسی وقت حضرت نے قرض لیکر تسلیم کیے اسوقت عمر حضرت عائشہ کی چھ برس کی تھی اور صحیح یہ ہے کہ مہر ساڑھے بارہ اوقیہ تھا کہ صدیق اکبر نے حضرت صلعم کی طرف سے ادا کیا کذا فی بہجۃ المحافل اور زفاف عائشہ صدیقہ سال اول و بقولے سال دوم ہجرت مدینہ منورہ مین بعمر نو برس کے واقع ہوا اور اٹھارہ برس کی تھین جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی عمر تریسٹھ یا چھیاسٹھ برس کی ہوئی اور شب سہ شنبہ سترھوین رمضان المبارک سال پنجاہ و ہشتم ہجری مین وفات ہوئی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نماز جنازہ پڑھی اور محمد بن قاسم ابن ابی بکر و عبد اللہ بن عبد الرحمن بن ابی بکر نے قبر مین رکھا اور جنت البقیع مین رات کے وقت دفن کیا انکے سوا کوئی عورت باکرہ آنحضرت کے نکاح مین نہین آئی انکو اجلہ فقہا مین شمار کرتے ہین اور بڑی [illegible]

بعض سلف سے منقول ہی کہ چہارم حصہ احکام شرع کے انسے معلوم ہوئے ہین عروہ ابن زبیر کہتے ہین کہ مین نے عائشہ سے زیادہ
کسی کو عالم معانی قرآن و حافظ احکام حلال و حرام و ماہر شعر عرب و علم انساب نہین دیکھا کتب صحاح مین دو ہزار دو سو دس [۲۲۱۰] حدیثین
آنجناب سے مروی ہین ازانجملہ متفق علیہ ایکسو چوہتر [۱۷۴] اور مفرد بخاری چوّن اور مفرد مسلم اڑسٹھ ہین و باقی اور کتابون مین ہین اور
صحیح ہی کہ حضرت صلعم سے کسی نے سوال کیا کہ دوست ترین مردم آپکے نزدیک کون ہی فرمایا عائشہ پھر سوال کیا مردون سے
کون زیادہ دوست ہی فرمایا اُسی کا باپ اور انس ابن مالک فرماتے ہین کہ اول دوستی جو دار اسلام مین ظاہر ہوئی وہ دوستی
پیغمبر خدا کی تھی عائشہ صدیقہ سے بخاری اور مسلم مین حضرت عائشہ سے روایت ہی کہ حضرت نے فرمایا اے عائشہ جبرئیل ہین تجھکو
سلام کرتے ہین اور پورا قصہ یون ہی کہ مین نے کہا وعلیہ السلام ورحمۃ اللہ یعنی جبرئیل کو سلام اور خدا کی رحمت یا رسول اللہ
جو آپ دیکھتے ہین وہ مین نہین دیکھتی اس حدیث سے بڑی فضیلت حضرت عائشہ کی ثابت ہوئی اور معلوم ہوا کہ کسیکی طرف سے دوسرے کو
سلام پہونچانا مستحب ہی اور سلام کا جواب زیادہ کرکے دینا افضل ہی بخاری مین ہی کہ اصحاب باصفا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی
نوبت مین ہدایا و تحفے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے بھیجتے تھے تاکہ حضرت خوش ہون ایک روز ازواج مطہرات نے ام سلمہ سے
کہا کہ تم حضرت سے کہو کہ حضرت یارون سے کہدین کہ ہم کسی بی بی کے پاس ہون اور تمکو تحفہ بھیجنا ہو بھیجدیا کرو عائشہ صدیقہ
کی کیا خصوصیت ہی ام سلمہ نے حضرت سے التماس کیا حضرت نے فرمایا مجھکو عائشہ کے مقدمے مین رنج نہ دو سوا عائشہ کے کسی بی بی کے
پاس مجھے وحی نہین آتی ام سلمہ نے کہا یا رسول اللہ آپ کے رنج دینے سے توبہ کرتی ہون پھر حضرت کی بیبیون نے حضرت فاطمہ
علیہا السلام کو حضرت کے پاس بھیجا انھون نے حضرت سے کہا حضرت نے فرمایا اے بیٹی تو کیا نہ چاہیگی جسکو مین چاہتا ہون حضرت
فاطمہ نے کہا واللہ مین اُسکو ضرور چاہونگی جسکو آپ چاہتے ہین حضرت صلعم نے فرمایا کہ تو عائشہ سے محبت رکھ پھر حضرت فاطمہ
رخصت ہوئین اور بیبیون نے زینب کو جو حضرت کی پھوپھی کی بیٹی اور بی بی بھی تھین انکو حضرت کے پاس بھیجا کہ حضرت زینب نے
سخت سست باتین کہین اور کہا یا رسول اللہ آپ کی بیبیان عائشہ کے مقدمے مین عدل و انصاف چاہتی ہین مگر حضرت
عائشہ صدیقہ نے ابتک کچھ جواب نہین دیا حضرت کی طرف دیکھتی جاتی تھین کہ شاید حضرت کچھ جواب دین جب حضرت عائشہ نے
دیکھا کہ آنجناب چپ ہین ناچار زینب کو جواب دینے شروع کیے اور اُنکو جواب مین بند کیا تب حضرت صلعم نے فرمایا کہ عائشہ
ابوبکر کی بیٹی ہی ایسی ویسی نہین جو دبک کے جواب ہی نہ دے سکے یعنی جیسا اُسکا باپ خوش تقریر دانا ہی ویسی ہی وہ بھی
دانا و خوش تقریر ہی اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سب بیبیون سے حضرت صلعم صدیقہ کو بہت دوست رکھتے تھے تو جسنے حضرت
عائشہ کو برا کہا اور اُنسے عداوت رکھی اُسنے بیشک حضرت کو رنج دیا اسی طرح فضائل و محامد اُنکے حد بیان سے خارج ہین اور
کچھ شبہہ نہین کہ محبوبۂ رسول مقبول تھین اور تفضیل مدارج مین ہی چوتھی حفصہ بنت عمر رض ابن خطاب قرشیہ عدویہ مان انکی
زینب بنت مظعون ابن حبیب بن وہب بن حذافہ تھین اول خنیس ابن حذافہ سہمی بدری کے نکاح مین تھین بعد واقعہ
بدر یا بعد غزوۂ احد خنیس نے وفات پائی تو بعد انقضائے عدت سال سوم یا سال دوم ہجرت مین حضرت صلعم نے نکاح کیا

عـــہ ازواج مطہرات دو گروہ تھے ایک گروہ عائشہ و حفصہ و سودہ و صفیہ کا دوسرا ام سلمہ وغیرہ کا ۱۲ منہ

عـــہ خنیس بضم الخاء المعجمہ و فتح النون و سکون الیاء ... قرشی سہمی بدری ہین ۱۲ منہ

ولادت حفصہ پانچ برس پیشتر بعثت رسول اللہ سے ہوئی وسن وفات پینتالیس ہجری ہی ہین بعہد سلطنت معاویہ ابن ابی سفیان مین
وفات پائی مروان نے نماز جنازہ پڑھی عبداللہ وعاصم دونون بھائیون حفصہ نے بشرکت سالم اپنے برادرزادہ کے قبر مین رکھا جنت البقیع مین
مزار شریف واقع ہے مروان کی نماز پڑھنے کا سبب یہ تھا کہ وہ ان دنون جانب معاویہ ابن ابی سفیان سے حاکم مدینہ تھا مروی احادیث حفصہ
ساٹھ حدیثین ہین منجملہ متفق علیہ چار و فرد مسلم چھ اور باقی اور کتب مین ہین روایت ہے کہ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے مزاج مین تیزی غصہ بہت تھا
یہان تک کہ حضرت صلعم نے چاہا تھا کہ طلاق دین ولیکن طلاق دی تھی جب عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ نے سنا تو انکو بہت رنج ہوا
سو حضرت جبرئیل علیہ السلام بامر رب العالمین فرمان وحی لائے کہ حفصہ گو روزہ دار ہے یہ عورت بہشت مین بھی تمہاری
بی بی ہوگی اسی وقت حضرت نے رجوع فرمائی خواہ ارادہ طلاق فسخ کیا یہ منقبت فضائل حفصہ مین شمار کی گئی پانچوین زینب بنت خزیمہ
ابن الحارث ابن عبداللہ ابن عمر ابن عبد مناف ابن ہلال ابن عامر ابن صعصعہ جو خواہر مادری میمونہ اول الطفیل ابن حارث ابن عبدالمطلب کے نکاح مین
تھین جب اسنے طلاق دی تو عبیدہ ابن حارث انکے بھائی نے نکاح کیا جب وہ غزوہ بدر مین شہید ہوے تب بعد انقضائے عدت
وفات حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح کیا اور صاحب مواہب لدنیہ مین لکھا ہے کہ عبداللہ ابن جحش اسدی کے نکاح مین تھین
جب وہ غزوہ احد مین شہید ہوے تب حضرت صلعم نے نکاح کیا اور صحیح کنیت انکی بسبب کثرت اطعام مساکین ام المساکین تھی
بعد نکاح دو مہینے یا تین یا چھ یا آٹھ زندہ رہین اور صحیح یہ ہے کہ ماہ ربیع الثانی سال چہارم ہجری مین وفات پائی اور ماہ رمضان
سال سوم ہجرت مین نکاح ہوا تھا اور بقیع مین مدفون ہین اور بقیع ایک قبہ ہے جسکو قبہ ازواج بولتے ہین چھٹوین ام سلمہ
قدیم الاسلام مہاجرہ حبشہ بنت ابی امیہ سہیل ابن المغیرہ مخزومیہ نام انکا ہند تھا اور مادر انکی عاتکہ بنت عامر علی قول صاحب الصفوہ
والمواہب لیکن عاتکہ بنت عبدالمطلب فیہ نظر اول ابو سلمہ عبداللہ ابن عبدالاسد ابن عبد یالیل کے نکاح مین تھین انسے عمر و سلمہ و زینب
و درہ پیدا ہوے جب ابو سلمہ غزوہ احد مین مجروح ہوکر بباعث اسی جراحت کسی سریہ مین فوت ہوے تو ابوبکر نے پیغام نکاح کیا ام سلمہ نے
انکار کیا پھر حاطب ابن ابی بلتعہ نے حضرت کا پیغام کہا اور تیسیر الوصول مین ہے کہ عمر ابن خطاب حضرت کا پیغام لائے ام سلمہ نے کہا مرحبا
برسول اللہ لیکن مین عورت بوڑھی ہون اور لڑکے یتیم رکھتی ہون اور میرے مزاج مین غیرت بھی بہت ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
عورتین جمع کرتے ہین اور میرے اولیا حاضر نہین یہ حال سنکر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس جلوہ فرما ہوے
اور ارشاد کیا کہ مین عمر مین تجھسے زیادہ ہون اور خدا اور رسول یتیمون کا کفیل ہے اور غیرت کو اللہ دفع کریگا اور موجودگی اولیا ضرور نہین
کوئی ایسا نہین کہ میرے باب مین انکار کرے تب ام سلمہ نے عمر اپنے بیٹے نابالغ سے کہا میرا نکاح رسول اللہ صلعم سے کر اسنے نکاح کر دیا
کہ حضرت صلعم نے زینب کے گھر مین انکو لاکر رکھا کیونکہ انکی وفات ہو چکی تھی اور گھر خالی تھا یہ معاملہ ماہ شوال سال چہارم ہجری مین واقع ہوا
مرویات انکی کتب حدیث مین تین سو اٹھتر ہین انمین منجملہ متفق علیہ تیرہ اور فرد بخاری تین حدیثین اور فرد مسلم تیرہ اور باقی اور کتابون
مین ہین کذا فی روضۃ الاحباب اور وفات انکی مواہب لدنیہ مین سال انسٹھ ہجری مین لکھی اور جمہرۃ المحافل مین سال اکسٹھ ہجری مین
لکھی ہے نماز جنازہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے پڑھی جنت البقیع مدفون ہین عمر انکی چوراسی برس کی ہوئی اور یہ روایت مشہورہ

ام سلمہ آخرین ازواج رسول اللہ میں وفات میں مگر بعضے میمونہ کو قرار دیتے ہیں اور صحیح یہ ہے کہ بعد شہادت امام حسین علیہ السلام کے
ام سلمہ نے وفات پائی ہے ساتوین زینب بنت جحش اسدیہ اور والدہ انکی امیمہ بنت عبد المطلب یعنی حضرت صلعم کی پھوپھی کی بیٹی
تھیں اول انکا نام برہ تھا سو حضرت صلعم نے دیکھا کہ یہ نام مشعر تزکیہ نفس پر ہے اور کریمہ لا تزکوا انفسکم کے خلاف ہے اسلیئے زینب نام رکھدیا
اول نکاح انکا زید ابن حارثہ سے ہوا اور جب زید نے طلاق دی تو حضرت صلعم نے انکا نکاح کیا روایت ہے کہ جب حضرت صلعم نے زینب کے ساتھ
زید کا نکاح کرنا چاہا تو خود زینب اور عبد اللہ برادر زینب نے بسبب شرافت نسب کے یہ نہ چاہا اور ناراضی اور حسب نسب پر فخر کر کے انکار کیا تو حضرت صلعم
فرمایا وما کان لمومن ولا مومنۃ اذا قضی اللہ ورسولہ امرا ان یکون لہم الخیرۃ من امرہم ومن یعص اللہ ورسولہ فقد ضل ضلالا مبینا یعنی
کام نہیں کسی ایمان دار مرد یا عورت کا جب ٹھہرا دے اللہ اور اسکا رسول کچھ کام کہ انکو رہے اختیار اپنے کام کا اور جو کوئی بے حکم
چلا اللہ اور اسکے رسول کے سو راہ بھولا صریح بھول کر یہ سنکر زینب و عبد اللہ راضی ہوئے کہ حضرت صلعم نے انکا نکاح کر دیا اور معالم میں ہے
کہ حضرت نے دس دینار اور ساٹھ درہم اور ایک اوڑھنی اور ایک کرتہ اور ایک لنگ اور ایک چادر اور پچاس مد گیہوں اور
تیس صاع خرمے نفقہ کے زینب کے پاس بھجوائے بالجملہ زینب زید کے گھر میں رہنے لگیں مگر زید انکی نظر میں حقیر و کم رتبہ لگتے آپس میں
باہم لڑائی ہوا کرتی اور موافقت مزاجی نہوتی اور زید ہمیشہ حضرت صلعم سے شکوہ کیا کرتے اور عرض کرتے کہ میں زینب کو
چھوڑ دیتا ہوں مگر حضرت صلعم منع فرماتے اور کہتے کہ میری خاطر سے اسنے تجھکو قبول کیا ہے اب چھوڑ دینا دوسری ذلت ہے
لیکن جب اسکو بہت زمانہ گذرا اور بار بار یہ قضیہ ہوا تو حضرت صلعم کے دل میں آیا کہ اگر زید چھوڑیگا تو زینب کی دلجوئی بغیر اسکے نہیں
کہ میں نکاح کروں لیکن منافقوں کی بدگوئی سے اندیشہ ہے کہ یہ لوگ کہینگے اپنے بیٹے کی جورو گھر میں رکھی حالانکہ لے پالک بیٹا کسی حکم میں بیٹے کا
کسی امر میں نہیں ہے اور اللہ جل شانہ نے حضرت کو ایک سال پیشتر ہی آگاہ کر دیا تھا کہ زینب تمہاری بی بی ہوگی آخر کار ایک دن زید نے آ کر کہا
یا حضرت تنگ ہو کر میں نے زینب کو طلاق دی آنجناب خاموش ہو رہے جب عدت کے ایام گذر گئے تو زید ہی کو بھیجا کہ تم جا کر میرے ساتھ نکاح کا
پیغام دو تاکہ معلوم ہو کہ وقوع اس امر کا زید کی رضامندی سے ہوا ہے الغرض زید نے نکاح کا پیغام دیا زینب نے کہا جب تک میں اپنے اللہ سے مشورہ
نہ کر لونگی اسکا جواب نہ دونگی سو زینب نے دو رکعت نماز ادا کر کے دعا مانگی یا الہی تیرا پیغمبر مجھسے نکاح کا پیغام کرتا ہے اگر میں اسکے لائق ہوں تو مجھکو اسکے
نکاح میں دے اللہ تعالی نے سورۂ احزاب میں آیت نازل فرمائی فلما قضی زید منہا وطرا زوجناکہا یعنی پھر جب تمام کر چکا زید اس عورت سے اپنی غرض
ہمنے اسکو تیرے نکاح میں دیا یعنی جب زید نے اسکو چھوڑ دیا تب ہمنے تیرے ساتھ نکاح کر دیا اور جس وقت یہ آیت نازل ہوئی آنحضرت صلعم عائشہ رضی اللہ عنہا کے
گھر میں تھے سو فرمایا کوئی زینب کو مبارکباد پہونچاوے کہ اللہ تعالی نے تیرا نکاح میرے ساتھ کر دیا اسی وقت سلمٰی خادمہ نے
یہ بشارت سراسر سعادت زینب کو پہونچائی انہوں نے سجدۂ شکرانہ ادا کیا اور سلمٰی کو انعام سے سرفراز کیا پھر دو مہینے کے روزے شکریہ کے
رکھے اور بعد نزول آیت حضرت صلعم زینب کے گھر میں تشریف لائے تو زینب نے کہا یا رسول اللہ بلا خطبہ و گواہ نکاح کس طرح ہوا
آنجناب نے فرمایا اللہ المزوج و جبرئیل الشاہد اسی سبب سے زینب بطور افتخار اور بیبیوں سے کہا کرتی تھیں کہ متولی میرے نکاح کا
خدا ہی اور تمہارا متولی اولیا ہیں آنحضرت اللہ ہی کے فرمانے سے نکاح ہو گیا ظاہر میں نکاح کرنے کی حاجت نہوئی جسطرح

اب کوئی مالک اپنی لونڈی و غلام کا نکاح کرے مگر جاننا چاہیے کہ یہ بات از جملہ خصوصیات حضرت صلعم سے ہے اور کسی کو جائز
نہیں ہے کہ بلا مہر و گواہ نکاح کرے یہ معاملہ سال پنجم ماہ ذیقعدہ میں بقول صاحب مواہب لدنیہ واقع ہوا اور سخاوی کے نزدیک
سال چہارم میں بعد اس معاملہ کے زینب رضی اللہ عنہا نے کھانا بہت پکوا کر لوگوں کو کھلایا اور منافقوں نے طعنے دیے کہ محمد نے اپنے
بیٹے کی عورت کو گھر میں ڈال لیا ہے تب یہ آیت نازل ہوئی ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین اور مرویات انکی کتب حدیث
میں گیارہ حدیثیں ہیں دو حدیث متفق علیہ اور باقی اور کتابوں میں عمر ترپن برس کی ہوئی اور بعضوں نے تینتیس بیان کی ہے اور وفات
سال بستم ہجری میں ہوئی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نماز جنازہ ادا فرمائی اور محمد ابن عبد اللہ ابن جحش اور اسامہ ابن زید نے قبر میں رکھا
بقیع میں مدفون ہیں حضرت عائشہ انکی شان میں فرماتی ہیں کہ نہیں تھی کوئی عورت انسے بہتر دین میں اور ڈرنے والی اللہ سے اور
بڑی صادقہ اور بڑی سلوک کرنے والی اپنے ناتے داروں سے اور بہت اللہ دینے والی اور بہت خرچ کرنے والی اپنے نفس کو اس عمل میں جسمیں
ثواب صدقہ کا ہو اور قرب خدا کا حاصل ہو فائدہ پوشیدہ نہ رہے کہ سبب حقیر لگنے زید کا نظر زینب میں اور انکار کرنے عبد اللہ کا تزویج سے
یہ تھا کہ زید ابن حارثہ کو انکی والدہ مسماۃ سعدی بنت ثعلبہ کہ قبیلہ بنی معن بن طی میں سے تھی لیکر واسطے ملاقات اپنی قوم کے نکلی
اور بنی معن نے ایک قوم کو جاہلیت میں لوٹ لیا تھا تو انکا گذر بنی معن پر ہوا تو ان لوگوں نے زید کو اٹھا لیا تھا یہ اندنوں آٹھ برس کے
سو انکو بازار عکاظ میں لاکر بیچا اور حکیم بن حزام بن خویلد نے اپنی پھوپھی خدیجہ کے لیے چار سو درہم کو مول لیا جب حضرت صلعم نے
خدیجہ سے نکاح کیا انھوں نے آنحضرت کو ہبہ کر دیا بعد اسکے انکی خبر انکے اہل کو پہونچی سو حارثہ اور کعب دونوں بھائی مکہ کو آئے اور کچھ
روپیہ دینے لگے حضرت نے زید کو اختیار دیا کہ چاہو یہاں ہو میرے پاس یا اپنے باپ چچا کے ساتھ جاؤ زید نے حضرت کی خدمت میں
رہنا اختیار کیا بسبب اسکے کہ سلوک و احسان حضرت کا اپنے ساتھ دیکھا تھا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم زید کو ہمراہ لیکر اسی وقت حجر کی
طرف تشریف لائے اور فرمایا ای حاضرین گواہ رہو کہ زید میرا بیٹا ہے وارث ہوگا میرا اور میں وارث ہونگا اسکا سو مشہور ہو زید ابن محمد
یہانتک کہ وقت ظہور اسلام آیا اور یہ کریمہ ادعوہم لآبائہم ہو اقسط عند اللہ یعنی پکارو انکو ساتھ نام انکے باپوں کے یہ افضل ہے تب لگے کہنے
لوگ انکو زید ابن حارثہ اور آنحضرت صلعم زید سے دس برس بڑے تھے اور ایک قول کے موافق اول مردوں سے زید ہی اسلام لائے ہیں
بعد اسکے حضرت نے ام ایمن اپنی لونڈی آزاد سے انکا نکاح کر دیا کہ انسے اسامہ پیدا ہوئے پھر نکاح کیا زینب بنت جحش سے تو اس سبب سے
کہ زید غلام تھے زینب کو عار و ننگ تھا اور اس سبب سے زید حقیر نظر آتے تھے انکی نظر میں اور فضائل زید کے بہت ہیں از انجملہ یہ کہ
اللہ تعالی نے قرآن میں کسی صحابی کا نام نہیں لیا مگر زید کا کما قال فلما قضی زید منہا وطرا از انجملہ حضرت نے فرمایا ہے کہ زید محبوب ترین
لوگوں سے ہے میری طرف اور اسامہ بیٹا اسکا بعد اسکے اور روایت کیں حدیثیں انسے اسامہ نے اور بھی اور اصحابوں نے وفات پائی یعنی
شہید ہوئے غزوہ موتہ میں حالت امارت میں عمر پچپن برس کی ہوئی اور وقت وفات سال ہشتم ہجری ماہ جمادی الاول تھا انتھی جویریہ
خزاعیہ مصطلقیہ بیٹی حارث ابن ابی ضرار کی نام انکا بھی برہ تھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جویریہ رکھا اول شافع ابن صفوان مصطلقی
اپنے چچازاد بھائی کے نکاح میں تھیں جب شافع غزوہ مریسیع میں کہ اسکو غزوہ مصطلق بھی بولتے ہیں مارا گیا تو جویریہ [illegible]

فضائل زید

اور قیس ابن شماس اور اُسکے چچیرے بھائی کے حصے مین پڑین اور جویریہ ازبس حسینہ و جمیلہ تھین ایک دن حضرت صلے اللہ
علیہ وسلم حضرت عائشہ کے پاس بیٹھے تھے جویریہ نے حاضر ہو کر کہا یا رسول اللہ مین مسلمان حارث ابن ضرار سردار قوم کی بیٹی ہون اور ثابت
اور اُسکے بھائی نے مجھکو مکاتبہ کر دیا ہے سو آپ بدل کتابت مین میری اعانت فرماوین آنجناب نے بدل کتابت ادا کر کے جویریہ کو آزاد کیا اور
سال ششم ہجری مین اُنسے نکاح فرمایا وفات انکی سال پنجاہ و ششم ہجری مین ہوئی جنت البقیع مین مدفون ہین اور عمر ستر برس کی ہوئی اور
بعضے پینسٹھ برس کی کہتے ہین مرویات انکی سات حدیثین ہین دو بخاری اور دو مسلم مین اور باقی اور کتب مین اور نماز جنازہ مروان حاکم مدینے
نے پڑھائی تھی نوین ام حبیبہ بنت ابی سفیان ابن صخر ابن حرب ان کی ماں صفیہ بنت ابی العاص عمہ عثمان نام انکا اول رملہ تھا اول نکاح عبید اللہ
ابن جحش مین تھین اسی سے حبیبہ بیٹی ہوئی تھی جب عبید اللہ کے ساتھ ہجرت ثانیہ حبشہ کو ہجرت کر گئین تو عبید اللہ نصرانی ہو کر مر گیا اور ام حبیبہ
مسلمان رہین سال ہفتم ہجری مین حضرت صلعم نے عمرو ابن امیہ ضمری کو نجاشی کے پاس بھیجا کہ ام حبیبہ کو نکاح کا پیغام دے اور قبل ورود عمرو
ام حبیبہ نے خواب دیکھا تھا کہ کوئی پکارتا ہے یا ام المومنین ام حبیبہ نے تعبیر کی تھی کہ مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجات مطہرات مین
داخل ہونگی جب عمرو نجاشی کے پاس پہونچے تو نجاشی نے ابرہہ اپنی لونڈی کو ام حبیبہ کے پاس بھیجا وہ نہایت خوش ہوئین اور زیور دست و پا
اپنا اُسکو عنایت کیا اور خالد ابن سعید ابن العاص کو وکیل کیا اور نجاشی نے مجلس آراستہ کی اور جعفر ابن ابی طالب وغیرہ مہاجرین حبشہ کو
جو وہان موجود تھے طلب کر لیا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے خطبۂ نکاح پڑھا اور سو مثقال طلا یا چار ہزار درہم کا مہر مقرر کیا اور
وکیل ام حبیبہ کو عنایت کیے اُسنے ام حبیبہ کے پاس پہونچا دیے ازانجملہ ام حبیبہ نے پچاس مثقال سونا ابرہہ کو بھیجا اور عذر کیا کہ تیری خدمت
جیسے زیادہ نہین ہو سکتی ہے اسی قدر قبول کر ابرہہ نے وہ زیور اور طلا واپس کیا اور کہا کہ میں اسکی خواہش مطلق نہین رکھتی صرف یہی درخواست ہے
کہ جب آپ بارگاہ رسول خدا مین فیض یاب ہون تو میرا اسلام عرض کر کے اطلاع دین کہ مین مسلمان ہون اور شب و روز دل و زبان آپکے درود سے
تر رہتے ہین بعد ازان نجاشی کی مستورات نے اُسکے خوشبوئیان مرتب کر کے ام حبیبہ کو بھیجے بروایت صحیحہ ثابت ہے کہ جب خبر استحکام
سلسلۂ عقد مناکحت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ہوئی تو آنجناب نے شرجیل ابن حسنہ کو جانب حبشہ روانہ کیا تا کہ ام حبیبہ کو لے آئین چنانچہ
وہ گئے اور ام حبیبہ کو لائے اور نجاشی نے جعفر ابن ابی طالب وغیرہ مہاجرین حبشہ کو مع عریضہ و پیراہن و پائجامہ و ایک جفت موزہ سیاہ کے
روانہ کیا اور بعد نزول مدینہ زفاف واقع ہوا بعدہ ام حبیبہ نے ابرہہ کا سلام کہا اور حال مفصل بیان کیا حضرت صلعم نے فرمایا وعلیہا السلام
ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ان دنون عمر ام حبیبہ کی تیس برس کی تھی اور بعضے تیس برس کئی مہینے کی بیان کرتے ہین هذا هو الصحیح اور بعضے کہتے ہین
کہ ام حبیبہ مدینے مین لائے اور عثمان ابن عفان نے حضرت کے ساتھ نکاح کر دیا وفات انکی عہد معاویہ ابن ابی سفیان مین واقع ہوئی
اور مروان نے نماز پڑھی جنت البقیع مین مدفون ہین اور سال چہل و چہار یا چوالیس ہجری تھا اور بعضے وفات انکی شام مین بیان کرتے ہین
لیکن ضعیف مرویات انکی پینسٹھ حدیثین ہین متفق علیہ دو اور فرد مسلم ایک اور تتمہ اور کتب مین بہجۃ المحافل مین ہے کہ متولی نکاح حبشہ مین
عثمان ابن عفان تھے و بقولے خالد ابن سعید ابن العاص و بقولے نجاشی یا [illegible] آنحضرت مین ہے بعد اسکے حضرت صلعم نے دوسری بار
واسطے خوشی خاطر ابی سفیان کے بولایت ابی سفیان تجدید نکاح فرمائی تھی دسوین صفیہ نضیریہ بنت حیی ابن اخطب ابن سعد ابن ثعلبہ

ولاد ہارون علیہ السلام سے تھیں اور ماں انکی ضرہ یا برہ بنت سموال اخت رفاعہ بنت شموال سبط لادی ابن یعقوب اول سلام ابن مشکم کے نکاح میں تھیں پھر کنانہ ابن الحقیق کے پاس رہیں جب وہ خیبر میں قتل لیا گیا تو صفیہ لوٹ میں آئیں او ر دحیہ کلبی کے حصہ میں پڑیں ایک آدمی نے حضرت سے کہا کہ صفیہ سردار بنی قریظہ و نضیر ہیں اسواسطے آنجناب نے سات لونڈیاں دحیہ کلبی کو دیں اور صفیہ کو لیکر آزاد کیا اور اپنے نکاح میں لائے اور مہر اعتاق قرار دیا اور منزل صہبا میں بعد استبرا زفاف واقع ہوا عمر انکی سترہ برس کی تھی اور سال چھتیس یا پچاس ہجری میں وفات پائی جنت البقیع میں مدفون ہیں و بعضے خلافت حضرت فاروق میں وفات ہوئی انھیں نے نماز جنازہ پڑھی مرویات انکی دس حدیثیں ہیں ایک متفق علیہ و تتمہ اور کتبوں میں حضرت صفیہ کے رخسارے پر ایک نیلا داغ حضرت صلعم نے دیکھا تو پوچھا یہ داغ کیسا ہے عرض کیا کہ جب آپ خیبر میں تشریف لائے اور محاصرہ کیا تو میں نے خواب میں دیکھا کہ چاند میری بغل میں آیا ہے میں نے یہ خواب شوہر سے کہا اسنے طمانچہ زور سے مارا کہ رخسارہ نیلا ہو گیا اور کہا کہ تو چاہتی ہے کہ اس بادشاہ کے بغل میں ہو وے گیارھوین میمونہ رضی اللہ عنہا بنت حارث اول نام انکا برہ تھا آنحضرت نے میمونہ رکھا زمان جاہلیت میں زوجہ مسعود ابن عمرو ثقفی تھیں پھر عبد اللہ ابن ابی رہم بضم را و سکون ہا عامری یا حویطب ابن عبد العزی یا فروہ ابن عبد العزی یا عبد یا لیل ابن عمرو کے نکاح میں آئیں جب کہ زوج ثانی مر گیا سال ذی القعدہ ہفتم ہجری میں موضع سرف میں حضرت نے نکاح کیا اور جعفر ابن ابیطالب و عباس ابن عبد المطلب متکفل نکاح ہوئے اس وقت حضرت صلعم واسطے ادائے عمرہ قضا کے تشریف لیے جاتے تھے وقت مراجعت اسی موضع میں زفاف واقع ہوا اور اتفاقات قضا و قدر سے سال پنجاہ یکم میں اسی جگہہ انکی وفات ہوئی لہذا اس مقام کو میمونہ بولتے ہیں نماز جنازہ ابن عباس نے پڑھی اور یزید ابن الاصم عبد اللہ ابن شداد و ابن عباس تین ہمشیرہ زادون نے قبر میں رکھا مرویات انکی چھہتر حدیثیں ہیں سات متفق علیہ اور ایک فرد بخاری اور پانچ فرد مسلم اور باقی اور کتابوں میں پوشیدہ نہ رہے کہ یہ بیبیاں وہ ہیں جنمیں کسی طرح کا اختلاف نہیں بارھوین ریحانہ بنت شمعون کہ بنی نضیر یا بنی قریظہ سے تھیں مگر غزوہ بنی قریظہ میں ہاتھہ آئین اور محرم سال ششم میں حضرت نے آزاد فرما کے اور بارہ اوقیہ مہر معین کرکے نکاح کیا کذا فی القول البدیع اس قول کو واقدی او ر ابن اثیر نے ترجیح دی ہے اور قسطلانی و ابن عبد البر و جمال الدین محدث نے سراری میں لکھا ہے وفات انکی حجۃ الوداع سے وقت رجوع میں ہوئی قبرستان مدینہ میں مدفون ہیں مخفی نہ رہے کہ سوائے ریحانہ و خدیجہ و زینب بنت خزیمہ کے نو بیبیاں جو اور ہیں سو بعد وفات

حضرت صلعم کے زندہ رہی ہیں اور سبکی شان میں اللہ نے فرمایا ہے النبی اولی بالمومنین من انفسہم و ازواجہ امہاتہم اور یہ بھی واضح ہو کہ ثبوت ازواج آنحضرت حرمت نکاح و وجوب اکرام میں ہے نہ جواز نظر و خلوت و وجوب نفقہ و ثبوت میراث میں علامہ بغوی فرماتے ہیں کہ مطہرات رسول اللہ صلعم امہات مومنین ہیں نہ امہات مومنات اور انکی بیٹیاں اور بیٹے اور بھائی اور بہن اور مادر و پدر بطور نسب برادر و خواہر و اخوال و خالات و دادی و دادا نہ بولے جائینگے اور کرمانی شارح صحیح بخاری نے اس باب میں اختلاف بیان کیا ہے کذا فی شرح ورد التقرب و حزب التوسل الی سید الانبیاء و الرسل لمولانا و مقتدانا زبدۃ المحققین مولوی حافظ محمد ولی اللہ الفاطمی الفرخ آبادی تغمدہ اللہ بغفرانہ و اسکنہ بحبوحۃ جنانہ اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ فرماتی تھیں میں مردوں کی ماں ہوں نہ عورتوں کی فائدہ ازواج مطہرات کی قوم سے تھے چھہ قریش سے خدیجہ بنت خویلد و عائشہ بنت ابی بکر و حفصہ بنت عمر بن الخطاب و ام حبیبہ بنت ابی سفیان

وام سلمہؓ بنت ابی امیہ وسودہؓ بنت زمعہ اور چار غیر قریش زینبؓ بنت جحش ومیمونہؓ بنت الحارث ہلالیہ وزینب بنت خزیمہ ام المساکین وجویریہؓ بنت الحارث خزاعیہ اور ایک غیر عربیہ بنی نضیر سے صفیہؓ بنت حیی ابن اخطب اور ایک بنی نضیر یا بنی قریظہ سے ریحانہؓ بنت شمعون خواہ بنت زید بن عمرو اور زوجات کے دو گروہ تھے ایک گروہ عائشہؓ وحفصہؓ وسودہؓ وصفیہؓ کا اور دوسرا گروہ ام سلمہؓ وغیرہا کا اور باہم ازواج کے غیرت اور رشک سے کبھی گاہ گاہ ظاہر ہوجاتا تھا کہ بیان اسکا فائدہ علمی نہیں رکھتا بیان وجاہت اور ہمراہی کے انشاء اللہ لکھا جائیگا مخفی نہ رہے کہ مواہب لدنیہ میں سوائے ازواج مطہرات مذکورۃ الصدر کے بارہ بیبیاں اور بھی لکھی ہیں کہ انسے حضرت صلعم نے خطبہ خواہ نکاح فرمایا اور قبل دخول یا بعد دخول تفریق واقع ہوئی ایک شراف بفتح شین معجمہ وتخفیف را وبنت خلیفہ کلبیہ خواہر دحیہ کلبی کی تھی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عقد کیا اگر شراف نے قبل دخول وفات پائی دوسری خولہ بنت ہذیل ابن ہبیرہ کہ یہ بلا مہر نکاح میں آئی یعنی اپنے نفس کو ہبہ کیا اور قبل دخول اسنے وفات پائی اور بعض اہل تحقیق کے نزدیک وہ عورت جسنے اپنے نفس کو ہبہ کیا میمونہ رضی اللہ عنہا تھیں اور بقولے زینب بنت جحش تھیں وبقولے زینب بنت خزیمہ اور بعض کہتے ہیں ایک عورت بنی عامر سے تھی ام شریک القرشیہ العامریہ کہ نام اسکا غزیہ بضم عین وفتح زا وتشدید یا تحتانیہ بنت عامر بن عوف بن عامر بن لوی تھا اور بعضے کہتے ہیں بنت داود بن عوف تھی اور بعضے سوا اسکے کہتے ہیں تیسری عمرہ بنت یزید ابن الجون بفتح الجیم اور جامع الاصول میں اسکا نام امیمہ کو جونیہ لکھا ہے اور مدارج میں لکھا ہے اسما بنت النعمان بن ابی الجون الکندیۃ الجونیہ اور ابو عمر نے لکھا ہے عمرہ بنت عبید ابن ادس ابن کلاب کلابیہ اور مدارج میں ہے کہ بالاتفاق آنحضرت نے اس عورت سے نکاح کیا ہے اور سبب مفارقت میں اختلاف ہے بعضے کہتے ہیں کہ حضرت صلعم نے اسکو طلب کیا وہ نہ آئی اور بعضے کہتے ہیں کہ اس عورت نے کہا اعوذ باللہ منک چنانچہ جامع الاصول میں حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ بنت الجون حضرت کے پاس آئی اور کہنے لگی اعوذ باللہ منک حضرت نے فرمایا تونے پناہ بزرگ پکڑی اپنے گھر جا کنایہ طلاق کا ہے اور ایک روایت میں ہے کہ ابو اسید سے فرمایا دو کپڑے اسکو دیکر اسکے گھر پہونچا دے اور ایک روایت میں ہے کہ اسامہ سے فرمایا تین کپڑے متعہ کے دیکر رخصت کرو اور بعضوں نے اس عورت کا نام امیمہ اور بعضوں نے امامہ بیان کیا ہے الغرض جسنے اعوذ باللہ منک کہا ہے اسکے نام میں اختلاف کثیر ہے اور یہ بھی اختلاف ہے کہ اسنے اپنی طرف سے کہا یا بسبب رشک اور غیرت کے بعض ازواج رسول اللہ صلعم نے سکھلا دیا چوتھی اسما بنت النعمان کندیہ اسکو حضرت نے قبل دخول طلاق دی ایک روایت میں کلمہ اعوذ باللہ منک اسی کی زبان سے صادر ہوا ہے پانچویں قتیلہ بقاف وتا فوقانیہ بصیغہ تصغیر بنت قیس خواہر اشعث ابن قیس کندی اسکو اشعث نے حضرت صلعم سے عقد کیا اور وہ موجود نہ تھی اور قبل ورود اسکے حضرت صلعم نے وفات پائی ایک روایت میں ہے کہ آنجناب نے وصیت فرمائی تھی کہ یہ عورت مختار ہے چاہے پردہ میں رہ کر امہات مومنین میں داخل ہو اور چاہے جدائی اختیار کرے سو جب وہ آئی تو اسنے جدائی اختیار کی اور عکرمہ ابن ابی جہل کے نکاح میں آئی جب یہ خبر حضرت ابوبکر صدیق کو پہونچی تو آنجناب نے چاہا کہ گھر اسکا جلا دیں حضرت عمر نے کہا یہ عورت امہات المومنین میں داخل نہیں ہے کیونکہ حضرت صلعم نے دخول نہیں فرمایا اور نہ اسکو پردہ میں رکھا اور ایک روایت ہے کہ وہ اپنے بھائی کے ساتھ مرتد ہوگئی چھٹویں سنا بنون یا سبا بباء موحدہ یا اسما بنت الصلت سلمیہ جب حضرت صلعم نے اسکو خواستگاری فرمائی اور خبر اسنے سنی تو خوشی سے مرگئی اور ایک روایت ہے کہ ایک مرد بنی سلیم نے حضرت سے التماس کیا کہ میری بیٹی زیست میں جمال ہے آپ اسکو نکاح میں لائیں حضرت نے

اُسکی خواہش فرمائی یا ارادہ خواستن فرمایا تو اُس مرد نے اُسکی تعریف مین کہا کہ ایک صفت اُسمین یہ ہے کہ ہرگز اُسکو
مرض و زحمت لاحق نہین ہوا ہے حضرت صلعم نے فرمایا کہ مجھکو اُسکی حاجت نہین ہے اس مقام سے نکلا کہ جسکو کبھی مرض یا زحمت
لاحق نہو وہ آدمی اچھا نہین ہے ساتوین لیلی بنت الخطیم بفتح خاء معجمہ وکسر طاء مہملہ اخت قیس اس سے حضرت صلعم نے عقد فرمایا یہ
عورت نہایت غیور تھی سو اسنے فسخ نکاح چاہا حضرت نے منظور کیا اور اُسکو بھیڑیے نے کھا لیا اور بعضون کے نزدیک اُسنے اپنے
نفس کو ہبہ کیا تھا کذا فی المواہب آٹھوین ام شریک غزیہ بغین وزاء معجمہ بصیغہ تصغیر بنت عامر ابن عوف کہ بنی عامر سے تھی
اور بعض کے نزدیک قبیلہ انصار سے اور بقولے قبیلہ اَسد سے تھی اُسسے بھی آنحضرت نے نکاح کیا اور قبل دخول و بقولے بعد دخول
مفارقت فرمائی نوین اسماء بنت کعب کہ پیش از دخول مفارقت فرمائی اور بعضے کہتے ہین اسی نے استعاذہ کیا تھا اور بعضے کہتے ہین
کہ دخول فرمایا اور اُسنے حضرت کے پاس وفات پائی اور قول اول اصح ہے اور بعضے کہتے ہین کہ نکاح نہین کیا صرف خواستگاری فرمائی تھی
کذا فی المدارج والمواہب اور روضۃ الاحباب مین ہے کہ اسکی ران مین سفید داغ تھا لہذا آنجناب نے مفارقت فرمائی دسوین فاطمہ
بنت الضحاک کلابیہ کہ حضرت نے اس سے نکاح فرمایا اور قبل دخول آیہ تخییر نازل ہوئی سو اُسنے دنیا کو اختیار کیا آخرکار
اُسکی یہ نوبت پہونچی کہ استخوان خرما و بر راہ سرگین چُنا کرتی تھی کسی نے پوچھا تو کون ہے اُسنے کہا مین وہ بدبخت ہون جسنے
اختیار کیا دنیا کو خدا اور رسول پر گیارھوین عالیہ بنت ظبیان بن عمرو بن عوف اسکو بھی حضرت نے قبل دخول طلاق دی
بارھوین ایک عورت بنی غفار سے کہ نام اُسکا صحیح معلوم نہین ہوتا اُسکو بھی حضرت صلعم نے قبل دخول طلاق دی اور قسطلانی
فرماتے ہین کہ اس عورت کے بدن مین داغ سفید تھا اور مدارج مین ہے کہ یہ عورت بنی مرہ بن عوف ابن سعد سے تھی اس سے
حضرت نے نکاح کرنا چاہا تو اُسکے باپ نے دروغ کہا کہ اُسکے سفید داغ ہے پھر جب وہ گھر آیا تو اُسکے داغ سفید تھے فائدہ
یہ بارہ بیبیان جنکا ذکر کیا گیا اُنمین سے شرافت اور خولہ قبل دخول حضرت صلعم کے مری ہین اور مسماۃ سنا سے بالاتفاق
نوبت زفاف نہین پہونچی لیکن اسقدر اختلاف ہے کہ وفات پائی یا مطلقہ ہوئی اور مسماۃ ملیکہ مین اختلاف دخول و عدم دخول
اور فوت اور طلاق ہے اور مسماۃ عالیہ کے دخول مین اختلاف ہے اور طلاق مین اتفاق اور ام شریک مین اختلاف ہے اور قتیلہ سے
بالاتفاق دخول نہین فرمایا اور جب حضرت صلعم نے وفات پائی تو یہ زندہ تھی اسی سبب سے بعض کے نزدیک حضرت صلعم نے
دس بیبیان چھوڑی ہین اور مواہب لدنیہ اور مدارج النبوۃ کتب معتبرہ سے واضح ہے کہ چند عورتین اور بھی ہین کہ جنسے
حضرت صلعم نے خطبہ کیا اور نکاح نہین کیا ایک ام ہانی بنت ابیطالب کہ نام انکا فاختہ بروایت صحیحہ تھا کہتے ہین کہ جاہلیت مین
حضرت صلعم نے اور ہبیرہ ابن وہب مخزومی نے اُنکی خواہش کی تو ابیطالب نے ہبیرہ سے عقد کردیا حضرت صلعم نے ابیطالب سے
شکایت کی ابوطالب نے کہا اے پسر برادر مجھسے اور قوم وہب سے مصاہرت واقع ہوئی ہے اور مین نے انکی بیٹی چاہی تھی سو طریقہ کرم
مقتضی ہوا کہ مکافات اُسکی کرون پھر فاختہ کے اولاد ہوئی جعدہ و عمر و یوسف و ہانی تب کنیت اُنکی ام ہانی واقع ہوئی
اور فتح مکہ مین ام ہانی ایمان لائین اور بسبب کفر ہبیرہ کے مفارقت واقع ہوئی اُسوقت حضرت صلعم نے خطبہ کیا ام ہانی نے کہا

واسطے میں جاہلیت میں تمکو دوست رکھتی تھی لیکن اسطرح اسلام میں دوست نہ رکھونگی مجکو تم آنکھون سے زیادہ عزیز ہو مگر میں ایک عورت ہون کہ اولاد یتیم رکھتی ہون مجھکو خوف ہے کہ اگر انکے حال کی رعایت کرونگی تو آپکی خدمت مین قصور ہوگا اور جو آپکی خدمت میں مصروف رہونگی تو انکے حال کی رعایت نہو سکیگی یہ ضائع ہونگے اور مجھکو شرم آتی ہے کہ آپ میرے پاس تشریف لاوین اور ایک لڑکا دودھ پیتا ہوا اور ایک بستر پر تکیہ دیے پڑا ہو حضرت صلعم نے فرمایا کہ عورات قریش بڑی مہربان اولاد ہوتی ہین چنانچہ حضرت صلعم نے عذرات انکے قبول فرماے وفات انکی زمانہ معاویہ ابن ابی سفیان میں ہوئی دوسری خولہ بنت حکیم تیسری حرہ بنت حارث غطفانیہ چوتھی سودہ قرشیہ پانچوین صفیہ بنت بشامہ بفتح بائے موحدہ وتخفیف شین منقوطہ یہ عورت بعض غنایم مین ہاتھ آئی تھی آنحضرت نے فرمایا یہ چاہیے اپنے شوہر کو اختیار کرے اور چاہے مجھے اسنے شوہر کو اختیار کیا چھٹوین ضباعہ بضم ضاد معجمہ وتخفیف موحدہ بعد الالف عین مہملہ مفتوحہ بنت عامر ساتوین امامہ بنت حمزہ ابن عبدالمطلب کہ جب حضرت سے پیغام نکاح ہوا تو آنجناب نے فرمایا کہ یہ میرے بھائی رضاعی کی بیٹی ہے آٹھوین عزہ بنت ابی سفیان اسکو ام حبیبہ ام المومنین نے عرض کیا حضرت صلعم حضرت نے فرمایا کہ تیری زندگی میں یہ مجھپر حرام ہے نوین ایک عورت بنت جندب ابن حمزہ تھی دسوین ایک عورت تھی کہ حضرت نے خطبہ کیا اُسنے کہا مین اپنے باپ سے دریافت کرلوں تو نکاح کرونگی جب اُسکے باپ نے اجازت دی تو حضرت صلعم فرمایا میں نے دوسری عورت کو ہمخانہ کیا ہے اب تیرے ساتھ نکاح نہ کرونگا اور سراری حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بروایتے تین ولقولے چار تھین اول ماریہ بنت شمعون قبطیہ کہ مقوقس قبطی صاحب مصر والی اسکندریہ نے ہدیہ کی تھی سو یہ صاحب جمال سفید پوست تھین مسلمان ہوئین حضرت نے بملک مین تصرف کیا اور اُنسے حضرت کو محبت پیدا ہوئی کہ حضرت عائشہ صدیقہ کو ایک نوع کا رشک پیدا ہوا تھا اُنھین سے ابراہیم پیدا ہوئے اور ایک گھر انکے لیے حضرت نے بنوایا جسکو مشربۂ ام ابراہیم کہتے ہین اب بھی اُسکی زیارت کرتے ہین دوسری جمیلہ کہ بعض سبایا مین حضرت کو ملی تھی تیسری ایک کنیز تھی کہ زینب بنت جحش نے آنجناب کو ہبہ کی تھی اور بقول ابن عبدالبر وغیرہ چوتھی ریحانہ بنت زید بن عمرو خواہ بنت شمعون سبایاے بنی نضیر یا بنی قریظہ سے تھی فائدہ اصح یہ ہے کہ مہر ازواج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پانسو درہم سے زیادہ نہ تھا مگر ام المومنین صفیہ اور ام حبیبہ کا کہ صفیہ کا اعتاق اُنکا مہر تھا اور ام حبیبہ کا چارسو دینار خواہ چار ہزار درہم تھے اور پانسو درہم ایکہزار پانسو پچھتر ماشے کے ہوتے ہین اور کلدار اور ڈبل اور پتلی دار ایکسو چار آنہ ہوتے ہین اور دارالسلطنہ لکھنؤ کے ایکسو چھتیس روپیہ پندرہ آنہ تین پائی اور پندرہ جز تئیس سے اور چارسو دینار خواہ چار ہزار درہم جو مہر ام حبیبہ کا تھا سو بحساب ماشہ بارہ ہزار چھ سو ماشے ہوتے ہین دبحساب کلدار و ڈبل و پتلی دار ایکہزار پچاس روپیہ اور دارالخلافہ لکھنؤ کے ایکہزار پچانوے دس آنہ پانچ پائی اور پانچ جز تئیس سے اور وجہ اختلاف روپیون کا یہ ہے کہ روپیہ کلدار اور ڈبل اور پتلی دار بارہ ماشے کا ہوتا ہے اور لکھنؤ کا ساڑھے گیارہ ماشے کا

حاشیہ: [illegible]

فائدہ جن عورتون سے حضرت صلعم نے عقد کیا اور قبل دخول یا بعد دخول طلاق دی یا بوفات رسول اللہ علیہ
دخول مفارقت واقع ہوئی وہ سب مسلمانون پر امام شافعی کے نزدیک مطلقاً حرام ہین اور نووی نے اسکی تصحیح کی ہی
اور امام الحرمین نے دخول شرط کیا ہی اور رافعی نے اسکی تصحیح فرمائی ہی اور ساری مدخولہ مین صحیح حرمت ہی مومنون پر
کیونکہ وہ بلا اشتباہ امہات المومنین مین معدود ہین اور جو عورت کہ قبل دخول عقد حضرت مین اس جہان سے سفر کر گئی
وہ بھی بالاتفاق ام المومنین ہی فائدہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالی نے قوت مباشرت چالیس نفر تک کی
عنایت کی تھی اسی واسطے مباح تھا کہ جس تعداد سے چاہین عورتین اپنے نکاح مین لائین بخاری مین انس رضی اللہ عنہ سے
روایت ہی کہ حضرت رسالت پناہ صلعم ایک رات مین سب بیبیون کے پاس پھر آتے تھے اور وہ گیارہ تھین اور
ایک روایت مین نو اور ہم اصحاب باہم گفتگو کیا کرتے تھے کہ حضرت کو تیس نفر کی قوت اللہ نے دی ہی اور طاؤس اور
مجاہد سے روایت ہی کہ قوت چالیس تن کی تھی اور ایک روایت مین قوت چالیس مرد اہل جنت کی دی گئی تھی اور
روایت صحیح مین آیا ہی کہ ہر ایک اہل بہشت کو قوت سو مرد کی ہوتی ہی اکل اور شرب اور جماع مین اور یہ کمال فضل اور
شرف اور امتیاز آنحضرت ہی رجال امت پر اور حکمت تکثیر نساء یہ تھی کہ احکام درونی جنسیہ وخفیہ مشکل ہی امت پر بیان کرین
کہ عبارت زیادت تکلیف بہ قیام حقوق وحسن معاشرت وصحبت اور صبر تحمل سے ہی اور یہ ظاہر ہی کہ ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
ازواج مطہرات سے نوبت اور بیتوتت اور نفقہ اور کسوت وغیرہ حقوق مین جو قدرت آنحضرت مین تھی عدل فرماتے تھے
اور بہترین سیرت وحسن معاشرت سے بسر کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ جو شخص اپنے اہل وعیال سے بحسن معاشرت
اور سیرت رہتا ہی وہ بہترین مردم ہی کیونکہ مین بہترین تمہارا ہون اپنے اہل کے ساتھ مگر درباب محبت فرماتے تھے
کہ خداوندا یہ قسم اور عدالت جو مین کرتا ہون میرے اختیار کی ہی اور جسپر قدرت رکھتا ہون مگر جس چیز کا مالک
نہین ہون اوسپر ملامت نہ کرنا یعنی محبت اور مجامعت مین بعضے کہتے ہین کہ رعایت مساوات حضرت پر واجب تھی
مگر امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک بمحض کرم اور تفضل اور مروت بطیب قلوب ازواج تھی اور باوجود اسکے اسطرح
فرماتے تھے کہ گویا واجب ہی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دستور تھا کہ جب سفر فرماتے تو قرعہ ڈالتے جس بی بی کے
نام قرعہ پڑتا اسی کو ہمراہ رکاب لیجاتے تھے کذا فی المدارج فائدہ باوجود اس عدل اور انصاف کے ازواج مطہرات مین
باہم غیرت اور رشک گاہ گاہ ظہور پذیر تھا اور یہ بحکم طبیعت بشریہ اور مقتضاے غیرت ومحبت اور ناشی غایت محبت
حضرت صلے اللہ سے تھا کہ دوسرے کی شرکت پسند نہین آتی تھی اور یہی معنی غیرت کے ہین کہ محب کو جدائی اپنے محبوب کی
گوارا نہین ہوتی ہی اور ظاہر ہی کہ زوج معشوق زوجہ ہوتا ہی خصوص حضرت صلعم کہ تمام عالم کے بلکہ مالک عالم کے محبوب تھے
پھر ازواج مطہرات کی جنکو سرفرازی ہم بستری اور قدمبوسی کی حاصل تھی کیونکر محب نہون اور کسطرح انکی باہم
رقابت نہو ولہذا جب کسی عورت سے حضرت صلی اللہ وسلم قصد نکاح فرماتے تھے تو ازواج مطہرات اسمین

مصروف ہوتی تھیں کہ کسی صورت سے آنجناب اُس سے التفات نہ فرمائیں یا جب باہم اپنی توجہ حضرت کی زیادہ لذر وئے محبت
پاتی تھیں تو رشک کرتی تھیں چنانچہ مدارج النبوۃ میں ہی کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ام المومنین صفیہ رضی اللہ عنہا پر
ایک نوع کی عنایت اور رعایت بنظر عزت وشرف ہوئی تو عائشہ صدیقہ محبوبۂ پیغمبر خدا صلعم کو غیرت دامنگیر ہوئی
اور حضرت سے کہنے لگیں تمکو محبت صفیہ سے بہت ہی کہ وہ ایسی اور ویسی ہی یعنی قصیر القامۃ ہی حضرت نے فرمایا ای
عائشہ تینے وہ کلمہ کہا کہ اگر اُسکو دریا میں ڈالیں تو متغیر ہو جائے روایت ہی کہ ایک مرتبہ حضرت صلی اللہ وسلم
صفیہ کے پاس تشریف فرما ہوے تو یہ روتی تھیں حضرت نے پوچھا کیون روتی ہو صفیہ نے کہا مین نے سنا ہی کہ عائشہ
اور حفصہ مجھے ایذا کرتی ہین اور کہتی ہین کہ ہم بہتر ہین کیونکہ ہمکو شرافت نسب پیغمبر خدا کی ہی حضرت صلعم نے فرمایا
تو کیون نہیں کہتی کہ تم کسطرح مجھسے افضل ہو حالانکہ باپ میرا ہارون اور چچا میرا موسیٰ ہی اور حضرت عائشہ
رضی عنہا سے روایت ہی کہ ایک مرتبہ ہم سفر مین حضرت صلعم کے ہمراہ تھی صفیہ کا اونٹ بیمار ہوگیا اور چل نہ سکا
اور زینب کے پاس اونٹ زیادہ تھے سو حضرت صلعم نے زینب سے فرمایا کہ صفیہ کا اونٹ خستہ ہوگیا ہی تم ایک
اونٹ اُسے دو تو وہ منزل پر پہونچے زینب نے کہا اس یہودیہ کو مین کچھ نہ دونگی حضرت صلعم اُسنے ناخوش ہوے
اور دو مہینے یا تین مہینے اُسکے پاس تشریف نہیں لے گئے اسی طرح کی سیاست اور تادیب آنحضرت صلعم کی
امہات المومنین کے ساتھ ہوتی تھی اگرچہ بعض سے زیادہ محبت رکھتے تھے لیکن حق مین رعایت کسی کی نہ فرماتے تھے
اور نقل ہی کہ جب صفیہ مدینے مین آئین تو عورتین انصار کی آوازہ حسن وجمال اُسکا سنکر بطور تفرج دیکھنے کو آئین
اس حال مین حضرت عائشہ صدیقہ نقاب مُنہ پر ڈالکر اُنمین شامل ہوکر پوشیدہ تشریف لائین تاکہ صفیہ کو دیکھین
حضرت رسالت مآب صلعم نے عائشہ کو پہچان لیا جب عائشہ رضی اللہ عنہا وہان سے باہر نکلین تو حضرت صلعم
اُنکے پیچھے تشریف لیگئے اور کونہ چادر کا پکڑکے بولے اے حمیرا تونے صفیہ کو دیکھا کیسا پایا عائشہ نے عرض کیا ایک یہودیہ
یہودیوں مین بیٹھی تھی فرمایا اے عائشہ تو ایسا کہتی ہی وہ تو مسلمان ہوئی ہی اور اچھا اسلام لائی ہی نقل ہی کہ مرض موت
حضرت صلعم مین جملہ امہات مومنین جمع تھین صفیہ نے کہا یا رسول اللہ باللہ مین خوش تھی اسمین کہ یہ مرض
جو آپکو ہی مجھے ہوتا اُسوقت سب بیبیون نے باہم آنکھون سے اشارہ کیا ایسرور کائنات صلعم اس غمز و اشارہ سے
مطلع ہوے اور ناخوش ہوے اور اظہار کراہت فرماکر ارشاد کیا کہ صفیہ اس دعوی مین سچی ہی اسی طرح اور ازواج کو
حضرت عائشہ سے رشک وغیرت تھا چنانکہ بخاری مین قصہ ہدایا اور تحف اصحاب باصفا کہ نوبت عائشہ مین بھیجتے تھے
اور اسی وجہ سے دیگر ازواج نے شکایت کی اور ام المومنین زینب رضی اللہ عنہا سے اور حضرت عائشہ سے روبروے
جناب رسالت مآب تکرار ہوئی مذکور ہی اور فقیر کاتب الاوراق نے اسکو بتفصیل احوال ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا مین
ذکر کیا ہی اور مدارج مین ہی کہ حضرت صلعم نے جب اسماء کندیہ سے نکاح کیا تو ابو اسید ساعدی کو روانہ کیا کہ اسماء کو مدینے مین

لاوے وہ گئے اور اسماء کو مدینے مین لائے عورتین مدینے کی آوازہ حسن وجمال سنکر دیکھنے کو آئین اور امہات المومنین نے
ایک عورت کو سکھلایا کہ تو اسماء سے کہدے کہ تو بادشاہ کی بیٹی ہے اگر چاہتی ہے کہ شوہر تجھسے محبت کرے تو وقت خلوت
کہنا اعوذ باللہ منک کہ شوہر تجھکو نہایت دوست رکھیگا سو اُسنے اُسی طرح کہا حضرت صلعم نے اُسے چھوڑ دیا اور
ایک روایت ہے کہ جب اسماء حضرت صلعم کے حضور مین آئی تو زوجات مطہرات کو نہایت رشک پیدا ہوا اگرچہ ہر ہین
اُس سے شفقت اور مہربانی سے پیش آئین چنانکہ حفصہ رضی اللہ عنہا نے اُسکے مہندی لگائی اور حضرت عائشہ صدیقہ
رضی اللہ عنہا نے سر کے بال گوندے اور اسی حالت اختلاط مین دونون نے کہا کہ جب حضرت صلعم خلوت کرین
تو کہنا اعوذ باللہ منک چنانچہ جب اسماء کو حضرت نے گھر مین داخل کیا اور پردہ ڈالا اور چاہا کہ مباشرت فرماوین
اُسنے کہا اعوذ باللہ منک حضرت صلعم نے فوراً ہاتھ کھینچا اور فرمایا تونے بڑی پناہ پکڑی اپنے گھر جا اور ابو سید سے فرمایا
کہ اسکو گھر اسکے پہونچا دے بعدازان حضرت صلعم کو دریافت ہوا کہ یہ فریب عورتون کا تھا انہن صواحب یوسف
وان کیدکن عظیم اس مقام سے واضح ہوتا ہے کہ شاید عورتون کو واسطے محبت شوہر کے ایسی بات جائز ہے ولہذا
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ سزا اور جزا انہین دی اور نہ منع وزجر فرمایا اور نہ کچھ ناراض ہوے اسی مقدار
فرمایا کہ عورتون کو کید اور مکر ہوتا ہے اور مکر انکا عظیم ہے چنانچہ قرآن شریف مین حق زبان یوسف علیہ السلام مین
وارد ہے ان کیدکن عظیم اور صحیح بخاری مین حضرت عائشہ صدیقہ سے روایت ہے کہ مجھکو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
کی کسی بی بی پر رشک نہین آیا اسلیے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مجھی کو سب سے زیادہ پیار کرتے تھے لیکن خدیجہ پر
البتہ رشک آتا تھا اس سبب سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اُنکو یاد بہت کرتے تھے حالانکہ مین نے اُنکو دیکھا تھا
ایک روز مین نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے التماس کیا کہ آپ خدیجہ کو یاد بہت کرتے ہین شاید اُنکی برابر
دنیا مین کوئی عورت نہین فرمایا مقرر خدیجہ ایسی تھی اور ایسی تھی یعنی اُسمین بہت خوبیان تھین اور میری اولاد
سب اُس سے ہوئی خلاصہ یہ کہ خدیجہ سے مجھے دو سبب سے محبت ہے ایک تو یہ کہ اُسمین خوبیان بہت تھین
میری نسل قیامت تک اُنسے قائم رہیگی چنانچہ حضرت فاطمہ بنت خدیجہ علیہما السلام کی اولاد ہے اور کسی کی نہین ہے
اس حدیث سے فضیلت خدیجہ کی عائشہ صدیقہ پر مفہوم ہوتی ہے مگر اکثر احادیث فضائل حضرت صدیقہ مین بھی
وارد ہین تو علما کو اس بات مین اختلاف ہے چنانچہ شیخ الاسلام زکریا انصاری بہجۃ المحافل مین فرماتے ہین
کہ افضل ازواج مطہرات خدیجہ اور عائشہ اور ان دونون کے باہم فضیلت مین اختلاف ہے ابن عماد افضل خدیجہ
کرمی کے قایل ہین اور ابن داؤد سے سوال کیا گیا کہ ان دونون سے کون افضل ہے جواب دیا کہ خدیجہ اور
تفصیل اس مقام کی مواہب لدنیہ اور مدارج مین ہے فقیر کاتب الحروف کے نزدیک فضیلت مین دونون برابر ہین
اور وجوہ فضائل دونون طرف قوت مین ہم پلہ ہین اگر تفضیل احد الجانبین مین ہوگی تو من وجہ تفضیل کلی

واللہ اعلم بالصواب توضیح اولاد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیان مین پوشیدہ نہ رہے کہ جملہ اولاد آنجناب
متفق علیہ چھ نفر ہین دو بیٹے قاسم و ابراہیم اور چار بیٹیان زینب و رقیہ و ام کلثوم و فاطمہ اور اکثر اہل علم
انساب کے نزدیک ایک فرزند عبد اللہ کے بھی ہوے تھے اور طیب و طاہر انکا لقب تھا اور دارقطنی کے نزدیک
یہ قول اثبت ہی پس مجموع اولاد سات ہوئی تین بیٹے اور چار بیٹیان اور بعضے طیب اور طاہر کو سوا عبد اللہ کے
بیان کرتے ہین پس ذکور پانچ ہوتے ہین اور جملہ اولاد نو نفر اور بعضے عبد اللہ کو مستثنی کرتے ہین تو جملہ اولاد
آٹھ نفر ہوتے ہین اور بعضے طیب اور مطیب کو ایک بطن سے کہتے ہین اور طاہر اور مطہر کو ایک شکم سے پس
اس حساب مین سب اولاد گیارہ تن ہوتی ہین اور بعضون نے نقل کیا ہی کہ قبل بعثت ایک بیٹا عبد مناف
پیدا ہوا تھا پس مجموع بارہ ہوتے ہین اور سب حالت اسلام مین ہوے سواے عبد مناف کے بالجملہ سب
اقوال کے ملانے سے آٹھ بیٹے ہوتے ہین قاسم و ابراہیم متفق علیہما اور چھ مختلف فیہ اور اصح یہ ہی کہ تین بیٹے
قاسم و ابراہیم و عبد اللہ تھے اور چار بیٹیان اور سب اولاد خدیجہ بنت خویلد کی ہین سواے ابراہیم کے کہ وہ
ماریہ قبطیہ سے ہوے کذا فی المواہب والمدارج اور اختلاف ہی اکبر اولاد مین بعض کے نزدیک اکبر اولاد قاسم تھے
بعد ازان زینب پستر رقیہ بعدش عبد اللہ پھر ام کلثوم اور بعضے کہتے ہین اکبر اولاد زینب پستر قاسم بعد ازان
ام کلثوم پستر فاطمہ پستر عبد اللہ ملقب بطیب طاہر پستر ابراہیم ابن عبد البر نے کہا یہی صحیح ہی لیکن
عند التحقیق اہل علم انساب کے نزدیک اکبر اولاد قاسم ہین کہ پیدا ہوے پیش از نبوت اور انھین کے
باعث سے حضرت صلعم ابو القاسم کہلائے بعض کے نزدیک سترہ مہینے زندہ رہے وہو الصواب اور بعض کے نزدیک
دو برس زندہ رہے اور بعض کے نزدیک قابل مشی ہوے تھے اور بعض کے نزدیک اس قدر زندہ رہے کہ لائق
سواری ناقہ اور اسپ کے ہوے بہر تقدیر بروایت صحیحہ وفات انکی قبل بعثت ہوئی ہی اور مواہب لدنیہ مین ہی
کہ مستدرک سے ایسا معلوم ہوتا ہی کہ وفات عہد اسلام مین پائی اور عبد اللہ بعد اسلام کے مکہ مین پیدا ہوے
لہذا ملقب بطیب و طاہر تھے اور طفولیت مین وفات پائی انھین کی وفات پر عاص بن وائل سہمی پدر عمرو عاص نے
کہا تھا کہ بیٹے محمد کے مر گئے انکی نسل باقی نہ رہیگی اللہ نے اسی عرصہ مین سورۂ کوثر نازل فرمائی اور ان شانئک
ہو الابتر اسمین نازل کیا یعنی تیرا دشمن اور غیبت کنندہ اور بدگوینده آخر ابتر ہوگا کہ دنیا اور آخرت مین
کوئی اسکا نام نہ لیگا اور اگر کوئی نام بھی لیگا تو بہ لعنت و مذمت لیگا اور تیرا نام دنیا اور آخرت مین بلند
رہیگا اور تیری اولاد شرف اور عزت مین منتشر ہوگی اور ابراہیم مدینۂ مطیبہ مین پیدا ہوے ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا سے
ماہ ذی حجہ سال ہشتم و بروایتے سال نہم ہجرت [illegible] صحیح بخاری مین انس ابن مالک سے روایت ہی کہ فرمایا
حضرت نے آج کی رات میرے بیٹا ہوا مین نے اسکا نام اپنے باپ کے نام پر ابراہیم رکھا اور روایت ہی کہ مروزی تولد

نام رکھا اور ساتوین دن دو کبش عقیقہ مین ذبح فرمائے ولقبہ لے ایک گوسپند اور بعد حلق راس ہموزن بالون کے
چاندی مسکینون کو صدقہ کی اور بال زمین مین دفن کرائے اور ابو ہند نے بال مونڈے اور ام سیف زوجہ ابو سیف
آہنگر نے دودھ پلایا اور قابلہ ابراہیم زوجہ ابو رافع مولی رسول اللہ صلعم مسماۃ سلمی تھی اور حدیث جابر رضی اللہ عنہ
مین ہی کہ جب رسول خدا نے سُنا کہ ابراہیم سکرات مین ہین تو حضرت نے عبد الرحمن ابن عوف کا ہاتھ پکڑا اور
ابراہیم کے پاس تشریف لائے اور دیکھا کہ ابراہیم قریب المرگ ہین سو انکو گود مین لیا اور چشم مبارک سے اشک
روان ہوے اور فرمایا ای ابراہیم تیری فوت سے ہم غمگین ہون آنکھین روتی ہین اور دل جلتا ہی اور مین
نہین کہتا ہون وہ بات جسمین خدا ناراض ہو کما قال ان العین تدمع والقلب تحزن ولا نقول الا ما یرضی
بہ ربنا وانا بفراقک یا ابراہیم لمحزون اُسوقت عبد الرحمن نے کہا یا رسول اللہ آپ روتے ہین اور حالانکہ
نہی فرما چکے ہین رونے میت پر فرمایا ای ابن عوف جو تو دیکھتا ہی رحمت اور رقت ہی مردہ پر کہ پیدا ہوتا ہی مشاہدۂ
حال میت سے اور مین نے نہی نہین کی ہی مگر دو صورت سے ایک اُس آواز سے جو وقت نغمہ لہو ولعب اور
مزامیر شیطان کی ہو اور دوسرے وہ آواز کہ وقت مصیبت ہو اور منع کرتا ہون مین مُنہ پیٹنے اور کپڑے پھاڑنے سے
لیکن بیشک یہ میری رحمت ہی اور جو رحم نہ کرے وہ رحم نکیا جائیگا اور عبد الرحمن بن حسان ابن ثابت نے
اپنی ماں سیرین سے کہ خواہر ماریہ قبطیہ تھین روایت کرتے ہین کہ وہ کہتی تھین کہ مین سرہانے ابراہیم کے تھی
اور مین اور میری بہن ماریہ فریاد کر رہی تھین اور حضرت منع نکرتے تھے اور جب روح ابراہیم مقبوض ہوئی تو حضرت نے
فریاد سے منع کیا اور ایک روایت ہی کہ جب حضرت صلعم روئے تو اسامہ ابن زید نے فریاد کی حضرت نے منع کیا
اسامہ نے کہا یا رسول اللہ آپکو دیکھ کر مین نے فریاد کی تھی فرمایا البکاء من الرحمۃ والصراخ من الشیطان
عمر حضرت ابراہیم کی ستر روز کی بروایت ابی داؤد ہوئی اور ایک روایت مین سولہ مہینے آٹھ روز کی ہی اور بعض کے
نزدیک بائیس ماہ چھ روز کی اور بعض کے نزدیک قریب یکنیم سال اور روایہ ابراہیم یا ابو بردہ یا فضل ابن عباس نے
غسل دیا اور عبد الرحمن ابن عوف نے پانی ڈالا اور سریر صغیر پر اُٹھائے گئے اور حضرت صلعم نے نماز پڑھی اور
قبر عثمان ابن مظعون کے قریب مدفون ہوے اور قبر کی نشانی کردی اور پانی چھڑکا گیا اور حضرت صلعم نے اپنے
ہاتھ سے پتھر قبر پر رکھے اور روز وفات دہم محرم و بروایتے دہم ربیع الاول روز سہ شنبہ تھا اور اُسی دن کسوف شمس
واقع ہوا لوگون نے کہا فوت ابراہیم سے ایسا ہوا حضرت صلعم نے فرمایا یہ دونون نشانیان خدا کی ہین کسی کی
موت وحیات سے منکشف نہین ہوتین بلکہ اللہ اپنے بندون کو ڈرواتا ہی تاکہ عبرت پکڑین اور صدقہ دین اور استغفار
کرین اور بندہ آزاد کرین اور سبب شبہہ کا یہ ہوا کہ کسوف بست و ہشتم[۲۸] یا بست و نہم[۲۹] مین بقاعدۂ نجوم ہوتا ہی اور یہ
دہم کو ہوا تو لوگون کو اشتباہ واقع ہوا حالانکہ خدا کو اس قاعدہ کا ابطال منظور تھا پس اس حدیث مین دلیل ہی

ابطال قول اہل نجوم ہے جو قائل ہین کہ سوائے تاریخ بست ہشتم و بست نہم کے کسوف نہین ہوتا اور منقول ہے
کہ بروز وفات ابراہیم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر ابراہیم زندہ رہتا تو مین والدۂ ابراہیم کے واسطے اور
آزاد کر دیتا اور تمام قبطیون سے جزیہ موقوف کر دیتا اور صحاح اخبار مین موجود ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کہ ابراہیم میرے بیٹے نے ایام رضاعت تمام نہین کی اور دنیا سے رخصت ہو گیا بتحقیق اُسکے واسطے دودھ پلانے والی
بہشت مین ہو گی تا کہ ایام رضاع کامل ہو جائین اور بخاری نے اس حدیث کو برا ابن عازب سے روایت
کی ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان لہ مرضعاً فی الجنۃ البتہ اُسکی لیے دودھ پلانے والی بہشت مین ہے یعنی اُسکو
اللہ نے بہشت مین داخل کیا اور دودھ پلانے والی مقرر کی اور بعضے کہتے ہین کہ بہشت سے عالم برزخ مراد ہے
اور بعضون نے تاویل کی ہے کہ مراد مرضعہ سے اتمام نعماے بہشت ہے لیکن ارتکاب مجاز باوجود امکان حقیقت
غیر جائز ہے اور شیخ المحدثین مولانا عبد الحق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ مدارج مین فرماتے ہین کہ حکمت در خلق مرضعہ
و اتمام مدت رضاع موکول بعلم رسالت است انتہیٰ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ صاحب کمال فی الحال
بعد انتقال از دنیا داخل بہشت ہوتے ہین اور جنت موعود الآن موجود ہے اور بعض مشائخ طریقت رحمہم اللہ کہ قائل
ترقی بعد الموت ہین اس حدیث سے تمسک کرتے ہین کہ یہ دلالت تکمیل نقصان پر کرتی ہے واللہ اعلم بالصواب
یہان تک ذکر صاحبزادون کا تھا اب صاحبزادیون کا حال لکھتا ہون اول زینب اکبر بنات ہین ابن اسحٰق کے
نزدیک تولد انکا سال سی ام تولد آنحضرت صلعم مین ہوا اور بعد بعثت آنحضرت اسلام لائین اور جب جوان ہوئین
تو لقیط ابو العاص ابن الربیع ابن عبد العزیٰ ابن عبد شمس ابن مناف سے نکاح کیا یہ ابو العاص بیٹا ہالہ یا
ہند بنت خویلد خواہر اعیانی حضرت خدیجہ کبریٰ کا تھا بعد اُسکے زینب نے جانب مدینہ ہجرت فرمائی اور بسبب کفر
ابو العاص کے جدائی واقع ہو گئی اور بعد کئی برس کے ابو العاص بھی مدینے مین حاضر ہو کر مسلمان ہوا اور
حضرت صلعم نے بہ نکاح اول یا بہ نکاح جدید زینب کو سپرد ابو العاص فرمایا پھر اُسنے علی نام ایک بیٹا پیدا ہوا
اور ایک بیٹی مسماۃ امامہ علی پسر زینب نے قبل بلوغ و قریب بحد بلوغ وفات پائی اور امامہ زندہ رہین
کہ بعد وفات حضرت فاطمہ علیہا السلام کے مطابق وصیت اُنکے علی مرتضیٰ نے نکاح کیا اُنسے ایک بیٹا محمد اوسط
پیدا ہوا لیکن زندہ نہین رہا اور بعد علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے مغیرہ ابن نوفل ابن حارث کے نکاح مین آئین
اُس سے یحییٰ نام ایک بیٹا ہوا وہ بھی زندہ نہین رہا بالجملہ کوئی اولاد یا احفاد زینب سے دنیا مین نہین رہا ہے
اور وفات زینب سال ہشتم ہجری مین ہوئی اور سودہ بنت زمعہ و ام سلمہ و ام ایمن و ام عطیہ انصاریہ نے غسل دیا
احادیث سے واضح ہے کہ حضرت نے عورتون سے فرمایا دھوؤ اُسکو تین بار یا پانچ بار اور ایک روایت مین
سات بار یعنی اگر نظافت تین بار مین حاصل ہو تو زیادہ مشروع نہین ہے ورنہ زیادہ کرو کہ نظافت حاصل ہو

اور یہی فرمایا کہ آب خالص اور آب ممزوج برگ کنار سے دھوؤ اور مرتبہ اخیرہ مین آب کافور یا مشک سے غسل دو اور جب فارغ ہو تو مجھے آگاہ کرو ام عطیہ کہ راوی حدیث مین کہتے ہین کہ مین نے بعد غسل دینے کے اطلاع دی تو حضرت صلعم نے اپنی لنگ عنایت کی اور فرمایا اسکو کفن مین تبرکًا رکھدو اس حدیث سے استحباب تبرک باثار صالحین بکمال وضوح ثابت ہی پھر بعد تجہیز تکفین و نماز جنازہ کے دفن کیا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بنفس نفیس قبر مین رکھا عمر زینب کی تیئس یا قریب اکتیس برس کے ہوئی اور باقی حال ابو العاص و زینب کا بیان اسیران بدر مین بیان ہو چکا ہی لیکن رقیہ ولادت انکی بعد تین برس کے ولادت زینب سے ہوئی اور بعد رقیہ کے ام کلثوم پیدا ہوئین چنانچہ رقیہ کو حضرت صلعم نے عتبہ سے عقد کیا اور ام کلثوم کو عتیبہ سے اور بعض کے نزدیک بالعکس ہی وہو الصحیح یہ بات قبل نبوت ہوئی اور بعد نبوت سورہ تبت یدا ابی لہب نازل ہوئی اور ابی لہب ان دونون کا باپ تھا اُسنے دونون سے مفارقت کرادی اور دونون سے اُسوقت تک نوبت دخول نہین پہونچی تھی بعد اسکے ابو العاص سے بھی قریش نے کہا تھا کہ تو بھی زینب سے مفارقت کر مگر ابو العاص نے نہ مانا بالجملہ حضرت صلعم نے رقیہ کو عثمان ابن عفان سے مکہ مین عقد کیا اور ہجرت کی رقیہ نے ہمراہ عثمان کے جانب حبشہ ہر دو ہجرت اور وفات رقیہ مدینے مین ہوئی سال دوم ہجری تھا اور حضرت صلعم غزوہ بدر مین مصروف تھے بعد ازان جب تشریف لائے تو قبر پہ تشریف لے گئے اور غمگین ہوئے اور حضرت فاطمہ پہلوے آنحضرت مین برسر قبر بیٹھکر رونے لگین اور حضرت نے اُنکے آنسو رداے مبارک سے پاک کیے اور حال ام کلثوم کا یہ ہی کہ جب عتبہ نے مفارقت کی تو حضرت صلعم کے پاس آیا اور اُسنے بے ادبی سے کلمات گستاخانہ کہے اور آب دہان پلید حضرت کی طرف ڈالا آنحضرت نے فرمایا اللہم سلط علیہ کلبًا من کلابک نقل ہی کہ ابو طالب اُسوقت حاضر تھے کہنے لگے دیکھین کون بچتا ہی تجھکو تیر دعاے محمد سے بعد اُسکے یہ معاملہ واقع ہوا کہ عتبہ ملعون ابن ملعون بقصد تجارت جانب شام روانہ ہوا راہ مین ایک منزل مین کہ موضع زرقا مشہور ہی پہونچا وہان شیر نے عتبہ کو مار ڈالا رواہ البیہقی فی الدلائل اور حاکم نے اس قصہ کو یون بیان کیا ہی کہ ابو لہب اور عتبہ شام کو گیا تھا سو متصل ایک صومعہ راہب کے ٹھہرے راہب نے اُنسے کہا کہ یہان حیوانات سباع رہتے ہین اپنی حفاظت کیجیو ابو لہب نے اہل قافلہ سے کہا آج کی رات میری مدد کرو کہ مشیں دعاے محمد کا خوف ہی سو اسباب قافلہ کا جمع کروایا اور اُسکی بلندی پر عتبہ کو سُلایا اور سب لوگ اُسکے گرد بیٹھے اللہ نے سب لوگون پر خواب کو مسلط کیا سو گئے ایک شیر آیا اُسنے سب کے مُنہ سونگھے اور کسی سے متعرض نہوا پھر انبار پر اُچھلا اور ایک ہاتھ عتبہ پر مارا اور سینہ اُسکا ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور لقوے سے سر کاٹ لیا اور حضرت صلعم نے بعد قتل ہونے اس ملعون کے صحابہ کو خبر دی کذا فی نسیم الریاض اور بعد وفات رقیہ حضرت عثمان کے ساتھ ام کلثوم کو عقد کر دیا اُسوقت سال سوم ہجرت تھا اور فرمایا جبرئیل علیہ السلام کھڑے ہوے کہہ رہے ہین کہ حق تعالے فرماتے ہین کہ نکاح کر دو تم اپنی ام کلثوم

عثمان ابن عفان سے اور ام کلثوم نے سال نہم ہجرت میں وفات پائی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز جنازہ
پڑھی اور اسما بنت عمیس اور صفیہ بنت عبد المطلب اور ام عطیہ نے غسل دیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم انکی قبر پر
بیٹھ کر آنکھوں سے روئے اور فرمایا کوئی ہے حاضرین میں جسنے آج کی رات عورت سے صحبت نہ کی ہو ابو طلحہ انصاری
التماس کیا یا رسول اللہ میں ہوں فرمایا قبر میں اترو چنانچہ ابو طلحہ نے قبر میں رکھا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
یہ آیت پڑھی منہا خلقناکم وفیہا نعیدکم ومنہا نخرجکم تارۃ اخری پھر فرمایا بسم اللہ وفی سبیل اللہ وعلی ملۃ
رسول اللہ بعضے شراح کہتے ہیں کہ یہ فرمانا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ تم میں کوئی ہے جسنے صحبت عورت سے
آج کی رات نہ کی ہو بطور تعریض تھا عثمان ابن عفان پر کہ انھوں نے شب کو اپنی لونڈی سے صحبت کی تھی اور سبب
یہ ہوا کہ ام کلثوم کی بیماری نے طول کھینچا تھا اور بے طاقت ہو گئی تھیں عثمان ناچار ملتفت ہوئے جاریہ سے
اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ نے مطلع کر دیا اور بروایت صحیحہ ثابت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد وفات
ام کلثوم حضرت عثمان سے فرمایا کہ اگر تیسری بیٹی میری ہوتی تو میں تجھسے عقد کر دیتا اور ایک روایت کہ اگر دس ہوتیں
تو ایک کو بعد موت دوسرے کے تجھے دیتا بروایت صحیحہ ثابت ہے کہ رقیہ اور ام کلثوم سے کوئی اولاد عثمان ابن
عفان کی نہیں باقی رہی بلکہ کہتے ہیں کہ ام کلثوم ایک مدت عثمان کے پاس رہیں مگر اولاد نہیں ہوئی اور بعضوں کے
نزدیک اولاد ہوئی لیکن زندہ نہیں رہی اور رقیہ وقت ہجرت اولی جانب حبشہ حاملہ تھیں سو وہ حمل گر گیا بعد اسکے
ایک بیٹا ہوا عبد اللہ ابن عثمان جب وہ دو برس کا ہوا تو خروس نے اسکی آنکھ میں چونچ ماری مر گیا الحاصل ان دونوں
صاحبزادیوں سے کوئی لڑکا یا لڑکی حضرت عثمان کی زندہ نہیں رہی اور نہ کچھ اسکا نام ونشان ہے مگر اور ازواج سے
حضرت عثمان کے اولاد ہوئی اور باقی رہی کذا فی المدارج بعض کتب تواریخ سے واضح ہوتا ہے کہ جملہ اولاد ذکور
واناث حضرت عثمان عدد میں سترہ تھیں آٹھ بیٹے اور نو بیٹیاں عبد اللہ اکبر والدہ اسکی فاختہ بنت غزوان
وعبد اللہ اصغر والدہ انکی رقیہ بنت رسول اللہ صلعم وعمرو وابان وخالد ومریم والدہ انکی ام عمرو بنت جندب ابن عمرو
ابن ابی الحارث ابن اروبہ وولید وسعید وام عثمان والدہ انکی فاطمہ بنت الولید ابن عبد شمس ابن المغیرہ ابن
عبد اللہ ابن عمر مخزومی وعبد الملک ماں انکی ام البنین بنت عتبہ ابن حصین بدر فزاری وعائشہ وام ابان و
ام عمرو والدہ انکی رملہ بنت شیبہ ابن ربیعہ بن عبد الشمس ابن عبد مناف وام خالد واروی وام ابان صغری
والدہ انکی نائلہ بنت الفرافصہ ابن الاحوص ابن عمرو ابن ثعلبہ ابن الحارث مگر ایک بیٹی کا نام معلوم نہیں ہوا فقط
واللہ اعلم بحقیقۃ الحال اما فاطمہ زہرا بضعۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم تولد انکا بقول ابن جوزی پانچ برس
قبل از نبوت ہوا ہے اور شیخ نے شرح سفر السعادت میں اسی قول پر اکتفا فرمائی ہے اور مدارج میں فرماتے ہیں
کہ ولادت شریف سال اکتالیس مولد حضرت رسالت پناہ میں ہوئی اور یہ قول ابو عمر رازی کا ہے اور مخالف قول

ابن اسحق کے ہے کیونکہ اُسنے روایت کی ہے کہ جمیع اولاد آنحضرت قبل بعثت کے پیدا ہوے مگر ابراہیم اسواسطے کہ قول
ابو عمر میں بعد انقضا سے ایک برس نبوت کے ولادت فاطمہ ثابت ہوئی ہے اور قول ابن جوزی کو اشہر روایات مین
گردانا ہے انتہی اور کرمانی مین ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے نکاح حضرت فاطمہ علیہا السلام کا علی ابن ابیطالب
کرم اللہ وجہہ سے بعد غزوہ اُحد کے فرمایا اور عمر شریف پندرہ برس پانچ مہینے کی تھی اور یہ قول موید قول ابو عمر کا ہے
بہر تقدیر حضرت فاطمہ اصغر بنات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بقول اصح ہین اور بقولے رقیہ اور بقولے ام کلثوم
اور حضرت فاطمہ علیہا السلام سیدہ عورات عالم اور سردار نسا اہل بہشت ہین اور حدیث مرفوع سے ثابت ہے کہ
حضرت سیدہ علیہا السلام کو فاطمہ اس وجہ سے کہتے ہین کہ اللہ جل شانہ بروز قیامت یوم حساب کے انکو اور اُنکے
ذریہ کو آتش دوزخ سے یکسو رکھیگا اور ایک روایت مین لفظ محبین بھی واقع ہے یعنی حق تعالے جل شانہ روز قیامت
انکو اور اُنکے دوست داروں کو آتش دوزخ سے دور رکھیگا اور فطیم از روے لغت بمعنی منع طفل است از شیر گویا
سیدہ باز رکھنے والی ہین آتش دوزخ سے کذا فی المواہب اللدنیہ والمدارج اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ دستور تھا
کہ جب فاطمہ علیہا السلام آئین تو آپ کھڑے ہوجاتے اور دست شریف اُنکا پکڑتے اور جبین مبارک کو بوسہ دیتے
اور اپنے مقام پر بٹھلاتے تھے اور اسی طرح جب حضرت رحمۃ للعالمین محبوب الکونین صلی اللہ علیہ وسلم فاطمہ کے پاس
تشریف لاتے تو یہ تعظیم کے واسطے اُٹھ کھڑی ہوتین اور استقبال کرکے آنجناب کا ہاتھ پکڑتین اور اپنی جگہہ بٹھلاتین
کذا فی المدارج النبوۃ مین کہتا ہون کہ یہ مرتبہ کسی کو حضرت کے نزدیک حاصل نہ تھا جو حضرت فاطمہ کا تھا
اور زاکیہ اور راضیہ اور بتول حضرت سیدہ کے القاب سے ہین اور وجہ تلقیب بہ بتول یہ ہے کہ بتل بمعنی قطع ہے سو حضرت
سیدہ فضل و کمال و حسن و جمال مین عورات عالم سے منقطع تھین اور بھی دنیا اور ماسوے اللہ سے علیحدہ تھین
اور بسبب مرت و بہجت اور نورانیہ و بہیہ کے سبب سے زہرہ کہلاتی تھین اخبار الدول مین ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
انکو بتول و زہرا و طاہرہ مطہرہ و فاطمہ کہتے تھے اور دستور آنحضرت صلعم یہ تھا کہ جب فاطمہ آتین تو آپ اپنے
مقام پر اُنکو جگہہ دیتے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہین کہ فاطمہ کے برابر کوئی شخص پیارا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کا نہ تھا اور صورت و سیرت و نشست و برخاست چال و ڈھال مین مشابہ تر آنجناب صلی اللہ
علیہ وسلم بجز فاطمہ نہ تھا اور ثوبان سے روایت ہے کہ حضرت جب ارادہ سفر فرماتے تو سب لوگوں سے مل کر آخر کو
فاطمہ زہرا سے ملنے کو تشریف لاتے تھے اور جب معاودت فرماتے تو اول فاطمہ زہرا کے پاس آتے کہ زمانہ جدائی
قصیر ہو جائے علما سے سلف نے لکھا ہے کہ افضل ترین مخلوقات بعد الانبیاء علیہم السلام فاطمہ زہرا علیہا السلام ہین
اسواسطے کہ وہ ایک ٹکڑا ہین بدن سید الانبیا علیہ الصلوٰۃ والسلام کا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ حضرت
فاطمہ کے حضور مین کہا کرتے تھے کہ محبوب ترین مخلوقات ہمارے دل مین تمہارے باپ تھے اُنکے بعد تم ہو اور

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اکثر فرماتے تھے ارقبوا محمدا فی اہل بیتہ یعنی حضرت صلعم کو اُنکے اہلبیت میں دیکھا کرو
کذا فی اخبار الدول و ترجمہ الصواعق جب عمر حضرت فاطمہ علیہا السلام کی سولہ برس و بروایتے پندرہ برس
پانچ مہینے یا ساڑھے چھ مہینے کی ہوئی تو سال دوم ہجرت میں و بقول ابو عمر سال سوم میں بعد غزوہ اُحد حضرت صلعم نے
علی مرتضی کرم اللہ وجہہ سے کہ عمر اُنکی اکیس برس پانچ مہینے کی تھی نکاح کر دیا کذا ذکرہ الطبرانی فی ذخائر العقبی
فی مناقب ذوی القربی اور حال تفصیلی اس مقام کا یہ ہے کہ جب فاطمہ جوان ہوئیں اول حضرت صدیق اکبر نے
بعد اُسکے عمر فاروق نے خواہش نکاح کی حضرت سیدہ سے ظاہر کی حضرت رسول خدا صلعم نے سکوت فرمایا
یا کہا وہ چھوٹی ہیں تب دونوں صحابی امیر المومنین علی مرتضی کے پاس گئے اور کہا کہ تم درخواست کرو حضرت سے
یہ کہ میرا نکاح فاطمہ زہرا سے کر دیجیے علی مرتضی فرماتے ہیں کہ میں یہ سنکر اپنی چادر اوڑھتا ہوا حضرت صلعم کے
حضور میں آیا اور التماس کیا کہ حضرت فاطمہ کے ساتھ میرا نکاح کر دیجیے فرمایا مرحبا و اہلا بعد ازاں حضرت نے
فاطمہ رضی اللہ عنہا سے ذکر کیا وہ خاموش ہو رہیں پھر حضرت علی مرتضی سے فرمایا تیرے پاس کچھ ہے وہ بولے
میرا گھوڑا اور زرہ ہے فرمایا گھوڑا جہاد کے واسطے ضرور ہے زرہ کو بیچو سو میں نے چار سو اسی درہم کو زرہ بیچی کہ
حضرت عثمان نے خرید کی وہ زر قیمت ادا کر کے زرہ بھی واپس کر دی میں نے قیمت اُسکی گوشۂ چادر میں باندھی اور
حضرت کے پاس آیا حضرت نے دراہم لیکر اپنے پاس رکھے پھر آنجناب نے ایک مٹھی درہم لیکر بلال کو دیے اور فرمایا
کہ اسکی خوشبو لے آؤ اور اہلبیت سے ارشاد کیا کہ فاطمہ کا جہیز طیار کرو یعنی سامان خانہ داری چنانچہ ایک چارپائی
بنائی گئی اور ریش خرمے کی رسی سے بنی گئی اور ایک توشک چمڑے کی طیار ہوئی جسمیں رخت خرمے کا پوست
بھر اگیا امام احمد نے روایت کیا ہے کہ ایک کملی مخطط اور ایک مشک اور ایک تکیہ چرمی بھی جہیز میں تھا کذا فی المواہب
اور ایک روایت ہے کہ ایک پلنگ دو نہالی کتان کی دو چادر بُرد کی ایک تکیہ و بازو بند چاندی کے اور
ایک پانی بھرنے کی مشک اور دو گھڑے مٹی کے اور چند چیزیں اسی قسم کی تھیں اور روایت ہے کہ ایسے امور کا
انصرام ام سلیم والدہ انس رضی اللہ عنہ نے کیا اور صحیح یہ ہے کہ حضرت ام سلمہ نے جہیز طیار کیا تھا حضرت
انس سے روایت ہے کہ میں حضرت کے پاس حاضر تھا دفعۃً آثار وحی بشرۂ نورانی پر نمود ہوئے بعد ادنی
توقف کے فرمایا کہ اسوقت حضرت جبرئیل نے کہا کہ ان اللہ یامرک ان تزوج فاطمۃ من علی پھر بعد کئی دن کے
حضرت صلعم نے مجھسے فرمایا کہ ابو بکر و عمر و عثمان و عبد الرحمن اور ایک جماعت انصار کو بلا لاؤ کہ میں اُنکو لایا
جب سب لوگ جمع ہوئے اور اپنی اپنی جگہ پر بیٹھے علی مرتضی غائب تھے یعنی حضرت کے کام کو گئے تھے حضرت
پیغمبر خدا صلعم نے خطبہ پڑھا اور فرمایا کہ اللہ نے مجھکو حکم کیا کہ میں نکاح کر دوں فاطمہ کا علی ابن ابیطالب سے
سو تم لوگ گواہ رہو کہ میں نے اُسکا نکاح کیا چار سو مثقال نقرہ پر اگر علی راضی ہو پھر ایک طاس میں

خرمے منگائے اور اذن لوٹنے کا دیا کہ سب نے لوٹے اسی حال مین علی مرتضیٰ آئے حضرت نے انکی طرف دیکھکر
تبسم فرمایا اور کہا کہ مجھکو حکم کیا اللہ نے کہ فاطمہ کا عقد تیرے ساتھ کرون سو مین نے چار سو مثقال چاندی
مہر قرار دیکر تیرے ساتھ عقد کیا تو راضی ہوا علی مرتضیٰ نے کہا مین راضی ہوا یا رسول تب حضرت صلعم نے
فرمایا جمع اللہ شملکما واعز جدکما وبارک علیکما واخرج منکما کثیرا طیبا یعنی اللہ جمع کرے تمہاری پراگندگی
اور عزیز کرے تمہاری کوشش اور برکت نازل کرے تم دونون پر ظاہر کرے تم دونون سے اولاد پاکیزہ
حضرت انس فرماتے ہین کہ بعد اُن دونون سے اولاد پاکیزہ بکثرت ظاہر ہوئی کذا فی المواہب القصہ بعد نکاح کے
جناب سیدہ باجازت حضرت صلعم ہمراہ ام ایمن علی مرتضیٰ کے گھر آئین اور حضرت صلعم نے حضرت مرتضیٰ سے
فرمایا کہ فاطمہ سے بات نہ کرنا جب تک مین نہ آؤن علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ فرماتے ہین کہ مین گھر مین ایک جانب
تھا اور حضرت سیدہ مع ام ایمن ایک طرف کہ عشا کے بعد جناب صلعم تشریف لائے اور فرمایا یہان میرا بھائی ہے
ام ایمن نے کہا موجود ہے کیا تمنے نکاح انکا کیا ہے اپنی بیٹی سے فرمایا ہان اور گھر مین داخل ہوے اور
فاطمہ سے فرمایا پانی لاؤ میرے پاس سو فاطمہ کا نسۂ کلان چوبین مین پانی لائین حضرت نے پانی لیا اور منہ مین
کلی ڈالی اور فاطمہ کو اپنے سامنے بلایا اور اُنکے سر و سینے پر وہ پانی چھڑکا اور فرمایا اللّٰھم اعیذھا بک وذریتھا
من الشیطان الرجیم پھر کہا پیٹھ پھیر فاطمہ نے پیٹھ پھیری کہ حضرت نے دونون شانون کے بیچ مین پانی ڈالا اور
اسی طرح پڑھا بعد اُسکے اسی طرح علی مرتضیٰ سے کیا پھر فرمایا ادخل باھلک بسم اللہ الرحمٰن الرحیم والبرکۃ کذا فی الحلیہ
ابو حاتم واحمد فی المناقب روایت ہے کہ مویز وخرمے طعام ولیمہ مین حضرت صلعم نے عنایت فرمائے تھے بعد اس
معاملے کے حضرت صلعم نے ارشاد فرمایا کہ گھر کے اندر کا کام جسطرح روٹی پکانا اور جھاڑو دینا اور چکی پیسنا فاطمہ
کیا کرے اور باہر کا کام علی خواہ اُنکی والدہ فاطمہ بنت اسد چنانچہ ائمۂ حدیث نے لکھا ہے کہ چکی پیسنے کے نشان
حضرت سیدہ کے ہاتھون مین پڑگئے تھے اور چولہا پھونکنے سے رنگ مبارک متغیر ہو گیا تھا ایک روز جناب ولایتمآب نے
فرمایا کہ تمہارے باپ اکثر لونڈیان بانٹتے ہین تم بھی اپنے لیے کوئی لونڈی مانگ لاؤ سو جناب سیدہ اس کام کو
حاضر حضور ہوئین مگر سلام کر کے چلی آئین اور دنیا کی شکایت نہ کر سکین علی مرتضیٰ نے ایک دن پھر تاکید کی بھیجا
حضرت صلعم اُسدن حضرت عائشہ صدیقہ کے گھر مین تھے مگر جب حضرت سیدہ تشریف لیگئین تو آنجناب کو گھر مین
نہ پایا تب حضرت عائشہ سے فرمایا کہ ایک لونڈی مانگنے آئی تھی تو رات کو حضرت عائشہ نے عرض کیا کہ آج فاطمہ زہرا
ایک لونڈی مانگنے کو تشریف لائی تھین حضرت صلعم اُسی وقت جناب سیدہ کے گھر گئے اور فرمایا کہ ابکی بار
لونڈیان آئین تو یاد دلانا ہم تمکو دینگے اور فرمایا کہ دنیا کی مشقت چند روزہ ہے اسکو اسی طرح گذر جانے دو
آخر کار جب لونڈی عنایت فرمائی تو ارشاد کیا کہ اگر ایک کام وہ کرے تو ایک کام تم کرو یا یہ کہا کہ آدھا کام

دو کرے اور آدھا تم اور چکّی پیسنے مین تم بھی اُسکے شریک ہوا کرو اور بروایت صحیحہ ثابت ہی کہ جناب امیر نے تا حیات حضرت سیدہ دوسری عورت سے نکاح نہین کیا ایک مرتبہ حارث ابن ہشام برادر ابی جہل نے علی مرتضیٰ سے درخواست کی کہ تم مسماۃ عورا بنت ابی جہل سے نکاح کرو علی مرتضیٰ نے حضرت صلعم سے مشورہ کیا اور صحیح ہی کہ یہ حال سنکر حضرت سیدہ علیہا السلام نے حضرت صلعم سے شکایت کی کہ یا رسول اللہ لوگون کو گمان ہی کہ آپ اپنی بیٹیون کے واسطے غصہ نہین ہوتے اور علی مرتضیٰ ابوجہل کی بیٹی سے نکاح کرتے ہین تب حضرت نے خطبہ پڑھا اور فرمایا خبردار ہو کہ بنی ہشام بن مغیرہ کی اولاد مجھسے اسکی اجازت مانگتی ہی کہ اپنی بیٹی کو علی مرتضیٰ ابن ابیطالب سے نکاح کرین سو مین اُنکو اجازت نہین دیتا پھر بھی مین اُنکو اجازت نہین دیتا مگر یہ کہ ابوطالب کا بیٹا یہ چاہے کہ میری بیٹی کو طلاق دے اور اُنکی بیٹی سے نکاح کرے سو میری بیٹی میرے بدن کا ایک ٹکڑا ہی مجھکو بھی وہی چیز رنج دیتی ہی جو اُسکو رنج دیتی ہی اور مجھکو تکلیف دیتی ہی جو اُسکو تکلیف دیتی ہی اس حدیث کو بخاری و مسلم نے مسور ابن مخرمہ سے روایت کیا ہی اور شرح مسلم مین لکھا ہی کہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ایذا دہی نبی صلعم کو بہر وجہ حرام ہی اگرچہ وہ ایذا پیدا ہو اُس چیز سے کہ اصل مین مباح ہی اور یہ حضرت ہی کے خواص سے ہی اور حضرت علی کے نکاح کو دو وجہ سے منع فرمایا ایک یہ کہ اس سے ایذا ہوتی فاطمہ کو اور بسبب ایذائے رسول ہو تا لیس ہلاک ہوتے علی مرتضیٰ ایذا دہی رسول خدا سے لہذا منع فرمایا گویا شفقت فرمائی علی مرتضیٰ پر دوسرے خوف کیا فتنہ کا فاطمہ پر بسبب غیرت کے اور بعضون نے کہا ہی کہ اذن نہ دینا حضرت کا منع کرنا جمع سے نہ تھا بلکہ حضرت نے قضاء الٰہی سے خبر کردی کہ مقدر یہ ہی کہ یہ دونون جمع نہونگی اور یحییٰ بیٹے سعید بن القطان سے منقول ہی کہ اُسنے عبد اللہ ابن داوٗد سے قول حضرت صلعم لا اذن الا ان یحب علی ان یطلق ابنتی و ینکح ابنتہم ابن داود نے کہا کہ حرام کیا اللہ نے علی پر یہ کہ نکاح کرین فاطمہ کی حیات مین کسی اور سے اس قول سے وما آتیکم الرسول فخذوہ وما نہیٰکم عنہ فانتہوا یعنی جو کچھ دے تمکو رسول بس لے لو اور جس سے منع کرے باز رہو سو جب فرمایا حضرت صلعم نے کہ نہین اذن دیتا مین تو نہ حلال ہوا علی کو یہ کہ نکاح کرین کسی سے فاطمہ پر مگر یہ کہ اذن دین رسول خدا اور سُنا مین نے عمر ابن داوٗد سے کہتے تھے جب فرمایا حضرت صلعم نے کہ فاطمہ ٹکڑا میرے گوشت کا ہی قلق مین ڈالتی ہی مجھکو وہ چیز کہ قلق مین ڈالتی ہی اُسکو اور ایذا دیتی ہی مجھکو وہ چیز کہ ایذا دیتی ہی اُسکو حرام کیا اللہ نے علی پر یہ کہ نکاح کرین فاطمہ زہرا پر اور ایذا دین رسول خدا کو بقول اپنے وما کان لکم ان تؤذوا رسول اللہ یعنی نہین لائق ہی تمکو کہ ایذا دو رسول خدا کو نقل کین یہ دونون روایتین حافظ ابو القاسم دمشقی نے کتاب الحروف لکھتا ہی کہ کوئی شخص اس مقام سے یہ نہ سمجھے کہ اگر کسی کی عورت دوسرے نکاح کرنے سے ناراض ہو خاوند سے تو خاوند نکاح دوسرا نہ کرے اسلیے کہ یہ بات خصائص آنحضرت سے ہی کہ اُنکی ایذا سے منع ہوئی نہ کوئی عورت مثل فاطمہ زہرا ہی نہ کوئی باپ مثل سرور کائنات سوا اسکے حضرت صلعم نے بسبب شرافت [illegible] اُنکی واقعیا رکھا

کہ اسکو منع کرین اور کسی کو جائز نہین لقولہ تعالےٰ فانکحوا ما طاب لکم من النساء مثنیٰ وثلاث وربٰع اس حدیث سے کیسی بڑی فضیلت حضرت فاطمہ کی نکلتی ہی جسکی انتہا نہین اسی حدیث کو دیکھ کر امام مالک فرماتے ہین لا افضل احدًا علی بضعۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسی طرح فضائل حضرت سیدہ کے حد حصر سے افزون ہین از انجملہ مصابیح مین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہی کہ ہم حضرت کی بیبیان حضرت کے پاس بیٹھین تھین کہ فاطمہ زہرا تشریف لائین حضرت صلعم نے فرمایا اوہی بیٹی مرحبا پھر بٹھلایا انکو اور اُنسے سرگوشی فرمائی یعنی کان مین بات کہی تو فاطمہ رونے لگین جب حضرت نے انکو غمگین دیکھا تو دوسری مرتبہ کان مین کچھ فرمایا تو وہ ہنسنے لگین مین نے پوچھا حضرت نے تمسے کیا کہا فرمایا کہ حضرت کا بھید مین نہین کہہ سکتی جب حضرت کا انتقال ہوا تو مین نے فاطمہ سے کہا کہ میرا حق جو تمپر ہی اُسکی قسم دیتی ہون کہ اُس سرگوشی کا حال کہو فاطمہ نے کہا اب تو کچھ مضائقہ نہین اوّل بار جو حضرت نے فرمایا سو یہ تھا کہ ہر سال جبرئیل ایک مرتبہ قرآن کا دور فرماتے تھے اِمسال دو مرتبہ دور کیا سو مجھکو معلوم ہوتا ہی کہ میری موت قریب ہی اسواسطے مین رونے لگی پھر دوسری بار حضرت نے میرے کان مین کہا کہ بعد میرے میرے اہلبیت سے پہلے تو ہی مریگی خدا سے ڈرتی رہو اور صبر کیجیو مین تیرا بہتر پیشوا ہون اور کہا اس سے راضی نہین ہوتی کہ بہشتی عورتون کی سردار ہو یا یون فرمایا کہ مسلمانون کی عورتون کی سردار ہو اس سے مین خوش ہوئی مولانا جلال الدین سیوطی کہتے ہین کہ اس حدیث سے ظاہر ہوا کہ فاطمہ زہرا تمام مومن بیبیون پر فضیلت رکھتی ہین حتی کہ مریم و عائشہ صدیقہ پر بھی اور جو بعض روایات مین مریم کو عموم نساء سے استثنا کیا ہی سو دلیل تعارض کی نہین ہوسکتی کیونکہ جائز ہی کہ حضرت صلعم کو ازروے وحی فضیلت فاطمہ زہرا ابتدریج معلوم ہوئی ہو اور آخر کو عموم فضل ثابت ہوا ہو اور جو بعض علما کہتے ہین کہ عائشہ صدیقہ کو فاطمہ زہرا پر فضیلت ہی اس دلیل سے کہ عائشہ بہشت مین حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس ہونگی اور فاطمہ علی کے پاس اور اسمین شبہہ نہین کہ مقام پیغمبر خدا اعلیٰ و اشرف ہوگا مقام علی مرتضیٰ سے سو یہ مدفوع ہی اسطرح سے کہ حدیثون مین صاف وارد ہی کہ حضرت صلعم فاطمہ رضی اللہ عنہا سے خطاب کرکے فرمایا کہ مین اور تو و علی و حسن و حسین ایک مکان و مقام مین ہونگا اور سیوطی اپنے فتاوے مین لکھتے ہین کہ اس مقام پر تین مذہب ہین صحیح تر یہ ہی کہ فاطمہ افضل ہین عائشہ سے اور بعضے قائل مساوات ہین اور بعضے متوقف چنانکہ استروشنی حنفیہ اور بعضے شافعیہ مائل بتوقف ہین اور امام مالک فرماتے ہین لا افضل احدًا علی بضعۃ رسول اللہ کما ذکرنا سابقًا اور امام سبکی فرماتے ہین کہ مختار ہمارا اور ہمارے دین کا یہ ہی کہ فاطمہ افضل ہین بعد اُنکے خدیجہ بعد اُنکے عائشہ رضی اللہ عنہن مگر خدیجہ و عائشہ مین اختلاف ہی اور حق یہ ہی کہ طبیعتین مختلف ہین اور بعضے علما افضلیت بمعنی کثرت ثواب عند اللہ مراد لیتے ہین ولیکن کوئی شخص بحسب شرف ذات و طہارت طینت اور پاکی جوہر کے فاطمہ و حسن و حسین کو نہین پہونچتا ہی واللہ اعلم بحقیقۃ الحال از انجملہ جابر بن عبداللہ

کہ فرمایا حضرت صلعم نے فاطمہ مجھسے ہی روک دیتی ہی دل میرا وہ چیز جو روک دیتی ہی فاطمہ کے دل کو اور کشادہ دل
کر دیتی ہی مجھکو وہ چیز کہ کشادہ دل کر دیتی ہی فاطمہ کو اور نسب منقطع ہو جاوینگے بروز قیامت سواے میرے نسب
اور سبب اور سسرال کے اور صواعق محرقہ میں ابو ایوب سے روایت ہی کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بروز قیامت
پکاریگا پکارنے والا عرش کے اندر سے یا اہل الجمع نکسوا رؤسکم و غضوا ابصارکم حتی تمر فاطمہ بنت محمد صلعم علی الصراط
فتمر مع سبعین الف جاریۃ من الحور العین کمر البرق یعنی ای اہل محشر جھکا لو تم سر اپنے اور بند کر لو اپنی آنکھیں یہانتک کہ
گذر جائے فاطمہ بیٹی محمد کی صراط پر پس گذریگی فاطمہ ساتھ ستر ہزار لونڈیوں کے حور عین سے مانند گذرنے
برق کے ہر چند فضائل سیدہ بہت ہیں مگر اس مقام میں اسی قدر کافی ہیں اب جاننا چاہیئے کہ اولاد تین
بیٹے اور تین بیٹیاں آنجناب کے ہوئی حسن و حسین و محسن اولاد ذکور اور رقیہ اور ام کلثوم اور زینب اولاد اناث
اور فصل الخطاب سے معلوم ہوتا ہی کہ رقیہ نام ام کلثوم کا ہی پس اس صورت میں دو ہی بیٹیاں معلوم ہوتی ہیں
والصحیح ہو الاول چنانکہ محسن و رقیہ نے صغر سنی میں وفات پائی اور امام حسن و حسین متاز شہادت خفی و جلی ہوے کہ
حال مفصل اسکا آخر میں ذکر کیا جائیگا اور ام کلثوم کا نکاح علی مرتضی نے برضا و رغبت حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ سے
فرمایا انسے رقیہ و زید پیدا ہوے لیکن کوئی اولاد باقی نہیں رہی اور فصل الخطاب میں ہی کہ زید و ام کلثوم نے
ایک دن وفات پائی ہی اور صحیح یہ ہی کہ بعد شہادت عمر ابن خطاب ام کلثوم سے عون ابن جعفر نے نکاح کیا انسے کچھ
اولاد نہیں ہوئی و بعد وفات عون محمد ابن جعفر کے نکاح میں آئیں انسے ایک بیٹا ہوا مگر لڑکپن میں مرگیا اور بعد
محمد کے عبد اللہ ابن جعفر نے نکاح کیا انسے بھی کوئی اولاد نہوئی اور انہیں کے پاس ام کلثوم نے وفات پائی
تب عبد اللہ نے زینب سے نکاح کیا انسے علی پسر و ام کلثوم بیٹی پیدا ہوئی سو ام کلثوم قاسم ابن محمد ابن جعفر کے نکاح میں آئیں
انسے بکثرت اولاد ہوئی اور علی بن عبد اللہ کے بھی بہت اولاد ہوئی کہ انکو جعفرین کہتے ہیں اور عبد اللہ بن جعفر کے اور بیبیوں سے
بھی نسل رہی ہی انکو بھی جعفرین بولتے ہیں لیکن ان دونوں میں فرق یہی ہی کہ اول فاطمی ہیں اخبار الدول میں ہی کہ جب
حسن علیہ السلام پیدا ہوے تو وقت میان عصر و مغرب تھا اسی وقت حضرت فاطمہ نفاس سے پاک ہوئیں اور غسل کرکے
نماز مغرب ادا فرمائی اسی واسطے زہرا نام ہوا اور عمر حضرت فاطمہ کی اٹھائیس برس کی اور ایک روایت میں انتیس برس کی ہوئی
اور وفات بروز سہ شنبہ تاریخ سوم رمضان المبارک سال یازدہم ہجری واقع ہوئی اور قبر شریف بروایت صحیح جنت البقیع میں ہی
اور بروایت بعضے انکے گھر میں ہی کہ وہ گھر داخل مسجد ہوگیا ہی اور بعض روایات غریبہ میں وارد ہی کہ ایک روز حضرت فاطمہ
رضی اللہ عنہا علے الصباح برخلاف عادت خوش و خرم اٹھیں اور لونڈی سے ارشاد فرمایا کہ میرے نہانے کو پانی لا چنانکہ
اسنے موجود کیا تو حضرت سیدہ نے نہایت مبالغہ سے غسل فرمایا اور کپڑے پاکیزہ و لطیف پہنے اور مستقبل قبلہ لیٹیں اور اپنا
ہاتھ رخسارہ کے نیچے رکھکر فرمانے لگیں کہ میں جان بجان آفرین سپرد کرتی ہوں اب کوئی شخص مجھکو نہ کھولے اور اسی حالت میں

اسی وضع سے مجھے دفن کردے بعد ازان علی مرتضی تشریف لائے تو انھون نے موافق وصیت عمل فرمایا مگر ابن جوزی
وغیرہ اہل حدیث نے اسکو موضوعات مین لکھا ہی اور یہی یہ روایت حدیث اسماء بنت عمیس کے خلاف ہی جسکو امام بیہقی
وغیرہ کبار محدثین نے اسطرح لکھا ہی کہ حضرت فاطمہ نے وقت نزع روح اسماء بنت عمیس زوجہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے
فرمایا کہ یہ مجھکو نہایت بد معلوم ہوتا ہی کہ جب کوئی عورت مرجاتی ہی تو اُسپر ایک چادر اُڑھا کر نکالتے ہین کیونکہ
قد وقامت اُسکا صاف نظر پڑتا ہی اور اُسوقت تک یہی دستور تھا کہ عورتون کی نعش مردون کی وضع پر نکالتے تھے
اسماء نے التماس کیا کہ اے بیٹی رسول اللہ کی مین نے اراضی حبش مین ایک طریقہ نعش بنانے کا دیکھا ہی کہ اُس سے
نہایت ستر ہوجاتا ہی سو مین تمھارے واسطے بناؤنگی اور اُسی وقت چند لکڑیان درخت ترخرمے کی منگوائین اور
اُنکو صاف کرکے جھکائین اور اُسپر چادر ڈالی حضرت سیدہ اُسے دیکھکر بہت خوش ہوئین اور فرمایا یہ وضع
نہایت خوب ہی کہ اسمین عورت و مرد مین بخوبی تمیز ہوجاتی ہی جب کہ مین وفات پاؤن تو اُسی طرح نعش بنانا
اور تو ہی غسل دینا اور علی مرتضی کو شریک کرنا اور کسی کو آنے نہ دینا چنانچہ جب سیدہ نے وفات پائی تو حضرت
عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا تشریف لائین اور گھر مین جانے لگین اسماء نے حسب وصیت روک دیا کہ اُنھون نے
اسکی شکایت صدیق اکبر سے فرمائی اور یہ بھی کہا کہ اسماء نے ایک ہودج عروسی واسطے لاش کے بنایا ہی تب
صدیق اکبر رضی اللہ عنہ دروازہ فاطمہ رضی اللہ عنہا پر تشریف لائے اور پکار کر فرمانے لگے کہ اے اسماء تو زوجہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بنت رسول اللہ کے پاس آنے سے کیون روکتی ہی اور کون چیز جدید تو نے اختراع کی ہی
اسماء نے کہا کہ خود سیدہ رضی اللہ عنہا نے مجھسے کہا تھا کہ کوئی آدمی اور سوا تیرے اور علی کے یہان نہ آنے پائے
اور جو شی جدید مین نے بنائی ہی وہ مین نے اُنکو دکھائی تھی اور اُنھون نے پسند فرماکر اجازت دی تھی یہ سنکر
صدیق اکبر رضی اللہ تعالے عنہ نے فرمایا کہ اگر فاطمہ بنت رسول اللہ علیہ وسلم نے وصیت فرمائی تھی تو اُسی کے مطابق
عمل کرنا واجب ولازم ہی چنانچہ اسماء بنت عمیس اور علی مرتضی اور بعض اہلبیت نے غسل دیا انتہی اس روایت سے آگاہی
صدیق اکبر رضی اللہ عنہ وفات فاطمہ رضی اللہ عنہا سے ظاہر ہی اور نہ دفن ہونا آنجناب کا آنکے حجرہ خاص مین
واضح تر کیونکہ اگر گھر ہی مین دفن ہوتین تو حاجت نعش بنانے کی بنا بر تستر اصلا نہ تھی کذا قال قدوۃ المحدثین
شیخ عبد الحق الدہلوی فی جذب القلوب الی دیار المحبوب **فائدہ** پوشیدہ نہ رہے کہ صلوۃ غیر حضرت صلعم پر مختلف فیہ ہی کہ
بعضے عدم جواز مطلق کے قائل ہین وہذا اضعف جدا اور بعضے کہتے ہین کہ پیغمبرون پر استقلالاً جائز ہی اور اُنکے
غیر پر تبعاً مگر مذہب بخاری و اسحاق و ابو ثور و داؤد وطبری کا یہ ہی کہ صلوۃ غیر انبیا پر بھی استقلالاً جائز ہی کیونکہ دلیلون سے
اول خدا نے فرمایا وصل علیہم ویصلی علیکم دوسرے وقت لانے صدقہ کے حضرت نے آل ابی اوفی سے فرمایا صل علی آل
ابی اوفی تیسرے دونون ہاتھ اُٹھا کر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سعد ابن عبادہ کے لیے دعا فرمائی اللہم اجعل صلواتک

ورحمتک علی آل سعد ابن عبادہ رواہ ابوداؤد والنسائی وسندہ جید چوتھی دلیل یہ ہے کہ معنی صلوٰۃ بالتحقیق رحمت
اور ثنا ہیں اور ظاہر ہے کہ جواز دعا میں ان دونوں سے اختلاف نہیں ہے تو چاہیے کہ صلوٰۃ میں بھی نہو خصوصاً جب کہ کتاب
وسنت میں صریح وارد ہوا ہو وہو المذہب الصحیح اور مذہب امام اعظم رحمہ کا یہ ہے کہ تبعاً جائز ہے مطلقاً بلا قید مورد اور عدم جواز
استقلالاً اور مذہب سفیان ثوری کا یہ ہے کہ استقلال میں ترک ادب ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ فصل الخطاب اس مسئلہ میں
یہ ہے کہ صلوٰۃ غیر آنحضرت صلعم پر دو حال سے خالی نہیں یا آل وازواج وذریت پر ہے یا انکے غیر پر سو اول بمعیت آنحضرت
مشروع ہے اور بدون آنحضرت جائز اور ثانی اگر وہ غیر ملائکہ واہل طاعت ہیں ہو کہ انمیں انبیا بھی داخل ہیں چنانچہ
کہتے ہیں اللہم صل علی ملائکتک المقربین وعلی اہل طاعتک اجمعین یہ بھی جائز ہے اور اگر طائفہ معین وشخص معین ہے تو مکروہ ہے
اور اگر تحریم کے بھی قائل ہوں تو بھی ہو سکتا ہے خصوصاً جب کہ شعار کسی گروہ میں یا اُسکی شمول ہو یا افضل پر ترجیح کرین
اور اگر احیاناً ہو تو مضائقہ نہیں اور استعمال سلام پس مثل درود ہے استقلالاً جائز نہیں مگر انبیا پر واہل قبور اور زندوں پر
غائب ہوں یا حاضر بالاتفاق جائز ہے اور بعض علما قائل ہیں کہ صلوٰۃ مخصوص حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے ہے
اور رضوان صحابہ کے لیے اور رحمت سب مسلمانوں کے حق میں اور ابن العربی کے نزدیک یہ تخصیص نقل ہے بنا بر حفظ مراتب ہے اور
نووی کہتے ہیں کہ ترحم اور ترضی صحابہ وتابعین وغیر تبع تابعین کے لیے مستحب ہے اور بعض اہل تحقیق فرماتے ہیں کہ سلام بمعنی
تحیہ جو مستلزم جواب ہے ہر زندہ مرد وعورت حاضر وغائب پر جائز ہے اور سلام بمعنی دعا کہ قریب بمعنی صلوٰۃ سے ہے یہ تو مخصوص با
حضرت صلعم کو ہے غیر انبیا سے اجتناب چاہیے مگر تبعاً اور حضرت شیخ المحدثین مولانا عبد الحق دہلوی شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں
عبارت بعینہ یہ ہے اختلاف کردہ اند کہ آیا جائز ست صلوٰۃ وسلام بر غیر انبیا یا استقلال یا نہ مختار جمہور آنست کہ مخصوص
بانبیا ست ومشارک نیست با ایشان جز ایشان بلکہ ذکر کردہ شود بمغفرت ورحمت ورضوان نقل کردہ است طیبی کہ
آن خلاف اولی ست وبعضے گفتہ حرام ست یا مکروہ بکراہت تحریمی یا تنزیہی ومتعارف در متقدمین تسلیم بود بر اہلبیت رسول اللہ
از ذریت وازواج مطہرات در کتب قدیمی مشائخ اہل سنت وجماعت کما یثبت آن بالتتبع دیدہ شود واللہ اعلم اور مولوی ولی اللہ
فرخ آبادی ورد التقریب میں لکھتے ہیں کہ ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ حضرات حسنین وفاطمہ وعلی وغیرہ ذریت واولاد حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم پر لفظ سلام اور بھی بلفظ صلوٰۃ بلا تبعیت بھی جائز ہے اور مقتضائے ادب بھی ہے کیونکہ صلوٰۃ وسلام ان لوگوں پر
گویا حضرت پر ہے اور آل کا ذکر کرنا بعد حضرت کے صلوٰۃ کو مثل اجماع کے قرار پایا ہے بلکہ بعضوں نے کہا ہے کہ بدون صلوٰۃ آل کے
صلوٰۃ حضرت پر مقبول نہیں ہے توضیح اولاد عبد المطلب کہ شرف صحبت حضرت صلعم انکو حاصل ہوا ہے وہ یہ ہیں زینب بنت
رسول اللہ اور انکی اولاد علی وامامہ امیمہ ورقیہ بنت رسول اللہ اور اولاد انکی عبد اللہ وام کلثوم وفاطمہ زہرا اور علی مرتضیٰ
اور اولاد انکی حسن وحسین ومحسن وام کلثوم ورقیہ وزینب وجعفر ابن ابیطالب اور انکی اولاد عبد اللہ وعون ومحمد وعقیل اور بیٹے
انکے مسلم وحمزہ ابن عبد المطلب اور انکی اولاد ذکور فضل وعبد اللہ وقثم وعبید اللہ وحارث وعبید وعبد الرحمن وکثیر وعون

وتمام اور اولاد انکی ام حبیبہ وامیہ وصفیہ ومعتب ابن ابی لہب وعباس ابن عبد المطلب اور زوجہ انکی اور بیٹی انکی امیمہ
وپسر عبد اللہ ابن عباس وعبد اللہ ابن الزبیر ابن عبد المطلب اور بہن انکی ضباعہ زوجہ مقداد ابن الاسود وسفیان ابن
حارث ابن عبد المطلب اور دونوں بیٹے مغیرہ وحارث وطلیبہ وابن الحارث ابن عبد المطلب کے غزوۂ بدر میں شہید ہوئے
وبنت ابن الحارث ابن عبد المطلب کہ لقب انکا ہے بدو یا موعدہ وتشدید ثانیہ ہے وصفیہ بنت عبد المطلب مادر زبیر
ابن العوام یہ لوگ باتفاق ایمان لائے ہیں وعاتکہ واُمیمہ واروی بنات عبد المطلب میں خلاف ہے بعضے کہتے ہیں مسلمان
ہوئیں اور بعضے کہتے ہیں نہیں ہوئیں توضیح اصحاب پیغمبر خدا جو ایمان لائے ہیں یہ ہیں اول معدن الفضل والہدی الصدیق
وافضل المؤمنین والصحابہ بالتحقیق عبد اللہ ابو بکر صدیق ابن ابی قحافہ عثمان بن عامر بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم
بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب القرشی التیمی ہیں کہ انکو بسبب ابوۃ ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے شرف مصاہرت
حاصل ہوا والدہ انکی ام الخیر سلمی بنت صخر بن عامر لقب شریف انکا صدیق وعتیق کنیت ابو بکر دارقطنی نے ابو یحیی سے
روایت کی ہے کہ میں نے اکثر علی بن ابیطالب کو منبر پر کہتے ہوئے سنا ہے کہ اللہ تعالی نے ابو بکر کو زبان پیغمبر پر صدیق فرمایا ہے
واضح ہو کہ حضرت ابو بکر کا یہ لقب خاص ہے اور زبان سید ابرار وسائر مہاجرین وانصار پر بلکہ ائمہ اطہار کی زبان پر بھی یہ لقب
جاری رہا اور فریقین کی کتابوں میں موجود کہ جناب امیر ہی الصدیق ہیں اور منکر صدیقیت زندیق چنانچہ دارقطنی نے حضرت
امام جعفر صادق سے روایت کیا ہے کہ آیا ایک شخص امام زین العابدین کے پاس پھر عرض کرنے لگا کہ حال ابو بکر کا کچھ فرمائیے
فرمایا کیا ابو بکر صدیق کا حال پوچھتا ہے اسنے کہا آپ انکو صدیق فرماتے ہیں فرمایا آپ نے روئے تجھ پر تیری ماں تحقیق رسول خدا
اور جملہ مہاجرین وانصار نے نام انکا صدیق رکھا اب جو اسکو صدیق نہ کہے تو اسکی بات کو اللہ سچا نہ کرے دنیا میں نہ عقبی میں
اور کتاب منہج المقال شیعوں میں فضیل سے کہ مخلص اصحاب ائمہ اطہار تھا ان الجنۃ لتشتاق الی ثلثۃ کے ذیل میں مرقوم ہے کہ صدیق
اور ثانی اثنین اور صاحب فی الغار ابو بکر کا لقب ہے اور مشہور کہ امام جعفر کی نسبت ادھر دو جانب سے صدیق کے ساتھ ملتی ہے اور
ارشاد امام بفخر ومباہات تمام ہے کہ ولدنی ابو بکر صدیق مرتین قاضی نور اللہ شوستری احقاق الحق میں اس پر اقرار کیا ہے اور کشف الغمہ میں ہے
کہ لوگوں نے امام محمد باقر سے مسئلہ پوچھا کہ آیا تلوار پر چاندی چڑھانا درست ہے فرمایا ہاں درست ہے اسواسطے کہ ابو بکر صدیق نے
اپنی تلوار پر چاندی چڑھائی تھی پس سائل نے کہا کہ اب ابو بکر کو صدیق کہتے ہیں سو آپ اپنی جگہ سے اچھلے اور فرمانے لگے
کہ وہ لوگ بہترین خلائق ہے بہترین خلائق بہترین خلائق جو نہ کہے اسکو صدیق نہ سچا کرے اسکو اللہ دنیا اور عقبی میں ہر چند
شوستری نے اس روایت میں تقیہ وغیرہ کا احتمال پیدا کیا لیکن مفید نہیں اسواسطے کہ جسکو امام معصوم بتاکید فرماتے
کہ نعم الصدیق نعم الصدیق نعم الصدیق اور اسکے منکر پر تشدید دعا سے بددعا دے پھر تقیہ یا معقول کو کہاں گنجائش قبول ہے
باوجودیکہ باقر امام نے ہر اس التقیا میں محقق کہا کہ ائمہ ہدی پر تقیہ نا روا ہے اور ان بزرگوں نے کبھی تقیہ نہیں کیا اور
کتاب مختوم مجموعہ تتمۃ الذہب میں امام جعفر اور امام باقر کی روایتوں کی نسبت بالخصوص تقیہ کا احتمال محال لکھا ہے اور ترمذی کی

روایت ہی کہ ایک دن ابوبکر رسول مقبول صلعم کے پاس آئے تو حضرت نے فرمایا انت عتیق اللہ من النار اور انگشتری
انکی انگشتری رسول اللہ کی تھی و لادت شریف مکہ مین دو برس یا دو برس چار ماہ بعد واقعہ اصحاب فیل کے
واقع ہوئی خوش رو صاحب جمال تاباں نحیف البدن خفیف رخسار رنگ سے سبز خمیدہ بن پر نمود ار معتدل القامت تھے
اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ڈھائی برس عمر مین چھوٹے تھے اول مردون مین آنجناب پر ایمان لائے او قصۂ معراج کی
تصدیق کی اور کافرون و منکرون کو جواب دیے اور حضرت صلعم کے ساتھ ہجرت کی اور عیال و اطفال دشمنون مین
چھوڑے اور رافقت غار مشہور کالشمس فی نصف النہار ہی اور وقت وفات پیغمبر خدا ثابت العقل رہے اور مسلمانون کی
تسلی و دلاسا مین مصروف ہوے و باجماع امت اول خلیفہ ہوے رضی اللہ ابن عباس کہتے ہین کہ فرمایا حضرت صلعم نے
مین نے جس کسی سے اسلام مین کلام کیا اُسنے جواب دیا مگر ابن ابی قحافہ نے کہ جب اس سے مین نے کسی امر کی گفتگو کی
اُسنے قبول کیا اور عبد اللہ تیمی سے روایت ہی کہ فرمایا حضرت صلعم نے کہ مین نے جس کسی کو اسلام کی دعوت کی اُسنے
قبول مین تردد کیا مگر ابوبکر نے اصلا تردد نہ کیا اور ثابت ہی کہ حضرت صدیق اکبر گاہ گاہ بنا بر تجارت اموال مکہ معظمہ سے
باہر جاتے تھے ورنہ مکے ہی مین رہتے تھے اور بڑے صاحب مال اور بڑے جواد کریم افصح ابلغ اعلم اقرا اشجع تھے اور
بسبب ریاست قوم مرجع خاص و عام تھے اور ایکسو بیالیس ١٤٢ حدیثون کی روایت کتب صحاح مین لکھی ہی و سبب قلت
روایتہ قصر مدتہ و سرعۃ وفاتہ بعد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کیونکہ ہمکین مدت خلافت ڈھائی برس بلکہ بروایتے
دو برس تین مہینے کئی دن ہین اور عمر تمام ترسٹھ برس کی موافق عمر پیغمبر کے ہوئی بائیسوین خواہ تئیسوین جمادی الثانی
شب سہ شنبہ وفات پائی واقدی نے حضرت عائشہ سے روایت کی ہی کہ بروز دو شنبہ ہفتم جمادی الثانی سال ١٣ سیزدہم ہجری
ابوبکر نے غسل حالت سردی مین کیا تو بخار لاحق ہوا کہ پندرہ روز بیمار رہے جب عشرۂ اخیرہ جمادی الاخری کے آٹھ دن
باقی رہے وفات پائی روز سہ شنبہ بائیسوین تاریخ وقت شب تھا اور طبرانی نے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ سے روایت کی
کی ہی کہ وہ فرماتے تھے جب ابوبکر کو حالت احتضار شروع ہوئی تو عائشہ سے فرمایا کہ ماؤہ شتر جسکا دودھ مین پیا کرتا تھا اور
کاسۂ کلان جسمین آٹا سانا جاتا تھا اور چادر جسکو مین اوڑھتا تھا بعد فوت میرے عمر بن خطاب کے پاس پہونچا دینا کیونکہ مین حالت
خلافت مین اُنسے منتفع تھا چنانچہ حضرت عائشہ نے بعد وفات ویسا ہی عمل فرمایا تب حضرت عمر نے کہا رحمک اللہ یا ابابکر
فقد اتعبت من جاء بعدک کذا فی اخبار الدول وغیرہ اور حاکم نے عبد اللہ بن عمر سے روایت کی ہی کہ بعد وفات رسول مقبول
احوال ابوبکر روز بروز متغیر ہوتا جاتا تھا یعنی مفارقت آنجناب مین لاغر و ضعیف ہوتے جاتے تھے آخر وفات پائی اور
ابن شہاب سے روایت ہی کہ ایک شخص ابوبکر کے واسطے حریرہ لایا تھا اُسکو بالاتفاق حارث بن کلدہ کھا رہے تھے دفعتہً حارث نے
کہا یہ خلیفہ کھانے سے ہاتھ روکو اسمین زہر ملا ہی مین اور تم ایک دن مرونگا اُسی وقت آنجناب نے ہاتھ کو روکا مگر ہمیشہ بیمار رہے
اور بعد انقضاے سال دونون نے ایک روز وفات پائی اگر کوئی شبہہ کرے کہ حضرت صلی اللہ وسلم نے فرمایا ہی اثبت احد فانما علیک

نبی وصدیق وشہیدان یعنی ٹھہر جا اے جبل احد جز این نیست کہ تجھ پر ایک نبی وصدیق و دو شہید ہیں اور یہ حدیث
سابق کی حدیث سے منافات رکھتی ہے تو جواب یہ ہے کہ منافات و تناقض کچھ نہیں ہے ابوبکر صفت صدیقیہ اور صفت
شہادت دونوں رکھتے تھے مگر آنحضرت نے بصفت صدیقیہ کہ افضل اوصاف میں تھی اکتفا فرمایا کیونکہ صفت شہادت عام
ومشترک چاروں میں تھی اور اسی سبب سے آنحضرت نے اپنے نفس لطیف کو تعبیر نہیں فرمایا گر بصفت نبوت کہ اخص ہے
حالانکہ آنجناب بھی بصفت شہادت موصوف تھے چنانچہ بروایت صحیحہ ثابت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
مرض موت میں تصریح فرمائی ہے کہ موجب اس مرض کا زہر ہے جو کہ خیبر میں کھایا تھا اور اخبار الدول میں ترجمۃ النواجہ سے
نقل کیا ہے کہ علی مرتضی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ جب ابوبکر کی وفات نزدیک پہونچی تو مجھکو طلب کرکے فرمایا کہ اے
علی مجھکو اسی دوہر میں غسل دینا جسمیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا تھا اور میرے کپڑوں میں کفنانا اور اس مکان کے
دروازے پر لیجانا جسمیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدفون ہیں اگر قفل اُس مکان کا از خود کھل جائے تو اُسکے اندرون
دفن کرنا ورنہ مقابر مسلمانوں میں حضرت علی مرتضی فرماتے ہیں کہ میں نے وصیت اُنکی جاری کی جب کہ جنازہ
حجرۂ شریفہ کے دروازے پر رکھا تو قفل از خود کھل گیا اور آواز آئی ادخلوا الحبیب الی الحبیب فان الحبیب الی الحبیب
مشتاق یعنی پہونچا دوست کو دوست کی طرف کہ دوست دوست کا مشتاق ہے پھر میں نے اُنکو دفن کیا اور سر شریف انکا
برابر دوش مبارک رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے رکھا و قد قیل فی تاریخہ سـ۵ بست و دوم از جمادی الاخری بود +
کہ بدار البقا نقل نمود + عقل سال وصال او فرمود + دین جود رفت صاحب جود + حضرت صدیق اکبر کے زمانہ جاہلیت میں
دو منکوحہ تھیں ایک قتیلہ بنت عبد العزی مادر عبد اللہ اور اسماء ذات النطاقین دوسری رومان بنت عامر مادر عبد الرحمن
اور عائشہ صدیقہ اور زمان اسلام میں دو منکوحہ اسماء بنت عمیس مادر محمد بن ابی بکر دوسری حبیبہ بنت خارجہ انصاری
جو کہ وقت وفات حاملہ تھیں اُنسے بیٹی پیدا ہوئی اور زمانہ خلافت آنحضرت میں حضرت عمر قاضی اور عثمان بن عفان
اور زید بن ثابت کاتب اور عتاب بن اسید عامل مکہ اور عثمان بن ابی العاص حاکم طائف اور مہاجر بن ابی امیہ الی صنعا
اور زیاد بن ولید مالک حضر موت اور بحرین میں جریر اور سواد عراق میں مثنی بن حارثہ اور ہشام بن ابو عبیدہ
جراح و شرحبیل اور یزید بن ابی سفیان مگر یہ تینوں صاحب خالد بن ولید کے تحت حکومت تھے کیونکہ وقت وفات حضرت
صدیق خالد محاصرۂ دمشق میں مصروف تھے از جملہ فضائل ایک فضیلت یہ ہے کہ اُنکے باپ ابو قحافہ اور والدہ اُنکی
ام الخیر سلمی بنت عم ابو قحافہ اور زوجات طاہرات ام رومان بنت عامر و اسماء بنت عمیس و حبیبہ بنت خارجہ اور بنات
اسماء و عائشہ و ابناء عبد اللہ و عبد الرحمن و محمد و ولد الابن محمد ابن عبد الرحمن و ولد البنت عبد اللہ بن زبیر بن اسماء
سبکے سب بشرف صحبت رسول مقبول مشرف ہوئے اور ہمیشہ تابع فرمان رہے از انجملہ یہ کہ بخاری میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کسی قوم میں بنا بر صلح تشریف لے گئے اور نماز کا وقت آگیا لوگوں نے ابوبکر کو امام کیا اور نماز شروع کر دی پھر حضرت صلعم

تشریف لانے اصحاب نماز میں تھے حضرت صدیق کی نیت کر چکے تھے حضرت صدیق کو خبر ہونے کو اصحاب نے دستک دی تا کہ حضرت صدیق اکبر
حضرت کی تشریف آوری سے آگاہ ہوں اور حضرت صدیق اکبر کی یہ عادت تھی کہ نماز میں کسی طرف نہ دیکھتے تھے جب لوگوں نے
بہت تالیاں بجائیں تو صدیق نے نظر کو پھیر کر دیکھا کہ حضرت رحمۃ للعالمین صف میں کھڑے ہیں اور حضرت نے اشارہ کیا
وہیں ہو امامت کیے جاؤ صدیق اکبر نے دونوں ہاتھ اٹھا کے خدا کا شکر کیا کہ حضرت صلعم نے مجھکو امامت کرنے کو فرمایا
پھر پیچھے ہٹے یہاں تک کہ صف میں برابر ہو گئے اور حضرت امام الکونین نے آگے بڑھ کر امامت فرمائی جب نماز تمام فرمائی
تو کہا اے ابوبکر میرے ارشاد کے بعد تو کیوں قائم نہ رہا عرض کیا کہ ابو قحافہ کے بیٹے کی یہ لیاقت نہیں کہ پیغمبر کے آگے
امام ہو پھر حضرت نے اصحاب سے فرمایا مجھکو کیا ہوا کہ میں نے دیکھا تمکو کہ تم نے بہت تالیاں بجائیں کوئی ضرورت
اگر نماز میں ظاہر ہو یعنی ایسی ضرورت جسمیں امام کو خبردار و آگاہ کرنا پڑے تو چاہیے کہ با آواز بلند سبحان اللہ کہے یعنی تالیاں
نہ بجانا چاہیے اسواسطے کہ جب اسنے سبحان اللہ کہا تو اسکی طرف التفات کیا جائیگا یعنی امام سبحان اللہ کہنے سے خبردار ہو جائیگا
اور تالی مارنا عورتوں کے واسطے جائز ہے یعنی اگر امام کی خطا پر عورت واقف ہو تو سبحان اللہ نہ کہے بلکہ ہاتھ کو ہاتھ پر
مارے اسواسطے کہ عورت کی آواز سننے سے اکثر مرد کو خیال بد آتا ہے یہ حدیث بخاری و مسلم میں سہیل ابن ساعدی سے مروی ہے
اس سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ کی نہایت عمدہ فضیلت ثابت ہوئی کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے
آنکو اپنی امامت کا حکم دیا بلکہ اول ابوبکر صدیق کے پیچھے نماز کی نیت بھی کر چکے تھے سبحان اللہ اس سے زیادہ کون
کمال ہوگا کہ تمام عالم کا امام اسکو اپنا امام بنا دے ازانجملہ بخاری و مسلم میں حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے
روایت ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مرض موت میں فرمایا کہ ابوبکر سے کہو لوگوں کو نماز پڑھا دے میں نے کہا یا رسول اللہ
ابوبکر نرم دل ہے اگر حضرت کے مقام پر نماز پڑھانے کو کھڑا ہوگا رونے لگیگا قرآن کی آواز لوگ نہ سنینگے عمر کو فرمائیے کہ وہ
نماز پڑھا دے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابوبکر سے کہو نماز پڑھا دے پھر میں نے حفصہ سے کہا کہ تم حضرت سے کہو
حفصہ نے حضرت سے یہی کہا تب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مقرر تم یوسف کے ساتھ والی عورتوں کی طرح ہو یعنی کیوں
خلاف نمائی کرتی ہو کہو ابوبکر سے کہ لوگوں کو خود امام ہو کر نماز پڑھا دے بالجملہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات میں
پانچ دن حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھائی یہ اشارہ ہے حضرت صدیق اکبر کی خلافت کا کہ جو عہدہ حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کا خاص تھا یعنی امامت نماز سو اپنی حیات میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو عنایت کیا جسطرح کوئی بادشاہ
اپنی زندگی میں کسی کو تخت و چتر شاہی دلوائے تو یہ علامت ہے کہ بادشاہ نے اسکو اپنا ولی عہد کیا ازانجملہ بخاری و مسلم میں
حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا کہ ایکبار نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ فرمایا اور کہا مقرر خدا نے
اختیار کیا ہے اپنے بندے کو دنیا و آخرت میں سو اس بندے نے آخرت کو اختیار کیا تو ابوبکر صدیق رونے لگے ہمکو تعجب آیا
آنکے رونے سے کہ یہ رونے کا کون مقام ہے جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جلد انتقال ہوا تب ہمنے انکا مطلب سمجھا

یعنی حضرت نے اپنی موت کی خبر دی تھی مگر اصحاب میں سوا حضرت ابو بکر صدیق کے کوئی اس بات پر واقف نہ ہوا
ہم سب سے زیادہ وہ عالم تھے جب صدیق روئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب سے زیادہ رفاقت کی
اور مال کی راہ سے تیرا مجھپر احسان ہی اگر خدا کے سوا اے جانی دوستی کسی اور سے کرتا تو تجھی سے کرتا لیکن ہمارے تیرے
اسلام کی برادری اور محبت ہی از انجملہ بخاری و مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
کہ جو شخص جوڑا دیویگا خدا کی راہ میں لاوینگے اسکو بہشت کے چوکیدار تو سب چوکیدار دروازوں بہشت کے کہینگے ادہر آو اے میاں ادہر آو
تو ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس شخص کو تو کسی طرح ٹوٹا نہیں ہی فرمایا رسول مقبول صلی اللہ
علیہ وسلم نے کہ البتہ مجھکو امید ہی کہ تو انھیں لوگوں میں ہی جسکو سب بہشت کے فرشتے خوشی سے بلاوینگے اس حدیث سے عمدہ
فضیلت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی نکلی اور بہشتی ہونا ثابت ہوا اور جوڑا خرچ کرنے سے یہ مراد ہی کہ دو اشرفی یا دو روپیہ یا دو پیسے
یا دو کوڑی یا دو روٹیاں وسے اسی طرح ہر شی کا جوڑا از انجملہ جامع عبد الرزاق میں بطریق صحیح مروی ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا کہ کسی مسلمان کا مال میرے حق میں نافع تر مال ابی بکر سے نہیں ہوا راوی کہتا ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مال ابو بکر صدیق
رضی اللہ عنہ کو بے محابا و بلا تامل و تردد خرچ کرتے تھے جیسا اپنا مال اور مال ابی بکر میں اور اپنے مال میں کچھ امتیاز و فرق نہ رکھتے تھے
از انجملہ جابر ابن عبد اللہ سے روایت ہی کہ میں ایک دن در دولت رسول مقبول پر با جماعہ مہاجرین و انصار حاضر تھا اور باہم ذکر
بزرگی و فضیلت کر رہے تھے کہ آنجناب تشریف لائے اور فرمایا کس شغل میں ہو میں نے عرض کیا کہ فضائل لوگوں کے بیان کرتے ہیں
فرمایا کہ اگر یہ مذکور ہی تو خبردار ابو بکر پر کسی کو تفضیل نہ دیجیو اسلیے کہ وہ تم سب سے افضل ہی دنیا و آخرت میں از انجملہ ابو داود اور دارقطنی
جابر سے بسند صحیح روایت کی ہی کہ ایک دن ابو بکر کے آگے آگے میں جاتا تھا دفعۃً حضرت صلعم ملے تو فرمایا تم آگے اس شخص کے چلتے ہو
جو تجھسے دنیا و آخرت میں بہتر ہی واللہ کہ آفتاب طلوع و غروب نہیں ہوا ہی بعد انبیاء و مرسلین کے کسی پر کہ بہتر ابو بکر سے ہو اور امام جعفر صادق
علی آبائہ و علیہ السلام نے بسند متصل صحیح اپنے باپ محمد باقر سے اور وہ اپنے باپ امام زین العابدین سے اور وہ حضرت سید الشہدا خامس
آل عبا امام حسین علیہ السلام سے اور وہ حضرت امیر المومنین علی ابن ابیطالب کرم اللہ وجہہ سے روایت کرتے ہیں کہ علی مرتضی فرماتے تھے
میں نے حضرت صلعم سے سنا ہی کہ فرماتے تھے آفتاب نے طلوع و غروب نہیں کیا بعد پیغمبروں کے کسی پر جو بہتر ہو ابو بکر سے از انجملہ صحیح بخاری میں
ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ ایک مرتبہ صدیق و فاروق میں کچھ گفتگو ہوئی کہ اس سے دونوں میں رنج ہوا صدیق اکبر حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ملتمس ہوئے کہ میرے اور عمر کے گفتگو ہو گئی ہی سو میں نے غصہ ہو اسپر شرمایا اور عمر سے
عذر معافی کا کیا انھوں نے معاف نہ کیا اب حضور میں آیا ہوں حضرت نے فرمایا خدا معاف کریگا اور تجھکو بخشیگا بعد اسکے حضرت
عمر بھی اس گفتگو سے پچھتائے اور عذر تقصیر کرنے کو حضرت صدیق اکبر کے گھر گئے وہاں سنا کہ وہ حضرت صلعم کے پاس گئے ہیں
عمر رضی اللہ عنہ حضرت صلعم کے حضور میں آئے آنحضرت کے چہرہ مبارک پر غصہ نمود ہوا صدیق اکبر ڈرے تو گھٹنوں کے بل عاجزی سے
گذارش کی کہ یا رسول اللہ عمر کا کچھ قصور نہیں زیادتی میری تھی حضرت نے فرمایا کہ البتہ مجھکو خدا نے تمہاری طرف پیغمبر کرکے بھیجا ہی

سو اول مجھے کہا کہ جھوٹا ہو اور ابوبکر نے کہا سچا ہے اور آپنے اپنی عیال و مال سے سلوک کیا سو کیا تم لوگ میرے ساتھی کو میری
خاطر سے چھوڑ دوگے یعنی کسی طرح کا رنج اسکو نہ پہونچاؤ اس حدیث کے بعد جمیع اصحاب حضرت صدیق اکبر کا بڑا خیال رکھنے لگے کسی نے
انکو رنج نہیں دیا از آنجملہ ایک بڑی فضیلت جناب صدیق اکبر کو یہ ہے کہ اللہ تعالٰی نے جسطرح مقام دلجوئی و خاطر داری پیغمبر خدا مین
فرمایا ہے ولسوف یعطیک ربک فترضی اسی طرح صدیق اکبر کے حق مین بھی وعدہ کیا ولسوف یرضی یعنی البتہ یقین کہ راضی ہوگا صدیق اکبر
خدا سے اور بھی اللہ جل ذکرہ نے حضرت صدیق کو اتقی فرمایا ہے وسیجنبہا الاتقی الذی یوتی مالہ یتزکی اور دوسری جگہ فرمایا ہے ان
اکرمکم عند اللہ اتقٰکم پس بمقتضاے مجموع آیتین یہ ثابت ہوا کہ حضرت ابوبکر اکرم ناس ہوں عند اللہ اور یہی معنی افضلیت کے ہین
دوم عمر ابن خطاب ابن نفیل بضم النون وکسر الفاء وسکون التحتانیہ ابن عبد العزی بن رباح بن عبد اللہ بن قرط بن زراح بن
عدی بن کعب القرشی العدوی نسب آنجناب رسول مقبول صلعم سے کعب مین ملتا ہے اور والدہ انکی حنتمہ اخت ابی جہل بنت ہاشم
یا ہشام بن المغیرہ بن عبد اللہ تحقیق اللہ تعالٰی نے دولت مصاہرت پیغمبر خدا کی بوساطت ام المومنین حفصہ کے عطا فرمائی اور خلیفہ بھی کیا
کنیت آنجناب ابوحفص اور لقب فاروق حضرت علی مرتضی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ سبب اس لقب کا یہ ہوا کہ عمر مابین حق و باطل
فرق کرتے تھے اور ولادت انکی غرہ محرم سال چہاردہم یا سیزدہم واقعہ اصحاب فیل مین واقع ہوئی اور سال نہم بعثت مین اسلام لائے
انھین سے چالیس مسلمان پورے ہوئے اور عمر ستائیس برس کی تھی اشراف قریش سے تھے ایام جاہلیت مین سفارت و رسالت انھین کے
نام مقرر تھی یعنی نامہ و پیغام انھین کے ہاتھ سرداروں کے پاس کفار قریش بھیجا کرتے تھے اور سفید رو سرخ چشم بلند بالا تھے
روایت ہے کہ لوگون مین جب کھڑے ہوتے تو معلوم ہوتا تھا گویا اونٹ پر سوار ہین اور لوگ پیادہ وہب ابن منبہ کہتے ہین کہ صفت
عمر خطاب توریت مین اسطرح مذکور ہے کہ قرن حدید شدید یعنی عمر بمنزلہ لوہے کے سینگ کے ہین اور تیز و سخت و امانت دار ہین اور روایت
ثابت ہے کہ اول انھین کا خطاب امیر المومنین ہوا چنانچہ عسکری نے اوائل مین اور طبرانی نے کبیر مین اور حاکم نے بطریق
ابن شہاب عمر بن عبد العزیز سے روایت کیا ہے کہ آپنے سلیمان ابن حثمہ سے سوال کیا کہ زمانہ ابوبکر مین من خلیفہ رسول اللہ ابی[?] لکھا
لکھتے تھے اور عہد خلافت عمر خطاب مین اول من خلیفہ ابی بکر الی فلان لکھتے تھے پھر کیونکر یہ بات متغیر ہوئی اور اطلاق امیر المومنین کا
عمر رضی اللہ عنہ پر کیا گیا اور کون شخص تھا جسنے اطلاق اس لفظ کا کیا اور فرامین مین لکھا گیا ابوبکر ابن سلیمان نے کہا
خبر دی مجھکو مسماۃ شیفا مہاجرہ نے کہ ابوبکر من خلیفہ رسول اللہ لکھتے تھے اور عمر من خلیفہ خلیفہ رسول اللہ اسوقت تک
کہ انھون نے عامل عراق کو نامہ لکھا مضمون اسکا یہ تھا کہ دو مرد ذی شعور جلد میرے پاس روانہ کر تا کہ احوال عراق و اہل عراق
ان سے دریافت کرون عامل عراق نے لبید بن ربیعہ اور عدی بن ابی حاتم کو بھیجا جب یہ دونون مدینے مین پہونچے اور مسجد مین آئے
تو عمرو ابن عاص ملا اُسنے کہا کہ ہم امیر المومنین کے پاس جانا چاہتے ہین تم اجازت حصول ملازمت حاصل کرو عمرو بن عاص نے
کہا واللہ تمنے امیر المومنین کے اطلاق مین صواب کیا بعد اُسکے عمرو نے حضرت عمر سے کہا السلام علیک یا امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ نے
فرمایا تونے امیر المومنین کسطرح کہا عمرو نے حال بیان کیا اور کہا تم امیر ہو اور ہم مومن ہین آدمی کہتا ہے کہ اُسدن سے یہ کلمہ

مکاتبات وغیرہ مین لکھا گیا اور امام نووی نے تہذیب مین لکھا ہی کہ ربیعہ اور عدی نے اس نام سے حضرت عمر کو
سے کیا اور بعضے کہتے ہین کہ مغیرہ ابن شعبہ نے ملقب بامیرالمومنین کیا ہی اور ابن عساکر نے معاویہ ابن قرہ سے
روایت کی ہی کہ ابی بکر رضی اللہ عنہ لکھتے تھے من ابی بکر خلیفہ رسول اللہ جب عہد خلافت عمر ابن خطاب ہوا تو اصحاب نے
ارادہ کیا اونکو خلیفہ خلیفہ رسول اللہ کہا کرین حضرت عمر نے فرمایا یہ امین تطویل ہی اصحاب نے کہا تم ہمارے امیر ہو
فرمایا ہان مین تمھارا امیر ہون اور تم مومنین ہو اوسی تاریخ سے امیرالمومنین لکھا گیا الغرض حضرت عمر رضی اللہ عنہ اول
ان لوگون مین ہین جنپر بحیثیت خلافت تسمیہ اس اسم کا ہوا ہی اور جو عبدالرحمن بن جحش پر ایک سریہ مین اطلاق
امیرالمومنین کا ہوا ہی سو وہ محض اسی وقت پر خصوصیت رکھتا تھا اسی طرح اول حضرت عمر نے حد شرب خمر اسی
کوڑے مارے اور اول تجدید حرمت متعہ انھین نے فرمائی اور اول انھین نے بیع امہات اولاد سے نہی فرمائی
اور اول نماز جنازہ اربع تکبیرات سے انھین نے پڑھی اور اول قضات انھین نے مقرر فرمائی اور اول تعیین تاریخ
بمشورت علی مرتضیٰ حضرت عمر نے فرمایا ابن سعد نے سند اوسسے روایت کی ہی کہ جب عمر خلیفہ ہوے تو اول یہ کلام فرمایا
اللهم انی شدید فلینی وضعیف فقونی وبخیل فسخنی اور انھین نے عہد خلافت مین اپنے بیٹے پر حد زنا جاری فرمائی تھی
یہ مقام محل عبرت ہی اور حد قدرو بشر سے خارج جو حضرت عمر نے فرمایا ہی کیفیت اس واقعہ کی بعض کتب حدیث مین مسطور و
مذکور ہی کہ ایک روز جناب فاروق اعظم مسجد نبوی مین بیٹھے تھے اور اصحاب رسول مقبول گرد اگرد جمع تھے دفعۃً ایک
عورت نوجوان ایک طفل نوزاد گود مین لیے ہوے دروازہ مسجد سے داخل ہوئی اور بولی یا امیرالمومنین السلام علیکم
حضرت عمر نے فرمایا وعلیک السلام اگر کچھ حاجت رکھتی ہو بیان کر کہ اوسکا سرانجام کرون اوسنے کہا حاجت یہ ہی کہ آپ
فرزند کو مجھسے لیکر پرورش کیجیے فرمایا یہ لڑکا تیرے پاس کس طرح پہونچا مین نہین پہچانتا ہون وہ بولی کہ یہ لڑکا تمھارے
بیٹے عبدالرحمن ابو شحمہ کا ہی فرمایا کہ یہ حرام کا لڑکا ہی یا حلال کا عورت نے کہا میری جانب سے حلال کا ہی اور ابو شحمہ
کی طرف سے حرام کا حضرت عمر نے کہا خدا سے ڈر سچ بیان کر اوسنے کہا کہ مین ایک دن راہ مین چلی جاتی تھی جب قریب باغ
بنی نجار کے پہونچی تو بیٹا تمھارا مست و سرشار شراب خوردہ دوکان نسیکہ یہودی سے کہ خمار مشہور و معروف ہی آتا تھا اسنے
مجھکو دیکھکر دست اندازی شروع کی ہر چند مین نے انکار کی لیکن اوسنے نہ مانا اور باغ مین لیجا کر مجھسے وہ کام کیا جو مرد عورت سے
کرتا ہی تو مین بیہوش ہو گئی جب ہوش آیا اور اپنے گھر آئی معلوم ہوا کہ حاملہ ہو گئی ہون سو مین نے حمل اپنا اپنے چچا سے اور ہمسایہ
لوگون سے پوشیدہ رکھا تاکہ رسوا و فضیحت نہون حتی کہ مدت حمل گذر گئی اور آثار تولد نمود ہوے آخر کار جنگل مین جا کر
یہ لڑکا جنی اول مین نے چاہا کہ اسے ہلاک کرون مگر بخوف خدا نادم ہو کر باز رہی اب تمھارے پاس آئی ہون اور تمھارے
بیٹے ابو شحمہ پر دادخواہ ہون لازم ہی کہ مابین میرے اور اسکے جو حکم خدا ہو فرمائیے پس حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے منادی کرادی
کہ مردم شہر مسجد مین جمع ہوے انکو ارشاد کیا کہ سب لوگ حاضر ہو اور خود مع حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ دولتخانہ مین

داخل ہوئے اور پوچھا ابوشحمہ کہاں ہے بی بی نے کہا اسی وقت دسترخوان پر کھانے کو بیٹھا ہے حضرت عمر فاروق ابوشحمہ کے پاس
تشریف لے گئے اور فرمایا کہ اے بیٹے میرے کھانا کھالے یہ طعام توشۂ آخری تیرا ہے دنیا سے ابوشحمہ نے یہ کلام سنا تو رنگ اسکے چہرے کا متغیر ہوگیا
اور لقمہ ہاتھ سے گر پڑا بعد اسکے حضرت عمر نے فرمایا میں کون ہوں بولا تم میرے باپ ہو اور خلیفۂ حضرت رسالتمآب فرمایا
کہ فرمانبرداری میری تجھپر واجب ہے یا نہیں کہا دو سبب سے فرمانبرداری آپکی فرض ہے ایک من حیث الوالدیۃ دوسرے
من حیث الخلافۃ فرمایا تجھکو قسم دیتا ہوں بحق پیغمبر تیرے و بحق والدیۃ اپنے کے کہ تو نے یہودن کے یہودی کی دوکان سے شراب
لیکر پی تھی اور مست ہوا تھا اسنے کہا ہاں ایکبار یہ حرکت مجھسے ہوئی تھی سو میں نے نادم ہوکر توبہ کی ہے فرمایا تو نے خوب کیا
جو توبہ کی کیونکہ سرمایہ مسلمان توبہ ہے پھر فرمایا کہ اے بیٹے میرے تجھکو خدا کی قسم ہے کہ تو کہیوں باغچہ بنی نجار میں گیا تھا اور
کسی عورت سے صحبت کی تھی ابوشحمہ خاموش ہو رہا اور رونے لگا حضرت عمر نے فرمایا کہ خوف نہ کر سچ بیان کر خدا سے تعالے
سچ گو کو دوست رکھتا ہے ابوشحمہ نے کہا سچ ہے کہ یہ حرکت بھی مجھسے سرزد ہوئی تھی لیکن میں نے توبہ کی اور سخت نادم ہوں
حضرت عمر نے جب ابوشحمہ کی زبان سے اقرار کرا لیا تو ہاتھ پکڑا اور کشاں کشاں گھر سے باہر قریب مسجد کے لے گئے اور حاضرین
مسجد کے روبرو پوچھا کہ سو تازیانہ کہ حد زنا حق ناکتخدا میں بحکم خدا ہے مارین ابوشحمہ نے کہا اے باپ میرے مجھے فضیحت نہ کرو
بہتر ہے کہ تلوار سے اسی جگہ ٹکڑے ٹکڑے کرو فرمایا گھر میں تعزیر درست نہیں ہے اللہ صاحب فرماتے ہیں ولیشہد عذابہما طائفۃ
من المومنین یعنی وقت مارنے حد کی چاہیے کہ جماعت کثیر مسلمانوں کے حاضر ہوں تاکہ شہرت واقع ہو اور دور دور تک لوگوں کو
عبرت ہو اور مجرم بھی بسبب عذاب جسمانی کے کہ سو تازیانہ ہے اور عذاب روحانی کی کہ شرمندگی و رسوائی ہے آلودگی گناہ سے بخوبی
پاک ہو جائے بعد اسکے اسی طرح کھینچتے ہوئے مسجد میں لائے اور اصحاب پیغمبر خدا صلعم کے روبرو کہا کہ عورت نے سچ کہا اور ابوشحمہ
نے بھی اسکو تصدیق کیا بعد ازاں افلح غلام سے کہا کہ تازیانہ لیکر سو تازیانہ اسکے مار اور پاسداری کو چھوڑ اور ضرب تازیانہ میں تقصیر نہ کر
افلح بولا کہ مجھسے یہ نہو گا اور رونے لگا حضرت عمر نے فرمایا اے افلح میری فرمانبرداری عین فرمانبرداری رسول خدا ہے پس جو میں
کہتا ہوں اسکو بجا لا ورنہ رسول خدا کے سامنے شرمندگی ہوگی ناگزیر افلح نے کپڑے ابوشحمہ کے بدن سے اتارے اسوقت شور حاضرین
مسجد میں رونا پیٹنا پڑگیا اور ابوشحمہ دم بدم حضرت سے تملق و زاری کرتے تھے اور کہتے تھے کہ اے باپ میرے رحم کر اور حضرت عمر روتے تھے
اور فرماتے تھے خدا سے تعالے کہ پروردگار تیرا ہے رحم کرے تجھپر اور جو کچھ میں کرتا ہوں اسی واسطے ہے کہ پروردگار میرا مجھپر اور تجھپر رحم فرماوے
الغرض اجرائے حد شروع ہوئی اور حضرت عمر افلح سے بار بار فرماتے تھے کہ تازیانہ لگا توقف نہ کر اور ابوشحمہ روتے اور چلاتے تھے
یہانتک کہ ستر تازیانہ کی نوبت پہونچی اسوقت ابوشحمہ نے کہا اے باپ میرے ایک آبخورہ پانی مجھے عنایت فرما فرمایا اے بیٹے میرے
اگر رب العالمین نے تجھکو پاک کرکے اس عالم سے اٹھایا تو قریب ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم شربت تجھکو پلاوینگے کہ پھر تجھکو پیاس
نہ لگیگی اور غلام سے کہا کہ تازیانہ مار جب اسّی تازیانہ ہوگئے تو ابوشحمہ نے کہا السلام علیک یا ابی رخصت ہوتا ہوں حضرت عمر نے فرمایا
وعلیک السلام اگر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہونا تو میرا سلام عرض کرنا اور کہنا کہ بعد تمھارے میں نے

اس حال میں چھوڑا ہے کہ قرآن پڑھتا تھا اور حدود خدا جاری کرتا تھا بعد اسکے حضرت عمر نے غلام سے فرمایا کہ تازیانہ مار
جب لوگ نوے تازیانہ ہو گئے تو ابوشحمہ پر بیہوشی طاری ہوئی اور آواز فریاد و فغان منقطع ہو گئی اُسوقت اصحاب رسول اللہ نے
التماس کیا کہ اسقدر تازیانہ باقیماندہ کو موقوف دوسرے وقت پر رکھنا مناسب ہے حضرت عمر نے فرمایا کہ اُسنے گناہ کو موقوف
نہیں رکھا میں سزا دہی میں کیونکر تاخیر کروں پھر غلام سے ارشاد کیا کہ ہاں مارے جاؤ یہانتک کہ آخر تازیانہ پر ابوشحمہ نے
جان بحق تسلیم کیا اُسوقت حضرت عمر رو دیئے اور بولے اے بیٹے خداے تعالیٰ تجھے گناہوں سے پاک کرے بعد اُسکے سر ابوشحمہ کا
اپنی گود میں لیکر بیٹھے اور رونے لگے اور زبان مبارک سے فرماتے تھے کہ پدرت قربان تو کہ تراحق کشتہ است پدرت قربان تو کہ
عاصی تمام کنا نیدہ مردی پدرت قربان تو کہ مادر و پدر و خواہر و برادران بر تو رحم نکردند اُسوقت لوگوں نے جانا کہ ابوشحمہ نے انتقال
فردوس بریں فرمایا اور اُسدن مدینہ میں تمام آدمیوں پر ماتم سخت تھا اور ہر شخص شدت گریہ و زاری سے بیتاب تھا اور روایت ہے
کہ جسوقت ابوشحمہ پر حد ماری شروع ہوئی اور وہ فریاد و فغان کرنے لگے تو بعض لوگوں نے اُنکی والدہ سے کہا وہ روتی پیٹتی
دوڑکر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئیں اور بولیں کہ میں عوض ہر تازیانہ کے پیادہ پا حج کرونگی اور بعوض ہر تازیانہ کے
جسقدر روپیہ معین فرماؤ فقرا و مساکین کو صدقہ کرونگی حضرت نے فرمایا کہ حج و صدقات عوض حد کے نہیں ہوسکتی صبر کر کہ
ان اللہ مع الصابرین بالجملہ بعد واقعہ کے چالیس روز گذرنے پر حذیفہ ابن الیمان کہ محرم اسرار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
اور حضرت نے اُنکے حق میں فرمایا تھا ما حدثکم حذیفہ فصدقوہ تشریف لائے اور مجمع صحابہ میں فرمانے لگے کہ میں نے آج رات کو
جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا اور بیٹا حضرت عمر کا خلعت سبز پہنے ہوئے ہمراہ تھا حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا کہ عمر کو میرا سلام پہونچا کر کہدینا کہ شاباش اسی طرح خداے تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ قرآن پڑھ اور حدود خدا کی
قائم رکھ بعد ازاں ابوشحمہ نے کہا کہ میری طرف سے میرے باپ کی خدمت میں سلام کہنا اور یہ پیغام دینا کہ خدا تعالیٰ
تمکو پاک کرے جسطرح مجھکو گناہ سے پاک کیا اخرجہ ابن شیرویہ الدیلمی فی کتاب المنتقی واخرجہ غیرہ مختصرا بتغیر اللفظ مدت
خلافت حضرت عمر فاروق دس برس چھ ماہ ایک روز کم مقدر تھی اور واقعہ شہادت آنجناب اسطرح واقع ہوا کہ عہد خلافت
حضرت موصوف میں یہ دستور تھا کہ سبایاے بالغین مدینے میں آنے نہ پاتے تھے اتفاقاً مغیرہ ابن شعبہ عامل کوفہ نے لکھا
کہ ایک غلام نہایت ہوشیار کار حدادی و نقاشی وغیرہ سے واقف کار یہاں ہے اگر ارشاد ہو تو مدینے میں بھیجا جائے
تاکہ مسلمانوں کو منفعت حاصل ہو آنجناب نے اجازت دی کہ وہ مدینے میں آیا اور رہنے لگا ایکدن حضرت کے پاس حاضر ہو کر
کہنے لگا کہ چار درہم خراج کے جو مجھسے لیے جاتے ہیں وہ مجھپر گراں ہیں کچھ کم کر دینا چاہیے حضرت عمر نے فرمایا کہ تو کئی پیشوں کا
واقف ہے اس لحاظ سے یہ خراج کچھ گراں نہیں ہے اس باعث سے تخفیف نہیں کیجائیگی وہ مردود مجوسی علیہ اللعنۃ ناخوش ہوکر
اور یہ کہتا ہوا دروازے سے نکلا کہ عمر کا عدل سبکو پہونچا مگر مجھکو نہ پہونچا بعد چندے اُس مردود نے ایک خنجر دو زبان
خرید کیا اور اُسکو زہر آلودہ کرکے گھات میں لگا تاکہ امیرالمؤمنین کو شہید کرے وہاں اور امیرالمؤمنین کی یہ عادت تھی کہ صبح کا

وقت مسجد مین تشریف لاتے تھے اور نمازیون کو جگاتے تھے چنانچہ بروز چارشنبہ تاریخ بست وہفتم ماہ ذیحجہ سال ۲۳ ہجری مین
وقت صبح مسجد مین تشریف لائے اور لوگون کو نماز کے واسطے بیدار فرمایا جب سب لوگ وضو و طہارت وغیرہ سے
فارغ ہوے تو حضرت عمر امامت پر قائم ہوے اور قبل احرام نماز بتسویۂ صفوف تاکید فرمائی اُسی حال مین ابولولو
مجوسی غلام مغیرہ ابن شعبہ نے دو خنجر مارے ایک کتف پر دوسرا خاصرہ پر کہ امیر المومنین گر پڑے اسی وقت
تیرہ شخص اور بھی مجروح ہوے کہ انمین سے چھ مر گئے آخرکار ایک مرد جرار عراقی نے چادر اپنی اس مجوسی پر ڈالی
اور گرفتار کیا اُسنے ایک خنجر اپنے پیٹ مین مارا اور ہلاک ہوگیا اور حضرت امیر المومنین کو اٹھا کر گھر لے گئے اسوقت آفتاب
قریب نکلنے کے تھا اور نماز صبح کسی نے نہ پڑھی تھی آخرکار عبد الرحمن ابن عوف نے نماز پڑھائی اور دو سورتین قصیر
نماز مین پڑھین اور جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ گھر مین تشریف لے گئے تو کسی شخص نے دودھ پلایا کہ وہ دودھ زخمون کی
راہ سے نکل گیا اور آخر وقت اُسی دن خلعت شہادت جانب حق سے پہنائے گئے اور غرۂ محرم سال بست وچہارم ہجری مین
بروز یکشنبہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس برابر دوش مبارک حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ مین دفن ہوے
روایت ہے کہ آخر وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عبد اللہ اپنے بیٹے سے فرمایا کہ حساب کرکے دیکھ میرے ذمہ کسقدر قرض ہے
سو عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے حساب کیا تو چھیاسی ہزار درہم قرض نکلے تب حضرت عمر نے فرمایا اگر مال آل عمر کا
کفایت نہ کرے تو بنی عدی سے سوال کرنا اور اگر انکے مال سے بھی ادا نہو سکے تو قریش سے سوال کرنا کذا فی اخبار الدول
بعد ازان وصیت فرمائی کہ عائشہ صدیقہ سے عرض کرو کہ عمر کی یہ خواہش ہے کہ پیغمبر خدا کے پاس دفن کیا جائے اگر اجازت
دین تو وہان دفن کرنا سو جب ابن عمر نے حضرت عائشہ سے کہا اُنھون نے فرمایا کہ میرے دل مین از خود یہی بات تھی
چنانچہ یہ بات سُنکر حضرت عمر نے کہا الحمد للہ کذا فی اخبار الدول عمر شریف انکی بروایت صحیحہ ترسٹھ برس کی ہوئی و نعم
ما قیل فی تاریخ وفات سال انتقالش خرد بحسرت خواند ۔ وا صد وا عدل بیکس ماند ۔ اور بعضے کہتے ہین عمر
چھیاسٹھ برس کی ہوئی اور بعضے اکسٹھ اور بعضے ساٹھ بھی بیان کرتے ہین روایت ہے کہ خاتم حضرت عمر خاتم رسول اللہ تھی
اور طبرانی نے طارق بن شہاب سے روایت کی ہے کہ ام ایمن نے کہا بروز شہادت عمر سست ہوگیا اسلام اور عبد الرحمن
بن یسار کہتے ہین کہ مین نے بروز وفات عمر دیکھا کہ منکسف ہوا آفتاب اور جنات نے نوحہ کیا اور سالم بن عبد اللہ کہتے ہین
کہ مین نے سُنا ایک مرد انصار سے کہ وہ کہتا تھا مین نے اللہ سے درخواست کی کہ مجھے دکھلادے عمر کو خواب مین چنانچہ
دس برس کے بعد مین نے دیکھا کہ عمر اپنی پیشانی سے عرق پونچھتے تھے مین نے کہا یا امیر المومنین اللہ نے کیا معاملہ آپسے
کیا فرمایا اب مین حساب سے فارغ ہوا ہون اگر رحمت الٰہی شامل نہوتی تو مین ہلاک ہوتا اور بروایت صحیحہ ثابت ہے
کہ کثرت فتوح جیسی حضرت عمر کے عہد مین ہوئی ایسی کبھون نہین ہوئی چنانچہ چار ہزار چھتیس شہر با توابع و لواحق
فتح ہوے ہین از انجملہ دمشق و حمص و بعلبک ۱۴ھ مین بصلح فتح ہوئی و بصری و ایلیا ... اور اس سال مین تراویح کی

تاکید فرمائی انہیں جملہ انطاکیہ و کوفہ و اہواز و موصل و طوس و تستر و مصر و آذربیجان و نہاوند و دینور و ہمدان و جرجان و حلب
و اصفہان وغیرہ فتح ہوئے اور چار ہزار مسجدیں بنائی گئیں اور چار ہزار کنیسہ توڑے گئے اور ایک ہزار نوسو منبر ١٩٠٠
بنا بر خطبہ رکھے گئے اور سواد عراق کی پیمائش ہوئی اور جزیہ اور خراج باندھا گیا منشی آنجناب کے دو شخص تھے عبدالرحمن
بن خلف خزاعی اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہما اور داروغہ بیت المال زید بن ارقم رضی اللہ عنہ تھے اور پانسو انتالیس
حدیثیں حضرت عمر سے مروی ہیں اور مناقب آپکے بکثرت ہیں اور احادیث میں بہت ہیں از انجملہ وحی آسمانی سولہ یا
بیس یا اکیس جگہ مطابق رائے حضرت عمر کے نازل ہوئی ہے چنانچہ ابن عساکر نے علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت
کی ہے کہ فرمایا علی نے ان فی القرآن لرایا من رای عمر یعنی ہر آئینہ قرآن میں رائے ہے رائے عمر سے اور بخاری و مسلم میں
حضرت عمر سے روایت ہے کہ فرمایا میں نے موافقت کی اپنے پروردگار سے تین باتوں میں ایک یہ کہ میں نے کہا یا رسول اللہ
اگر مقام ابراہیم علیہ السلام کو مصلی گردانیں تو بہتر ہو اسوقت کریمہ واتخذوا من مقام ابراہیم مصلی نازل ہوئی دوسرے
میں کہا یا رسول اللہ فاجر و متقی سب ازواج مطہرات کے حضور میں چلے آتے ہیں اگر انکو حکم حجاب فرمایا جائے تو بہتر ہے
اسوقت کریمہ واذا سألتموهن متاعا فاسئلوهن من وراء حجاب نازل ہوئی چنانچہ احمد و بزار و طبرانی نے عبداللہ
ابن مسعود سے روایت کی ہے کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ازواج مطہرات سے پردہ کو فرمایا زینب رضی اللہ عنہا نے
فرمایا اے عمر ہمپر وحی نازل ہوتی ہے تم ہمپر حکم کرتے ہو اسی عرصہ میں یہ آیت نازل ہوئی تیسرے ایک مرتبہ
ازواج مطہرات جمع ہوئیں تھیں اور باہم رشک و غیرت کی گفتگو کرتی تھیں اور حضرت کو ملال تھا سو میں نے کہا
یا رسول اللہ اگر آپ انکو طلاق دینگے تو اللہ آپکو انسے بہتر عطا کریگا اسوقت کریمہ عسی ربه ان طلقكن ان
یبدله ازواجا خیرا منكن الآیۃ نازل ہوئی اور طبرانی نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جب کہ
رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض منافقوں کے واسطے استغفار بہ الحاح بہت کیا تو عمر رضی اللہ عنہ نے
کہا سواء علیہم یعنی برابر ہے انکے واسطے استغفار اور عدم استغفار یا رسول اللہ تب یہ آیت نازل ہوئی سواء علیہم
استغفرت لہم ام لم تستغفر لہم اور ابن ابی حاتم نے عبدالرحمن ابن ابی لیلی سے روایت کی ہے کہ کہا انہوں نے
ایک شخص یہودی عمر رضی اللہ سے ملا اور اسنے کہا وہ جبرئیل جو تمہارے پیغمبر پر وحی لاتا ہے ہمارا دشمن ہے عمر نے کہا
من کان عدوا للہ وملائکتہ ورسلہ وجبریل ومیکال فان اللہ عدو للکافرین بعد اسکے یہی آیت نازل ہوئی موافق
قول عمر رضی اللہ عنہ کے اور ابن عساکر نے جابر اور عروہ رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ جب آیۃ ثلۃ من الاولین
وقلیل من الآخرین نازل ہوئی تو عمر ابن خطاب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں آکر روئے اور عرض کیا یا نبی اللہ
ہم ایمان لائے آپکا اور تصدیق کیا تمہارے فرمانے کو اور ہم لوگوں سے جو کہ نجات پائینگے وہ قلیل ہیں پس
نازل ہوئی ثلۃ من الاولین وثلۃ من الآخرین حضرت صلعم نے فرمایا اے ابن خطاب ہر آئینہ نازل ہوئی آیت

باب مین جسمین جھگڑا و تردد تھا اور اللہ نے ثلۃ من الاولین و ثلۃ من الآخرین فرما دیا حضرت عمر نے کہا رضینا عن
ربنا وصدقنا بہ نبینا پس فرمایا رسول اللہ صلعم نے آدم علیہ السلام سے مجھ تک ایک ثلۃ اور مجھ سے قیامت تک
ایک ثلۃ اسی طرح اور آیات ہین کہ تفسیرون مین بہ تفصیل اُنکا بیان ہی اس مقام اسی قدر کافی ہی از انجملہ
احمد و ترمذی و حاکم نے عقبہ ابن عامر سے اور طبرانی نے عصمت ابن مالک سے روایت کی ہی کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
لو کان بعدی نبی لکان عمر ابن الخطاب از انجملہ علی ابن ابیطالب کرم اللہ وجہہ سے روایت ہی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے عمر سراج اہل الجنۃ فی الجنۃ یعنی عمر چراغ اہل جنت کا ہوگا بہشت مین اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی
روایت اس حدیث کی ہی بعض علما اس حدیث کے معنی مین فرماتے ہین کہ مراد یہ ہی کہ وہ چالیس شخص جنکی تمامی
حضرت عمر کے اسلام لانے سے ہوئی وہ سب بہشتی ہین اور عمر رضی اللہ عنہ اُنمین چراغ ہین اسواسطے کہ اسلام اُنکا اسلام
عمر سے قوی ہوا کہ اسی وقت سے اُنھون نے اظہار اسلام کیا اور پوشیدہ تھے ظاہر ہوئے جسطرح راہ رو روشنی چراغ مین
چلتا ہی کذا فی النہایۃ للجزری از انجملہ بخاری و مسلم مین ابوسعید خدری سے روایت ہی کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ جس
حالت مین مین سوتا تھا دیکھا مین نے لوگون کو کہ میرے سامنے کیے گئے اور اُنپر کرتے ہین اُنمین سے بعض کا کرتہ تو چھاتی تک
پہونچتا ہی اور بعض کا اُسکے نیچے اور عمر خطاب میرے سامنے کیا گیا اور اسپر کرتہ تھا کہ وہ اُسکو زمین مین گھسیٹتا جاتا تھا صحابہ نے
کہا اسکی تعبیر کیا ہی فرمایا دین فائدہ دین سے یہ مناسبت ہی کہ جسطرح کرتہ بدن کو چھپاتا ہی اور سردی گرمی سے بچاتا ہی
ویسے ہی دین بھی روح و دل کو محفوظ و مستور رکھتا ہی کہ کفر و گناہ سے بچاتا ہی اس حدیث سے ثابت ہوا کہ حضرت عمر
خطاب رضی اللہ عنہ کا دین حد سے زیادہ کامل تھا اور بخاری مین ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا جس حالت مین کہ مین سوتا تھا سو مین نے آپکو ایک کنوین پر دیکھا اُسپر ایک ڈول پڑا ہی سو مین نے
اُس ڈول سے پانی کھینچا جتنا خدا نے چاہا پھر اُسکو ابن ابی قحافہ یعنی صدیق اکبر نے لیا اُسنے ایک ڈول نکالا
اُنکے کھینچنے مین کچھ سستی و آہستگی تھی خدا اُسکو معاف کریگا پھر ڈول پل ہوگیا عمر ابن خطاب نے لیا سو مین نے تو آدمیون سے
ایسا عجیب غریب بڑا زور آور کسی کو نہین دیکھا جو عمر کی طرح پانی کھینچتا ہو یہان تک اُسنے کثرت سے پانی نکالا کہ لوگون نے
اپنے اونٹون کو آسودہ کرکے اُنکی نشست گاہ مین بٹھلایا پوشیدہ نہ رہے کہ عرب مین اونٹون کی کثرت از بس ہی سو پانی
پلانے کو کنوین پر لاتے ہین اور خوب پلا کر علیحدہ بٹھلاتے ہین سو ڈول کھینچنے سے دین کی سرداری مراد ہی کہ بعد حضرت
علیہ السلام کے صدیق کو ہوگی کہ وہ ایک ڈول آہستگی سے نکالینگے یعنی اُنکی خلافت تھوڑے دن رہیگی اسلام خوب نہین پھیلیگا
چنانچہ کل دو برس آنجناب خلیفہ رہے اس مدت مین مسیلمہ کذاب وغیرہ اہل ارتداد سے معرکہ رہا کہ اُنکو مار کر عرب کا اسلام
مضبوط کیا اور کسی قدر ملک شام فتح کیا تھا کہ وفات پائی اور عمر فاروق خلیفہ ہوئے دس برس تک کام کیا اُنکے وقت مین
خوب اسلام عالم مین پھیلا ملک شام و مصر و ایران و عراق و اکثر روم فتح ہوا اور چار ہزار شہر بڑے بڑے سوا بے پرگنات کے

داخل قبضۂ اسلام ہوئے چار ہزار بتخانے مسمار ہوئے اور چار ہزار مسجدین جامع طیار ہوئین اور بیشمار خزانے مسلمانون مین
تقسیم ہوئے کہ لوگ غنی ہوگئے اس حدیث سے ترقی اسلام اور صدیق اکبر و فاروق اعظم کی خلافت کا اشارہ نکلا اور جو کچھ بعد حضرت کے
ہونے والا تھا خواب مین دکھلایا گیا اور بخاری و مسلم مین ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا حضرت علیہ السلام نے
کہ جس حال مین مین سوتا تھا مین نے آپکو یعنی بنفس نفیس بہشت کے اندر دیکھا تو دیکھا کہ وہان ایک عورت ہے وضو کرتی ایک محل کے
کنارے مین نے کہا یہ کسکا محل ہے فرشتون نے کہا عمر کا سو مجھکو عمر کی غیرت یاد پڑی تب مین پلٹ آیا پشت دیکر یعنی مرد کو
اسکی عورت پاس اجنبی مرد کے جانے سے غیرت آتی ہے اسواسطے مین پھر گیا عمر فاروق یہ سنکر رونے لگے اور التماس کیا کہ یا حضرت
کیا آپ ہی پر مجھکو غیرت آئی یعنی یہ بات مجھسے ممکن نہ تھی تیسرے امیر المومنین عثمان ابن عفان ابن ابی العاص ابن امیہ
ابن عبد الشمس ابن عبد مناف خلیفۂ ثالث رسول اللہ ہین یہ بھی شرف مصاہرت سے ممتاز ہوئے کہ رقیہ و ام کلثوم بنات
آنحضرت سے منکوح ہوئے مان انکی اروی بنت کریز بضم الکاف وسکون الراء وفتح الباء وسکون الزاء المعجمہ دختر بیضاء عمہ
رسول اللہ اور کریز ابن ربیعہ ابن حبیب ابن عبد الشمس ہے ذوالنورین آپکا لقب ہے اور کنیت ابوعمرو نیز ابوعبد اللہ انھین نے
حضرت رسول مقبول سید المرسلین خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وسلم کے فرمانے سے کئی ہزار درہم کو زمین مول لی اور حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ بعوض بہشت بیچی کہ حضرت نے داخل مسجد فرمائی وجہ کنیت ابوعبد اللہ یہ ہے کہ رقیہ بنت رسول اللہ سے
جب عبد اللہ پیدا ہوئے تب عبد اللہ کنیت ہوئی ولادت باسعادت آپکی چھ برس پیشتر تولد حضرت رسول مقبول سے ہوئی تھی اور
تھے حضرت عثمان میانہ قد خوش رو سرخ سفید اور انکے منھ پر نشان تھے چیچک کے بزرگ ریش تھے خوبصورت لوگون مین اور فرمایا
آنحضرت نے ام کلثوم کو کہ نکاح کیا مین نے تیرا انکے ساتھ جو اشبہ ہے ساتھ جد تیرے ابراہیم علیہ السلام کے اور ساتھ تیرے باپ
محمد صلعم کے اور بہی حیا انکی اس درجہ کہ گھر کے اندر دروازہ بند کرکے غسل کرتے تھے اور حیا سے پیٹھ اپنی سیدھی نہین کرسکتے تھے
اور بعد مسلمان ہونے صدیق اکبر علی مرتضی و زید حارثہ رضی اللہ عنہم کے اسلام لائے ہین بہ ترغیب صدیق اکبر اور منجملہ سابقین
اولین و اول المہاجرین و احد العشرۃ المبشرۃ بالجنۃ مین اور بعد شہادت حضرت عمر رضی اللہ عنہ توقف سہ شبانہ روز خلیفہ ہوئے
اور وجہ توقف یہ ہوئی کہ لوگون نے عبد الرحمن ابن عوف سے درباب خلافت مشورہ کیا تو انھون نے فرمایا بہتر یہ ہے کہ اس
امر کو تین شخصون پر منجملہ چھ کے تجویز کرو سو علی مرتضی شیر خدا کو زبیر ابن العوام نے قبول کیا اور سعد ابن ابی وقاص نے عبد الرحمن کو
اور طلحہ نے عثمان کو مگر عبد الرحمن نے انکار فرمایا اور علی مرتضی نے بہی خواہش نہ کی آخر عبد الرحمن نے بلا درخواست حضرت
عثمان کے انھین سے بیعت کی بعد ازان علی مرتضی و بقیہ مہاجرین و انصار نے بیعت کی اور مسند امام احمد مین ابی وائل سے روایت ہے
کہ مین نے عبد الرحمن ابن عوف سے کہا کہ تمنے کسطرح عثمان سے باوجود علی مرتضی کے بیعت کرلی عبد الرحمن نے کہا میرا قصور نہین ہے
اول مین نے حضرت علی سے کہا کہ مین بیعت کرتا ہون تمسے کتاب اللہ و سنت رسول اللہ و سیرت ابوبکر و عمر پر وہ کہنے لگے کہ مین اسکی
استطاعت نہین رکھتا ہون تب مین نے اسی طرح عثمان سے کہا انہون نے قبول کیا کذا فی اخبار الدول اور سیوطی نے لکھا ہے کہ مشورہ اولی مین

عبدالرحمن نے عثمان سے کہا کہ اگر تم نے بیعت نہ کرون تو تم جاؤ کس سے عثمان نے کہا علی مرتضی سے پھر مین علی مرتضی سے کہا
انھون نے فرمایا عثمان سے بیعت کرو بعد ازان مین نے سعد ابن ابی وقاص سے شورہ کیا انکی رائے بھی اسی پر قائم ہوئی
اور اجلۂ اصحاب من المہاجرین والانصار بھی انھین پر راضی ہوئے لہذا اُنسے بیعت کی گئی انگشتری انکی انگشتر رسول مقبول صلعم
کی تھی جب کہ وہ کنوئین مین گر پڑی تب ایک خاتم نقرئی بنوائی اور اُسپر للنصرن او لنندمن کندہ کرایا وبروایتے آمنت بالذی
خلق فسوی بعضے کہتے ہین کہ جبدن سے انگشتری چاہ مین گری اُسی دن سے امور خلافت مین خلل پڑا اور مفاسد
شروع ہوئے اور قضیہ شہادت کا یون واقع ہوا کہ جب حضرت ذی النورین رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے تو برعایت صلہ رحم
آنجناب نے بعض اقارب کو جابجا امیر فرمایا چنانچہ معاویہ ابن ابی سفیان کو شام مین بھیجا اور سعید ابن ابی العاص کو
کوفہ مین اور عبداللہ ابن عامر ابن کریز کو بصرہ مین اور عبداللہ ابن سعد ابن ابی الشرح کو مصر مین یہ شخص بھائی
رضاعی حضرت عثمان کا تھا اور مروان ابن الحکم کو اپنی نیابت مین رکھا اور مہر اپنی اسی کو سپرد فرمائی چونکہ مروان
نہایت متسلط ہوگیا تھا اس سبب سے کوئی شخص کچھ بھی کہہ نہ سکتا تھا لیکن مہاجرین وانصار رضوان اللہ علیہم اجمعین اسکی
شرارت وبدطینتی سے ناراض رہتے تھے اس اثنا مین چند کس مصری عبداللہ ابن سعد حاکم مصر کے ظلم سے دادخواہ ہوئے
حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اسکو ایک نامہ متضمن نصائح ومواعظ لکھ بھیجا اسنے خیال بھی نہ کیا بلکہ منجملہ دادخواہون کے
چند آدمیون کو قید کر لیا اور ایک شخص کو قتل بھی کرایا اس سبب سے سات سو آدمی اہل مصر سے مستغیث ہوئے اور پاس
علی مرتضی و ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہما احوال تفصیلی اپنا عثمان سے بیان کیا تب حضرت عثمان نے حکم عزل
عبداللہ صادر فرماکر ارشاد کیا کہ تم لوگ جس شخص پر راضی ہو وہ حاکم مقرر کیا جائے سب نے محمد ابن ابی بکر کو پسند کیا
کہ حضرت عثمان نے فرمان امارت وحکومت اُنکے نام کا لکھدیا اور چند نفر اصحاب مہاجرین وانصار سے ہمراہ فرماکے مصر کو
روانہ کیا تیسرے دن ایک غلام حبشی اونٹ پر سوار اُن لوگون کو ملا اُسکے جلد چلنے سے ایسا مفہوم ہوتا تھا کہ طلب کیا ہوا
جاتا ہے یا کسی کو بلانے جاتا ہے اس سبب سے محمد ابن ابی بکر کے ہمراہیون نے پوچھا تو کون ہے کہان جاتا ہے اسنے کہا کہ
مین امیرالمومنین کا غلام ہون اُنکا بھیجا ہوا حاکم مصر کے پاس جاتا ہون لوگون نے حاکم مصر محمد ابن بکر کو بتلایا وہ بولا
مین تو عبداللہ کے پاس بھیجا گیا ہون محمد ابن ابی بکر سے کچھ کام نہین ہے پھر پوچھا کسواسطے بھیجا ہے اسنے کہا ایک پیغام
دیا ہے پوچھا کوئی فرمان ہے اُسنے انکار کیا تب اسکو گرفتار کرکے اُسکا اسباب دیکھا تو مطہرہ مین ایک خط نکلا مضمون اسکا
یہ تھا کہ جب محمد ابن ابی بکر اور فلان فلان آدمی مصر مین پہونچین تو کوئی حیلہ کرکے انکو قتل کرنا اور فرمان خلافت کو باطل سمجھنا
اور تو اپنے کام پر بحال رہنا اور مین اس آدمی کو قید کرونگا جو تیرے ظلم کی شکایت کریگا اور عنوان نامہ پر لکھا تھا من
عثمان الی عبداللہ ابن ابی الشرح چنانچہ اس خط کے دیکھتے محمد ابن ابی بکر مع اپنے رفیقون کے مدینہ منورہ کو لوٹے اور
سبکو جمع کرکے حال عثمان بیان کیا تب علی مرتضی وغیرہ اکابر اصحاب رسول اللہ نے حضرت عثمان سے استفسار فرمایا

وہ بولے کہ غلام و شتر بلا شبہ میرا ہی لیکن یہ خط مین نے ہرگز نہین لکھا اور نہ میری اطلاع سے لکھا گیا تب علی مرتضی نے
فرمایا کہ مُہر تمہاری ہے فرمایا میری ہے کہا کیونکر تمہارا غلام تمہارے اونٹ پر سوار مُہری خط لیکر گیا یا رب ہمہ کہ تم واقف بھی نہین کہا
کہا واللہ نہین مین نے یہ خط لکھا اور نہ حکم لکھنے کا دیا اور نہ غلام کو مصر کی طرف بھیجا اب اسکو تحقیق ہوا کہ یہ شرارت مروان کی ہے اسکا
خط لکھا ہے لہذا مصریون نے مروان کو طلب کیا تاکہ قتل کرین چونکہ ہنوز کوئی امر موجب قصاص بحکم شرع مروان سے صادر نہین ہوا تھا
امیر المومنین نے تامل فرمایا مصریون نے باعانت و امداد بعض اہل قبائل بنی زہرہ و بنی مخزوم و بنی غفار رود لیا خانہ خلافت آپکا
گھیرا یہانتک کہ چالیس شبانہ روز پانی بند کیا اور اسقدر فرصت نہ دی کہ مسجد مین نماز ادا کرین ایک روز بلوائیون کے مقابل ہو کر
فرمایا کہ مین تمکو خدا و اسلام کی قسم دیتا ہون اور پوچھتا ہون کہ تم جانتے ہو جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ مین تشریف فرما ہو
تو سوا بیر رومہ کے آب شیرین کہین نہ تھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی بیر رومہ کو مول لیکر وقف کرے
تو اسکو بہشت مین کنوان ملیگا سو مین نے اسکو خرید کیا اور وقف کر دیا آج تم لوگ مجھے اسکے پانی سے روکتے ہو بلوائیون نے کہا یہ بات
درست ہے فائدہ رومہ بضم راء مہملہ و سکون واو ہے اور بعض نے ہمزہ سے بھی پڑھا ہے یہ ایک کنوان ہے جانب شمال مسجد قبلتین کے وادی
عقیق مین کہ اسکا پانی شیرین و لطیف و پاکیزہ تھا عوام اسکو بیر جنت بولتے تھے اسکو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے لاکھ درہم کو
خرید فرمایا تھا بعد اسکے مخاطبین بلوائیون سے کہا تم جانتے ہو کہ جب مسجد نبوی کثرت اہل اسلام سے تنگی کرنے لگی تو حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی فلان خانہ خرید کرکے آ مین ملاوے اسکو اس سے بہتر دار جنت مین ملیگا سو مین نے اُس گھر کو خرید کرکے مسجد مین
داخل کیا اور تم مجھکو اُس مسجد مین نماز پڑھنے کو روکتے ہو بولے نعم راست و درست ہے پھر فرمایا کہ تم جانتے ہو کہ حضرت رسول خدا صلعم
و ابو بکر و عمر اور مین رضی اللہ عنہم کوہ ثبیر بفتح المثلثہ و کسر الباء الموحدۃ و سکون التحتیہ یعنی پہاڑ مکہ پر تھے دفعۃً پہاڑ نے حرکت کی
یعنی خوشی سے کہ بعض پتھر اسکے گرے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیر دھمکا کر فرمایا اسکن ثبیر فانما علیک نبی و صدیق و شہیدان
یعنی ٹھہر جا کوہ ثبیر خبر این نیست کہ تجھ پر پیغمبر و صدیق و دو شہید ہین بلوائیون نے کہا درست ہے تب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے
فرمایا اللہ اکبر ان لوگون نے میری شہادت پر گواہی دی اور تین بار اسی کلام کو باواز بلند فرما کر اپنے مقام پر تشریف لائے
کلمہ اللہ اکبر بنا بر زیادتی مبالغہ ثبوت حجت مین بولتے ہین اس حدیث مین شہیدان سے مراد شہید حقیقی ہین کہ مقتول ہوئے یا
زخم سے وفات پائی ہو قریب ترا ثر جراحت سے نہ شہید حکمی پس وارد نہین ہوتا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم و امیر المومنین ابو بکر بھی
شہید ہین اسلیے کہ سبب آنکی موت کا عند البعض وہی اثر زہر قدیم کا تھا اخبار الدول مین ہے کہ ابو امامہ باہلی کہتے تھے کہ جب حضرت
عثمان رضی اللہ قید ہوئے تو مین بھی گھر کے اندر تھا سو مین نے سنا کہ حضرت عثمان نے فرمایا قریب ہے کہ مجھکو قتل کرین اور مین نے پیغمبر خدا
صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ حلال نہین ہوتا خون کسی مسلمان کا مگر تین سبب سے اول ارتداد دوم زنا بعد الاحصان سوم قتل النفس
ناحق مگر ان اسباب ثلاثہ سے کوئی سبب مجھمین پایا نہین جاتا ہے پھر کیونکر مارینگے روایت ہے کہ جب حضرت امیر المومنین عثمان کو
پیاس کی شدت ہوئی تو آنجناب نے چھت پر کھڑے ہو کر پوچھا علی مرتضی تم مین ہین بلوائیون نے کہا علی مرتضی نہین ہین

فرمایا سعد بن ابی وقاص ہیں بولے وہ بھی نہیں ہیں ناچار ساکت ہوئے پھر فرمایا بھلا کوئی ایسا بھی ہے کہ علی مرتضی سے جاکر کہے
کہ مجھے پانی پلائیں کوئی بھی نہ بولا لیکن جناب ولایت مآب کو خبر ہوگئی آنجناب نے ایک مشکیزہ وبروایتے تین مشکیزے
آب شیرین ولطیف سے بھروا کر بھیجے بلوائیون نے امیر المومنین تک پہونچنے نہ دیئے مگر ترجمہ صواعق محرقہ میں ہے کہ مولی
بنی ہاشم وبنی امیہ نے کمال جد وجہد سے وہ پانی خلیفہ برحق تک پہونچایا ایک روایت سے ثابت ہے کہ جب حضرت امیر المومنین
یعسوب المسلمین علی ابن ابیطالب کرم اللہ وجہہ کو اطلاع ہوئی کہ حضرت عثمان محاصرے میں ہیں اور بلوائیون کا ارادہ
شہید کرنے کا ہے تو آنجناب نے عمامہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سر سے باندھا اور تلوار ہاتھ میں لیکر بیرون دولتخانہ تشریف لائے
اور حضرت حسنین جگر گوشگان رسول الثقلین صلوٰۃ اللہ علیہم کو پیش پیش کیا اور عبد اللہ ابن عمر وغیرہ اصحاب مہاجرین و
انصار کو ساتھ لیا اور جانب خانہ حضرت عثمان تشریف لیچلے اور دروازہ حضرت امیر المومنین پر پہونچے اور گھر کے اندر ملاقات کرکے
کہا السلام علیک یا امیر المومنین تم امام وقت ہو خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تین امر سے ایک اختیار کرو یا تو اپنے گھر سے
باہر نکل کر قتال کرو کہ ہم بھی شریک ہیں خواہ دروازہ دوسری طرف توڑکر مکہ معظمہ کو چلے جاؤ یا جانب شام معاویہ کے
پاس تشریف لیجاؤ امیر المومنین نے کسی امر کو منظور نہ فرمایا ہر سہ سخن میں عذرات اور وجوہ اور دلائل قویہ بیان فرمائے ناگزیر
جناب امیر نے مراجعت فرمائی اور صحیح یہ ہے کہ مغیرہ بن شعبہ نے یہ کلام کیا ہے چنانچہ ترجمہ صواعق محرقہ میں لکھا ہے کہ جب مغیرہ نے
تینون سخن عرض کیے تو سخن اول کا جواب امیر المومنین نے یہ دیا کہ میں نہیں چاہتا ہون کہ اول خون ریز مسلمانان امت محمدیہ
علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کا میں ہون اور سخن دوم کا یہ جواب دیا کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے فرماتے تھے
کہ عدول کریگا ایک شخص مکہ معظمہ میں نصف عذاب عالم کا اسپر ہوگا سو میں نہیں چاہتا ہون کہ وہ شخص میں ہون اور
تیسری بات کا یہ جواب دیا کہ میں نہیں چاہتا ہون کہ دار ہجرت ومجاورت رسول خدا ترک کرکے شام کی طرف جاؤن بالجملہ
حضرت علی مرتضی کا تشریف لیجانا بعد محاصرہ بروایات صحیحہ ثابت نہیں ہوتا لیکن آنجناب نے حضرت حسنین کو مع قنبر مولی کے اور
طلحہ وزبیر وغیرہ اصحاب نے اپنے اپنے بیٹون کو دروازے حضرت عثمان پر بھیجا اور تاکید شدید کردی کہ بلوائی اوباش
اندرون خانہ نہ گھسنے پائیں چنانچہ ان بہادرون نے درآمد خانہ سے باز رکھا تو بلوائیون نے تیر اندازی شروع کی کہ روئے مبارک
حضرت سبط اکبر یعنی امام حسن علیہ السلام خون آلودہ ہوگیا اور مروان اندر گھر کے مجروح ہوگیا اور محمد ابن ابی طلحہ بھی زخمی ہوئے
اور قنبر مولی آ شیر خدا نے بھی سر پر چوٹ اٹھائی لیکن دخول خانہ سے باز رکھا محمد بن ابی بکر نے کہ اوباش چالاک فتنہ انگیز تھا دیکھا
کہ حضرت حسنین فرزندان رسول الثقلین کے سبب سے بنی ہاشم فساد وفتنہ برپا کرینگے کام بگڑ جائیگا چالاکی کرکے دو مصریون کو ہمراہ لیکے
دوسری جانب سے ایک پڑوسی انصاری کے گھر میں ہوکر حضرت عثمان کی حویلی میں کود پڑا آنجناب اسوقت کلام اللہ پڑھتے تھے
اور زوجہ عثمان مسماۃ نائلہ بیٹھی تھیں سو محمد بن ابی بکر نے ریش مبارک پر ہاتھ ڈالا حضرت امیر المومنین نے کہا یہ حرکت اگر تیرا باپ دیکھتا
تو بد جانتا اسنے اپنا ہاتھ کھینچ لیا مصریون نے شہید کیا بعد اسکے تینون بلوائی مفتن ہی فتنہ انگیز اسی راہ سے نکل گئے

نام مصریون کا بعض کہتے ہین یا دین عباس و سودان ابن عمران اور بعضے عمرو بن الحمق و عمر بن صالی اور بعضے سودان و قشیر
کہتے ہین اور بعضے کہتے ہین دونون مصری وہ تھے جنکے قتل کا اشارہ مروان نے کیا تھا اور بعضے اسود تیمی کو بیان کرتے ہین جو اصح
اور اسوقت بسبب تنہائی حضرت خلیفہ ثالث کا یہ تھا کہ جو لوگ آپکے مملوک وغیرہ تھے وہ سب پشت پر تھے انکو خبر نہوئی اور حضرت
عثمان کی بی بی نے ہرچند شور و غل کیا لیکن حویلی بہت بڑی تھی اور دار الخلافہ مین شور و ہنگامہ اور مقابلہ ہو رہا تھا کسی نے
آواز انکی نہ سنی آخر کار چھت پر چڑھین اور شہادت خلیفہ سے آگاہ کیا کہ دروازے سے لوگ اندر آئے بعد ازان حضرت علی کو
اطلاع ہوئی وہ بھی مع طلحہ و زبیر و سعد بن ابی وقاص وغیرہ تشریف لائے اور ترجیع کرکے ایک طمانچہ حسن کے منھ پر لگایا حسین کے
چھاتی پر مارا اور محمد بن طلحہ اور عبد اللہ بن زبیر کو سخت سست فرما کر ارشاد کیا کہ یہ لوگ کسطرح گھر مین داخل ہوے
جب کہ تم دروازے پر تھے پھر اسی حالت مین مکان پر تشریف لائے لوگون نے یورش کی اور کہا کہ ہم تمسے بیعت
کرتے ہین اپنا ہاتھ بڑھاؤ فرمایا مین شرم کرتا ہون کہ بیعت کرون قاتلان عثمان سے اور حیا آتی ہی اللہ سے کہ مین بیعت
کرون اور عثمان دفن نہین ہوے ناچار سب چلے گئے اور پھر آئے تو فرمایا جسپر اہل بدر اتفاق کرینگے وہ خلیفہ ہوگا
چنانچہ اول برضا و رغبت اہل بدر نے بیعت کی بعد ازان اور لوگون نے اور مروان بغیبت مع اپنے بیٹے کے مفرور ہوا اور
آنجناب زوجۂ عثمان کے پاس تشریف لائے اور پوچھا کسنے عثمان کو قتل کیا اسنے عرض کیا کہ مین نہین جانتی ہون اتنا معلوم ہے
کہ محمد بن ابی بکر اور دو شخص اور جنکو مین نہین پہچانتی گھر مین آئے پھر محمد کو طلب فرمایا اور اظہار زوجۂ عثمان کا بیان کیا محمد نے
کہا وہ سچ کہتی ہین واللہ مین دار عثمان مین گیا تھا اور قصد قتل رکھتا تھا مگر عثمان نے میرے باپ کا ذکر کیا تو مین نے توبہ کی
واللہ مین نے نہین مارا زوجۂ عثمان نے کہا یہ سچا ہے لیکن یہی شخص دو شخصون کو لیگیا تھا پس اور وہ دو شخص سودان
بن حمران اور قشیر تھے بروایت صحیحہ انھین نے شہید کیا اور غلامان عثمان نے انکو مار ڈالا کرمانی مین لکھا ہے کہ تاریخ ہیجدہم ذیحجہ
بعد العصر روز جمعہ سال سی و پنجم [٣٥] ہجری مین تلاوت قرآن شریف مین جب آیۂ کریمہ فسیکفیکہم اللہ پر پہونچے تو اوباشون نے
شہید کیا اور اثاث البیت لوٹ لیا اور لاش پڑی رہی بلوائیون کے خوف سے دفن نہوئی شب شنبہ کو جب اوباش لوگ
سو رہے تو زبیر ابن العوام اور حکیم بن حزام اور مسور بن مخرمہ اور جبیر بن مطعم و ابو جہیم بن حذیفہ بدری اور نیار بن مکرم اور
عمرو بن عثمان نے خون آلودہ کپڑون مین بدستور شہدا بعد نماز جنازہ دفن کیا اور ایک روایت ہے کہ تین دن لاش
پڑی رہی حضرت امیر المومنین کرم اللہ وجہہ اہل فتنہ سے اجازت لی اور جنت البقیع مین دفن کرنا چاہا بلوائیون نے روکا
ناچار گورستان مسلمین اور جہودان مین دفن کیا امیر معاویہ نے اپنی حکومت مین ایک دیوار کھینچ کر مقبرۂ مسلمین مین داخل کردیا
اور حضرت شیخ عبد الحق محدث جذب القلوب مین لکھتے ہین کہ ابن شیبہ نقل کرتے ہین کہ حضرت عثمان رض نے حضرت عائشہ صدیقہ سے
اپنی حیات مین اجازت اپنے دفن کی حجرۂ مبارک سید عالم مین لی تھی جب انکے دفن کا ارادہ کیا تو مصریون نے روکا
اور نماز جنازہ بھی پڑھنے نہ دیتے تھے اور دفن کرنے سے قطعا روکتے تھے ام المومنین ام حبیبہ یہ قصہ سنکر دروازۂ مسجد پر آئین

اور فرمانے لگیں کہ تم لوگ ہٹ جاؤ واللہ میں دفن کرونگی ورنہ میں باہر نکلی آتی ہوں اور کشف ستر رسول اللہ کرتی ہوں
تب مفسد باز آئے اور اُسی رات کو جسکے دن میں شہید ہوئے جبیر ابن مطعم وغیرہ اصحاب کرام نے جو اول بیان ہوئے ہیں لاش کو
اُٹھا کر بقیع میں لے گئے مفسدوں نے منع کیا آخر کو حسن کوکب میں لے گئے اور جبیر بن مطعم نے نماز جنازہ پڑھی اور اُسی جگہ قبر کھود کر
دفن کیا اور ایک دیوار قبر پر گرا کر اُنکے مدفن کو پوشیدہ کر دیا حسن کوکب ایک جگہ ہے بقیع سے باہر بطور بستان پورب طرف
امان بن عثمان کا وہاں لوگ دفن کرنے سے کراہیت کرتے تھے نقل ہے کہ ایک روز حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اُس جگہ کھڑے تھے
اور فرماتے تھے کہ ایک مرد صالح ہلاک ہوگا اور یہاں دفن کیا جائیگا اس جہت سے یہ جگہ آدمیوں کو مانوس ہو جائیگی پس اول
جو شخص یہاں دفن ہوا حضرت عثمان تھے بعد ازاں مروان نے کہ حکومت معاویہ میں عامل مدینہ تھا اس جگہ کو بقیع میں داخل کیا
اور جس پتھر کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی قبر پر بطور علامت رکھا تھا اور فرمایا تھا کہ واجعلنا
للمتقین اماما اُسکو اُٹھا کر حضرت عثمان کی قبر پر رکھدیا اور حکم دیا کہ لوگ انھیں گرد اپنے مردوں کو دفن کیا کریں اور روایت ہے
کہ ایام محاصرہ میں اکثر اصحاب مہاجر و انصار اور موالی حضرت عثمان اجازت مقاتلہ اہل بغی و طغیان چاہتے تھے مگر
حضرت عثمان نے اجازت نہ دی مدت خلافت بارہ برس کی مقدار تھی اور عمر بیاسی برس کی از روئے کتب جامع تواریخ و نیز دیگر تواریخ
دریافت ہوتی ہے کہ حضرت ذی النورین رضی اللہ عنہ کی حالت اسلام اور کفر میں آٹھ بیبیاں ہوئیں حضرت رقیہ بنت رسول مقبول
صلی اللہ علیہ وسلم ام کلثوم بنت حضرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم نائلہ بنت مروان ام عمرو بنت جندب فاطمہ دختر ولید ام البنین
دختر عتبہ رملہ دختر سعید نامکہ دختر عبد العزی اور اولاد ذکور گیارہ عمرو عبد اللہ اکبر عبد اللہ اصغر ابان خالد سعید عتبہ ولید
شیبہ مغیرہ عبد الملک اور اولاد اناث چھ مریم ام سعید عائشہ ام العیان ام عمر ام البنین اور عمال کی تفصیل یہ ہے
عبد اللہ حضرمی مکہ معظمہ میں قاسم بن ربیعہ طائف میں معلی بن امیہ یمن میں عبد اللہ عامر بصرہ میں ابو موسی اشعری کوفہ میں معاویہ
بن ابو سفیان دمشق میں عبید اللہ بن خالد حمص میں علقمہ بن الحکم فلسطین میں اشعث بن قیس آذربائجان میں صائب بن اقرع
اصفہان میں بشیر بن امیہ ہمدان میں سعد بن قیس رے میں احنف خراسان میں زید بن ثابت قاضی مدینہ منورہ ابو ہریرہ قاضی
مکہ مکرمہ ابو درداء قاضی شام رضی اللہ عنہم مروان کاتب حاجب شرطہ عبد اللہ بن [illegible] تمیمی رضی اللہ عنہ یہ سب اٹھارہ ہوتے ہیں
چوتھے حضرت امیر المومنین علی بن ابیطالب رضی اللہ عنہ آنجناب ولایت مآب خلیفہ چہارم ہیں انکو بسبب زوجیت سیدۃ النساء حضرت
فاطمہ زہرا علیہا السلام کی شرف مصاہرت حاصل ہوا ائمہ حدیث کے نزدیک تولد آپکا کعبہ میں ہوا ہے اہل تحقیق کے موافق
تاریخ تیرھویں رجب یوم جمعہ تھا اور واقعہ اصحاب فیل سے تیس برس گذر چکے تھے انہی دنوں ابوطالب سفر میں تھے آپکی والدہ فاطمہ
بنت اسد بن ہاشم نے نام اسد رکھا اسی کے معنوں پر آپکو حیدر کہتے ہیں چنانچہ خود حضرت شیر خدا رجز میں فرماتے تھے انا الذی
سمتنی امی حیدرہ پھر جب ابوطالب سفر سے آئے تو علی نام رکھا اور جب ولایت مآب چلنے پھرنے لگے تو ابوطالب کے ایما سے حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں رہنے لگے اور جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خلعت نبوت پہنایا گیا تو بعض کے نزدیک ولایت مآب

دس خواہ بارہ برس کے تھے اور صحیح یہ ہے کہ سات برس کے تھے جس وقت حضرت محبوب رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی نبوت ظاہر کی
حضرت یعسوب المسلمین سرور اولیا نے بلا تامل قبول کی صحیح یہ ہے کہ دوشنبہ کو حضرت سرور کائنات نبی ہوئے اور منگل کو آپ ایمان لائے
مناقب مرتضوی کے بیان سے زبان قلم قاصر اور ادراک اہل ادراک اُسکے دریافت سے عاجز آنجناب باتفاق اہل کشف اور کرامت
اور باجماع اہل فنا اور بقا سرور اولیا ہیں قاضی ثناء اللہ پانی پتی نے سیف المسلول میں لکھا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کے وقت سے
خاتم الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے تک حاصل ہونا منصب ولایت کبریٰ کا منحصر بر فیض اقدس روح پاک علی مرتضی کے
رہتا چلا آیا ہے اور اسی منصب روح پاک حضرت غوث الثقلین شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے متعلق ہوا اور تا ظہور
حضرت امام مہدی علیہ السلام اسی طرح رہیگا الغرض مناقب بقول ائمہ حدیث حضرت ولایت مآب کے بکثرت ہیں کہ اور کسی کے
حق میں نہیں منجملہ متواترات یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا علی منی وانا منہ یعنی علی مجھسے ہے اور میں علی سے ہوں
شاید مراد یہ ہے کہ علی کا کمال مجھسے ہے اور میرا کمال علی کے سبب سے عالم میں ظاہر ہوگا اور باقی رہیگا اور میری اولاد اسی سے
چلیگی پھر فرمایا اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ یعنی جو اُنسے محبت رکھے تو اُس سے محبت رکھنا اور جو انسے عداوت رکھے تو
اُس سے عداوت رکھنا یہاں سے ظاہر ہوا کہ محبت حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی مسلمان کا ایمان ہے اور عداوت موجب کفر و خذلان
ہے من کنت مولاہ فعلی مولاہ یعنی میری و علی کی موالات ایک ہی ہے جسکو انسے موالات نہیں ہے اُسکو مجھسے بھی نہیں ہے پس جسطرح
بدون موالات مصطفوی ولایت الٰہیہ کا حاصل ہونا محال ہے اُسی طرح بدون ولاے مرتضوی بھی وہ ولایت نہیں حاصل ہوسکتی
ازانجملہ فرمایا کہ علی سے محبت رکھنا ایمان کی علامت ہے اور بغض رکھنا علامت نفاق ہے چنانچہ جامع ترمذی میں ابو سعید خدری
رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم گروہ انصار اسی بات سے منافقوں کو پہچانتے تھے کہ وہ علی مرتضی سے بغض رکھتے تھے یعنی حضرت
سرور کائنات سے جو انکو بغض تھا کھلنے نہیں پاتا تھا اگر علی مرتضی کی نسبت انکا خبث باطن کچھ کھل بھی جاتا تھا ازانجملہ حضرت نے فرمایا
کہ جو چیز میں نے اپنے لیے خدا سے مانگی وہ علی مرتضی کے واسطے مانگی ازانجملہ فرمایا کہ مسجد میں بحالت جنابت کسی کو آنا نہیں درست مگر
مجھکو اور علی مرتضی کو یعنی طہارت حقیقیہ روحانیہ اتنی غالب تھی کہ نجاست حکمیہ بدنیہ کے احکام مغلوب ہوگئے تھے ازانجملہ فرمایا انا مدینۃ العلم
وعلی بابھا یعنی میرا تقرب باطنی بلا تقرب علی مرتضی کے کسی کو حاصل نہوگا ازانجملہ فرمایا کہ مجھے وحی ہوئی کہ علی ابن ابیطالب قائد الغر المحجلین ہے
یعنی علی میری امت کا کھینچ لانے والا ہے جنت میں اور امام المتقین و سید المومنین ہے ازانجملہ فرمایا کہ علم میرا جسکے پیچھے قیامت کو آدم اور اولاد آدم
ہوگی علی مرتضی کے ہاتھ میں ہوگا ازانجملہ مستدرک حاکم میں ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ آنحضرت ایک دن جناب سیدہ کے گھر
تشریف لائے علی مرتضی سوتے تھے آپ نے جناب سیدہ سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ میں اور تو اور یہ جو سوتا ہے اور حسنین قیامت کو ایک ہی
مکان میں ہونگے ازانجملہ جامع ترمذی میں ہے کہ آنحضرت نے ایک دن حسنین علیہما السلام کا ہاتھ پکڑکر فرمایا جسکو مجھسے اور ان دونوں سے
اور انکے والدین سے محبت ہوگی وہ قیامت کو میرے پاس ہوگا ازانجملہ یہ کہ حضرت فاروق اعظم دعا مانگا کرتے تھے کہ الٰہی ایسا نہو کہ
کوئی مشکل آپڑے اور علی ابن ابیطالب میرے پاس نہوں یہاں سے ظاہر ہے کہ علی مرتضی کا لقب مشکل کشا حضرت عمر کے کلام سے نکالا گیا ہے

جسکا ظہور اتبک چلا آتا ہی ازانجملہ حضرت عمر نے اکثر فرمایا کہ لولا علی لہلک عمر ازانجملہ مستدرک حاکم مین روایت ہی کہ آنحضرت نے فرمایا
انظر الی وجہ علی عبادۃ ازانجملہ ابوہریرہ سے روایت ہی کہ جناب سیدہ نے زمانۂ مناکحت کے بعد آنحضرت کے حضور مین عرض کیا کہ مفلس آدمی
آپ نے میرا ساتھ کیا حضرت نے فرمایا کیا تو خوش نہین اس بات سے کہ اللہ تعالے نے برگزیدہ کیا تمام روے زمین سے تیرے باپ کو
اور تیرے شوہر کو ازانجملہ حاکم نے احمد ابن حنبل سے روایت کی ہی کہ ما جاء لاحد من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من الفضائل
ما جاء لعلی ابن ابیطالب جب عمر شریف ستائیس یا اٹھائیس برس کی پہونچی تو ہجرت نبوی سے تیسرے یا دوسرے سال آپکی شادی جناب بضعۃ الرسول
سیدۃ النساء فاطمۃ الزہرا علیہا السلام کے ساتھ ہوئی کہ حال تفصیلی اسکا ذکر حضرت فاطمہ مین لکھا گیا ہی اور تھے آنجناب میانہ قد اور
رنگ مبارک گندم گون دور سے سبزہ رنگ اور نزدیک سے سرخ و سفید معلوم ہوتے تھے قدمین فی الجملہ قصیر تھے اور کشادہ دہن بدن پر
بال بکثرت اور چہرہ روشن بزرگ جسم عظیم البطن خندہ دہن ہمچو ماہ لیلۃ البدر آنکھین بڑی بڑی نہایت روشن سیاہ اور لحیۂ شریف
مثل لحیہ مبارک حضرت سرور کائنات انبوہ تھی ضرورت خضاب کی نہین ہوئی مگر کبھی کیا بھی ہی اور کلائیان اور ہاتھ زبردست نہ کوئی
جسکو پکڑ لیتے وہ سانس نہ لے سکتا تھا اور بدن مبارک گٹھا کسا ہوا جیسا محبوب رب العالمین کا بدن اقدس تھا اور رفتار شریف
مشابہ رفتار رسول اللہ یعنی قدم جمائے چلنا اور چال مین صفائی معرکہ کارزار مین بہت ہی سرعت و چستی سے چلتے اور دل بہت قوی رکھتے
اور جو آپکا سامنا کرتا اُسپر آپ ہی غالب آتے اور کسی کی کچھ پروا نہ رکھتے اور اپنے ارادے و داعیہ کے گذرنے مین کبھی نہ ڈرتے
اور شدت گرما اور شدت سرما دونون آپکی نسبت برابر تھے اگر چاہتے تو گرمیون مین لباس سرما پہنتے اور اگر چاہتے تو جاڑون مین
لباس گرما القاب آنجناب جو حضرت رسول خدا کے مقرر کیے ہوے بہت ہین ازانجملہ سید یعنی اولیاء کاملین کے سردار اور افسر اور یعسوب المسلمین
یعنی بادشاہ ان لوگون کے جنسے شیرینی فیضان غیب کی بندگان خدا کو پہونچتی ہی اور بیماران دل کو انسے شفائے کلی حاصل ہوتی ہی اور اسد اللہ
یعنی راہ حق مین کسی سے نہین ڈرتے اور انسے سبقت رکھتے ہین اور ابوتراب یعنی خاکساران راہ خدا کے سید و سرمنشا اور مظہر عجائب اور
اور جناب ولایت مآب جتنا اس لقب سے خوش ہوتے تھے اُتنا اور لقب سے نہین جسطرح آنحضرت لقب اُمی سے مسرور ہوتے تھے اس لقب کا
شان نزول بخاری شریف اور مسلم وغیرہ سے یون ظاہر ہوتا ہی کہ ایک دن حضرت سید المرسلین خاتون جنت کے گھر مین جلوہ فرما ہوے اور
علی مرتضی کو پوچھا جناب سیدہ نے عرض کیا کہ مجھسے غصہ ہو کر باہر چلے گئے ہین اور آج یہان قیلولہ نہین کیا جناب رسالت مآب نے دریافت کروایا
تو معلوم ہوا کہ مسجد مین سوتے ہین تو آنجناب تشریف لائے دیکھا کہ حضرت شیر خدا انھین خاک پر جہان کچھ نہ بوریا کروٹ لیے سوتے ہین
اور چادر گر گئی ہی اور بدن مبارک خاک آلودہ ہو رہا ہی حضرت نے فرمایا قم یا ابا تراب اُسی دن سے یہ کنیت ہو گئی بعضے اہل تحقیق اس نام مین
اشارات دقیقہ نکالتے ہین چنانچہ فقیر نے اپنے بزرگون سے سنا ہی کہ درویشی چیست خاکیست بیختہ و آبے برو ریختہ نہ کف پا را دردے
و نہ پشت پا را ازو گردے اور حضرت جو اس لقب سے خوش ہوتے تھے اسکی وجہ یہ معلوم ہوتی ہی کہ یہ مرتبہ کمال عبودیت کا ہی اور عبودیت مین
جسقدر کمال ہوتا ہی اُسی قدر تجلیات الٰہیہ کا اسمین ظہور کامل ہوتا ہی پس ابوتراب یعنی اصل فنا ہوا اور حضرت امیر اصل و مرجع
منتہی سلاسل فقرا ہین شیخ محمد بکری بعضے حالات مین فرماتے تھے سبحان اللہ آدم من التراب و علی ابو التراب اور ایک لقب آپکا

ذو الاذن الواعیہ ہے یعنی صاحب گوش شنوا کہ شان نزول اسکا قصہ حضرت نوح میں بیان کیا گیا ہے اسی طرح لقب آپکا امین و شریف
و ہادی و مہدی و ابو الریحانتین بھی ہے الغرض مناقب و مناصب و عجائب و غرائب و کثرت علم و ورع و زہد و تقویٰ و فرط شجاعت
آنجناب اشہر و اظہر من الشمس ہے طاقت بیان نہیں ہے اول خلیفہ ہاشمی آنجناب ہیں و اول من اسلم من الصبیان ولایت مآب چنانچہ
بروز دوشنبہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث بہ نبوت ہوئے و سہ شنبہ کو آپ ایمان لائے اور کسی غزوہ میں حضرت سے علحدہ نہیں ہوئے مگر
جنگ تبوک میں کہ ان دنوں خلیفہ مدینہ تھے اور اکثر غزوات میں علم محمدی آپکے پاس تھا کما رواہ احمد فی المناقب اور بہادری آپکی غزوہ خیبر میں
اور جنگ خندق اور احد میں دیکھنا چاہیے اور پانسو چھیاسی حدیث کی روایت آنجناب سے ہے اور خاتم مبارک چاندی کی تھی اور نقش اسپر الملک للہ
کندہ تھا جس دن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شہید ہوئے اسکے صبح کو آنجناب خلیفہ ہوئے اور جمیع اصحاب مدینہ نے بیعت کی مگر طلحہ و زبیر نے بیعت بلا طوع
و رغبت کی تھی بعد اسکے جانب مکہ گئے اور حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ کو ہمراہ لیکر جانب بصرہ آئے اور خون حضرت عثمان کے دعویدار ہوئے
کہ حضرت امیر المومنین اس خبر کو سنکر جانب عراق تشریف لے چلے اور طلحہ اور زبیر و عائشہ رضی اللہ عنہم سے ملاقات ہوئی یہی واقعہ جمل ہے
اور طلحہ و زبیر شہید ہوئے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اس خطا سے تائب ہوئیں یہ معاملہ سال چھتیس ہجری میں واقع ہوا اور اس معرکہ میں
تیرہ ہزار آدمی مارے گئے پھر پندرہ دن ولایت مآب نے بصرے میں اقامت فرمائی بعد ازاں کوفے میں تشریف لائے پھر معاویہ
ابن ابی سفیان نے شام سے خروج کیا یہ خبر سنکر آنجناب بھی اسکی طرف تشریف لے چلے صفین میں لڑائی ہوئی یہ واقعہ سینتیس ہجری میں ہوا
اسی معرکہ میں عمرو ابن عاص نے از رہ کید قرآن شریف کو درمیان میں کیا تب لڑائی بند ہوئی اور صلح ہو گئی اور جانب حضرت علی مرتضیٰ سے
ابو موسیٰ اشعری اور طرف معاویہ سے عمرو ابن عاص حکم ہوئے انھوں نے فیصلہ کر دیا کہ معاویہ شام کو گیا اور حضرت امیر المومنین یعسوب المسلمین
اسد اللہ الغالب کوفے میں جلوہ فرما ہوئے پس ازان خوارج نے خروج کیا کہ فسادات انکے کتب سیر میں مذکور ہیں علامہ سیوطی نے تاریخ خلفا میں
لکھا ہے کہ تین خارجیوں نے مکہ معظمہ میں عہد و پیمان باہم کیا کہ تین شخصوں کو قتل کرینگے عبد الرحمن ابن ملجم ملعون نے کہا کہ میں علی ابن ابیطالب کو
شہید کرونگا اور برک ابن عبد اللہ تمیمی نے کہا میں معاویہ ابن ابی سفیان کو مارونگا اور عمرو ابن بکر تمیمی نے عہد کیا کہ میں عمرو ابن عاص کو
قتل کرونگا چنانچہ برک نے تلوار معاویہ کے ماری وہ رگ میں لگی اور عرق نکاح کٹ گئی کہ پھر اولاد نہوئی اور عمرو ابن بکر عمرو ابن عاص کے مارنے کو
مسجد میں آیا لیکن عمرو ابن عاص کے رات کو درد پیٹ میں تھا کہ وہ نماز صبح کو نہ آیا ایک مرد بنی سہم نے نماز پڑھائی عمرو ابن بکر نے اسی کو مار ڈالا
اور ابن ملجم ملعون نے حضرت ولایت مآب کو شہید کیا کذا فی اخبار الدول در قصہ شہادت کا یوں واقع ہوا کہ عبد الرحمن مردود کہ درحقیقت عبد الشیطان تھا
ایک عورت مسماۃ قطام خارجیہ کہ فیہ پر جو کہ حسن صورت و خبث سیرت میں فتنہ روزگار تھی عاشق ہوا اور باپ اس قطامہ کا جنگ نہروان میں مع برادر کے
بھائی یعنی جناب ولایت مآب کے ہاتھ سے مارے گئے تھے اسکو رنج تھا جب یہ ملعون بدبخت اسپر شیفتہ و فریفتہ ہوا اور پیغام سلام و وصال کا
ہونے لگا اُسنے کہا کہ تو ایک فرمائش میری بجالا تو سرچشمۂ وصال سے سیراب ہو اور وہ فرمائش یہ ہے کہ علی مرتضیٰ خلیفہ رسول خدا کو
قتل کر یہ لعین اس امر خطیر پر مستعد ہو گیا اور اس قطامہ نے اپنے ابن عم وردان نامی خارجی کو بھی ابن ملجم کا رفیق کیا اور ابن ملجم نے ایک اور اپنے
ہم مذہب شبیب ابن بجرہ اشجعی کو ہمداستان کیا اور باہم مشورہ کرنے لگے شبیب نے کہا کہ اسکا مقدور ہے اور کون ایسا دل و جگر رکھتا ہے جو علی پر

ہاتھ ڈالدیتے انکی ہیبت و جلال سے شجاعان عرب کانپتے ہین ابن ملجم نے کہا وہ تو بیکسون کی طرح رہا کرتے ہین اور اندھیرے مین مسجد مین آیا کرتے ہین
آپکے حضور مین دو دربان چوکی پہرہ نگہبان کچھ بھی نہین رہتے انکو مارڈالنا کتنی بڑی بات ہے الغرض ابن ملجم نے ایک تلوار ہزار درم کو مول لی
اور اسکو زہر آلود کروائی ایک شخص نے پوچھا یہ کسواسطے اُسنے فرط غیظ مین کہا کہ اللہ کر اس سے مارنا منظور ہے اُس شخص کا جسکی داستان عرب و عجم مین
مشہور ہین لوگ سمجھ گئے بعضون نے جناب ولایت مآب کے حضور مین خبر پہونچائی آپ نے خود بھی مژدہ وصال کے شوق مین پوچھ بھیجا کہ تونے تلوار کیون
زہر آلودہ کروائی ہے اُسنے کہلا بھیجا کہ اپنے اور تمہارے دشمن مارنے کو پھر آنحضرت نے کچھ تعرض نہ کیا پھر ماہ رمضان شریف مین ہوا اور جناب مرتضوی
اُس رمضان مین ایک روز حضرت امام حسن کے دولتخانہ مین روزہ افطار فرماتے اور ایک روز حضرت امام حسین کے گھر اور ایک روز عبداللہ ابن جعفر
طیار کے یہان اور تین چار لقمون سے زیادہ تناول نہ کرتے اور ہر وقت یہ معلوم ہوتا تھا کہ آپ آمادہ سفر ہین اور تاریخ رحلت کی آپکو انتظار ہے
اور ابن ملجم کوفے مین جب آیا تو کبھی کبھی جناب امیر کے حضور مین بھی آتا اور بیت المال سے کچھ مانگ بھی لیجاتا تھا اور آنجناب بعض اوقات
فرماتے تھے کہ جسکو رسول اللہ نے اس امت کا اشقی الناس کہا ہے وہ یہی ابن ملجم ہے چنانچہ ایک دن آپکے حضور سے کچھ مانگ کر لے چلا اُسوقت
آپ نے فرمایا کہ واللہ میرا قاتل یہی ہے جانثارون نے عرض کیا کہ اگر حکم دیجیے تو ہم اُسے مارڈالین حضرت نے فرمایا کہ اگر وہ مارا جائیگا
تو مجھے کون ماریگا اور فرمایا کہ قبل وقوع جرم سزا دینی نہین پہنچتی اور بعض اوقات شوق شہادت سے فرماتے کہ کون چیز مانع ہے میری
داڑھی کے خون سے رنگنے والے کو کہ وہ آتا نہین اور کاہے فرماتے کمال تمنا سے کہ وہ دن کون ہوگا کہ بدبخت ترین اس اُمت کا اپنا کام
تمام کرے یہ اشارہ اُس طرف ہے جو کہ مسند امام احمد وغیرہ کتب معتمدہ حدیث مین وارد ہے اور مسند امام احمد و مستدرک حاکم مین عمار ابن یاسر سے
مروی ہے اور ابو یعلی و طبرانی نے عثمان ابن صہیب رومی اور خود جناب امیر سے اور جابر ابن سمرہ رضی اللہ عنہم سے روایت کی ہے کہ جناب
رسالت مآب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کئی بار فرمایا کہ اگلی اُمتون سے بڑا بدبخت مرد سرخ رنگ قدآور اپنی سالف تھا جسنے ناقہ صالح
علیہ السلام کو بے سپر کیا یعنی کونچے اُسکے کاٹ ڈالے اور اس اُمت مین بڑا بدبخت وہ شخص ہے جو محاسن یعنی ریش علی مرتضی کو خون سے
آلودہ کریگا یعنی انکو شہید کریگا چونکہ حضرت ولایت مآب کو اپنی شہادت پر بسبب ارشاد رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم یقین واثق تھا لہذا
شب نوزدہم رمضان شریف آنجناب بار بار اُٹھ اُٹھ آسمان کو دیکھتے اور فرماتے تھے کہ واللہ مین نے جھوٹ نہین کہا اور نہ مجھسے کہنے والے
نے جھوٹ کہا ہے یہ وہی رات ہے جسکا مجھسے وعدہ ہے حضرت امام حسن علیہ السلام فرماتے ہین کہ اس رات کو جناب ولایت مآب فرماتے تھے کہ آج کی
رات مین نے پیغمبر خدا کو دیکھا کہ میرے منتظر ہین اور ترجمہ صواعق مین ہے کہ حضرت امیر نے فرمایا حسن سے کہ آج کی رات مین نے حضرت صلعم کو خواب مین
دیکھا اور جو کچھ امت سے مجھے پہونچا تھا بیان کیا حضرت نے فرمایا انکے حق مین دعا کر اللھم ابدلنی بھم خیرا لی منھم وابدلھم لی شرا لھم منی یعنی بار خدایا
بدل دے انسے بہتر مجھکو اور بدل دے انہین ایسا شخص جو مجھسے بدتر ہو انکی نسبت اور جب صبح صادق یا کاذب نمودار ہوئی تو جناب سلطان
الولایت گھر سے باہر تشریف لانے لگے وہان بطین تھین وہ خلاف معمول چلانے لگین آنجناب نے فرمایا کہ میرے فراق مین چلاتی ہین
پس جب شاہ ولایت گوہر دریائے نبوت آفتاب برج رسالت حامل عہدہ شہادت الصلوٰۃ کہتے ہوئے لوگون کو نماز کے واسطے جگاتے ہوئے
برآمد ہوے شبیب ملعون گھات مین لگا تھا آپ پر ہاتھ چلایا مگر تلوار ستون پر پڑی ٹوٹ گئی اور وہ بھاگ گیا اور گھر مین چھپ رہا

ایک مرد بنی امیہ نے اُسکو اُسی وقت قتل کیا اُسی ستون کی آڑ مین ابن ملجم خارجی مردود لعنۃ اللہ علیہ کھڑا تھا اُسنے تلوار چلائی کہ سر مبارک پر
اُس مقام پر لگی جس جگہہ عمرو ابن عبدود کے ہاتھ کا زخم تھا جناب شیر خدا نے بفور ارشاد کیا فزت برب الکعبۃ یعنی مین نجد اپنی مراد کو
پہونچا اور بعض روایات مین ہے کہ عین نماز مین اُسنے تلوار ماری بالجملہ آپکو مجروح اُٹھا لائے اور مسجد کے لوگون نے کہ آواز تکبیر سے جاگے تھے
ابن ملجم کو گرفتار کر لیا اور بعد تجہیز و تکفین جناب امیر علیہ السلام اُسکے ہاتھ پیر کاٹ کے جلا دیا لعنۃ اللہ علیہ علی [illegible] کذا فی اخبار الدول
اور آنجناب جب مجروح گھر مین جلوہ فرما ہوئے تو حضرت حسنین علیہما السلام کو بلا کر فرمایا کہ تقوائے الٰہی پر مضبوط رہنا اور دنیا کی طرف
متوجہ نہونا اور دنیا کے نقصان سے آزردہ خاطر نہونا اور بیکسون پر شفقت کرنا اور حق بات مین کسی کا خوف نہ کرنا اور محمد ابن حنفیہ کی
نسبت بھی فرمایا کہ تو بھی یہ نصیحت یاد رکھنا اور ان دونون بھائیون کی تعظیم و توقیر بہت کرنا یہ پیغمبر کے نواسے ہین پھر آپ مصروف
تہلیل و تسبیح ہوئے اگرچہ زخم کاری نہ تھا مگر زہر نے اثر کیا کہ اکیسوین رمضان شب یکشنبہ اس عالم ناپایدار سے نہضت فرمائے حظیرۃ القدس ہوئے
اور بعض مورخین نے لکھا ہے کہ سترھوین رمضان سنہ چالیس کو مجروح ہوئے اور اُنیسوین کو جلوہ فرمائے فردوس برین ہوئے مگر اکیسوین رمضان
سنہ چالیس ہجری اصح ہے اور حضرت حسنین علیہما السلام و عبداللہ ابن جعفر نے غسل دیا اور محمد ابن حنفیہ نے پانی ڈالا اور وہ حنوط جو حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے غسل سے باقی تھا حضرت امیر کے کام مین لگا اور تین کپڑون سے کفن دیا جسمین قمیص نہ تھا اور حضرت امام حسن نے
سات تکبیرون سے نماز پڑھی اور جسم شریف کو نجف اشرف مین جسکو نجف الحیرہ بولتے ہین اور کوفے سے نزدیک مسجد جامع سے ایک فرسنگ
حیرۃ النعمان کی راہ مین ہے دفن کیا اور مزار شریف کو بے نشان کر دیا تاکہ فرقۂ ملعونہ خارجیہ کسی طرح کی بے ادبی نہ کرین اور بعض اکابر سے
مروی ہے کہ کسی نے جناب امام حسین علیہ السلام سے پوچھا کہ جناب مرتضوی کو کہان دفن کیا آپ نے فرمایا کہ ہمنے کوفے سے ایک فرسنگ نجف الحیرہ مین
دفن کیا اور قبر شریف کو موافق آپکی وصیت کے چھپا دیا ظاہر اس وصیت کی وجہ یہی معلوم ہوتی ہے کہ جناب ولایتمآب کو جس جہت سے
ابوتراب لقب بہت خوش آیا تھا اُسی سبب سے اپنی گمنامی یہان تک پسند آئی کہ قبر کو بھی بے نام و نشان کر دینے کا حکم دیا چنانکہ اُسی کا اثر
یہ ہوا کہ خداوند تعالے نے اُس مزار کو ایسا کر دیا کہ اُسکی زیارت منجملہ اقصائے مرادات اولیاء اللہ ہوگئی اور مردان خدا کا مرکز و قرارگاہ
اور روضۂ شاہ ولایت کمال عظمت و تزئین مین ہے اور اب وسط شہر نجف اشرف مین واقع ہے کیونکہ زمان سابق مین کوفہ آباد تھا اور نجف
بیرون نجات مین واقع تھا فی الحال عمارات کوفے سے کچھ بھی باقی نہین ہے مگر وہ مسجد جسمین جناب امیر مجروح ہوئے تھے برقرار ہے اور متصل سے
تا مدفن ایک فرسنگ ہے اور محراب مین بخط جلی لکھا ہے کہ ہذا مقتل امیر المومنین علی ابن ابیطالب کرم اللہ وجہہ نقل ہے کہ یہ مسجد حضرت نوح کی
بنوائی ہوئی ہے اور بعض متاخرین اہل سیر نے لکھا ہے کہ وہان کے لوگ کہتے ہین کہ حضرت نوح اور آدم علیہما السلام کی قبر بھی اسی گنبد مین ہے
لیکن مرقد ان دونون بزرگون کے ظاہر نہین ہین عمر جناب ولایتمآب کی ترسٹھ برس کی ہوئی اور بعضے کہتے ہین کہ وقت شہادت
آنجناب چونسٹھ برس کے تھے اور بعضے کہتے ہین پینسٹھ برس کے تھے اور بعضے کہتے ہین کہ آنجناب وقت شہادت اڑسٹھ برس کے تھے مگر
صحیح و معتمد علیہ یہ ہے کہ وقت شہادت ترسٹھ برس کے تھے اور مدت خلافت چار برس نو مہینے ایک دن اور مدت اقامت مدینہ چار ماہ بعد ازان
جانب عراق نہضت فرما ہوئے اور اُنیس [illegible] خلافت ہین تھین اور جناب ولایتمآب کے سولہ بیٹے اور اسی قدر بیٹیان تھین

اور بعضے اہل سیر نے اٹھائیس بچے بیان کیے ہیں مگر از روے تحقیق بعضے اہل سیر واضح ہو کہ آپکی بیبیاں نو تھیں اور انسے پندرہ لڑکے اور
سترہ لڑکیاں ہوئیں نام انکے یہ ہیں حضرت فاطمہ زہرا علیہا السلام کہ آپکی حیات میں حضرت امیر نے دوسرا نکاح نہیں فرمایا
دوسری ام البنین بنت حزام تیسری اسما بنت عمیس چوتھی ام حبیب بنت ربیعہ پانچویں امامہ بنت ابی العاص چھٹویں خولہ بنت جعفر
ساتویں صہبا بنت امرء القیس آٹھویں لیلی بنت مسعود نویں ام سعید بنت عمر اور نام اولاد ذکور یہ ہیں حسن حسین محسن علیہم السلام
عبد اللہ عثمان جعفر عبید اللہ ابو بکر یحیی عون محمد اکبر مشہور بہ محمد حنفیہ عمر محمد الاوسط محمد الاصغر عباس چنانچہ حضرت حسنین علیہما السلام
اور محمد بن حنفیہ و عباس اور عمر سے نسل ہوئی ہے اور نام صاحبزادیوں کے یہ ہیں زینب ام کلثوم رقیہ حضرت فاطمہ سے اور
رملہ ام ہانی میمونہ ام الحسن ام کلثوم صغری زینب صغری فاطمہ امامہ خدیجہ ام الکرام ام سلمہ رملہ نفیسہ ام جعفر
سوانح عجیبہ سے یہ ہے کہ حضرت ولایت مآب کی شہادت کے روز ہر سنگ بیت المقدس کے نیچے سے خون نکلتا تھا حضرت استاد الاستاد مولانا
عبد العزیز قدس سرہ لکھتے ہیں کہ وجہ اسکی یہ معلوم ہوتی ہے کہ حضرت علی مرتضی کی وفات سے خلافت نبوت کی منقطع ہو گئی تو گو قاتل انکا جمیع الانبیا
بیت المقدس کا قاتل ہوا کیونکہ قوم بنی اسرائیل کی نبوت حضرت عیسی علیہ السلام کے چلے جانے سے منقطع ہوئی اور بنی اسمعیل کی نبوت
ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے جاتی رہی صرف خلافت جانشینی باقی تھی سو بروز شہادت جناب امیر منقطع ہوئی چنانچہ
آنجناب کی شہادت کا حال جب حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے سنا تو فرمایا اب عرب کے لوگ جو چاہیں سو کریں کیونکہ اب کوئی
مانع نہیں ہے اگر کوئی شبہہ کرے کہ اسوقت تک اکثر اصحاب ائمہ موجود و مواعظ و نصائح میں مشغول تھے پھر کسطرح حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا
یہ بات فرمائی تو جواب اس وہم کا یہ ہے کہ اگرچہ اکثر اصحاب ائمہ موجود تھے اور بے تکلف افعال خیر و شر وعدے سے مانع تھے لیکن امر و نہی انکا
اولیاؤں کے ارشاد اور عالموں کے نصائح کے طور پر واقع ہوتا تھا اور حضرت امیر المومنین کا حکم حضرت سلیمان کے حکم کے مانند تھا اس سبب
حضرت عائشہ صدیقہ نے اسطرح فرمایا اگر کسی کو شبہہ ناشی ہو کہ قدار ابن سالف کی حرکت سے تمام فرقہ ثمود ہلاک ہوا اور ابن ملجم ملعون کی
حرکت سے اس امت کو کسی طرح کا آسیب نہیں پہونچا پس اس تشبیہ میں فرق کیسا ہے حل اس شبہہ کا یہ ہے کہ ان دونوں میں فرق
دو وجہ سے ہے ایک یہ کہ ہلاکت ناقہ صالح علیہ السلام اکثر لوگ فرقہ ثمود کے راضی تھے چنانکہ بعد وقوع واقعہ قتل سب لوگوں نے ناقہ صالح کا
گوشت باہم تقسیم کرکے کھایا اور اس امت مرحومہ کے اکثر بلکہ سب اس حرکت سے ناراض ہیں کہ اسوقت سے آج تک ابن ملجم ملعون پر
نفرین و لعن کیا کرتے ہیں دوسرے یہ کہ بعد ہلاکت ناقہ اسکا بچہ بھی غائب ہو گیا اور بعد شہادت جناب ولایت مآب کرم اللہ وجہہ اولاد کرام
علیہم السلام انکی باقی رہی اور اس نور مرتضوی کا ہمیشہ ایک شخص حامل پیدا ہوتا رہا کہ امام وقت ہوا اور اسی باعث سے اس امت کو
حرمان اس نور سے نصیب نہیں ہوا گو کہ ہیئت مجدانیہ کمالات برہم ہوئی اور بحسب استعداد متفرق یعنی ہر چند کہ وہ ہیئت اجتماعیہ گئی
لیکن وہ نور متفرق منتشر ہو کے حسب استعداد ہر فرقے میں اہل خیر و صلاح سے قائم رہا اس وجہ سے یہ امت اسطرح کے عذاب سے
محفوظ رہی حضرت استاد الاستاد فرماتے ہیں کہ اس قصہ میں کئی فائدے ہیں ایک یہ کہ شہوت فرج خسیس ترین شہوات سے ہے کہ عقل
آدمی کی اس سے زائل ہو جاتی ہے اور اسی وجہ سے حرکات بیہودہ اس سے صادر ہوتے ہیں دوسرا یہ کہ صفت شہوت مطلقا صفت بہیمیہ سے بدتر

کیونکہ سلاطین عیاش کو ملوک مغلوب الغضب سے بدر کہتے ہین اور سر یہ ہے کہ صفت غضبیہ سے سیاست وہیبت حاصل ہوتی ہے اور شہویہ سے
تملق وچاپلوسی اور قوت فاعلہ قوت منفعلہ سے بہتر ہے تیسرا یہ کہ جب شہوت وغضب سے کسی شخص کا حق واجب تلف ہو جائے تو
بنی آدم مین یہ امر سخت معیوب ہے پس بدبخت تر وہ ہے کہ شہوت وغضب کے اپنے حقوق نفس پر مقدم رکھے اور حق نفس تلف کرے اور
اس سے زیادہ یہ ہے کہ اپنے نفس کے واسطے دوسرے کا حق تلف کرے اور اس سے زیادہ یہ کہ ان دونون کے واسطے ایک جماعت کے حقوق
تلف کر دے اور حقوق مختلف ہین حقوق دنیویہ اور حقوق اخرویہ اول سہل ہے دوسرا سخت چوتھا یہ کہ بنی انسان پر تین حقوق عمدہ ہین
ایک حق منعم حقیقی دوسرا حق قوم کہ موت وحیات مین اسکی طرف احتیاج ہوتی ہے تیسرا حق نفس خود پس بدبخت ترین خلائق
وہ ہے کہ عوض خسیس تر امر کے جمیع حقوق کو ضائع کرے اور یہ وصف قدار مین تھا کہ اُسنے بنا بر استیفاء اخس شہوات اپنا حق تلف کیا کہ
اپنا نام ونشان ہوا اور حق خدا بھی تلف کیا کہ ناقۃ اللہ کو جو حکم کعبہ رکھتی تھی پے سپر کیا اور حق قوم بھی تلف کیا کہ سب نیست و نابود ہو گئے
ابد تک نشان نہین ملیگا اور اس امت مین قاتل ولایت مآب کا یہی حال ہوا کیونکہ جسطرح حضرت صالح کی صورت کما ینبغی مصدق نبوت نہ
اونٹنی گواہ تھی اور تعظیم اُسکی مین قبول شریعت تھا بابِ ولایت حضرت صالح اسی راہ سے جلوہ گر تھی اسی طرح وجود جسمانی حضرت علی مرتضیٰ تھا
کہ ختم خلافت آنحضرت صلعم انکی ذات مین منحصر تھی اور وابستگان امت اسی چشمہ حیات سے سیراب ہوتے تھے اور حاجات ظاہری وباطنی اسی قبلہ سے
طلب تے تھے سو ابن ملجم بدبخت نے اُس وجود شریف کو معدوم کیا اور حق خدا وحق امت وحق نفس تلف کیا کہ ہدایت کاملہ جاتی رہی اور امت مثل
چار و بے ریسمان متفرق الکمالات ہو گئی اور خود بے نام ونشان وکشتہ دوزخ ہوا پانچوان ابو العاص ابن الربیع ہے کہ اُسنے بسبب زوجیت زینب
بنت رسول اللہ صلعم سے نعمت مصاہرت حاصل کی تھی چھٹوان عبد اللہ ابن ابی بکر کہ اخوت عائشہ صدیقہ سے اس دولت کو پہونچے تھے یہ حضرت
قدیم الاسلام در اکبر اولاد صدیق اکبر ہین ساتوان عبد الرحمن آٹھوان محمد ابن ابی بکر کہ یہ دونون بھی بسبب اخوت عائشہ صدیقہ کے دولت
مصاہرت سے سرفراز ہوے نوان عبد اللہ ابن عمر کہ اخوت ام المومنین حفصہ سے اس نعمت کو پہونچے دسوان معاویہ گیارھوان ہر دو پسران ابو سفیان
کہ بسبب اخوت ام حبیبہ کے انکو یہ دولت حاصل ہوئی بارھوان عبد اللہ ابن جحش کہ بسبب اخوت زینب رضی اللہ عنہا کے اس مرتبہ کو پہونچے

توضیح دربیان عم وعمات حضرت صلعم محققین کے نزدیک اعمام آنجناب گیارہ نفر تھے اور عمات چھ ا۔ ابو عمارہ جو برد اتھے ابو یعلی حمزہ ابن عبد المطلب
کہ برادر رضاعی بھی تھے یہ حضرت غزوہ احد مین شہید ہوے پانچ بیٹے اور دو بیٹیان انکی اولاد تھی اور جو لوگ کہتے ہین کہ صرف اسماء عمارہ
ایک بیٹی تھی اور امامہ تھی سو یہ قول ضعیف ہے ۲۔ ابو الفضل عباس ابن عبد المطلب رضی اللہ عنہ یہ حضرت تین برس آنحضرت صلعم سے عمر مین
بڑے تھے غزوہ بدر مین اسلام لائے اور بنا بر روایات مستند تصنیفین کہ معظمہ مین رہے پھر فتح مکہ مین حاضر ہوے سال سی و سوم ہجرت عہد خلافت
ذی النورین مین واصل جنت ہوے انکی اولاد دس بیٹے اور تین بیٹیان از انجملہ فضل وعبد اللہ وعبید اللہ وقثم ومعبد اصحاب مین
معدود ہین ۳۔ ابو طالب برادر عینی عبد اللہ نام انکا عبد مناف تھا حال آنکی وفات کا اول لکھا گیا انکے چار بیٹے طالب وعقیل
وجعفر وعلی رضی اللہ عنہم اور دو بیٹیان ام ہانی وجمانہ از انجملہ طالب کو جن اُٹھا لیگیا اسی سبب سے انکے اسلام کی خبر نہین ہوئی
اور سب بھائیون مین دس دس برس کا فرق عمر مین تھا ۴۔ حارث اگرچہ یہ شخص بڑا بیٹا عبد المطلب کا تھا لیکن فقیر مولف نے

توضیح بیان عمہائے آنحضرت

بسبب بزرگی اسلام کے حمزہ و عباس کو بسبب کفالت خیر الانام کے ابوطالب کے مقدم کیا ہی اُسکی اولاد سے ابوسفیان ایمان لائے فتح مکہ میں
اور نوفل غزوہ خندق میں اور عبد الشمس بھی ایمان لایا ہی کہ اُسکا نام حضرت نے عبد اللہ رکھا تھا ۵- قثم برادر مادری حارث
کہ صغیر السن گیا ۶- زبیر پدر عبد اللہ ابن زبیر و مستان ضباعہ صحابیہ اور ام الحکم ۷- عبد الکعبہ ۸- غیداق ۹- مغیرہ اسی کو
حجل بفتح حاء مہملہ و سکون جیم کہتے ہیں ۱۰- ضرار برادر علاتی عباس رضی اللہ عنہ ۱۱- ابولہب کافر شدید العداوۃ لہ نام اُسکا عبد العزی تھا
لیکن عمات رسول اللہ یہ ہیں ۱- مسماۃ صفیہ والدہ زبیر ابن العوام خواہر مادری عباس رضی اللہ عنہ کہ مسلمان ہوگئیں اور مدینہ میں آئیں اور عہد امیر المومنین عمر
ابن خطاب رضی اللہ عنہ میں داخل فردوس ہوئیں ۲- مسماۃ عاتکہ زن ابوامیہ مخزومی کے نکاح میں تھیں اسی سے ام سلمہ و عبد اللہ صحابی
اور زبیر اور قریبہ اور کسرے پیدا ہوے مگر عاتکہ کے اسلام میں اختلاف ہی ۳- اروی زوجہ عمیر ابن وہب عبدری اور والدہ طلیب
کہ مہاجرین اولین میں معدود ہیں اور بدری صحابی ہین جنگ اجنادین میں کہ بفتح ہمزہ و جیم و فتح دال مہملہ ہی شہید ہوے ۴- امیمہ
زوجہ جحش ابن رئاب والدہ ام المومنین زینب و عبد اللہ کہ غزوہ احد میں شہید ہوے اور احمد اعمی شاعر و ام حبیبہ و حمنہ کہ یہ تینوں بشرف
شرف صحبت رسول اللہ ہوے اور عبید اللہ کہ بعد اسلام حبش میں جاکر نصرانی بنا اور مر گیا امیمہ کی اولاد ہین ۵- برہ زوجہ عبد الاسد
ابن ہلال مخزومی مادر ابوسلمہ زوج اول حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا روایت صحیحہ ہی کہ بعد فوت ہونے عبد الاسد کے برہ نے کرز ابن ربیعہ
لیثی سے نکاح کیا اُس سے مسماۃ اروی والدہ امیر المومنین عثمان ابن عفان پیدا ہوئین ۶- ام حکیم تنبیہ کسی کتاب میں
مذکور احوال خالات و اخوات حضرت صلعم کا نظر سے نہیں گذرا اسی سبب سے فقیر مولف کی کتاب بھی معذور ہی اور جدات دو قسم
پدری اور مادری مواہب لدنیہ میں جملہ جدات کا ذکر کیا ہی اور کچھ احوال اُنکا پایا نہیں جاتا اسواسطے تعرض اُنکے اسما سے بے فائدہ ہی

توضیح در بیان مرضعات حضرت صلی اللہ علیہ وسلم و اخوات رضاعیہ اہل تحقیق فرماتے ہین کہ حضرت صلعم کی دو دائیان تھین (یعنی شیر دہندگان ۱۲)
اول ثویبہ کنیز ابی لہب با دوسرے صاحب اللبن اسکی دودھ امیر المومنین حمزہ اور ابو سلمہ ابن عبد الاسد و عبد اللہ ابن جحش نے بھی پیا تھا دوسری
مسماۃ حلیمہ بنت ابی ذویب سعدیہ زوجہ حارث ابن عبد العزی والدہ عبد اللہ و مسماتان شیما و انیسہ کہ تینوں اسلام لائی ہین بعض اہل سیر نے
لکھا ہی کہ ابوسفیان ابن حارث نے بھی حلیمہ سعدیہ کا دودھ پیا تھا اور حاضنہ یعنی دایہ کہ جسنے پرورش کیا دو تھین اول ام ایمن دوسری شیما بنت حلیمہ
کہ اپنی ماں کے ساتھ پرورش حضرت میں مصروف رہتی تھی **توضیح** در بیان موالی حضرت صلعم محب طبری اور صاحب بہجۃ المحافل نے اکتیس غلام اور سترہ
لونڈیاں لکھی ہین اور جمال الدین محدث نے روضۃ الاحباب میں ترسٹھ غلام لکھے ہین لیکن فقیر باتباع محب طبری و مولف بہجۃ المحافل کے بیان کرتا ہوں
۱- زید ابن حارثہ ابن شرحبیل کلبی ہین احوال انکا پیشتر نکاح زینب میں لکھا گیا ہی غزوہ موتہ میں واقع سال ہشتم ہجری شہید ہوے ۲- اسامہ
ابن زید کہ وقت وفات حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بیس برس کے تھے واقع سال پنجاہ و چہارم ہجری بمقام وادی القری وفات پائی
اور مدینہ میں دفن ہوے عمر چھیتر برس کی ہوئی اور فضائل انکے بہت ہین اور بڑی فضیلت یہ ہی کہ ابن رسول اللہ کہلاتے تھے اور حضرت صلعم
امام حسن اور اسامہ کو گود میں لیتے اور فرماتے خداوندا دوست رکھتا ہوں ان دونوں کو تو بھی انکو دوست بنا ۳- ثوبان ابن بجدد
انکو حضرت نے بعد خرید کرنے کے آزاد کیا تھا مگر یہ ہمیشہ خدمت میں رہے اور بعد وفات جانب شام چلے گئے پھر رملہ میں آئے بعد اسکے

حمص مین چہل و پنج یا پنجاہ و چار مین وفات پائی ۳- ابو کبشہ نام انکا سلیم و بقولے اوس تھا انکو بھی حضرت نے
خرید کرکے آزاد کیا یہ بھی حاضر غزوہ بدر اور جملہ مشاہد مین تھے بسال سیزدہم جس روز امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے اُسی دن
انھون نے وفات پائی ۵- انسہ انکو بھی مول لیکر آزاد کیا انکو ابو انسہ اور ابو مسرح بھی کہتے ہین بعضے کے نزدیک غزوہ بدر مین حاضر تھے اور
بعض کے نزدیک اُحد مین تھے اور زندہ رہے بعد حضرت کے اور وفات پائی خلافت صدیق اکبر مین کذا فی الاصابہ ۶- شقران بضم شین و
سکون قاف نام انکا صالح تھا بعض کے نزدیک منجملہ ترکہ عبد اللہ تھے اور بعض کے نزدیک عبد الرحمن بن عوف نے تحفۃً دیا تھا اور
بعض کے نزدیک خرید کرکے آزاد کیا تھا ۷- رباح نوبی اسود انکو وفد عبد القیس لیکر آیا تو آزاد کیا نوبہ ایک طائفہ حبشی کا نام ہے جسکو نوبہ
بولتے ہین ۸- یسار کسی لڑائی مین ہاتھ آئے عرنیین نے انکو شہید کیا تھا ۹- ابو رافع قبطی نام انکا اسلم تھا یا ابراہیم انکو عباس نے
ہبہ کیا حضرت نے آزاد کیا اُسوقت کہ جب اسلم نے اسلام عباس رضی اللہ عنہ کی خبر دی اور بعد آزادی سلمی کنیز آزاد اپنی سے عقد
فرما دیا اُنسے عبید اللہ جو کہ علی مرتضی کرم اللہ وجہہ کے منشی تھے پیدا ہوئے وفات اُنکی عہد خلافت ذی النورین مین واقع ہوئی
۱۰- ابو مویہبہ بضم میم و فتح واو و سکون یا و کسر ہا اولاد مزینہ سے تھے انکو بھی خرید کرکے آزاد فرمایا تھا کذا فی الاستیعاب
۱۱- فضالہ انکو بھی آزاد کیا تھا وفات انکی شام مین ہوئی ۱۲- رافع کہ سعید بن عاص کی اولاد کو ورثہ مین ملا بعض نے
آزاد کیا اور بعض نے غلامی مین رکھا تب حضرت صلعم نے سُنا اور قیمت دے کر آزاد فرمایا چنانچہ رافع کا یہ قول تھا کہ انا مولی
رسول اللہ پوشیدہ نہ رہے کہ یہ بارہ غلام وہ ہین جنکو حضرت صلعم نے بالاتفاق آزاد کیا ہے ۱۳- مدعم کہ رفاعہ ابن زید الجذامی نے
حضرت کو ہدیہ دیا تھا غزوہ وادی القری مین شہید ہوئے جذام بر وزن غراب ایک قبیلہ کا نام ہے ۱۴- کرکرہ انکو ہوذہ ابن علی یمامی نے
بطور پیشکش بھیجا تھا ۱۵- زید جد بلال ابن یسار ۱۶- عبیدہ ابن عبد الغفار ۱۷- طہمان بالفتح و الضم ۱۸-
یا نور قبطی خواجہ سرا برادر عم زاد ماریہ والدہ ابراہیم کہ مقوقس نے بطریق تحفہ بھیجا تھا ۱۹- واقد و بقولے ابو واقد
۲۰- ہشام ۲۱- ابو ضمیرہ کہ منجملہ غنایم تھے آنجناب نے آزاد کیا نام انکا سعید تھا اور بعض کے نزدیک روح بفتح را
ابن سندر اور بعض کے نزدیک روح ابن شیرزاد حمیری ۲۲- ابو عسیب احمر ۲۳- ابو احمد مہران ملقب بسفینہ بر وزن
سکینہ انکو حضرت نے مول لیکر آزاد کیا تھا اور بعض کے نزدیک ام سلمہ کے غلام تھے انھون نے بدین شرط آزاد کیا کہ تا حیات حضرت
صلعم کی خدمت کرین وہ بولے اگر یہ شرط نہوتی تو بھی مین حضرت کی خدمت نہ چھوڑتا اور وجہ انکے لقب کی یہ ہے
کہ سفر مین اسباب رسول اللہ صلعم اور اُنکے یارون کا لے چلتے تھے اسمین اختلاف نہین ہے لیکن نام مین اختلاف ہے
بعضے مہران اور بعضے کیسان اور بعضے طہمان و بعضے ذکوان کہتے ہین اور مولد بعضے عرب اور بعضے فارس بیان کرتے ہین
علامہ بخاری نے ذکر کیا ہے کہ حجاج کے زمانہ تک زندہ رہے ہین مگر محققین کو اس بات مین گفتگو ہے اور بہجۃ المحافل مین
وفات انکی حضرت جابر کے ساتھ بعد سال ہفتاد ہجری کے لکھی ہے ۲۴- ابو ہند انکو وقت مراجعت حدیبیہ سے خرید کرکے
آزاد کیا انھین کی شان مین فرمایا ہے زوجوا ابا ہند و تزوجوا الیہ ۲۵- انجشہ حادی شتران ۲۶- انسہ حبشی فصیح اللسان

غزوۂ بدر مین حاضر تھے بعد ازان آزاد ہوئے اور خلافت خلیفہ اول مین فوت ہوئے ۲۷ ۔ ابو لبابہ وبقولے ابو امامہ انکو حضرت صلعم کی پھوپھی نے ہبہ کیا تھا آنجناب نے آزاد کیا ۲۸ ۔ رویفع منجملہ غنایم ہوازن تھے انکو بھی حضرت نے آزاد کیا ۲۹ ۔ ابو عبیدہ ۳۰ حنین ۔ ۳۱ ۔ ابو واقد بیان ذکر موالی حضرت صلعم کا تھا اب اسما کنیزان جاننا چاہیے ا ۔ سلمی ام رافع امراۃ ابو رافع دایہ حضرت فاطمہ وابراہیم ۲ ۔ برکہ ام ایمن مادر اسامہ کہ حضرت کو ورثہ پدر مین ملین تھین انھون نے حضرت کو پرورش کیا تھا انکو بھی آنجناب نے آزاد کردیا تھا اول عبید حبشی کے نکاح مین تھین جس سے ایمن پیدا ہوا بعد اسکے زید ابن حارثہ کے نکاح مین آئین انسے اسامہ پیدا ہوئے ۳ ۔ ام المومنین ماریہ والدہ ابراہیم کہ تحفہ مقوقس سے تھین حضرت نے انکو آزاد کرکے نکاح کیا ۴ ۔ شیرین خواہر ماریہ ۵ ۔ امیمہ ۶ ۔ رضوی ۷ ۔ ام ضمیرہ ۸ ۔ ام رافع ۹ ۔ میمونہ بنت سعد ۱۰ ۔ خضرہ ۱۱ ۔ خویلہ ۱۲ ۔ ریحانہ بنت عمر القرظیہ ۱۳ ۔ تجیبہ بالتصغیر والمہملۃ ۱۴ ۔ سایبہ اور تین لونڈیان اور تھین کہ انکے نام معلوم نہین ہوئے کہ بنی قریظہ سے تھین بالجملہ تحقیق حضرت مولانا ولی اللہ محدث دہلوی کی یہ ہے کہ لونڈیان سترہ تھین چنانچہ سرور المحزون سے واضح ہے اور صاحب بہجۃ المحافل نے سات لونڈیون کے نام لکھے ہین اور جمال الدین محدث نے نو کے نام بیان کیے ہین واللہ اعلم

توضیح در بیان خدام احرار حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ا ۔ ابو حمزہ حضرت انس ابن مالک ابن النضر انصاری خزرجی ہین کہ جب حضرت رسول مقبول صلعم مدینہ منورہ مین جلوہ فرما ہوئے تو عمر انکی بارہ یا دس برس کی تھی ام سلیم والدہ انس نے بنابر خدمت بطور ہدیہ پیش کیا چنانچہ دس برس تک حضرت کی خدمت کی ہے وفات انکی سال نود ۹۰ وبقولے نود و یک ۹۱ وبقولے نود و سہ ۹۳ ہجری مین مقام بصرہ مین ہوئی اور عمر شریف ایکسو تین ۱۰۳ برس کی ہوئی اور آخر اصحاب ہین جنھون نے بصرہ مین وفات پائی اور یہ حضرت علم دین سکھلانے کو خلافت عمر خطاب مین جانب بصرہ تشریف لائے تھے ۲ ۔ ہند ۳ ۔ اسماء ہر دو دختران حارثہ اسلمی ۴ ۔ ربیعہ ابن کعب اسلمی وفات انکی سال شصت و سہ ۶۳ ہجری مین ہوئی شمار انکا اصحاب صفہ مین ہے ترتیب آب وضو انسے متعلق تھی ۵ ۔ عبد اللہ ابن مسعود الہذلی کہ کفش بردار رسول اللہ تھے سال شصت و یک ۶۱ ہجری مین بمقام کوفہ وفات پائی ۶ ۔ عقبہ ابن عامر جہنی سائیس رسول اللہ تھے اور عہد سلطنت معاویہ ابن ابی سفیان مین مصر کے عامل ہوئے اور سال پنجاہ وہشت مین وفات پائی ۷ ۔ بلال ابن رباح بفتح الراء المہملہ والموحدہ انھین نے اول اذان کہی انکو ابن حمامہ بھی بولتے تھے اور حمامہ انکی والدہ کا نام تھا فضائل انکے احادیث مین بکثرت وارد ہین حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے تھے ابوبکر سیدنا واعتق سیدنا عمر چونسٹھ برس کی ہوئی اور سال بستم ہجری مین بمقام دمشق وفات پائی ۸ ۔ سعد غلام آزاد صدیق اکبر ۹ ۔ ذو مخمر وبقولے ذو مخبر کہ برادر زادہ نجاشی تھا وبقولے ہمشیرہ زادہ اور اول صحیح ہے وفات شام مین ہوئی صاحب روضۃ الاحباب نے خواہر زادہ نجاشی لکھا ہے یہ سہو ہے ۱۰ ۔ بکیرہ ابن شدارح اللیثی ۱۱ ۔ ابو ذر غفاری کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے

عامل ربذہ مقرر کیا تھا اُسی مقام میں واقع بسال ہشتم و دو ہجری فوت ہوئے عبداللہ ابن مسعود نے نماز پڑھی
کذا فی سرور المحزون و بہجۃ المحافل اور جمال الدین محدث نے روضۃ الاحباب میں تاانتیس مردخادم اور گیارہ خادمہ
بیان فرمائے ہین توضیح در بیان پاسبانان حضرت صلعم ۱- سعد ابن معاذ سید الانصار کہ غزوۂ بدر میں نگاہبان
خیمہ تھے ۲- ذکوان ابن قیس ۳- محمد ابن مسلمہ انصاری کہ یہ دونون غزوۂ اُحد میں حارس تھے ۴- زبیر
ابن العوام کہ جنگ خندق میں حارس تھے ۵- عباد ابن بشیر ۶- سعد ابن ابی وقاص ۷- ابوایوب انصاری
کہ یہ تینون اصحاب غزوۂ خیبر میں نگاہبانی حضرت صلعم کرتے تھے ۸- بلال ابن رباح وادی القریٰ میں
چوکیدار تھے کذا فی روضۃ الاحباب مگر مواہب نے حضرت صدیق اکبر کو حارس روز بدر عریش میں لکھا ہے
اور مغیرہ ابن شعبہ کو حدیبیہ میں وہو الصحیح فائدہ یہ حراست ونگاہبانی اُسوقت تک تھی جب تک کہ یہ واللہ یعصمک
من الناس نازل نہوئی تھی جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طریق کو موقوف کیا
چنانچہ عبداللہ ابن شقیق نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے توضیح در بیان ایلچیان حضرت صلعم
کہ سب گیارہ تھے اگرچہ ذکر بعض کا سال ششم ہجرت میں لکھا گیا لیکن بنا بر اتمام فائدہ اس مقام میں بالاختصار
بیان کرنا پڑا ۱- عمرو ابن امیہ ضمیری کہ نجاشی بادشاہ حبشہ کے پاس بھیجے گئے تھے ۲- دحیہ کلبی کہ ہرقل
بادشاہ روم کی طرف بھیجے گئے تھے ۳- عبداللہ ابن حذافہ کہ کسریٰ بادشاہ فارس کے پاس بھیجے گئے تھے
۴- حاطب ابن ابلتعہ کہ مقوقس بادشاہ مصر اور اسکندریہ کے پاس بھیجے گئے تھے ۵- عمرو ابن العاص جانب
جیفر وعبداللہ پسران جلندی بادشاہ عمان کے پاس روانہ کیے گئے تھے وہ دونون ایمان لائے اور عمرو نے
رعایا سے زکوۃ بھی لی اور حاکم کے طور پر اُسی مقام میں رہے یہان تک کہ حضرت صلعم نے وفات پائی ۶- سلیط
ابن عمرو کہ جانب ہوذہ ابن علی الحنفی رئیس یمامہ کے پاس گئے تھے اُسنے نامہ مبارک پڑھکر جواب میں لکھا
کہ دین اسلام نہایت بہتر ہے مگر میں قوم کا خطیب و شاعر ہون سو مجھکو بعض اختیارات عنایت ہون حضرت صلعم نے
منظور نہ فرمایا وہ ایمان نہ لایا ۷- شجاع ابن وہب سعدی کہ حارث ابن شمر غسانی بادشاہ بلقا کے پاس
بھیجے گئے تھے وہ مصر میں ملا اور نامۂ مبارک کو پڑھکر پھینک دیا اور کہا کہ میں یہ لشکر اُسی طرف لاتا ہون
مگر بادشاہ روم مانع ہوا بعد اُسکے حضرت نے انکو جبلہ بفتح جیم و موحدہ ابن الایہم غسانی بفتح ہمزہ و سکون تحتانیہ
پاس بھیجا اُسنے اسلام قبول کیا پھر نصرانی ہوکر مرا اور روایت ہے کہ جبلہ مرد طویل تھا بعضے کہتے ہین بارہ گز کا لمبا تھا
اور جب گھوڑے پر چڑھتا تو پیر زمین پر رہتے تھے ۸- مہاجر ابن ابی امیہ مخزومی کہ حارث ابن عبد کلال الحمیری بکسر الحاء المہملہ
وسکون المیم وفتح الیاء کے پاس بھیجے گئے یمن میں ۹- علاء ابن الحضرمی کہ منذر ابن ساوی بادشاہ بحرین کے
پاس بھیجے گئے وہ مسلمان ہوا ۱۰- ابوموسی اشعری ۱۱- معاذ ابن جبل کہ یہ دونون بادشاہان یمن کے پاس بھیجے گئے

وہ مع رعیت بلا تامل اسلام لایا واللہ اعلم توضیح در بیان منشیان و نویسندگان حضرت صلعم کہ سب چھبیس نفر تھے

۱- ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ۲- عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ ۳- عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ ۴-
علی ابن ابیطالب رضی اللہ عنہ ۵- عامر ابن فہیرہ ۶- عبد اللہ ابن الارقم ۷- ابی ابن کعب ۸- ثابت
ابن قیس ابن شماس ۹- خالد ابن سعید ابن العاص ۱۰- ابان برادر خالد ۱۱- حنظلہ ابن ابی عامر اسدی کہ ازالۃ الخفا
ایکا ن اصابہ اور استیعاب میں ہے کہ یہ نستی حنظلہ ابن ربیع ہیں اور حنظلہ ابن ابی عامر غسیل الملائکہ ہیں اور ربیع اوسی
و فتح با موحدہ و کسر تحتانیہ مشددہ و اور اسدی بضم ہمزہ و فتح شین مہملہ و شدت تحتانیہ مکسورہ و نیز بسکون تحتانیہ نزد
اہل لغت نیا نسیخ منسوب بجانب اسید ابن عمرو بن تمیم کنیت انکی ابو ربعی بکسر را و سکون موحدہ و کسر عین مہملہ
و تشدید تحتانیہ کہتے ہیں ۱۲- زید ابن ثابت ۱۳- معاویہ ابن ابی سفیان ۱۴- شرحبیل ابن حسنہ ۱۵- عبد اللہ
ابن عبد اللہ ابن ابی ابن سلول ۱۶- زبیر ابن العوام ۱۷- معیقیب ابن ابی فاطمہ دوسی ۱۸- مغیرہ ابن شعبہ ۱۹
خالد ابن عبد الولید ۲۰- علاء ابن الحضرمی ۲۱- عمرو ابن عاص ابن وائل قرشی سہمی ۲۲- جہیم ابن الصلت ۲۳-
عبد اللہ ابن رواحہ بفتح را و تخفیف واو ۲۴- محمد ابن مسلمہ ۲۵- عبد اللہ ابن سعد ابن ابی السرح توضیح
در بیان موذنان حضرت صلعم اول بلال دوم ابن ام مکتوم سوم ابو محذورہ چہارم سعد قرظی جو مسجد قبا میں تھے
فائدہ در بیان شعراے آنحضرت کہ مردون سے انہتر تھے اور عورتون سے بارہ تفصیل انکی روضۃ الاحباب وغیرہ
کتب مطولہ میں مذکور ہے توضیح در بیان نجبا یعنی جن لوگون پر عنایت خاص حضرت صلعم کی تھی اول خلفا اربعہ
بعد ازان ستہ باقیہ من العشرۃ المبشرۃ یعنی ابو محمد طلحہ ابن عبد اللہ تیمی و ابو عبد اللہ زبیر ابن العوام الاسدی
و ابو اسحق سعد ابن ابی وقاص مالک ابن اہیب الزہری و ابو محمد عبد الرحمن ابن عوف الزہری و ابو الاعور سعید
ابن زید ابن عمرو ابن نفیل العدوی و ابو عبیدہ عامر ابن عبد اللہ ابن الجراح الفہری رضی اللہ عنہم ۱۱- حمزہ
ابن عبد المطلب ۱۲- جعفر ابن ابیطالب ۱۳- ابوذر غفاری ۱۴- مقداد ۱۵- سلمان فارسی ۱۶- حذیفہ
۱۷- عبد اللہ ابن مسعود ۱۸- عمار ۱۹- بلال رضی اللہ عنہم توضیح در بیان انصار آنحضرت صلعم کہ دس بارہ
سردار تھے ذکر انکا لکھا گیا ہے توضیح در بیان دواب و اسلحہ و بیوت و اسباب متضمن بر چند فائدہ
فائدہ در بیان خیل و بغال و حمیر حضرت صلعم اہل تحقیق کے نزدیک دس گھوڑے آنحضرت کے تھے اول سکب
بالسکون و فتح یک رنگ اسکا کمیت ما بین سرخی و سیاہی کے اور پیشانی و قوائم سفید تھے اور دست راست ہم رنگ بدن تھا
اور بعضون کے نزدیک ادہم یعنی سیاہ تھا غزوۂ احد میں اسی پر سوار تھے اور یہ اول اسپ ہے کہ حضرت صلعم اسکے
مالک ہوئے اور ایک اعرابی بنی فزارہ نے دس اوقیہ کو بیچا تھا نام اسکا ضرس بفتح الضاد المعجمہ و کسر الراء المہملہ تھا
یعنی بدخو و تند بسبب کم شدگی کے آنحضرت نے سکب نام رکھا یعنی نیک رو سبکرو اور بعضے کہتے ہین کہ یہ اسب ادہم

یعنی مشکی تھا کما یفہم من کلام ابن الاثیر دوسرا مرتجز بضم المیم وسکون المہملہ وفتح المثناۃ الفوقانیہ وکسر الجیم وسکون الزاء المنقوطہ
بمعنی رجز گوئیندہ ہو قسم من الشعر عند الجمہور یہ نام اُسکے بسبب خوش آوازی کے پایا تھا اس گھوڑے کو
حضرت نے سواد ابن حارث محاربی سے خرید کیا جب قیمت دینے لگے تو اُسنے بیع سے انکار کی حضرت نے فرمایا
کون گواہی دیتا ہی کہ مین نے مول لیا ہی خزیمہ ابن ثابت رضی اللہ عنہ نے کہا مین گواہ ہون فرمایا تو حاضر نہ تھا
خزیمہ نے کہا یا رسول اللہ آسمان کی بات مین ہم آپکو سچا جانتے ہین کیا زمین کی خبر مین سچا نہ کہین اُسوقت
آنجناب نے فرمایا من شہد لہ خزیمۃ او شہد علیہ فحسبہ اسی سبب سے خزیمہ ذو الشہادتین کہلائے اور بعض کے نزدیک
حضرت نے گھوڑا واپس کر دیا اور فرمایا لا بارک اللہ فیہ چنانچہ پہر اُس گھوڑے کا شل ہو گیا تیسرا لزاز بکسر اللام
وفتح الزاء المعجمہ بقول شہر ابر یروزن کتاب اس گھوڑے کو آنجناب بہت دوست رکھتے تھے اسی پر اکثر غزوات مین
راکب تھے یہ گھوڑا منجملہ ہدایا ے مقوقس بادشاہ مصر و اسکندریہ تھا چوتھا لحیف بفتح اللام وکسر المہملہ والمعجمہ
کذا فی القاموس یہ گھوڑا خوب فربہ وطیار تھا اسکو ربیعہ ابن ابی البراء نے تحفہ دیا تھا پانچوان ظرب بفتح الظاء المعجمہ
وکسر المہملہ وفتحہا بمعنی کوہ فراخ و پشتہ بلند بروزن کتف یہ گھوڑا فروہ بالدال ابن عمرو جذامی نے تحفہ بھیجا تھا
چھٹوان ورد بفتح الواو وسکون المہملہ بعدہ الدال المہملہ یہ گھوڑا تمیم داری نے ہدیہ کیا تھا اسی کو آنجناب نے
حضرت عمر کو عنایت کیا حضرت عمر نے ایک غازی کو ہبہ کیا اُسنے نہایت لاغر کر ڈالا ایک روز کسی کے ہاتھ
بیچتا تھا حضرت عمر نے دیکھا اور چاہا کہ پھیر اسکو خرید کرون تو حضرت صلعم سے مشورہ کیا حضرت صلعم نے
منع فرمایا کیونکہ جو چیز اللہ کی راہ مین صدقہ کر دے پھر اُسکو لینا جائز نہین ہی لان العائد فی ہبتہ کالکلب یعود
فی قیئہ ساتوان ضرم بفتح الضاد وکسر الراء المہملہ یا ضریس قاموس مین ہی کہ یہ نام اسپ سکب کا تھا
آٹھوان ملاوح یہ گھوڑا اول ابی بردہ ابن نیار کے پاس تھا بعد ازان آنجناب صلعم کی خدمت مین آیا نوان
سبحہ بفتح السین وسکون الموحدہ وفتح المہملہ اسکو آنجناب نے دس اونٹ کے عوض تجار یمن سے خرید فرمایا تھا
اس اسپ پر آنجناب نے ایک مرتبہ مسابقت فرمائی اور سابق رہے دسوان بحر بفتح الموحدہ وسکون المہملہ اسکو
حضرت نے تاجر یمن سے مول لیا تھا اور تین مرتبہ مسابقت فرمائی اور سابق ہوے اسی کے چہرہ پر ہاتھ پھیر کر
فرمایا تھا ما انت الا بحر اور بحر اسپ جلد رو و کشادہ گام کو بولتے ہین انس ابن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہی
کہ دوست ترین اشیا بعد از زنان حضرت صلعم کے نزدیک گھوڑے تھے اور احسن فرس آنجناب کے نزدیک اشقر ارثم
اقرح محجل مطلق الیمین تھا اور حضرت صلعم فرماتے تھے کہ گھوڑے کو ذلت وتکلیف دینا گناہ ہی **فائدہ**
اہل تحقیق کے نزدیک استر اجماعا چار راس تھے ایک دُلدل برنگ سفید تھا و بقولے سفید و سیاہ تھا مگر سفیدی
سیاہی پر غالب تھی جسکو شہبا بولتے ہین یہ استر از جملہ ہدایاے مقوقس تھا اول سواری اسلام مین اسی پر ہوئی تھی

اور بعض کے نزدیک بالاجماع نہ تھا بعد رسالت مآب صلعم کے جناب امیر کی سواری مین رہا پھر حضرت امام حسن کے
پاس رہا اور عہد معاویہ ابن ابی سفیان تک جیتا تھا سب دانت اسکے گر گئے تھے گھاس و دانہ نہ کھا سکتا تھا
صرف جو کا اردا کھایا کرتا تھا آخر موضع ینبع مین فوت ہوا دوسرا فضہ روضۃ الاحباب مین ہی کہ یہ استر فروہ
ابن عمر جذامی نے تحفہ بھیجا تھا کہ حضرت صلعم نے صدیق اکبر کو ہبہ کیا مگر سرور المحزون اور بہجۃ المحافل مین ہی
کہ صدیق اکبر نے نذر کیا تھا ہو الصحیح تیسرا ایلیہ کہ بادشاہ ایلہ نے ہدیہ بھیجا تھا چوتھا ایک استر تھا سفید جسپر جناب
بروز حنین سوار تھے بہجۃ المحافل ہی کہ یہ استر فروہ ابن عمرو نے ہدیہ بھیجا تھا اور بروز حنین اسی پر سوار تھے
وبحکم حضرت زمین سے نزدیک ہوا کہ حضرت نے خاک لیکر کافرون پر ڈالی کہ وہ منہزم ہوے اور صاحب روضۃ الاحباب نے
لکھا ہی کہ بروز حنین آنحضرت دلدل پر سوار تھے اور یہ معاملہ اسی پر واقع ہوا اور روضۃ الاحباب مین سواے
دلدل وفضہ وایلیہ کے تین استر اور بھی لکھے ہین ایک ہدیہ کسرے دوسرا ہدیہ نجاشی تیسرا دومۃ الجندل سے
آیا تھا اور درازگوش حضرت کے پاس تین تھے ایک یعفور بالعین کہ فروہ ابن عمرو جذامی نے بھیجا تھا
حجۃ الوداع مین فوت ہوا اور بعض کے نزدیک بروز فوت آنجناب صلعم چاہ مین گر کر مر گیا دوسرا عفیر بعین
مہملہ بصیغہ تصغیر کہ ہدایاے مقوقس سے اور بعضے عفیر ویعفور کو ایک ہی کہتے ہین تیسرا وہ درازگوش
جو خیبر مین ہاتھ آیا تھا کذا فی بہجۃ المحافل لیکن روضۃ الاحباب مین ہی کہ ایک درازگوش سعد ابن عبادہ نے
دیا تھا فائدہ دربیان انعام مخفی نرہے کہ تتبع اسفار معتبرہ سے معلوم ہوا ہی کہ دابہ از قسم گاو سرکار
رسول اللہ مین نہ تھا لیکن بیس بادنہ مادہ شتر شیردار جو دو دو تین تین مہینے کی جنی ہوئی تھین موضع غابہ مین
کہ متصل مدینہ ہی رہتی تھین انکا دودھ ہر روز دو مشکون مین آتا تھا ازانجملہ جنا دسمرا و عریس و سعدیہ و بغوم
و یسیرہ و دُرّی و بردہ و مہرہ یہ مشہور تھین اور بھی ایک ناقہ قصوی اور صحیح قصوا بروزن حمرا ہی بالمدینہ تھی
وہ ہی جسکو آنجناب نے وقت ہجرت صدیق اکبر سے مول لیا تھا اکثر حضرت اسی پر سوار ہوتے تھے اور نقل
حالت وحی کا سواے اسکے کوئی اٹھا نہ سکتا تھا القاب اسکے عضباء و جدعاء و صرعاء و صلماء و مخضرمہ سے تھے
بعض شروح مشکوۃ مین ہی کہ قصوا اس ناقہ کو بولتے ہین جسکا کونہ کان کا کٹا سو حضرت کی اونٹنی ایسی نہ تھی
بلکہ خلقی ایسی ہی تھی اور احتمال ہی کہ مشتق ہو قصو سے بمعنی دور شدن یعنی خوب دوڑتی تھی اور دور پہونچتی تھی
اور بعضے کہتے ہین کہ تعدد اسماء دلالت کرتا ہی تعدد مسمیات پر یعنی جدعاء وغیرہ سواے قصواء کے تھین کذا فی بہجۃ المحافل
سرور المحزون مین ہی کہ ایک دن شتر اعرابی کے ساتھ اسے دوڑایا تو شتر آگے نکل گیا مسلمانون کو یہ بات
بری لگی حضرت صلعم نے فرمایا لازم ہی خدا تعالے پر کہ کوئی چیز امور دنیا سے غالب آوے مگر کسی وقت اسکو
مغلوب کرے اور کتب سیر مین دو ناقہ اور بھی لکھی ہین ایک وہ کہ سعد ابن عبادہ نے ہدیہ بھیجا تھا دوسری ضحاک

ابن سفیان نے تحفہ دی تھی اسکو بردہ کہتے تھے اور بہجۃ المحافل اور سرور المحزون مین ہی کہ سرکار نبوی مین ایک تنو
بز تھے انمین ایک کو سفید مخصوص واسطے دودھ پینے حضرت صلعم کے تھی اور دستور یون رکھا تھا کہ جب کسی کے
بچہ پیدا ہوتا اور تنو سے تعداد زیادہ ہوجاتی تو ایک بکری ذبح کردی جاتی تھی اور سرکار عالیجاہ مصطفوی مین تھا
ایک خروس سفید بھی تھا فائدہ دربیان اسلحہ حضرت صلعم بہجۃ المحافل مین ہی کہ حضرت صلعم کے پاس نو تلوارین
تھین ذو الفقار بفتح وکسر فا وجہ تسمیہ مین لکھا ہی کہ اس تلوار کی پیٹھ پر اٹھارہ مہرے تھے جسطرح انسان کے ہوتے ہین
اسی کی حق مین حضرت صلعم نے خواب دیکھا تھا گویا ایک طرف اسکی ٹوٹ گئی اسکی تعبیر فرمائی کہ اہل اسلام کو
شکست ہوگی سو غزوہ احد مین ظاہر ہوا یہ تلوار اول منبہ ابن الحجاج کی تھی اور غزوہ بدر مین عاص ابن منبہ
ابن الحجاج السہمی باندھے تھا جب وہ قتل کیا گیا تو علی مرتضی کے ہاتھ آئی اسکو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
پسند کیا اور اپنے پاس رکھا بعد اسکے علی مرتضی کو عنایت کی اور بعد انکے ائمہ اطہار کے پاس ہی یہانتک
کہ محمد ابن عبد اللہ ابن حسن مثنی معروف بہ نفس زکیہ وقت شہادت اسکو کمر مین باندھے تھے چنانچہ عیسی ابن موسی نے
بعد شہادت انکے منصور عباسی کو دی کذا فی جاذب القلوب اکثر قبضہ وتھنال و دو حلقے اسکے چاندی کے تھے
۲ ـ عضب بفتح العین وسکون المعجمۃ والموحدۃ بمعنی شمشیر برندہ یہ تلوار سعد ابن عبادہ نے غزوہ بدر مین نذر کی تھی
۳ ـ مخذم بکسر میم وسکون خا وفتح ذال معجمتین مشتق خذم بمعنی سرعت قطع ۴ ـ رسوب بفتح را وضم سین
مہملتین بمعنی فرورونده در زخم یہ دونون تلوارین حضرت علی مرتضی رضی اللہ عنہ سریہ فلس سے لائے تھے ۵ ـ
قلعی بضم قاف وفتح لام وکسر عین مہملہ و یاء نسبت منسوب بقلع نام موضع ۶ ـ بتار بتقدیم باء موحدہ مضمومہ
بر فوقیہ مشددہ بصیغۂ مبالغہ مشتق تبر سے بمعنی قطع ۷ ـ حتف بفتح مہملہ وسکون مثناۃ بمعنی موت یہ سیوف ثلثہ
غزوہ قینقاع مین ہاتھ لگین تھین ۸ ـ قضب بقاف وضاد معجمہ بروزن فعل کہ تلوار دقیق کو بولتے ہین
یہ اول سیف ہی کہ حضرت صلعم نے باندھی اور اکثر آنجناب اپنے ہاتھ مین رکھتے تھے اور بعد آنجناب خلفاء راشدین کے
پاس ہی بعد ازان خلفاء عباسیۂ مروانیہ کے پاس تھے ۹ ـ مابور بباء موحدہ مشتق ابر سے بمعنی جوہر شمشیر کذا فی الدرر
مگر قاموس وصراح مین ثا ابور بثاء مثلثہ فوقانیہ ہی ۱۰ ـ ایک تلوار اور تھی بعض کے نزدیک یہ دونون تلوارین ترکہ عبد اللہ
مین سے تھین اور بہجۃ المحافل مین ہی کہ رسوب اور ایک تلوار اور ورثہ پدر مین حضرت کو ملی تھی اور بہجۃ المحافل مین ہی
کہ چار نیزہ حضرت صلعم کے پاس تھے ازانجملہ تین نیزے اسلحہ سے قینقاع سے تھے اور ایک مثنی تھا اور مجمع البحار مین نام اسکا
مثوی تھا اسواسطے کہ جسکے لگے اسکو جنبش سے باز رکھے اور ثوی لغت مین بمعنی فرازنہ کردن آیا ہی سوا اسکے تین حربے
اور تھے ایک نبعہ بفتح نون وسکون موحدہ اور نبع اصل مین ایک درخت ہی جسکی لکڑی سے تیر وکمان بناتے ہین دوسرا
بیضا تیسرا عنزہ بفتحات عین مہملہ ونون وزاء معجمہ یہ حربہ تھا مقدار نصف نیزہ اسکو آنجناب اکثر عیدین مین پاس

رکھتے تھے اور کبھی ان دونوں میں بھی اور اسی کو نماز عیدین میں بطور سترہ گاڑ دیتے تھے اور اسکے تین چھڑیاں بھی
تھیں ایک مقدار ذراع سرکج کہ اُس سے وقت رکوب مرکب کو ہانکتے تھے دوسرے مخصرہ مسمی بالعرجون مقدار نیم عصا جسپر
آنجناب تکیہ دیکر بیٹھ جاتے تھے تیسرے قضیب یعنی شاخ درخت مسمی بمشوق اسکو آنجناب اکثر دست مبارک میں رکھتے تھے اور
حضرت صلعم کی چار کمانیں تھیں روحا و بیضا اور یہ دونوں درخت شوحط کی تھیں شوحط ایک درخت کوہی ہے جس سے
کمانیں بناتے ہیں اور صفرا درخت نبع کی اور کتوم کہ بروز بدر ٹوٹ گئی اور ایک ترکش تھا کافور نام اور ایک سپر تھی
کما فی بہجۃ المحافل یہ سپر ہدیہ میں آئی تھی اُسپر تصویر کرگس کی بنی ہوئی تھی آنجناب نے دست مبارک رکھدیا مٹ گئی
اور بعض کے نزدیک تین سپریں تھیں زلوق و فتق و دو فر اور کمال دمیری و مولف بہجۃ المحافل نے لکھا ہے کہ آنحضرت صلعم کے
پاس نو زرہیں تھیں ۱- خرنق بکسر خاء معجمہ و سکون مہملہ و کسر نون یہ نام بسبب نرمی کے ہوا ہے کیونکہ خرنق لغت میں
بچہ خرگوش کو کہتے ہیں ۲- بتیرا بتقدیم موحدہ مضمومہ بر مثناۃ فوقانیہ چونکہ یہ زرہ خرد تھی اسواسطے یہ نام ہوا
کیونکہ بتر لغت میں بمعنی دم بریدہ آیا ہے ۳- ذات الفضول یہ زرہ طویل الذیل تھی اس باعث سے مسمے بذات الفضول ہوئی
اس زرہ کو وقت قدوم مدینہ منورہ سعد ابن عبادہ نے نذر کی تھی اسمیں چار حلقے چاندی کے تھے دو جانب سینہ اور
دو جانب قفا اور بروز احد یہ زرہ مع فضہ کے جسم مبارک پر تھی اور بروز حنین مع صغدیہ و بروز وفات ابوشحم
یہودی کے پاس بعوض چند صاع جو کے رہن تھی نقل ہے کہ اس زرہ کو جناب ولایت مآب کرم اللہ وجہہ روز جمل
پہنے ہوے تھے ۴- ذات الوشاح ۵- ذات الحواشی ۶- فضہ کہ اسلحہ بنی قینقاع میں ہاتھ لگی
۷- سعدیہ بعضے کہتے ہیں کہ یہ زرہ حضرت داؤد علیہ السلام کی تھی اسی کو مقابلہ جالوت میں پہنتے تھے اور
بعض کے نزدیک زرہ داؤد کا نام سعدیہ تھا وہ بھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھی اور بعضے کہتے ہیں کہ
نام سعدیہ کا شغدیہ تھا اور بعض کے نزدیک صغدیہ اور دو زرہیں اور تھیں ایک - غنایم بنی قینقاع سے اور
دوسری ۹- حطمیہ کہ علی مرتضی رضی اللہ عنہ کو عنایت کی اور ارشاد کیا کہ اس سے فاطمہ زہرا علیہا السلام کا
مہر ادا کرو اور ایک روایت ہے کہ اس زرہ کے بیچنے کا حکم دیا تھا کہ چار سو اسی درہم آئے تھے کہ انسے جہیز کیا گیا
اور بروز احد و حنین دو زرہیں دو زرہ کے پہنے ہوے تھے کذا فی بہجۃ المحافل اور روضۃ الاحباب میں ہے کہ آنحضرت کے
پاس دو مغفر تھے ایک موشح اور دوسرا ذو السبوغ مغفر بالکسر زرہ خرد کہ اسکو زیر کلاہ پہنتے ہیں اور سبوغ بالضم
بمعنی فراخی نعمت و تمام اور جمیع البحار میں ہے کہ ذو السبوغ نام زرہ کا تھا اور موشح نام خود کا اور صاحب بہجۃ المحافل نے
خود کا کچھ ذکر نہیں کیا لیکن روضۃ الاحباب میں ہے کہ ایک خود بھی تھا جسکو حضرت صلعم بروز احد سر مبارک پر رکھتے تھے
اور عرب خود کو بیضہ کہتے ہیں اور اعلام میں لکھا ہے کہ فرق مغفر و بیضہ میں یہ ہے کہ مغفر شبیہ طاقیہ کے ہوتا ہے اور بیضہ طویل
اور اسمیں حلقے ہوتے ہیں کہ گردن تک اور کسی قدر مونڈھے اور سینہ تک پہنچتے ہیں اور ایک منطقہ یعنی پٹکہ چمڑے کا تھا

اسمین تین حلقے نقرئی پڑے تھے اور ایک لوا سفید اور دوسرا سیاہ تھا اسی کو عقاب بولتے تھے حضرت
ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ لواء مبارک پر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھا ہوا تھا نزدیک اکثر اہل تحقیق کے
لواء و رایت باہم مترادف ہین یعنی علم جس سے مکان مالک لشکر کا دریافت کرین اور حسب عادت عرب لواء
وقت جنگ امیر لشکر کے ہاتھ مین ہوتا تھا مگر امام احمد و ترمذی ابن عباس سے اور طبرانی بریدۂ اسلمی سے
روایت کرتے ہین کہ رایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سیاہ تھا اور لواء بالمد والکسر سفید اور ابن اسحق نے
عروہ سے روایت کی ہی کہ حدوث رایات کا غزوۂ خیبر سے ہوا اس سے پیشتر اسکا ذکر نہ تھا اور الویہ پیشتر سے تھے
اس مقام سے رایت و لواء مین فرق پایا گیا مگر فقیر کے نزدیک یہ فرق عرفی ہی نہ لغوی جیسا کہ بعض اہل تحقیق
فرماتے ہین کہ رایت علم کبیر بولتے ہین اور لواء علم صغیر کو فائدہ دربیان بیوت حضرت صلعم مخفی نرہے
کہ جسدن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انتقال جنت فرمایا نو گھر تھے بعضے جرید نخل کے اور بعضے پتھرون کے
یعنی نیچے اوپر پتھر رکھے تھے اور بعضے ایسے تھے کہ صرف ٹٹیان چوب خرمے کی بند ہین تھین اور انپر کہگل
کی ہوئی تھی اور بلندی ہر ایک کی مقدار قد آدم اور ہر ایک گھر مین ایک ایک حجرہ تھا بعد ازان بعد وفات
امہات المومنین ولید ابن عبد الملک نے گھرون کو ملا دیا اور حجرون کو داخل مسجد کیا بہجۃ المحافل مین ہی
کہ اجرا اس حکم کا عمر ابن عبد العزیز کے ہاتھ سے ہوا اور جسدن مدینہ مین یہ حکم آیا تو اسطرح کا غم و الم ہوا کہ
جیسا حضرت صلعم کی وفات کے روز ہوا تھا فائدہ دربیان ملبوسات وغیرہ اشیا بہجۃ المحافل مین ہی
کہ جسدن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی اسدن یہ اسباب متروکہ مین تھا دو جامہ حبرہ کہ ایک قسم
چادر یمنی کی ہی اور حبرہ بکسر الحاء المہملہ و فتح الباء الموحدہ نام محلہ نیشاپور کا اور نام ایک شہر کا نزدیک
کوفہ کے اور ایک ازار عمانی کہ بعضے اسکو یمانی بھی کہتے ہین عمان بالضم ایک شہر یمن کا ہی و بفتح العین
و تشدید المیم ایک شہر ہی شام مین اور ایک چادر برنگ سبز مقدار چار درعہ ایک بالشت طویل اور دو درعہ
عریض اور دو جامۂ صحاری اور ایک قمیص صحاری اور ایک قمیص سفید سحولی سحول موضع ہی یمن مین
اور ایک جبہ یمنیہ اور ایک خمیصہ یعنی چادر علمدار یا کلیم سیاہ علم دار اور ایک کملی سفید اور کئی
تاج خرد لاطیہ تین ہون یا چار اور ایک ازار پانچ بالشت کی اور ایک لحاف رنگین ورس کا ورس
بالفتح ایک قسم گھاس کی ہی یمن مین مانند کنجد اس سے کپڑے رنگتے ہین اور ایک کملی سیاہ اور ایک
عمامہ سیاہ اور ایک عمامہ اور جسکو سحاب کہتے تھے سو وہ کملی کسی محتاج کو عنایت فرمائی تھی اور عمامہ سحاب
علی مرتضی کو دیا تھا کہ جب کبھون حضرت علی مرتضی اسکو باندھ کر کسی مجلس مین تشریف فرما ہوتے تو اہل مجلس
کہتے اتاکم علی فی السحاب اور دو جامہ خاص واسطے یوم جمعہ کے تھے اور ایک رومال ہاتھ صاف کرنے کا تھا

ایک بدھنا وضو کے اور ایک چادر شب خوابی کی تھی اور دو موزے سادہ نجاشی نے بھیجے تھے اور دو موزے
دحیہ نے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو پہنا او پھٹ گئے تھے اور ایک خیمہ تھا کن نام بکسر کاف و تشدید نون
کہ اسکو سفر مین کھڑا کر لیتے تھے اور چالیس آدمی کی اسمین گنجایش تھی اور ایک دستارخوان تھا جسپر
کھانا کھاتے تھے اور ایک بچھونا چرمی تھا جسمین بجاے پنبہ لیف خرمہ بھرا تھا اور ایک پلنگ تھا
چوب ساج کا جسکو پوست خرمہ کی رسیون سے بنا تھا اور ایک جوڑا جوتہ تھا حال نعل مبارک کا علیحدہ
فائدہ مین لکھونگا اور ایک صندوقچہ چرمی تھا مدلہ نام کہ اسمین آئینہ و کنگھی دانت کی اور سرمہ دان و قراض
و مسواک رکھتے تھے اور ایک کاسہ کلان غرا نام اسمین چار حلقے تھے اور چار آدمی اسکو اٹھاتے تھے
اور ایک پیالہ لکڑی کا تھا جسمین تین جگہہ چاندی یا لوہے کے پتر چڑے تھے اور ایک حلقہ تھا کہ اسے پکڑکر
اٹھالیتے تھے یہ پیالہ بعد انحضرت صلعم حضرت انس رضی اللہ عنہ کے پاس رہا بعد انکے انکے بیٹون کے پاس تھا
اور ایک پیالہ شیشے کا تھا اور ایک پیالہ اور ریان نام تھا اور ایک کٹورا پانی پینے کا تانبے یا پتھر کا تھا
اور ایک ظرف کلان برنجی جسمین مہندی و وسمہ بنایا جاتا تھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم گرمی کے وقت
سر مبارک پر لگاتے تھے اور ایک ظرف روئین واسطے غسل کے تھا اور ایک پیالہ بطور روغن دان اور ایک پیمانہ جسسے
صدقہ فطر دیتے تھے جو تہائی وزن صاع کا ہوگا اور ایک انگشتری تھی چاندی کی تھی جسکا نگین چاندی کا تھا اور اسپر
محمد رسول اللہ کھدا ہوا تھا و بروایت بخاری و ترمذی نقش خاتم رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم تین سطر مین تھا محمد
ایک سطر رسول ایک سطر اللہ ایک سطر اور بعض کے نزدیک انگشتری آہن کی تھی اور نگین چاندی کا تفصیل و تحقیق
انگشتری کی آگے بیان کیجائیگی **فائدہ** بخاری مین عمرو ابن حارث برادر جویریہ زوجہ مطہرہ رسول اللہ صلعم سے
روایت ہے ما ترک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عند موتہ دینارا ولا درہما ولا عبدا ولا امۃ ولا شیئا الا بغلتہ البیضاء
وسلاحہ وارضا جعلہا صدقۃ یعنی نہین چھوڑا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وقت موت اپنی کے کوئی درہم و دینار
اور غلام و لونڈی اور نہ کوئی شی مگر ایک شتر سفید اور ہتھیار اور کچھ زمین جسکو صدقہ کر دیا تھا اس حدیث سے
معلوم ہوتا ہے کہ یہ جو خبرون مین ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلامون اور لونڈیون کا ہے اور کتب سیر مین لکھا ہے
یا تو وہ مر گئے ہونگے یا انکو آزاد کر دیا ہوگا او ہتھیار سے مراد تلوار اور نیزے اور زرہ و خود اور عصا بھالے وغیرہ
اور بعض روایت مین خاص ذکر زرہ کا بھی واقع ہوا ہے کہ وہ یہودی کے پاس رہن تھی اور شاید کہ یہ حصر اضافی ہے یعنی
[illegible] کرنے اور ایسی ہی ایسی چیزون کے مثل پارچہ ملبوس و دیگر اسباب خانگی و الا بروایات صحیحہ از روے احادیث
ثابت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چھوڑے کپڑے وغیرہ شروح بخاری مین ہے کہ ضمیر جعلہا کی تینون چیزون کی طرف
پھرتی ہے حدیث جناب رحمن اسلیے کہ آنجناب نے فرمایا ہے کہ نحن معاشر الانبیاء لا نورث ما ترکناہ صدقۃ یعنی ہم جماعت

انبیا کے ہین نہین میراث چھوڑتے ہین جو کچھ چھوڑتے ہین ہم صدقہ ہی عسقلانی نے کہا ہی کہ زمین کی منفعت کو
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقہ کیا تھا پس یہ زمین حکم وقف مین ہوگئی تھی یعنی اُس زمین کو صدقہ جاریہ باقیہ اُسکے
قائم رہنے تک کیا تھا اور کرمانی نے شرح صحیح بخاری مین لکھا ہی کہ زمین کو نصف وادی القریٰ مین تھی اور حصہ حضرت کا
خمس خیبر سے اور حصہ مین بنی النضیر سے اور صحیح مسلم مین حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہی کہ
ما ترک رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم دینارًا ولا درہمًا ولا شاۃً ولا بعیرًا ولا اوصی لشئی یعنی نہین چھوڑے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے بعد وفات کے دینار اور نہ درہم اور نہ بکری اور نہ اونٹ اور نہ وصیت کی ساتھ کسی چیز کے یعنی قسم مال سے
اسلیے کہ نہین چھوڑا کچھ مال تا کہ وصیت فرمائین اور جو کچھ کہ مال بنی نضیر و فدک وغیرہ کا تھا حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے حالت حیات مین صدقہ کر دیا تھا مسلمانون پر بعد نفقہ عیال کے سوا اُن چیزون کے جو حدیث
عمرو ابن حارث مین مذکور ہین پس یہ جو محققین علما نے لکھا ہی کہ آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم کے لواح مدینہ مین
اونٹنیان چھوٹی ہوئی تھین اُنکا دودھ ہر شب آتا تھا اور بکریان چند دودھ پینے کے واسطے تھین سو یہ بات
صلاحیت معارضہ اس حدیث کی نہین رکھتی اور اگر صحیح بھی ہو تو محمول ہی اسپر کہ وہ اونٹنیان بھی صدقے کی تھین
اور اصحاب صفہ رضی اللہ عنہم اجمعین اُنکا دودھ پیا کرتے تھے اور مراد لا اوصی لشئی سے یہ ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
وصیت نہین فرمائی تہائی مال اپنے کی مگر اس سے وصیت کرنا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ کتاب اللہ و
اہلبیت اور اخراج یہود کی جزیرۂ عرب سے اور احسان کرنا الچیون سے نکل گیا کیونکہ مراد اس سے نفی مطلق
وصیت کی نہین ہی توضیح نعل یعنی پاپوش آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم طول مین ایک بالشت دو انگشت اور
عرض متصل کعبین سات انگشت اور بطن قدم پانچ انگشت اور اوپر چھ انگشت اور سر نوکدار اور قبالین کے
بیچ مین دو انگشت کذا قال الحافظ العلقمی فی حاشیۃ الجامع الصغیر فی احادیث البشیر النذیر وکذا ذکرہ محمد علی الدمشقی
فی سیرۃ شامی قبال دو والی کہ بر طول نعلین بندند و آن دو تا باشد اور مثال نعل مبارک مین ثقات و معتمدین نے
کتابین تصنیف کی ہین چنانچہ محدث تلمسانی کی دو کتابین ہین ایک کا نام ہی فتح المتعال اُسکے دوسرے باب مین مثال
نعل مطہر کی اسنا دلکھی ہین اور انتہا اُسکی اسمعیل ابن ابراہیم تا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر کی ہی کہ اصل نعل مبارک
اُنکے پاس تھی اور منافع مثال مبارک کی مشہور ہین اور خواص اُسکے آفتاب سے زیادہ ظاہر تر چنانچہ فتح المتعال مین ہی
کہ قاسم ابن محمد نے فرمایا کہ جو کوئی مثال کفش مبارک کو تبرک کر کے اپنے پاس رکھے اسکو امان ہی باغیون کی بغاوت
اور دشمنون کے غلبہ اور شیطان سرکش کے شر اور حاسد کی آنکھ سے اور حاملہ عورت درد زہ کی شدت مین سیدھے ہاتھ مین
لیوے تو اُسکی مشکل آسان ہو جائے اللہ کے حکم سے تلمسانی نے کہا مین نے تجربہ کیا صحیح ہی اور اکثر معتمدین نے لکھا ہی
کہ جس حاجت مین اُس سے توسل کیا گیا وہ حاجت بر آئی اور جس تنگی مین اس سے توسل کیا گیا وہ آسان ہوئی تلمسانی نے کہا ہی

مین جہاز پر سوار تھا کہ طوفان سخت آیا اہل بحر بہ کو نجات سے مایوسی ہوئی شیخ شمائل کفش مبارک ناخدا کو دی اُسنے توسل کیا
اللہ کی مہربانی سے جہاز بچ گیا اور دریا کے واقفون نے کرامت شمار کیا **توضیح** انگشتری حضرت صلی اللہ علیہ وسلم چاندی کی تھی
صحیحین مین عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چاندی کی انگوٹھی بنوائی تھی کہ آپکے ہاتھ مین
رہتی تھی بعد وفات صدیق اکبر کے پاس تھی پھر عمر ابن خطاب کے نصیب ہوئی بعد ازان عثمان ابن عفان کو ملی یہان تک کہ چاہ اریس مین
گر گئی اور نہ ملی روایت ہے کہ معیقیب خاتم دار کے ہاتھ سے گری تھی اسی کے بعد فتنہ و اختلاف برپا ہوا اور شہادت حضرت عثمان کی بنا پڑی
گویا خاتم مین ایک سر تھا جس سے انتظام بنا تھا جیسا خاتم سلیمان مین تھا اور صحیح مسلم مین انس ابن مالک رض سے روایت ہے کہ حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کی انگشتری مین نگین حبشی تھا کہ اسکو جانب کف دست رکھتے تھے اور انگوٹھی پتھر کی تھی مراد نگین
حبشی سے سنگ حبشہ ہے یا سنگ سیاہ یا صانع اسکا حبشی تھا اور ایک روایت مین انس رضی اللہ عنہ سے ہے کہ انگشتری چاندی کی تھی
اور نگینہ بھی چاندی کا تھا اس مین جمع بین الحدیثین یون ہوتا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دو انگوٹھیان تھین اور
ابو داؤد نے معیقیب صحابی رض سے روایت کی کہ خاتم رسول اللہ لوہے کی تھی اسپر ملمع تھا چاندی کا اور صحیحین مین عبد اللہ
ابن عمر رض سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سونے کی انگشتری بنوائی اور دست راست مین پہنی اور نگینہ متصل
کف دست رکھا سو لوگون نے بھی دیکھکر بنوائین تب حضرت صلعم نے منبر پر کھڑے ہوکر انگوٹھی اُتار ڈالی اور اسکو منع کیا آخر امر یہ ہے
کہ انگشتری نقرہ مین اختلاف ہے بعضے بلا کراہت استعمال اسکا جائز جانتے ہین اور بعضے کہتے ہین کہ اگر بقصد زینت ہے تو مکروہ ہے
اور بعضے قاضی اور مفتی کے واسطے جائز رکھتے ہین اور کہتے ہین کہ وزن مثقال سے کم چاہیے سوا اسکے کہ استعمال طلا و نقرہ مین
اصل حرمت اور کراہت ہے تو چاہیے کہ قدر ضرورت سے زیادہ نہو اور اسی سبب سے دو انگوٹھیان یا زیادہ اس سے پہننا مکروہ ہے لیکن بنانا
انگوٹھیون کا منع نہین ہے اور دلائل ہر ایک قائل کے کتب فقہ مین مسطور ہین لیکن صحیح یہ ہے کہ استعمال خاتم نقرہ بلا خصوصیت درست ہے
اکثر اصحاب و صلحا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو پہنتے تھے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع نہین کیا الا استعمال خاتم طلا بالاتفاق
ائمہ اربعہ مکروہ ہے اس دلیل سے کہ صحیحین مین براء ابن عازب سے روایت ہے کہ حضرت صلعم نے ہمکو انگشتری طلا اور آوند طلا سے
منع کیا ہے اور اسحق ابن راہویہ نے رخصت دی ہے اور ایک جماعت علما کے قائل ہے کہ پانچ صحابی اپنی وفات تک سونے کی انگوٹھی استعمال کرتے
اور مصعب ابن سعد کہتے ہین کہ مین نے طلحہ اور سعد و صہیب رضی اللہ عنہم کے پاس انگوٹھیان سونے کی دیکھی تھین اور نسائی نے روایت کی ہے کہ حضرت
عثمان نے صہیب رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ سبب کیا ہے جو تیرے پاس انگشتری طلائی نظر آتی ہے صہیب نے کہا یہ انگشتری اُسنے دیکھی ہے جو تجھ سے بہتر تھا
حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا وہ کون تھا صہیب نے کہا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم [illegible] مگر بعد تحقیق واضح ہوتا ہے کہ حدیث حرمت وہی
شاید اطلاع نہوئی تھی اور انگشتری آہن مین بھی اختلاف ہے بعضے قائل جواز ہین اور بعض قائل کراہت اور انگشتری برنجی بالاتفاق مکروہ ہے **توضیح** بیان
اسماء گرامی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ نام میرے محمد اور احمد ہے اور ماحی کہ زائل کرتا ہے اللہ کفر کو اسکے سبب سے اور حاشر کہ
سب سے پہلے محشور ہوگا اور عاقب کہ بعد میرے کوئی نبی نہوگا اور دوسری روایت مین مقفی اور نبی التوبہ ہے

اور نبی الرحمۃ اور نبی الملحمہ اور خدا تعالے نے اپنے کلام قدیم مین یہ نام فرمائے ہین بشیر و نذیر و رؤف و رحیم و رحمۃ للعالمین
و طٰہٰ و یٰس و مزمل و مدثر و عبد اللہ و عبدہ و مزکی و معلم الکتاب و الحکمۃ و ہادی الی الصراط المستقیم و الرسول الکریم
و النور و الشاہد و المبشر و الداعی الی اللہ باذنہ و السراج المنیر و رسول اللہ و خاتم النبیین و الرسول النبی الامی
و النجم الثاقب و الشہید و الرسول المبین و قدم الصدق و نعمۃ اللہ و العروۃ الوثقیٰ و الرسول الامین اور یہ بھی حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے نام ہین۔ امین اور مامون و ولی و سید ولد آدم و سید الناس یوم القیامۃ و دعوۃ ابراہیم
و اول من شق عنہ الارض و قاسم و ابو القاسم اور کتب قدیمہ الہیہ مین نام حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ تھے
المتوکل و المختار و مقیم السنۃ و المقدس و قثم و ہو الجامع الکامل و صاحب القضیب و صاحب الہراوۃ اور ہراوۃ لغت مین
عصا کو کہتے ہین اور عرب لوگ عصا سے اونٹ ہانکتے ہین سو صاحب الہراوۃ اشارہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
عربی تھے اور صاحب التاج و روح الحق و ہذا معنی الفارقلیط فی الانجیل و ماذ ماذ و مشاد طیب طیب و الخاتم بکسر التاء
و الخاتم بفتح التاء یعنی احسن الانبیاء خلقاً و خُلقاً اور سریانی مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مشفح و منحمنا اور توریت مین
احید اور جو اسماے رسول امت کی زبان پر مشہور ہین اور خلف فی سلف سے نقل کیے ہین وہ یہ ہین مصطفے و مجتبیٰ
و شفیع و مشفع و متقی و مصلح و طاہر و الصادق المصدوق و امام المتقین و قائد الغر المحجلین یعنی کھینچنے والے گھوڑون کے
جنکی پیشانی اور قوایم سفید ہون یہ اشارہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت بسبب آثار وضو کے روشن رو اور
پا و دست ہوگی کہ اس نشانی سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم انکو حوض پر بلاوین گے و حبیب رب العالمین و صاحب
الحوض المورود و اللواء المعقود و المقام المحمود و المحضر المشہود و صاحب الازواج الطاہرات و العلو و الدرجات و العربی
و القرشی و التہامی و المکی و المدنی و الابطحی و سید المرسلین و شفیع المذنبین و قائد الوافدین الی رب العالمین
اور ابو الحسن حیرانی مغربی نے اپنی کتاب مین ننانوے نام بیان کیے ہین اور ابو بکر ابن العربی اپنی کتاب احوذی
شرح شمائل ترمذی مین فرماتے ہین کہ اللہ جلشانہ کے ہزار نام ہین اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بھی ہزار ہین

توضیح دربیان اصحاب رسول اللہ صلعم پوشیدہ نرہے کہ شمار صحابہ اور ضبط اسمار انکا تحقیق
اور ثابت نہین لیکن اسقدر کہتے ہین کہ حجۃ الوداع مین ہمراہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نوّے ہزار اصحاب تھے
اور بعضے چالیس ہزار بھی کہتے ہین اور مسالک اہل سنت وجماعت یہ ہے کہ بعد خلفا سے راشدین کے طلحہ و زبیر اور
عبد الرحمن ابن عوف اور سعد ابن ابی وقاص اور سعید ابن زید اور ابو عبیدہ ابن الجراح افضل ہین اور بعد انکے
افضل صحابہ اہل بدر پھر اہل احد اور پھر اہل بیعت رضوان اور یہ ترتیب نزدیک اہل سنت کے بالاجماع ہے
اور زیادہ اس سے تفصیل اس مسئلہ کی متعلق کتب عقائد سے ہے اس کتاب سے علاقہ نہین رکھتی اور یہ بھی
واضح ہو کہ احادیث صحیحہ شان صحابہ مین عموماً وارد ہین کہ انسے افضلیت اور اکثریت ثواب انکی تمام امت پہ

ثابت ہوتی ہی آور بھی حدیث صحیح سے ثابت ہوتا ہی کہ صحابہ تابعین سے اور تابعین تبع سے اور تبع تابعین مابعد
اپنے سے افضل ہین آور اصحاب جمع صاحب کی ہی جسطرح اطہار جمع طاہر کی یا جمع ہی صحب کی جسطرح راکب و رکب
یا جمع صحب بفتحتین آہم جمع صاحب جسطرح خادم و خدم یا جمع صحب بکسر جا مخفف صاحب و جمع صاحب صحابہ بھی آئی ہی
و در مجمع البحار ہی کہ سواے اس جمع کے فاعل کی جمع فعالہ نہین آئی آور صاحب از روے لغت ہمنشین اور ملازم کو بولتے ہین
آور باصطلاح محدثین مین صاحب و صحابی وہ ہی جسنے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حالت ایمان مین ملاقات کی ہو اور
ایمان پر مرا ہو اگرچہ اثنا عرصہ مین مرتد ہوکر پھر ایمان لایا ہو آور عام ہی اس سے کہ رجوع جانب اسلام حیات رسالت مآب صلعم
مین ہوا ہو یا بعد وفات مثل عبد اللہ ابن سعد ابن ابی السرح کہ حیات آنحضرت مین پھر ایمان لایا آور مثل اشعث ابن قیس کندی
اور جو کوئی حالت ردت ہی مین مرا مثل ابن ابی خطل و ربیعہ ابن امیہ جمحی و عبید ابن جحش وہ ہرگز صحابی نہین ہی آور مراد ملاقات
در ایمان سے وہ ہی جو بعد بعثت حضرت صلعم کے ہوئی ہو ہذا ہو الصحیح آور بعضے تعمیم کرتے ہین کہ قبل بعثت ہو یا بعد اس قول کے
پر زید ابن عمرو ابن نفیل اور ورقہ ابن نوفل و بحیرا راہب وغیرہ داخل صحابہ ہوتے ہین کیونکہ ان لوگون نے پیش از نبوت حضرت صلعم کو
جان لیا تھا کہ پیغمبر آخر الزمان ہین اور قبل بعثت مر گئے آور ملاقات بھی عام ہی کہ قبل سن تمیز ہو یا بعد پس محمد بن ابی بکر کہ تین
مہینے چند روز قبل وفات حضرت صلعم کے پیدا ہوے تھے داخل اصحاب ہین آور بعض استیاز و بلوغ شرط کرتے ہین آور بعض
استداد مدت صحبت بھی بقدر عرف شرط کرتے ہین آور بعض مدت صحبت چھ مہینے قرار دیتے ہین آور سعید ابن مسیب رضی اللہ عنہ
سے روایت ہے کہ صحابہ مین شمار نہین کیا جاتا تا وقتیکہ وہ شخص جو ایک برس حضرت کی خدمت مین رہا ہو اور کسی غزوہ مین بھی
شریک ہوا ہو مگر اصح ماذکرنا اولا آور جو کوئی شخص بعذر نابینائی جمال مصطفوی کے مشاہدہ سے معذور رہا ہو اوسکی صحابیت مین
کچھ اختلاف نہین جسطرح عبد اللہ ابن مکتوم و لہذا تعریف صحابی مین بدل رویت لفظ ملاقات محققین نے اختیار فرمائی ہی
اور جس کسی نے حضرت صلعم کو بعد وفات عیانا اور کشفا بیداری یا خواب مین دیکھا ہی اوسکا شمار صحابہ مین نہین ہی آور جو
بابا رتن نے سال ششصد و بست ہجری مین دعوی صحابیت کیا تھا وہ قابل سماعت نہین ہی آور اخیر صحابہ وفات مین ابو الطفیل عامر
بن واثلہ لیثی تھے کہ انہون نے سنہ مائتہ و عشر مین وفات پائی ہی آور جو لوگ کہتے ہین کہ عکراش ابن ذویب بعد تفضیہ جمل کے
سو برس زندہ رہے محض بے اصل ہی کذا فی الشرح و رد النقریب تالیفات مفتی سید محمد ولی اللہ فرخ آبادی آور اصح یہ ہی کہ
صحابی عام ہی شامل جن و انس کو لیکن دخول ملائکہ صحابہ مین مثل جبرئیل و میکائیل علیہما السلام کے سو یہ بات موقوف ہی اس پر
کہ حضرت صلعم رسول ملائکہ بھی تھے یا نہین جو شخص قائل بقول اول ہی وہ انکو صحابہ مین داخل کرتا ہی آور بعض جنات کا صحابہ مین ہونا
ثابت ہوتا ہی مگر ابن اثیر کا میلان اسطرف ہی کہ جن صحابہ مین نہین ہین اگرچہ مسلمان ہون آور حضرت اویس قرنی ابن عامر
کہ منسوب جانب قرن ابن ردمان ابن ناجیہ [illegible] مراد کے ہین داخل اصحاب نہین ہین مگر بہتر تابعین مین ہین اور آنحضرت صلعم نے انکے
حق مین فرمایا ہی کہ بہتر تابعین ایک شخص ہی کہ کہا جاویگا اوسکو اویس اور اوسکی ایک والدہ ہی اور جو کوئی [illegible] کرے [illegible]

منقول ہی کہ بہتر اور افضل تابعین سعید ابن المسیب ہین یہ اوسکی منافی ہی سو کچھ منافات نہین کیونکہ خیریت و فضیلت
اویس کو باعتبار کثرت ثواب کے ہی خدا کے نزدیک اور فضیلت سعید ابن المسیب کی باعتبار معرفت علوم اور احکام
شرائع کے ہی اور جو کوئی توہم کرے کہ اویس نے تخلف کیا صحبت رسول مقبول صلعم سے سو خود حضرت صلعم کے فرمانے سے
ثابت ہوا کہ اوسکی ماں کے سبب سے ہی یعنی بسبب خاطر اور خدمت احسان ماں کے حاضر نہین ہوا لہذا توہم رفع ہو گیا پوشیدہ نرہی
کہ اخبار اور آثار شان اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ مین بہت وارد ہوے ہین چنانچہ علامہ سیوطی نے جمع الجوامع مین اکثر
ذکر کیے ہین کاتب الحروف اس مقام پر چند اخبار اونمین سے گذارش کرتا ہی از انجملہ صحیح مسلم مین عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ
سے روایت ہے کہ فرمایا حضرت صلعم نے اِنَّ رجلاً یاتیکم من الیمن یقال لہ اویس لا یدع بالیمن غیر اُمٍّ لہ
قد کان بہ بیاض فدعا اللہ فاذہبہ الا موضع الدینار او الدرہم فمن لقیہ فلیستغفر لکم و فی
روایۃ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول اِنَّ خیر التابعین رجلاً یقال لہ
اویس ولہ والدۃ وکان بہ بیاض فمروہ فلیستغفر لکم یعنی تحقیق ایک شخص آویگا تمہارے پاس
یمن کی جانب سے کہا جائیگا اوسکو اویس نہ چھوڑیگا یمن مین سواے والدہ اپنی کے یعنی نہین ہی اوسکے لیے
عیال و اہل یمن مین سواے ماں کے اور نہین باز رکھا ہی اوسکو آنے سے مگر اوسکی خدمت نے تحقیق تھی اوسکے بدن مین
سفیدی یعنی برص پس دعا کی اللہ سے سو دور کیا اللہ نے اوسکو مگر مقدار دینار کے یا درہم کے پس جو شخص ملے اوس سے
چاہیے کہ بخشش طلب کرے تمہارے لیے یعنی چاہیے کہ درخواست کرے وہ شخص اوس سے کہ بخشش طلب کرے وہ اوسکے لیے
اور ایک روایت مین یون آیا ہی کہ کہا عمر رضی اللہ عنہ نے سنا مین نے رسول خدا سے فرماتے تھے تحقیق بہترین تابعین ایک شخص ہی کہا جائیگا
اوسکو اویس اور اوسکے لیے ماں ہی اور تھی اوسکے برص پس حکم کرنا اوسکو اور چاہنا اوس سے کہ استغفار کرے تمہارے واسطے
فائدہ باقی رکھنا برص کا مقدار درہم کے شاید کہ علامت کے طور پر ہو یا اسواسطے ہو کہ اویس بسبب شرم کے تنفر کرین لوگ
اور اسلیے وہ دوست رکھتے تھے گوشہ نشینی اور گمنامی اور مکروہ جانتے تھے شہرت و مخالطت کو اور ایک روایت مین آیا ہی
کہ یہ بسبب دعا کرنے اویس کے تھا کہ دعا کی تھی الہی چھوڑ میرے جسم مین کچھ نشان اوسکا کہ یاد کرون مین بسبب اوسکے نعمت تیری
اور جو حضرت نے بہترین تابعین فرمایا سو اسکے لیے کہ حضرت کے زمانے مین تھے اور بسبب مانع شرعی کے حاضر ہونے سے محروم رہے
اور اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوا کہ دعا طلب کرنی چاہیے اہل خیر و صلاح سے اگرچہ طالب افضل ہو نسے از انجملہ روایت کیا ہی
ابو القاسم عبد العزیز بن جعفر الحرمی نے اپنے فوائد مین اور خطیب اور ابن عساکر نے اپنی تاریخ مین یحیی ابن سعید سے اور اونسے سعید ابن المسیب سے
اور اونسے عمر ابن خطاب سے کہ عمر نے کہا فرمایا حضرت صلعم نے ایکدن اے عمر مین نے کہا لبیک و سعدیک یعنی حاضر ہون جو حکم ہو بجا لاؤن
یا رسول اللہ پس گمان کیا مین نے کسی کام کو بھیجینگے فرمایا اے عمر میری امت مین ایک شخص ہوگا کہ اوسکو اویس قرنی کہین گے ہو چکیگی
اوسکو ایک بلا جسد مین یعنی برص پس دعا کریگا خدا سے سو دور کریگا مگر ایک چھوٹا سا سپیدی رہجائیگا کہ جب اوسکو دیکھیگا یاد کریگا اللہ کو

سو جب ملے تو اوس سے تو کہنا میری طرف سے سلام اور اپنے لیے دعا کرانا اسلیے کہ وہ کریم و بزرگ ہی نزدیک پروردگار کے اگر قسم کھالے
خدا پر سچا کرے اوسکو خدا شفاعت کریگا وہ مانند ربیعہ و مضر کے لیے کہ نام دو قبیلوں کے ہین کہ بہت لوگ تھے اونمین یعنی بہت لوگونکی
شفاعت کریگا عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہین کہ طلب کیا مین نے اوسکو حضرت صلعم کی جناب مین وہ نہ ملا پھر طلب کیا مین نے ابو بکر کی خلافت مین
پھر بھی نہ ملا اور ڈھونڈا مین نے اوسکو اپنی امارت مین کہ تلاش کرتا تھا قافلوں کو جو شہرون سے آتے تھے اور کہتا تھا تم مین کوئی شخص
مرادی یا قرنی ہی کہ اوسکا نام اویس ہو آخر ایک شخص نے کہا کہ وہ میرے چچا کا بیٹا ہی ای امیر المومنین تو پوچھتا ہے ایک پست اور خوار اور
ذلیل کو وہ تو ایسا نہین کہ تم سا شخص اوسکا حال پوچھے مین نے کہا مین دیکھتا ہون تجھکو اوسکے مقدمہ مین ہلاک ہونیوالون سے الغرض یہی
ذکر کر رہا تھا کہ ایک شخص دفعتاً نمود ہوا اونٹ کہنہ پلان پر سوار جامہ کہنہ پہنے ہوے سو میرے دل مین آیا اویس یہی ہوگا مین نے کہا تو ہی
اویس قرنی ہی اوسنے کہا ہان مین نے کہا پیغمبر خدا صلعم نے سلام کہا تھا تجھکو اوسنے کہا علی رسول اللہ السلام وعلیک یا امیر المومنین
پھر مین نے کہا کہ حضرت صلعم نے فرمایا تھا ہمکو کہ دعا کرو میرے لیے بعد ازان ملاقات کرتا تھا مین اوس سے ہر سال یعنی حج مین اور کہتا مین
احوال و اسرار اپنے اوس سے اور وہ کہتا مجھسے و ابن عساکر نے حسن بصری رض سے روایت کی ہی کہ جب اہل قرن حج مین آئے تو پوچھا امیر المومنین
عمر رض نے کہ آیا تمھارے درمیان مین اویس ہی ایک شخص نے کہا ایک شخص ہی کھنڈرون مین رہتا اور لوگون مین نہین آتا عمر رض نے کہا
میرا سلام پہونچانا اور کہنا کہ ملاقات کرو مجھسے سو پہونچایا اوس شخص نے پیغام عمر رض کا اور آیا عمر رض نے کہا تم ہی اویس ہو کہا ہان پھر اوسکا
حال جو حضرت صلعم نے بیان فرمایا تھا کہا اور دعا کی درخواست کی کہ اویس نے دعا فرمائی اور کہا اے امیر المومنین حاجت میری تم سے یہ ہی
کہ میرا حال لوگون سے چھپاؤ اور اذن دو کہ مین پھر جاؤن یہان سے پھر ماشتہ رہے اویس پوشیدہ لوگون مین یہانتک کہ بروز نہاوند شہید ہوے
اور ابن عساکر نے اپنی تاریخ مین ابن عباس رض سے روایت کی ہی کہ حضرت عمر رض نے موسم حج مین اہل یمن قبیلہ مراد سے نشان اویس قرنی کا
دریافت کیا معلوم ہوا کہ اراک عرفہ مین اونٹ چراتے ہین چنانچہ عمر فاروق رض اور علی مرتضی رض سوار ہوکر اراک مین آئے دیکھا ایک شخص نماز پڑھتا ہی
اور سجدہ گاہ سے نظر لگائے ہی دونون نے کہا یہی شخص ہوگا جب اوسنے آپکی آہٹ سنی تو نماز کو سبک کرکے فارغ ہوا دونون نے سلام کیا
اویس رض نے جواب سلام دیا پھر پوچھا نام کیا ہی کہا عبد اللہ علی مرتضی نے کہا جو کوئی آسمان و زمین مین ہی وہ عبد اللہ ہی قسم دیتا ہون مین تجھکو
پروردگار کعبہ کی کہ نام تیرا جو تیری مان نے رکھا ہی کیا ہی کہا کیا چاہتے ہو تم نام میرا اویس بن یدار ہی حضرت عمر رض و حضرت علی رض نے کہا کھول
بایان پہلو اپنا سو کھولا تو ایک دھبا سفید بمقدار درہم نظر آیا سو دوڑے دونون کہ بوسہ دین اوس دھبے کو پھر کہا کہ رسول خدا صلعم نے فرمایا
تجھکو سلام اور تو ہمارے لیے دعا کر کہا میری دعا تمام مشرق و مغرب کے مسلمین و مسلمات کیواسطے ہی کہا ہمارے واسطے بالخصوص دعا کر سو
دعا کی اویس نے اونکے اور تمام مومنین و مومنات کے لیے پھر کہا عمر رض نے کہ دون مین تجھکو کچھ اپنے رزق سے یا اپنی عطا سے کہا دو کپڑے
میرے پرانے ہوگئے ہین اور دونون پاپوشین گانٹھی گئی ہین اور میرے پاس چار درہم ہین جب ہوچکین گے لیلونگا اور کہا جو کوئی
آرزو کرتا ہے ہفتہ کی آرزو کرتا ہے مہینے کی اور جو کوئی آرزو کرتا ہے مہینے کی آرزو کرتا ہے سال کی بعد ازان سپرد کیے اونٹ قوم کے
اور چلے گئے پھر نظر نہ آئے **توضیح در بیان معجزات** محقق دوانی کہتے ہین کہ معجزہ وہ ہی کہ برخلاف عادت مدعی نبوت کے

بیان معجزات

ہاتھ پہ بنا بر طلب یا بغیر طلب وقت نزاع منکرین ظاہر ہوا اور دلالت صدق پر کرے اور معارضہ اوسکا امکان سے باہر ہو اس تعریف مین سات قیدین ہین
اوّل یہ کہ افعال الٰہیہ سے ہو دوسرے یہ کہ عادت الٰہی کے خلاف ہو یعنی بمباشرت اسباب نہو پس سحر خارج ہوگیا اگرچہ ظہور اوسکا مدعی نبوت کے ہاتھ پر ہو
تیسرے یہ کہ اظہار اوسکا نبی کے ہاتھ پر ہو پس کرامات اولیا معجزات نہوے اور جو کہتے ہین کرامات ولی معجزات ہین حق نبی ہین سو یہ سخن بطریق تشبیہ ہے
کما قال المحقق الجنیانی چوتھے یہ کہ اظہار معجزہ بمنازعت ہو تا کہ تحدی پائی جائے پس ارہاصات کہ بنا بر تاسیس و تمہید نبوت قبل بعثت ظاہر ہوئے ہین
اونکو معجزات نکہین گے جسطرح سایہ کرنا ابر کا اور شق ہونا صدر کا اور ارہاص از روے لغت یعنی مضبوط و مستحکم کردن بنا از آب و سنگ ہے
اس جگہ سے ظاہر ہوا کہ جو خارق عادات قبل از ظہور نبوت ظاہر ہوے ہین بنا بر استحکام امر نبوت اونکو ارہاصات بولتے ہین اور مجموع خارق عادات
چار ہین ایک استدراج ہے کہ کفار و فساق سے ظاہر ہوتا ہے دوسرا معونت جو عموماً اہل اسلام سے ظاہر ہو تیسرا کرامت جو اولیاؤن سے ظاہر ہو
اور قید دعوی نبوت سے یہ تینون قسمین خارج ہوگئین چوتھا سحر ہے کہ باعتبار ظاہر مگر درحقیقت سحر خارق عادت نہین ہے بلکہ ظہور اسکا باسباب ہے تا کہ
جو کوئی اُن اسباب سے مباشرت کرے اوس سے ظاہر ہو جاے اور یہ ظاہر ہے کہ جو چیز اسباب عادیہ سے ظاہر ہوتی ہے وہ خارق عادت نہین ہے
جسطرح شفاے مرض ادویہ طبیہ یا رقیہ سے پانچوین وہ معجزہ موافق دعوی ہو یعنی اگر ظہور معجزہ برخلاف دعوی ہو تو معجزہ نہین ہے جسطرح
مسیلمہ کذاب نے آب دہن اپنا ایک کنوین مین ڈالا اور دعوی کیا کہ پانی اسکا بڑھیگا سو کم ہوگیا یا شفا کی دعا کی وہ مریض مرگیا یا بصارت کی
دعا مانگی وہ اندھا ہوگیا پوشیدہ نرہے کہ دعوی سے یہ نہ سمجھنا چاہیے کہ دعوی صریح کی حاجت ہے بلکہ دعوی صریح کی حاجت نہین ہے
قراین حالیہ کافی ہین یعنی مقارنت سے یہ مراد نہین ہے کہ فی الحال ہو بلکہ ظہور اسکا ایام نبوت مین مقارنت کیواسطے کافی ہے چھٹے اوس معجزہ کو
کذب پر دلالت نہو مثلاً نبی مبعوث فرمائے کہ مین اس حیوان کو بلاتا ہون پھر وہ حیوان تو بولا لیکن اوسنے کہا کہ یہ شخص کاذب ہے اسکو بھی معجزہ
نکہین گے ساتوین کوئی شخص اسکا معارضہ نکرسکے اگر خداوند تعالے دوسرے کے ہاتھ پر مثل اوسکے ظاہر کرے اور وہ معارضہ کرے تو دونون کو
معجزہ نکہین گے کیونکہ معجزہ کو معجزہ اس سبب سے کہتے ہین کہ خلق اسکے اتیان مثل سے عاجز ہے تو درحقیقت اعجاز صفت خدا ہے جب یہ مقدمہ
معلوم ہوا تو اب جاننا چاہیے کہ اللہ تعالے نے ہر ایک پیغمبر کو معجزے عنایت کیے ہین تا اُنسے اوس پیغمبر کی راستی و پیغمبری ثابت ہو اور خلق
اُسپر ایمان لاوے اور عادت الٰہی یون جاری ہے کہ جس زمانے مین جس چیز کا بہت چرچا ہوا ہے اوسوقت کے پیغمبر کو اوسی قسم کا معجزہ بدرجہ
[illegible] سکنے کے عنایت ہوا ہے تا کہ لوگونکو پیغمبر کی راستی بیشک و شبہہ معلوم ہو چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عہد مین جادو کا چرچا تھا انکو
عصا ملا کہ سانپ بنجاتا تھا اور حضرت عیسیٰ کیوقت مین طب کا چرچا تھا اونکو شفاے مرضی کا معجزہ ملا اور ہمارے حضرت صلعم کے عہد مین
فصاحت اور بلاغت کا عرب مین بڑا شور و زور تھا اسواسطے قرآن مجید اول معجزہ عنایت ہوا اور یہ ارشاد ہوا کہ ان کنتم فی ریب مما نزلنا علی عبدنا فأتوا
بسورة من مثله یعنی اگر تمکو اس پیغمبر کی رسالت مین و اس کلام کی حقیقت مین شبہہ ہو تو ایک سورہ کے برابر کہو سو تمام فصحاے عرب عاجز ہوگئے
اور کسی سے برابر ایک آیت کے بھی نہو سکا اور اگر ہو سکتا تو ضرور کہتے سہل کلام چھوڑکر اپنی جان دینا کیون قبول کرتے اور یہ معجزہ بسبیل تحدی
قرآن مجید مین موجود ہے کہ لئن اجتمعت الانس والجن علی ان یأتوا بمثل ہذا القرآن لا یأتون بمثله ولو کان بعضهم لبعض ظہیرا یعنی اگر
جمع ہوں انسان اور جن اسپر کہ لاوین مانند اس قرآن کے تو نہ لاسکین گے اگرچہ ہوا ایک دوسرے کا پشت پناہ اور یہ تو عجب نرالا معجزہ ہے

کہ قیامت تک قائم رہیگا اور پیغمبرون کے معجزے باقی نرہے اور جب قیامت تک رہنا تو ہر دم آنحضرت صلعم کے معجزے کی دلیل قائم ہی
پھر ہر زمانے مین قیامت تک لوگ مسلمان بھی ہوتے جائینگے اور ایک بڑا اعجاز یہ ہی کہ ساڑھے بارہ سو کئی برس گذرے مین
اور قرآن شریف مین کسیطرح اختلاف نہین پڑا حالانکہ اسلام مین بہت مذہب ہو گئے اگر اعجاز نہوتا تو ہر شخص اپنے مذہب کے موافق
ہوجاتا بنا لیتا یعنی محفوظ ہونا اسکا تحریف و تصحیف سے یہی اعجاز ہی جیسا کہ حضرت جل جلالہ فرماتے ہین نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون
یعنی ہمنے اوتارا ہی قرآن اور ہم اوسکے حافظ ہین یعنی جسطرح اسکا ظہور بلا دخل خلق ہی اسیطرح کمی و بیشی و دخل و تصرف خلق سے
نہوسکے گی اور یہی ارشاد ہوتا ہی لا یاتیہ الباطل من بین یدیہ ولا من خلفہ یعنی نہ آویگا اس قرآن مین باطل آگے سے نہ پیچھے سے
یعنی کمی و بیشی ایسی کہ اوسکے ارسال اور نزول کو مرتبہ حجیت سے ساقط کر دے نہونے پائے گی کیونکہ اسطرح کا دخل اور تصرف تبدیل نہین
امور باطلہ سے ہی بلکہ تمام اوسکے جامعین کے بیان کرتے ہین لا یہدم ارکانہ ولیس علی احد بعد القرآن من فاقہ یعنی قرآن کا
کوئی جز نگرایا جائیگا اور کوئی جز محتاج الیہ حصول نجات کے لیے نہین ہے بعد قرآن موجود کے نہ یہ کہ نبی متقدم کی تبلیغات الٰہیہ کی
نسبت نبی متاخر گواہی دے کہ اس امت کے عالمون نے اوس کلام کو متغیر کرڈالا ہی اور اوسکی باتون کو بدل ڈالا ہی اور اپنی
بدعتون کے رونق دینے کو اوسے ناکارہ کر دیا ہی اور اوسکی تحریف کرنیوالے ہین اور آیندہ کو دروغ ملانے والے پیدا ہونگے جیسا کہ
توریت و انجیل کی نسبت حضرت ارمیا اور شعیا اور عیسیٰ علیہم السلام نے فرمایا ہی اور پولوس اور پطرس حواریون نے بیان کیا ہی
اس مقام سے معلوم ہوا کہ توریت و انجیل مین کچھ اعجاز نتھا اسی سبب سے اونمین تحریف و تصحیف و اختلاف ظاہر ہوا ہی جیسا کہ مولوی
آل حسن موہانی نے رسالہ استفسار مین اور مولوی عباس علی جاجموی نے صولۃ الضیغم مین مفصل اس باب تحریف کو بیان کیا ہی
پس یہ معجزہ معجزات متواترہ قطعیہ یقینیہ مین سے ہی اور اسی سے حضرت صلعم احتجاج فرماتے تھے کہ اس باب مین کسی کو اختلاف نہین اگر
اگرچہ منکر لوگ صحت احتجاج مین گفتگو کرتے ہین اما اصل ظہور مین حضرت صلعم سے اور معارضہ باتیان ادنی سورۃ مین کچھ کلام نہین
کرتے اور بعضے علیم موقوفی سے کہتے ہین کہ اور کتابون مین بھی ایسی ہین کہ اپنا نظیر نہین رکھتین مانند شاہنامہ فردوسی اور گلستان
سعدی وغیرہ سو یہ قول دلیل ناواقفیت حقیقت معجزہ اور کیفیت اعجاز قرآن شریف سے ہی کیونکہ اعجاز قرآن اس سبب سے ہی
کہ ہمارے خاتم النبیین صلعم نے اوس سے تحدی فرمائی اور مخاطبین جو حاضر تھے عاجز آگئے اور یہ بات اور کتابون مین کہان واقع ہوئی
اور کسنے انسے تحدی کی اور کس مقام پر عجز مخاطبین ظاہر ہوا اور محض ادعا عدم النظیر اعجاز نہین ہی ورنہ اسکے ادراک اس بات کا
کہ فلان کتاب عدیم النظیر ہی ممکن نہین ہی جبتک کہ ہر نسخہ ہر فرقہ بلیغ و ابلغ مین نہ رکھتا ہو اور جمیع فصیح بلکہ افصح اہل بلاغت
اس امر پر مجتمع نہون پس عدیم النظیر ہونا ان کتابون کا جنکو ناواقف اپنے زعم مین عدیم النظیر قرار دیتے ہین قابل تسلیم نہین ہی
اور عدیم النظیر ہونا شاہنامہ فردوسی کا غلط محض ہی میرزا محمد نورانی متخلص آشوب نے کتاب صولت فاروقی بہتر از شاہنامہ تالیف کی ہی
اور فردوسی کا [illegible] طرح کرتا ہی فائدہ پوشیدہ نرہے کہ علما کے وجوہ اعجاز مین کئی قول ہین بعضے متکلمین کہتے ہین کہ یہ اسلوب بدیع
و تالیف عجیب ان تمام المطالع والمقاطع کلام بشر مین کہا پایا نہین جاتا اسی جہت سے عقول حیران اور قلوب [illegible] مین متحیر ہین اور

وجوہ اعجاز قرآن

جمہور متکلمین قائل ہین کہ اس کلام کی فصاحت اور بلاغت اعلی مراتب مین واقع ہی کہ طاقت بشریہ سے خارج ہی یہی اعجاز ہی
اور ابو بکر باقلانی کہتے ہین کہ حسن اسلوب اور تالیف مرغوب اور غایت فصاحت اور نہایت بلاغت اعجاز ہی اور نظام کے نزدیک یہ ہی
کہ اللہ تعالے نے خلق کو باز رکھا ہی جسطرح نمرود مردود کو معارضہ حضرت ابراہیم خلیل علیہ السلام مین مبہوت فرمایا اور قاضی عیاض نے شفا مین
لکھا ہی کہ باعتبار بلاغت قرآن مین سات ہزار سے کچھ زیادہ معجزے ہین اور اسپر ایک دلیل قوی ذکر کی ہی یعنی یہ کہ محققین نے فرمایا ہی کہ
کلام اللہ مین سے جسقدر کلام کہ برابر سورہ انا اعطیناک الکوثر کے ہی معجزہ ہی اور یہ مین ذیل کلمے ہین اور تمام کلام اللہ مین کچھ اوپر ستتر ہزار
کلمے ہین سو جب ستتر ہزار کو ذیل پر قسمت کرین سات ہزار سات سو حاصل ہوتے ہین پس قرآن مین سات ہزار سات سو معجزے آئے ہین
اور بڑا اعجاز کلام اللہ کا یہ ہی کہ مشتمل اخبار آیندہ پر ہی کہ اسکے مطابق واقع ہوا اور اس معجزہ کو اہل کتاب پیشین گوئی کہتے ہین اور یہ
اونکے نزدیک عمدہ معجزون مین شمار کیا جاتا ہی اور کلام اللہ بہت پیشین گوئیون پر مشتمل ہی اور چند پیشین گوئیان اس کتاب مین لکھی جاینگی
اور محقق دوانی کہتے ہین کہ اللہ تعالے نے قوت معارضہ خلق سے سلب کرلی ہی سواے ان سب امور کے اظہار امور مخفیہ وغیبیہ حالی و استقبالی
کہ وسعت بشریہ سے خارج ہی مثلاً خبر غلبہ روم بر فارس وخبر فتح مکہ وخبر دخول مردم در دین محمدی صلی اللہ علیہ وسلم وافشاء اسرار کفار و
منافقین بھی اعجاز ہی اور اشتمال قرآن قصص انبیاے پیشین اور امم سابقین پر مثل قصہ ابراہیم و یونس و یوسف و عیسی علیہم السلام و ذوالقرنین
اور اصحاب کہف کہ بجز اخبار اہل کتاب علم انکا ممکن نتھا اور حضرت صلعم نے باوجود امّی محض ہونیکے بروجہ صحیح بیان فرمائے یہ بھی اعجاز ہی
اور لحوق خوف و رعب کہ قلب سامعین پر طاری ہوتا ہی اور حصول ذوق و شوق جو قاری اور سامع کو ہوتا ہی یہ بھی اعجاز ہی اور اجتماع
حقائق و معارف یقینیہ اور دلائل و براہین عقلیہ اور احکام و شرائع ضروریہ اور خیرات اور حسنات دینیہ اور دنیویہ باوجود وجازت الفاظ
و جودت معانی بھی اعجاز ہی اور آسانی حفظ متعلمین کہ اعمی و بصیر و اطفال صغیر مدت قصیر مین کرلیتے ہین عجب اعجاز ہی بخلاف دیگر کتب
منزلہ کہ سواے پیغمبرون کے کسی کو یاد نہوتی تھی دوسرا معجزہ شق القمر ہی کہ ثبوت اسکا باجماع مفسرین و محدثین کریمہ اقتربت الساعۃ
وانشق القمر وان یروا آیۃ یعرضوا ویقولوا سحر مستمر سے ہوتا ہی یعنی پاس آگئی وہ گھڑی اور پھٹ گیا چاند اور اگر وہ دیکھتے ہین کوئی نشانی
ٹال جاتے ہین اور کہتے ہین یہ جادو چلا آتا ہی یعنی قیامت قریب پہونچی اور دور پیغمبر آخر الزمان آیا اور جو تم منکر قیامت ہو اس سبب سے
کہ وہ مستلزم اجرام علویہ کی خرابی کی ہی تو چاند پھٹ چکا اور لوگون نے دیکھا اب کوئی استحالہ باقی نہین رہا اور امتناع خرق والتیام
سماویات عقل باطل ہوگیا اگر کوئی بیوقوف جاہل کہے کہ مراد انشقاق قمر سے انشقاق وقت نفخ صور کا مراد ہی تو جواب اول یہ ہی کہ یہ قول
اسکا غلط محض ہی کئی وجہ سے اول یہ کہ انشقاق قمر کی کچھ خصوصیت اسوقت مین نہین ہی بلکہ جملہ سماویات کا یہی حال ہوتا ہی
دوسری یہ کہ وہ انشقاق زمانہ آیندہ مین ہی اور آیہ کریمہ دلالت ماضی پر کرتی ہی تیسری یہ کہ انشقاق وقت نفخ صور بنابر اعجاز
نہوگا اور اسکو کافر لوگ سحر نہ کہین گے اور جواب ثانی یہ ہی کہ مفسرین اور محدثین کا اجماع ہی اس بات پر کہ یہ آیۃ معجزہ
شق القمر مین نازل ہوئی ہی چنانچہ شیخ سلام اللہ محدث حاشیہ کمالین مین جو تفسیر جلالین پر ہی فرماتے ہین قد اجمع المفسرین
علی ان المراد فی تلک الآیۃ ہو الانشقاق الذی کان من معجزات النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا الذی یقع فی یوم القیامۃ ویدل علی ذلک

قولہ وان یروا آیۃ یعرضوا ویقولوا سحر مستمر اور علامہ بغوی تفسیر معالم التنزیل مین فرماتے ہین اسی آیۃ کی تفسیر مین کہ روی

الضحی عن مسروق عن عبد اللہ قال انشق القمر علی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقالت قریش سحرکم ابن ابی کبشۃ فاسالوا السفار

فسالوہم فقالوا نعم قد رأیناہ فانزل اللہ تعالی اقتربت الساعۃ وانشق القمر اور امام زاہدی اور صاحب تفسیر تبیان اور شہاب الدین

شمس عمر دولت آبادی اور ملا علاؤ الدین احمد مہایمی صاحب تبصیر اپنی تفسیرون مین نزول اس آیت کا معجزۂ شق القمر مین

صاف لکھتے ہین جس کسی کو منظور ہو ملاحظہ کیجے اور قاضی نے تفسیر بیضاوی مین اس آیۃ کی تفسیر مین لکھا ہے روی ان الکفار

سالوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آیۃ فانشق القمر وقیل معناہ سینشق القمر یوم القیامۃ ویؤیدا الاول انہ قرئ قد انشق القمر

ای اقتربت الساعۃ وقد حصل من آیات اقترابہا انشقاق القمر اور تفسیر کبیر مین امام فخر الدین رازی فرماتے ہین کہ انشق القمر کو

بمعنی سینشق القمر کہنا انہین لوگون کا قول ہے جن پر مسایل الٰہیات ارسطو کے غالب آگئے ہین اور اسلام اونکا صرف برائے نام ہے

کسی صحابی یا عالم تابعی یا تبع تابعی جلیل القدر کبھی سمجھا کا یہ قول نہین ہے کہ انشق القمر بمعنی سینشق القمر ہے پس پوشیدہ نرہے کہ کسی

مفسر معتمد الیہ نے جنکی کتابین متداول ومستند ہین اور جنکی جلالت شان بکمال وضوح شہرت پذیر ہے اپنا مذہب اور اپنی تحقیق

اسطرح پر نہین لکھی ہے کہ انشق القمر بمعنی سینشق القمر ہے بلکہ جس کسی نے لکھا ہے بلا ذکر نام قایل یون لکھا ہے کہ بعضے یہ کہتے ہین

اور اوس بعض کے قول کو پھر رد بھی کیا ہے مگر قاضی بیضاوی نے بطور اپنی تفسیر کے دستور کے اوس قول کو رد تو کیا لیکن رد کی

تقریر شد ومد سے نہین لکھی بخلاف اور تفسیرون کے چنانچہ امام رازی رحمۃ اللہ نے کہا اور محدثین مفسرین نے اوس قول مردود کو

نقل بھی نہین کیا مگر اس دھوم دھام سے شان نزول آیۃ کریمہ بیان کیا ہے کہ بعض کا قول بادی النظر مین مردود ہو گیا اصل حقیقت

یہ ہے کہ اکناف عالم مین اسلام کے پھیلنے کے سبب سے بہت لوگ طبعاً ظاہر مین مسلمان اور باطن مین دشمن پیغمبر خدا صلعم ہوئے مین

خصوصاً مجوسی لوگ کہ خود انہین کے پیغمبر جاماسپ حکیم ساسان نخستین نے خبر دی ہے پس جبتک کہ کسی عالم کی حقیقت حال بخوبی واضح

نہ معلوم ہو اور اوسکے کلام کے کئی شواہد ومتابعات بہم نہ پہونچین تب تک ہر ایک طرح کی بات اوسکی قابل سننے کے

نہین ہے اور شاید اس قول مردود کے قائل نے انشق القمر کے مضمون کو خلاف مسئلہ حکمت مشہورۂ یونانیون اور کبرائے

کے دیکھا ہوگا تو اوسنے سینشق القمر سے تاویل کی اور انشقاق وانفطار جو قیامت کو ہونے والا تھا اسکو محمول تجویز کر کے

کہنے لگا کہ یہ اشارہ ہے مصیبت عظمی اور داہیۂ کبری کے واقع ہونے کا جیسا کہ اکثر مسیحی حضرت عیسی علیہ السلام کی اس بات کو

کہ آسمان کے تارے جھڑ پڑین گے اور قوت فلکی بودی ہو جاویگی اور چاند سورج بے نور ہو جاوین گے بعضی جہتون سے تاویل

کر کے کہتے ہین کہ یہ اشارہ ہے ایک بڑی مصیبت سے جسکا ظہور بعد واقعہ صلیب کے پچاس برس گذرنے پر طیطوس رومی کے

ہاتھ سے اورشلیم پر ہوا ونلک اوہن من نسج العنکبوت بالجملہ ہر ایک مستور الحال کے کہنے سے قرآن وحدیث کے لفظی معنی نہین بدل سکتے

اگر کسی عالم متبع حکمت ارسطو نے یہ بلا اپنے سر پر لی اور آیات قرآنیہ اور احادیث مصطفویہ کی تاویلین بیجا کین تو اوسکی تاویل سے

اصل معنی مین فتور نہین پڑتا بلکہ اوسکے ایمان مین خلل پڑتا ہے اب باقی رہا ثبوت اس معجزہ کا احادیث متعددہ سے سو کان لگا کر سننا چاہیے

کہ ابونعیم نے دلائل النبوۃ میں باسناد متصل صحیح نقل کیا ہے کہ ابن عباس کہتے ہیں کہ ایک رات کو مکہ کے بت پرست [illegible]
ابوجہل ابن ہشام اور عاص ابن وائل اور اسود ابن مطلب وغیرہ جمع ہو کر پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہا کہ اگر تو سچا پیغمبر ہے
تو چاند دو ٹکڑے کر کے ہمیں دکھادے پیغمبر خدا صلعم نے دعا مانگی چاند کے دو ٹکڑے ہو گئے اور پھر مل گئے اور اسی طرح محمد اسمعیل بخاری نے
سند صحیح متصل بخاری میں اور ابو مسلم نیشاپوری نے دوسری سند متصل سے اپنی کتاب صحیح مسلم میں بالاختصار لکھا کہ انس بن مالک
کہتے ہیں کہ پیغمبر خدا صلعم سے لوگوں نے کہا کہ اپنے معجزہ کا نشان ہمیں دکھلائیے پیغمبر خدا نے چاند کو اشارہ سے دو ٹکڑے کر کے دکھلا دیا
اور فرمایا گواہ رہو یا فرمایا الٰہی تو گواہ رہیو اور بخاری و مسلم میں عبداللہ ابن مسعود سے بسند متصل مروی ہے کہ پیغمبر خدا کے روبرو چاند
دو ٹکڑے ہو گیا اور ہم منا میں تھے ایک ٹکڑا اوپر پہاڑ میں گرا اور دوسرا پہاڑ کے نیچے اور احمد ابن حنبل اپنی کتاب موطا میں عبداللہ ابن مسعود
اور بیہقی اپنے سنن میں باسناد متصلہ نقل کرتے ہیں کہ پیغمبر خدا کے سامنے چاند کے دو ٹکڑے ہوئے مکہ کے بت پرستوں نے دیکھا اور کہا کہ اس
شخص نے جادو کیا ہے تمہارے اوپر کیا ہے کہ سارے جہان پر جادو [illegible] مسافروں سے استفسار کرنا لازم ہے پھر جب مسافر لوگ آئے
اور اونسے پوچھا انہوں نے [illegible] دیکھنے کی گواہی دی اور بیہقی نے بھی بسند متصل اپنی کتاب میں مسافروں کی گواہی کا قصہ
نقل کیا ہے اور جامع ترمذی نے بسند متصل عبداللہ ابن عمر سے اور عبدالرزاق نے بسند متصل عمر رضی اللہ عنہ سے نقل کیا کہ چاند
پیغمبر خدا صلعم کے روبرو دو ٹکڑے ہوا اور قاضی عیاض محدث نے اپنی کتاب شفا میں لکھا ہے کہ معجزہ شق القمر کے دیکھنے کی علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ
اور حذیفہ اور ابن [illegible] نے بھی گواہی دی ہے اور قاضی عیاض فرماتے ہیں کہ ابوجہل نے ہر طرف آدمی بھیجے سب جگہ سے یہی ثابت ہوا کہ چاند
فلاں رات دو ٹکڑے ہوا تھا تب قریش نے کہا کہ یہ سحر شق قمر کا مستمر ہے بالجملہ آٹھ صحابی جنکی صحابیت اہل علم کے نزدیک بخوبی ثابت ہے اور
سات عالموں نے جو فن روایت کے امام ہیں یعنی ابونعیم و بخاری و مسلم و احمد ابن حنبل و بیہقی و ترمذی و عبدالرزاق معجزہ شق القمر کی خبر
ایسی سندوں سے کہ اوس سند کے جتنے راوی ہیں اونکا حال بخوبی مشہور ہے صرف اسم فرضی نہیں ہیں [illegible] کتابوں میں لکھی
کتابوں کا ہونا ان مؤلفین سے ایسا ہی ثابت ہے جیسا اونکا ہونا اور کسی طبقے میں چھ سات راویوں سے کم نہیں [illegible]
لکھا ہی اب محل انکار بیخ و بن سے گر گیا حافظ ابن عبداللہ فرماتے ہیں کہ حدیث انشقاق قمر کی ایک جماعت صحابہ رضی اللہ عنہم نے
روایت کی ہے اور اونسے تابعین اور تبع تابعین نے سو یہاں تک کہ ہم لوگوں تک پہونچی اور آیہ کریمہ اوسکی مؤید [illegible] ہے اور
علامہ ابن السبکی نے لکھا ہے کہ انشقاق قمر متواتر و منصوص علیہ فی القرآن ہے اور مواہب لدنیہ اور خصائص کبری سیوطی اور
مدارج النبوۃ میں بھی اس معجزہ کو بتصریح بیان کیا ہے جسکو دیکھنا ہو ملاحظہ کرے کتنے جاہل بے دین اور بے تمیز کفار اعتراض
کرتے ہیں کہ اگر شق القمر ہوا ہوتا تو اکثر اہل زمین پر مخفی نہ رہتا اسواسطے کہ آسمانی حال سب کے پیش نظر ہوتا ہے اور نقل ہوا ہوتا
[illegible] سو اوسکا جواب یہ ہے کہ اہل زمین سے یہ بھی منقول نہیں ہے کہ اس رات کو سب لوگ آسمان کی طرف
تاکتے تھے اور کسی نے نہ دیکھا اور اگر ایسا بھی ہوتا تو بھی قابل اعتبار نہ تھا کیونکہ تمام زمین پر حال قمر یکساں نہیں ہے کیونکہ
بعض ملک میں قبل طلوع ہوتا ہے اور بعض میں گھڑی کے بعد اسلیے کہ سطح زمین گروی ہے اور یہ بھی ہوتا ہے کہ بعض ملک میں [illegible]

بعض وقت پہاڑ اور ابر حائل ہو جاتے ہین چنانچہ خسوف وکسوف اسیوجہ سے مختلف ہوتے ہین کہین جزئی کہین کلی کہین مطلق
نہین پھر جب اہل ہند کا یہ حال ہوا تو اگر اونپر شق قمر مخفی رہا تو کچھ تعجب نہین حالانکہ کسوف وخسوف اہل تنجیم کے نزدیک
مقرری چیزین ہین بخلاف شق القمر کہ اوسکا وقت وقاعدہ مقرر نہ تھا کہ جسکے لوگ منتظر رہتے علاوہ اسکے اگر کسی نے اتفاقاً
دیکھا بھی ہو تو اپنے غلط الحس وخطائے بشری پر حمل کرکے اوسکے کہنے ولکھنے سے خاموش رہا ہوا ور مشہور کرنا اوسکا نامناسب
سمجھا ہوگا وراسے اسکے شق القمر رات کو ہوا تھا اور تھوڑی دیر رہا تھا اور رات سکون کا وقت ہی اکثر لوگ مکان کے اندر
ہوتے ہین ایسے حال آسمانی قلیل المکث سے غافل رہنا کچھ بعید نہین ہی اور یہ تو اکثر ہوتا ہی کہ بعضے لوگ عجائب فلکی دیکھتے ہین
اور اکثر غافل رہتے ہین فقیر مؤلف کہتا ہے کہ اسطرح کا ثبوت کامل بقاعدہ عقلیہ جو سمعیات کے واسطے درکار ہی نہو تو ہزارون
ثابت ہونا چاہئے علاوہ اون معجزات کے یہ ہے جو حضرت یوشع علیہ السلام کی کتاب کے دسوین باب مین درس ۱۲ دوازدہم سے
۱۳ سیزدہم تک لکھا ہی نصرانیون اور یہودیون کے پاس نہین ہی بلکہ ایک سند بھی حضرت یوشع سے اون قرنون تک کہ وہ
کتاب میسر ہو یعنی مثلاً عہد عتیق کے بہی نہین ہی آپ وہ معجزہ سننا چاہیے کہ نسخہ ۱۸۲۵ مین ہی یہ ہی اونسے اموریون کو بنی اسرائیل
کے قابو مین کردیا اوسدن یوشع نے یہوا کے حضور سے اسرائیل کے آگے یون کہا کہ اے آفتاب تو جبعون پر ٹھہرا رہ اور اے ماہتاب
تو وادی ایالون کے مقابل سو آفتاب نے درنگ کی اور مہتاب کھڑا رہا یہانتک کہ اون لوگون نے اپنے دشمنون سے انتقام لیا
کیا یہ یاشر کی کتاب مین نہین لکھا کہ آفتاب آسمان کے بیچون بیچ ٹھہرا رہا اور سارے دن مغرب کے سمت مائل نہوا آپ مین کہتا ہون
کہ آفتاب سارے دن مغرب کی طرف مائل نہوا کیسی بات ہی سارا دن تو نام ہی اوس زمانہ کا جو آفتاب کے نکلنے سے مغرب مین
جانے تک ہوتا ہی پھر وہ کسطرف زمان کا نام دن ہی جسمین آفتاب مغرب کیطرف نجھکا ظاہراً مطلب یہ ہی کہ بقدر ایک روز کے
وسط سما مین آفتاب قائم رہا پس درحقیقت آٹھ پہر کا دن ہوا چنانچہ رسالہ تحقیق دین حق کے چوتھے باب آٹھ سو اٹھارہ صفحہ مین لکھا ہی
اور یہ سمجھنے کی بات ہی کہ چاند کے پھٹنے کو سوا اون لوگون کے جو اوسوقت متوجہ تھے اوروں نے اگر ندیکھا تو بجا ہی کہ اسواسطے
کہ رات کو پھٹا تھا اور تھوڑی دیر رہا تھا کہ اوسوقت خواص لوگ آرام مین ہون اور جو کسی عامی مسافر نے دیکھا بھی ہو تو اوسکے کہنے کو
کون مانتا ہی اور جن لوگون کے افق سے اوسوقت چاند نہ نکلا تھا وہ غروب ہوگیا یا جن پر طلوع نہوا ہو وہ بھی نہین دیکھ سکتے بخلاف آفتاب
کہ آٹھ پہر ٹھہرا رہا تو جہان رات ہوگئی ہوگی اون لوگون کو بھی بسبب دونی ہو جانے رات کے لاریب اطلاع ہوئی اور
جن لوگون پر چاند طلوع ہوا ہو اور غروب نہوا ہو تو یہ بھی احتمال ہی کہ اوسمین سے بہتیرون کی نسبت ابر غلیظ حائل ہو
بخلاف آفتاب کے کہ ابر کی غلظت بھی اوسکے توقف کے ادراک کو منع نہین کرتی پھر جو جواب نصاری کیطرف سے اس
بات کا ہو وہی شق القمر مین ہمارا جواب ہی اور اسیطرح حضرت اشعیاہ کا معجزہ موافق طریقہ ثبوت سمعیات کے ثابت نہین ہی
اور وہ یہ ہی کہ کتاب اشعیا کے باب ۳۸ سی وہشتم درس ۸ ہشتم نسخہ ۱۸۲۵ع مین ہی اینک سایہ درجات راکہ بر ساعت شمس
احاز بنشیب آمدہ است آنرا دہ درجہ باز خواہم گردانید بنابران ساعت شمس تا دہ درجہ کہ بنشیب آمدہ بود باز گردید اسیطرح

انجیل اوّل کے درس شانزدہم باب سوم نسخہ ۱۸۳۹ء مین کہ یکایک اوسپر آسمان کھل گیا اور اوسنے خدا کی روح کو
اپنے اوپر اوترتے کبوتر کے مانند دیکھا اور نسخہ ۱۸۴۴ء مین لکھا ہی کہ ناگاہ اوسپر دروازے آسمان کے کھل گئے اور انجیل سوم
کے باب بست و چہارم درس چوالیس اور پینتالیس مین جو ۱۸۱۶ء مین چھاپا ہوا ہی لکھا فصارت ظلمۃ علی الارض کلہا
ظلمۃ واظلمت الشمس یعنی ساری زمین پر اندھیرا چھا گیا اور آفتاب تاریک ہو گیا انتہے یہ معاملہ [illegible]
صلیب کے ذکر مین لکھا ہی اور انجیل اوّل کے باب دوم درس دوم مین ہی کہ مجوسیون نے عیسیٰؑ کے پیدا ہونیکی
علامت کے تارے کو طلوع ہوتے دیکھا اور وہ اونکی روش کے موافق اونکے ساتھ چلا یہانتک کہ اوس گھر پر
جہان عیسیٰؑ پیدا ہوئے تھے آکر ٹھہر گیا اور اسنے اب بغور و تامل دیکھا ہی کہ آفتاب کے توقف یک روزہ کو [illegible]
مین ہندؤن نے اپنی تاریخون مین اور پارسیون اور چینیون نے اپنی کتابون مین نہین لکھا ہی علیٰ ہذا القیاس [illegible]
آفتاب کا پلٹ آنا کہ معجزہ شق القمر سے باعتبار ظہور کے زیادہ ہی کسینے کہین نہین لکھا ہی اسیطرح آسمان کا کھلنا اور
پھٹنا اور ستارون کا لوگون کے ساتھ چلنا اورون نے تو کیا حضرت عیسیٰؑ کے ہم وطن لوگون نے بھی اپنی یہودیون
نے اپنی تاریخون نہین لکھا ہی اس سے معلوم ہوتا ہی کہ یہ سب معجزے جو انجیل وغیرہ مین لکھے ہین بالکل غلط اور جھوٹھے
ہین اسیطرح اور معجزات انبیاے پیشین کے جو توریت اور انجیل وغیرہ مین لکھے ہوے ہین اور اونکو ہندؤن اور
چینیون اور پارسیون نے اپنی تاریخون مین درج نہین کیا محض غلط ہین پس جو کچھ جواب نصاریٰ کے پاس
اس بات کا ہی وہی جواب ہمارا ہی مگر اونکے پاس کچھ جواب نہین ہی اور ہمارے پاس تو جواب شافی ہی کہ
ہمنے بیان کیا اور جو بعض حکیم احمق نامعقول بیوقوفی سے کہتے ہین کہ چاند کا دو ٹکڑے ہونا ہماری عقل مین نہین آتا ہی
سو جواب یہ ہی کہ معجزہ اسکا نام ہی جسکے ادراک حقیقت مین عقل قاصر ہو عصا کا اژدہا ہونا اونٹنی کا پہاڑ سے نکلنا
مردے کا زندہ ہونا کب عقل مین آتا ہی جو شق القمر مین تردد ہی اور جو کوئی بے علم دہقانی اپنی جہل و نادانی سے
یہ کہے کہ سورۂ قمر کے شروع مین بیان اس معجزہ کی ضرورت کیا تھی تو جواب یہ ہے کہ بعد اس آیۃ کے قیامت کا
ذکر ہی اوسی کی تمہید کے لیے یہ معجزہ مذکور ہوا کیونکہ جو کافر قیامت کا انکار کرتے ہین وہ اپنے انکار کی وجوہ مین
ایک وجہ یہ بھی بیان کرتے ہین کہ قیامت مستلزم اجرام علویہ کی خرابی کی ہی اور اجرام علویہ کا ٹوٹ پھوٹ جانا
محال ہی اسلیے شروع سورہ مین شق القمر کے معجزے کو ذکر کیا یعنی استدلال و استبعاد عقلی ماخوذ بدیہیات سے
ہوتا ہی اور جب بداہۃ عقل گواہی دیتی ہی کہ ٹوٹنا اجرام علویہ کا محال نہین ہی تو نظر و فکر کی حاجت درباب
اوسکے استحالے و عدم استحالے کے کیا رہی کیونکہ چاند پھٹ چکا اور وہ اصل فاسد امتناع خرق و التیام ببداہت
عقل باطل ہو گیا اب اوسکے آنے مین ایسے شبہات واہیہ نکرنا چاہیے بالجملہ بے ایمانون نے دو اعتراض معجزہ شق القمر پر
کیے ہین ایک یہ کہ اگر یہ امر واقع ہوتا تو اور اقالیم کے لوگ دیکھتے اور اپنی تواریخ مین لکھتے تو یہ بخوبی باطل و بیہودہ ٹھہرا

کیونکہ عدم نقل اہل تواریخ سے تکذیب لازم نہین آتی دوسرا یہ کہ آسمان اور ستارون مین خرق والتیام محال ہے سو
یہ بھی لغو ہے کیونکہ موافق مذہب اہل اسلام کے آسمان اور ستارے اندر روے نصوص قطعیہ اور آیات قرآنیہ بروز
قیامت پاش پاش ہونگے اور موافق قواعد حکمیہ کے بھی یہ بات یعنی عدم خرق والتیام باطل ہے حکماے انگلستان نے
جو فیثاغورث کی نقل کرتے ہین صاف لکھتے ہین کہ سب ستارے کثیف مستقل زمین کے ہین اور سب قائل کون و فساد
اور خرق والتیام کے ہین اور حکماے مشائین جنکا مذہب امتناع خرق والتیام ہے افلاک مین وہ بھی کوئی دلیل
اس بات پر قائم نہین کرتے کہ سب افلاک اور کواکب مین خرق والتیام نہین ہو سکتا بلکہ صرف فلک الافلاک کے
امتناع خرق والتیام پر دلیل کہ انکے اصول بے سر وپا پر مبنی ہے قائم کی ہے چنانچہ صدر شیرازی نے ذکر کیا ہے
پس ماہ کا امتناع خرق موافق مذہب مشائین کے بھی ثابت نہین الحاصل معجزہ شق القمر کا ثبوت کامل جیسا ہمارے پاس
بمقابلہ عقلیہ موجود ہے ایسا کسی معجزہ کا معجزات انبیاے سابقین سے یہود و نصاری کے پاس نہین ہے بلکہ سواے
تصدیق محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور کوئی ذریعہ ثبوت کی پائی نہین جاتی اور صرف کتاب مین لکھا ہوا
اگر کافی ہو تو حاتم کی سخاوت سیکڑون ہم کہہ سکتے ہین کہ اوسکے دیکھنے والون نے لکھی ہین اس جگہ اور بھی ایک سند
قابل ملاحظہ ہے کہ مؤلف تاریخ فرشتہ نے لکھا ہے کہ راجہ ملیبار نے مسلمانون کی زبانی قصہ شق القمر کا سنکر اپنے
برہمنون سے نقل کیا تو برہمنون نے اپنی کتابون مین دیکھا اور یہ معجزہ لکھا ہوا پایا اور تصدیق کیا اسپر وہ راجہ ایمان لایا
اور سوانح الحرمین اور تاریخ فضیلی مین یہ لکھا ہے کہ راجہ دھار کہ جو متصل دریاے چنبل صوبہ مالوہ مین واقع ہے اپنی چھت پر
بیٹھا تھا اوسنے دیکھا کہ ماہتاب دو ٹکڑے ہو گیا اور پھر مل گیا اوسنے اپنے پنڈتون سے کہا وہ بولے کہ ہماری کتابون مین
ہے کہ ایک پیغمبر عرب مین ہوگا اور اوسکے ہاتھ سے معجزہ شق القمر ظاہر ہوگا تب راجہ نے ایک ایلچی مدینے مین بھیجا
اور ایمان لایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسکا نام عبد اللہ رکھا قبر اوس راجہ کی اوس شہر مین زیارت گاہ ہے
مولانا ولی اللہ فریدآبادی نظم الجواہر مین فرماتے ہین حاصل کلام کا یہ ہے کہ اگر منکر شق القمر خدا اور رسول کا معتقد ہے
تو اسپر سب طرح کی حجت ہو سکتی ہے اور جو منکر نبوت ہو اوسپر بواسطہ شق کے کچھ حجت نہین ہو سکتی اور
ایمان دار سب مراتب سے قطع نظر کرکے کہہ سکتا ہے کہ شق قمر تھا اگر خرق عادت الہی کہ بضرورت تصدیق اپنے
رسول کے واقع ہوا سو اظہار بھی اوسی مقدار پر ہوا جس قدر کی ضرورت تھی اور وہ ضرورت اظہار کی منکرین عرب پر
منحصر تھی جنہون نے درخواست کی تھی نہ کہ تمام عالم پر دیکھو حضرت یوشع علیہ السلام کا معجزہ یعنی آفتاب کا ٹھہرنا دو ساعت
سواے حاضرین معرکہ کسی نے نہین دیکھا اور عصا کا اژدہا ہونا سواے فرعون اور اوسکے توابع کسی نے نہین دیکھا

مطلب ان الضروریات مقدرۃ بقدر الضرورۃ کا یہ ہے جسطرح یہ معجزہ قرآن مین مذکور ہے اسیطرح پیشین گوئیان
یعنی آیندہ کی خبرین جنکا ظہور مدت دراز کے بعد ہوا اکثر قرآن مین موجود ہین از انجملہ غلبہ روم بر فارس

کی تفصیل اوسکی پیشتر لکھی گئی ہی اس آیت سے ثابت ہی الم غلبت الروم فی ادنی الارض وہم من بعد غلبہم سیغلبون از انجملہ
قولہ تعالی وعد اللہ الذین آمنوا وعملوا الصالحات لیستخلفنہم فی الارض الآیہ کہ ہمین خداوند کریم نے اصحاب رسول صلعم کی
خلافت وسلطنت کا وعدہ کیا اور وہ واقع ہوا از انجملہ قولہ تعالی لقد رضی اللہ عن المومنین اذ یبایعونک تحت الشجرۃ الآیۃ
کہ ہمین وعدہ فتح خیبر کا فرمایا کہ واقع ہوا از انجملہ قولہ تعالی لتدخلن المسجد الحرام ان شاء اللہ آمنین محلقین رؤسہم الآیہ
کہ اسمین اللہ تعالی نے خبر دی کہ مسلمان بلا دغدغہ بفراغ خاطر سال آیندہ مین داخل حرم محترم مکہ ہوکر عمرہ بجا لاوینگے
سو ویساہی واقع ہوا از انجملہ قولہ تعالی ولن یتمنوہ ابدا کہ اخبار اس بات پر ہی کہ یہودی ہرگز آرزوے موت نکرینگے
چنانچہ ایساہی ہوا کہ یہود باوصف شدت عداوت متمنی موت نہوے حالانکہ اسمین مطلب عمدہ کہ تکذیب مخالف تھا حاصل
ہوتا تھا از انجملہ قولہ تعالی لیظہرہ علی الدین کلہ اسمین خبر دی ہی کہ اہل اسلام مردم جملہ ادیان پر غالب ہونگے
اور اوس وقت مین باعتبار شوکت مجوس فارس پس ازان نصاری اغلب اہل ادیان تھے سوان دونون پر اہل اسلام
غالب آئے یعنی سلطنت فارسیون کی بالکل برہم ہوئی اور سلطنت عیسائیون کی اکثر تصرف اہل اسلام مین درآئی
اور بعد ہنود سے یہود بھی مغلوب ہوگئے تاآنکہ اکثر زمین ربع مسکون کہ محل سلطنت جابرہ تھی تصرف اہل اسلام مین درآئی
از انجملہ قولہ تعالی یا ایہا الذین آمنوا من یرتد منکم عن دینہ الآیہ اسمین خبر دی ہی کہ بعض شخص مرتدین آمادہ جنگ
کسی کے ہاتھ سے ہوگا کہ ایساہی واقع ہوا چنانچہ وقائع عہد صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے ظاہر ہی اسیطرح پیشین گوئیان
قرآن مین اکثر ہین از انجملہ سیہزم الجمع ویولون الدبر یعنی قریب ہی کہ جماعت اہل مکہ ہزیمت کریجائیگی اور پشت
پھیر کر بھاگینگے وہ لوگ اسمین خبر ہی کہ کافران مکہ کو شکست فاش واقع ہوگی اور بھاگینگے سو واقع ہوا بدر کی لڑائی مین
از انجملہ قل للمخلفین من الاعراب ستدعون الی قوم اولی باس شدید الآیہ کہہ اے محمد اون گنوارون سے جو ساتھ
سے رہگئے ہین سفر حدیبیہ مین ایسا اتفاق ہوگا کہ تم بلائے جاؤگے واسطے لڑائی بڑی قوت اور دہشت والی قوم کے
اسمین اخبار ہی کہ بعد صلح حدیبیہ کے ایسے لوگون سے لڑائی کا اتفاق ہوگا کہ دہشت والے ہونگے اور حاکم اسلام تک
بلاوینگا سو حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کی خلافت مین واقع ہوا کہ لشکر مسیلمہ وغیرہ مرتدین اور بادشاہ
روم کے مقابلہ مین اعراب طلب ہوے صحیح مسلم مین مسلمہ ابن الاکوع سے روایت ہی کہ غزوہ حنین مین ہم بھی ساتھ
پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم تھے سو بعض اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منہ پھیرا اور کفار بقصد خیانت جانب
رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم متوجہ ہوے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اشتر سے اوتر پڑے اور ایک مٹھی
خاک اوٹھا کر لشکر کفار کی طرف پھینکی اور فرمایا شاہت الوجوہ یعنی برے ہوجیو منھ انکے تو کوئی کافر باقی نرہا
کہ اوسکی دونون آنکھون مین خاک نہ بھر گئی ہو اور اونھون نے ہزیمت فاش اوٹھائی اور شکست کھائی اور
جو کچھ مال و اسباب اونکا ہاتھ آیا مسلمانون مین تقسیم کیا گیا مین کہتا ہون قرآن شریف مین بیان اسکا یون فرمایا ہی

وما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمی یعنی جسوقت تو نے پھینک مارا تو تو نے نہین پھینک مارا یعنی تیرے تئین مٹھی کی
حد سے باہر بات تھی لیکن اللہ نے وہ پھینک مارا یہ معجزہ غزوۂ بدر کبری مین بھی واقع ہوا ہی **فائدہ** مشکوۃ شریف مین
ابن اسحق تابعی سے روایت ہی کہ ایک شخص نے براء ابن عازب صحابی سے پوچھا کہ یا ابا عمارہ تم لوگ بھاگ گئے کافرون سے
غزوۂ حنین مین براء نے کہا نہین قسم ہی اللہ کی پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے پشت نہین پھیری لیکن کئی ایک صحاب
جنکے پاس ہتیار کم تھے وہ البتہ باہر نکلے اور ایک گروہ کفار سے جو بڑے تیرانداز تھے ملاقی ہوے کہ اونھون نے تیرون پر
رکھ لیا تو صحاب باصفا نے اپنے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے پناہ پکڑی اوسوقت آنحضرت صلعم شتر سفید پر سوار تھے
اور ابوسفیان ابن حارث اوسکو کھینچتے تھے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم شتر سے اوتر پڑے اور دعاے ظفر ونصرت
اللہ سے مانگی اور فرمایا کہ مین رسول اللہ ہون اسمین ہرگز جھوٹ نہین اور مین ابن عبدالمطلب ہون بعد اسکے صحاب کی
صف باندھی براء ابن عازب فرماتے ہین کہ واللہ جسوقت لڑائی کی شدت ہوتی تھی تو ہم لوگ پیغمبر خدا ہی سے پناہ پکڑتے تھے
اور ہم مین جو بڑا بہادر اور شجاع ہوتا تھا وہ اس جگہ کھڑا رہتا تھا جہان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوتے تھے
یعنی ہر ایک کا کام تھا کہ بمقابلہ دشمن اوس جگہ ثابت قدم رہے اور بے تکلف مقابلہ کرے جہان حضرت خاتم النبیین محبوب
رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم ہوتے تھے مگر یہ برکت حضرت صلعم **معجزہ** رد الشمس کہ غزوۂ خیبر سے پھرتے وقت موضع
صہبا مین واقع ہوا ہی علامہ طحاوی کہ اکابر علماے حنفیہ سے ہین اپنی کتاب الآثار مین روایت کرتے ہین کہ جب حضرت صلعم
نے خیبر سے مراجعت فرمائی اور موضع صہبا مین جلوہ فرما ہوے تو سر اپنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی گود مین رکھ کر لیٹے
وقت آثار وحی نمودار ہوے اور مدت نزول یہانتک دراز ہوئی کہ آفتاب غروب ہوگیا اور نماز عصر علی مرتضی علیہ السلام کی
قضا ہوگئی جب وحی تجلی ہوئی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی سے پوچھا کہ تمنے نماز عصر کی پڑھ لی علی مرتضی نے
التماس کیا نہین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی کہ اللھم انہ ان کان فی طاعتک وطاعۃ رسولک فاردد علیہ الشمس
یعنی اے اللہ اگر علی مرتضی تیری طاعت اور تیرے رسول کی طاعت مین تھا تو آفتاب کو پھیر دے اوسیوقت آفتاب ڈوبا ہوا
نکل آیا اور پہاڑ وزمین پر دھوپ پھیل گئی کہ حضرت علی مرتضی مقبول کبریا نے نماز عصر وقت پر ادا کی اور طبرانی نے روایت
کی ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز ظہر موضع صہبا مین ادا فرمائی اور علی مرتضی کو کسی کام کو بھیجا جب لوٹ کر
تشریف لائے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز عصر پڑھ چکے تھے اور علی مرتضی نے نہ پڑھی تھی اوسی حال مین حضرت صلعم
سر مبارک اپنا علی مرتضی علیہ السلام کی گود مین رکھ کر سو گئے یہانتک سوئے کہ آفتاب غروب ہوگیا اور علی مرتضی نے
ادب سے حرکت نہین فرمائی تب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیدار ہوے تو یون دعا فرمائی اللھم ان علیا احتبس نفسہ علی نبیہ
فرد علیہ الشمس یعنی اے خدا تحقیق علی نے اپنے نفس کو مقید کیا اپنے نبی پر سو پھیر دے اوسپر آفتاب کو اسماء بنت عمیس اور
اکثر اہل صحابہ نے روایت کی ہی کہ آفتاب ڈوبا ہوا نکلا اور علی مرتضی نے وضو کرکے نماز عصر پڑھی اس حدیث کو ابن مردویہ نے

معجزہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہی اور احمد ابن ابی صالح لکھتے ہین کہ اِس واقعہ کا وقوع ایک علامت ہی علامات نبوی سے
معجزہ حبس الشمس کہ مکہ معظمہ مین واقع ہوا ہی قاضی نے شفا مین لکھا ہی ابو یونس ابن بکیر ابن اسحق سے روایت کرتے ہین کہ جب حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد قضیہ معراج صبح کے وقت کیفیت آمد و رفت بیت المقدس بیان فرمائی تو کفار قریش نے اپنے قافلہ کا حال پوچھا
کہا ہمارا قافلہ کب آویگا حضرت صلعم نے فرمایا بروز چہارشنبہ جب چہارشنبہ کا دن ہوا اور اخیر ہونے لگا قافلہ قریش کا نہ آیا تو قریش نے دھوم مچائی
حضرت صلعم نے دعا فرمائی کہ آفتاب ٹھہر گیا یہانتک کہ قافلہ آگیا اور اسیطرح حبس الشمس بروز خندق بھی ہوا ہی معجزہ مشکوٰۃ شریف
مین ہی کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم غار مکہ سے مع صدیق اکبر رضا و عامر و ابن فہیرہ اور عبداللہ لیثی جانب مدینہ با سکونت تشریف
لیچلے راہ مین خیمہ اُم معبد خزاعیہ پر گذرے یہ عورت عاقلہ کہن سالہ قویہ تھی اور اپنے خیمہ کے صحن مین تکیہ لگا کر بیٹھتی اور فقیرون کو
کھانا دیتی تھی سو اوسدن بھی بدستور بیٹھی تھی حضرت صلعم نے اوسکو دیکھکر فرمایا کہ اگر تیرے پاس گوشت و خرمے ہون تو ہم خرید کرین
اوسنے قحط سالی کا عذر کیا اوسوقت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بکری خیمہ مین بندھی ہوئی دیکھی فرمایا اس بکری کا کیا حال ہی
اور کیونکر چراگاہ مین نہین گئی اُم معبد نے کہا یہ بکری نہایت لاغری سے چل نہین سکتی حضرت صلعم نے پوچھا اسکے دودھ ہی اُم معبد
نے کہا اسکے تھن سوکھے پڑے ہین دودھ کہان حضرت صلعم نے فرمایا اگر تو اجازت دے تو مین دودھ دوہون اوسنے کہا میرے ماں باپ
آپ پر فدا اگر اسکے دودھ نکلے تو آپ دوہئے حضرت رسول مقبول صلعم نے دعا فرمائی اور دست برکت اپنا اوسکے تھنون پر لگایا
بکری نے دودھ دینا شروع کیا کہ ایک بڑا برتن لبریز کر لیا اور اول اُم معبد کو پلایا پھر اپنے ہمراہیون کو اور سبکے پیچھے حضرت صلعم نے
پیا پھر دوسری مرتبہ دوہا اور اُم معبد کے پاس چھوڑ دیا اور بیعت اسلام فرمائی اور وہان سے جانب مدینہ تشریف لے چلے کذا
فی شرح السنۃ البغوی اور روایت ہی کہ تھوڑی دیر کے بعد اکثم ابن ابی الجون ابو معبد شوہر اُم معبد کا آیا اور دودھ دیکھکر سخت
حیران ہوا اور اپنی عورت سے حال پوچھا اوسنے تمام قصہ بیان کر کے حضرت صلعم کے اخلاق اوصاف بھی ظاہر کیے اور کہا کہ اونکے
ہاتھ کی برکت سے اس بکری کے دودھ پیدا ہوا ہی اوسنے کہا واللہ یہ مرد قریش کا صاحب تھا جسکو وہ ڈھونڈھتے ہین اور جسکا شہرہ
تمام عالم مین ہو رہا ہی اگر مین اوسوقت ہوتا تو اونکی ہمراہی کی درخواست کرتا بعد اوسکے ابو معبد اور اُم معبد نے ہجرت کی اور اسلام
اوسی دن سے شائع کیا بعد اسکے اہل مکہ نے سنا کہ کوئی شخص پکار پکار کر اشعار پڑھتا ہی جسمین قریش کی مذمت اور اُم معبد کی تعریف اور اوسکی بکری کے
دودھ کا ذکر تھا اور روایت ہی کہ وہ بکری اٹھارہ برس جیتی رہی اور صبح و شام دودھ دیتی تھی مواہب لدنیہ مین ہی کہ وہ بکری حضرت عمر رضا کے
زمانے تک جیتی رہی اور دودھ دیتی تھی زمانہ قحط مین کہ ایک بڑا قحط حضرت عمر رضا کے عہد مین ہوا تھا وہ صبح و شام دودھ دیتی تھی اور [illegible] مین
دودھ کا نام نہ تھا معجزہ مسلم مین جابر ابن عبداللہ سے روایت ہی کہ حضرت صلعم نے فرمایا وضو کیواسطے پانی لاؤ سو مین نے پانی تلاش کیا
نہ ملا مگر تھوڑا پانی مشک مین تھا سو اوسکو لایا حضرت صلعم نے دست مبارک اوسپر رکھکر دعاے برکت فرمائی اور ارشاد کیا سوارون والا پیالہ
بڑا لاؤ سو مین اوسکو لایا آنجناب نے اوس پیالہ مین ہاتھ رکھا اور مین نے وہ پانی جو مشک مین تھا ڈالا دیکھتا ہون کہ حضرت کی انگلیون سے پانی نے
جوش مارا اور اتنا نکلا کہ سب لوگ سیراب ہوے اور سبکو پانی کی حاجت تھی جو اوسکے حضرت صلعم نے ہاتھ اوٹھا لیا حالانکہ پیالہ سوارون کا بھرا تھا

یہ معجزہ غزوۂ بواط میں ظاہر ہوا ہے معجزہ صحیحین میں انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایکبار نماز عصر کے واسطے وضو کو پانی نہ ملا سب
لوگ سے تردد میں پڑے سو رسول اللہ صلعم کے لیے کہیں سے ایک باسن میں پانی لائے حضرت صلعم نے دست مبارک اپنا اوس ظرف میں رکھا پانی جاری ہوا
اور تمام قوم نے وضو کیا قتادہ رضی اللہ عنہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ تم لوگ کتنے تھے بولے تین سو تھے فائدہ مدینہ کے
نزدیک بازار مدینہ کے زوراء میں واقع ہوا ہے معجزہ بیہقی نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ایکبار حضرت صلعم جانب قبا
تشریف لیگئے کہ ایک جگہہ سے بہت چھوٹا پیالہ لایا گیا کہ حضرت صلعم نے دست مبارک اپنا اوسمیں رکھنا چاہا نجاسکا تب پانچوں انگلیاں رکھدیں
اور پانی نے جوش کیا تو یہ قصہ خوب مشہور ہو گیا معجزہ صحیحین میں جابر سے روایت ہے کہ غزوۂ حدیبیہ میں سب لوگ پیاسے ہوئے اور حضرت سے
عرض کرنے لگے کہ ہمارے پاس بالکل پانی نہیں ہے مگر آپکے وضو کے لیے تھوڑا پانی ایک برتن میں رکھا ہے حضرت صلعم نے اوس برتن میں اپنا
دست مبارک اپنا رکھدیا کہ پانی نے جوش مارا اور پندرہ سو آدمی سیراب ہوئے اور اگر لاکھ آدمی ہوتے تو بھی اس نعمت سے محروم نرہتے
فائدہ حضرت موسیٰ سے جو یہ معجزہ صادر ہوا تھا کہ ایکبار عصا مارنے سے پتھر میں سے چشمے جاری ہوئے تھے اوسکی نسبت یہ معجزہ اعلیٰ ہے
کیونکہ پتھر ایسی چیز ہے کہ اوس میں پانی نکلتا ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا وان من الحجارۃ لما یتفجر منہ الانہار یعنی بعض پتھر ایسے ہیں کہ اون میں سے
نہریں جاری ہوتی ہیں وان منہا لما یشقق فیخرج منہ الماء یعنی اور بعضے پتھر پھٹ جاتے ہیں اور اون میں سے پانی نکلتا ہے بخلاف
گوشت و پوست کے پس انگشتان مبارک سے پانی کا نکلنا بہت عجیب ہے علامہ قرطبی فرماتے ہیں کہ ایسا معجزہ کسی اور نبی کا سننے میں نہیں آیا
کہ آپکے استخوان گوشت و عصب و خون سے پانی جاری ہوا ہو سوائے آنجناب صلعم اور کیفیت اجرا میں دو قول ہیں ایک یہ کہ پانی نکلتا تھا
درمیان انگشتان سے اور جاری تھا ذات شریف سے دوسرا یہ کہ اللہ تعالیٰ نے بھر دیا تھا پانی قلب حضرت میں سو وہ جوش زن تھا
اصابع آنحضرت سے والاکثر علی الاول و ہو افضل میاہ الدنیا والآخرۃ یعنی ماء زمزم اور آب کوثر سے بھی افضل ہے معجزہ حضرت انس رضی اللہ عنہ
سے ابن شاہین نے روایت کی ہے کہ میں غزوۂ تبوک میں پیغمبر خدا صلعم کے ہمراہ تھا تو قوم نے عرض کیا کہ یا حضرت ہمارے جانور پیاسے ہیں
حضرت صلعم نے فرمایا کہ اگر کسیقدر پانی ہو تو لاؤ سو ایک مرد تھوڑا پانی مشک میں لایا حضرت صلعم نے اوس پانی کو ایک باسن میں ڈالا اور
کف دست اپنا رکھدیا کہ ایک چشمہ آب جاری ہو گیا اور سب نے اپنے مویشیوں کو پلایا اور اپنے واسطے ذخیرہ کر لیا معجزہ صحیح بخاری میں عبد اللہ
ابن مسعود سے روایت ہے کہ ہم حضرت صلعم کے ساتھ ایک سفر میں تھے کہ پانی کم رہ گیا حضرت نے ارشاد فرمایا کہ کوئی باسن تلاش کرو
جسمیں تھوڑا پانی رہ گیا ہو سو اصحاب ایک باسن لائے جسمیں پانی بہت کم تھا حضرت صلعم نے دست مبارک اپنا اس باسن میں رکھا
اور فرمایا حی علی الطہور المبارک والبرکۃ من اللہ یعنی آؤ جلدی پانی پاک کر نیوالے پر جسمیں برکت کی گئی اور برکت اللہ کی طرف
سے ہے سو میں نے دیکھا کہ انگلیوں کے بیچ سے پانی نکلتا تھا اور تحقیق ہم سنا کرتے تھے تسبیح طعام کی کھانے کے وقت اس حدیث میں
دو معجزے مذکور ہوئے ایک پانی کا دوسرا کھانے کا تسبیح کرنا معجزہ مسلم نے معاذ ابن جبل سے روایت کی ہے کہ ہم حضرت کے ساتھ جنگ
تبوک میں چلے ایکرات حضرت صلعم نے فرمایا اگر خدا نے چاہا تو تم کل تبوک کے چشمے پر پہونچو گے اور تم اوسپر نہ پہونچو گے جبتک کہ دن
نہ چڑھیگا سو تم لوگوں میں جو اوسپر جاوے آسکے پانی کو ہاتھ نہ لگائے جبتک میں نہ آؤں پھر جب حضرت صلعم نے فرمایا تھا

اُسی وقت چشمے پر پہونچے اور آدمیون نے اُنسے پہلے نکل کر اُس پانی مین ہاتھ لگایا حضرت نے پوچھا کہ کسنے ہاتھ لگایا ہے معلوم
ہوا دو آدمی تھے حضرت اُن پر ناخوش ہوئے پانی چشمے مین نہایت کم تھا پھر ہاتھون سے لوگون نے پانی جمع کیا اتنا کہ کل
سے جمع ہوا کہ حضرت نے ہاتھ منھ دہو کر اُس پانی کو چشمے مین ڈالا تو چشمے نے خوب جوش مارا کہ سب جانور اور آدمی جنگ کے
سیراب ہوئے معجزہ صحیح مسلم مین ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت نے ہم سے فرمایا کہ اگر اللہ نے چاہا تو کل تمکو پانی
اللہ تعالیٰ دے گا سو لوگ اُس شوق مین راتہی کو چلے آدہی رات کو حضرت صلعم راہ سے ایک طرف کو سونیکے واسطے لیٹے اور فرمایا
کہ نماز صبح کے واسطے خیال رکھیو چنانچہ لشکر کے لوگ سب سو رہے اول حضرت جاگے اور آفتاب نکل آیا تھا فرمایا یہان سے چلو
سب لوگ سوار ہوئے اور چلے یہانتک کہ آفتاب بلند ہوا اور حضرت صلعم اُترے اور میرا آفتابہ طلب کیا اُسمین کسیقدر پانی تھا
سو حضرت نے وضو کیا اور تھوڑا پانی آفتابہ مین چھوڑ دیا اور فرمایا کہ اس آفتابہ کو احتیاط سے رکھ کہ اسکی شان عظیم ہوگی پھر
حضرت نے بلال سے اذان کہلا کر دو رکعت سنت اور دو رکعت فرض باجماعت ادا فرمائی اور سوار ہوکر تشریف لیچلے یہانتک
کہ دوپہر دن آیا اور گرمی کی شدت ہوئی لشکر کے لوگون نے التماس کیا کہ یا حضرت شدت عطش سے مرے جاتے ہین فرمایا تم ہر گز
ہلاک نہوگے اور آفتابہ میرا طلب کر کے پانی باقیماندہ ڈالنے لگے اور مین لوگون کو پانی پلانے لگا لشکر کے لوگون نے یورش کیا اور
آفتابہ پر گر پڑے حضرت صلعم نے فرمایا تم سب لوگ سیراب ہوگے نرمی اور آہستگی اختیار کرو آخرکار سب لوگون نے اطمینان سے
خوب پانی پیا حتی ابو قتادہ اور حضرت صلعم باقی رہے ابو قتادہ کہتے ہین کہ جب سب لوگ سیراب ہوگئے تو حضرت نے فرمایا تو
بھی پانی پی لے مین نے کہا نہ پیونگا جبتک آپ نوش نہ کرینگے حضرت نے فرمایا ان ساقی القوم آخرہم شربا چنانچہ مین نے پانی
پیا اور حضرت نے بعد میرے پیا فائدہ یہ معجزہ اُسوقت ہوا ہے جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ تبوک سے مراجعت فرمائی
اور دوپہر ڈھلے واقع ہوا اور سب لشکر کے آدمی چوبیس ہزار یا ستر ہزار تھے فائدہ اس حدیث سے دریافت ہوا کہ ادب
یہ ہے کہ اول سب لوگون کو پانی پلائے تب پلانے والا آخر مین پیوے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ درحقیقت ساقی حضرت صلعم تھے اور ابو قتادہ
متوسط ہوگئے تھے معجزہ صحیحین مین عمران ابن حصین سے روایت ہے کہ حضرت صلعم کسی سفر مین تھے گرمی کی شدت ہوئی اور لوگون
پر غلبہ تشنگی ہوا اور پانی نہ تھا اصحاب نے پیغمبر خدا سے التماس کیا حضرت نے دو آدمیون کو پانی ڈھونڈنے بھیجا یعنی حضرت علی
اور ایک شخص اور کو تو ایک عورت شتر سوار دو پکھالین پانی کی لیے جاتی تھی اسکو حضرت صلعم کے حضور مین لائے حضرت نے
باجازت اُسکے پانی لیکر لوگون کو پلانا شروع کیا کہ سب لوگ سیراب ہوگئے اور پکھالین اُسکی بھری تھین بعد اُسکے حضرت نے
فرمایا کہ اس عورت کو تم لوگ کچھ دو چنانچہ کسی نے کھجورین اور کسی نے ستو اور کسی نے آٹا دیا تب حضرت صلعم نے فرمایا کہ رخصت ہو
اور اس طعام کو اپنے گھر والون کو کھلا اور سمجھ لے کہ ہمنے تیرا پانی کم نہین کیا ولیکن خدا نے ہمکو پانی پلایا فائدہ یہ معجزہ لیلۃ التعریس
کے صبح کو پہر دن چڑھے واقع ہوا ہے اور چالیس آدمیون نے پانی پیا ہے اور جو پانی کی تلاش کو دو شخص گئے تھے انمین
ایک علی مرتضی شیر خدا کرم اللہ وجہہ تھے اور دوسرے کا نام نہین معلوم ہوتا ہے معجزہ صحیح بخاری مین براء ابن عازب

اور سلمہ ابن الاکوع سے روایت ہے کہ حدیبیہ میں چودہ سو آدمی تھے اور یہ کنواں اس قابل بھی نہ تھا کہ پچاس بکریاں پانی
پیویں سو لوگوں نے تمام پانی اُسکا نکال ڈالا کہ ایک قطرہ بھی نہ رہا پھر حضرت صلعم اُسکے کنارے تشریف فرما ہوئے اور ایک برتن
میں پانی منگوا کر وضو کیا اور اپنی کلی کا پانی ڈول میں ڈالا پھر وہ ڈول کنوئیں میں ڈالا پانی نے جوش مارا کہ سب لشکر کے لوگ
اور جانور سیراب ہوئے اور تا وقت کوچ لشکر پیتا رہا فائدہ اول حدیث میں حضرت جابر نے پندرہ سو آدمی بیان کیے تھے اور
اس حدیث میں براء ابن عازب نے چودہ سو بیان کیے سو تعارض نہیں ہے آدمی چودہ سو سے زیادہ تھے اور پندرہ سو سے کم دونوں کا بیان
بطور تخمین تھا اور آنحضرت حدیبیہ میں بیس دن رہے تھے معجزہ صحاح میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ غزوہ خندق
میں اہل لشکر نے تین دن سے کھانا نہ کھایا تھا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی شدت بھوک سے اپنے پیٹ میں پتھر باندھے تھے
میں نے اپنی عورت سے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بہت بھوکے ہیں سو اُسنے تین سیر جو کا آٹا نکالا اور گوندھا اور ایک بچہ
بکری کا ذبح کیا اور پکانے کو ہانڈی میں چڑھایا اور میں نے حضرت کے حضور میں حاضر ہو کر چپکے سے خبر کی کہ یا حضرت آپ مع
دو تین آدمیوں کے تشریف لے چلیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بمقتضائے شان رحمت و شفقت باواز بلند پکار کر فرمایا
کہ اے خندق کھودنے والو اس مرد نے تمہاری دعوت کی ہے چلو اور مجھسے ارشاد کیا کہ اے جابر ہانڈی نہ اتارنا اور آٹا نہ پکانا جب
میں نہ آؤں بعد اُسکے حضرت صلعم میرے گھر تشریف فرما ہوئے اور ہانڈی میں آب دہن اپنا ڈالا اور برکت کی دعا کی پھر ارشاد
کیا کہ روٹی پکا سو قسم خدا کی ہزار آدمی نے اُس تین سیر آٹے سے کھایا اور ہانڈی بھری ہوئی اُسیطرح جوش مارتی تھی اور آٹا
اُتنا ہی بنا رہا اور پکتا جاتا تھا یہ معجزہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بہت مشہور ہے اور اسکی سند از بس معتبر ہے معجزہ مسلم نے جابر سے
روایت کی ہے کہ ایک شخص نے حضرت صلعم سے کھانا طلب کیا تو آپ نے ایک پیمانہ غلہ جو سے عنایت فرمایا کہ وہ اور اُسکی جورو اور
مہمان کھاتے رہے یہانتک کہ اُسنے وزن کیا تو پھر نہ رہا سو اُسنے حضرت صلعم سے یہی قصہ نقل کیا حضرت نے فرمایا کہ اگر تو اُسکو
وزن نہ کرتا تو ہمیشہ اُس سے کھایا کرتا اور باقی رہتا معجزہ صحیح مسلم نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ام مالک صحابیہ ایک
کپی میں حضرت کے واسطے گھی بھیجا کرتی تھی کہ حضرت اُسکا گھی رکھ لیتے اور کپی واپس کر دیتے تھے ام مالک اسکو رکھ چھوڑتی تھی
اور اُسکے لڑکے بالے سالن لیتے سارے گھر کے آدمی اُسی سے گھی نکال کر کھایا کرتے تھے یہانتک کہ اُسنے اُس ظرف کو نچوڑا تو بعد اُسکے
گھی نہ ملا ام مالک نے یہ قصہ حضرت صلعم سے نقل کیا فرمایا اگر اُسکو اپنے حال پہ چھوڑ رکھتی اور نہ نچوڑتی تو ہمیشہ اُسی سے گھی ملا کرتا
معجزہ صحیحین میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک روز آنحضرت بھوکے تھے ابو طلحہ نے ضعف آواز سے
تفرس کیا اور پہچانا اور ام سلیم سے کہا کہ تیرے پاس کچھ ہے اُسنے کئی روٹیاں جو کی نکالیں اور دستار خوان میں
لپیٹ کر مجھے دیں سو میں لے گیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مع چند اصحاب با صفا مسجد میں تشریف رکھتے تھے میں نے
جا کر سلام کیا حضرت نے فرمایا تجھکو ابو طلحہ نے بھیجا ہے اور تیرے پاس روٹیاں ہیں میں نے عرض کیا کہ ہاں یہ سنکر حضرت
مع اپنے اصحاب کے میرے ہمراہ ابو طلحہ کے گھر تشریف لائے اور [illegible]

سے کھلایا کہ سب لوگون کے پیٹ بھر گئے سب کے بعد حضرت نے کھایا اور وہ روٹیان اُسیطرح موجود تھین گویا کسی نے کچھ بھی نہین
کھایا تھا معجزہ ۲۱ صحیح مسلم مین سلمہ ابن الاکوع اور ابوہریرہ اور عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہم سے روایت ہی کہ غزوہ تبوک مین لوگون کو
بھوک کی شکایت کی عمرؓ نے کہا یا رسول اللہ جو کچھ لوگون کے توشہ دان مین باقی ہو اُسکو طلب فرما کے آپ دعاے برکت فرمائیں
فرمایا اچھا پھر حضرت نے ایک چرسہ بچھوایا اور لوگون سے ارشاد کیا کہ جو کچھ تمھارے پاس کھانا بچا ہو اُسے لاؤ سو کوئی مٹھی بھر
خرمے لایا کوئی روٹی کے ٹکڑے لایا کوئی کچھ لایا پھر حضرت نے چرسے پر جمع کراکر برکت کی دعا کی اور فرمایا کہ اے لشکر کے لوگ
اپنے توشہ دان بھر لو سو سب لوگون نے کہ بروایت صحیح لاکھ آدمی تھے اپنے اپنے باسن بھر لیے اور خوب سیر ہو کر کھایا اور
بچ رہا معجزہ ۲۲ بخاری اور مسلم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہی کہ جب حضرت صلعم نے زینب بنت جحش سے
نکاح کیا تو میری مان ام سلیم نے حیس ایک باسن مین مجھے دیکر کہا کہ میرا سلام اُنکو عرض کرنا کہ تھوڑا سا کھانا ہی سو مین نے جاکر پیغام
اپنی مان کا التماس کیا حضرت نے فرمایا اسی رکھ دے اور فلان فلان تین شخصون کو بلا لا اور جو کوئی تجھے ملے اُسے بھی
لیتا آ مین نے ویسا ہی کیا جب پلٹ کر آیا تو گھر آدمیون سے بھرا تھا پھر مین نے دیکھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دست
مبارک اپنا حیس مین رکھا اور دعاے برکت فرمائی اور دس دس آدمیون کو کھلانے لگے اور فرماتے تھے کہ خدا کا نام لیکر
کھاتے جاؤ اور اپنے اپنے آگے سے کھاؤ انس فرماتے ہین کہ سب لوگ سیر ہو کر باہر نکلے پھر ایک گروہ اور آیا وہ بھی خوب
سیر ہوا پھر حضرت صلعم نے فرمایا کہ اے انس اسکو اٹھا لے سو مین نے اُٹھایا مین نہین جانتا کہ جب حیس لایا تھا تب زیادہ تھا یا اب
کسی شخص نے حضرت انس سے پوچھا کتنے آدمی تھے بولے تین سو آدمی تھے فائدہ حیس بفتح حا و سکون تحتانیہ طعامی کہ از خرما و
روغن و قروط سازند حقیقت مین حلوے کے مثل ہوتا ہی کچھ روغن اور گھی اور اقط سے بنتا ہی (اقط کہتے ہین دہی کے پانی کو
لیتے دہی کا پانی ٹپکا کر مانند پنیر کے ٹکیان بنا لیتے ہین اور اُسکو قروط بھی کہتے ہین ظاہر حدیث سے معلوم ہوتا ہی کہ ولیمہ
زینب بنت جحش مین یہی کھانا تھا جو ام سلیم نے ہدیہ کیا تھا مگر مشہور یہ ہی کہ ولیمہ زینب کا گوشت و روٹی سے ہوا تھا حضرت
انس رضی اللہ عنہ کہتے ہین کہ ایک بکری حضرت نے منگوائی اور ایک ہزار آدمی کو کھلایا کہ سب سیر ہو گئے تطبیق مین ظاہر ایسا
یون ہو سکتی ہی کہ جس دن گوشت و روٹی پکا تھا اُسی دن ام سلیم نے ہدیہ بھیجا تھا کذا فی شرح الشروح اور جائز ہی کہ
کہ دوسرے دن اتفاق ہوا ہو کذا قال الشیخ فی شرح المشکوۃ معجزہ ۲۳ شفا مین قاضی عیاض نے حضرت ابوایوب انصاری
سے نقل کیا ہی کہ اول ہجرت مین مین نے رسول خدا اور ابوبکر کے واسطے کھانا پکایا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اول
تیس انصار کو طلب کر کے کھلایا پھر ستر پھر نوے آدمی کو طلب کر کے کھلایا اور کھانا بچ رہا حالانکہ وہ کھانا اُسقدر
تھا جو دو شخصون کو کفایت کرتا اور حضرت نے ایک سو اسی آدمی کو کھلایا اور اُسمین ایک اعجاز اور بھی ہوا
کہ جس شخص نے وہ کھانا کھایا وہ مسلمان ہو کر نکلا معجزہ ۲۴ قاضی عیاض نے شفا مین حضرت علی مرتضی رضی اللہ عنہ سے
روایت کی ہی کہ ایک مرتبہ حضرت نے بنی مطلب کو جمع کیا وہ سب چالیس آدمی اور بڑے کھانے والے تھے بعض

جذیمہ کھاتے تھے اور پانی بمقدار فرق پیتے تھے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے لوگوں کے لیے ایک مد طعام عنایت فرمایا
اور ایک پیالہ پانی دیا ان لوگوں نے سیر ہو کر کھایا اور پانی پیا مگر کھانا پانی جیسا تھا ویسا ہی باقی رہا فائدہ جذعہ گائے
یا گھوڑا جو تیسرے برس میں در آیا ہو اور بچہ اونٹ جو پانچویں سال میں ہو اور گوسفند کہ سال دوم میں ہو اور اصطلاح فقہا میں
جذعہ بکری کو کہتے ہیں جو ایک سال سے زیادہ ہو اور فرق بالفتح والکسر پیمانہ کہ مقدار تین صاع مدینہ یا مقدار سولہ رطل کے
ہوتا ہے معجزہ صحیح مسلم میں مقداد سے روایت ہے کہ ہم تین آدمی ہجرت کر کے مدینے میں آئے اور ہمکو بھوک کے مارے نہ آنکھ سے
سوجھتا تھا نہ کانوں سے سنائی دیتا تھا سو ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے حضرت ہمکو اپنے گھر لیگئے اور
فرمایا کہ ان تینوں بکریوں کا دودھ دوہو انکا دودھ ہم تم پیا کرینگے سو ہم تینوں انکا دودھ پیا کرتے تھے اور حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کا حصہ رکھ چھوڑتے تھے اور آنجناب کا دستور تھا کہ رات کو تشریف لاتے اور ہمکو ایسا آہستہ سلام کرتے کہ جاگتا
آدمی سنتا اور سوتا نہ جاگتا پھر مسجد میں جاتے اور تہجد کی نماز پڑھتے اور پھر نماز کے دودھ پیتے ایک رات میں ایسا اتفاق ہوا
کہ حضرت امام انصاریوں کے گھر تشریف لے گئے تھے میں نے اپنے حصہ کا دودھ پیا میرا پیٹ نہ بھرا شیطان نے میرے دل میں
ڈالا کہ حضرت صلعم جہاں کہیں گئے ہیں کھانا کھا کر وہاں سے تشریف لائینگے لاؤ میں حضرت کا بھی حصہ پی جاؤں سو میں نے
اسکو پی لیا پھر میں پچھتایا کہ میں نے کیوں حضرت کا حصہ پی لیا شاید کہ حضرت صلعم وہاں سے بھوکے آئیں اور حصہ اپنا
نہ پائیں اور میرے لیے بد دعا کریں تو میرا دین و دنیا برباد ہو جائیگا غرض اسی خیال میں میری نیند اچٹ گئی اور میرے
دونوں ساتھی سوتے تھے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور حسب دستور سلام کر کے مسجد میں جا کر پڑھی اور
دودھ پینے کو آئے سو برتن خالی پا کر آسمان کی طرف سر اٹھایا میں نے جانا کہ بد دعا میرے حق میں فرماوینگے مگر حضرت
رحمۃ للعالمین نے یوں فرمایا الٰہی روزی دے اسکو جو مجھکو کھلاتا ہے اور پانی دے اسکو جو مجھکو پلاتا ہے میں سمجھا کہ اس
دعا سے بکریاں موٹی ہو گئی ہونگی پھر دیکھتا ہوں کہ بکریوں کے تھن دودھ سے بھرے ہوئے ہیں تب میں نے
انکو دوہا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو لے گیا حضرت نے فرمایا کہ تم لوگ کیا اپنا حصہ پی چکے میں نے کہا
ہاں ہم پی چکے ہیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیا اور مجھکو عنایت کیا کہ میں نے پیا جب مجھکو دریافت ہوا کہ حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم خوب آسودہ ہو گئے ہیں تب میں نہایت خوشی سے ہنس پڑا اور تمام قصہ بیان کیا حضرت نے
فرمایا دودھ زیادہ ہو جانا رحمت الٰہی سے ہے اگر تو آگے سے بتلاتا تو ہم آج دونوں کو بھی اس رحمت کے دودھ
میں شریک کرتا معجزہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ میں شدت بھوک سے بے آرام تھا سو
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اپنے ساتھ لیا اور ایک پیالہ دودھ کا کہیں سے تحفہ لایا تھا حضرت نے ارشاد
فرمایا کہ ابھی اصحاب صفہ کو بلا لاؤ میں گیا اور اصحاب صفہ کو لے آیا تو حضرت نے وہ پیالہ دیا اور فرمایا اسے کھاؤ پیو
سب لوگوں نے پیا اور پیالہ اسی طرح بھرا رہا صرف انگلیوں کا نشان اسپر معلوم ہوتا تھا معجزہ صحیح بخاری میں ہے

کہ جابر کے باپ جناب احد میں شہید ہوئے انپر قرض بہت تھا جو کچھ خرمے انکے باغ میں ہوئے انھوں نے چاہا کہ
قرضخواہوں کو دیں مگر قرض بہت تھا اور خرمے کم انھوں نے قبول نہ کیا جابر نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سفارش
کروائی قرضخواہ یہود تھے راضی نہ ہوئے تب حضرت نے جابر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ تو ہر قسم کے خرمے
علیحدہ ڈھیر کر سو جابر نے ڈھیر لگائے تو حضرت رحمۃ للعالمین ایک بڑے ڈھیر کے گرد گھومے اور اسی پر جا بیٹھے
اور جابر سے فرمایا کہ خرمے تول کر دینا شروع کر جابر نے وزن کر کے دینا شروع کیا یہانتک کہ سب قرض
ادا ہو گیا حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ باوصف ادا ہو جانے کل قرض کے خرموں کا ڈھیر اسیطرح جوں
تھا کچھ کمی اسمیں نہ ہوئی تھی سو انھوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ قرض ادا ہو چکا حضرت نے فرمایا اخبر ذلک
ابن الخطاب یعنی اسکی خبر دے ابن خطاب یعنی عمر کو یہ اسواسطے فرمایا کہ انکو بڑی فکر تھی جب جابر نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے
یہ حال کہا انھوں نے کہا کہ جب حضرت صلعم تشریف لے گئے تھے اسی وقت میں جان گیا تھا کہ اب ضرور برکت
ہوگی معجزہ ۲۰ مشکوۃ شریف میں حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ میں چند خرمے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے پاس لے گیا اور میں نے عرض کیا کہ آپ دعا سے برکت فرما دیں تو حضرت نے انکو جمع کر کے دعا فرمائی
اور ارشاد کیا کہ انکو لیکر اپنے توشہ دان میں رکھ جب نکالنے کا ارادہ ہو تو ہاتھ ڈال کر نکال لیا کر مگر اسکو
پراگندہ نکرنا سو میں نے اسمیں سے کئی بار بیشتر خرمے نکال نکال کر راہ خدا میں دیے اور خود کھاتا کھلاتا رہا یہانتک
کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شہید ہوئے پھر وہ برکت باقی نہ رہی اس جگہ سے معلوم ہوا کہ جب تفرقہ اور
فساد آدمیوں میں پڑتا ہے تو برکت جاتی رہتی ہے روایت ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ مجھکو دو غم
ہیں ایک اپنے توشہ دان کا اور دوسرے قتل عثمان کا معجزہ ۲۱ جابر ابن عبد اللہ سے صحیح بخاری میں روایت ہے
کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ فرماتے تو چوب درخت خرمے سے جو ستون مسجد تھا تکیہ کرتے تھے پھر جب
منبر بنایا گیا تو اسپر چڑھ کر خطبہ پڑھنے لگے سو وہ لکڑی مفارقت حضرت سے ایسی فریاد کرنے لگی کہ قریب تھا
شق ہو جاوے سو حضرت صلعم منبر سے اتر کر آئے اسے کنار میں لیا اور پیار کیا تو وہ اسطور سے رونے لگی
جسطرح لڑکا روتے روتے خاموش ہونے لگے یہاں تک کہ چپ ہو گئی حضرت نے فرمایا یہ روتی تھی اسلیے
کہ اسپر ذکر خدا ہوتا تھا اور اب اس سے محروم ہوئی ہے فائدہ یہ حدیث ایک جماعت کثیرہ اصحاب سے مروی ہے اسمیں
کوئی جگہ شک کی نہیں ہے مواہب لدنیہ میں علامہ تاج الدین سبکی سے کہ مشاہیر علمائے شافعیہ سے ہیں منقول ہے
کہ فرماتے تھے میرے نزدیک یہ حدیث متواتر ہے اور حافظ ابن حجر فتح الباری میں لکھتے ہیں کہ یہ حدیث اور حدیث
انشقاق قمر وغیرہ منقول ہیں بدلائل مستفیض کہ جو شخص طرق حدیث سے مطلع ہے اسکو یقین حاصل ہوتی ہے
اور قاضی عیاض فرماتے ہیں شفا میں کہ یہ حدیث مشہور و منتشر ہے اور خبر اسکی متواتر ہے عامہ اہل صحاح اسکے

اخراج میں متفق ہیں معجزہ[28] ترمذی نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ کہا ابن عباس رضی نے کہ ایک گنوار آیا اور
اُسنے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا ہم کس طرح جانیں کہ تم پیغمبر ہو فرمایا اگر میں اس خوشہ خرمے کو بلاؤں تو
وہ گواہی دے میری نبوت پر سو حضرت نے خوشۂ خرمے کو پکارا وہ درخت سے گرا اور اُسنے صدق نبوت
حضرت پر گواہی دی تب وہ اعرابی اسلام لایا اور باذن رسول اللہ وہ خوشہ اپنے مقام پر گیا معجزہ[29] ترمذی اور
دارمی نے علی مرتضی کرم اللہ وجہہ سے روایت کی ہے کہ فرمایا علی مرتضیٰ نے کہ میں حضرت صلعم کے ساتھ بعض نواحی مکہ
میں گیا تو جو پہاڑ اور درخت ملا اُسنے السلام علیک یا رسول اللہ کہا **فائدہ** ظاہر حدیث کا دلالت کرتا ہے کہ
حضرت علی مرتضیٰ بھی اُنکے کلام کو سنتے تھے معجزہ[30] ابونعیم نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی
کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جب سے مجھپر وحی آئی تھی تب سے کوئی حجر و شجر ایسا نہ تھا جو مجھکو السلام علیک
یا رسول اللہ نہ کہتا ہو معجزہ[31] جابر ابن سمرہ سے مسلم میں روایت ہے کہ فرمایا حضرت صلعم نے میں پہچانتا ہوں اُس پتھر کو
جو مجھے قبل بعثت سلام کرتا تھا معجزہ[32] حاکم و دارمی نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ میں حضرت صلعم کے
ساتھ ایک سفر میں تھا سو ایک گنوار آیا حضرت نے فرمایا تشہد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ و ان محمداً عبدہ
و رسولہ اُسنے کہا کون گواہی دیتا ہے وحدانیت خدا اور رسالت محمد پر فرمایا یہ درخت سلم گواہ ہے اور وہ درخت جنگل
کے کنارے واقع تھا سو حضرت صلعم نے اُسکو بلایا اُسنے حاضر ہو کر تین مرتبہ گواہی دی پھر اپنی جگہ پر چلا گیا معجزہ[33]
یعلی ابن مرہ ثقفی صحابی سے شرح السنہ میں روایت ہے کہ ایک مرتبہ میں حضرت صلعم کے ساتھ چلا جاتا تھا کہ ایک جگہ
پر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے استراحت فرمائی تو میں نے دیکھا کہ ایک درخت زمین کھودتا ہوا آیا اور اُسنے آکر حضرت
کو چھپا لیا پھر اپنے مقام پر چلا گیا جب حضرت جاگے تو میں نے یہ معاملہ ذکر کیا حضرت صلعم نے فرمایا کہ اس درخت نے
اللہ سے میرے سلام کے واسطے اذن لیا تھا سو اُسکو اذن ہوا کذا فی المشکوۃ معجزہ[34] بخاری اور مسلم نے معن ابن عبد الرحمن
ابن عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہم سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ میں نے سُنا اپنے باپ سے کہ میں نے سوال کیا
مسروق رضی اللہ عنہ سے کہ پیغمبر خدا کو فرقۂ جنیہ کی آمد کی کس نے خبر دی جب وہ قرآن سُننے کو آتے تھے مسروق نے کہا کہ عبد اللہ
ابن مسعود نے مجھکو خبر دی کہ ایک درخت نے خبر دی تھی کہ یا رسول اللہ جن قرآن سُننے کو آئے ہیں سو حضرت صلعم
تشریف لے گئے معجزہ[35] صحیح مسلم میں جابر ابن عبد اللہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ میں حضرت صلعم کے ساتھ تھا کہ حضرت
ایک جنگل میں فروکش ہوئے اور واسطے رفع حاجت ضروری کے تشریف لے چلے سو میں پانی لیکر ساتھ ہوا حضرت
نے دیکھا تو کوئی مکان پردہ کا نظر نہ آیا دفعتہً دو درخت نظر پڑے سو حضرت اول ایک کے پاس گئے اور شاخ
پکڑ کے بولے انقادی علی باذن اللہ یعنی فرمان برداری کر اور جمع ہو جا مجھپر بحکم خدا سو اُسنے اپنے ٹہنیوں سے
پردہ کر لیا بعد اُسکے دوسرے درخت سے اسیطرح ارشاد کیا اُسنے بھی فرمان برداری کی پھر حضرت صلعم نے فرمایا

کہ دونوں جا ملو بحکم خدا سو وہ دونوں مل گئے ایسے کہ بخوبی پردہ ہو گیا اور حضرت نے رفع حاجت فرمائی معجزہ قاضی عیاض
نے اسامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ میں حضرت صلعم کے ساتھ تھا سو حضرت نے مجھ سے پوچھا کوئی جگہ
واسطے رفع حاجت کے بھی ہے میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ یہاں تو کوئی جگہ نظر نہیں آتی فرمایا کہیں درخت
یا سنگستان ہے میں نے التماس کیا کہ کئی درخت خرمے کے ملے ہوئے ہیں فرمایا تو انکے پاس جا کر کہو کہ رسول اللہ
تمکو بلاتا ہے اور یہی بات پتھروں سے کہدے سو میں گیا اور پیغام حضرت کا انسے کہا تو درخت و پتھر باہم مل کر ایک
دیوار ہو گئے اور حضرت نے اسکی آڑ میں قضائے حاجت فرمائی اور ارشاد کیا کہ اب متفرق ہو جاؤ سو وہ سب
جدا ہو گئے معجزہ قاضی عیاض نے عبد اللہ ابن مسعود سے روایت کی ہے کہ لیلۃ الجن میں جنات نے کہا کون گواہی
دیتا ہے تمہاری رسالت پر فرمایا یہ درخت سو اس درخت نے اسیوقت گواہی دی معجزہ بیہقی نے ابی اسید
ساعدی سے روایت کی ہے کہ حضرت سید المرسلین صلعم نے فرمایا تھم جا احد کہ تجھ پر پیغمبر و صدیق اور دو شہید ہیں
سو وہ ٹھہر گیا اور دوسری روایت میں ہے کہ تجھ پر سوائے پیغمبر یا صدیق یا شہید کے کوئی نہیں ہے اور اسپر آنجناب صلعم
اور صدیق و عمر و عثمان رضی اللہ عنہم تھے فائدہ اس حدیث سے نکلا کہ حرکت پہاڑ کی از راہ افتخار تھی کہ ایسے بزرگوار [illegible]
اسکو شرف کیا تھا معجزہ قاضی عیاض رح نے شفا میں روایت کی ہے کہ جب قریش مکہ حضرت صلعم کو تلاش کرنے
لگے تو ثبیر پہاڑ نے کہا یا رسول اللہ آپ اتر پڑیں کیونکہ مجھے اس بات کا خوف ہے کہ مبادا قریش آپ کو قتل کریں
میرے پشت پر اور میں عذاب الٰہی میں گرفتار ہوں اور حرا پہاڑ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ مجھ پر تشریف لائیے
فائدہ ثبیر بفتح الثاء المثلثہ وکسر الموحدۃ وسکون التحتیۃ ایک پہاڑ ہے داہنے طرف منا کے واقع ہے اور جانب مقابل
حرا اور بائیں دونوں کے جنگل ہے معجزہ عقیل ابن ابیطالب رض کہتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ حضرت صلعم کے ہمراہ
رکاب تھا دو کوس کے فاصلہ میں کئی معجزے ظاہر ہوئے ایک یہ تھا کہ راہ میں پیاسا تھا اور پانی نہ تھا تب میں حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا اور کہا یا رسول اللہ میں پیاسا ہوں فرمایا اس پہاڑ کے پاس جا کے پانی مانگ میں گیا
تو اسنے کہا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کر کہ جب سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے فاتقوا النار التی وقودہا الناس
والحجارۃ تب سے میں اتنا رویا ہوں کہ مجھ میں پانی باقی نہیں رہا ہے معجزہ قاضی عیاض نے شفا میں لکھا ہے کہ ایک روز
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہوئے تو حضرت جبرئیل علیہ السلام ایک طبق انار و انگور لائے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کھاتے تھے اور آواز تسبیح اُنسے آتی تھی معجزہ بخاری و ترمذی و بیہقی نے عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت
کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں میں کھانا تسبیح کرتا تھا اور آنجناب اسکے کھاتے تھے معجزہ حضرت ام المومنین
ام سلمہ رضی اللہ عنہا اور عبد اللہ ابن سلام و ابو سعید خدری و زید ابن ارقم رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ جناب رسالت مآب
صلی اللہ علیہ وسلم ایک روز جنگل میں تشریف لیجاتے تھے کہ دفعتاً ایک آواز کان میں آئی یا رسول اللہ حضرت نے ادھر

دیکھا کوئی نظر نہ آیا البتہ تھوڑی دور جاکر نظر آیا کہ ایک ہرنی گوشہ خیمہ میں بندھی ہے اُسنے حضرت کو دیکھ کر زبان فصیح کہا یا رسول اللہ
یہاں تشریف لاؤ چنانچہ آنجناب اُسکے پاس گئے اور پوچھا کیا حاجت ہے تیری اُسنے کہا یا رسول مقبول اس پہاڑ میں
دو بچے میرے ہیں اگر مجھکا کھول دیجیے تو میں اُنکو دودھ پلا آؤن فرمایا تو پھر کر آئیگی اُسنے کہا ضرور آؤنگی اگر نہ آؤن
تو خدا اسے تعالے وہ عذاب کرے جو محصول لینے والون کو کرتا ہے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسکو کھول دیا وہ
گئی اور اپنے بچون کو دودھ پلا کے لوٹ آئی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسی جگہ باندھ دیا اور اُسکے مالک کے
پاس تشریف لے گئے اور ارشاد کیا کہ اس ہرنی کو آزاد کر اُسنے فی الفور چھوڑ دیا سو وہ ہرنی دوڑتی پھرتی اور یہ
کہتی تھی اشہد ان لا الہ الا اللہ و انک رسول اللہ معجزہ امام احمد ونسائی نے حضرت انس ابن مالک رضی اللہ عنہ
سے روایت کی ہے کہ ایک اونٹ گروہ انصار کا جسپر کھیت باغ کی پانی لادی جاتی تھی سرکشی و شرارت کرنے لگا مالکون نے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اُسکی شکایت کی کہ یا حضرت یہ اونٹ ہمکو سوار نہیں ہونے دیتا اور خرمستان و کھیت
ہمارے سوکھتے ہیں کہ آنجناب مع اپنے یارون کے انصار کے باغ میں جلوہ فرما ہوئے اُسی باغ میں ایک جانب
اونٹ بندھا تھا اُسکی طرف آنجناب تشریف لیچلے انصار نے کہا یا حضرت یہ اونٹ کتون کیطرح کاٹتا ہے آپ
اُسکے پاس نجائیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھکو خوف نہیں ہے پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس اونٹ
کو دیکھا تو اُسنے دوڑ کر سجدہ کیا آنجناب نے اُسکی پیشانی دست مبارک سے تھامی اُسیوقت سے شرارت و سرکشی
اُسکی جاتی رہی اور مطیع و منقاد ہو گیا اصحاب نے اُسیوقت عرض کیا یا رسول اللہ حیوان لایعقل آپ کو سجدہ کرتے
ہیں ہم لوگ کہ عاقل ہیں زیادہ تر مستحق ہیں کہ آپ کو سجدہ کریں فرمایا کہ آدمی کو لائق نہیں کہ سجدہ کرے آدمی کو اور
جو یہ بات جائز ہوتی تو میں عورتون کو حکم کرتا کہ اپنے خاوندون کو سجدہ کریں فائدہ اس حدیث سے بڑی فضیلت
شوہر کی عورت پر ثابت ہوئی اور صاف مستنبط ہوا کہ عورتون کو مردون کی تعظیم و توقیر از حد زیادہ کرنا واجب ہے

بیان فضیلت مردان بر زنان

اور اللہ صاحب فرماتے ہیں الرجال قوامون علی النساء یعنی مرد کارگذار ہیں اوپر عورتون کے پوشیدہ نرہے
کہ مردون کو عورتون پر دو طرح کی فضیلت ہے ایک تو ذاتی مثل عقل و حافظہ اور ہوشیاری و بردباری و نبوت
و شہادت و قضا و امامت و اذان وغیرہ مراتب سے اللہ نے اُنکو ممتاز فرمایا دوسرے معنی کہ اُنکے حق میں بما انفقوا
من اموالہم واقع ہے اور اعتبار عورتون کی مراتب کا ننگ و داشت میں ناموس سے اور نیکوکاری میں اور شوہر کی فرمان
برداری میں منحصر ہے فقیہ ابو اللیث نے تنبیہ میں لکھا ہے کہ مرد کی ناک میں اگر کوئی ایسا مرض ہو کہ ایک سوراخ
سے خون آتا ہو اور ایک سے ریم اور عورت اُسکو زبان سے چاٹے تو بھی خاوند کے حق سے ادا نہو اور حدیث
شریف میں وارد ہے کہ جو عورت اپنے گھر کو جھاڑو سے صاف رکھے بقدر ہر ذرہ خاک کے نیکی اُسکے عمل میں لکھیں
اور بدی دور کریں اور بہشت میں اُسکے نام پر درجہ ہو اور جو واسطے خاوند کے کچھ خرچ کرے اللہ تعالے اُسکے

اور جو ہانڈی یا پیالہ دھووے خدا اُسکو گناہ سے پاک کرے اور جب دیگچی مین پکانے کے لیے جنس ڈالے
بقدر ہر دانہ کے خداوند اُسکو بہشت مین درجہ کرامت فرمائے اور جب پیاز و لہسن کو صاف کرے اور اُسکی تیزی
سے پانی آنکھون سے نکلے یا چولھے کی آگ کا دھوان آنکھون مین لگے اور پانی آنکھون سے باہر آوے تو گویا وہ
خدا کی ڈر سے روئی ہے اور جو کوئی خدا کے ڈر سے روئے دوزخ کی آگ اُسپر حرام ہو اور اگر گوشت یا ترکاری
کاٹتے ہوے اُسکی انگلی کٹ گئے قیامت کے دن اُس زخم مین بہشت کا مشک بھرا جائے گا اسیطرح بہت باتین اخلاق النسا
مین موجود ہین اور بھی حدیث شریف مین ہے کہ دردِ زہ کی تکلیف اور اولاد کی پرورش اور گھر کی خدمت سے
گناہ عورتون کے معاف ہوتے ہین بلکہ ولادت کی سختی سے بالکل عورت کے گناہ نابود ہوجاتے ہین گویا کہ مان
کے پیٹ سے اُسدن پیدا ہوئی اور جو عورت اچھے کپڑے پہنکر غیر مرد کے سامنے آوے تو قیامت کے دن
لباس آتشین اُسکو پہنایا جائیگا اور طرح طرح کے عذاب مین گرفتار ہوگی اور جو اپنے خاوند کے بستر مین خیانت
کرے قیامت کو دوزخ مین جائیگی اور جو خاوند کے بلا اجازت گھر سے باہر آوے بروز حشر اُسکے پیرون مین آگ
کی بیڑی پڑیگی اور جو عورت مرد بیگانہ سے اپنا مونھ نہ ڈھکے بروز حشر آتش دوزخ سے اُسکا مونھ کالا کرینگے
اور جو جنابت سے غسل نہ کرے اور لڑکون کے پیشاب سے اپنے کپڑے پاک نرکھے اُسپر آب گرم دوزخ کا ڈالینگے
اور جو عورت پانچون وقت کی نماز پڑھے اور رمضان کے روزے رکھے اور اپنے خاوند کے بستر مین خیانت نہ کرے اور
غیبت و دشنام سے بچے خدا تعالے اُسکو اجر ہزار شہید کا دیتا ہے یہ قول امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ کا ہے اور حدیث صحیح مین
آیا ہے کہ جو عورت فجر کے وقت آراستہ ہوکے خاوند کے روبرو آوے اور اُسکے موی ریش اور سر سنوارے اور باادب کھڑی
ہوکر منتظر حکم رہے اُسکو بروز قیامت نور کا تاج ملے گا کہ اُسکو دیکھکر لوگ تعجب کرینگے اور ندا ہوگی کہ رستی اپنے خاوند کو
خوش رکھتی تھی اور شوہر کو لازم ہے کہ رعایت اُسکی نگاہ رکھے کما قال اللہ تعالے واللاتی تخافون نشوزہن فعظوہن واہجروہن
فی المضاجع واضربوہن یعنے اگر عورت خاوند سے سرکشی کرے اُسکی سرزنش مین تفاوت چاہیے اول اُسکو سمجھاوے
اگر نمانے تو اختلاط موقوف کرے اگر پھر بھی باز نہ آوے تو طمانچہ اور کپڑے کے تازیانہ سے مارے بضرب خفیف اور احتیاط
کرے کہ صدمہ ضرب کا سر پر نہ آوے اور کوئی عضو نہ ٹوٹے اور جو خون نکل آوے یا نشان ضرب کا ظاہر ہو تو شوہر کو
تعزیر دینا اور جرمانہ لینا لازم ہے پوشیدہ نرہے کہ چہار مقام مین عورت کو تنبیہ چاہیے اول ترک نماز مین دوسرے ترک غسل
حیض و نفاس مین تیسرے بلا اجازت باہر جانے مین چوتھے نظر بازی کرنے مین دیوار و در کے سوراخ سے صورت مردان
کو چاہیے کہ ظلم سے بچین اور حقانیت و نفسانیت مین فرق سمجھین ورنہ معاتب ہونگے اور رسالہ مین لکھا ہے کہ اول آخر روح بدن
اون مین دوسرے ترک زینت مین تیسرے ترک اجابت طلب مباشرت مین بدون عذر چوتھے ترک نماز و غسل جنابت و
حیض مین حدیث شریف مین ہے کہ جس عورت کو خاوند طلب کرے واسطے صحبت کے اور وہ انکار کرے اور وہ غضبناک ہو رہے

تو صبح تک فرشتے اسپر لعنت کرتے ہین اور مجالس الابرار مین ہے کہ عورت کو چاہیے کہ بلا اجازت مال اپنے خاوند کا کسیکو
نہ دے و بلا اجازت روزہ نفل کا نہ رکھے ورنہ ثواب نہ ہوگا اور ایام حیض مین عورت سے مجامعت ممنوع ہے اور جو کوئی
حیض کے دنون مین مجامعت کریگا تو اسپر کفارہ لازم آویگا اگر تین دن کے شروع مین جو اول میعاد حیض کی ہے
کسی بیوقوف سے یہ حرکت صادر ہو جاوے تو ایک دینار زر سرخ جسکے پانچ روپیہ دس آنہ ہوتے ہین خیرات کرے
اور اگر آخر دنون مین خون کے منقطع ہونے سے پہلے نزدیکی کرے تو آدھا دینار محتاجون کو دے اور اگر وہ شخص خود محتاج
و بے مایہ ہو تو اپنے فعل سے نادم و پشیمان ہو کر توبہ کرے اور آیندہ کو باز آوے کہ اسکے لیے یہی کفارہ ہے اسیطرح مسائل دین مین
لکھا ہے کہ فرمایا حضرت امیر المؤمنین علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ نے جس عورت کو خاوند اسکا واسطے خلوت کے
طلب کرے اور وہ نہ آوے تو جسقدر اسکے حسنات ہوتے ہین سب دور ہو جاتے ہین جسطرح سانپ دور ہو جاتا ہے
کینچلی سے اور اسپر گناہ ہوتا ہے جنگل کے ریت کے برابر اور جس عورت کا خاوند ناراض ہو اسپر دروازے دوزخ کے
کھلتے ہین اور جس عورت کا خاوند خوشنود ہو بہشت مین اسکے واسطے ستر درجے آراستہ ہوتے ہین اور جو عورت
ترش روئی سے اپنے خاوند کو نگاہ کرے بقدر ہر ستارہ کے ایک ایک گناہ لکھا جاتا ہے فائدہ حضرت کے فرمانے کا ہے
کہ اگر سجدہ غیر کو جائز ہوتا تو عورتون کو فرماتا کہ اپنے خاوندون کو سجدہ کرین پوشیدہ نرہے کہ عورت کو سات مقام پر اجازت جانے
کی دینا مرد کو جائز ہے اول بنا بر زیارت والدین جد و جدہ دوسرے بنا بر عیادت مذکورین کے تیسرے واسطے تعزیت
و ماتم پرسی کے چوتھے بنا بر زیارت محارم پانچوین چھٹے جو عورت قابلہ و غاسلہ واسطے اپنے پیشہ کے اور طلب حق کے واسطے
تا ادا سے حق دوسرے کی اور اس صورت مین خروج بلا اذن بھی جائز ہے ساتوین [illegible] حج بشرطیکہ جمعیت اسباب ہو
اگرچہ بلا اذن ہو سوا ے مقامات مذکورین کے اور کہین کی اجازت دینا مثلا بنا بر زیارت اجانب یا عیادت انکے یا بہ تقریب
ولیمہ وغیرہ ہرگز درست نہین والا دونون گنہگار ہونگے کذا فی الخلاصۃ و البحر الرائق اور شرح طریقہ محمدیہ مین ہے کہ یہ اس صورت
مین ہے جب کہ خانہ ضیافت و ولیمہ محفوظ نہ ہو [illegible] والا جانا صالحین و صالحات اگرچہ اجانب ہون اقربیات مین جانا جائز و درست ہے
معجزہ صحیح مسلم مین عبد اللہ ابن جعفر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلعم ایک انصاری کے احاطہ والے باغ مین تشریف
لیگئے وہان ایک اونٹ تھا اسنے حضرت کو دیکھکر آواز کی اور رونے لگا حضرت رحمۃ للعالمین صلعم نے مہربانی سے اسپر دست
مبارک اپنا پھیرا اور پوچھا یہ اونٹ کسکا ہے اس انصاری نے کہا میرا ہے فرمایا کیا تو خدا سے نہین ڈرتا اس جانور کے مقدمہ مین
جسکو خدا نے تیرے ملکیت مین دیا ہے سو وہ البتہ مجھسے شکایت کرتا ہے کہ تو اسکو بھوکھا رکھتا ہے اور ہمیشہ اس سے محنت لیتا ہے
فائدہ اس حدیث سے ظاہر ہوا کہ جانور بھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پہچانتے تھے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ بے زبان جانورون
پر بھی شفقت کرنا واجب ہے اور جو رحم نہ کرے وہ گنہگار ہے لائق عذاب معجزہ دلایل النبوۃ مین حضرت انس رضی اللہ عنہ سے
روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مع ابو بکر صدیق و عمر فاروق رضی اللہ عنہما ایک انصاری کے باغ مین تشریف فرما ہوئے

وہاں ایک بکری بندھی تھی اُسنے حضرت کو دیکھکر سجدہ کیا تو ابوبکر نے کہا یا رسول اللہ ہمکو چاہیئے کہ آپ کو سجدہ کریں فرمایا
یہ درست نہیں ہے معجزہ ۴۷ شرح السنۃ میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک بھیڑیے نے بکری پکڑی اور
گڈریے نے اسکو چھین لیا سو وہ گرگ ایک بلند ٹیلے پر جا کر بیٹھا اور کہنے لگا اے گڈریے یہ میرا رزق جو اللہ نے دیا تھا تو نے
چھین لیا اُسنے کہا واللہ میں نے بھیڑیے کو باتیں کرتے نہیں سنا ہے بھیڑیے نے کہا عجیب تر اس سے یہ بات ہے کہ ایک شخص
مدینے میں خبر دیتا ہے گذشتہ اور آئندہ کی ابوہریرہ فرماتے ہیں کہ یہ شخص یہودی تھا سو حضرت صلعم کے حضور میں آیا
اور مسلمان ہوا اور آنجناب نے اُسکے قول کو تصدیق کیا اور فرمایا کہ یہ باتیں علامات قیامت سے ہیں قریب ہے
کہ آدمی اپنے گھر سے باہر نکلے اور پھر کر نہ آوے کہ اُسکی پاپوش و تازیانہ اُسکو خبر دے اُس سے جو اُسکے اہل خانہ نے
کیا ہو فائدہ یہ قصہ کئی مرتبہ واقع ہوا ہے اور بعض روایات سے واضح ہوتا ہے کہ نام اُس چرواہے کا اہبان ابن اوس تھا اور
بعضے اہل تحقیق کہتے ہیں کہ سلمہ ابن عمرو ابن اکوع تھا اور علامۃ الوقت قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ منقبہ(?) ابن وہب سے
روایت کرتے ہیں کہ اسیطرح کا ایک معاملہ سفیان ابن حرب اور صفوان ابن اُمیہ کو بھی پیش آیا تھا اور ایک مرتبہ
ابوجہل کو بھی ایسا ہی اتفاق پڑ گیا تھا مگر باوصف ایسے ایسے معاملات کے ایمان نہ لایا قال صاحب بہجۃ المحافل قال
ابن عبد البر کلم الذئب من الصحابۃ رافع ابن عمیرۃ وسلمۃ ابن الاکوع واہبان ابن اوس الاسلمی قلت وکلم ایضا ابا سفیان
ابن الحرب وصفوان ابن امیۃ حین کانا مشرکین وسالہ لابی جہل ابن ہشام معجزہ ۴۸ ابن عساکر نے ابی منظور سے روایت کی ہے کہ جب
حضرت صلعم نے خیبر فتح کیا تو ایک دراز گوش سیاہ ملا اُسنے حضرت سے کلام کیا حضرت نے پوچھا تیرا نام کیا ہے بولا یزید بن شہاب
اور کہا کہ میرے جد کی نسل سے ساٹھ حمار ہوئے سو سوائے پیغمبر خدا کے اُنپر کوئی سوار نہوا اور میں امیدوار تھا کہ آپ مجھپر سوار
ہونگے اور اب کوئی میرے جد کی نسل سے باقی نہیں ہے اور پیغمبروں میں اب کوئی سوائے آپ کے نہوگا اور پہلے میں ایک یہودی
کے پاس تھا کہ جب وہ مجھپر سوار ہوتا تو میں قصداً گرا دیتا تھا سو وہ مجھے بھوکا رکھتا اور مارتا تھا حضرت نے فرمایا تو یعفور ہے
اور حضرت کے حکم میں اسطرح رہتا تھا کہ جب حضرت کسیکو طلب فرماتے تو اُسیکو بھیجتے وہ اُسکے دروازے جا کر اپنا سر ٹکراتا
کہ صاحب خانہ خبر پا کر حاضر ہوتا یعنے وہ اشارہ سے بلا لاتا تھا پھر جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو کثرت
غم سے کنوئیں ابوالہیثم ابن التیہان میں گر پڑا اور مر گیا معجزہ ۴۹ بخاری اور مسلم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے
کہ میں سفر میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا اور مدینے کو آیا تھا اور میرا اونٹ نہایت تھک گیا تھا کہ میں سب سے
پیچھے رہتا پھر گذرے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس پس مارا حضرت نے اونٹ کو یعنے لکڑی سے یا کوڑے سے کہ دست مبارک
میں تھا سو وہ چلا اور برکت دست مبارک سے ایسا تیز رفتار ہو گیا کہ پہلے ویسا نہ تھا پھر فرمایا حضرت نے کہ اس اونٹ کو ہمارے
ہاتھ بیچ ڈال ایک اوقیہ یعنے چالیس درہم کو سو میں نے بیچا اور شرط کی میں نے سواری کی مدینہ تک پھر جب میں آیا مدینے میں تو لایا حضرت کے
پاس اونٹ اور دیا حضرت نے مول اُسکا اور ایک روایت ہے کہ مول بھی دیا اور اونٹ بھی واپس عطا کیا اور ایک روایت میں

بخاری کی ہے کہ حضرت نے بلال سے فرمایا اے جابر کو مول اونٹ کا اور زیادہ دے کچھ سو دیا بلال نے انکو اور زیادہ دو یا انکو
ایک قیراط کہ نام ہے حصہ درہم کا ہے فائدہ ظاہر اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ بیچنا جانور کا ساتھ شرط کرنے سواری یا بوجھ
لادنے کے جائز ہے ایک مدت تک چنانچہ امام احمد کا مذہب ہے اور امام مالک کے نزدیک اگر مسافت نزدیک ہو تو شرط درست
چنانچہ بیان ہوا اور امام صاحب اور امام شافعی کے نزدیک جائز نہیں ہے بیع کرنا ساتھ اس شرط کے جسمیں نفع بایع یا مشتری کا ہو خواہ مسافت
قریب ہو یا بعید اور دلیل انکی وہ حدیث ہے جسمیں منع کیا حضرت نے بیع اور شرط سے اور اس حدیث کا وہ جواب دیتے ہیں کہ
یہ بات خاص حضرت جابر ہی کے لیے جائز ہوئی اور کو جائز نہیں ہے یا یہ کہ یہ شرط بعد ہونے بیع کے ہوئی ہو میں کہتا ہوں
حقیقت میں یہ شرط نہ تھی بلکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے احسان تھا اور سواری کی اجازت بطور عاریت تھی اور یہ تو ظاہر ہے
کہ حضرت کو خریدنا منظور نہ تھا بلکہ صرف جابر سے احسان کرنا تھا معجزہ بخاری میں انس رض روایت ہے کہ ایک مرتبہ اہل مدینہ
چوروں یا دشمنوں سے فریاد کرنے لگے تو حضرت صلعم ابو طلحہ کے گھوڑے پر جو بڑا سست تھا سوار ہو کر خبر لینے کو تشریف لیگئے جب کہ
آئے تو فرمایا یہ گھوڑا تو بحر ہے یعنی چالاک بعد اس ارشاد کے وہ گھوڑا ایسا تیز رفتار ہوا معجزہ بیہقی نے شمر ابن عطیہ سے روایت
کی ہے کہ حضرت صلعم ایک گونگے لڑکے کے پاس تشریف لائے کہ وہ قریب بلوغ تھا اور کلام نہ کر سکتا تھا سو حضرت نے پوچھا میں
کون ہوں اسنے کہا آپ رسول اللہ ہیں معجزہ دارمی و بیہقی و احمد نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ایک عورت
اپنے بیٹے کو لائی اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ یہ لڑکا میرا مجنون ہے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکا سینہ ہاتھ سے چھوا تو اسنے
قے کی اور کتی بلی کنفے کی برنگ سیاہ گر پڑی کہ وہ لڑکا اچھا ہو گیا معجزہ طبرانی اور ابو نعیم نے روایت کی ہے کہ قتادہ ابن النعمان
کے جنگ احد میں تیر لگا آنکھ میں کہ وہ آنکھ حدقہ سے نکل پڑی یعنی ہٹ گئی سو قتادہ اسکو ہاتھ میں لیے حضرت کے پاس آئے حضرت
صلعم نے آبدیدہ ہو کر دعا فرمائی فوراً قتادہ کی آنکھ اچھی ہو گئی سہیلی نے اپنی سند سے بیان کیا ہے کہ دونو آنکھیں قتادہ کی رخسار
پر گر پڑی تھیں حضرت نے دونوں کو اٹھا کر رکھدیا معجزہ صحیح بخاری و مسلم میں ہے کہ حضرت علی مرتضی کرم اللہ وجہہ کے جنگ خیبر میں
آشوب چشم تھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آب دہن مبارک اپنا دونوں آنکھوں میں لگایا فوراً صحت حاصل ہو گئی طبرانی علی مرتضی
سے روایت کرتے ہیں کہ فرماتے تھے اس دن سے میری آنکھ میں درد و رمد نہیں ہوا معجزہ بخاری میں یزید بن ابی عبید تابعی سے
روایت ہے کہ سلمہ ابن الاکوع کے ساق پر غزوہ خیبر میں ایسی چوٹ لگی کہ لوگوں نے جانا مر گیا یزید بن ابی عبید کہتے ہیں کہ سلمہ نے
اپنا حال حضرت سے عرض کیا سو حضرت نے تین مرتبہ کچھ پڑھکر پھونک دیا صحت ہو گئی معجزہ یعلی ابن مرہ سے شرح السنہ میں
روایت ہے کہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک تالاب پر گیا وہاں ایک عورت اپنا بیٹا دیوانہ لیکر آئی حضرت نے اسکے
ناک کا سوراخ پکڑا اور فرمایا اخرج وانی رسول اللہ بعد ازاں میں حضرت کے ساتھ سیر کو چلا گیا جب لوٹ کر اسی تالاب
پر پہنچا تو حضرت نے اس لڑکے کا حال اسکی ماں سے پوچھا وہ بولی یا رسول اللہ اسی وقت سے صحت ہے معجزہ بیہقی و طبرانی
و ابو نعیم و بغوی و ابن ابی شیبہ نے روایت کی ہے کہ دونوں آنکھیں فدیک کی سفید ہوگئیں حضرت صلعم نے کچھ پڑھ کر پھونک دیا

دونوں آنکھیں اچھی ہوگئیں اور ایسا دیکھنے لگا کہ بے تکلف رشتہ سوزن میں ڈالتا تھا حالانکہ عمر اسکی اسّی برس کی تھی معجزہ
مواہب لدنیہ میں تاریخ بخاری سے منقول ہے کہ شرحبیل جعفی کی ہتھیلی میں سلعہ کی بیماری تھی سو تلوار نہ پکڑ سکتا تھا حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ پڑھ کر دم کیا اور اپنا ہاتھ رکھ دیا بیماری جاتی رہی رواہ الطبرانی والبیہقی ایضاً معجزہ بیہقی نے روایت
کی ہے کہ ابیض ابن حمال کے منہ میں قوبا کی بیماری تھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ رکھ دیا صحت ہوگئی معجزہ مشکوۃ شریف
میں انیسہ بنت زید ابن ارقم تابعیہ سے روایت ہے کہ زید ابن ارقم بیمار تھے حضرت صلعم انکی عیادت کو تشریف لائے اور
ارشاد کیا کہ اس مرض کا کچھ خوف نکر لیکن جب تیری عمر زائد ہوگی میرے بعد تو اندھا ہو جائیگا پھر کیا کریگا زید نے التماس کیا
کہ امیدوار ثواب ہونگا اور صبر کرونگا فرمایا پھر تو بہشت میں داخل ہوگا بلا حساب انیسہ کہتی ہیں کہ بعد وفات حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کے زید اندھے ہوگئے پھر اللہ نے انکو بصارت دی بعد اسکے وفات پائی معجزہ ترمذی اور نسائی اور حاکم اور بیہقی نے
عثمان بن حنیف سے روایت کی ہے کہ ایک اندھے نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں آکر کہا کہ یا رسول اللہ آپ
دعا کیجیے کہ میری آنکھیں کھل جاویں آپ نے فرمایا کہ اٹھ وضو کر اور بعد اسکے دو رکعت نماز پڑھ بعد اسکے یہ دعا پڑھ اللھم
انی اسالک واتوجہ الیک بنبیک محمد نبی الرحمۃ یا محمد انی اتوجہ بک الی ربک ان یکشف عن بصری اللھم شفعہ فی سو اس
نابینا نے یہی کیا اچھا ہوگیا یہ حدیث اکثر محدثین نے باسناد صحیح نقل کی ہے اور واسطے بر آمد مطلب کے یہ دعا مجرب ہے اگر
ان یکشف عن بصری کی جگہ اور روایتوں میں فی حاجتی ہذہ لتقضی وارد ہے کہ یہ عبارت جملہ حاجات کو شامل ہے اور حضرت
عثمان بن حنیف اور انکے بیٹے اس دعا کو بنا بر قضاے حاجات تعلیم کیا کرتے تھے معجزہ مواہب لدنیہ اور حجۃ المحافل میں
معیقیب یمانی سے روایت ہے کہ جب حجۃ الوداع میں حج سے فراغت ہوئی تو میں ایک گھر میں گیا دیکھا کہ حضرت صلعم
تشریف فرما ہیں میرے سامنے ایک لڑکا اہل یمامہ کا کہ اسی دن پیدا ہوا تھا لایا گیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا
میں کون ہوں وہ لڑکا بولا انت رسول اللہ فرمایا حضرت نے صدقت بارک اللہ فیک بعد اسکے پھر اسنے کلام نہیں کیا
یہاں تک کہ جوان ہوا اور ہم لوگ اسکو مبارک الیمامہ کہتے تھے معجزہ مسلم میں سعد ابن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے
روایت ہے کہ میں سخت بیمار تھا حضرت صلعم میری عیادت کو تشریف لائے اور یوں دعا کی کہ اللھم اشف سعدا سو مجھکو
فوراً صحت ہوگئی معجزہ بہجۃ المحافل میں ہے کہ ابن ملاعب اسنہ کو عارضہ استسقا لاحق ہوا سو اسنے اپنا ایک آدمی
حضرت صلعم کے پاس اسواسطے خبر کے بھیجا اور درخواست دعا کی حضرت نے تھوڑی خاک لیکر اسمیں آب دہن مبارک ملا کر عنایت کی
اسنے براہ تعجب اس مٹی کو لیا اور سمجھا کہ مجھسے ٹھٹھا کیا مگر ابن ملاعب الاسنہ کے پاس لیگیا اور ایسے وقت پہونچا کہ وہ حالت
احتضار میں تھا سو ابن ملاعب نے اسے کھایا اور صحت پائی حالانکہ قریب بمرگ تھا رواہ ابو نعیم والواقدی عن عروہ معجزہ
بخاری میں براء ابن عازب سے روایت ہے کہ جب عبد اللہ ابن عتیک نے ابو رافع کو قتل کیا تو اسکا ساق پا ٹوٹ گیا وہ حضرت صلعم کے
پاس آیا حضرت نے دست مبارک سے مس کیا اسکا پاؤں اچھا ہوگیا اور تفصیل قصہ قتل ابو رافع میں مذکور ہو فائدہ صحیح بخاری میں ہے

کہ ابو رافع یہودی تھا مالدار تھا اور دشمن رسول خدا کنیت اسکی ابو الحقیق بضم حاء مہملہ وفتح قاف اولے وسکون تحتانیہ درمیان
دو قاف وعتیک بفتح عین مہملہ وکسر فوقانیہ بروزن عتیق ہے معجزہ صحیح بخاری میں وارد ہے کہ خالد ابن ولید کے جنگ حنین میں زخم
تفنگ لگ گیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آب دہن مبارک لگا دیا صحت ہو گئی معجزہ بیہقی نے دلایل النبوۃ میں روایت
کی ہے کہ حضرت صلعم نے ایک شخص کو دعوت اسلام فرمائی اسنے کہا اگر میری بیٹی کو آپ زندہ کریں تو میں ایمان لاؤں حضرت
صلعم اسکی قبر پر تشریف لے گئے اور فرمایا یا فلانہ اسنے کہا لبیک وسعدیک حضرت نے پوچھا تیرا جی چاہتا ہے کہ دنیا میں
آوے اسنے کہا یا رسول اللہ میں اللہ کو ماں باپ سے زیادہ تر مہربان پاتی ہوں اور آخرت کو دنیا سے زیادہ دوست
رکھتی ہوں معجزہ بہجۃ المحافل میں ہے کہ ایک شخص نے اپنی لڑکی کو جنگل میں چھوڑ دیا کہ وہ گم ہو گئی پھر اسنے آکر
حضرت صلعم سے یہ احوال نقل کیا سو حضرت صلعم اسکے ساتھ جنگل میں تشریف لے گئے اور آواز دی کہ یا فلانۃ
بحکم خدا مجھے جواب دے وہ بولی لبیک وسعدیک حضرت نے فرمایا تیرے ماں باپ مسلمان ہوئے ہیں اگر تیرا جی چاہے
تو انکے پاس چل اسنے کہا یا رسول اللہ مجھے انکی حاجت نہیں میں نے تو اللہ کو انسے بہتر مہربان پایا ہے معجزہ ابو نعیم نے
روایت کی ہے کہ جابر نے ایک بکری ذبح کرکے پکائی اور ثرید بنا کر حضرت کے پاس لائے اور کھانے کے واسطے بیٹھے حضرت
صلعم نے فرمایا کہ گوشت کھاؤ اور ہڈی مسلم رہنے دو انھوں نے اسیطرح کیا بعد اسکے آنحضرت نے ہڈیاں جمع فرماکے
زبان مبارک سے کچھ فرمایا کہ دفعۃً وہ بکری زندہ ہو کر کان جھاڑنے لگی کذا فی المواہب معجزہ بیہقی اور ابن عدی نے حضرت
انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ایک جوان انصار نے وفات پائی اور اسکی والدہ نہایت ضعیفہ اندھی تھی ہم لوگوں نے
اس میت پر چادر ڈال دی اور اسکی والدہ سے تعزیت پیش آئے اسنے کہا کیا بیٹا میرا مر گیا ہمنے کہا ہاں وہ کہنے لگی یا الٰہی تو
جانتا ہے کہ میں نے تیری طرف اور تیرے پیغمبر کی طرف ہجرت کی ہے اس امید سے کہ تو شدت میں مدد کریگا یا الٰہی یہ مصیبت
مجھپر نہ ڈال انس فرماتے ہیں کہ لڑکا اسکا اسیدم زندہ ہو گیا اور اسنے منہ سے چادر اتار کے ہمارے ساتھ کھانا کھایا
یہ بھی معجزہ حضرت صلعم ہے کہ نام آنجناب کی برکت سے دعا قبول ہوئی معجزہ مصابیح میں ہے کہ ام سلیم بنت ملحان والدہ
انس ابن مالک نے التماس کیا یا رسول اللہ اپنے خادم انس کے واسطے دعا کیجیے فرمایا اللہم اکثر مالہ وولدہ وبارک
فیما اعطیتہ یعنے اے اللہ بہت کر مال اسکا اور اولاد اسکی اور برکت دے اس چیز میں جو دی ہے تو نے اسکو انس فرماتے ہیں
کہ بخدا بلا شبہ مال میرا بہت ہے اور نہایت برکت کا ہے اور اولاد میری بلا واسطہ اور اولاد اولاد شمار میں آج کے
دن سو سے زیادہ ہیں اور بلا شک زمین میری البتہ پھل لاتی ہے دو بار سال میں یعنے اسوقت کہ حکایت کرتا ہوں عدد میں
اس شمار کو پہونچے ہیں بعد ازیں زیادہ ہی ہوں چنانچہ مروی ہے کہ انس نے کہا کہ عطا ہوئے میرے صلب سے سوائے اولاد
اولاد کے ایک سو چھبیس بیٹے سوائے دو لڑکیوں کے یعنے بہت دنوں بعد نقل کرنے مضمون سابق کے وہذا قول البعض
کذا ذکر ابن الحجر المکی اور انکے بیٹے نے کہا میں نے دفن کیے ہیں انکی اولاد صلبی سے قریب سو نفر کے اور ابن عبد البر نے فرمایا ہے

کہ جو لوگ کہتے ہیں کہ انس کے سنو لڑکے پیدا ہوئے سو بہت صحیح ہے اور بعض نے کہا اسّی تھے اٹھتر بیٹے اور دو لڑکیاں
پس جو کچھ ابن حجر نے ذکر کیا ہے ظاہر اسکا مخالف اس نقل کے ہے اور ظاہر حدیث کے بھی مخالف ہے اسلیے کہ وہ دلالت
کرتی ہے کہ مجموع اولاد کی اولاد متجاوز سنو سے ہیں نہ اولاد انکی واللہ اعلم معجزہ مصابیح میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ
عنہ سے روایت ہے کہ میری والدہ مشرکہ تھی اور میں اس سے ہمیشہ کہا کرتا تھا کہ تو مسلمان ہو جا اسنے ایک مرتبہ حضرت صلعم
کے حق میں ایسی بے ادبی کی بات کہی کہ مجھکو سخت بری لگی اور میں حضرت صلعم کی خدمت میں روتا ہوا آیا اور ملتمس ہوا کہ
یا حضرت میری والدہ کے واسطے دعا کیجیے کہ خدا اسکو ہدایت دیوے چنانچہ آنجناب نے دعا کی کہ الہی ہدایت کر ابوہریرہ کی
ماں کو الہی اپنے اس بندے اور اسکی والدہ کو پیارا کر دے اپنے ایمان دار بندوں کے نزدیک اور ایمانداروں کو ان دونوں
کے نزدیک پیارا کر ابوہریرہ فرماتے ہیں کہ میں آنحضرت کے حضور سے خوش ہو کر نکلا جب اپنے گھر کے دروازے
آیا تو میری والدہ نے میری جوتی کی چپ سنی اور کہا اے ابوہریرہ ٹھہر رہ پھر میں نے پانی کی آواز پائی اور اسنے
غسل کر کے جلدی سے کپڑے پہنے اور دروازہ کھولا اور کہا اے ابوہریرہ اشہد ان لا الہ الا اللہ و اشہد ان محمدا
رسول اللہ سو میں خوشی سے روتا ہوا حضرت صلعم کی خدمت میں آیا اور حال بیان کیا آنجناب نے فرمایا الحمد للہ بہت
خوب ہوا اس حدیث سے نکلا کہ خوشی سے بھی رونا آتا ہے معجزہ صحیح مسلم میں سلمہ ابن الاکوع سے روایت ہے کہ ایک شخص نے
حضرت کے روبرو بائیں ہاتھ سے کھانا شروع کیا آپ نے فرمایا داہنے سے کھا اسنے کہا میں داہنے ہاتھ سے نہیں
کھا سکتا ہوں فرمایا تو ہرگز نہ کھا سکیگا سلمہ کہتے ہیں کہ اس شخص نے بسبب نخوت و بدعقیدگی کے جھوٹ ظاہر کیا تھا اسکا نتیجہ یہ ہوا
کہ دست راست اسکا معذور ہو گیا کہ منہ تک نہ جاتا تھا معجزہ بخاری و مسلم میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
کہ ایک بار عہد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں قحط پڑا سو ایک اعرابی نے حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ جانور تو مر گئے
اب عیال و اطفال کی نوبت ہے دعا کیجیے کہ اللہ تعالے پانی برسا دے اسوقت آنجناب خطبہ جمعہ پڑھتے تھے اس حال میں
دست مبارک اٹھا کے دعا کی اللہم اغثنا اللہم اغثنا حضرت انس فرماتے ہیں کہ اسوقت مطلق نشان ابر کا نہ تھا دفعۃً پہاڑ
کے نیچے سے بادل اٹھا اور آسمان بھر گیا اور سات روز برابر پانی ایسا برسا کہ آفتاب نظر نہ آیا بعد اسکے حضرت محبوب الکونین
صلی اللہ علیہ وسلم دوسرے جمعہ کو خطبہ فرما رہے تھے کہ وہی اعرابی پھر حاضر ہوا اور التماس کرنے لگا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم جانور ہمارے پانی کی شدت سے مرے جاتے ہیں اور راہیں بند ہو گئی ہیں دعا کیجیے کہ خدا تعالے مینہ کو روکے حضور
صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ اٹھا کر یوں دعا کی کہ الہی ہمارے آس پاس پانی برسے ہم پر نہ برسے الہی ٹیلوں اور پہاڑیوں
اور نالوں اور جنگلوں کے درختوں میں مینہ برسے فوراً مدینہ کے اوپر سے بادل کھل گیا ڈھال کی طرح مدینہ خالی ہو گیا
آس پاس برسا کیا معجزہ بخاری اور مسلم میں عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب کفار قوم قریش اور مضر حضرت
صلعم کی ایذا دہی میں سرگرم ہوئے تو حضرت نے ناچار ہو کر یوں دعا کی اللہم اعنی علیہم بسبع کسبع یوسف یعنی اے اللہ جیسا حضرت

یوسف علیہ السلام کے عہد میں سات برس کا قحط پڑا تھا ویسا ہی قحط پڑے کہ یہ لوگ اپنی شامت اعمال سے آگاہ ہوں
اور ایمان لاویں چنانچہ ایسا قحط پڑا کہ اُن کافروں نے ہڈی اور مردار کھایا آخر کار تنگ ہو کر حضرت سے ملتجی ہوئے
حضرت رحمۃ للعالمین نے دعا فرمائی کہ بلا سے قحط دفع ہو گئی معجزہ ترمذی اور بیہقی نے روایت کی ہے کہ سعد ابن وقاص
کے حق میں دعا فرمائی کہ سعد مستجاب الدعوات ہو سو اسکا یہ اثر ہوا کہ جب سعد رضی اللہ عنہ اپنے لیے یا غیر کے واسطے
دعا مانگتے قبول ہوتی کذا فی المواہب معجزہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے واسطے دعا فرمائی کہ اس کے سبب سے عزت اسلام ہو
ویسا ہی ہوا معجزہ صحیحین میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انکے واسطے فرمایا
اللھم فقھہ فی الدین وعلمہ التاویل سو بعد اس دعا کے اللہ تعالے نے اُن کو ایسا علم دیا کہ جس کی آج تک دھوم ہے اور اول
ترجمان قرآن ہوئے معجزہ بیہقی نے عمرو ابن حریث سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبد اللہ ابن جعفر
رضی اللہ عنہ کے واسطے دعا کی کہ یا اللہ اُسکے مال میں برکت ہو جو چیز انھوں نے بیچی فائدہ ہوا اسی طرح مقداد کے واسطے
دعا فرمائی بخاری میں ہے کہ عروہ ابن ابی الجعد کے واسطے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعاے برکت فرمائی
تو اُسنے اگر خاک بھی بیچی فائدہ ہوا معجزہ ابن ماجہ اور بیہقی نے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت
علی کرم اللہ وجہہ کے واسطے دعا کی کہ انکو گرمی و سردی میں کفایت ہو سو حضرت علی مرتضی کرم اللہ وجہہ جاڑوں کے
کپڑے گرمی میں پہنتے اور گرمیوں کے جاڑوں میں معجزہ بیہقی نے عمران ابن حصین سے روایت کی کہ جناب
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ علیہا السلام کے واسطے دعا فرمائی کہ اللہ انکو بھوکھا نہ رکھے سو ویسا ہی ہوا قصہ یہ ہے
کہ عمران نے کہا کہ میں جناب پیغمبر صلعم کے حضور میں حاضر تھا حضرت فاطمہ تشریف لائیں اور کھڑی ہوئیں آپ نے دیکھا کہ
بھوکھ سے چہرہ انکا زرد ہو رہا ہے آپ نے انکے سینہ پر ہاتھ رکھا کہ اے اللہ پیٹ بھرنے والے بھوکھوں کے اور اونچے کرنے والے
نیچوں کے فاطمہ بنت محمد کو بلندی دے یعنی تکلیف دور کر عمران کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا چہرہ سرخ ہو گیا اور سب چہرہ کی
زردی جاتی رہی پھر میں ایک بار انکی خدمت میں گیا انھوں نے فرمایا اُس دن سے پھر کبھی بھوکھ نے تکلیف نہیں دی راوی
نے بعد روایت حدیث کہا ہے کہ یہ قصہ قبل نزول آیت حجاب تھا معجزہ صحیحین میں عبد اللہ ابن عباس سے روایت ہے کہ جب
کسریٰ پرویز نے آپ کا نامہ پھاڑ ڈالا تو حضرت صلعم نے کسریٰ کے واسطے دعا کی کہ اللہ اسکا ملک پھاڑ ڈالے سو اُسکا ملک
بالکل جاتا رہا یہاں تک کہ فارس کی بھی ریاست نہ رہی معجزہ بیہقی اور حاکم نے ابن اسحق سے روایت کی ہے کہ عتبہ ابن ابی لہب
کے حق میں فرمایا کہ اللہ اُسپر کتے کو مسلط کرے سو اسکو شیر نے پھاڑ ڈالا معجزہ بیہقی نے روایت کی ہے کہ عبد الرحمن ابن عوف
محتاج تھے اُنکے واسطے برکت کی دعا فرمائی اُن پر ایسا دروازہ روزی کا کھلا کہ پتھر بھی اُٹھاتے سونا چاندی ہو جاتا
چنانچہ جب اُنکی وفات ہوئی تو چار لاکھ دینار سونے کے اُن کے بیبیوں کو ملے اور لاکھ لاکھ چاروں بیبیوں میں تقسیم ہوئے
معجزہ مشکوۃ شریف میں ابو ایوب انصاری سے روایت ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک روز بعد غروب

آفتاب برآمد ہوئے تو ایک آواز سنی گئی حضرت نے فرمایا یہود کے عذاب کی آواز ہے جو اپنے قبور میں معذب ہیں معجزہ ۸۸ اہل طائف نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ اگر اس پتھر سے ایک درخت میوہ دار نکلے تو ہم ایمان لاویں حضرت صلعم نے دعا فرمائی اور اپنا ہاتھ اس پتھر پر رکھدیا تو درخت میوہ دار نکل آیا اہل طائف ایمان لائے معجزہ ۸۹ ایک انصاری قوم خزرج میں مارا گیا اور قاتل کا حال معلوم نہ ہوتا تھا حضرت صلعم نے ایک شاخ خرمے کی مردے پر رکھدی اسنے نام قاتل کا بتلادیا معجزہ ۹۰ ابن یزید کعبی نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ اگر بتوں کو سونے کا کردو تو میں ایمان لاؤں حضرت صلعم نے دعا فرمائی سارے بت طلائی ہوگئے اور ابن یزید ایمان لایا معجزہ ۹۱ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے حق میں ارشاد ہوا کہ یہ بلا میں پڑیگا سو ویسا ہی ہوا کہ اس بلا میں شہید ہوئے معجزہ ۹۲ صحیح بخاری میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اشارہ فرماکے حضرت امام حسن علیہ السلام کے حق میں ارشاد کیا تھا کہ یہ بیٹا میرا سید ہے امید ہے کہ اسکے باعث سے دو گروہ مسلمانوں میں صلح ہوگی سو یہ بات معاویہ کے عہد میں ظاہر ہوئی پانزدہم جمادی الاولی یعنی ۴۱ھ ہجری میں یا میں دو لشکر عظیم مسلمین کے یعنی لشکر شام اور لشکر عراق میں صلح انجناب کی طرف سے واقع ہوئی اس سال کا نام عام الجماعۃ ہوا معجزہ ۹۳ حضرت امام حسین علیہ السلام کے حق میں ارشاد کیا کہ اس بیٹے کو میری امت شہید کریگی چنانچہ یہ معاملہ زمانہ یزید پلید بالبتہ میں واقع ہوا یہ خلاصہ ہے اس حدیث کا جو بیہقی نے ام الفضل بنت عباس سے روایت کی ہے اور کاتب اوراق کو اس واردات کی احادیث کا ذکر شہادت حضرت امام حسین علیہ السلام میں بیان کرنا منظور ہے اس باعث سے یہاں ذکر نہیں کیا معجزہ ۹۴ انصار سے فرمایا تھا کہ ایک دن ایسا ہوگا میرے بعد کہ تم پر اوروں کو ترجیح دینگے سو معاویہ ابن ابی سفیان کے وقت میں واقع ہوا معجزہ ۹۵ اسود عنسی کذاب جس رات مارا گیا حضرت نے خبر دی اور اسکے قاتل کا نام بتلا یا جالانکہ وہ مرد دو صنعا متعلقات یمن میں ہلاک ہوا تھا کذا فی المواہب معجزہ ۹۶ بخاری میں عبدالرحمن ابن مالک مدلجی سے کہ سراقہ ابن مالک ابن جعشم کا بھتیجا تھا روایت ہے کہ اسنے کہا کہ میرے باپ نے مجھسے تذکرہ کیا کہ سراقہ کہتا تھا کہ قریش کے ایلچی ہمارے قبیلہ میں آئے اور بولے قریش کہتے ہیں کہ جو کوئی محمد صلعم کو یا ابوبکر کو مار ڈالے یا قید کرکے ہمارے پاس لاوے تو ہم اسے سو اونٹ دیں چنانچہ میں ایک روز اپنی قوم میں بیٹھا تھا دفعۃً ایک آدمی آیا اور اسنے کہا کہ میں نے ابھی دور سے کچھ لوگ دیکھے کہ ساحل کی راہ جاتے تھے گویا محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور انکے اصحاب تھے سراقہ کہتا ہے کہ میں سمجھ گیا پھر میں نے اُسے دھوکے میں ڈالنے کو کہا کہ فلان فلان آدمی ہونگے کہ وہ میرے سامنے ہو کر گئے ہیں اور میں نے انکو خوب دیکھا ہے وہ نہ تھے پس میں تھوڑی دیر قوم کے لوگوں میں بیٹھا بعد ازاں اٹھکر گھر چلا آیا اور اپنی لونڈی سے کہا کہ میرا گھوڑا تیار کرکے ٹیلے کے نیچے کھڑا کر پس میں اپنا نیزہ لیکر بصورت قضا رحاجت اسی ٹیلے کے نیچے پہونچا اور گھوڑے پر سوار ہو کر جلد دوڑایا جب محمد صلعم کے متصل پہنچا تو گھوڑے نے ٹھوکر کھائی اور میں اوندھے منھ زمین پر گرا پھر سنبھل کر اٹھا تو میں نے فال دیکھا کہ انکو ضرر پہونچاؤنگا کہ نہیں نا فال بد نکلی مگر میں نے اعتبار نہ کیا اور سوار ہو کر پھر چلا سو اتنا قریب پہونچا کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی قرأت کی آواز کان میں

آنے لگی ناگاہ گھوڑے کے پیر زمین میں دھس گئے اور میں پشت زمین پر گرا ہر چند میں نے اسکو مارا پر وہ پیر نکال سکا آخر بڑی مشکل سے
گھوڑے کو خلاصی ہوئی پھر میں سوار ہو کر چلا سو ایسا قریب ہو گیا کہ صرف ایک دو تیر ہی کا فرق رہ گیا ابو بکر صدیق فرماتے ہیں
کہ اسوقت میں نے حضرت سرور عالم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ دشمن آپہونچا حضرت نے فرمایا لاتحزن ان اللہ معنا اور فرمایا
اللہم اکفنا شرہ بما شئت پس اس کلام کے نکلنے سے سراقہ کے گھوڑے کے چاروں پیر زانو تک زمین میں دھس گئے اور وہ چلایا
کہ اے محمد دعا کرو کہ میرا گھوڑا خلاص پاوے تمسے کچھ بھی سرو کار نہیں اور میں عہد کرتا ہوں کہ جو کوئی تمہارے پیچھے آتا ہوگا
اُسے پھیر دونگا حضرت رحمۃ للعالمین نے اپنے مالک حقیقی سے التماس کیا اللہ ان کان صادقا فاطلق فرسہ فوراً گھوڑے کے
پیر زمین سے نکل آئے سراقہ کہتا ہے کہ میرے دل میں یقین ہو گیا کہ یہ شخص نبی صادق ہیں اور بلاشک انکا عروج ہوگا اور دین
شایع ہوگا سو میں زاد و متاع اپنا نذر کرنے لگا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قبول نہ کیا تب میں نے اپنے ترکش سے ایک تیر
نکالا اور عرض کیا کہ حضرت یہ میری نشانی ہے قبول کیجیے سو حضرت نے قبول کیا پھر میں نے کہا کہ یا رسول اللہ اسی راہ میں آگے چل کر
میرے اونٹ بکریاں ملینگی آپ ان سے جو مطلب ہو سو میرے چرواہوں کو بلا کر بے تکلف لے لینا حضرت نے فرمایا کہ مجھے کچھ حاجت
نہیں پھر سراقہ نے ایک فرمان امان طلب کیا سو حضرت نے عامر ابن فہیرہ بضم الفاء و فتح الہاء و سکون التحتانیہ غلام آزاد حضرت
ابی بکر سے ارشاد کیا اُسنے ایک چمڑے کے ٹکڑے پر لکھدیا سراقہ نامہ لیکر پھر گیا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جانب مدینہ باسکینہ روانہ ہوئے
اور سراقہ نے یہ کیا کہ جو کوئی متلاشی حضرت کا ملا اُسکو پھیر لے گیا ابو جہل لعین نے یہ حال سنکر قوم بنی مدلج کو بہکایا تاکہ یہ بھی مسلمان نہو جائیں
سراقہ نے ابو جہل کو لکھ بھیجا کہ اے ابو جہل اگر دیکھتا جو کچھ دھنستا پیر گھوڑے کا تو دیکھتا بیشک محمد کو نبی جانتا اور تعجب نہ کرتا اب تجھے لازم ہے کہ لوگوں
کو روک کہ انکے پیچھے نہ پڑیں اور دیکھ قریب تر انکا فضل کل تمام عالم پر ظاہر ہونے والا ہے ابو جہل اس تحریر سے جل مرا فائدہ سراقہ نتیجہ
کہ فتح وہ حنین سے پھرتے وقت موضع جعرانہ میں ملحق ہو کر اسلام لایا اور فرمان امان جو آپکے پاس تھا دکھلایا فائدہ لاتحزن ان اللہ معنا
جو حضرت نے فرمایا اور کلا ان معی ربی سیہدین میں جو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا بڑا فرق ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر شہود اول حق
حق اور اُسکے لطف و کرم پر پڑی بعد اُسکے اپنے نفس پر اور حضرت موسیٰ علی نبینا و علیہ السلام کی نظر اول اپنے نفس پر پڑی بعد اُسکے حضرت
حق پر پس شہود حضرت خاتم الانبیا اتم و اکمل ہے اور مطابق ما رایت شیئا الا رایت اللہ قبلہ اور یہ حال اہل جذب یعنی عیان کا ہے اور قول حضرت
موسیٰ علیہ السلام موافق ما رایت شیئا الا رایت اللہ معہ و بعدہ اور یہ حال استدلال برہان کا ہے اور یہی ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
لفظ معنا ارشاد کیا تاکہ فقرائے امت کو بھی اُسی سے حصہ پہونچے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہ اپنے ذات کو مخصوص فرمایا حسب طرح
ازلی اور ارنا حقایق الاشیاء میں واقع ہوا ہے اور ایک فرق یہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے اصحاب کو زجر کیا اور حرف کلا
زبان پر لائے کہ تھا وہ ردع واسطے زجر کے موضوع ہے اور ہمارے حضرت صلعم نے کلام کو تسلی محبت سے شروع کیا کہ لاتحزن مت گھبراؤ اس سے کمال شان
حضرت بہ نسبت حضرت موسیٰ و فضیلت ابو بکر بہ نسبت اصحاب موسیٰ صاف ظاہر ہے فائدہ یہ معجزہ حضرت صلعم کا مثل معجزہ حضرت موسیٰ علیہ السلام
کے ہے نسبت قارون کے کہ زمین نے اسکو حضرت موسیٰ کی عداوت سے دھسا لیا تھا مگر اسقدر فرق ہے کہ افضلیت خاتم النبیین و ظہور شان

رحمۃ للعالمین آپ کے معجزہ مین عیان ہو کہ آپ نے بالتجا سراقہ خسف زمین سے نجات دی بلکہ ہمیشہ کے لیے فرمان امان لکھدیا اور حضرت موسی نے تضرع وزاری قارون پر التفات نہ فرمایا اللہ جل شانہ نے بھی وحی بھیجی کہ اگر قارون مجھسے ایک بار زاری کرتا تو مین اُسے نجات دیتا انھین پکارتا رہا تھے نہ سنا تنبیہ فضیلت حضرت خاتم النبیین صلعم کی حضرت موسے خواہ کسی اور پیغمبر پر کیجاے تو انھین لحاظ رہے کہ تحقیر و اہانت کسی پیغمبر کی نہ نکلے کیونکہ تحقیر پیغمبر کی کفر ہے شاعر لوگ اکثر اس بلا مین گرفتار ہین اور صرف افضلیت کے بیان سے تحقیر لازم نہین آتی کیونکہ اللہ صاحب خود فرماتے ہین تلک الرسل فضلنا بعضہم علی بعض معجزہ بخاری اور مسلم مین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ اے عائشہ کیا تو نے جانا کہ خدا نے مجھکو حکم کیا جسمین پوچھتا تھا اُس سے حکم چاہا یعنی میری دعا قبول ہوگئی اور جادو کا حال بتلا دیا کہ میرے پاس دو مرد آئے سو ایک میرے سر کے پاس بیٹھا اور دوسرا میرے پیر کے پاس اور کہا اُسنے جو میرے سر پاس تھا اُس سے جو میرے پیر پاس تھا یا اُسنے کہا جو میرے پیر پاس تھا اُس سے جو میرے سر کے پاس تھا کہا درد ہے اس مرد کو اُسنے جواب دیا کہ سحر ہے اس نے کہا کس نے اُسکو جادو کیا ہے دوسرے نے کہا لبید بن اعصم کی بیٹی نے کیا ہے اُسنے کہا کس چیز مین کیا ہے دوسرے نے کہا کہ کنگھی اور اُن بالون مین جو کنگھی سے جھڑتے اور نر خرمے کی بالی کے غلاف مین اُسنے کہا یہ کہان رکھا ہے دوسرے نے کہا ذروان کے کوئین مین فائدہ ذروان بفتح اول معجمہ وسکون را نام چاہ کا ہے اور بعض روایات مین اروان بفتح ہمزہ وارد ہوا اور دونون صحیح ہین مگر اول اصح اور اشہر ہے مصابیح مین ہے کہ ایک مرتبہ حضرت صلعم پر جادو ہوا خیال بندی کا کہ ناکردہ کام کو حضرت جانتے کہ کر چکا ہون اور بخاری مین ہے کہ حضرت صلعم اپنی بیبیون سے صحبت نہ کرسکتے تھے چنانچہ ایکدن حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف رکھتے تھے کہ آپ نے دعا صحت فرمائی اور یہ حال جو بیان ہوا بیان فرمایا بعد اُسکے مع چند اصحاب اُس کوئین پر تشریف لے گئے اور فرمایا یہی کنوان ہے جو مجھے دکھلایا گیا پانی اُس کو ئے کا سرخ مہندی کے رنگ تھا چنانچہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سحر کو نکالا اور ایک روایت حضرت ابن عباس سے ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے علی مرتضی اور عمار ابن یاسر کو اس کام کے واسطے چاہ ذروان پر بھیجا اُنھون نے جا کر نکالا تو معلوم ہوا کہ نر خرمے کی بالی کا غلاف ہے اُسمین تمثال یعنی تصویر رسول مقبول موم کی بنی ہوئی رکھی ہے اور سوئیان اُسمین چبھی ہین اور ایک دھاگا باندھا ہے کہ اُسمین گیارہ گرہین ہین پھر اُسیوقت حضرت جبرئیل علیہ السلام معوذتین لائے کہ اُنکے پڑھنے سے ہر آیت پر ایک ایک گرہ کھل گئی اور سوئیان نکلنے لگین تو حضرت کو تسکین ہونے لگی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہین کہ اُسکے نکالتے ہوئے حضرت صلعم کو صحت ہوئی مین نے کہا یا حضرت اُس جادوگر یہودی کو سزا دیجیے اور شہر بدر فرمایئے حضرت نے فرمایا کہ خدا نے مجھکو شفا بخشی مین کس لیئے لوگون مین فتنہ انگیزی کرون اور شور مچاؤن فائدہ رفع تعارض بین الحدیثین یون ہوتا ہے کہ شاید حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بنفس نفیس تشریف لے گئے ہون اور علی مرتضی اور عمار رضی اللہ عنہما کو واسطے نکالنے سحر کے کنوئین مین اُتارا ہو فائدہ معاملہ لحوق سحر بعد معاودت حدیبیہ کے ماہ ذیحجہ سال ششم ہجری مین واقع ہوا اور چالیس روز رہا اور ایک روایت مین چھ مہینے اور ایک قول مین تمام سال اور جمع بین الروایات یون ہو سکتا ہے کہ قوت و غلبہ سحر چالیس دن رہا تھا اور بعض آثار اُسکے

چھ مہینے تک رہے اور کچھ خفیف اثر سال بھر تک رہا فائدہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر جادو اثر کرنے کا یہ ماجرا ہوا کہ کافر لوگ حضرت کو جادوگر بتلاتے تھے بسبب اظہار معجزات و خوارق عادات کے اور مشہور یوں ہے کہ ساحر پر سحر کا اثر نہیں ہوتا ہے جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر جادو نے اثر کیا تو کافروں کے نزدیک بھی حضرت کو ساحر کہنا درست نہ ہوا فائدہ اگر کوئی یہ شبہ کرے کہ تجویز عروض سحر حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کو موجب قباحت ہے کیونکہ اس تقدیر پر اعتماد شریعت پر نہیں رہتا ہے کیونکہ شریعت تا قول و فعل پیغمبر ہی ہے اور جب بسبب عروض سحر کے ان دونوں میں اختلال ہوا تو شریعت میں فساد پڑا جواب اس شبہ کا یہ ہے کہ سحر بھی ایک عارضہ ہے عوارض بشریہ سے اور انبیاء علیہم السلام بلا شبہ بشر ہیں پھر لحوق عوارض بشریہ میں عقلاً کوئی مانع و مانع نقلی نہیں آتا و راسے اسکے ارواح اور بواطن انکے معصوم رہتے ہیں لان اجسادہم ارضیہ و ارواحہم سماویہ علاوہ اسکے تخیل فعل و عدم قدرت پر جماع یا طریان ضعف بصر کہ بعض روایات میں وارد ہے تبلیغ رسالت میں مخل نہیں ہے اور نہ قادح صدق اس واسطے کہ یہ امور دنیویہ ہیں بعثت رسول اللہ صلعم ان امور کے واسطے نہیں ہوئی اور نہ حضرت صلعم کے فضائل میں یہ امر داخل ہے اگر ابلاغ شریعت میں کسی طرح کا نقصان ہوا ہوتا تو البتہ موجب قباحت تھا اور بدلائل قطعیہ یقینیہ ابلاغ شریعت میں عصمت و نزاہت ثابت ہے اور کسی حدیث یا روایت میں وارد نہیں ہے کہ حالات عروض سحر میں کوئی فعل یا قول مخالف واقع اور بخلاف اخبار صادر ہوا ہو اور جو مذکور ہے وہ صرف خواطر و تخیلات میں سو ان خواطر و تخیلات کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم صادق نہیں جانتے تھے اور نہ کبھو اسکا اعتقاد کرتے تھے بلکہ جمیع عقائد صلاح و سداد پر تھے اور قوائے طریق صحت عدم فساد اور جو بعض روایات میں لحوق ضعف وارد ہے سو بھی اگر تسلیم کیا جاوے تو مخل عقل و تمیز نہیں ہوتا کما صرح المحقق فی شرحہ علی المشکوۃ صحیح بخاری میں ہے کہ غزوہ خیبر میں ایک مرد مسلم کو حضرت صلعم نے فرمایا ہذا من اہل النار پھر وہ شخص کافروں سے لڑا اور بہت مجروح ہوا ایک صحابی نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ تو خوب کافروں سے لڑا پھر کس طرح دوزخی ہوگا فرمایا آگاہ ہو کہ وہ دوزخی ہے اس کلام سے قریب تھا کہ بعض کو شک پڑے اتنے میں زخمی کو دیکھا تو اسنے ترکش سے تیر نکالا اور اپنا سینہ اسپر رکھدیا اور ہلاک ہوا اور بعض کے نزدیک تلوار زمین پر رکھی اور اسکے دھار پر سینہ رکھدیا اور مر گیا یہ حال دیکھکر لوگ دوڑے گئے اور کہا یا رسول اللہ صدق اللہ حدیثک قد انتحر فلان و قتل نفسہ فرمایا اللہ اکبر اشہد انی عبد اللہ و رسولہ اور بلال رضی اللہ عنہ سے فرمایا ندا کر کہ بہشت میں نہیں جاتا مگر مسلمان اور اللہ قوت دیتا ہے اس دین کو فاجر سے اور اسکے جہاد و قتال سے اس حدیث سے نکلا کہ قاتل نفس دوزخی ہے اور مذہب یہ ہے کہ اگر مومن ہے اور تصدیق ایمان رکھتا ہے تو ہمیشہ دوزخ میں نہ رہیگا اور یہی حکم ہے قاتل مومن کا جو عمداً قتل کرے اور قاتل نفس بھی ایک فرد قاتل مومن کی ہے اور جو قرآن شریف میں اسکے واسطے حکم خلود فی النار کا ہے سو علما کو اسمیں تاویلات بہت ہیں اور بعض علماء حدیث اہل ظواہر سے کہتے ہیں کہ اگرچہ قاتل مومن مومن ہے لیکن یہ قسم مومن کے مخلد فی النار ہوگی پس یہ لوگ خلود فی النار کو مخصوص کفار سے نہیں جانتے لیکن یہ قول شاذ ہے مخالف اجماع اہل سنت کے اور جس مرد کا قصہ اس حدیث میں مذکور ہے وہ منافق تھا گو اسنے اپنا نفاق ظاہر نہیں کیا

کذا قال الخطیب البغدادی معجزہ ۵ ابو قتادہ سے مسلم میں روایت ہے کہ حضرت صلعم نے فرمایا اے سمیہ کے بیٹے تجھکو بڑی سختی ہوتا ہے
تجھکو گروہ باغی قتل کریگا چنانچہ عمار ابن سمیہ علی مرتضی کرم اللہ وجہہ کے رفیق تھے جب معاویہ سے صفین میں لڑائی ہوئی تو عمار
باغیوں کے ہاتھ سے شہید ہوئے اس حدیث سے نکلا کہ امام حق علی کرم اللہ وجہہ تھے اور معاویہ مع لشکر اپنے کے باغی تھے ترمذی
میں ہے کہ یہ کلام حضرت نے اسوقت فرمایا جب خود آنجناب عمار ابن یاسر کے ساتھ غزوہ احزاب میں خندق کھودتے تھے اور عمار کے سر
و دست غبار سے بھرے ہوئے تھے یہ حدیث بڑی دلیل حقانیت علی مرتضی کی ہے کیونکہ باغی وہ کہلاتا ہے جو امام حق سے پھرے روایت ہے کہ عمرو ابن
عاص نے معاویہ سے کہا اس لڑائی میں ایک بڑی مشکل سخت بات ہوئی کہ عمار ہم لوگوں کے ہاتھ سے مارے گئے معاویہ نے کہا کیا مشکل ہے
عمرو نے کہا کہ میں نے سنا ہے کہ حضرت صلعم نے عمار سے کہا تھا تقتلک الفئة الباغیة معاویہ نے کہا میں نے عمار کو نہیں مارا بلکہ علی نے مارا جو اسکو
لڑائی میں لایا اور یہ بھی منقول ہے کہ معاویہ معنی حدیث میں تاویل کرتے تھے اور کہتے تھے نحن فئة باغیة یعنی طالبة لدم عثمان حاصل تاویل یہ ہے کہ
باغیہ بغاوت سے نہیں ہے بلکہ بمعنی طالب ہے اور بعض اخبار میں وارد ہے کہ معاویہ نے عمرو سے کہا تو عجب مرد ہے کہ اپنے سے کہ میں پھسلا جاتا ہے
یعنی ایکبارگی شخص کے مارے جانے سے ہماری آبرو ہی چھوڑتا ہے مگر یہ دونوں باتیں محض افترا ہیں ملا علی قاری نے دلائل اسکے مرقات میں ذکر کیے ہیں اور تتمیم
البشارة میں حضرت شیخ عبد الحق محدث فرماتے ہیں کہ یہ حدیث بسبب طرق کثیرہ مرتبہ شہرت اور تواتر کو پہونچی ہے بالجملہ اس حدیث میں تین
معجزے ہیں ایک یہ کہ عمار قتل کیا جائیگا دوسرا یہ کہ وہ مظلوم ہوگا اور تیسرا یہ کہ قاتل اسکا باغی ہوگا باغیوں میں سے اور
سب سدرۃ و حق ہے میں کہتا ہوں کہ اے مسلمانوں اس حدیث کو دیکھکر کہیں زبان لعن و طعن معاویہ کے حق میں نہ کھولیو اسواسطے
کہ معاویہ صحابی تھے انکے معاملہ میں سکوت بہتر و اولی ہے کہ من سکت سلم و من سلم نجا اور پوشیدہ نہ رہے کہ علماء اہل سنت جماعت معاویہ
کے حال میں مختلف ہیں علمائے ماوراء النہر مجتہد قرار دیکر اجتہادی حرکات و جنگ و جدال جو حضرت علی مرتضی خلیفہ حق کے ساتھ
انسے ہوئی محمول خطائے اجتہادی پر کرتے ہیں چنانچہ کتب عقائد میں مذکور ہے اور محققین اہل حدیث بعد تتبع روایات صحیحہ فرماتے ہیں
کہ یہ حرکات خالی شائبہ نفسانیت و حمیت و تعصب و قرابت کہ جناب ذی النورین رضی اللہ عنہ سے رکھتے تھے نہ تھی
پس نہایت کار ارتکاب کبیرہ و اختیار بغاوت ہے کہ منجر بفسق ہوتا ہے و الفاسق لیس من اہل اللعن و لہذا سب و لعن کرنا انپر کسیطرح
جائز نہیں ہے معاذ اللہ منہ اور اگر سب سے اسقدر مراد ہے کہ انکے ان فعلوں کو بد کہنا اور برا جاننا تو بلا شبہ اہل تحقیق کے
نزدیک واقع ہے اور لعن و سب حرام خاصکر معاویہ پر کہ صحابی تھے شفاعت رسول مقبول کی خصوصا صاحب حق یعنی علی مرتضی
انکے واسطے ملک اور فاسقوں کے لیے بھی موجود و متوقع ہے اور بالقطع معلوم ہے کہ بعضے صحابہ زمانہ رسول اللہ صلعم میں مرتکب
کبیرہ ہوئے تھے مثل ماعز اسلمی کے مرتکب زنا ہوئے اور مانند حسان ابن ثابت کہ قاذف عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا میں شریک
مگر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انکی تکفیر نہیں فرمائی حالانکہ اسوقت تک قاذف عائشہ منصوص التحریم فی القرآن نہ ہوا تھا
برخلاف اسوقت کے کہ اب قاذف عائشہ بلا شبہ کافر ہے لانکارہ نص القرآن ہذا ما سرح بہ استاد الاستاد قدس سرہ
سرہ الفضیر فی السوالات العشرة من ارا د الاطلاع علیہ فلیرجع الیہ معجزہ ۶ مشکوة المصابیح میں حضرت انس ابن مالک رضی اللہ عنہ

سے روایت ہی کہ ایک شخص کاتب وحی تھا سو وہ مرتد ہو کر مشرکون سے جا ملا حضرت رسول الثقلین محبوب الکونین صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس شخص کو زمین قبول نہ کریگی حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ ابو طلحہ اس زمین مین
پہنچے جسپر وہ مرتد مرا تھا تو اُنھون نے دیکھا اُسکی لاش کو کہ زمین سے باہر پڑی تھی ابو طلحہ نے وہان کے باشندون سے
اسکا سبب پوچھا اُن لوگون نے کہا یہ شخص کئی مرتبہ دفن کیا گیا مگر زمین نے اسکو پھینک پھینک دیا معجزہ مسلم مین جابر
رضی اللہ تعالے عنہ سے روایت ہی کہ حضرت رحمۃ للعالمین خاتم النبیین صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کسی سفر مین تشریف لیگئے تھے
جب مراجعت فرما کر قریب مدینہ باسکینہ جلوہ فرما ہوئے تو آندھی چلی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ آندھی چلائی
گئی ہی ایک منافق کے مرنے سے جب مدینہ مین داخل ہوے تو معلوم ہوا کہ ایک بڑا منافق مرگیا تھا معجزہ ۸۹ بخاری و مسلم مین
ابو حمید ساعدی سے روایت ہی کہ حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا آج کی رات مین قریب ہی کہ ایک
آندھی سخت چلیگی سو لازم ہی کہ اُس آندھی مین کوئی کھڑا نہ رہے بلکہ جس کسی کے پاس اونٹ ہو وہ اُسکا زانو خوب باندھے
چنانچہ حسب ارشاد جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم اُسی رات مین نہایت سخت آندھی چلی کہ ایک آدمی کھڑا تھا
اوڑ گیا اور جبل طے پر اُسکا نشان ملا حالانکہ ملک طے اُس مقام سے کئی دن کی راہ تھا یہ معاملہ سال نہم ہجرت جنگ تبوک
مین واقع ہوا ہی معجزہ ۹۰ صحیح مسلم مین نافع ابن عقبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ حضرت خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا کہ تم لوگ لڑوگے عرب کے لوگون سے سو خدا تعالے اُسکو فتح کریگا پھر تم لڑوگے ایران والون سے سو خدا اُسکو
فتح کریگا پھر تم لڑوگے روم سے سو خدا تعالے اُسکو فتح کریگا پھر تم لڑوگے دجال سے سو اللہ جل شانہ تعالے
تمکو اُسپر فتح نصیب کریگا سو اب دیکھو جیسا حضرت رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا تھا ویسا ہی
ہوا سر مو فرق نہ پڑا یعنی اوّل ملک عرب مسلمانون کے ہاتھ پر فتح ہوا بعد اُسکے ایران اور بعد اُسکے حضرت امیر المومنین
عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ کے عہد مین روم فتح ہوا اور دجال پر فتح امام مہدی پاوینگے معجزہ ۹۱ بخاری اور مسلم نے ابو ہریرہ
رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہی کہ حضرت نے فرمایا جب ایران کا بادشاہ ہلاک ہوگا تو اُسکے بعد کوئی وہان کا بادشاہ
نہوگا اور جب روم کا بادشاہ ہلاک ہوگا تو کوئی اُسکے بعد وہان کا بادشاہ نہوگا اور قسم ہی اُس ذات پاک کی کہ جسکے
ہاتھ مین محمد کی جان ہی کہ مقرر ان دونون ملکون کی خزانے خدا کی راہ مین بانٹے جاوینگے یعنی روم اور ایران کے بادشاہون
کے خاندان مین سلطنت نہ رہیگی اسلام کا عملدرآمد وہان ہوگا پھر جیسا حضرت نے فرمایا تھا ویسا ہی ہوا کہ عمر فاروق کی خلافت
مین ایران فتح ہوا چھتیس ہزار کا لشکر اسلام تھا ہر سپاہی کو بارہ ہزار درم ملے تھے تو اس حساب سے سب خزانہ ایران
بیالیس ۴۲ کرور ہوا اسیطرح روم بھی مسلمانون کے ہاتھ فتح ہوا اور وہان کا خزانہ بھی اسلام مین تقسیم ہوا معجزہ ۹۲
بخاری اور مسلم نے جابر ابن سمرہ سے روایت کی ہی کہ وہ کہتے ہین کہ مین نے پیغمبر خدا سے سنا ہی کہ آپ فرماتے تھے لتفتحن کنوز
قیصر واذا ہلک قیصر فلا قیصر یعنی مقرر تم کھولوگے خزانے شاہنشاہ فرنگستان کے اور جب کہ شاہنشاہ فرنگستان مریگا تو

کے ہاتھون سے خراب ہوگا پھر نہ استوار ہوگا دیکھو یہ پیشین گوئی ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے وقت مین شروع ہوئی اور
ترکون کے ہاتھون سے کامل ہوگئی اور شاہنشاہی فرنگستان ایسی غارت گئی کہ کئی سو برس سے اُسکا نام ونشان بھی نہیں
اور دشنائے روم اور ارض مقدس جو سارے فرنگستان کے بادشاہون کا معبد تھا پہلے ولے ہی مین قیصر سے کیا چھین لیا
اور بعد اُسکے سنہ ۱۰۹۱ و سنہ ۱۱۴۷ عیسوی مین سارے اہل حکومت فرنگستان کے اور بادشاہ انگلستان کا بھی تین تین
چار چار لاکھ سپاہیون سے جمع ہوہو کر مسلمانون کو فرنگستان اور ارض مقدس سے نکالنے کے لیے لڑے آخر کار اُن
لڑائیون سے کچھ فائدہ نہوا اور چالیس لاکھ فرنگی فلسطین مین دفن ہوا فائدہ یہ قاعدہ تھا عرب والون کا کہ جن ولایتون پر
کوئی بادشاہ متسلط رہتا تھا اُن ولایتون کو اُسی بادشاہ کی ولایت کی طرف منسوب کیا کرتے تھے خصوصًا جبکہ اُن
ولایتون کے حدود آپسمین ملحق اور اوضاع واطوار انکے متشابہ ومتقارب ہون اسلیے سارے فرنگستان کو عرب کے
لوگ روم کہتے تھے معجزہ ۹۳ مسلم نے بسند متصل ابوہریرہ سے استخراج کیا کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ حضرت عیسی علیہ السلام کے
پھر آنیکے زمانہ مین قسطنطنیہ فرنگیون کے پاس ہوگا فائدہ روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ پارس والے
ایک ٹکر یا دو ٹکر کے ہین اور اہل فرنگ ذی قرنون والے ہین ایک گروہ اگر خراب ہوگیا تو دوسرا استوار ہوتا ہے اور اہل فرنگ
تحمل والے ہین اور آخر زمانہ مین پھر عروج پکڑینگے سو دیکھو خلیفہ دوم رضی اللہ عنہ کے وقت سے خلیفہ سوم کے زمانہ تک
پارس والے ٹکرین مارتے رہے پھر بے نام ونشان ہوگئے اور عروج کرنا آخر زمانہ مین فرنگیون کا اور ہونا قسطنطنیہ کا
اُنکی حکومت مین ہوگا فائدہ آثار اس پیشین گوئی کے انگلشیون اور روسیون کی حکومت سے ظاہر ہین شاید انھین سے
ظہور پکڑے یا فرنگستان کی اور دوسری قوم سے معجزہ ۹۴ احمد ابن حنبل نے اور بزاز وطبرانی وابونعیم وحاکم نے باسناد متصل عبداللہ
ابن مسعود وابی بکرہ وبریدہ اسلمی سے روایت کی ہے کہ حضرت صلعم فرماتے تھے کہ ترک غالب ہونگے چنانکہ پانسو برس کے بعد
انکا غلبہ ہوا معجزہ ۹۵ مسلم مین عبداللہ ابن عمر سے روایت ہے کہ حضرت صلعم نے فرمایا جب تم پر فتح ہوگا ایران و روم کا ملک
تو کون قوم ہوگی یعنی شکرگذار یا ناشکرگذار کہا عبدالرحمن ابن عوف نے ہم شکرگذار ہونگے جیسا ہمکو خدا نے حکم کیا تو
حضرت نے فرمایا کہ یا اُسکے سوا اسے کہوگے یعنی شکرگذاری نہ کروگے بلکہ ہوس کروگے پھر آپسمین حسد کروگے پھر آپسمین
ایک دوسرے کی جڑ کاٹوگے برادری کا حق نہ مانوگے پھر آپسمین بغض وعداوت رکھوگے راوی کو شک ہے کہ حضرت
نے یہ لفظ فرمائی یا اُسکے مانند کوئی اور پھر حضرت نے فرمایا کہ پھر تم چلوگے محتاج مہاجرین مین سو چڑھاؤگے بعضون کو انکے بعضون کی گردنون پر
یعنی ایک کو دوسرے کے قابو مین کروگے یا انکو تکلیف مالایطاق دوگے اس حدیث مین حضرت صلعم نے روم وایران کے
فتح ہونے کی آگے سے خبر دی اور زیادتی مال ودولت کی خرابیان وفسادیان کیے سو صدیق اکبر وفاروق اعظم کی
خلافت مین مسلمانون مین فساد شروع ہوا علی مرتضی کرم اللہ وجہہ کی خلافت مین زیادہ ہوا یعنی وہ فساد جو معاویہ
ابن ابی سفیان نے ڈالا پھر تو یزید پلید علیہ ما یستحقہ اور مروان ملعون اور اُسکے اولاد کی حکومت مین مہاجرین صحابہ

جو بربادیان اور خرابیان ہوئین تمام عالم پر روشن ہین لیئے جیسا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا ویسا ہی ہوا
۹۶
معجزہ بخاری مین ابوہریرہ سے روایت ہے کہ حضرت صلعم نے فرمایا قیامت قائم نہوگی یہان تک کہ تم لڑوگے خوزستان
اور کرمان سے جو دو گروہ عجم کے ہین سرخ رو ناک چپٹی آنکھین چھوٹی منہ جسطرح ڈھال تہ بتہ اپر چڑھا ہوا یعنی انکے منہ گول
گول ہوئے ہونگے ہین پس خوزستان و کرمان دو شہر ہین بڑے بڑے ایران و توران مین وہان کے باشندے مراد ہین یا تو تم کہا
۹۷
کہ انکی بھی صورتین ایسی ہی ہوتی ہین سو بموجب ارشاد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب حضرت ان لڑے و فتح پایا جیسا ہوئے معجزہ
ابو داؤد نے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ قریب دجلہ ایک شہر عظیم ہے جسکے باشندے
اہل اسلام ہونگے آباد ہوگا اسکے ساحل پہ رخت اقامت کھولینگے اور وہ تین فرقہ ہونگے ایک تو مال و اسباب اپنا بیلون
لاد کے جانب صحرا چلے جائینگے دوسرا فرقہ بادشاہ ترک سے پناہ پکڑیگا یہ دونون ہلاک ہونگے اور فرقہ ثالثہ اپنے لڑکون
کو پیچھے چھوڑکر ترکون سے مقابلہ کریگا اسکے لوگ درجہ شہادت پائینگے پس اس ارشاد کے مطابق یہ عہد مستعصم باللہ
۶۵۶
سال چھپن سو میں وہ جنمین مین واقع ہوا کہ اتراک ملک تتار نے شہر بغداد پر جو دار الخلافہ اہل اسلام تھا لشکر کشی کی اور اہل
اسلام کو محاصرہ مین کرلیا کہ بعضے بھاگ گئے اور مارے گئے اور بعضے بلا اکثر مع مستعصم باللہ امان سلطان مین در لگے وہ بھی
قتل ہوئے اور ایک گروہ نے مقابلہ کیا وہ لوگ شہید ہوئے یہ پیشین گوئی چار سو برس پیشتر وقوع سے ابوداؤد نے لکھی ہے
۹۸
معجزہ مسلم مین ابوذر سے روایت ہے کہ حضرت صلعم نے فرمایا البتہ تم فتح کروگے آگے چلکر ملک مصر وہ زمین ہے جسمین قیراط کا
نام مشہور ہے سو میری وصیت مانو وہان کے لوگون کے ساتھ نیکی کرنا البتہ انکے لیے امان ہے اور انسے برادری ہے سو ویسا ہی
ہوا جیسا حضرت نے فرمایا تھا فائدہ قیراط نصف دانگ سے کی ہوتی ہے وزن پانچ جو ملک مصر مین اسکا بہت رواج ہے
اور چونکہ مصر کے بادشاہ نے حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا کو ہدیہ مین بھیجا تھا کہ انہین سے حضرت ابراہیم ابن رسول اللہ
پیدا ہوئے لہذا مصریون کو امان و پناہ ہوئی اور حضرت ہاجرہ والدہ حضرت اسمعیل علیہما السلام بھی مصر کی تھین اور حضرت
اسمعیل عرب کے جد ہین اس صورت مین عرب کو مصریون سے ننہالی رشتہ ہوا اسواسطے انکے ساتھ نیکی و احسان کو فرمایا
۹۹
معجزہ مسلم مین اسماء بنت ابی بکر سے روایت صحیح ثابت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ بلا شک ثقیف کے قوم مین ایک مرد ظالم
خونریز ہوگا اور ایک مرد بہت جھوٹا سو دیکھنا چاہیے کہ اس قوم سے ایک حجاج نابکار ستمگار خونریز سفاک ہوا جسکا
ظلم عالم مین مشہور ہے اسنے سو لاکھ آدمی ناحق مارے دوسرا مختار ثقفی ہوا جسنے بعد شہادت امام حسین علیہ السلام
محمد بن حنفیہ کیطرف سے اولا جھوٹھا دعوے امام کے خون کا کیا اور اسی بہانے سے سردار بنا پھر دعوے پیغمبری کرنے
۱۰۰
لگا آخر کار فضیحت و رسوا ہوا معجزہ صحیح مسلم مین ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا حضرت نے کہ تم مصر کو
فتح کروگے اور یہ بھی فرمایا کہ جب دیکھو دو شخصون کو کہ باہم ایک اینٹ کی برابر زمین پر جھگڑا کرتے ہین تو وہان سے
نکل آنا اور اباذر سو وہ فرماتے ہین کہ مین نے عبدالرحمن ابن شرحبیل ابن حسنہ و ربیعہ دو بھائیونکو ایک موضع

پر خصوصیت کرتے دیکھا تو مصر سے نکل آیا معجزہ [۱۰۱] مواہب میں لکھا ہے کہ بعد فتح خیبر جب مال و اسباب جمع ہونے لگا تو
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خبردار کوئی شخص مال غنیمت مین خیانت نہ کرے نہین تو دوزخی ہوگا اسی عرصہ مین ایک
غلام حبشی حضرت کا مر گیا حضرت نے فرمایا کہ وہ جہنمی ہے اسنے غنیمت مین خیانت کی ہے اصحاب نے اسکا اسباب تلاش کیا
تو ایک کمل ملا جسکو بے تقسیم غنایم اسنے چرایا تھا اسی عرصہ مین ایک شخص اور بھی مر گیا اسکے حق مین بھی حضرت نے
فرمایا کہ یہ شخص دوزخی ہے اصحاب نے اسکا اسباب بھی دیکھا تو کئی مہرین یہودیون کی ملین جو قیمتی دو درہم کی بھی نہ تھین
معجزہ [۱۰۲] ابو داؤد و بیہقی نے بسند متصل ثوبان و ابن سے روایت کی ہے کہ مین نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا
کہ ایکدن فرماتے تھے ایک روز آنے والا ہے کہ تمھارے خلاف مذہب والے تم پر چڑھائیان کرینگے اور غالب آوینگے
اس اثنا مین کسی نے عرض کیا کہ یہ غلبہ مخالفون کا ہوگا مگر اس سبب سے کہ مسلمان کم رہ جائینگے حضرت نے فرمایا یہ سبب
نہین ہے اسلیے کہ ان دنون تم ان روزون سے کہین زیادہ ہوگے لیکن سبب یہ ہے کہ تم لوگ نکمے ناکارے ہوجاؤگے
اور خدا تعالے تمھارے رعب کو تمھارے مخالفون کے قلوب سے نکال لیگا اور تمھارے دلون مین وہن ڈال دیگا
لوگون نے التماس کیا یا رسول اللہ وہن کیا فرمایا کہ دنیا کی محبت اور موت سے کراہت سو دیکھو کچھ اس خبر کا ظہور
بعض ملک فرنگ و چنگیزیہ کے عہد مین ہوا اور بعد ہزار برس کے پوری تکمیل تو نہین مگر دنل و رجون مین اٹھ
دریچے اسپین کے فرنگیون سے شروع ہوئی اور انگلشیہ و روسیہ کے ہاتھون نہایت ظہور مین آئی اور اب تحبیا
دنیا و نفرت از مرگ مسلمانون مین بدرجہ کمال ہے و بے رغبتی عقبی مالا مال اور غلبہ مخالفون کا بھی سب مدارج کو طے
کر کے ظاہر الا زوال ہے معجزہ [۱۰۳] بخاری و مسلم نے ابوہریرہ سے روایت کی ہے کہ حضرت فرماتے تھے کہ ضرور ہوویگی
یہ بات کہ سرزمین حجاز مین ایک آگ بلند ہو جس سے بصرے کی شترانون تک روشنی پہونچے چنانچہ یہ آگ متصل مدینہ
طیبہ مانند شہر عظیم جسمین قلعہ و برج و کنگرہ بھی تھے ظاہر ہوئی طول مین چار فرسنگ عرض مین چار میل ارتفاع آتش
قد آدم و مانند دریا موج زن تھی وہ ہیچو سیلاب روان و مثل رعد غرش کنان روشنی ایسی کہ مدینے کے لوگ اسمین سب
کام کرتے اور سکان بلد و بصری بھی دیکھتے تھے قسطلانی نے اپنی کتاب مین لکھا ہے کہ یہ آگ بتاریخ ستائیسوین رجب
سنہ ۶۵۴ آٹھ سو چون مین فرو ہوئی سب پچپن یوم اسکا قیام رہا اور تواریخ عربستان سے واضح ہے کہ اوائل جمادی الاخر
سنہ ۶۵۴ روز جمعہ سے شروع ہوئی اور آخر رجب سنہ مذکور مین فرو ہوئی یہ پیشین گوئی صدہا برس پیشتر وقوع سے لکھی
گئی تھی چنانچہ صحیح بخاری و مسلم چار سو برس قبل ظہور اس آتش سے تالیف ہوئی ہین معجزہ [۱۰۴] مسلم و ابو داؤد و ترمذی
نے ثوبان و ابن سے استخراج کیا ہے وہ کہتے تھے کہ حضرت فرماتے تھے کہ یکجا کر کے دکھلائی گئی مجھکو زمین کی طرفین پورب
اور پچھم کی اور پہونچیگی حکومت میری امت کی جہان تک وہ دکھلائی گئی یعنی پورب سے پچھم تک اس مقام
پیشینگوئی کا غور طلب یہ ہے اول حضرت کا فقر اور مسلمانون کی بے سامانی کہ سوائے نان جوین اور گندہ پیاز کے کچھ میسر نہ تھا

اور اسپر شجاعت تو یہ تھا کہ سلاح جنگ بھی بکثرت نہ تھے اور انکی عدم واقفیت قواعد حرب اور ضوابط جہانگیری سے اور انکی قلت کہ صرف عرب کے کافروں کے مقابلہ میں لاکھوں حصہ تھے دوسرے مخالفون کی کثرت اور انکی دولت اور اہل روم و ایران کی جاہ و حشمت و علم و حکمت و قواعد حرب جہانگیری کی مہارت تیسرے اس لغض و عداوت کو عیان کرنا چاہیئے جو علانیہ مذہب کے تعرض سے برپا ہوتا ہے کہ ایک ذرا دلیل کی بھی جان دینے اور گھر بار لٹا دینے کو موجود ہو جاتا ہے جیسا کہ ملوک اور رئیسوں کا حال دیکھا چاہیئے کہ باوصف ان باتون اس طرح کی بیشین گوئیاں کس ہو وہم دعام سے وقوع میں آئیں کہ تیس ۳۰ تینتیس ۳۳ برس کے اندر عرض میں دس بارہ درجہ سے کہیں تینتالیس ۴۳ چوالیس ۴۴ درجے تک جیسے باب الابواب سے بلاد یونان اور حدود ملک اندلس تک اور کہیں پچاس ۵۰ درجہ تک جیسے ترکستان کی حدود شمالی تک اور طول میں نصف النہار لندن سے تیس ۳۰ درجے غربی لیکر کہیں ستر درجے تک جیسے حدود شرقیہ فارس تک اور کہیں بیاسی ۸۲ درجے تک جیسے حدود شرقیہ ترکستان تک حوزۂ اقتدار خلفائے راشدین میں آگیا کہ اگلی حکومتوں کا نام و نشان بھی باقی نہ رہا اور باوجود لا اکراہ فی الدین کے عموماً توحید کا مذہب پھیل گیا پھر لحاظ کرو اس بات کو کہ ملک فارس اور اندلس بلکہ جزائر خالدات سے کہ ربع مسکون کی حد غربی بھی ہو تا جزایر شرقیہ چین کہ یہ ربع مسکون کی حد شرقی ہو طول کا اور سواحل جنوبیہ افریقیہ اور جزائر جنوبیہ ہندوستان سے لیکر کہیں بیالیس ۴۲ اور کہیں پچاس ۵۰ اور کہیں پچپن ۵۵ اور کہیں ساٹھ ۶۰ درجے تک بلکہ بعض جگہ کچھ اوپر تک جیسے دیار بلغار تک عرض شمالی میں کمتر ایسے صوبون کے موافق رہ ملک جو خوب آباد تھے باقی رہا ہو گا جہان ہزار گیارہ سو برس کے اندر تک مسلمانوں کی حکومت نہیں ہوئی اور ایسی نہیں جسطرح نادرشاہ کی بلکہ کمتر کوئی مقام ہو گا جہان مسلمانون نے سو برس سے کم حکومت کی ہو گی کہیں شعائر اسلامیہ جاری کیے ہوں اور کہیں صرف جزیہ پر اکتفا کی ہو جیسا انکے اکثر ولایات فرنگ میں اور یہ باتیں تو تواریخ نصاریٰ اور جغرافیہ سے بھی بخوبی ثابت ہیں اور اسی کا اشارہ کلام مجید میں ہو ہو الذی ارسل رسولہ بالہدی و دین الحق لیظہرہ علی الدین کلہ ولو کرہ المشرکون یعنی خداوند کریم بلانے اپنے پیغمبر کو راہ راست اور سچے دین بنا کے کو بھیجا تاکہ اوپر کر دے سچے دین کو سب ادیان پر اگرچہ مشرکون کو ناگوار ہو اور یہ تو بیظاہر ہو کہ از روی برہان عقلی جسطرح لا الہ الا اللہ کا مضمون سچا ٹھہرا ہو اسطرح نہ ثنویت کا عقیدہ ہو نہ تثلیث کا اور نہ شرک اور بت پرستی کا بلکہ یہ تینون عقیدے بدلائل عقلیہ باطل ٹھہرتے ہیں اب دیکھیے کہ کئی ہزار برس سے ثنویت زردشتیون کے پاس اور شرک و بت پرستی ہندوئون اور چینیون میں اور تثلیث عیسائیون میں اور دیانات الشریفیہ میں داخل ہو یہ لا الہ الا اللہ کا مضمون ابتدائے آفرینش نوع انسانی سے اتنک کسیکے عہد میں دنیا میں مشرق سے مغرب تک اس کیفیت و کمیت سے نہیں پھیلا جیسا کہ دین محمدی علی صاحبہا الصلوۃ والسلام میں پھیلا اور اگر کہیں پھیلا ہو تو کوئی ثابت کرے

معجزہ بخاری نے خباب ابن الارت صحابی سے استخراج کیا ہو کہ وہ کہتے تھے میں ایک دن پیغمبر خدا صلعم کی حضور میں ابتداء اہل مکہ کی شکایت کی آپ کا چہرہ مبارک سرخ ہو گیا اور تکلیف صبر کی نصیحت کرنے لگے

اور اگلے مظلومون اور انکی صبرون کی حکایتین بیان فرمانے لگے اور فرمایا خدا کی قسم یہ امر یعنی دین اسلام مقرر پورا
اچھی طرح جم جانے والا ہے یہان تک کہ صنعا سے حضرموت تک مسلمان آدمی سفر کریگا اور سواے خدا کے کسیکا ڈر اسکے
نہوگا لیکن تم جلدی کرتے ہو مطلب یہ کہ میرے اور میرے اصحاب کے بیکسی و مظلومی اور بدمذہبون موذیون کی کثرت
وشوکت پر خیال نکرو ایک دن ایسا آنے والا ہے کہ کوہ و دشت مین تمہین کسیکا خوف نہوگا چاہے جاکر وطن مین جانا کہ
حضرت صلعم کے وقت ہی مین ایسا ہوگیا کہ مسلمانون کو اللہ تعالے نے غلبہ دیا اور کافر بت پرستون کو مغلوب کردیا
اور اسلام کو ایسا شائع کردیا کہ مشرق سے مغرب تک پھیل گیا معجزہ بخاری نے عدی بن حاتم طائی رضی اللہ عنہ سے روایت
کی ہے کہ مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حضور مین بیٹھا تھا کہ ایک شخص نے حاضر ہوکے افلاس کی شکایت کی بسبب اسلام
کے اور پھر ایک اور آیا اسنے راہین بند ہوجانیکا گلہ کیا یعنے خرید و فروخت کرنا بازار مین اور سفر کرنا تجارت کے واسطے
ظالم کفار سے دشوار ہوگیا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تیری زندگی باقی ہے تو ایک دن تو دیکھیگا کہ عورت
محل نشین بے تنہا حیرہ سے کوچ کیا اور کعبہ مین بالطمینان آکر طواف کیا یعنی گو ہم بالفعل کافرون کے ظلم مین گرفتار ہین تو
کیا ہوا ایک دن ایسا بھی آنے والا ہے کہ اہل اسلام سے اگر ایک عورت بھی تن تنہا سفر شہرون کا کریگی تو اُسکے حال سے
بھی کوئی تعرض نہ کریگا عدی صحابی فرماتے ہین کہ مین نے دیکھی یہ بات کہ ایک عورت حیرہ سے تنہا کعبہ تک باطمینان آئی
اور کسی کافر موذی نے تعرض نہین کیا فائدہ یہ دونون معجزہ تتمیمہ ہین ارشاد الٰہی کے وعد اللہ الذین آمنوا منکم وعملوا الصالحات
لیستخلفنکم فی الارض کما استخلف الذین من قبلہم ولیمکنن لہم دینہم الذی ارتضی لہم ولیبدلنہم من بعد خوفہم امنا یعنی اللہ تعالے
نے وعدہ دے رکھا ہے ایمان والون نیکوکارون کو تم مین سے اے مسلمانو کہ انکو خواہ نخواہ بادشاہ کردیگا جس طرح بعض
اگلون کو بادشاہ کیا اور جمادیگا اُس دین کو جسکو اُنکے لیے مقبول کیا اور خواہ نخواہ بدل دیگا انکو خوف کی جگہ امن و امان کو
فائدہ بخاری مین حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت قائم نہوگی
جب تک کہ نکرنے لگے میری امت اگلی زمانون کے طریقون کو بالشت بالشت بھر اور ہاتھ ہاتھ بھر یعنی بے تفاوت جو اگلے
زمانے کے کافرون کے رسوم تھے وہ میری امت مین کرینگے اصحاب نے التماس کیا کہ یا رسول اللہ مجوس اور نصاریٰ کی
طرح ہوجائینگے فرمایا اور کون لوگ ہین سواے انکے یعنی انہین کے قدم بقدم چلینگے سو دیکھو ریشمین کپڑے پہننا دیا پانی
سونے کی باسنون مین کھانا پینا نجومیون سے پوچھ کر کام کرنا شراب پینا غرا امیر سے گانا سننا ڈاڑھی منڈانا زنا کرنا
پر اتر جانا توبہ نہ کرنا احکام شرع کا خیال نہ کرنا گفتگو مین بلا ضرورت جھوٹ بولنا وعدہ خلافی کرنا گناہ کو سہل جاننا
یہ سب رسوم مسلمانون مین جاری ہین خصوصاً ہندوستان مین یہ باتین بہت جاری ہین سبحان اللہ پیغمبر صادق نے
جو فرمایا تھا وہ واقع ہوا معجزہ صحیح مسلم مین جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم نے کہ مسلمان لوگ بعد شکست دینے کسرے بادشاہ فارس کے خزانہ اسکا نکالینگے [illegible]

در تصرف مین لاوینگے مطابق اس پیشین گوئی کے عہد خلافت حضرت عمر مین واقع ہوا کہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے شہر مداین کو جو دار الخلافہ خاندان کسریٰ تھا فتح فرمایا اور یزدجرد بھاگا اور تمام خزانہ کوشک سفید کا قبض و تصرف مین آیا معجزہ خصائص صغریٰ مین جلال الدین سیوطی نے زرین صاحب مصابیح کی روایت سے لکھا ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ریت پر چلتے تھے تو نشان قدم مبارک کا دیکھا نہ جاتا تھا اور جب پتھر پر چلتے تھے تو ہر نقش قدم پر منقش ہو جاتا تھا اور حال تفصیلی اس معجزہ کا دلائل النبوۃ اور جامع الآثار اور انسان العیون اور مواہب الانوار اور مواہب اللدنیہ اور مدارج النبوۃ اور فتح الباری وغیرہ کتب مین موجود ہے جسکو شبہہ ہو دیکھ لیوے اور اپنا ایمان درست کرے تتمۃ الکتاب دستور یہ ہے کہ جب کوئی حاکم یا بادشاہ اپنے نائب اور کارندے کو ممتاز بین الاقران کیا چاہتا ہے تو اُسکے ساتھ ایسی بات کرتا ہے کہ جس سے یہ سب لوگون کو معلوم ہو کہ یہ شخص مخصوص اور مصاحب بادشاہی ہے اسکا ساختہ پرداختہ بادشاہ کو منظور ہے اور اسکی محبت یا عداوت عین بادشاہ کی محبت و عداوت ہے چنانچہ اسیطرح ہمارے حضرت صلعم کو بادشاہ علی الاطلاق نے جمیع مخلوقات ارضی و سماوی سے برسالت خاتمیت منتخب فرمایا اور اپنی خاص خاص صفتون سے مخصوص کیا اور جملہ صفات کمال اس ذات بابرکات مین بھر دیے اور کمالات اپنے کا ایک نکتہ بنا دیا تاکہ حاضر اور غائب کو اطلاع ہو جاوے کہ یہ پیغمبر محبوب اور مخصوص حضرت معبود ہے اگرچہ اور پیغمبران اولو العزم کو بھی فضایل و کرامات عطا کئے تھے مگر جدا جدا انکو ایک صفات مین جمع کرکے مجمع صفات کر دیا تو فضیلت اجتماع کی انفراد پر جیسے ہے بخوبی ظاہر ہے کہان ہزار چراغ کا نور ایک مکان مین ہزار چراغ اور کہان ایک مکان مین ایک چراغ

تضمین

مجھے اللہ نے بخشے ہیں کمالات سب کے	مغفرت آدم کی ملی معرفت شیث ملی	نوح کا شکر ملا خلت ابراہیمی	صوت داؤد فصاحت بھی ملی صالح کی
	حسن یوسف دم عیسیٰ ید بیضا داری	آنچہ خوبان ہمہ دارند تو تنہا داری	
صبر ایوب تو ہارون کا تحمل پایا	مثل اسحاق رضا عصمت خضر بھی	حکمت لقمان عبادت ہوئی یونس کی عطا	مثل یعقوب بشارت ملی اور اسکے سوا
	حسن یوسف دم عیسیٰ ید بیضا داری	آنچہ خوبان ہمہ دارند تو تنہا داری	
تجھمین سب ہی صفات پسندیدہ ہیں پیدا	سب ہین یکجا متفرق تھے جو اور نبیون کی	جیسے شمع کا جھاڑ اور فانوس الیاس	کیا نقطہ سے ہو کر ابر یا دست جن انس
	حسن یوسف دم عیسیٰ ید بیضا داری	آنچہ خوبان ہمہ دارند تو تنہا داری	
کیا کہون تو نے جو پائے ہین عطایا سے جلیل	سخن توریت اعلیٰ الفت اسمٰعیل	قرب ایسا کہ ہو پہنچ سکتے نہین جبرئیل	الغرض لکھون مین کیا کیا تیرے اوصاف جمیل
	حسن یوسف دم عیسیٰ ید بیضا داری	آنچہ خوبان ہمہ دارند تو تنہا داری	
بیکمال ہین جتنے تجھکو حق نے دئے	اصطفا اور رضا جو صفتین ہین کل بلین	خاص ہین تیرے لیے کوئی شریک انکا نہین	تیرے اور رونکے صفون مین شاہ ہے کوثر
	حسن یوسف دم عیسیٰ ید بیضا داری	آنچہ خوبان ہمہ دارند تو تنہا داری	
جامعیت کی ملی تجھکو جو پہر رکھکر	پھر سند ختم رسالت کی الطاف بارتبہ	[illegible] نبوت ختم تجھ پر ہو	ہوئے [illegible] جہان [illegible]

	حسن یوسف دم عیسیٰ ید بیضا داری	آنچہ خوبان ہمہ دارند تو تنہا داری	
دلبری کا جو پرستان میں شہرہ تھا	سنکے پریوں کو ہوئی آپ سے الفت پیدا	عشق میں سامنے آیا جو خیالی نقشا	دیکھکر کہنے لگیں صل علی صل علی
	حسن یوسف دم عیسیٰ ید بیضا داری	آنچہ خوبان ہمہ دارند تو تنہا داری	
جمع ہیں تجھمیں جو اوصاف کسی میں نہ سہی	مشترک وصف تھے صد چند بڑھے اور کہیں	نہیں تشبیہ حقیقت میں کسی سے تجھے	یہ کہا کرتی ہیں سمجھا نہ سمجھنے کے لیے
	حسن یوسف دم عیسیٰ ید بیضا داری	آنچہ خوبان ہمہ دارند تو تنہا داری	
کہوں کیا منہہ سے کہیں لائق تیری مدحت کی ہے	صرف اپنے لیے تحصیل سعادت کی ہے	قول وال ایک سخن پاکے قناعت کی ہے	فقط اس بیت کی تضمین کی جرأت کی ہے
	حسن یوسف دم عیسیٰ ید بیضا داری	آنچہ خوبان ہمہ دارند تو تنہا داری	

تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ جو فضائل اور کمالات ہمارے حضرت سید المرسلین خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالے نے
عنایت کیے ہیں بعض انمیں ایسے ہیں کہ اور حضرات انبیا علیہم السلام بھی شریک ہیں اور اکثر وہ ہیں کہ اور پیغمبروں کو انمیں
شرکت نہیں بلکہ آنجناب انمیں متفرد ہیں سو فقیر اول وہ نعمتیں بیان کرتا ہوں جنمیں اور پیغمبر شریک ہیں وہ یہ ہیں اول نیابت حق
و حکومت مطلق اور خلافت اور ریاست امام اور رسالت اور پیغمبری عام کہ انمیں جناب ابو البشر آدم اور نوح اور
داود علیہم السلام شریک ہیں مگر پوشیدہ نرہے کہ یہ شرکت اور مناسبت من وجہ ہے نہ من کل الوجوہ کیونکہ رسالت ہمارے
حضرت کی تمام اجزا عالم کو شامل ہے جسطرح ربوبیت حضرت رب العزت جل شانہ اور بعثت آنجناب سوا ے افراد انسانی
جنات اور ملائکہ اور حیوانات اور نباتات اور جمادات پر بھی ہے کما قال اللہ تعالے وما ارسلناک الا کافۃ للناس اور تبارک
الذی نزل الفرقان علی عبدہ لیکون للعالمین نذیرا اور وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین اور ظاہر ہے کہ عالمین میں تمام
موجودات ارضی و سماوی داخل ہیں جسطرح رب العالمین کی تفسیر سے ہویدا ہے حضرت شیخ عبد الحق محدث رحمۃ اللہ علیہ
تکمیل الایمان میں فرماتے ہیں کہ بعثت ہمارے حضرت صلعم کی تمامی اجزا عالم پیا اور جمیع موجودات پر ہے والاسلام احجار اور سجدہ
اشجار اور شہادت حیوانات رسالت حضرت پر کیا معنی ہیں اگر حضرت آدم علیہ السلام کو فرشتوں نے سجدہ تحیہ کیا تو ہمارے
حضرت صلعم کے واسطے ارشاد ہوا ان اللہ وملائکتہ یصلون علی النبی یا ایہا الذین آمنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما اور یہ صلوۃ و سلام
اس سجدہ سے افضل ہے اسلیے کہ اسمیں خداوند علیم بھی فرشتوں کا شریک ہے اور حضرت آدم کو صرف ملائکہ نے سجدہ تحیہ کیا تھا
اور ایک ہی مرتبہ جو ہونا تھا ہوگیا اور یہ صلوۃ اور سلام قیامت تک رہیگا اور ہر روز و شب نیا ہوتا رہیگا اور یہ بھی
روایت ہے کہ سجود ملائکہ برکت نور محمدی سے جو پیشانی آدم میں جلوہ افروز تھا واقع ہوا تھا اور دیلمی نے مسند الفردوس میں
لکھا ہے کہ آدم علیہ السلام کو اگر تعلیم اسما کی گئی اور ذریت دکھلائی گئی تو ہمارے حضرت کو بھی تعلیم اسماے امت واقع ہوئی اور صورتیں
دکھلائی گئی اور یہ تو ظاہر ہے کہ عموم رسالت خصائص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے چنانچہ تفسیر مدارک میں ہے وعموم الرسالۃ
من خصائصہ علیہ السلام اور جواغب جلالین نے اس سورہ فرقان کی تفسیر میں تحت کریمہ للعالمین نذیرا لکھا ہے ای الانس و الجن

دون الملائکۃ سویکفی اشکال مردود ہی چنانچہ مصنف کالین علامہ سبکی سے نقل فرماتے ہیں کہ قال السبکی العالم ماسوی اللہ فلفظ

العالمین یعم الملائکۃ فتدل الآیۃ علی عموم بعثتہ وتخصیص من ہذا العموم فعلیہ البیان وحکایۃ الاجماع عن مثل الرازی غیر مسموع کذا فی المواہب انتہی

اور تحقیق اسکی بتصریح تمام قصہ نوح حضرت علیہ السلام میں مندرج ہو باقی رہے حضرت نوح علیہ السلام سو انکی رسالت خاص

قوم کی طرف بھی کہ انا ارسلنا نوحا الی قومہ سے ظاہر ہے اور اس ہر سے میں تمام عالم میں تخمینا کی قوم تھی لیکن بعثت انکی اہل عصر تھی

نہ جمیع افراد نوع انسان پر جوکہ بعد ازان موجود ہوئے اور ہمارے حضرت کی بعثت اہل عصر اور آئندہ پر تا قیام قیامت عام ہے

اور بعض وجوہ مناسبت کے قصہ حضرت نوح علیہ السلام میں لکھے گئے ہیں اور حضرت داؤد علیہ السلام کو صرف نبوۃ اور مملکت

میں ایک نوع کی مناسبت ہے لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنی خاص عنایت سے نعمت اپنی پوری فرمائی کہ وتتم نعمتہ علیک

ویہدیک صراطا مستقیما سے ظاہر ہے اور حضرت داؤد کو بعد قبول توبہ انا جعلناک خلیفۃ فی الارض فرمایا ہے ورای اسکے حضرت

صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کیواسطے ارشاد ہے لیستخلفنکم فی الارض اور اگر حضرت داؤد علیہ السلام کیواسطے لوہے کو نرم کیا حضرت

صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم کے نیچے پتھر کو موم کیا کہ نقش قدم ہو جاتا تھا اور درخت خشک کو آپ کی دعا سے سرسبز کر دیا

حضرت داود کے ساتھ پہاڑ تسبیح کرتے تھے حضرت کے ہاتھ میں سنگریزے تسبیح کرتے تھے دوسری خلت حق اور محبت مطلق

کہ اسمیں حضرت ابراہیم علیہ السلام شریک ہیں مگر حضرت حبیب بھی ہیں خلیل وہ ہے کہ جسمیں محبت غالب ہو اور حبیب وہ کہ

جسمیں محبوبیت غالب ہو خلیل وہ ہے جسکا فعل برضاے خدا ہو افعل یا تو مرینی کہ وہ اسکو حکم ہوتا ہے حبیب وہ ہے کہ فعل خدا

مرادات اسکی خدا کے ہو فلنولینک قبلۃ ترضیہا سو البتہ پھیر دینگے تجھکو جس قبلے کی طرف تو راضی ہے خلیل علیہ السلام پر آتش

نمرود ایک مرتبہ سرد ہوئی حضرت صلعم کے واسطے آتش حرب وقتال کی مرتبہ ٹھنڈی ہوئی کلما اوقدوا نارا للحرب اطفاہا اللہ یعنی

جب سلگاتے ہیں آگ لڑائی کیواسطے بجھا تا ہے اسکو اللہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بذریعہ استدلال سموات وارض مقام

قرب میں پہونچایا اور حبیب علیہ السلام کو بلا واسطہ مرتبہ قاب قوسین او ادنی سے ممتاز کیا روضۃ الاحباب میں ہے کہ روز

قیامت آتش دوزخ کو خطاب ہوگا کہ فرمان بردار محمد صلعم ہو جسکو فرماویں اسے جلا اور جسکو بچاویں اسکے نزدیک

نجا اور نسائی ابن حاطب سے روایت کرتے ہیں کہ حاطب کہتے ہیں میں لڑکا تھا ایک مرتبہ دیگ گرم مجھی پر الٹ گئی

میرا بدن جل گیا میرا باپ مجھے رسول مقبول کے حضور میں لایا آنجناب نے آب دہن اپنا اس مقام پر لگایا اور فرمایا اذہب

الباس رب الناس صحت ہوگئی اگر خلیل علیہ السلام نے بتوں کو تبر سے پوشیدہ توڑا کہ فجعلہم جذاذا حضرت حبیب علیہ السلام

نے بت پرستوں کے روبرو بتان کعبہ کو جو سیسے سے دیوار میں جڑے تھے ایک لکڑی کے اشارہ سے توڑا اور فرمایا جاء الحق

وزہق الباطل حضرت خلیل علیہ السلام نے کعبہ بنایا حضرت حبیب علیہ السلام نے حجر اسود کو اسکے مقام پر رکھا خلیل نے

مغفرت کی طمع کی والذی اطمع ان یغفر لی حبیب کو خود بخود مغفرت ملی لیغفر لک اللہ خلیل نے بالتجا عرض کیا ولا تخزنی

یوم یبعثون حبیب کی شان میں بے التجا ارشاد ہوا یوم لا یخزی اللہ النبی بلکہ کمال محبت سے یہ فرمایا والذین آمنوا معہ

خلیل نے کہا واجنبنی و بنی ان نعبد الاصنام حبیب کے حق میں ارشاد ہوا انما یرید اللہ لیذہب عنکم الرجس اہل البیت ویطہرکم تطہیرا
خلیل کو ذبح اسمعیل خواب میں دکھلایا حبیب کو واقعہ شہادت حضرت حسین سے بزبان جبرئیل مطلع فرمایا فائدہ بعضے کہتے
ہیں کہ خلیل بمعنی فقیر و محتاج منقطع ہے مشتق از خلت یعنی حاجت او رابراہیم کو اسلیے خلیل کہتے ہیں کہ انھوں نے وقت حاجت
غیر خدا سے اعانت نہیں چاہی کہ قصہ القا نار میں مذکور ہے اور افتقار حبیب علیہ السلام جانب حضرت حق اظہر من الشمس ہے
کہ باوصف ارشاد الٰہی و پیغام حضرت باری دنیا قبول نہ فرمائی او ربمقولہ الفقر فخری سے خوش و خرم رہے اور اپنی امت کا
دستور العمل قرار دیا اور بعض یاروں سے کہ محتاج تھے بروایت ابن ماجہ آنحضرت نے اس بات پر بیعت کی کہ غیر سے کسی
چیز کا سوال نہ کریں سو انہیں سے کسی کا یہ حال تھا کہ اگر اسکا کوڑا گر جاتا تھا تو خود گھوڑے سے اتر کر اٹھا لیتا تھا اگر دوسرے
سے سوال نہ کرتا تھا کذا فی القول الجمیل اور شفاے قاضی عیاض میں روایت ہے کہ خداے تعالیٰ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
سے فرمایا اتخذتک خلیلا فہو مکتوب فی التوریۃ وانت حبیب الرحمن اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لو کنت متخذا
خلیلا غیر ربی لاتخذت ابا بکر خلیلا یعنی اللہ صاحب نے کہا اے محمد میں نے تجھے خلیل بنایا ہے سو یہ لکھا ہوا ہے توریت میں
اور تو محبوب ہے رحمان کا اور حضرت نے کہا اگر ہوتا میں پکڑنیوالا خلیل اپنے رب کے سوا البتہ پکڑتا میں ابوبکر کو خلیل
یہاں سے ظاہر ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے آنحضرت خلیل ہیں اور حضرت کے خلیل اللہ صاحب ہیں پھر صفت خلت کی بدرجہ
اتم ہوئی اور صفت محبت کی اسپر زیادہ ہوئی کہ ان دونوں صفتوں کے ملانے سے افضلیت آنجناب بعضوں نے
نکالی ہے لیکن کاتب الحروف کے نزدیک از جہت خصوصیت محبت کچھ فضیلت نہیں ہو سکتی بلکہ سوا ان دونوں صفتوں
کے دیگر مقامات علیہ او راحوال سنیہ سے آنحضرت کو حضرت ابراہیم پر فضیلت ہے کیونکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام بھی خلت
اور محبت کے جامع تھے اور محبت خود مخصوص انبیا علیہم السلام سے نہیں خصوصاً و عموماً بلکہ ارشاد ہوتا ہے ان اللہ یحب
التوابین ویحب المتطہرین ویحب الصابرین ویحب المحسنین و فاتبعونی یحببکم اللہ ابن قیم کہتے ہیں کہ جو لوگ گمان کرتے ہیں
کہ محبت خلت سے افضل ہے اور محبوب حبیب اللہ ہے اور ابراہیم خلیل اللہ یہ نادانی ہے اسلیے کہ محبت عام ہے اور خلت
خاص اور خلت نہایت محبت کا نام ہے حق یہ ہے کہ خلت ایک قسم محبت سے ہے افضل تر جمیع انواع محبت سے کہ اللہ صاحب نے
اس رتبہ علیا او رمنصب سنیہ میں تمام پیغمبروں سے حضرت ابراہیم اور محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہما کو مخصوص فرمایا باوجود اسکے
حضرت خاتم النبیین صلعم کو اور درجات اور مناصب سے بزرگی عطا کی کہ حضرت ابراہیم پر فضیلت حاصل ہوئی تیسری
شکر گذاری کہ حضرت نوح علیہ السلام اسمیں شریک ہیں فرق یہ ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی امت کے کافروں کو
دعا سے ہلاک کرایا کہ رب لا تذر علی الارض من الکافرین دیارا یعنی اے رب نہ چھوڑ زمین پر منکروں کا ایک گھر بسنے والا
اور ہمارے حضرت نے باوجودیکہ غزوۂ احد میں بڑی بڑی سختیاں اٹھائیں او ربد دعا نہ فرمائی بلکہ کہا اللہم اہد قومی فانہم
لا یعلمون یعنی اے اللہ ہدایت کر میری قوم کو بیشک وہ نادان ہیں اور حضرت نوح کے وقت میں جو لوگ ایمان

لاۓ تھے وہ ہی غرق ہونے سے بچے کہ قیل یا نوح اہبط بسلام منا وبرکات علیک وعلیٰ امم ممن معک یعنے حکم ہوا اے نوح
اوتر سلامتی کے ساتھ ہماری طرف سے اور برکتوں کے ساتھ تجھپر اور کتنے فرقوں پر تیرے ساتھ والوں میں اور ہمارے
حضرت کے وقت کے کفار آپ کی برکت سے عذاب دنیا میں گرفتار نہ ہوئے کہ ما کان اللہ لیعذبہم وانت فیہم یعنی
اللہ ہرگز عذاب نہ کرتا انکو جب تک تو انمین تھا جو تجلی کلام حضرت حق کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو آئی شجر کیساتھ
تھی حضرت موسیٰ سے بالاۓ طور احکام شریعت میں کلام ہوا اور ہمارے حضرت صلعم کو قبہ نور پہ کمال احتشام طلب فرماکے
اسرار خفیہ سے مطلع کیا کہ فاوحیٰ الیٰ عبدہ ما اوحیٰ سے ظاہر ہے اگر عصاۓ موسیٰ کو اللہ تعالیٰ نے اژدہا غیر ناطق بنایا
ہمارے حضرت کے فراق میں چوب ستون کو رولایا حضرت موسیٰ کے واسطے زمین پر دریا شق ہوا حضرت حبیب کے لیے
آسمان پر شق قمر ہوا اور زمین آسمان کا تفاوت ظاہر ہے اور تفسیر بحر الجواہر میں ہے کہ ابن حبیب کہتے ہیں کہ بین السماء
والارض ایک دریا ہے کہ اسکا نام مکفوف ہے اور اس عالم کے دریا اسکی نسبت ایک قطرہ ہیں سو وہ دریا وقت معراج
آنحضرت شق ہوا اور اگر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پتھر سے پانی جاری کیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تیر گاڑنے سے
خشک کنواں پانی سے بھر گیا اور وقت ضرورت آپ کی انگلیوں سے فوارہ دار پانی جاری ہوا کہ ہزاروں نے پیا اور
صرف کیا اور اگر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ید بیضا نبوت کا نشان ملا تو ہمارے حضرت کو خاتم نبوت عطا ہوا اسکی روشنی
میں آنکھ جھپکتی تھی آنحضرت کے نور سے آنکھوں کو روشنی ہوتی تھی قد جاءکم من اللہ نور آپ ہی کی شان میں ہے اگر یہ نور پردہ
بشریت میں چھپا ہوتا کسی کی نظر آپ کے جمال باکمال تک نہ پہونچتی حضرت موسیٰ نے حضرت خضر سے کہا ان تعلمنی مما علمت
یعنے سکھاوے تو مجھکو جو تجھکو سکھایا گیا ہے اور ہمارے حضرت نے خدا سے درخواست کی رب زدنی علما یعنی اے رب
بڑھا میرا علم حضرت موسیٰ کی مناجات کا مقام طور سینا ہے حضرت خاتم النبیین کا عرش حضرت موسیٰ کی درخواست دیدار پر جواب
لن ترانی ارشاد ہوا حضرت کے واسطے حکم ہوا الم تر الی ربک حضرت موسیٰ نے شرح صدر مانگا رب اشرح لی صدری حضرت کو
بے درخواست ارشاد ہوا الم نشرح لک صدرک پانچویں ملک اور سلطنت کا وصف علیہ حضرت سلیمان سے ہے یہ بھی
حضرت صلعم کو ملا ہے اور حضرت مختار کیے گئے تھے ملکیت اور عبودیت میں سو حضرت نے عبودیت اختیار فرمائی اگر حضرت
سلیمان کی جن اور ہوا مسخر تھی تو ہمارے حضرت کے حضور میں جن بطوع و رغبت ایمان لاتے تھے اگر حضرت سلیمان جنات سے کام لیتے تھے تو ہمارے
حضرت انسے اسلام لیتے تھے اگر ہوا انکو ایک ماہ راہ لیجاتی تھی اور پھر لاتی تھی کہ غدوہا شہر و رواحہا شہر اسی سے عبارت ہے تو ہمارے حضرت
کیواسطے براق مسخر ہوا کہ عرش سے فرش تک لیگیا اگر حضرت سلیمان کو جنوں کا لشکر ملا تھا تو ہمارے حضرت کو فرشتوں کا لشکر ملا یمددکم
ربکم بخمسۃ آلاف من الملائکۃ سے ظاہر ہے اگر اللہ تعالیٰ نے سلیمان کو چڑیوں کی بولی سکھائی تھی تو ہمارے حضرت کے روبرو گوشت زہر آلود کا
بولنا اور اونٹ کا شکوہ کرنا اور چڑیا کا فریاد کرنا معجزات باہرہ میں ہے چھٹی تناسب اعضا و لطافت تن خوبی شمائل و لطافت بدن
کہ عبارت حسن و جمال سے ہے کہ اسمیں حضرت یوسف علیہ السلام شریک تھے اور حسن کی دو قسمیں ہیں ایک حسن صوری

ملک و سلطنت
حضرت سلیمان

یعنی ظاہری دوسرا حسن معنوی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم باعتبار حسن معنوی بھی انتہی غایت پر تھے کہ انک لعلی
خلق عظیم آپکی شان ہے اور ابو سعید خدری سے بیہقی نے روایت کی ہے کہ ناگاہ میں نے یوسف کو دیکھا کہ فضیلت دیے گئے
ہیں آدمیوں پر اوپر حسن کے مانند لیلۃ القدر اور انس سے ترمذی نے روایت کی ہے فرمایا کہ کوئی نبی نہیں مبعوث ہوا مگر حسین
اور خوش آواز و نبیکم احسن وجہا و احسن صوتا اور قسطلانی فرماتے ہیں کہ اس مقام سے معلوم ہوا کہ حدیث معراج میں
آدمیوں سے مراد غیر نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور مسلم کی روایت ہے کہ ناگاہ یوسف نظر آئے کہ انکو ملا تھا پارہ حسن سے
اور مراد پارہ حسن سے پارہ حسن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے دراصل انکے حسن یوسف سے ایک فتنہ عظیم برپا ہوا
اور حسن آنحضرت سے سیکڑوں نار توڑے اور اگر ملاحظہ چاہئے شریعت حضرت اس جگہ منظور ہے تو درود پڑھکر بنظر امعان
دیکھو اور اسکو پیش نظر رکھو ○ یا الٰہی تیرے عشق کی کھینچی ہے تصویر + تیرے محبوب کی کرتا ہوں میں صورت تحریر + پاک کر
لوث دوعالم سے میری جان کا حریر + جسپر تصویر تیرے دست کی ہو شکل پذیر + کلک صنعت سے مرے جس گھڑی پیدا ہو
حریر + ہو صد اصل علی صل علی ہے تا خیر + سب کہیں مصحف ناحق کی یہی ہے تفسیر + مطلع سیزدہ اختر ہے یہی بدر منیر +
ہے یہی جسکو شہنشاہ امم کہتے ہیں + ہے یہی جسکو شہ لوح و قلم کہتے ہیں + سو قد مبارک میانہ تھا نہ بہت بلند و دراز اور نہ
قصیر و کوتاہ با این ہمہ اس قد کا یہ معجزہ تھا کہ جب لوگوں میں کھڑے ہوتے یا چلتے تو سب سے بلند نظر آتا اور جب مسند
ہدایت اور دعوت پر جلوہ فرما ہوتے تو جماعت حاضرہ سے سر مبارک اونچا دیکھ پڑتا یعنی غیرت حق نے کسی طرح آپکا
ہمسر پیدا نہیں کیا یہانتک کہ قد مبارک کے سایہ بھی نہ تھا کہ اسمیں بھی سایہ ہمسری اور برابری تھا ○ عرش پر سایۂ
محبوب خدا اچھا یا ہے + ہے یہی وجہ کہ اس قد کے نہیں سایہ ہے + اور سر مبارک بھی میانہ نہ بہت بڑا نہ چھوٹا ○ مجھکو ملتا نہیں
اس سر کا کوئی بھی ہمسر + کس سے تشبیہ اسے دوں کہ وہ ہو لائق تر + سو یہ کہتا ہوں کہ وہ سر جو ہے سر حق ہے + نور حق کیسے
سر اس سے یہ الیق ہے + اور بال سر اسر اقبال اس فرق نوری کے گھونگھر والے نہ تو نرم فرو ہشتہ اور نہ بہت پیچدار اور سخت
نہ بالکل کھلے اور نہ از بس اوٹھے درازی انکی تا گوش وگاہے تا دوش اور کبھوں میان گوش و دوش اور دونوں طرف
دو گیسو کبھوں چار اور نور سے چمکتے تھے خوشبوئیوں کی لپٹیں آتی تھیں انکا اعجاز یہ تھا کہ جو کوئی بیمار دھو کر پیتا فورا
شفا پاتا ○ یا رو وہ بال سر دوش جو آجاتے تھے + شب معراج کی صورت کو دکھا جاتے تھے + خوشگاقان جہان کو یہ سنا
جاتے تھے + ہم تھے جو طور پر موسی کو گرا جاتے تھے + ہمکو تیرا نہ سمجھنا کہ تجلی ہیں ہم + دیکھ تو نور کے منھ پر متجلی ہیں ہم +
اور چہرۂ نورانی غیرت جمال الٰہی اور آیت انوار نامتناہی ایسا روشن اور تابان کہ گویا آفتاب اسمیں سیر کرتا ہے نہ تو بہت
گول اور پر گوشت اور نہ بہت لنبا اور بے گوشت بلکہ مائل بتدویر اور رنگت اسکی سفید مائل بسرخی اور چمک نمک ایسی کہ
نظر نہ ٹھہرتی تھی اور شفاف بے جرم ایسا کہ ہر چیز کا عکس اسمیں دیکھ پڑتا بلکہ صفائی اس آئینہ خدا نما کی یہانتک
تھی کہ نور خدا کی صورت اسمیں نظر پڑتی تھی اور عقدہ من رانی فقد رای الحق اس سے کھل جاتا تھا ○ اے محمد تیری صورت

کیا ہی اسہل + ورنہ تھی ذات حذ اعتقاد مالایخل + اور جبین نورآگین انوار حق سے مالامال اور مانند حوصلۂ دل عشاق
واضح وکشادہ جب اُسمین چین پڑتی تو ایسا دکھلائی دیتا کہ تارا چاند کا ہی اور خوشبو اُسکی مشک اور عنبر اور زعفران
اور عطر سے زیادہ کہ عورتین اسکا پسینا لیکر بدن مین ملتی تھین اور بالون مین بجاے خوشبو لگاتی تھین روایت صحیح مین
آیا ہی کہ ایک عورت منجملہ کے اُسکی بیٹی کے نکاح مین خوشبو نہ ملی اُسنے پسینا جبین مبارک کا لیکر اُس عروس کے بدن مین
ملا کہ بدن معطر ہو گیا اور کئی پشت تک اُسکی اولاد کے بدن مین ویسی ہی خوشبو آتی رہی اور بھوین اُنکی پتلی پتلی نہ پیوستہ
نہ جدا بظاہر مین ملی ہوئین دکھلاتین ۔ اُنکی ابرو کو کوئی کہتا ہی طاق ایوان + کوئی کہتا ہی ہلال اور کوئی کہتا ہی کمان
کوئی محراب عبادت ہی کا کرتا ہی گمان + اور کوئی قوس خدا اور کوئی تیغ عریان + صفت ابروے رسول
عربی شاہ جہان + قاب قوسین کہون مین تو یہ ادنی ہی بیان + اور آنکھین سرگین نہ بڑین نہ چھوٹین اُنمین
ڈورے سے سرخ خوشنمائی سے نمودار چشم بد دور نظارۂ حق مین ہر دم سرشار سیاہی اور سفیدی اُنکی بکمال اعتدال
حق بینی مین ہر لحظہ با استقلال بخاری اور مسلم نے ابن عباس سے روایت کی ہی اور بیہقی نے عائشہ صدیقہ سے
روایت کی ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تاریکی مین ایسا دیکھتے جیسا روشنی مین اور پیش رو اور پس پشت برابر
۔ چشم کو جادو نہ کہیو کہ یہ اعجاز ہی + آنکھ آہو نہ سمجھیو کہ فقط ناز ہی + نہ تو نرگس ہی نہ بادام کا انداز ہی یہ
حیا نو صبا و نہ اُسکے تئین شہباز ہی یہ + ہی جو حق بین تو صفت اُسمین خدا ساز ہی یہ + عین عیسی ہی جو اعجاز
سے دمساز ہی یہ + کہ وہ عین علی نام ہی بہر تعبیر + غیر کے قتل پہ ابرو کی کھینچی ہی شمشیر + حقیقت یہ تھی
کہ جسطرح دل حضرت کا احاطہ اور وسعت ادراک معقولات مین رکھتا تھا اسی طرح حضرت کی آنکھ کو احاطہ
اور وسعت احساس محسوسات مین حاصل تھا کہ شش جہت کو حضرت کی نظر مین ایک جہت کا حکم تھا اور قوت باصرہ
ایسی کامل کہ ثریا کے تارے گیارہ یا بارہ دیکھتے تھے اور وقت بناے مسجد مدینہ قبلہ کو بچشم سر دیکھ کر سمت قبلہ
درست فرمائی تھی اور حیا اور شرم آنکھین ایسی کہ ہمیشہ گوشۂ چشم سے دیکھتے اور اکثر نظر اُنکی زمین پر رہتی
اور وقت انتظار جانب فلک اور پلکین اُنکی دراز مثل سائبان بکمال آرایش سے نمایان ۔ یا ہین زیر و زبر
سطور آیات دو قوف + یا ہین محراب مین کعبے کے ملائک کے صفوف + ہین زیارت مین جو تصویر نبی کے
سحر وقت + یہی پڑھتے ہین بصد شوق و بمراتب الوف + برگل عارض جان پرور احمد صلوات + بر دو گیسوے
فرح بخش محمد صلوات + اور گوش مبارک نہایت خوبصورت نہ بڑے نہ چھوٹے دور اور نزدیک سے برابر سنتین اور
خواب و بیداری مین یکسان سماعت کرین چنانچہ ایک دن آسمان کا دروازہ کھلا کہ وہ دروازہ کبھون نہ کھلا تھا اور
ستر ہزار فرشتے واسطے مشایعت نزول سورۂ انعام کے اُترے حضرت نے مجمع صحابہ مین فرمایا کہ اسوقت مین نے
دروازہ کھلنے کی آواز سنی اور پیشانی مبارک بلندی شعاع نور سے اونچی نظر آتی کہ اُسپر نور کا اُبھار رہتا اور رخسارے

از بس نرم و نازک رشک گلہائے بہشت اور آب و تاب سے ایسے چمکتے کہ چاند کی روشنی پر غالب تھے اور دہن مبارک وسیع اور کشادہ خوشنما نہ نہایت تنگ اور چھوٹا بڑا نکتہ یہ ہی کہ وسعت دہنی عرب میں مردون کے واسطے ممدوح ہی اور تنگی دہن عورتون کے واسطے اور جو شعر تنگ دہنی معشوقون کی بیان کرتے ہین تو گویا یہ مراد اُنکے نزدیک عورتون کے حکم مین ہی سہ کیا کہون وصف مہ عارض پر نور جناب ✤ کہ اُسے ماہ بھی کہنا ہی خلاف آداب ✤ آگے خورشید کے کیا مشعل مہتاب کو تاب ✤ ہو جوا ایک جنبش انگشت مین شق مثل سحاب گل بھی کیا کیجے کہ ہی اُسکے پسینے سے گلاب ✤ ہان یہ کیجے کہ بدلے کہنے سے قرآن کا ثواب ✤ یعنی ہی مصورت شاہ عربی حق کی کتاب ✤ دونون رخسار ہین تصفین مساوی بحساب ✤ زیر رخسار مبارک وہ خط ریش لطیف ✤ رحل ہی جسپہ کھلا رکھا ہی قرآن شریف ✤ مصحف رو سے محمد پہ ذرا کیجیو نگاہ ✤ بینی اُسکی ہی الف لام وہ گیسوے سیاہ ✤ ہی دہن میم محمد سخن صدق کی راہ ✤ لام اور میم یہ مدین دو ابروے سیاہ ✤ یہ مقطع ہین حروف اسکی رسالت کے گواہ ✤ معنی اسکے ہین انا اعلم اعلم ہی آلہ ✤ کوہ پر ہوتا یہ نازل تو وہ ہو جاتا کاہ ✤ ہو جو منظور تلاوت تو ابھی بسم اللہ ✤ ہین کھلے احمد مختار کے رخسارے دو ✤ ہی وہ قرآن اُسی کے ہین سیپارے دو ✤ اور دندان نور افشان کشادہ اور روشن وقت کلام اُنسے نور چمکتا تھا حضرت ابوہریرہ فرماتے ہین کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہنستے دیوارین روشن ہو جاتین اور نور دانتون کا ایسا پڑتا جسطرح عکس آفتاب اور حضرت عائشہ فرماتی ہین کہ اکثر عادت حضرت کی تبسم کرنے کی تھی مین نے نہین دیکھا حضرت کو اسطرح ہنستے کہ لہوات کھلائی دین سے کسکا منہ وصف دہن کر سکے اُسکا ترقیم ✤ حرف زن ہووے نہ جبتک کوئی مانند کلیم ✤ دم اعجاز مسیحا کی ہی اُسکی تبسم ✤ کیا ہی وہ غنچہ موہوم کی تصویر تبسم ✤ بوے گل سے کے جہان جا نہ سکے باد نسیم ✤ بلکہ ہی میم دہن لفظ محمد کی میم ✤ ہان یہ وہ منھ ہی کہ جس منہ سے خداوند علیم ✤ کام لیتا ہی ہدایت کا بفیضان عمیم ✤ ہی یہ وہ منھ کہ زبان اسمین خدا کا ہی کلام ✤ یعنی ہی وحی مجسم ہی زبان اُسکا نام ✤ اسمین دندان مبارک جو ہین رکھتے تزئین ✤ درج یاقوت مین جیون سلک گہرہائے ثمین ✤ نے غلط اُس گہر کے تئین نسبت ہی کہین ✤ لفظ اللہ کی دو سطرین قریبے سے قرین ✤ ایک بالا ہی اور ایک سطر ہی اُسکی زیرین ✤ دیکھ کر اُسکا تبسم یہی ہوتا ہی یقین ✤ اسم اعظم کی دو عالم کو کرین ہین تلقین ✤ ایک دندان کی چمک اُسنے دکھائی تھی کہین ✤ غیرت عشق الٰہی نے گوارا نہ کیا ✤ جب تلک سنگ قضا سے اُسے پارہ نہ کیا ✤ اور آواز حضرت نہایت شیرین اور خوش اور بست اور دور اور بے تکلف وہان پہونچے جہان کسی کی آواز ہرگز نہ پہونچے خاصۃً خطبہ پڑھنے مین اتنی بلند ہوتی کہ عورتین اپنے گھرون مین سنتین اور فصاحت اور بلاغت آپکی تو بیان سے باہر تھی حق تعالے نے افصح اور ابلغ آپسا پیدا ہی نہین کیا اور گردن مبارک رشک مینائے بہشت حد اعتدال پر درخشان اور درخشان کہ آئینہ اُسکی صفائی سے

شرمندہ اور حیران گویا چاندی کا ٹکڑا تصویر کا عالم تھا سرو کی جو رضوان نے محمد کے گلے کی تقریر ہوا
طاؤس جنان دام تعجب مین اسیر چھوڑ کر عاقبت الامر دہ جنت کا سرو خاک پر آیا آئنہ ازلی کا نخچیر دیکھی جب جس گلوی سونے
ہی کی تصویر آیا عشق گلے ڈالا گریبان کو چیر دعوای حسن کو سمجھا کہ مری تھی تقصیر حلقۂ چشم ندامت ہوا
پا مین زنجیر کھینچ گردن جو کبھون رقص مین آپ آتا ہی شرم سے پانون پہ سرو ہین جھک جاتا ہی اور
دونون شانے اونچے اُنپر بال اور استخوان شانہ پرگوشت ومضبوط خوبصورتی سے مالامال اور پشت مبارک سفید
وصاف گویا نقرۂ گداختہ اور دونون شانون کے بیچ مین مُہر نبوت اُسپر چند خال اور کئی بال گویا اختر برج وال
اور اُسمین صورت حروف لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ نظر آتے تھے جابر ابن سمرہ سے علامۂ ترمذی نے
روایت کی ہی کہ مین نے دیکھا مابین دونون دوش رسول اللہ مین ایک غدہ سُرخ مانند بیضہ کبوتر اور حافظ
ابن حجر فتح الباری مین لکھتے ہین کہ یہ جو وارد ہی کہ خاتم مانند اثر محجمہ یا مانند خال سیاہ یا سبز تھے اور اسمین
محمد رسول اللہ یا سر فانک المنصور لکھا تھا ثبوت اسکا کما ینبغی نہین ہوتا ہی فائدہ پوشیدہ نہ رہے کہ خاتم نبوت
مین اختلاف ہی اول صورت مین بخاری اور ترمذی مین آیا ہی کہ مانند زر حجلہ تھی یعنی تکمۂ حجلۂ عروس وہو الصحیح
یا مانند بیضہ کبک وہو تفسیر الترمذی اور روایت ترمذی مین ہی کہ اُسپر خال تھے گویا ثالیل سیاہ کہ نزدیک استخوان
دونون شانون کے نمودار تھے اور ثالیل جمع ثولول کی ہی یعنی پارۂ گوشت مانند دانۂ نخود اور روایت
ابی نعیم اور مسلم مین مانند بیضہ کبوتر اور تاریخ ابن عساکر مین مانند بندقہ اور بیہقی کے نزدیک مانند تفاحہ
اور حاکم اور ترمذی کے نزدیک اُسپر بال تھے اور حکیم ترمذی نے اپنی کتاب مین لکھا ہی کہ باطن خاتم مین اللہ
وحدہ لاشریک لہ لکھا تھا اور ظاہر خاتم پر توجہ حیث کنت فانک منصور اور تاریخ نیشاپوری مین ہی کہ گوشت
مین محمد رسول اللہ لکھا تھا کاتب الحروف کے نزدیک یہ اختلاف از قسم اختلاف نہین ہی بلکہ ہر ایک نے بقدر معائنہ
اور حفظ اور اندازہ تشبیہ و تمثیل اپنی فہم کے مطابق بیان کیا ہی دوسرا یہ کہ مُہر وقت تولد سے تھی یا نہین
بعضے قائل باول ہین چنانکہ ابو نعیم نے دلیل مین حضرت ابن عباس سے روایت کی ہی کہ جب حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم پیدا ہوے تو اُنکی والدہ نے ذکر کیا کہ فرشتۂ خدا نے تین مرتبہ اپنے پاس کی پانی مین غوطہ دیا
اور ایک ٹکڑا حریر کا نکالا اُسمین مُہر تھی اُسکو دوش مبارک پر چھاپی اور وہ مثل بیضہ مکنونہ مثل زہرہ چمکتی تھی
اور بعضے کہتے ہین کہ جب اول مرتبہ قصہ شق صدر مبارک واقع ہوا تب فرشتے نے مُہر بھی کر دی تھی تیسرا یہ کہ
مہر مخصوص آنحضرت کو تھی یا اور انبیا بھی اُسکے حامل تھے شواہد المسرات مین لکھا ہی کہ خاتم نبوت مختص آنحضرت صلعم تھی بلکہ
اور انبیا بھی اُسکے حامل تھے مگر یہ کہ خاتم نبوت حضرت از جملہ وصف کمال اور علامات نبوت مین تھی اور وصف آنحضرت اس خاتم سے
کتب سابقہ مین وارد ہی چنانکہ کتاب شعیا مین ہی لیکن اور انبیا کے داہنے ہاتھ مین تھی اور حضرت کے

اختلاف اول

اختلاف دوم

اختلاف سوم

حضرت کی پشت پر مقابل مکان در آمد شیطان کے واقع ہوئی ہے خصائص آنحضرت سے ہے کذا فی المواہب اللدنیہ اور حقیقت یہ ہے کہ
پشت حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی حامل اعبار رسالت اور اثقال نبوت تھی کما قال انا سنلقی علیک قولا ثقیلا اور وہ ودیعت گرانمایہ
و امانت کرامت پیرایہ بوجہ کمال تمام پشت مبارک میں رکھی گئی لہذا اسپر مہر کی گئی بخلاف اور انبیا کے کہ انکو اپنی امانت پر کمال کے ساتھ
امین نہ کیا تھا اور انپر یہ ودیعت ختم نہوئی تھی اس لیے مہر بھی نہ کی گئی کیونکہ وہاں خزانہ نتھا پس یہ مہر علامت حضرت کی معرفت کے لیے
کی تھی تاکہ معلوم ہو کہ یہ وہی پیغمبر ہے جسکی بشارت اگلی کتابوں میں تھی اسمیں خلل و فساد کی گنجائش نہیں ہے یہ تو مہر کیا ہوا ہے اور بغل
مبارک کمال سفیدی سے ہمرنگ تمام بدن کے تھی اور اسمیں مشک کی بو آتی تھی اور سینہ مبارک عریض و چوڑا وفی الجملہ ابھرا ہوا
فقط کیا کہوں میں صفت سینۂ صدر عالم * عالم ذات صدور اسکا فقط ہے محرم * دیکھتے تھے اسے جس وقت حسینان ارم *
شرم سے سینے کے ہوتے تھے پسینے میں تم * اور شکم مبارک نہایت ہموار اور صاف سینے کے برابر اور ایسا نرم گویا مخمل کے ٹکڑے
تہ کیے رکھے ہیں مصرع اہل باطن اسے کہتے تھے فقط نور ہے یہ * اور ایک خط باریک سینے سے تا ناف دستکاری نقاش ازل سے کھنچا
ہوا تھا سوا اسکے چھاتی اور شکم پر کوئی بال نہ تھا گویا یہ نشان شق صدر تھا نظم خط مو سینہ سے تا ناف جو ہے مشک سیاہ *
رشتۂ جان سے ہے شیرازۂ مکتوب آلہ * شاخ سنبل کا ہے یا عکس ہے آئینۂ ماہ * یا سطر کھا سمجھو سبحان اللہ * جسکے ہر دانے سے
دانائے جہان ہے آگاہ * یا شب میں ہے وادی ایمن کی راہ * یا رخ حور پہ ہے گیسوئے مشکین سیاہ * اور نزاکت یہ ہے اس معنی کمر اسکی گواہ
قلم مو سے میں اب لکھتا ہوں تعریف کمر * پر لکھوں کیا میں کہ وہ مو سے بھی ہے نازک تر * وہ کمر جس سے کمر بند گیا صاف نکل * تجھ پر
خواہوں نے شب پٹکے کا کھینچا آنچل * جب بے حرب کمر باندھے وہ سلطان ازل * کھوے جبرئیل کھڑا ہو کے کمر بند کا بل * منطقہ
کھل پڑے ہیبت سے فلک کا اول * اور شجاعان دو عالم کا کہیں دل جائے دہل * مجھکو رکھیے کہ میں یہ کہے تیغ اجل * دشمن
حق پہ میں بن کھینچے ہی پڑتی ہوں اگل * کاٹتی ماہ سے تا ماہی ان میں * آپکی تیغ ہوں اور نہر الٰہی ان میں * اگرچہ حلیہ
مبارک میں کمر کا ذکر نہیں آیا ہے مگر ظاہر ہے کہ جسطرح تمام اعضا حضرت کے معتدل الخلقت و الوضع تھے اسی طرح کمر شریف بھی تھی
اور نازک تھی اور دونوں ہاتھ آپکے دراز اور کلائیاں چوڑی اور ہتھیلیاں پر گوشت اور نرم و نازک ہتھیلی ہوئی خوشبودار اور
انگلیاں دراز اور باریک نہایت خوشنما انھیں انگلیوں سے چاند دو ٹکڑے ہوا انھیں ہاتھوں میں کنکریوں نے تسبیح پڑھی اور
انھیں کی گھائیوں سے پانی ابلا ہے ہاتھ جب کسی بیمار پر پڑا اچھا ہو گیا اور جب کسی یتیم کے سر پر رکھتے خوشبودار ہو جاتا نظم
پنجہ اس نور خدا کا ہجی ہے ید دست ظفر * اسکے مداح کے ہاتھ آیا یہ مضمون دگر * مہر و الطاف سے رکھ دے جو کسی کے سر پر *
اسپہ پنجتن پاک ہوں سایہ گستر * پانچ ارکان ہیں اسلام کے یا پانچ اختر * یا کہ ہیں پانچ نمازوں کے امام رہبر * حافظ
ابن حجر فرماتے ہیں کہ یہ جو مشہور ہے کہ سبابہ دست مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دراز تھا یہ غلط ہے پاے مبارک کا انگشت
سبابہ البتہ دراز تھا اور دونوں رانین و ساقین انہیں لطیف اور باریک نہ دراز نہ عریض و کم گوشت نظم ایک پانچ کی
عرض وہ ہیں یہ فانوس بلور * یہ ہیں صفائی میں جو آئینہ تو ہیں نور میں حور * جادر رحمت و غفران ہیں ہیں دونوں مستور *

بخدا ایسی تھین نورانی کہ چشم بد دور • صدقے پروانہ نمط آپ ہی شمع کافور • سامنے اُسکے کوئی بیٹھ سکے کیا مقدور • ہان پیٹ
جیسا کہ تشہد و امام دو جہان • بیٹھین سب پیچھے بڑا نوسے ادب خرد و کلان • اور قدم مبارک دراز و پر گوشت و انگلیان
دراز اور باریک انمین انگشت سبابہ سب سے بڑا اور خنصر پر گوشت اور پاؤن اوپر سے ڈھلکتے ہوے کہ اوسپر پانی نہ ٹھہرتا اور
ایڑیان پھوئی چھوٹی کم گوشت نظم للہ الحمد قدمبوس ہی ہاتھ لگا • شکر ہے سر مرا افلاک برین پر پہونچا
للہ الحمد ہوئی ختم صفات اعضا • یعنی مین اُسکے سراپا پہ ہوا دل سے فدا • قامت راست کی تعریف
جو باقی ہے دلا • راست بازی کی ہے یہ شرط کہ کرو وہ بھی ادا • نسبت اُس قد سے ہے کس چیز کو جو ورد مین
بنا • الف اللہ کا گر کہیے اُسے تو ہے بجا • عرش پر سایۂ محبوب خدا چھایا ہے • ہے یہی وجہ کہ اُس قد کے
نہین سایہ ہے **فائدہ** ایک مسدس نہایت بلیغ برخوردار مولوی محمد محسن لازال کا سمہ مجتبا اطال اللہ عمرہ نے
اسی عرصے مین حضرت رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کے سراپا مین تصنیف کیا اور درخواست کی کہ اگر
یہ قصیدہ داخل کتاب کیا جائے تو سامعین کتاب کو زیادہ تر موجب فرحت و مسرت ہوگا لہذا احقر نے
اُسکو داخل کتاب کیا

قصیدہ

للہ الحمد شبِ غم نے اُٹھایا بستر
مژدہ اے دل کہ ہوا نورِ خدا پیشِ نظر
مرحبا طالعِ بیدار مبارک ہو سحر
بارک اللہ طبیعت کا ہے رنگ دیگر
گر نہو پاسِ ادب تو مجھے کچھ دعویٰ ہے
سجدے کرتے ہین ملائک مرا وہ رتبہ ہے

لامکان تک لیے جاتی ہے مجھے طبع رسا
ہو رہا ہے صفِ ارواح مین میرا چرچا
بڑھ گیا عرش کے پایہ سے سخن کا پایا
خیر مقدم کی چلی آتی ہے ہر سو سے صدا
بزمِ قدسی کا بلایا ہوا مہمان ہون مین
ملک آنکھون پہ بٹھاتے ہین وہ انسان ہون مین

آج کس دھوم سے خدامِ سخن آتے ہین
تنگیِ بزمِ جہان دیکھ کے گھبراتے ہین
مسندین فکر کی محفل مین بچھا جاتے ہین
گاؤ تکیہ کرۂ ارض کا اُٹھواتے ہین
جشن کا روز ہے معنی کے شہ اقدس کا
اور اونچا کرو خیمہ فلکِ اطلس کا

ہم دکھاتے ہین طبیعت سے تماشے کتنے / عالم نور مین چھوڑ آئے ہین شوشے کتنے
حل کیے غنچۂ خورشید سے نکتے کتنے / عقد پروین سے لکھے ہمنے ستے کتنے

سادہ کاغذ ورق مہر درخشان ہی آج
دست پر نور عطارد مین قلمدان ہی آج

یون خرامندہ بشوخی قلم رعنا ہی / موج ہی جس سے خجل غرق عرق دریا ہی
بال پرواز پری جسکیون پر آڑتا ہی / آہوِ شوخ ہی کیا کبک خرامان کیا ہی

کوئی شاخ آہوؤن کی جلوہ گری مین تو نہین
کوئی سرخاب کا پر کبک دری مین تو نہین

رنگ گلزار معانی کا عجب عالم ہی / غنچے کو دیکھیے تو صبح کا بھرتا دم ہی
برگ گل چاند کے ٹکڑے سے بھلا کیا کم ہی / سرو رعنا نہین آئینہ قد آدم ہی

ہر شجر شمع تجلی ہی لگن تھالے ہین
نام ظلمت نہین اسلیے کے یہان لالے ہین

سطر سنبل گل تر حرف ہی غنچہ نقطا / کاغذ مشق ہی یک بستر چمن کا تختا
طوطی بولا مرے خامہ کا میان شعرا / کیون نہو آج مین لکھتا ہون سراپا کسکا

جسکو گلدستۂ باغ ابدیت کہیے
خندۂ صبح بہار احدیت کہیے

گیسو حور قلم ہو کے بنے خامۂ مو / کہہ دون آراستہ تصویر سخن کے گیسو
کہو رضوان سے کہ لادے مجھے شاخ شبو / کہ شب فکر مین ہو نکہت مشکین ہر سو

منشی دفتر اعلی کا کرم کافی ہی
مشق کرنے کو مرے لوح و قلم کافی ہی

روشنائی کی یہ ترکیب ہی شمع بے دود / جسکی ترتیب کو جبریل امین ہین موجود
گوندہو شجرۂ طوبے کا یہ فقد مقصود / پانی لین چشمۂ کوثر سے گر پڑھکے درود

صورت دیدۂ موسے ہو پرانوار کھرل
شمع سے طور معلے کے آڑائین کاجل

رنگ شنجرف کا بھی اب کوئی سامان کیجے / لالہ زار اپنے سخن کا چمنستان کیجے

خنجر کو سالکِ آب اثر سے مرجان کیجے　　لعل کے واسطے تسخیر بدخشان کیجے

وقت ہے برہمیِ انجمنِ گردون کا
کہ شفق پر بھی ارادہ ہے مرا شبخون کا

اور کاغذ کا تو سب نے عجب انداز کیا　　پردۂ چشم کو قرطاس خدا ساز کیا
کھینچی تصویر اسے جان گہِ ناز کیا　　چوم لون ہاتھ مین اپنے عجب اعجاز کیا

شعلۂ طور کا کاغذ پہ کھنچا نقشا ہے
خاکہ انگارِ کفِ دستِ یدِ بیضا ہے

کیون نہ سو جان سے ہو گلزارِ بہارِ معنی　　محو رنگینیِ تصویر سراپا سے بنی
یہ وہ صورت ہے کہ دیکھی نہ سُنی ایسی کبھی　　تھی یہی شکلِ مقدس کہ ازل مین جو کھنچی

ہاتف سے خامۂ قدرت نے کہا واہ رے مین
بول اٹھا عارضِ پُر نور کہ اللہ رے مین

کیسی تصویر کہ ہے صبحِ بہارِ امکان　　کیسی تصویر کہ ہے آئینہ پردازِ جہان
کیسی تصویر کہ ہے لوح و قلم نور افشان　　کیسی تصویر کہ ہے کلکِ مصور نازان

کیسی تصویر کہ سب صَلِّ علیٰ کہتے ہین
کیسی تصویر کہ سب جَلَّ علیٰ کہتے ہین

کیسی تصویر جسے کھینچ کے نقاشِ ازل　　خود لگا کہنے کہ ہر وصف مین تو ہی افضل
تیری صورت سے کھلے معنیِ ما قلّ و دلّ　　انبیا شرحِ مفصل ہین تو متنِ مجمل

تو ہے خورشید ترے سامنے انجم ہین بنی
تو ہے شمسیہ تصور مین تو سب ہین قطبی

تو ہے داؤدِ نغم تو ہے سلیمان خاتم　　شاکر حیّ ہے تو ذکرِ زکریا ہردم
خلتِ خاصِ خلیل و برکاتِ آدم　　شکرِ یعقوبی و صبرِ دلِ ایوب بہم

حسنِ یوسف دمِ عیسیٰ یدِ بیضا داری
آنچہ خوبان ہمہ دارند تو تنہا داری

بولے جبریل کہ تجھ پر ہوئی ختمِ تکمیل　　آدم و نوح کے بخشے تجھے اوصافِ جمیل
خضر و الیاس کا رتبہ شرفِ اسماعیل　　اور سدا اسکے بھی اے سروِ قدِ باغِ خلیل

حسن یوسف دم عیسیٰ ید بیضا داری
آنچہ خوبان ہمہ دارند تو تنہا داری

دین یکا را کہ مرے گھر مین اُجالا کر دے
مشل مروے کے پڑا ہون مجھے زندہ کر دے
طالع خفتہ کو بیچشم زلیخا کر دے
دستگیری مری فرما مجھے برپا کر دے

حسن یوسف دم عیسیٰ ید بیضا داری
آنچہ خوبان ہمہ دارند تو تنہا داری

کیون جہانگرد ہون کنعان سے تو سودا ہی مجھے
ضبط ہی گرسے اعجاز مسیحا ہی مجھے
طور پر جاؤن تو ناحق کا بھٹکنا ہی مجھے
سچ تو یہ ہی کہ ترے گھر مین کمی کیا ہی مجھے

حسن یوسف دم عیسیٰ ید بیضا داری
آنچہ خوبان ہمہ دارند تو تنہا داری

واہ تصویر ہی بس حق کی قسم یہ تصویر
بسکہ آئینۂ وحدت مین ہی منقسم یہ تصویر
ہی دل وجان رسل مخشر آدم یہ تصویر
عالم نور ہی سرتا بہ قدم یہ تصویر

سایہ زیبا ہی نہ تھا آپکی قامت کے لیے
روشنائی تھی یہی مہر نبوت کے لیے

جسم محبوب خدا نور کا اک پتلا ہی
اُسکی قامت کو بھلا سایہ مناسب کیا ہی
سایۂ حق وہ شہ منزلت طٰہٰ ہی
سچ ہی محبوب جو لاثانی ہو وہ یکتا ہی

لاکھ عاشق ہون مگر لطف وہ محبوب نہیں
ظل جو ہو تو ہو پر ظل نبی خوب نہیں

قد کے اوصاف رکھو یاد تو بولو یہ خدا
آپ آئینۂ باطن سے ہوئا کرکے فدا
سجدہ سہو مین الٰہی عبادت مین ہوا
انّی وجّہت کر و نیت نماز مین سے ادا

آنکھ کھڑے ہو سبیٔ تعظیم و دم طاعت ہی
یہی تکبیر مین عشاق کی قد قامت ہی

عرش پہ کرسی بچھائے ہو مرا ذہن رسا
اہ فلک ذکر پر اندازہ ہمت ہی بجا
اب یہان آ مضمون ہی کہ وہی ہو جی
تو وطوبیٰ و من و قامت محبوب خدا

قد سب سنا یہ مری چشم تمنا مین رہے

سایہ طوبیٰ کا ترے عالم بالا مین رہے

راستی جو ہر آئینۂ ایمان ہی دلا — کہ دے ایمان سے کہ وہ قد ہی الف ایمان کا
دیکھے دونون الف اُسکے تو کھلا یہ نکتا — ایک احمد کا الف ایک احد کا ٹھہرا

سرایان حدوث و قدم اول کو عبور
دوسرا وادی ایمن مین ہی شمع سر طور

سر اقدس ہی حباب لب دریائے قدم — دُرّۃ التاج ہی اِس بحر کا یہ قطرۂ نم
میم احمد کا ہی دامانِ احد سے منضم — یون حدوث اور قدم آکے ہوے ہین باہم

قطرہ بگریست کہ از بحر جدائیم ہمہ
بحر بر قطرہ بخندید کہ مائیم ہمہ

لیے امت کے گناہ آپنے اپنے سر پر — بخشش حق ہو نہ ہمسر متوجہ کیونکر
دن گنے جاتے ہین کب روز شمار آئے نظر — زلف مشکین کو دکھا کر جو کہین پیغمبر

ہان چلو حشر کے بازار کا سودا دیکھو
نقد سرمایۂ امت کا سیاہ دیکھو

سایہ ہی فرق ہمایون پہ جناب حق کا — پر و بال افرشتہ پر نہین کھولے ہی ہما
عالم غیب کا سردار ہوا جلوہ نما — نہین سرکار یہ سلطان حبش کی حاشا

کشور کاکل پہ پیچ و خم سرور ہی
نہ ختن ہی نہ خطا ہی یہ عنبر سر ہی

خوشنویس ازلی کا ہی وہ پرزور قلم — کہ ہر اک حرف ہی اُسکا سند مستحکم
اہل ایمان کے لیے موے سر شاہ امم — خط گلزار مین ہی سر خط گلزار ارم

کوچۂ خلد نظر آنے لگا دنیا مین
خوب فردوسیہ لکھا ہی خط طغرا مین

رُخ پُر نور کا ہی کاکل شبگون سے ظہور — دیکھ لو دامن موے سر کے تلے شعلۂ طور
سنبلے مین ہی عیان جلوۂ ماہ پُر نور — ابر رحمت مین ہی خورشید قیامت مستور

شب معراج مین ہی شمع تجلی روشن
لیلۃ القدر مین ہی نور الٰہی روشن

وصف پیشانی مین ہوتا ہی قلم سر بہ زمین
مصحفِ کل ہی رُخ حضرت کا نسخۂ دین

لوح بسم اللہ ابرو جسے کہیے بہ یقین
سورۂ فاتحہ مصحف کل ہی وہ جبین

گلشن عالم تنزیہ رُخ زیبا ہی
اس گلستان مقدس کا یہ دیباچا ہی

ہین دو ابروے سیہ زلف جبین انور
نقشہ ابرو کا دکھائے جو عطارد لکھکر

طاق ایوانۂ خورشید کے آتے ہین نظر
مہ نو تیغ سے مریخ کی ہو دو پیکر

خواب مین بھی جو وہ زہرہ سی جبین پیش آئے
مشتری طالع کنعان کی زحل ہو جائے

دیکھو ہم پہلو پیشانی انور ابرو
ابروے دم خنجر ہین معتبر ابرو

ہین اسی آئینۂ صاف کے جوہر ابرو
موج دریاے شجاعت ہین سراسر ابرو

مہ کامل مین مہ نو کی یہ تصویرین ہین
یا کھنچی معرکۂ بدر مین شمشیرین ہین

ایک رگ مخفی ہی ما بین دو ابروے سیاہ
طرفہ تشبیہ پہ پہونچی ہی سخندان کی نگاہ

گر نظر آتی ہو وقت غضب شاہنشاہ
الف اسم چھپائے ہوے ہی بسم اللہ

لفظ معنی مین عجب ابروؤن کے طاق ہوے
الف طاق چھپا یا تو عدو طاق ہوے

رگ جو کانٹا ہی تو شاہین ترازو ابرو
آنکھ پڑ جائے اگر جانب است سر مو

مردمک سنگ ہی اور پلہ ہی چشم دکھو
صاف رکھی رہے میزان قیامت کیسو

آپ پلے پہ ہمارے ہون تو کیا کھٹکا ہی
مردم چشم کہین ہمنے اسے تولا ہی

طرفہ مضمون ہی مجھے پیش نظر ہو آگاہ
ایسی نرگس کہین دیکھی ہی نہ بادام سیاہ

منظر چشم نبی پر بھی ذرا کیجے نگاہ
چشم بد دور عجب آنکھ ہی ماشاء اللہ

لاکھ اگر اچھی سی اچھی کوئی تشبیہ کہے
چشمکین مارے سخنگو نظر فہم کہے

اک نیا نسخہ نکالون دل پر جوہر سے

صفحے پر سیم کے لکھین جسے آب زر سے

پلکین اکسیر کی ہوتی ہین شنا اگر سے ۔ ہو یہ چشم پہ ہر آنچ ترنج انور سے

صدقے ہو دولت بیدار ترے سونے کے
دیکھیے آنکھون کے نہین ڈھیلے ہین یہ سونے کے

گوشۂ ابروے پر نور پہ زلف شب اسا مستور ۔ آنکھین دھوکے سے بھی دیکھے تو سحر ہو کافور
رنگ کا اسکے صبا سنبل کے چمن مین مذکور ۔ کہے گل سے کہ ہوا ہو نہ ٹھہر میرے حضور

گوہر وصف سے گر دامن دریا پر ہو
یون صدف سے کہے موتی کہ بس اب چل دور ہو

سر فلک گوش قطب گرچہ یہ تشبیہ ہے تیز ۔ چشم کا ہے یہ اشارا کہ کرو اس سے گریز
ہے زمین کعبۂ ابرو کی بڑی مردم خیز ۔ رخ کے میدان مین ہر اک ذرہ ہے شمس تبریز

گوش و بینی کو یہی دیکھ کے سب کہتے ہین
قطب و صاحب انفاس یہان رہتے ہین

بینی اقدس شاہنشہ عالی منظر ۔ آب آئینۂ رخسار کی موج انور
خوبرو لی کا بلندی پہ ہمایون اختر ۔ یوسف حسن کا معراج ہے یا پیش نظر

صفحۂ خد مبارک پہ الف بینی ہے
دیکھنا عارض انور کا خدا بینی ہے

صورت چشمۂ کوثر ہے لب جان پرور ۔ نخل بادام وہ بینی ہے لب کوثر پہ
شاخ اس نخل کی ابروے جناب اطہر ۔ اور اس شاخ مین عینین مبارک ہین ثمر

دل عارف اسی کے سایہ مین دم لیتا ہے
نور ایمان اسی سایہ کے قدم لیتا ہے

چشمۂ مہر سے اس بحر مین اب رونق ہے ۔ صفحۂ ماہ کہ انگشت قلم سے شق ہے
وصف رخسار ادا کرنے کا مجبر حق ہے ۔ رنگ رخسار سحر سامنے جسکے فق ہے

مطلع صبح بیاضی ہے کہ نورانی ہے
حسن مطلع پہ مگر فرد ہی لاثانی ہے

روبرو آئے جو آئینہ تو اک سکتا ہو ۔ شمع کے بھی دھوئین اڑ جائین جو کچھ دعوا ہو
شامت آجائے جو خورشید کو یہ سودا ہو ۔ صبح ہو جائے قمر حسن پہ گر بھولا ہو

۱۰

حشر برپا ہو جو کنعانی مقابل آئین
چرخ پر سورج یوسف کو ملک لیجائین

روبرو جلوۂ خورشید کے سایا کیا ہو
سامنے شمع منور کے اندھیرا کیا ہو
عاقلو غور سے دیکھو کہ یہ نکتا کیا ہو
آنکھ ہونے مین بھلا آپکے شبہا کیا ہو

کوئی تدبیر تو پڑھنے کی بجا ہی نہ رہی
نور رخسار سے حرفون مین سیاہی نہ رہی

لب جان بخش کی تشبیہ دم عیسے سے
وہی نہ دم دیتے رہے لاکھ مسیحا [illegible]
آب حیوان نہ کہا خضر نے گو چھینٹے دیے
اب فقط رہ گئے خورشید کے جھوٹے شوشے

کہون یاقوت تو وہ باتین بیان پائی نہین
لعل سمجھون تو آنکھین مری ٹھہرائی نہین

فکر وصف در دندان مین کٹا سارا دن
رات بھر تارے ہی گنتے رہے بیٹھے [illegible]
کبھی تشبیہ نہ ہوا اسکی صدف تک ہرگز
یون ثابت ہو کہ ستارے ہین روشن [illegible]

غور سے دیکھیے تو شیشے کے یہ پیالے ہین
یا لب ساغر افلاک [illegible]

قطرہ جب سائل تشبیہ ہوا دریا [illegible]
[illegible]
پانی پانی مین ہوا جوش عرق سے گہر
معنی ثان طلب [illegible]

کہ درین قطرۂ سائل نم الا قہر نیست
ور نہ در یتیم آیۂ الا قہر نیست

یک تبسم ہی کلید در جنت ہے یہان
ہوئے غفار کے دندانۂ تشدید عصیان
نامۂ بخشش امت ہے جو حضرت کی زبان
لفظ اللہ سے مرنا ہے ہو سلک دندان

نامہ ملفوف لبون مین ہے یہ طرز دلخواہ
ہے لفافے پہ خط پشت لب انشا اللہ

راہ جو ان کے اسرار دہن کسنے بیان
مل گیا خاک مین جو چشمۂ آب حیوان
[illegible] جگر تک دندان
درج یاقوت مین ہے آتش حسرت کا دھوان

[illegible] کا آنکھ اگل کی [illegible] چھوٹی

منھ پہ پسینے کے ہوائی پہ ہوائی چھوٹی

کوئی کہتا ہی کہ اُسکو شکرستان کہیے
خضر بولے کہ اُسے چشمۂ حیوان کہیے
کوئی کہتا ہی ملاحت کا نمکدان کہیے
اور سلیمان نے کہا خاتم یزدان کہیے

ہی جگہ مشتہر اُسکا لقب تاج کیا
حق تعالیٰ نے اُسے صاحب آذان کیا

غنچہ نے بیش کیے گرچہ ہزاروں مضمون
ہین شگاف قلم صنع اُسے کیوں نہ کہوں
گفتگو اسمین ہی بولی مری طبع موزون
جس سے ظاہر ہوا اسرار خفی کن فیکون

شعرا نے اُسے کیا جانیے کیا کیا سمجھا
اسم اعظم کا مگر ہمنے سمت سمجھا

ریش مرسل کو نبوت کا رسالا کہیے
سر فرمان خدا کا خط طغرا کہیے
آتش خط شکست دل اعدا کہیے
کلک تقدیر کا یا خط شفیعا کہیے

اسکی رو داری سے اللہ نے بخشا ہمکو
ہی شفاعت کی سند خط شفیعا ہمکو

رخ پُر نور ہی قرآن کا پہلا صفحا
مشکل از بسکہ تھا مضمون دہن کا نکلتا
ہاتھ سے اپنے جسے خاص مصنف نے لکھا
اِس لیے حاشیہ لکھا ہی خط رنگین کا

رخ جو ایمان ہی تو اک جزو ہی یہ ایمان کا
ہی نیا حاشیہ یہ منہیہ ہی قرآن کا

نگہ پاک الف صاد ہی چشم زیبا
چہرے پر ہی خط گلزار سے یعنے لکھا
لام گیسو ہین سر مونہین کچھ فرق صلا
کہ وہ ہی اصل سبب خلقت دین و دنیا

جمع خاطر ہو تو یکجا یہ مضامین کیجیے
دیکھیں تضمینین بہت یک نئی تضمین کیجیے

پردۂ کعبہ ہی گیسوے حبیب یزدان
اسمین پاکیزہ مصلا ہی نگہ کا دامان
اور محراب حرم کا ہی اُس ابرو پہ گمان
مردم چشم ہی بیٹھا ہوا اک ناظرہ خوان

زیر رخسار مبارک وہ خط ریش لطیف
رحل ہی جسپہ کھلا رکھا ہی قرآن شریف

لو لگائے ہی یہی روشنی طبع ولا — شمع کافوری گردن کا دکھائے جلوا
نہین پروانگی پاتی ہی مگر فکر رسا — پر یہان جلتے ہین جبرئیل کے اندیشہ کا

سرفرازی اسی گردن کو بہت زیبا ہی
آتش حسن گلوسوز کا یہ شعلا ہی

بارک اللہ وہ گردن ہی کہ فوارۂ نور — جس سے ڈوبی عرق شرم مین ہر شمع طور
کسی مینا و صراحی کا یہان کیا مذکور — بزم تنزیہ کی کہیے اسے میناے طہور

جسکی کیفیت اگر دیدۂ باطن مین آئے
خلد مین مشربۂ دیدار حق آبخورہ ہو جائے

بال گردن پہ جھک آئے تو ہوا یہ روشن — کہ شب فکر مین افروختہ ہی شمع سخن
ہی تجھے کس لیے ای خامۂ ایجاد الجھن — انتخابی ہین سب اشعار بیاض گردن

ہر شب ورد وحیہ آشفتہ بسر می بردی
تا کہ مسودۂ گیسو بہ بیاض آوردی

صفت مہر نبوت کا بیان ہو کیونکر — خامشی مہر دہن اور سخن ہی ششدر
مہر کی پشت کے فقرون سے یہ حق نے لکھ کر — کہ ہوا نامۂ پیغامبری ختم اسپر

ہوے کافر بھی جو سیہ دل تھے گمراہ
ختم اللہ علی قلبہم انا للہ

مہر انور کے جو معلوم ہوے حرف تمام — کلمہ اس سے نمایان تھا نہین اسمین کلام
راست ہی دعوی مقبولی دین اسلام — ایک ہی مہر شہادت مین لکھے ہین دو نام

نئے انداز کی یہ مہر ہوئی عالم گیر
ایک سکہ مین محمد نام شہنشاہ و وزیر

دست رنگین کی صفت بار خدا یا کیا ہی — شاخین نکلین جو کہون شاخ گل رعنا ہی
طوطی ناطقہ اس باغ مین چپ رہتا ہی — بلبل طبع کو غنچے کی طرح سکتا ہی

ہاتھ باندھے ہوے جبریل کھڑے رہتے ہین
دست گلچین کو یہان دستۂ گل کہتے ہین

ہاتھ کھینچے ہوے ہی رنگ حنائی کا فوق — قلم انگشت ششم ہی کف افسوس ورق

کلک مداح نے جب صفحہ کو بخشی رونق ہوگیا سینۂ عطارد کا بھی حسرت سے شق

رنگ و بو ظاہر و باطن کی سب اچھا ہوکر
مرے ہاتھون پہ تصدق ہوئے گجرا ہوکر

بند دست آپکا ہی یا کوئی نغمہ کا بند طبع استاد ازل بھی ہی عجب نازک بند
انگلی ہر ایک ہی وہ مصرع موزون و بلند انگلی رکھ سکتے نہین جسپہ کہین دانشمند

مجکو مخمس صفت پنجۂ اقدس بس ہی
اس مسدس کے شرف کو یہ مخمس بس ہی

گو کف دست منور کو مین کہتا ہون ماہ غور کیجے تو یہ تشبیہ نہین خاطر خواہ
مہر انور ہی ہتھیلی سہ لو ناخن شاہ دونون جسوقت مقابل ہوے اللہ اللہ

ہمنے یہ معجزۂ عقد انامل دیکھا
یک گھڑی مین مہ نو کو مہ کامل دیکھا

کون لکھے صفت سینۂ صاف سرور دست بر سینہ ہین حسرت سے یہان جن و بشر
اور کہتے ہین فرشتے بھی یہ حیران ہوکر لوح محفوظ ہی یا عرش ہی بندا پیش نظر

صحن ایوان رسالت کا عجب سینہ ہی
صورت علم لدنی کا یہ آئینہ ہی

صاف ویسا ہی نبی کا بر سیمین شفاف جیسے نقطون سے حروف کی صدر کہا ہی [illegible]
ہان گر سینے سے ہی اک خط مشکین تا ناف جسکو کہتا ہی سخنور کشش مرکز کا [illegible]

صدر پر نور کے شق ہونے کی تمثال ہی یہ
عقل کہتی ہی وہ آئینہ ہی اور بال ہی یہ

مخزن گوہر اسرار شب اسری ہی شرح صدر شہ عالی کا یہ اک نکتہ ہی
جو کہ لبریز لطافت ہی یہ وہ چشمہ ہی جسمین امواج لطافت ہین یہ وہ دریا ہی

خط نہین سینے مین شاہنشہ بحر و بر کے
عنبرین موج ہی یہ بحر مین گوہر کے

گرچہ پرواز مین اندیشہ ہی بال جبرئیل اور اجزاے صفا مین ہی [illegible] اسرافیل
[illegible] نازک سی کمر کی تمثیل ہوگیا ہم عدد لفظ عدم لفظ عدیل

قاف تک ہمنے بہت کاف کمر ڈھونڈھا ہی
کمرین دیکھی ہین پر ایسی کمر عنقا ہی

ہیچ اس جا ہی کسی تیغ و کمر کا مذکور
تا کمر غرق عرق ہوگئے سب اہل غرور
اسکے اوصاف ہین مشہور میان جمہور
سامنے اسکے کوئی باندھے کمر کیا مقدور

سنکے اوصاف شجاعان جہان گھبرائین
چیتے میدان مین جو آئین تو ہرن ہوجائین

لاخط نسخ مین لکھو تو کہون اک نکتا
واہ کیا کمرون پر یہ خط نسخ کھنچا
لام الف کا ہی تقاطع وہ کمر صل علا
کمر یار کو معدوم ہی سمجھے شعرا

نہین ثابت قدم اس نفی سے استثنا بھی
یہ وہ لا ہی کہ نہین جس سے بچا الا بھی

سر عالم ہی فدا اسے قدم پاک نبیؐ
ہاتھ آیا ہی جو کاغذ تو یہ حسرت ہی نئی
وصف مین جسکے سخندان کا لگا گھٹنے جی
نہین چلتا ہی گلی پاسے قلم مین مہندی

سر بہ زانوے ادب آکے سخنگو بیٹھین
فکر عالی کے فرشتے بھی دو زانو بیٹھین

دیکھیے کیا اسے شمشاد و صنوبر سے مثال
سرو جنت سے نکل آئین پے استقبال
چمنستان ارم اسکے قدم سے ہی نہال
کہے سبزہ کہ مجھے شوق سے کیجے پامال

مثل بلبل کے سر راہ بچھائین گل چشم
فرش فردوس گلابی ہو تو ہو بلبل چشم

شور ہی عالم بالا پہ قد رعنا کا
ساق ہی نخل تمنا ملأ اعلا کا
سر افلاک ہی فدا یہ قد والا کا
خاک پا غازہ ہی حورون کے رخ زیبا کا

رکھ دیا آپنے جس فرش پہ دو بار قدم
بڑھ گیا پایہ مین وہ عرش سے بھی چار قدم

بزم مین تذکرہ پاے نبیؐ گر سن پائے
ناخن پا جو ذرا عقدہ کشائی پر آئے
شمع گور شک سے جلجائے مگر سر اٹھائے
گرہ ابروے خوبان کی حقیقت کھلجائے

ماہ نو گر کہین ہمچشمی کا ارمان کرے

تا نہ چشم فلک مین خلش تان کرے

تو مبارک ہو قدمبوسی حضرت محسن ۔ کسکو ہوتی ہی نصیب ایسی سعادت محسن
اب نہین باقی ہی کچھ خواہش ہمت محسن ۔ آرزو اتنی ہی بس روز قیامت محسن

سر کے بل جاؤن جو نقش قدم سرور ہو
صاف محشر کی زمین رکھ لون اٹھا کر سر پر

ہی یہ اُمید کہ جب گرم ہو بازار نشور ۔ یون کہے بادشہ بارگہ عالم نور
لو سرا پا ہمین تم دو عوض حور و قصور ۔ مین کہون واہ مجھے یہ نہین ہرگز منظور

سفت حاضر ہی مگر اسکی یہ تدبیر نہین
کھوٹے دامون بکے یوسف کی یہ تقصیر نہین

علیہ اشرف نسل آدم — صلی اللہ علیہ وسلم

ساتوین صبر کہ حضرت ایوب علیہ السلام اسمین شریک ہین کہ اللہ صاحب فرماتے ہین انا وجدناہ صابرا اور ہمارے حضرت کو فرمایا فاصبر کما صبر اولو العزم من الرسل یعنی ٹھہرا رہ جیسے ٹھہرے رہے ہین ہمت والے رسول مگر صبر آنجناب صبر ایوب سے زیادہ تر تھا چنانچہ آنحضرت صلعم فرماتے ہین ما اوذی نبی قط کما اوذیت یعنی تکلیف نہین دیا گیا کوئی نبی ہرگز جیسا کہ مین تکلیف دیا گیا اور یہ ظاہر ہی کہ تکلیف روحانی و جسمانی جسطرح کی حضرت نے کافرون اور اپنے ہمسایون اور یگانون سے اٹھائی ہی ہرگز کسی پیغمبر نے نہین اٹھائی باینہمہ بد دعا نہین فرمائی اس مقام سے جان لینا چاہیے کہ ایذائین لسانی تین قسم کی ہوتی ہین ایک یہ کہ اُسکے معبود اور مرشد اور اُستاد اور پیر کے حق مین طعن کی زبان دراز کرے یہ ایذا رسانی نہایت سخت ہی دوسرے یہ کہ خاص اسی شخص کے حق مین زبان طعن دراز کرے تیسرے یہ کہ اسکے زن اور فرزند اور دوست اور آشنا کے حق مین طعن کرے ان علاقون کے سبب سے انکی طعن بہت رنج و ملال کا سبب پڑتی ہی اور ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تینون قسم کی ایذائین اپنی امت کی بدبختون اور منافقون اور کافرون سے انتہا درجے کی پہونچین بخلاف اور نبیون کے کہ منجملہ انکے ایک قسم یا دو قسم کی ایذا مین مبتلا ہوے تھے اور تفصیل اُسکی یہ ہی کہ اول قسم کی ایذا یہ تھی کہ آپکی رنج دہی کے واسطے اللہ جل شانہ کے حق مین کافرون نے اس طرح کی بے ادبیان کین کہ جسکے سننے سے بدن کے بال کھڑے ہو جاتے ہین چنانچہ بعضون نے کہا کہ حق تعالی جل شانہ جورو لڑکے رکھتا ہی اور بعضون نے کہا کہ شیطان خدا علی الاکبر خلق کو گمراہ کرتا ہی اور بعض طعن کے طور پر کہتے تھے کہ محمد کا خدا کہتا ہی کہ میرے محتاج بندون کو کھانا کھلاؤ اور

بیان ایذا دہی رسول مقبول از کفار وغیرہ

زکوٰۃ ادا کرو اس سے معلوم ہوا کہ وہ فقیر ہی اور ہم غنی ہین اور سوا اسکے اکثر کلمات کفر کے کہا کرتے تھے
اور قرآن شریف کے حق مین عجب طرح کے احتمالات فاسدہ اور خیالات واہیہ باندھا کرتے تھے اور دین و
ملت مین طرح طرح کے شبہات نکالا کرتے تھے چنانچہ بعضے کہتے تھے کہ اگر یہ قرآن خدا کا کلام ہوتا
تو ایک ہی مرتبہ نازل ہوتا یہ کیسا کہ شاعرون کے طور پر کسی دن کوئی غزل اور کسی دن رباعی
کسی دن قطعہ کبھی قصیدہ کبھی مستزاد تیار ہو کے اترتا ہی اور بعضے کہتے ہین کہ اپنی طرف سے جھوٹ
باندھ لیا ہی اور بعضے کہتے تھے کہ یہ شخص مجنون ہی بیفائدہ ہذیان بکا کرتا ہی اور بعضے کہتے تھے
کہ ہم ہرگز نہ مانینگے اس قرآن کو اور نہ اگلی کتابون کو اور بعض کہتے تھے کہ یہ سحر ہی اور بعض
کہتے تھے کسی کاہن کا کلام ہی اور اکثر مذبوح کی حلت اور میتہ کی حرمت مین تکرار کیا کرتے تھے
کہ اپنے ہاتھ کے مارے ہوے کو حلال اور خدا کے مارے ہوے کو حرام کہتے ہین یہ بات لغو و
بے معنی ہی اور اسی طرح کی اور واہیات بے سروپا بکا کرتے تھے اور حضرت جبرئیل علیہ السلام کے
حق مین کہ منصب استادی کا رکھتے تھے یہودی طرح طرح کی بے ادبیان کرتے تھے اور فرقہ
روافض سے کہ غرابیہ تھے قائل تھے کہ وحی علی کے واسطے آئی تھی جبرئیل نے محمد صلعم کو پہونچائی اور
دوسری قسم کی ایذا جو خاص حضرت کی ذات پاک سے متعلق تھی وہ یہ تھی کہ آپکو ساحر اور شاعر
اور دروغ گو اور دیوانہ کہا کرتے تھے اور ہجو کیا کرتے تھے اور آپکا نام ابن ابی کبشہ رکھا تھا یعنی
اپنے رضاعی دادا کا بیٹا ہی اسی کی خو بو اختیار کی ہی اپنے باپ دادا کے طریقہ سے پھرا ہوا ہی تو گویا
انکی اولاد نہین ہی اور یہ بھی کہتے تھے کہ اگر یہ پیغمبر ہی تو فقیر مفلس کیون ہوا اور اگر وحی آنے مین چند
روز کا وقفہ ہوتا تو طعنہ دینا شروع کرتے اور کہتے کہ اللہ نے انکو رخصت کیا اور اللہ انسے بیزار ہوا اور شعرین
ہجو مین بناتے اور مغنیون سے مجلسون مین طبلے سارنگی کے پر گواتے تھے اور تیسری قسم کی ایذا جو آنحضرت کے
اہل و عیال سے متعلق تھی یہ تھی کہ مدینے کے منافق اور فاسق اور خیبر اور فدک اور نضیر اور قریظہ کے یہودی
حضرت کے خویش و اقربا اور یارون اور دوستون کے حق مین طعن اور تشنیع کے مضمون بنایا کرتے تھے
یہانتک نوبت پہونچی کہ آپکے حرم محترم کے حق مین بے ادبیان کین اور آپکی زوجہ طاہرہ مطہرہ کو زنا کی
تہمت لگائی نعوذ باللہ من ذلک اور آپکی وفات کے بعد اس امت کے گمراہون اور منافقون نے حضرت کے اہل بیت
اور اصحاب کے حق مین کوئی بات اٹھا نہین رکھی کہ اقوال روافض اور خوارج سے بخوبی ظاہر ہی معاذ اللہ من ذلک

پس آنحضرت صلعم کا فرمانا کہ ما اوذی نبی مثل ما اوذیت باحسن وجوہ صادق آیا با این ہمہ حضرت صلعم نے تحمل فرمایا اور
اپنے موذیون کے حق مین بددعا نہ کی اور دعوت خلق الی الحق سے منہ نہ موڑا اللہم صل علیہ اجزہ عنا افضل ما جازیت

تبیّنا عن امتہ اور یہ جو مشہور ہی کہ الرسول خیر خواہ و دشمنان سو چاہئے حضرت رسول مقبول کا حال ہی کہذا ذکرہ
استاد الاستاذ فی تفسیرہ آٹھویں عبادت ملی کہ حضرت یونس علیہ السلام اسمین شریک ہین بلکہ حضرت صلعم کا
دستور تھا کہ ہر دم ذکر حق مین مشغول رہتے تھے کوئی وقت حضرت کا رائگان نہ جاتا تھا اور سورۂ مزمل کی
تفسیر آنجناب کی عبادت جاننا چاہیے وبس اور دوسرے وہ فضائل ہین کہ اُنمین کوئی شریک نہین اول انواع
ولایات یعنی قرب و منزلت رب العالمین و تصرف و حکومت از ارض تا اعلیٰ علیین ولہذا وارد ہوا ہی ولایۃ النبی
افضل من نبوتہ یعنی جہت ولایۃ نبی کی کہ عبارت معاملہ راز و نیاز حضرت بے نیاز سے ہی طرف نبوت سے کہ متعلق
احکام مالک کارساز سے مراد ہی افضل ہی دوسرے محبوبیۃ مطلقہ کہ عبارت مقصود اور مطلوب مالک مطلق سے ہی
اور مقبول مطلق البتہ محبوب مطلق ہی کیونکہ محبوبیۃ لازم مقبولیۃ ہی تیسرے رویت حق بچشم سر جو سے تھے قرب تمام
کہ قاب قوسین او ادنیٰ اُسی کی تفسیر ہی پانچوین شفاعت کبریٰ کہ مقدمہ اسکا نجات انبیا ہی تجلی جلالی حضرت کبریا سے
اور خاتمہ اُسکا اخراج عاصیان ہی دوزخ یا سزا سے چنانچہ صحیح بخاری وغیرہ کتب معتبرہ حدیث مین وارد ہی اور
خلاصہ اُسکا یہ ہی کہ قیامت کے دن بسبب درازی اُس دن کے اور شدت گرمی کے اور انواع انواع تکلیفونکے
لوگ بہت گھبرائینگے اور نوبت یہانتک پہونچیگی کہ کہینگے چاہے دوزخ ہی کا حکم ہوجائے اس پریشانی سے تو نجات ملے
آپسمین مشورہ کرینگے کہ اب کوئی شفیع قائم کرنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کی حضور مین سفارش کرکے نجات دلوائے اور آدم
صفی اللہ سے تا حضرت عیسے روح اللہ سب کے پاس جائینگے اور شفاعت کے واسطے عرض کرینگے وہ سب کہینگے
لست ہناکم یعنی میرا یہ رتبہ نہین ہی آخر بایماے روح اللہ حضرت حبیب اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی حضور مین آوینگے
اور درخواست شفاعت کی گذرانینگے آپ فرماوینگے انا لہا مین اس کام کے لیے ہون اور آپ اسوقت خدا کی
حضور مین سجدہ کرینگے اور اُسمین محامد الٰہی بیان کرینگے اللہ صاحب فرماوینگے یا محمد ارفع راسک سل تعطہ واشفع تشفع
یعنی اے محمد سر اُٹھاؤ جو مانگوگے ملیگا اور جسکی شفاعت کروگے قبول ہوگی آنجناب سر اٹھاوینگے اور کہینگے امتی امتی قرآن
ایسے پیغمبر رؤف رحیم کے کہ ایسے وقت مین کہ اللہ جل شانہ غضبناک ہوگا اور سب پیغمبر اولو العزم خوف سے تھرتھراتے
ہونگے اور آپ بے تکلف کمر شفاعت کی باندھینگے اور اپنی امت کی درخواست مغفرت کرینگے پس اس مقام مین قائم ہونا اور
خلائق کو ہول قیامت سے چھڑانا اور پھر دوزخ سے نجات دلوانا اسی کا نام قائم ہونا مقام محمود مین ہی کہ ارشاد ہوتا ہی
عسیٰ ان یبعثک ربک مقاماً محموداً الغرض اللہ جل شانہ بندون کا حساب کرکے بہشت اور دوزخ کا حکم جاری کریگا اور
جملہ مواطن اور مقامات محشر کے طے ہونگے اور آنجناب صلعم اپنی امت کی رفاہ ہر جگہ چاہینگے جو لوگ بسبب شامت اعمال کے
دوزخ مین پڑینگے اُنکے واسطے حضرت فرماویگا کہ جسکے دل مین جو برابر ایمان ہو اُسکو دوزخ سے نکال لیجاؤ آنجناب
موافق حدیث کو کے دوزخ سے نکال کے بہشت مین داخل کرینگے پھر آپ سجدہ کرینگے اور محامد الٰہی بیان کرینگے حکم ہوگا کہ

بیان عبادت حضرت صلعم
بیان فضائل جو آنحضرت سے مخصوص ہین
بیان شفاعت کبریٰ

محمد سر اٹھاؤ جو مانگو گے ملیگا آپ سر اٹھا کر کہینگے یا رب امتی امتی پھر اللہ تعالی حد مقرر کریگا کہ جنکے دل مین رائی برابر ایمان ہو انکو دوزخ سے نکالو پھر آپ انکو نکال کر بہشت مین داخل کرینگے پھر حضور مین خداوند تعالی کی سجدہ کرینگے اور حمد الٰہی بجا لاوینگے ارشاد ہوگا کہ ای محمد جو کچھ مانگو گے پاؤگے اور جسکی سفارش کروگے قبول ہوگی آپ سر اٹھا کر کہینگے یا رب امتی امتی پھر اللہ تعالی یہ حد مقرر کریگا کہ جنکے دل مین بقدر ذرہ ایمان ہو اسے دوزخ سے نکال لیجاؤ آپ دوزخ پر جا کے اس حد کے موافق نکال کے داخل بہشت فرماوینگے آخر کار کوئی جہنم مین نرہیگا مگر وہ لوگ جنکا خاتمہ ایمان پر نہین ہوا اور مستحق خلود ہین اللہم اجعل آخر کلامی اشہد ان لا الہ الا اللہ و اشہد ان محمدا رسول اللہ وارزقنی شفاعۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پوشیدہ نرہے کہ بروز قیامت شفاعت آنحضرت بارہ طرح پر ہوگی اول شفاعت کبری کہ اسکا بیان ہوا دوسری شفاعت ادخال فی الجنہ بلا حساب یہ بھی خاصہ حضرت ہی تیسرے شفاعت منع دخول دوزخ سے بعد حساب باوجود استحقاق چوتھی شفاعت اہل جنت رفع درجات مین پانچوین شفاعت بعض کفار تخفیف عذاب مین یہ وہ لوگ ہین کہ حامی اور محب حضرت نبوی مین جسطرح ابوطالب وغیرہ چھٹی نقل موازین مین کہ وزن اعمال کے وقت شفاعت امت فرماوینگے ساتوین مسامحت حساب ایک گروہ مین آٹھوین شفاعت تجاوز تقصیرات اور نقصان طاعات اور عبادات مین نوین شفاعت اہل اعراف دسوین شفاعت اطفال مشرکین گیارھوین شفاعت اہل بیت بارھوین شفاعت اہل مکہ و مدینہ وطایف اور ابن حجر نے شفاعت زایرین قبر شریف اور شفاعت مجیبین اذان اور سائلین وسیلہ و فضیلہ اور مقام محمود نوع پنجم مین داخل کی ہی جدا نہین لکھی اور اس قسم کی شفاعتون مین بعضون نے اور انبیا علیہم السلام اور اولیا کرام اور علماے ذوی الاحترام اور صلحاے عظام کو بھی شامل کیا ہی کہ یہ بھی طفیل حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بہرہ اندوز ہونگے حضرت استاد الاساتذہ رحمۃ اللہ علیہ تفسیر ہدی للمتقین مین تحریر فرماتے ہین کہ تیسرا فرقہ معذبین کا ہی کہ بقدر رسوخ گناہون کے انپر عذاب ہوگا یہانتک کہ انبیا اور اولیا اور علما اور شہدا اور ملائکہ کی شفاعت سے نجات پاوینگے اور حدیث شریف مین ہی کہ سورہ بقر اور آل عمران قیامت کے دن دو بادل خواہ دو سائبان سیاہ کی صورت پر آوینگی انمین ایک نور درخشان ہوگا یا مانند دو غول پرند جانورون کے صف باندھکے آوینگی اور اپنے قاریون کی شفاعت مین اصرار کرینگی یہانتک کہ انکو بہشت مین پہونچا دینگی اور ابن مردویہ اور اصفہانی اور دیلمی سے بروایت حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما منقول ہی کہ فرمایا حضرت صلعم نے کہ ملائکہ بیت اشرف کو مانند دولھن میدان قیامت مین لاوینگے اثناے راہ میری قبر پر گذرینگے تو بیت اللہ بزبان فصیح کہیگا السلام علیک یا محمد مین جواب مین کہونگا وعلیک السلام یا بیت اللہ تو بیان کر کہ میری امت نے تجھسے کیا سلوک کیا اور تو انسے کسطرح روبرو خدا پیش آویگا بیت اللہ شریف جواب دیگا کہ ای محمد صلی اللہ علیک وسلم جو کوئی تمہاری امت سے میری زیارت کو آیا ہی اسکو مین شفیع کافی ہون آپ اسکی طرف سے مطمئن رہین اور خاطر جمع رکھین اور جو کوئی میرے پاس نہین آسکا اسکی لیے آپ شفاعت فرماوین اور کفایت کرین قربان اپنی جان و مال و اولاد و احفاد سے ایسے پیغمبر عاشق امت گنہگار پر کہ جسکو ہر دم اور ہر لحظہ اسی کا خیال لگا رہتا ہی اللہم صل علی الرسول الکریم بالمؤمنین رؤف رحیم اور حضرت رئیس المحققین مولانا رفیع الدین محمد شاہ

قدس سرہ نے قیامت نامہ مین نہایت تفصیل سے حال شافعین لکھا ہی اور فرماتے ہین کہ بحکم حضرت رسول مقبول اولیا اور علما اور صلحا
اپنے جان پہچان لوگون کی شفاعت فرماوینگے اور دوزخ سے نکلوا ئینگے **فائدہ** اس مقام پر قیامت کا بیان کسی قدر ضرور ہوا
بس اول حقیقت قیامت سے آگاہ ہونا لازم پھر آثار صغری اور علامات کبری سننا واجب ہی سو حقیقت قیامت کی یہ ہی کہ
وہ دن یوم جزا ہی اسدن سارے شبہات رفع ہو جائینگے مظلوم اپنی داد پائینگے ظالم کو سزا ملیگی بادشاہون کا عجز ظاہر ہوگا انبیا
علیہم السلام نفسی نفسی پکارینگے اور اولیا ردی ہو نگی کسی کو کسی کی پروا نہوگی کل نفس بما کسبت رہینۃ کا ظہور ہوگا کوئی کسی کے
کام نہ آویگا لا ینفع مال ولا بنون کا نقارہ بجیگا اسدن سلطنت کا مالک خدا ہی اور شفاعت کی راہ پر سالک محمد مصطفی مگر کوئی
تاریخ اور وقت مقرر نہین ہی لوگ اپنے دنیا کے کام مین مصروف ہونگے کہ دفعۃً قیامت آجائیگی چنانچہ صحیح مسلم مین حضرت ابوہریرہ
رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت قائم ہو جائیگی حالانکہ مرد اونٹنی دوہتا ہوگا اور نہ پہونچا ہوگا
برتن اسکے منہ تک کہ قیامت آجائیگی اور دو مرد خرید و فروخت کرتے ہونگے کپڑے کی سو وہ خرید و فروخت نہ کرنے پاوینگے ہونگے
کہ قیامت آجائیگی اور مرد اپنا حوض درست کر رہا ہوگا سو اسکو درست کرکے نہ پھرا ہوگا کہ قیامت آجائیگی اور احادیث صحیحہ
بلکہ قرآن مجید سے ظاہر ہی کہ علم قیامت کا سوا اللہ تعالی کے کسی کو خلائق علوی و سفلی مین سے حاصل نہین چنانچہ فرمایا
کہ یسئلونک عن الساعۃ ایان مرسہا قل انما علمہا عند ربی لا یجلیہا لوقتہا الا ہو یعنی تجھکو پوچھتے ہین قیامت کس وقت ہی اسکا
ٹھہراؤ تو کہہ اسکی خبر تو ہی میرے رب ہی کے پاس وہی کھول دکھاویگا اسکو اپنے وقت پر اور جو علامہ جلال الدین سیوطی نے
جامع صغیر مین نقل کیا کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے الدنیا سبعۃ آلاف سنۃ انا فی آخرہا الفا یعنی عمر دنیا کی سات ہزار برس کی ہی
اور مین انمین سے پچھلے ہزار مین ہون سو اس حدیث کو طبرانی نے معجم کبیر مین اور بیہقی نے دلائل مین ضحاک بن زمل جہنی سے
باسناد واہی روایت کیا ہی اور مناوی نے کہا کہ اس حدیث مین کچھ شک نہین ہی اور الفاظ اسکے مصنوعہ اور تلفیق کیے ہوئے ہین
اور ابن اثیر وغیرہ نے کہا ہی کہ الفاظ اسکے موضوع ہین اور جو حدیثین علامہ موصوف رسالۃ الکشف عن مجاوزۃ ہذہ الامۃ الالف مین
نقل فرماتے ہین وہ ضعف سے خالی نہین ہی اور جو حکیم ترمذی نے نوادر الاصول مین کہا کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کی
کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ شفاعت قیامت کے روز میری امت مین سے ان لوگون کے واسطے ہی کہ گناہ کبیرہ کرکے
بے توبہ مرے ہین پس یہ لوگ جہنم کے باب اول مین ہونگے کہ چہرے انکے سیاہ ہونگے اور آنکھین انکی نیلی ہونگی اور انکو طوق پہنائے
جاوینگے اور شیاطین کے ساتھ زنجیرون مین باندھے جائینگے اور منگرزون سے مارے جائینگے اور ہنکا کر جہنم مین ہانکے جائینگے انمین سے
بعضے وہان ایکساعت رہکر نکلینگے اور بعضے ایکدن اور بعضے ایکماہ اور بعضے ایک سال واطولہم فیہا مکثا من یمکث فیہا مثل الدنیا
منذ یوم خلقت الی یوم افنیت و ذلک سبعۃ آلاف سنۃ وذکر بقیۃ الحدیث یعنی سب سے زیادہ ٹھہرنے والا وہان اس امت مین سے وہ شخص ہی
کہ دنیا کے برابر وہان ٹھہریگا ابتدائے پیدائش دنیا سے انتہائے فنا تک اور یہ سات ہزار برس ہین الخ سو یہ حدیث حسن ہی درجہ اسکا
صحیح و ضعیف کے درمیان ہی اور جلال الدین سیوطی نے اسکو جامع صغیر مین نقل کیا ہی اسکے معنی صاف صاف بے غبار و کدورت

بیان احوال قیامت اجمالا

[illegible]

حضرت مولانا استاذنا محمد رفیع الدین محدث دہلوی نے اسطرح بیان فرمائے ہین کہ اس تکلف تاویل اور توجیہ کی ضرورت نہین رہی چنانچہ فرماتے ہین کہ مضمون اس حدیث کا فہم فقیر مین موافق محاورے لوگون کے ہے کہ عمر کسی چیز کی بیان کرتے وقت گذشتہ کا بیان کیا کرتے ہین پیدائش سے موت تک حساب نہین کرتے ہین اور اس جگہ اب مین دو احتمال ہوتے ہین مثلاً ایک شخص کہ چھٹے سال کو تمام کر کے ساتوین مین داخل ہوا کبھی اسکو شش سالہ بولتے ہین باعتبار استکمال کے اور کبھی ہفت سالہ کہتے ہین باعتبار دخول کے پس مراد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ ہے کہ حضرت آدم سے اسوقت تک چھ ہزار برس پورے ہو کر ساتوان ہزار شروع ہے کہ مین ساتوین ہزار مین ہوا ہون پس افق استعمال دوم کے دنیا ہفت ہزار سالہ ہے اور جو کوئی کہے کہ ہم لوگون کو تمام عمر کا علم وقت موت تک نہین ہوتا اسلیے وقت کلام تک بولا کرتے ہین اور شاید حضرت کو انتہاے دنیا وقت قیامت تک معلوم ہوئی اس لیے تمام عمر دنیا وقت انقطاع نوع انسانی تک بیان فرمائی تو دفع اس شبہہ کا یون ہوتا ہے کہ احادیث صحیحہ اور نص قطعی سے بخوبی ثابت ہوا ہے کہ خلائق علوی اور سفلی کو علم قیامت کا حاصل نہین ہے پس اس مقدمہ مین حضرت اور دوسرے لوگ برابر ہین چنانچہ حضرت جبرئیل نے قیامت سے سوال کیا تو حضرت نے جواب دیا کہ ما المسئول عنہا باعلم من السائل اور اہل کتاب کو تعیین ایام ماضیہ مین اختلاف ہے اہل اس بلاد سے صاحب تقویم التواریخ اور اہل شام سے صاحب تاریخ بیت المقدس نے تحقیق کی ہے کہ ولادت باسعادت آنحضرت کی ہبوط آدم علیہ السلام سے بعد چھ ہزار ایک سو تریسٹھ برس کے ہے ۶۱۶۳ اب سات ہزار برس سے متجاوز ہوے واللہ اعلم اور کتنے باقی ہین اور قیامت کب ہے کہ عندہ علم الساعۃ لا یجلیہا الخ انتہی تقریرہ آپ دریافت ہوا کہ حدیث حکیم ترمذی مین لفظ منذ یوم خلقت الی یوم افنیت کا مندرج فی الحدیث ہے کہ کسی راوی نے اپنی فہم کے موافق لفظ مثل الدنیا کی تفسیر کے واسطے اضافہ کر لیا ہے اور درج کلام راوی اور کمی بیشی الفاظ کی اس حدیث مین کچھ عجب نہین ہے اسواسطے کہ الفاظ حدیث کے محققین کے نزدیک مخلوط او غیر محفوظ ہین چنانچہ سراج منیر شرح جامع صغیر مین لکھا ہے کہ الدنیا سبعۃ ایام من ایام الآخرۃ اسکو دیلمی نے مسند فردوس مین انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا اور یہ حدیث ضعیف ہے واللہ اعلم آپ بخوبی ظاہر ہوا کہ وقت و تاریخ قیامت کسی کو معلوم نہین مگر آثار و علامات اسکے البتہ کتب تفسیر و احادیث مین مذکور ہین چنانچہ آثار صغری یہ ہین کہ جن بات کا اللہ و رسول نے حکم دیا اسکو نہ ماننا اور علم دین کو گھٹنا اور علم دنیا کا بڑھنا مذاہب باطلہ کا رواج پانا اور احادیث و اخبار کاذبہ کا سننا اور ارازل کا ذی شوکت ہونا اور اشراف کا غربت و افلاس مین مبتلا ہونا اور دشنام بجاے سلام و کلام بزرگون پر تشنیع و اتہام والدین کی نافرمانی برداری بیبیون کی ابرار اولاد بیبیون کی کثرت باندیون سے اکثر مردون کو مردون سے القیام عورتون کو عورتون سے کام سو یہ سب آثار نمودار ہین اہل عبرت کے لیے قیامت کے یہی آثار ہین الٰہی صدقے اپنے حبیب کے ہمکو خواب غفلت سے بیدار کر سعد السعادات مین ہے کہ سواے علامات مذکورہ اور بھی آثار صغری ہین کہ ہنوز ظاہر نہین آگے بڑھ کر ظاہر ہونگے چنانچہ وان من قریۃ الا نحن مہلکوہا قبل یوم القیامۃ او معذبوہا عذابا شدیدا کان ذلک فی الکتاب مسطورا کی تفسیر مین وقت قرات حضرت امیر المومنین علی مرتضی علیہ السلام نے فرمایا کہ ملک شام کو ارمنی تباہ کرینگے اور عراق کو حبشہ زنگ خاک سیاہ والے ہاتھون روم کا ملک برباد ہوگا اور ترکون کا کوفہ مین ظلم پیدا و بلخ برید مین مانند

سمرو بلخ ہجوم لائینگے کاشغر کو کفار ہندستان لینگے ہندوستان مین خانہ جنگی بہت ہوگی اور بدخشان مین رزق کی تنگی سنجار اسمرقند کو
اہل چین غارت کرینگے چند طرازکو کفار سیدین بلا عمارت ظلمیون کے سبب سے خاریاب ویران محل بوم ہوگا غوریون کے باعث سے
طوس بیچراغ نامعلوم آذربایجان اور اصفہان مین قحط پڑیگا فارس وکرمان مین موت کا جھنڈا گڑیگا اور مینہ اور روم مین بجلی
کوندے گی نیشاپور اور کہستان کو باد سموم روندے گی بصرے مین باران کی کثرت ہوگی اور مصر مین نیل دریا کے طوفان کی شدت
بغداد مین دجلہ کا طغیان ہوگا خراسان مین انواع امراض کا اعلان سعد مین علی الاتصال اولے پڑینگے ہرات مین مار زہر دار
سر بازار اڑینگے یمن مین ملخ کا بڑا زور ہوگا سرخس مین آوازون ہولناک کا شور مادر دیو کے بدن کو کیڑے کھائینگے اہل عبرت
انھین باتون سے گھبرائینگے اللہم احفظنا وسائر المسلمین برحمتک یا ارحم الراحمین اور آثار کبری بارہ ہین ایک حضرت امام مہدی
علیہ السلام کا ظہور اسم پاک انکا محمد اور مان کا نام آمنہ اور باپ کا نام عبد اللہ ہوگا اور تمامی صورت اور اکثر سیرت مین حضرت
رسول مقبول کے مشابہ ہونگے البتہ زبان مین لکنت کسی قدر ہوگی مولد آپکا بعض قرائے یمن ہوگا اور مخرج اشرف کعبہ معظمہ
خروج کے وقت سن شریف چالیس برس کا ہوگا اور آپ سید بنی فاطمہ مین سلسلہ نسب جناب حسن مجتبی سبط اکبر سے ملتا ہے
بحر العلوم مولانا عبد العلی قدس سرہ الولی نے فتح الرحمن مین افادہ فرمایا ہے کہ اسکا یہ سبب ہے کہ ہرگاہ جناب علی مرتضی علیہ السلام کے
سبط اکبر حسن مجتبی علیہ السلام خلیفہ برحق ہوے بعد چھ مہینے کے آپنے صیانۃ لدماء المسلمین خلافت کو ترک کیا صلح کے بعد یہ عہدہ
معاویہ کو دیا اسواسطے حکمت الہی مقتضی ہوئی کہ خلافت کی انتہا آپ ہی کی نسل مین ہو تا حق بحق دار پہونچے دوسرے دجال
بد مآل کا خروج ہے اسکے باپ کا نام صائد یا صیاد ہے اور مان کا نام کیا ہے نہ یا قطانہ داہنی آنکھ کا کانا ٹینٹ ابھرا ہو جیسے انگور کا
دانا گھونگھر والے بال قوم کا یہودی بدخصال پیشانی پر مرقوم ک ف ر مولد اسکا مزرعہ شعب مین حارث مدینے سے دو فرسنگ
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مین پیدا ہوا فاروق اعظم نے مارنا چاہا حضرت نے منع فرمایا کہ یا عمر لن تستطیع ان تقتلہ الا اللہ وہ لعین
مشرق یعنی خراسان سے آخر زمان مین نکلیگا دین کے کامون مین حاجی ہوگا پہلے شعبدے اور استدراج کے زور سے نبوت کا
دعوی کریگا پھر الوہیت کا دم بھریگا بخاری اور مسلم مین فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا جانتے ہو
کہ مین نے کسواسطے تمکو جمع کیا ہے اصحاب نے کہا کہ اللہ اور اسکا رسول دانا تر ہے حضرت نے فرمایا البتہ قسم خدا کی نہین مین نے
جمع کیا خوشخبری سنانے کو نہ ڈر سنانے کو ولیکن مین نے جمع کیا تمکو اسواسطے کہ تمیم داری ایک نصرانی مرد تھا سو آیا اسنے
بیعت کی اور مسلمان ہوا اور پیچھے سے ایسی بات کہی جو موافق پڑی اس بات کے جو مین تمسے کہا کرتا تھا مسیح دجال کی
خبر سے اسنے مجھسے یون کہا کہ وہ شخص یعنے تمیم داری سوار ہوا سمندر کے جہاز مین تیس آدمیون کے ساتھ جو لخم اور
جذام کی قوم سے تھے سو انسے ایک مہینے لہر کھیلا کی سمندر مین یعنے طوفان رہا پھر وہی لوگ جا لگے ایک ٹاپو سے
سورج ڈوبتے پھر وہ جہاز سے چھوٹی کشتی مین بیٹھے اور ٹاپو مین داخل ہوے سو ملا انکو ایک جانور بھاری
دم بہت بالون والا کہ اسکا آگا پیچھا دریافت نہوتا تھا بالون کے ہجوم سے لوگون نے کہا ای کمبخت تو کیا چیز ہے [illegible]

[illegible]

[illegible]

اسنے کہا مین جاسوس ہون لوگون نے کہا جاسوس کیا اسنے کہا اے قوم چلو اس مرد پاس جو دیر مین ہے اس لیے کہ وہ
تمھاری خبر کا بہت مشتاق ہے تمیم نے کہا جب اسنے مرد کا نام لیا تو ہم اس جانور سے ڈرے کہ شیطان نہو تمیم نے کہا
پھر ہم چلے دوڑتے ہوے یہان تک کہ دیر مین داخل ہوے تو ہمنے دفعۃً ایک بڑا قد آور آدمی دیکھا کہ ہمنے ویسا خلق
اور ایسا سخت جکڑا ہوا نہ دیکھا تھا کبھی کہ جکڑے ہوے ہین اسکے دونون ہاتھ گردن کے ساتھ درمیان دونون زانوون کے
دونون ٹخنون تک لوہے سے ہمنے کہا اے کمبخت تو کیا چیز ہے اسنے کہا تم قابو پاگئے میری خبر پر یعنی میرا حال معلوم
ہوجائیگا اب تم کہو کون ہو کہا ہم عرب ہین سمندر مین سوار ہوے تھے اور اس کیفیت سے تجھ تک آئے ہین پھر
اس مرد نے کہا خبر دو بیسان کے نخلستان سے ہمنے کہا کونسا حال پوچھتا ہے اسنے کہا پھلتا ہے یا نہین ہمنے کہا
پھلتا ہے اسنے کہا خبردار ہو کہ عنقریب وہ نہ پھلیگا پھر اسنے کہا طبرستان کے دریا کا حال کہو اسمین پانی ہے ہمنے کہا
اسمین بہت پانی ہے اسنے کہا تھوڑے دنون مین سوکھ جائیگا اسنے کہا زغر کے چشمے کا کیا حال ہے اسمین پانی ہے
اور اسکے پانی سے کھیتی ہوتی ہے لوگون نے کہا ہان اسمین بہت پانی ہے اور وہان کے لوگ اس سے کھیتی کرتے ہین
اسنے کہا خبر دو عرب کے پیغمبر سے کہ اسنے کیا کیا لوگون نے کہا مکہ سے نکلا ہے اور اترا مدینے مین اسنے کہا کیا
اس سے عرب لڑے ہمنے کہا ہان اسنے کہا کیونکر انکے ساتھ پیش آیا ہمنے کہا غالب آیا اپنے گردو پیش کے عرب پر
سو انھون نے اطاعت کی اسکی اسنے کہا یہ بات ہوچکی ہمنے کہا ہان اسنے کہا خبردار ہو کہ البتہ یہ بات انکے حق مین
بہتر ہے کہ اسکے تابعدار ہون اور البتہ مین تمکو اپنی خبر بتلاتا ہون کہ مین مسیح ہون یعنی دجال تمام زمین کا پھرنے والا
عنقریب ہے کہ مجھکو نکلنے کی اجازت ہو جب نکلونگا تو چھوڑونگا کسی گانو کو مگر یہ کہ اسمین اترونگا چالیس رات کے اندر
سواے مکے اور مدینے کے کہ وہان جانا مجھپر حرام ہے اور جب قصد کرونگا تو ایک فرشتہ شمشیر برہنہ لیے روکیگا اور
ہر ایک ناکے پر فرشتے ہونگے جو چوکیداری کرینگے پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی لٹھین غایت منبر پر ٹکورا دیا
کہ یہی مدینہ ہے یہی مدینہ ہے خبردار ہو کہ بھلا تمکو مین اس حال سے خبر دے چکا ہون اصحاب نے کہا ہان حضرت نے فرمایا
مجھکو اچھی لگی تمیم کی بات کہ موافق پڑی اسکے جو مین کہا کرتا تھا خبردار ہو کہ البتہ دجال دریاے شام یا دریاے یمن مین
نہین بلکہ وہ پورب کی طرف ہے اور اشارہ کیا پورب کی طرف یہ بات اسی وقت وحی سے معلوم ہوئی لہذا تاکید
فرمائی کہ جانب مشرق ہے حضرت مولانا رفیع الدین محدث دہلوی نے لکھا ہے کہ دجال کی سواری کا گدھا عجائب
مخلوقات سے ہوگا کہ اسکے مابین دونون کانون کے فاصلہ ستر باع کا ہوگا جیسا کہ بیہقی نے روایت کیا ہے اور باع
چار ہاتھ کو کہتے ہین مراد اس سے طوالت و کثرت جسامت ہے اور مسلم و ترمذی کی روایت مین ہے کہ صحابہ نے التماس کیا
یا رسول اللہ دجال کی تیز رفتاری کیسی ہوگی فرمایا جسطرح ابر باران کہ اسکے پیچھے ہوا ہو کہ اسکو چلاوے کاتب
اور ان کے نزدیک خلاصہ روایات یہ ہوا کہ زمانہ دولت دجال چودہ مہینے ہونگے چودہ دن اوپر اسمین مع لشکر

اور ونہار رو ٹیون وغیرہ کارخانون کے تمام دنیا کو سوائے حرمین شریفین کے روندیگا اور تمام لشکر اسکے ہمراہ ہوگا کیونکہ
ہر یکے مینی دو گوش گدھے پر سوار کسی ملک مخالف مین اگر جائیگا تو مع عزکنے کے مارا پڑیگا اور روایات احادیث سے معلوم
ہوتا ہی کہ مع خدم وحشم وساز وسامان پھر آکریگا تو اب ضرور ہوا کہ تمام لشکر کو ایسی سواری بادرفتار درکار ہوگی کہ اشن شیطانی
دور کے برابر پہونچ سکے پھر ایسا مرکب دنیا مین نظر نہین آتا کہ اس سامان فرعونی اور لشکر شیطانی کو ہمرکاب ہو سکے مگر
دجالی گاڑی کہ قبل از ظہور اس ملعون کے تمام دنیا مین شاید پھیل جاوے اور اسی کو ابر پرباد سے مشابہت صوری بدرجہ
کہ سجاس ساٹھ گاڑی کا ان ایک جسم ہو کر مانند بادل کے دوڑتی ہین اور چال اس گاڑی کی حسب ارشاد رسول مقبول ہوا کی
چال ہی کس واسطے کہ ہندوستان کی گاڑی کہ ابھی بہت تیز چلائی نہین جاتی ہاکہ تیس میل صرف ایک ساعت مین جاتی ہی اور
ولایت مین حسب بیان اہل فرنگ ساٹھ میل جاتی ہی اور اب ایسی کلین ایجاد ہوئی ہین کہ اس سے تیز تر ہو جاوے پس حساب چال
ولایت سے صبح سے دوپہر تک چھ ساعت مین تین سو ساٹھ میل چلیگا اور دوپہر سے شام تک بھی اسی قدر اور بحساب کل جدید کے
اس سے بھی زائد ہو جائیگی اور یہی ہوا کا بھی حال ہی چنانچہ قرآن مجید سے واضح ہی کہ ولسلیمان الریح غدوہا شہر ورواحہا
شہر یعنی مسخر کیا ہمنے ہوا کو سلیمان کے واسطے صبح کی منزل اسکی ایک ماہ اور شام ایک ماہ کہ ہمنے حضرت سلیمان کے حال مین تصریح
لکھا ہی مگر یہ بات جدا ہی کہ یہان حاجت کلین بنانے اور سڑک نکالنے اور لوہا بچھانے اور آگ سلگانے کی اور دیگر مصائب کی نہین
یہی حکم الٰہی بطاعت والنس ونیز وہ سب دست بستہ فرمان بردار تھے اور ایک تازیانہ آتشین لیے شیاطین پر موکل تھے
اور اگر سرمو تجاوز کرین سخت سزا دین انجام یہ گاڑی ریلوی بھی گویا آثار قیامت سے ہوئی اور بسبب [illegible] قبل ظہور دجال
عالم مین پھیلانا شروع کیا ہی شاید سو برس مین تمام عالم مین پھیل جائے تیسرے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول کہ جامہ
زعفرانی پہنے ہوے دو فرشتون کے کندھون پر منارہ شرقی مسجد جامع دمشق پر عصر کے وقت آسمان سے آئینگے زوال
انکا یا ہوا دیکھا آسپر ہو کے تشریف فرما ہونگے چوتھے یاجوج ماجوج کا خروج یہ قوم جو ہر بن یافث بن نوح کی اولاد ہی اسکی نسل
بہت ہوئی عبد اللہ بن عمر فرماتے ہین کہ تمامی بنی آدم دس جزو ہین از انجملہ نو جزو یاجوج ماجوج اور ایک جزو تمام عالم
انکے قامت چالیس گز ایک بالشت تک ہین کان اتنے بڑے کہ ایک کو بچھاتے ہین اور ایک کو اوڑھتے ہین زیادہ تفصیل انکی
احوال سکندر مین لکھی گئی ہی انمین چار بادشاہ ہین طولان [illegible] طارون [illegible] قر بلاد شمال کے کنارے ہفت اقلیم سے باہر انکا
ملک ہی سکندر ذوالقرنین نے دیوار آہنی قلعہ کوہ کی مقدار ساٹھ گز کے موٹی انکے گرداگرد اٹھادی ہی اسمین محصور ہین نکلنے
پہنچنے سے معذور قیامت کے قریب وہ دیوار ٹوٹیگی پانچوین چھٹی ساتوین خسوف ثلثہ کا حدوث ایک مشرق مین ایک مغرب مین ایک
جزیرۃ العرب مین آٹھوین دخان کا نشور کہ یوم تاتی السماء بدخان مبین یغشی الناس اسی کا اشارہ ہی نوین رات کی درازی
دسوین مغرب سے آفتاب کا نکلنا گیارھوین دابۃ الارض کا ظاہر ہونا بارھوین [illegible] سے گیا تیرھوین اہل [illegible]
غلبہ [illegible] چودھوین آتش عظیم کا [illegible] آثار قیامت کے [illegible]

خروج یاجوج ماجوج

ظہور پائینگے کفار ہجوم لائینگے اشرار دھوم مچائینگے سلطان روم کو نصاری سے مقابلہ پیش آئیگا فتح نمایان کے بعد سلطان شہید ہوگا نصاری کا عمل خیبر تک پہنچ جائیگا اہل اسلام بتلاش امام مدینہ منورہ مین آئینگے آخر آپکو مکہ معظمہ مین طواف کرتے پائینگے بیعت کی شرط بجا لائینگے اس ہنگام مین ہر طرف سے ندا ہوگی ہذا خلیفۃ اللہ المہدی فاستمعوا لہ واطیعوا ابدال دین و اولیاے روے زمین حاضر ہونگے عرب اور عجم کے لوگ جمع ہونگے اُدھر نصاراے شام با ہزاران از دہام بڑھینگے ادھر امام عالی مقام با حتشام تمام آنپر چڑھینگے دمشق مین مقابلہ ہوگا ایک گروہ نامرد اُسوقت آپکے لشکر سے نکل کر بھاگ جائیگا حدیث مسلم سے معلوم ہوتا ہے کہ انکی توبہ کبھی قبول نہوگی اور بقیہ جوان مرد رزم کش میدان نبرد خوب لڑینگے اور نصاری پر غالب آئینگے تین دن تک ادھر شربت شہادت کی سبیل جاری رہیگی اُدھر اعدا کے سر پر شکست بھاری رہیگی چوتھے دن اہل اسلام فتح پائینگے نصاری بد انجام اسقدر مارے جائینگے کہ ریاست کی بو انکے دماغ سے نکل جائیگی بقیۃ السیف فرار کی راہ پکڑینگے امام عالیمقام جانب قسطنطنیہ متوجہ ہونگے دریاے روم پر پہنچ کر ستر ہزار بنی اسحاق کو استنبول پر روانہ کرینگے اور یہ جماعت تکبیر گویان با عظمت و جلال چلیگی کہ تکبیر کی بزرگی سے دیوار شہر پناہ خود بخود گر جائیگی بے مشقت و تکلیف قلعہ استنبول ہاتھ آئیگا اور بند و بست بقاعدہ اسلام ہوجائیگا جب چھ سات برس ظہور امام سے گذرینگے دجال بد مآل جانب مشرق سے ایک آگ شعلہ زن بنام دوزخ اور ایک شے گلشن بنام بہشت کہ نفس الامر مین دوزخ بہشت ہے اور بہشت دوزخ سرشتہ اور تودہ نان اور شیر مال اور آب شیرین کی پکھال ہمراہ ہوگی اور خوارق عادات بنا بر آزمایش خلق اللہ اُسکے ہاتھ سے ظاہر ہونگے ابر سے پانی برسائیگا زمین سے زراعت اُگائیگا اُسکے حکم سے اشجار پھل لائینگے ہوا اُسکی فرمانبردار ہوجائیگی کہ انمین ستر ہزار یہودی اصفہانی ہونگے اور ایک لاکھ چالیس ہزار یہودی مقدمہ و ساقہ لشکر ہوگا اور قدریہ و جبریہ اور سائر اہل ہوا اسکے تابعین بیشمار ہونگے اور یہ سب اور فرق ضالہ کے توابع ابن سبا مردود زیادہ ہونگے اور کلیہ کل شی یرجع الی اصلہ اسوقت بخوبی صادق آئیگا الغرض دجال بیحیا مع گروہ اشقیا و ملعیان ابن سبا ایک عالم کو تباہ و برباد کرتا ہوا حرمین شریفین کی حدود مین پہنچیگا مگر بسبب بند و بست ملائکہ آسمان وہان اسکا پانون نجمیگا اس اثنا مین ایک جوان شیرین کلام احمد بن عبد اللہ نام مدینہ منورہ سے برآمد ہوگا اور اُس لعین بیدین کو دیکھکر کہیگا کہ مین نے تجھے پہچانا کہ تو دجال بدمآل ہے وہ غضب مین آکر بیچارے کو آرے سے دو پارہ کریگا اور پھر بنا بر اغواے مردم دونون پارے ملا کر جلائیگا وہ جوان زندہ ہوتے ہی غل مچائیگا کہ اے بیدین اب مجکو یقین کامل ہوا کہ تو وہی دجال ہے جسکی خبر ہمارے پیغمبر نے دی بار دگر غضبناک ہو کر ذبح کرنا چاہیگا چھری نہ چلیگی شرمندہ ہو کر آتش دوزخ مین کہ در حقیقت برد و سلام ہے ڈالیگا من بعد کسی مردے کے زندہ کرنیکی قدرت نہ پائیگا اور جانب دمشق جائیگا یہان حضرت امام لشکر اسلام کے ساز و سامان مین مصروف ہونگے نماز عصر کے وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نزول فرمائینگے اور امام کی اقتدا کرینگے صبحدم حضرت امام بالشکر اسلام اور

خروج دجال

حضرت عیسے علیہ السلام گھوڑے پر سوار ہاتھ مین نیزہ گرہ دار لیکر میدان مین آوینگے یکبارگی یورش فرماینگے مقاتلہ عظیم اور محاربہ بس فخیم ہوگا کفار نابکار بیشمار مارے جائینگے دجال مردود باب لد مین بھاگیگا جناب عیسوی کے زخم سنان سے واصل نار ہوگا ابتداے فتنہ دجال ملعون سے اِس حال تک چالیس دن گذرینگے جمیع ایام اِن ایام کے موافق عادت مستمرہ ہونگے مگر تین دن کہ ایک برس کے برابر اور ایک دن مہینے کے برابر اور ایک دن ہفتے کے بقدر ہونگے الغرض جدال دجال اور قتال اہل ضلال کے انفصال کے بعد جناب امام اور حضرت عیسے علیہ السلام ملکون کی سیر فرماوینگے خنزیر اور چلیپا کا نام جہان سے مٹائینگے اہل ایمان کے سوا کوئی بیدین روے زمین پر باقی نہ رہیگا ظلم اور فساد کا نام کوئی نہ لیگا ہر فرد بشر خدا کی عبادت مین مصروف ہوگا ابتداے ظہور امام سے ابتک آٹھ یا نو برس کا زمانہ ہو اِس حساب سے سن شریف انچاس کا ہوتا ہے بعد وفات ہوگی حضرت عیسے علیہ السلام نماز پڑھینگے دفن کرینگے اور خود بحکم رب معبود مع مخلصین عباد کوہ طور کے قلعے مین متحصن ہونگے کہ ناگاہ یاجوج ماجوج سد سکندری توڑکر نکل پڑینگے سواے مردم قلعہ طور اور کوئی شخص پناہ نہ پائیگا بحیرہ طبریہ کہ دس کوس کے مربع مین واقع ہے اور نہایت عمیق ہے اُسکا سب پانی نوش کرجاینگے اور مارتے کھاتے آدمیون جانورون کو ستاتے ملک شام مین آوینگے جبل خمر پر کہ ایک پہاڑ ہے بیت المقدس کا چڑھکر تیر چلاوینگے وہ تیر خون آلودہ گریگا بڑی خوشی کرینگے کہ اب ہمارے سوا کوئی زمین آسمان مین نرہا اُدہر حضرت عیسے علیہ السلام پر غلے کی تنگی ہوگی بہ دعا وزاری مصروف حضرت باری ہونگے یاجوج ماجوج مین حق تعالے نغف کی بیماری پیدا کریگا نغف ایک دانہ ہوتا ہے کہ ناک اور گردن پر اور پیش پر نکلتا ہے اور ہلاک کردیتا ہے خواہ کیڑا ہے کہ ناک اور کان پر اور پیش مین پیدا ہوجاتا ہے کہ اُس سے جلد ہلاکت کی صورت پیدا ہوجاتی ہے بالجملہ رات بھر مین اِس بیماری سے تمامی یاجوج ماجوج فی النار ہونگے عنقا آوینگے لاشون کو سمیٹکر دریا مین لا پھینگے چالیس دن متواتر باران رحمت برسیگا تعفین زمین دور ہوگی اور نباتات کی نشو ونما بوفور قلعہ کے لوگ باہر نکلینگے عبادت مین بفراغ خاطر بسر کرینگے سات برس بعد بشریت کے لوازم شروع ہونے لگینگے اِس اثنا مین حضرت عیسے علیہ السلام نکاح فرماوینگے اولاد پیدا ہوگی پینتالیس برس کے سن اپنا وفات پاکے روضۂ اطہر نبوی مین مدفون ہونگے بنی قحطان سے جہجاہ نامے آپکا خلیفہ عادل ہوگا بعد اُسکے گیارہ خلیفہ اور ہونگے اِنکے عہد مین کچھ کچھ ظلم اور جور کفر اور جہل شروع ہوگا اِس شامت کے سبب مشرق اور مغرب اور عرب کے بعض جزائر مین خسف واقع ہوگا منکرین تقدیر اُسمین دھسینگے ہر حال کے مقارن ایک دھوان پیدا ہوگا کہ اُسکی کدورت سے مسلمانون کا زکام سے سر بھاری ہوگا اور منافقون پر غفلت اور بیہوشی طاری ہوگی کسی کو

وفات امام مہدی علیہ السلام

بیان نزول عیسیٰ

صفت دخان

ایک دن مین کسی کو دو تین دن مین افاقہ ہوگا چالیس دن بعد آسمان صاف ہو جائیگا ماہ ذیحجہ مین یوم النحر کے بعد
ایک رات تین چار راتون کے برابر ہوگی کہ اُسکی درازی سے مسافر گھبرا جائینگے نیند سے بچے چونک پڑینگے مویشی
چرائی کے واسطے غل مچائینگے غرض اخر کے قرص آفتاب بشکل خسوف ماہتاب مغرب کی جانب سے نمایان ہوگا
اور دروازہ توبہ بند ہو جائیگا دوسرے دن زلزلہ آئیگا صفا کا پہاڑ پھٹیگا دابۃ الارض ایک جانور نکلیگا کہ اُسکی
شاخ گوزن کی سی ہوگی اور مُنھ آدمی کا سا اور گردن گھوڑے کی صورت اور دونون ہاتھ بندر کی شکل اور دُم
گائے کے مانند اور کفل آہو کی طرح اور پانون شتر کے مثال زبان کا نہایت صاف اور فصیح اُسکے دست راست مین
عصائے موسوی ہوگا اُس سے اہل ایمان کی پیشانی پر ایک خط کریگا کہ تمام چہرہ نورانی ہو جائیگا
اور دست چپ مین خاتم سلیمان کہ اِس سے بے ایمان کی ناک پر مُہر کریگا کہ چہرہ بالکل ظلمانی ہو جائیگا پھر غائب
ہوگا تب ایک سو بیس ۱۲۰ برس کے بعد باد جنوب چلیگی اُسکی تاثیر سے اہل ایمان کی بغلون مین پھوڑا نکل آئیگا مرنے
لگینگے یہانتک کہ کوئی دیندار زمین پر زندہ نہ رہیگا اِس اثنا مین حبشیون کا غلبہ ہوگا کعبہ شریفہ کو شہید
کر ڈالینگے حج بیت اللہ موقوف ہو جائیگا قرآن مجید الواح قلوب اور صفحات قراطیس سے محو ہو جائیگا اللہ اللہ بھی
کوئی زبان پر نہ لائیگا تھوڑے دنون کے بعد جنوب کی طرف سے ایک آتش سرکش نمودار ہوگی لوگون کو گھیر کر
صحرائے شام مین پہونچا دیگی یہ ہوئے آثار قیامت رہا احوال قیامت وہ یارہ ہین اول صور کہ جب آثار کبریٰ پر
تین چار برس گذر جائینگے محرم کا عشرہ جمعہ کے دن پڑیگا کہ صور پھونکا جائیگا صور ایک نرسنگا ہے چاندی کا
اُسمین ستر دائرے ہین ہر دائرہ برابر دنیا کے کسی مین ارواح ہین کسی مین فرشتون کی روح کسی مین
جنات کی کسی مین شیاطین کی کسی مین انسان اور سائر اصناف حیوانات کی آور یہ بھی روایت دقائق الاخبار مین
لکھی ہے کہ صور کی چار شاخین ہین ایک پچھم مین ایک پورب مین ایک ساتوین زمین کے نیچے ایک ساتوین آسمان پر
اور جتنی تمام عالم کی ارواح ہین اُتنے ہی صور مین دروازے ہین اور اُسکے ایک طبقے مین نبیون کی روحین ہین
اور ایک مین اور آدمیون کی اور ایک مین پریون کی اور ایک مین جانورون کی آور باتفاق علما حامل اِس صور کے
حضرت اسرافیل ہین اُنکے چار بازو ہین ایک پورب مین ایک پچھم مین ایک کو بچھاتے ہین ایک سے سر ڈھانکتے ہین
اور عرش کے پائے اپنے کندھے پر اُٹھائے ہین اور داہنی ران پر صور رکھے ہوے ہین اور جسدن سے آسمان و زمین
و ما بینہما من الاکوان پیدا ہوئے ہین صور کو مُنھ سے لگائے منتظر ہین فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مین کیونکر خوشی
کرون کہ اسرافیل تو مُنھ سے صور لگائے ہوئے ہین حکم کے منتظر یہ سُنکر صحاب ڈرے فرمایا گھبراؤ نہین حسبنا اللہ ونعم
الوکیل پڑھا کرو رواہ الطبرانی وغیرہ فرمایا حضرت نے کہ جسدن نرسنگا پھونکا جائیگا قیامت آجائیگی حالانکہ آدمی کے
مُنھ مین لقمہ ہوگا نگل نہ سکیگا اور کپڑا پہنتا ہوگا پہن نہ سکیگا اور پانی مُنھ مین لگائے ہوگا پی نہ سکیگا اور صور تین بار

پھونکا جائیگا ایک کو نفخۂ فزع کہتے ہین ایک کو نفخۂ صعق ایک کو نفخۂ بعث اول نفخۂ فزع ہوگا تمام خلقت مین
ہول پڑجائیگا اور پہاڑ اڑنے لگینگے اور آسمان پھٹنے لگینگے اور زمین کانپنے لگیگی اور حاملہ عورتون کے حمل
گر جائینگے اور لڑکے خوف سے بوڑھے ہوجائینگے شیطان بھاگتے پھرینگے ستارے ٹوٹنے لگینگے چاند سورج بے نور
ہوجائینگے چالیس برس تک ایسا ہی رہیگا پھر حضرت اسرافیلؑ کو صور پھونکنے کا حکم ہوگا ایک آواز اول باریک
ہوگی ہر ایک کے کان مین برابر آئیگی اور بتدریج تیز ہوتی جائیگی لوگ جان کے نہان رہ جائینگے نہ گھر مین آئینگے
نہ کچھ وصیت کی مہلت پائینگے زلزلہ اٹھیگا زمین پھٹیگی دریا کا پانی پھیل پڑیگا حضرت اسرافیل کہینگے اے روحون
حق تعالے کا حکم ہے کہ بدنون سے نکلو تب آسمان و زمین کے سب لوگ بیہوش ہوجائینگے اور مرجائینگے
مگر جسے خدا چاہیگا وہ نہ مریگا کما قال ونفخ فی الصور فصعق من فی السموات ومن فی الارض الا من شاء اللہ
یعنی اور پھونکا گیا نرسنگا پھر بیہوش گرا جو کوئی ہے آسمانون مین اور زمینون مین مگر جسکو اللہ نے چاہا
اور وہ بروایت صحیحہ زمین مین ابلیس ہے اور آسمان مین جبرئیلؑ و میکائیلؑ و اسرافیلؑ و عزرائیلؑ اور
ایک روایت مین سوا اینکے آٹھ حاملین عرش بھی اور دنیا بھی کہ تنہا بے آدمی بے پیرے بے شیطان بھی رہ جائیگی
واللہ اعلم بحقیقۃ الحال بعد ازان بحکم مالک یوم الدین ابلیس کی جان حضرت ملک الموت قبض کرینگے اور
جان نکال لینگے اور جسوقت بصورت ہیبت ابلیس کی جان نکالنے کو جائینگے اسوقت ستر ہزار پیادے دوزخ کے
زنجیرین آتشین لیے ہوئے ہمراہ ہونگے اور شیطان کو للکارینگے یہ مردود بیہوش ہوجائیگا پھر ہوش مین
آکر چارون طرف بھاگتا پھریگا اور ملک الموت اسکے پیچھے ہونگے آخرکار تھک کر حضرت آدم علیہ السلام کی
قبر کے پاس ٹھہریگا اور کہیگا کہ اے آدم مین تیرے سبب سے پھٹکار مین پڑا اور رجیم و ملعون ہوا ملک الموت
اسکو آگ کا پیالا پلائینگے اور مار ڈالینگے پھر ارشاد الٰہی ہوگا اے ملک الموت اب میری خلقت مین کون باقی ہے
کہینگے الٰہی حی لایموت تو ہی ہے اور باقی تو اب کوئی بھی نہین رہا مگر جبرئیلؑ اور میکائیل اور اسرافیل اور عرش کے
اٹھانے والے اور مین ضعیف بندہ تیرا تب انکی روح قبض کرنے کا حکم ہوگا اور خود ملک الموت بھی نار و جنت کے
میدان مین اپنی روح آپ قبض کرینگے جب تمام جہان فنا ہوجائیگا یہانتک کہ بحکم کل من علیہا فان عرش کرسی
لوح قلم دوزخ بہشت ارواح بھی دم بھر کی فنا مین گرفتار ہونگے اور ایسے ویبقی وجہ ربک ذو الجلال والاکرام
فقط ذات پاک حضرت احدیت باقی رہیگی تب اس عالم وحدت و بقا مین ہیبت و جلال ارشاد ہوگا لمن الملک
الیوم آج کسکا راج ہے کہان ہین جبارین کہان گئے متکبرین اور کہان ہین وہ جو میرا کھاتے تھے اورون کا گاتے تھے
پھر اللہ تعالیٰ آپ ہی برسر جواب آئینگے کہ للہ الواحد القہار آج راج ہے اسی اللہ کا جو زبردست ہے ایک مدت تک
یہی فنا کا عالم رہیگا چالیس برس بعد عالم کی آفرینش اور زمین و آسمان کی خلقت از سر نو قرار پائیگی دوسرے بعث

یعنی قبرسے اٹھنا سو اسکی صورت یہ ہی کہ اول حضرت اسرافیل زندہ ہونگے پھر جبرئیل میکائیل عزرائیل علیہم السلام اور حضرت
اسرافیل عرش سے صور لیکر بہشت مین جائینگے اور کہینگے اے رضوان بہشت کو آراستہ کر محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وسلم مع اپنی امت کے
یہان تشریف لاتے ہین پھر براق کو زندہ کرینگے اور اسکو باساز براق لیکر مع لوا احمد اور حلہاے بہشتی قبر رسول مقبول پر
آئینگے اور آنجناب کو السلام علیک کہکر اٹھائینگے اور حضرت جبرئیل حلہاے جنت پیش کرینگے اسرار الفاتحہ مین ہی کہ آنجناب کے
واسطے دو حلے ایک سبز ایک زرد مع تاج ہونگے آپ حلہ سبز کو ازار اور حلہ زرد کو چادر کرینگے اور ہنوز تاج کرامت
سر مبارک پر نہ رکھینگے پوچھینگے اے جبرئیل ای یوم ہذا یہ کون دن ہی جبرئیل التماس کرینگے ہذا یوم القیامۃ
و یوم الحسرۃ والندامۃ فرمائینگے مجکو کوئی بشارت سنا عرض کرینگے آپکے واسطے لواے حمد لایا ہون فرمائینگے
مین یہ نہین چاہتا عرض کرینگے میرے ساتھ آپکے واسطے تحفے اور سوغات ہین فرمائینگے یہ بھی درکار نہین
التماس کرینگے کہ دوزخ بجھ رہی ہی بہشت آراستہ ہی فرمائینگے یہ بھی مقصود نہین عرض کرینگے کہ فرشتے آپکے
انتظار مین ہین اور آپ اول شفیع ہونگے اور شفاعت قبول ہوگی فرمایا یہ سب سہی لیکن خبر دو میری امت کے حال سے
کہ وہ کہان ہی عرض کرینگے ہنوز وہ زیر زمین ہی فرمائینگے مجکو خوش نہین آتا کہ مین زمین پر ہون اور امت میری
زیر زمین یہ فرماکر پھر لحد مین لیٹ جائینگے فرمان واجب الاذعان ہوگا اے میرے حبیب تو سالار ہی اور تیری امت
سپاہ پہلے سالار نکلا کرتے ہین پھر سپاہ لبس آپ اٹھ کھڑے ہونگے کہ انا اول من تنشق عنہ الارض اسی کا
بیان ہی اور تاج کرامت سر پر رکھینگے اور حضرت اسرافیل صور پھونکینگے تمام مخلوق اپنی قبرون سے اٹھیگی جوان
بوڑھے لڑکے لولے لنگڑے کانے گونگے اندھے بہرے جو جیسے تھے ویسے ہی اپنی قبرون سے اٹھینگے اٹھتے وقت
ایمان دار کہینگے سبحان من احیانا بعد ما اماتنا یعنی پاک ہی وہ جسنے ہمکو جلایا جب ہم مرچکے تھے اور کفار کہینگے یا ویلنا
من بعثنا من مرقدنا اے خرابی کسنے اٹھادیا ہمکو ہمارے خواب کے مقام سے اور سواے ہمارے حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کے سب عریان اور غیر مختون اور بے ریش و بروت ہونگے کما بدانا اول خلق نعیدہ جیسا سرے سے
بنایا پہلی بار پھر اسکو دوہرا دینگے ہم اسی کا اشارہ ہی حدیث شریف مین آیا ہی کہ آدمی قیامت کے دن برہنہ تن
برہنہ پا اٹھینگے جسطرح مان کے پیٹ سے پیدا ہوتے ہین لیکن کوئی کسی طرف نہ دیکھیگا نگاہین ہول و ہیبت سے
آسمان کی طرف ہونگی چالیس برس تک اسی طرح کھڑے رہینگے نہ کھائینگے نہ پئینگے آفتاب کی گرمی سے کسی کے پاؤن
پسینے مین تر ہونگے کسی کی پنڈلیون تک پسینا آئیگا کسی کے پیٹ تک کسی کی چھاتی تک حضرت عائشہ رض نے کہا
یا رسول اللہ اسدن کوئی سوار بھی اٹھیگا فرمایا ہان انبیا علیہم السلام اور انکے اہل بیت اور وہ لوگ جو رجب اور
شعبان اور رمضان مین متصل روزہ رکھتے تھے اور سب لوگ اسدن بھوکے ہونگے مگر انبیا اور انکے اہل بیت اور
رجب شعبان کے روزہ دار کہ وہ آسودہ ہونگے کذا فی دقائق الاخبار للغزالی اور بھی اسی مین ہی کہ لوگون نے حضرت سے پوچھا

کہ قیامت کے دن آپکے امتی کس نشان سے پہچان پڑینگے فرمایا وضو کے اثر سے غر محجلین ہونگے یعنی جو عضو وضو مین
دھوئے جاتے ہین روشن و تابان ہونگے حدیث شریف مین ہی کہ حشر کے دن جب مخلوق قبرون سے اٹھیگی فرشتے
مومنون کے پاس آئینگے اور اُنکے بدنون سے خاک جھاڑینگے سب جگہہ کی خاک جھڑ جائیگی مگر اعضاے سجود کی
گرد نہ جھڑیگی تب آواز آئیگی کہ یہ قبر کی مٹی نہین ہی مسجدون اور محرابون کی مٹی ہی اسکو اسی طرح رہنے دو
یہانتک کہ پل صراط سے اُتر کر جنت مین داخل ہون حضرت ابن عباس سے روایت ہی کہ لوگ جب قبرون سے
اُٹھینگے تو فرشتے تین فرقون سے مصافحہ کرینگے شہیدون سے اور روزہ داران رمضان سے اور صائمین
یوم عرفہ سے تیسرے حشر یعنی میدان قیامت مین جلنا وہ بیت المقدس کے صخرے پر ہوگا اہل تفاسیر نے یوم
ینفخ فی الصور فتاتون افواجا کے سیاق مین لکھا ہی کہ کفار اشرار نابینا محشور ہونگے اور زنادقہ بصورت درندگان
یہ دونون بلا حساب دوزخ مین جائینگے اور انبیا علیہم السلام مراکب پر سوار ہونگے ہمارے حضرت اپنے براق پر
اور صالح و عزیز اپنے ناقے اور خر پر وعلی ہذا القیاس اور امت کے نیک بختون مین حب اللہ اور بغض للہ والے
نور کے منبر پر اور دقائق الاخبار مین ہی کہ کفار پاپیادہ اور ایمان دار سوار ہونگے کما قال اللہ تعالی یوم نحشر المتقین
الی الرحمن وفدا یعنی جسدن ہم اکٹھا کرلا دینگے پرہیزگارون کو رحمن کے پاس مہمان بلائے اور حضرت علی علیہ السلام نے
فرمایا کہ متقیون کو گھوڑون پر سوار محشور کرینگے فرشتون سے ارشاد ہوگا کہ انکو پیادہ پا نہ چلنے دو کیونکہ دنیا مین
انکو ہمیشہ سواری کی عادت رہی ہی ابتدا مین باپ کی پشت مین رہے پھر ماں کے پیٹ مین بعد ازان دائیون کی
گود مین پھر باپ کے کاندھون پہ پھر اونٹ گھوڑے ناؤ وغیرہ پر جب مرے تو بھائیون کے کاندھون پر اب جو قبر سے
اُٹھے ہین تو انکی قربانیون کو انکی سواری بناؤ قال النبی صلے اللہ علیہ وسلم سمنوا ضحایاکم وعظموا فانہا یوم القیامۃ
مطایاکم اور اہل توکل مانند ماہ تابان اور فقرا تارک الدنیا مثل کواکب درخشان اور قائم اللیل زرین کرسیون پر
ملقب بسادات الناس اور اہل ذکر مشک و زعفران کے ٹیلون پر مخاطب بہ اشرف الناس محشور ہونگے اور
شہیدون کا حشر خون آلودہ ہوگا زخمون سے بوے مشک آئیگی یہ چھہ فرقے باحساب داخل جنت ہونگے روایت ہی
کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے لوگون نے یوم ینفخ فی الصور فتاتون افواجا کے معنی پوچھے فرمایا رو کر کہ تمنے بڑی بات پوچھی
سنو قیامت کے دن میری امت کے دس جھنڈ ہونگے ایک بصورت بندر یہ وہ ہی کہ انھون نے باہم دخل فصل سے
لڑوا دیا ہی دوسرا خوکون کی صورت یہ وہ ہین کہ جنھون نے رشوت لی حرام کھایا ہی تیسرے اندھے یہ قاضی اور مفتی الٹا
الٹا حکم دینے والے ہونگے چوتھا فرقہ گونگے بہرے یہ لوگ عبادت اور طاعت پر غرور کرنے والے ہونگے پانچوان فرقہ عالم اور
مشایخ کا ہوگا کہ آپ برے کامون مین مصروف رہے اور اورون کو سمجھاتے تھے اور منع کرتے تھے یہ اپنی زبانین کاٹتے ہونگے
اور انکے منھ سے ریم خون بہیگا چھٹا فرقہ جھوٹے گواہون کا آتش آگ کے کوڑے پڑتے ہونگے ساتوان فرقہ شہوت پرستون کا

ہوگا انکے پانوئن گھوڑ سٹے سے بندھے ہونگے اور بدن سے بدبو آتی ہوگی آٹھوان فرقہ داہنے بائین گرتا پڑتا ہوگا ایک جگہ
کھڑا نرہ سکیگا یہ وہ ہی کہ جنھون نے اللہ کا حق مال سے نہین دیا نوان فرقہ گندہ کے پائجامے پہنے ہونگے یہ وہ ہین کہ
لوگون کی غیبت کرتے تھے دسوان وہ فرقہ جسکی زبانین گدہی سے نکلی ہونگی یہ ناحق لڑنے والے ہین تفسیر عمدہ مین بیان
دس بیان کیے ہین اور معاذ بن جبلؓ سے روایت ہی کہ فرمایا حضرت صلعم نے کہ میری امت کی بارہ صفین ہونگی بعضے
قبرون سے اٹھینگے ہاتھ کٹے منادی ندا کریگا کہ یہ وہ لوگ ہین جو پڑوسیون کو ستاتے تھے اور بے توبہ مرے انکی جگہ
دوزخ ہی اور بعضے جانورون کی صورت ہونگے منادی ندا کریگا کہ یہ لوگ وہ ہین جو نماز مین سستی کرتے تھے اور بے توبہ
مرے ہین انکی جگہ دوزخ ہی اور بعضے اٹھینگے کہ انکے قد پہاڑ کے برابر ہونگے اور سانپ بچھو بدن مین چمٹے ہونگے
منادی پکاریگا کہ یہ وہ ہین جو زکوٰۃ نہ دیتے تھے اور بے توبہ مرے انکی جگہ دوزخ ہی اور بعضے قبرون سے اٹھینگے
کہ انکے منھ سے خون بہیگا اور آگ نکلتی ہوگی اور انکی آنتین پیٹ سے نکلکر زمین پر لوٹتی ہونگی پکارنے والا پکاریگا یہ بیچنے والے
جو خرید فروخت مین جھوٹ بولتے تھے اور بلا توبہ مرے ہین انکی یہ سزا ہی اور جگہ انکی دوزخ ہی اور بعضے قبرون سے
اٹھینگے کہ جنکے جسم سے بدبو آتی ہوگی منادی ندا کریگا کہ یہ وہ لوگ ہین جو خلق سے چھپ کر گناہ کرتے تھے اور خدا سے خوف
نہ کھاتے تھے اور بلا توبہ مرے انکی جگہ دوزخ ہی اور بعضے قبرون سے اٹھینگے جنکی گردنین سانپون نے ڈسی ہونگی
پکارنے والا پکاریگا کہ یہ جھوٹے گواہ ہین اور بلا توبہ مرے ہین انکی یہ سزا ہی اور جگہ انکی دوزخ ہی اور بعضے قبرون سے
اٹھینگے جنکے منھ مین زبان نہوگی اور ریم وخون بہیگا پکارنے والا پکاریگا کہ یہ وہ لوگ ہین جو گواہی چھپاتے تھے
اور دیکھا ہوا معاملہ نہ بتاتے تھے حق پوشی کرتے تھے اور بے توبہ مرے یہ انکی سزا ہی اور جگہ انکی دوزخ ہی اور بعضے قبرون سے اٹھینگے
سر نیچے پانوئن اوپر انکے شرم گاہون سے پیپ لہو بہیگا پکارنے والا پکاریگا کہ یہ زنا کرنے والے ہین انکی یہ سزا ہی اور جگہ انکی دوزخ ہی
اور بعضے قبرون سے اٹھینگے کالا منھ نیلی آنکھین دوزخ کے انگارون سے پیٹ بھرا اسکو پکارنے والا پکاریگا یہ وہ لوگ ہین جو
یتامی کا مال کھالیتے تھے اور بے توبہ مرے جگہ انکی دوزخ ہی اور بعضے قبرون سے کوڑھی اٹھینگے منادی ندا کریگا کہ یہ وہ لوگ ہین
جو مان باپ کی نافرمانی کرتے تھے اور بلا توبہ مرے جگہ انکی دوزخ ہی اور بعضے قبرون سے اندھے اٹھینگے بڑے بڑے دانت
نکلے ہوے جسطرح بیلون کے سینگ اور ہونٹھ پیٹ تک لٹکتے ہوے اسکو پکارنے والا پکاریگا یہ شراب خوار لوگ ہین اور بلا توبہ
مرے ہین جگہ انکی دوزخ ہی اور بعضے قبرون سے اٹھینگے کہ انکے چہرے جیسے چودھوین رات کا چاند اور بجلی کی طرح پل صراط
اتر جائینگے پکارنے والا پکاریگا کہ یہ وہ لوگ ہین جنھون نے اچھے کام کیے ہین اور خلق کو وعظ و نصیحت کی ہی اور صلوٰۃ خمسہ
باجماعت ادا کی ہی اور توبہ کرکے مرے یہ انکی جزا ہی اور مکان انکا جنت ہی حق تعالی انسے راضی اور یہ حق تعالی سے
راضی نہ انکو غم ہی نہ ڈر اللھم اجعلنا منھم اور حدیث شریف مین آیا ہی اور نص قرآنی سے ثابت ہی کہ سود خوار پیٹ بھرے لیے
آسیب زدہ کی صورت اٹھینگے الذین یاکلون الربوا لا یقومون الا کما یقوم الذی یتخبطہ الشیطان من المس یعنی جو لوگ کھاتے ہین سود

نہ اٹھینگے قیامت کو مگر جسطرح اٹھتا ہی جسکے حواس کھو دیے جن نے لپٹ کر اور علماے بےعمل زبان آویختہ اتامرون الناس
بالبر وتنسون انفسکم یعنی کیا حکم کرتے ہو لوگون کو نیک کام کا اور بھولے ہو آپکو اور غلط فتوے دینے والے اندھے اور
قرآن کے بھلانے والے کوڑھی اور نوحہ گر گندھک کے پیراہن پہنے اور سائل بلاضرورت شرعیہ مخدوش الجبین
اور عبادت پر غرور کرنے والے گونگے اور ہمسائے کے ستانے والے لولے لنگڑے اور حاکمون سے چغلی کھانے والے
آگ کی سولی پر اور شہوت پرست بدبو اور گندہ اور اہل تکبر مورچہ افگندہ اور جبریہ بصورت بہائم اور قدریہ
بندر کی شکل مین آئینگے یہ لوگ حساب کے بعد بہشت یا دوزخ مین جائینگے بعض رسائل حشریہ مین لکھا ہی کہ خوارج کا
بصورت خوک حشر ہوگا اور روافض کا خر کی صورت اور بعض علما بالعکس فرماتے ہین و ہو الصحیح حدیث مین وارد ہی
کہ پہلے ہمارے حضرت کا بعث ہوگا پھر اہل بقیع کا پھر اہل مکہ کا اور آپ مکے والون کی راہ دیکھینگے جب وہ
آئینگے تب آپ حشر کے میدان مین جلوہ فرمائینگے اسی طرح تمام عالم محشر کو روانہ ہوگا اچھون کے اچھے عمل
بصورت خوش مرکوب ہونگے اور برون کے برے عمل راکب جب محشر مین سب جمع ہو جائینگے آفتاب ایک
میل پر آئیگا زہرۃ الریاض وغیرہ مین ہی کہ آتش سے ایک سایہ پیدا ہوگا اور حکم ہوگا کہ اس طرف جاؤ خلق
تین فرقے ہوکر اس طرف چلیگی ایک ایمان دار ایک منافق ایک کافر سب زیر سایہ پہونچینگے وہ سایہ تین پھانک
ہو جائیگا قال اللہ تعالی انطلقوا الی ظل ذی ثلث شعب یعنی چلو ایک سایہ مین جسکی تین پھانکین ہین ایک
نورانی وہ مومنون کے سر پر ہوگا کیونکہ وہ دنیا مین ایمان کے نور سے نور پاتے تھے یخرجہم من الظلمات الی النور
نکالتا ہی انکو اندھیرون سے اجالے مین دوسرا دخانی دھوانی منافقون کے لیے کیونکہ وہ دنیا مین آپکو گرمی سے
بچاتے تھے اور کہتے تھے کہ ہم رسول کے ساتھ جہاد کو گرمی کے سبب سے نہین جائینگے اور لوگون کو بھی ڈراتے تھے لا تنفروا فی الحر
قل نار جہنم اشد حرا یعنی مت کوچ کرو گرمی مین تو کہہ دوزخ کی آگ اور سخت گرم ہی تیسرا ظلمانی کافرون کے لیے کیونکہ وہ
دنیا مین کفر کے اندھیرے مین گرفتار تھے یخرجونہم من النور الی الظلمات نکالتے ہین انکو اجالے سے اندھیرون مین فرمایا
رسول مقبول صلعم نے کہ سات فرقے سایہ عرش مین ہونگے اسدن کہ سواے اس سایے کے اور کوئی سایہ نہوگا ایک بادشاہ عادل
دوسرا جوان عابد تیسرے وہ دو شخص کہ صرف اللہ کے واسطے آپس مین دوستی رکھتے ہین چوتھا وہ مرد جسے خوبصورت عورت نے
پیار کیا اور اسنے بخوف خدا آپکو بچایا پانچوان تنہا رونے والا خوف خدا سے چھٹا وہ جسکا مسجد ہی مین دل لگا رہتا ہی
ساتوان وہ جو داہنے ہاتھ سے صدقہ دے اور بائین سے پوشیدہ رکھے حدیث مین وارد ہی کہ جب حق تعالی خلق کو
جمع کریگا پکارنے والا پکاریگا ای اصحاب فضل آؤ تو بہت لوگ اٹھینگے اور جلد جلد جنت کو چلینگے فرشتے انکو راہ مین ملینگے
اور کہینگے تم کون ہو کہینگے ہم وہ ہین کہ ہمنے ظالمون کے ظلم پر صبر کیا اور جب کسی نے ہماری تقصیر کی ہمنے معاف کی
فرشتے کہینگے اچھا سیدھے جنت کو چلے جاؤ پھر پکارنے والا پکاریگا اہل صبر کہان ہین تب بھی بہت لوگ اٹھینگے اور جلد جلد

سات آدمیون کا زیر عرش ہونا

بہشت کی طرف چلینگے فرشتے راہ مین ملینگے اور کہینگے تم کون ہو جو بہشت کو لپکے چلے جاتے ہو کہینگے ہم صبر کرنے والے ہین کہ خدا کی
بندگی پر ثابت رہے فرشتے کہینگے اچھا بہشت کو چلے جاؤ پھر پکارنے والا پکاریگا آپسمین اللہ دوستی رکھنے والے کہان ہین
تب بھی بہت لوگ اُٹھینگے اور بہشت کی طرف شادان و فرحان شتابان ہونگے راہ کے فرشتے کہینگے تم کون ہو کہ بہشت کو
جھپٹے جاتے ہو کہینگے ہم آپسمین اللہ دوستی رکھتے تھے فرشتے کہینگے اچھا بہشت کو چلے جاؤ اس مقام سے واضح ہوا کہ یہ لوگ بلا حساب
داخل بہشت ہونگے و باقی جمیع اہل میدان حشر مین آفتاب کی تمازت بشدت ہوگی لوگ گرمی اور اُس کی حدت اور بھوک پیاس کی
شدت سے آشفتہ اور بیتاب ہو جائینگے لیکن نیکون کی نیکیان اُنکے سر کی چھتریان ہونگی اور خاک زمین کہ حلوائے شیرین
ہو کے کھانے کو ملیگی اور حوض کوثر کا پانی پینے کو اور بدون کو نہ کھانا نہ پانی آفتاب کی تابش مین بیتاب ہونگے اور
ہزارون تکلیف اور ایذا اور ہول اور آوازِ ہولناک کا سامنا ہوگا تب ناچار نبیون کا وسیلہ ڈھونڈھینگے اول
حضرت آدمؑ کے پاس آئینگے اور گڑگڑائینگے اور ہزارون طرح سے ثنا و ستائش کرینگے اور کہینگے کہ ہمکو اپنی سفارش مین لیجیے
حضرت آدمؑ فرمائینگے آج حق تعالیٰ غضب پر ہے مجکو اکل شجرہ کے مواخذے کا ڈر ہے حضرت نوحؑ کہینگے مین نے بے ادبانہ
اپنے کافر بیٹے کی سفارش کی تھی مجکو ڈر ہے کہ اُسکی باز پرس نہو حضرت ابراہیمؑ فرمائینگے مجکو انی سقیم و بل فعلہ کبیرہم
اور ہذہ اختی کا ڈر ہے کہ تمھاری سفارش کو جاؤن جواب ہے کہ کذبات ثلثہ مین گرفتار ہون حضرت موسیٰؑ عذر کرینگے
کہ مین نے قبطی کو مار ڈالا تھا اس اندیشے مین پریشان ہون حضرت عیسےٰؑ کہینگے کہ میری قوم نے مجکو خدا کا بیٹا اور
میری مان کو خدا کی جورو قرار دیا ایسا نہو کہ اسمین پکڑا جاؤن اس کام کے سزاوار محمد مصطفےٰ سردار انبیا ہین اگر تم اُنکے
پاس جاؤگے خدا چاہیگا تو اپنی مراد پاؤگے اہل محشر جب حضرت صلعم پاس آئینگے اپنا درد سنائینگے حضرت شفیع الامم
صلے اللہ علیہ وسلم فرمائینگے خاطر جمع رکھو مین اپنے رب کے پاس جاتا ہون تمھارے واسطے مژدہ لاتا ہون یہ تسلی فرما کر
براق پر سوار ہونگے اور مقام محمود مین آئینگے نزول فرمائینگے سجدۂ خضوع بجا لائینگے سات دن کے بعد حکم ہوگا
اے محمد صلے اللہ علیک سر اُٹھاؤ پاؤگے جو مانگوگے مین تسے راضی ہون آپ چلین پیچھے مین بھی تجلی فرماتا ہون حضرت
تشریف لائینگے اور جمیع ملائکہ سموات نزول فرمائینگے صور پھکیگا حضرت موسیٰؑ کے سوا کہ آپکو طور کی تجلی کے سبب مشاہدۂ
نور کی استعداد بہم پہونچی تھی سب بیہوش ہو جائینگے اور حق جل جلالہ با ملائکہ عرش معلی بحکم وجاء ربک والملک صفا صفا
بیت المقدس کے صخرے پر تجلی فرمائیگا آفتاب مہتاب کی روشنی کم ہوگی نور الٰہی سے زمین منور ہوگی پھر صور پھونکا جائیگا
پہلے ہمارے حضرت پھر سارے انبیا اور مومنین اور کفار منافقین ہوش مین آئینگے غیب کا پردہ اُٹھ جائیگا ملائکہ جنات اور اعمال کی
صورتین دکھلائی پڑینگی بہشت کو کمال زیب و آرائش سے جلوہ دینگے اور دوزخ کو نہایت ہیبت اور آلائش سے حاضر کرینگے
پھر حساب کتاب شروع ہو جائیگا روایت ہے کہ اول دواب اور انعام کا حساب ہوگا یہانتک کہ جس جانور شاخ دار نے
جانور بے شاخ کو مارا ہے یا جسنے جس چڑیا کو بوجہ شرعی منفعت کے ذبح کیا ہے اُسکا قصاص ہوگا بعد قصاص جلد واجب کے

حساب دواب و انعام

خاک ہو جاینگے اور کسی طرح کی لذت اس کی مگر حضرت اسمٰعیل کا دنبہ اور حضرت صالح کا ناقہ اور اصحاب کہف کا کتا اور حضرت
عزیر کا گدھا اور ہمارے حضرت کا براق خاک اور فنا ہونے سے بچینگے اور ایک روایت مین بھیڑیا حضرت یعقوب کا بھی
باقی رہیگا اور بعض علما کے نزدیک فیل محمود بھی بچ جائیگا اور شیخ اکبر قدس سرہ نے فرمایا کہ جو جانور کہ خدا کی راہ مین یا خدا کے
واسطے ذبح ہوا اسکا بھی یہی حال ہو اور نباتات وجمادات کا حساب یہ ہو کہ نباتات مین سے عصاے موسیٰ اور ستون
حنانہ اور جمادات مین کوہ طور اور صخراے بیت المقدس وحضرت ابراہیم کا ... اور منبر اور کعبہ
شریفہ اور مسجد الحرام اور حجر اسود اور کوہ احد اور مواضع متبرکہ قبور انبیا واولیا اور مسجد اقصیٰ اور مسجد قبا اور وہ مساجد
جنکی تعمیر خالصاً للہ ہوئی انکو باصد آب وتاب جنت مین لگا دینگے اور باقی سب فنا ہو جاینگی اور خاک جنت ہوگی
اسکو دیکھ کر کفار آرزو کرینگے یالیتنی کنت ترابا یعنی اسی میدان قیامت مین ہر ایک کا نامہ اعمال ذکر ہاتھ مین آئیگا
مومن کو داہنے ہاتھ مین آگے سے کافر کو بائین مین پیچھے سے پھر کافرون سے شرک اور کفر کا سوال ہوگا صاف انکار
کر جائینگے تب اس زمانے مین کہ ان لوگون نے کفر کیا تھا وہ گواہی دینگے اسکو بھی جھٹلائینگے تب حکم خدا انکے منہ پر مہر ہوگی
دست وپا کلام کرینگے تب اپنے اعضا کی طرف مخاطب ہونگے وہ جواب دینگے ملزم ہو کر اینٹھینگے البتہ ہمسے یہ کام نادانستگی سے ہوا
تب کہا جائیگا کیا تمہارے پاس کوئی رسول ڈرانے والا نہین آیا سب یک زبان ہو کر کہینگے کوئی نہین آیا پس ہر امت کے نبی
اکٹھا ہونگے حق تعالیٰ فرمائیگا کیا جواب پائے تھے تمنے حضرت نوح کہینگے خداوندا مین ان لوگون مین آیا اور خفیہ اور علانیہ بخوبی سمجھایا انھون نے
نہ مانا مجھکو تکلیف دی مارا امت محمدیہ کے علما اور تیرہ ... گواہ ہین کفار کہینگے اسوقت محمد کی امت کہان تھی ہمارے حضرت فرمائینگے اگرچہ
میری امت اسوقت نہ تھی پر انکو انبیا سے معلوم ہوا تھا ولقد ارسلنا نوحا الی قومہ فلبث فیہم الف سنۃ الا خمسین عاما فاخذہم
الطوفان وہم ظالمون یعنی بھیجا ہمنے نوح کو اسکی قوم پاس پھر رہا انمین ہزار برس پچاس برس کم پھر پکڑا انکو طوفان نے اور وہ
گنہگار تھے کفار چپ رہینگے اسی طرح ہر امت کے کافر اپنے نبیون کے روبرو انکار کرینگے الزام اٹھائینگے آخر کار سب بلکہ
[illegible] کہ یہ کفر اور شرک اوروں کے اغوا سے کیے اب دنیا مین ہمکو بھیجیے کہ ہم اچھے کام کرین حکم ہوگا یہ بیہودہ ہے
جیسے جو کام جسکی خاطر سے کیا وہ اس سے اسکی جزا چاہے اور انکے ساتھ جائے کہ وہی انکے معبود ہین پس
بت پرست بتون کے ساتھ اور آفتاب ماہتاب ستارہ پرست انکے ساتھ اور ماننے والا انبیا اولیا کے پوجنے والے
ان شیاطین اور جنات کے ساتھ ہونگے جنکے اغوا سے پرستش کی تھی راہ مین تشنگی غالب ہوگی سراب دیکھ پڑیگی
پانی کے دھوکے اس طرف دوڑینگے وہ درحقیقت وادی دوزخ کا سرا ہوگا دھوکے مین وہین مجتمع ہو جائینگے
اور انکے معبود شیاطین اور جنات ایک تودہ بلند آتشین پر مسند نشین ہونگے انکو دیکھ کر بلائینگے کہ ادھر آؤ یہ سب امید
نجات انکی طرف جائینگے وہ کہینگے آج ہمسے توقع نہ رکھو اپنے اعمال بداقبال کا مزا چکھو یہ نا امید حیران پریشان ہونگے
حکم ہوگا خذوہ فغلوہ ثم الجحیم صلوہ ثم فی سلسلۃ ذرعہا سبعون ذراعا فاسلکوہ یعنی اسکو پکڑو پھر

پھر طوق ڈالو پھر آگ کے ڈھیر مین جھانو پھر ایک زنجیر مین جسکا ناپ ستر گز ہے اسکو پرو دو سو ملائکہ انکے اعمال کے موافق انکو کشان کشان دوزخ مین پہونچا دینگے اسکے بعد مومن اور منافق کہ بھی وہ ظاہر مین اہل ایمان کے شریک حال تھے توجہ ہوگا ہر ایک اپنے نامۂ اعمال کو دیکھیگا حکم ہوگا کہ پڑھو اپنا لکھا سو سب اپنے اعمال نیک و بد پڑھینگے پھر حکم ہوگا کہ ہر گروہ اپنے معبود کے ساتھ ہو لے تم کیون کھڑے ہو عرض کرینگے ہم اپنے معبود کے انتظار مین فی الفور ایک تجلی نمودار ہوگی اسمین آواز آئیگی کہ مین تمہارا معبود ہون تم میرے ساتھ چلے آؤ یہ بغور دیکھکر کہینگے معاذ اللہ یہ ہمارا معبود نہین جب وہ آئیگا ہم پہچان لینگے تب ایک ساق نورانی چمکیگی مومنین سجدے مین گر پڑینگے منافقون کی پشت تختہ ہو جائیگی کہ سجدہ نہ کر سکینگے پھر وہ تجلی آگے آگے چلیگی انکو حکم ہوگا کہ تم پیچھے پیچھے چلے آؤ ہر امت اپنے نبی کے ہمراہ ہوگی ایک جنگل مین پہونچینگے وہان میزان نصب ہوگی یہ پانچوان حال ہے قیامت کا اسمین مسلمانون کے عمل وزن کیے جائینگے تاکہ معلوم ہو کہ عمل کسکا ثقیل ہے اور کسکا خفیف اور سبک و گرانی اعمال کی بہت چیزین ہین از انجملہ علم ہے کہ جب اسکو رکھینگے تول بھاری ہو جائیگی از انجملہ کلمۂ طیبہ ہے کہ اگر یہ ایک پلے ترازو مین ہو اور ساتون آسمان و زمین دوسرے مین تو یہ پلہ لا الٰہ الا اللہ والا بھاری ہوگا از انجملہ تسبیح تحمید تکبیر ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ فرمایا حضرت نے کہ سبحان اللہ آدھی ترازو کو اور الحمد للہ ساری میزان کو اور اللہ اکبر بھرتا ہے آسمان و زمین کے درمیان کو بالجملہ جس مومن کے اعمال بھاری ہونگے فہو فی عیشۃ راضیۃ یعنی اوسکی گذران من مانتی ہوگی اور جسکے اعمال ہلکے ٹھہرے فامہ ہاویۃ اسکا ٹھکانا ہاویہ گڈھا اور کافرون کے اعمال کے وزن نہونگے کما قال اللہ فلا نقیم لہم یوم القیامۃ وزنا ہم نہ کھڑے کرینگے انکے واسطے قیامت مین تول اسواسطے کہ نیک عمل انمین کہان اور جو ہو وہ حبط ہوگا اور منافقون کے اعمال تولے جائینگے اگرچہ اعمال حسنہ انکے نہین ہونگے لیکن بسبب ظاہر جب دنیا مین انپر احکام اسلام کے جاری ہوتے تھے ویسا ہی روز حشر مسلمانون کے ساتھ وزن اعمال مین شریک ہونگے اور وزن کیے جائینگے آخر کار انکا پلہ سبک ہوگا جہنم کے طبقۂ زیرین مین پڑینگے چھٹے صراط ہے یہ ایک پل ہے بڑا جہنم کی پشت پر پڑا اسکے داہنے بائین نیچے آگ ہے صرف پل نار سے خالی اور یہ پل بال سے زیادہ باریک اور تلوار سے زیادہ تیز اسمین دو لکڑیان لٹکتی ہونگی ایک لکڑی لوہے کی سیخ جیسے نان پز تنور کے پاس روٹی تنور سے نکالنے کی ہوتی ہے دوسری لکڑی آہنی ایک طرف سیدھی ایک طرف ٹیڑھی ایسی کہ اگر گردن مین کسی کے ڈالکر کھینچین تو کھنچ آوے اور خار خسک جھنکے پڑے ہونگے بعد حساب کتاب اور درستی کاغذ کے مومن اور منافق اس پل پر چلائے جائینگے مومن پار ہو جائینگے منافق نار مین آپڑینگے اول ہمارے حضرت مع اپنی امت کے گذرینگے پھر اور انبیا علیہم السلام مع اپنی امتیون کے اور جو کوئی رہ جائیگا وہ حضرت کی شفاعت سے پار ہوگا اسوقت اس پل پر گذر یون ہوگا کہ مومنین اور مومنات کے ساتھ روشنی ایمان کی داہنے اور آگے ہوگی یہ دیکھکر منافق کہینگے ذرا ٹھہرو ہم بھی تمہارے ساتھ اس نور مین ہو چلین اہل ایمان کہینگے پیچھے دیکھو جہان سے ہم نور لائے تم بھی لاؤ پیچھے دیکھینگے ایک دیوار حائل ہو جائیگی کہ اسکے ادھر نار ہے ادھر جنت ہے سخت ظلمات مین گھبراکر کہنے لگینگے کیا ہم تمہارے ساتھ نہ تھے جو ہم کو چھوڑے جاتے ہو مسلمان کہینگے البتہ ظاہر مین تم ہمارے ساتھ تھے پر باطن مین طلب کفار کی راہ دیکھتے تھے اب تمہارا چھٹکارا نہین کافرون مین جا ملو تم دونون کا ٹھکانا ہے اس حالت مین ایک شعلہ سرکش نمودار ہوگا کہ انکو دوزخ

کے درجہ افضل مین پہنچ جاینگا کبھی کسی کی شفاعت انکے حق مین مقبول نہوگی اور اہل ایمان پل صراط پر چڑھینگے اسکی دونون جانب
فرشتے کھڑے ہوئے سلم سلم پکارتے ہونگے سب امت کے نیکبخت ایمان کی قوت سے اور عمل کی کثرت کے موافق کوئی برق درخشان کوئی باد وزان
کوئی اسپ دوان کوئی پیادہ روان کی طرح صراط سے گذر جائیگا اور کوئی ان آنکڑیون مین اوجھکے تھپیڑے کھا کر رہیگا وہ بھی شفاعت شفیع الامت سے
پار ہوجاےگا پھر یہ لوگ پل صراط کے اس کنارے ایک صحراے وسیع مین جمع ہونگے اور تشنگی ہوگی آب کوثر پینے کو ملیگا اس حوض کا پانی
ہوگا کہ ساتوین چیز قیامت کی انا اعطیناک الکوثر اسی کا اشارہ ہے حدیث شریف مین ہے کہ وہ آشابہ حوض ہے جسطرح ایکماہ کی راہ کی
اسکا دودھ سے زیادہ سفید شہد سے زیادہ شیرین خوشبودار جیسے مشک اسکے آبخورے جیسے آسمان کے تارے جو کوئی ایکبار اسکا پانی
پی لے کبھی پیاسا نہو یہ پانی سزاوار اہل ایمان کے سوا کسی کو نہ ملیگا بعد اسکے جنت کا قفل کھلیگا ابرار کہ اس صحراے ناپیدا کنار مین جمع ہین
اپنے نبیون کے ہمراہ بہشت مین آئینگے اول ہمارے حضرت اور آپکی امت پھر حضرت عیسی اور انکی امت اسی ترتیب سے حضرت نوح اور
انکی امت تک سب جنت مین جگہ پاینگے پھر ہمارے حضرت صلعم کو معلوم ہوگا کہ بہشت مین امت کے بہت لوگ نہین ہین دوزخ مین
گرفتار ہین تب آپ محزون اور غمگین سات دن تک سجدے مین رہینگے حکم ہوگا کہ جنکے دلون مین رائی برابر ایمان ہے انکی شفاعت کا
بھی فرمان ہے یہ آٹھوین چیز قیامت کی شفاعت نام ہے سفارش کا ہر نبی اپنی امت کی سفارش کریگا لیکن ہمارے حضرت تین بار
شفاعت کرینگے ایک محشر مین پیش از حساب دوسرے صراط پر تیسرے جب امت کے عاصی دوزخ مین ہونگے یہی ہے شفاعت کبری جسکا بیان
اول ہوچکا ہے بالجملہ حضرت صلعم سجدے سے سر اٹھائینگے دوزخ کے کنارے تشریف لائینگے امت کے گنہگارون کی شفاعت فرمائینگے اور ابرار
امت سے کہینگے تم بھی اپنے دوستون کی سفارش کرو شہیدون کا گروہ ستر آدمی کی شفاعت کریگا اور حافظ قرآن دس کی اور اولیا اور
علما حسب مراتب اکثر کو بخشائینگے جہان جہان تک کو دوزخ سے نکالینگے من بعد انبیا بھی انکی امت کے گنہگارون کی شفاعت کرینگے
اور اہل بہشت کے محبان جو دوزخ مین ہونگے انکا حال یہ ہوگا کہ دوزخ کی آگ بعضون کے قدم تک پہونچیگی اور بعضون کے ساق اور کمر تک طلب
مغفرت رہیگا نہ انکے منہ سیاہ ہونگے نہ کافرون کی طرح چیخ چیخ بیتیہ بیتیہ سکوت اور اکثر مغشی اور سبحوبھ ہونگے مالک خازن کہیگا ایسے دوزخی
مین نے نہین دیکھے بالجملہ جب یہ لوگ دوزخ سے نکلینگے اسی صحرا مین اٹھائے جاینگے اور رفع قصاص اور رد مظالم از قبیل خصومات
کے بعد ماء الحیات کی نہر مین نہلائے جائینگے پاک صاف ہوکر بہشت مین داخل ہونگے تمام امتون کی نسبت ہمارے حضرت کی امت
بہشت مین دو چند بلکہ زیادہ ہوگی خداے تعالی بسر آل محمد عاصی مؤلف کو بھی اپنے حبیب کے صدقے اسی مین شامل کرنا اور وہ لوگ جنکی نیکی بدی
میزان مین برابر ہوئی وہ بھی افتان خیزان صراط سے عبور کرینگے پھر یہ لوگ اور وہ جنکو پیغمبرون کی دعوت نہین پہونچی اور مہتر کے کافرون
سے بچے رہے اور ابلہ اور سفیہ کا فرقہ سب اعراف مین ہوگا یہ نوین چیز ہے قیامت کی یہ ایک دیوار ہے مابین جنت و نار کے کہ وہان دونون
طرف کی ہوا آتی ہوگی اور چہرہ کون سے ابرار کو بہشت مین دیکھکر الحمد کا حمد اور شکر کرینگے اور اشرار کو نار مین دیکھکر پناہ مانگینگے اور
بہشت مین داخل ہونیکی متوقع ہونگے آخر کار بفضل کردگار بہشت مین جائینگے اور کفار جن مثل کفار انس ہمیشہ نار مین رہینگے
لیکن مسلمان جن انکو البتہ ثواب مخلد ہے مگر بہشت مین رہنے نہ پاوینگے کیونکہ جنت آدم کی اولاد کا حق ہے بلکہ جنت کی دیوارون تلے

کنجیر ہینگی کیطرح آنکا بوجہ باعث ہوگا اور بہت نور دہا ملین اور ارذل جلب منافع کے لیے جنت مین آمد و رفت رہیگی بالجملہ جب
بہشتی بہشت مین اور دوزخی دوزخ مین داخل ہونگے تو ایک دن دونون گروہ بہشت و دوزخ کے کنارے طلب ہوا اینگے موت
کو بشکل گوسفند ابلق حاضر کرینگے اور حضرت اسرافیل باشارت رب جلیل اسکو لٹا ینگے اور یحیی پیغمبر اسکو سب کے روبرو ذبح کرینگے
اور ندا ہوگی یا اہل الجنۃ خلود ولا موت و یا اہل النار خلود ولا موت یعنی ای بہشت والو اب تم کو یہان ہمیشہ رہنا ہی اور نہین تم کو موت
اور ای دوزخ والو اب تم کو یہان ہمیشہ رہنا ہی اور نہین تم کو موت پھر جنت و نار کا دروازہ بند ہوجائیگا ابد الآباد بہشتی ناز و نعمت مین
اور دوزخی غم و حسرت مین بسر کرینگے دسوین چنیر دوزخ اور اسکے درکات مین گیارھوین بہشت اور اسکے درجات کہ ان دونون کا
حال مقدمہ کتاب مین بیان ہوچکا ہی کچھ مختصرا اس مقام مین بھی لکھتا ہون بارھوین مادہ یعنی کھانا بہشتیون اور دوزخیون کا سوال
ماوہ یہ کہ بہشتیون کو ملیگا مچھلی کی کلیجی ہوگی اور دوزخیون کو گائے کی تلی اسمین یہ حکمت ہی کہ مچھلی حیوان مائی ہی اور پانی کی طبیعت
رطب اور رطوبت عنصر حیات ہی اور حیات کو نعیم کے باعث سے جنت سے مناسبت تام ہی اور کلیجہ دم صالح کا محل ہی اور دم صالح مین بدن کا
صلاح گویا اسمین اشارہ ہی کہ اہل جنت کو حیات ابدی بھی ہی اور صحت بدنی ہی اور گائے حیوان ترابی ہی اور تراب کی طبیعت یابس
اور یبوست عنصر موت ہی اور موت کو بسبب تالم نار سے مشابہت تام ہی اور طحال دم فاسد کا محل ہی اور دم فاسد مین بدن کا فساد گویا
اسمین اشارہ ہی کہ اہل نار کو نہ حیات ہی نہ موت لا یموت فیہا ولا یحیی اب نار و جنت کا حال سنو کہ حضرت صلعم نے فرمایا دوزخ دنیا محیط ہی
اور بہشت اسکے درپے ہی اسی سبب سے صراط کی راہ جنت سے لگی ہی اسی حدیث کے مطابق فتوحات مین ہی کہ جو چنیر فلک ثوابت کے
جوف مین ہی دوزخ ہی اور جو چنیر کہ فلک ثوابت کے اوپر ہی تا فلک اطلس بہشت ہی پس بہشت کا سطح سقف فلک اطلس کا ہی اور بہشت کا عرض
بسطح ہفت افلاک اور سبع ارضین پس بہشت کی سرشت سونے اور چاندی کی خشت سے ہی اور اسمین مشک کا گارا دیا ہی اسکی سنگریزہ ین
لعل اور مروارید اور خاک اور خاشاک عبیر اور زعفران اور آٹھ درجے ہین برابر برابر بسطح پر کہ ہر ایک کا سقف عرش ہی گویا باغین باغ
یا بلند باغ کہ ایک دوسرے کے وسط مین گردا گرد واقع ہی پہلا درجہ دار القرار ہی جسکو دار المقام بولتے ہین یہ درجہ رضا جویان الٰہی قرارگاہ ہی
دوسرا دار السلام اسمین ارباب سخاوت اور اصحاب ہمت اور مروت جگہ پائینگے خصوصا وہ لوگ کہ علم اور وعظ کی مجلس مین حاضر ہوتے ہین
تیسرا دار الخلد اسمین وہ لوگ رہینگے جو شرک کفر کبائر سے بچتے تھے چوتھا جنۃ الماوی یہ شہیدون کا جاگاہ ہی کہ وہ دن بھر اس مین
چرتے پھرتے ہین رات کو سبز چڑیون کے شکم مین داخل ہوکر عرش کی قندیلون مین بسیرا لیتے ہین پانچوان جنۃ النعیم یہ ان لوگون کا گھر ہی
جنھون نے دنیا مین اللہ کے واسطے تکلیفین اٹھائین چھٹا جنۃ الفردوس یہ بہترین جنات ہی اسمین چھ قسم کے لوگ رہینگے جنکا ذکر
مومنون مین ہی قد افلح المومنون الی ہم فیہا خالدون اول جو نماز مین جھکے رہتے ہین دوم جو بری بات پر دھیان نہین رکھتے
سوم زکوۃ دینے والے چہارم شہوت کے تھامنے والے مگر اپنی عورتون پر یا اپنے ہاتھ کے مال پر پنجم جو اپنے امانتون اور اپنے اقرار
سے خبردار ہین ششم وہ کہ اپنی نمازسے خبردار ہین ساتوان جنۃ العدن اسمین وہ لوگ رہینگے جو اپنے وعدون کے پورے ہین اور غصے کے
متحمل اور بلا پر صابر اور اللہ سے خائف ہین آٹھوین جنت کرسی پر ہی اسکے نام مین اختلاف ہی بعض کے نزدیک دار الجلال

اور بعض احادیث سے معلوم ہوتا ہی کہ اسکا نام جنۃ الکثیب ہی اور مولانا رفیع الدین محدث فرماتے ہین کہ میرے اعتقاد مین اسکا نام
مقعد الصدق ہی اہل التقوی کے لیے موضوع ہی اسی بہشت مین خدا کا دیدار ہوگا حدیث مین ہی کہ جنت مین منازل اتنے ہین جتنی قرآن مین
آیتین اور درجات اتنے جتنے اسماے حسنی ان درجون مین جو سب سے اونچا ہی اسکا نام وسیلہ ہی وہ حضرت صلعم کے واسطے مخصوص ہی تمام امت مامور
ہی کہ اس وسیلے کو طلب کرے چنانچہ اذان کے بعد دعا مین کہتے ہین آت محمدن الوسیلۃ والفضیلۃ صاحب اسکا [...] حکم رکھتا ہی اور جنت کے غرفے
یاقوت ہین ستارون کی طرح روشن اور اسمین ابواب بیشمار ہین کسی دروازے سے نمازی داخل ہونگے کسی سے روزہ دار کسی سے جہادی
کسی سے اہل انفاق صحیحین مین ہی کہ صدیق اکبر نے پوچھا یا رسول اللہ ایسا بھی کوئی ہوگا کہ ہر دروازے سے بلایا جائے فرمایا ہان مجھے امید
کہ وہ شخص تو ہی ہو طبرانی مین روایت ہی کہ حضرت نے فرمایا جنت مین قصور ہین ازانجملہ ایک قصر موتی کا ہی اسمین ستر گھر ہین یاقوت کے
ہر گھر مین ستر بیت زمرد کے ہر بیت مین تخت زرنگار ہر تخت پر ستر فرش رنگارنگ اور ہر [...] ہر فرش پر ستر بادلے جنمین ہر بادلے پر
ستر قسم کے کھانے ایک بندہ مومن کو اتنی قوت ملیگی کہ ان سب کو کھا لیگا اور جنت مین نفائس ہین بے شمار ازانجملہ [...] بے خار کہ انمین
درخت مین [...] انکی شاخین بے خار اور بے خزان اور ایک درخت ہی کہ سو برس کی راہ تک اسکا سایہ دراز ہی اور ایک درخت ہی
طوبی نام اسکی شاخین ہر بہشت مین تمام سایہ کیے ہین ان درختون مین طرح طرح کے میوے ہین صورت مین تشابہ خاصیت مین تفاوت
جس شاخ سے جو میوہ چاہیے فی الفور [...] لگے جب کسی کی رغبت ہو شاخین جھک پڑین ازانجملہ چار نہرین ہین ایک میٹھے پانی کی
دوسری شیر خالص کی تیسری شراب خوشبودار کی چوتھی شہد کی حضرت انس سے روایت ہی کہ بہشت مین ایک نہر ہی ریان نام اسکا ہی
ایک شہر آباد ہی [...] اسمین ستر ہزار دروازے ہین سونے اور نقرہ کے وعلی ہذا القیاس اور بہت سی نہرین ہین ازانجملہ چشمے ہین ایک
کافور کا دوسرا زنجبیل کا جسکو سلسبیل کہتے ہین تیسرا تسنیم [...] اسکے مقدسہ کتاب مین مذکور ہی ازانجملہ فرش
[...] طرح طرح کے [...] بیل بوٹے منقوش دو فرشون کے مابین اتنا فاصلہ جیسے زمین و آسمان ازانجملہ لباس بقدر قامت ہر ایک
جو نہایت باریک ہی وہ [...] کی طرح ہی کہ اسکا نام سندس ہی اور جو نہایت [...] ہو وہ [...] کے مثل ہی اسکا نام استبرق اور ایک کپڑا
حریر یعنی ریشم کا ہی ازانجملہ کھانا پانی جسقدر کھایا جائے سب ہضم کبھی تخمہ ہو نہ زکام دنیا مین فضلہ بول و براز سے دفع ہوتا ہی وہان بطریق
عنبر [...] دفع ہوگا ازانجملہ شراب و کباب [...] سیر ہوتا ہی اور نہ [...] ہوتی ہی عبد اللہ ابن مسعود سے روایت ہی کہ اہل جنت
پرندون کو دیکھینگے کہ اڑا جاتا ہی رغبت کرینگے فی الفور کباب ہو کر آجائیگا ازانجملہ ازواج حیض اور چرک اور سارے عیوب سے پاک ہونگی اور یہ
دو قسم ہین ایک وہ جو بے شوہر یا صغیر سن مین مرین یا وہ عورت کہ دنیا مین اسکو چند شوہر کرنے کا اتفاق ہوا یا وہ چند عورت کہ ایک شخص
کے نکاح مین آئین پس انمین جس سے محبت زیادہ تھی اور بہشتی ہی تو بہشتی مرد کو ملیگی حضرت عائشہ فرماتی ہین کہ مین نے حضرت سے پوچھا
دنیا کی عورت افضل ہی یا جنت کی حور فرمایا دنیا کی عورت اسلیے کہ صوم و صلوۃ کے باعث دنیا کی عورتون کے منھ اور بدن چمکتے ہونگے اور
حورون کے رنگ سفید و سرخ ہی حور جنکی صفت قرآن شریف مین [...] کی طرح [...] اسقدر روشن ہین کہ انکے ساق کی سفیدی
ستر [...] کو [...] نکلے اور ساق کی راہ استخوان کا مغز دکھائی دے حضرت نے فرمایا کہ اگر جنتی عورت کے زیور یا لباس کا دنیا مین

پر تو پڑے سارا جہان روشن ہو جاوے اور آفتاب کی روشنی ملگز رہے اور جنتی مرد کو بہشت کی عورت سے صحبت کا بھی اتفاق ہوگا
ان اصحاب الجنۃ الیوم فی شغل فاکہون یعنی بہشت کے لوگ آج ایک دھندے میں ہیں باتیں کرتے ابن عباس نے فرمایا مراد شغل سے
ازالہ بکارت ہے جماع لیکن فراغت کے بعد پھر باکرہ ہو جاویگی اور انزال نہ ہوگا بلکہ روح بسیج با راحت ہوگا از انجملہ خدام وہ تین قسم ہیں
ایک ملائکہ کہ ایلچیون کی طرح اللہ کا پیام بہشتیون کو سناینگے اور بہشتیون کا پیغام اللہ کو پہونچاینگے دوسرے غلمان کہ وہ مثل
حورون کے خلقت جدا انکا نہیں اور سب ایک عمر کے تیسرے مشرکون کی اولاد صغار کہ انکے حق میں حضرت نے دعا کی کہ خداوندا
یہ بے گناہ مرے ہیں دنیا میں میری امت کے غلام تھے جنت میں بھی انکو میری امت کا غلام بنا چنانچہ یہ دعا قبول ہوئی از انجملہ
نعمات طیبہ میں کہ تین قسم پر ہونگے ایک یہ کہ طوبی کے پتے کھڑکھڑا اینگے ہوا کے بھرنے سے اس میں الحان کی کیفیت نکلیگی دوسرے
بہشت کی حورین خوش ادائی سے مالک کی اوصاف بیان کرینگے لیکن یہ نغمی مزمار شیطانی نہیں بلکہ اللہ کی تسبیح و تحمید
ہوگی تیسرے دیدار الٰہی کے وقت بعضے ملائکہ مثل اسرافیل اور بعضے انبیا جیسے حضرت داؤد کو حکم ہوگا کہ اپنے سبا کی تسبیح کریں
انکی تسبیح سے سامعین کو وجد پیدا ہوگا از انجملہ مرکب یعنی سواریان کہ جو دواب بادرفتار یا تخت روان ہیں کہ جہتیون کی براہ
طرفۃ العین میں طے کریں از انجملہ ملاقات احباب کہ بوقت ملاقات دنیا کے خالی کی حکایات اور واقعات نہایت بیان کرینگے
از انجملہ یہ کہ وہان گرمی ہوگی نہ سردی نہ دن کی روشنی نہ رات کی تاریکی بلکہ ایک حالت ہے کہ قبل طلوع آفتاب ہوتی ہے قصہ مختصر اعضا
مین ہے کہ جنتیون کے قد ساٹھ گز کے حضرت آدم کے قد کے برابر ہونگے اور تمام اعضا مناسب اس قد کے تاکہ بیڈول نہ معلوم ہو
اور حسن حضرت عیسی کا ساٹھ تینتیس برس کا تھا اور عمر ہر ان کا سولہ برس کا اور انکا حسن یوسفی ہوگا اور نغمہ داؤدی اور حلم ابراہیمی
اور رقت ایوبی اور خلق محمدی اور زبان عربی اور بہشتیون کے داڑھی مونچھ نہ ہوگی ہاں سر پر بال ہونگے مگر حضرت موسی کی
داڑھی ناف تک دراز ہوگی اور بعض احادیث میں وارد ہے کہ حضرت آدم اور حاتم انس کے بھی داڑھی ہوگی اور زبان بہشتیون
کی عربی ہوگی اور وہان کوئی شخص بہ کنیت پکارا نہ جاوے مگر حضرت آدم کہ آپ کی کنیت ابو محمد ہوگی اور تمام بہشتی کثافت جسمی یعنی
بول و براز حدث لعاب دہنی آب بینی چرک گوشش چرک بدن سے پاک ہونگے ابدالآباد بیماریون ظاہری اور باطنی سے
پاک اور محفوظ رہینگے بعض تفسیرون میں لکھا ہے کہ جب بہشتیون کو اتنی برس بآرام تمام گذرینگے تو ندا ہوگی کہ اے بندو تم حور و قصور سے
مشغول ہوئے اور میرے دیدار کو بھول گئے یہ آواز سنتے ہی بہشتی وجد میں آئینگے ارشاد ہوگا کہ کل علی الصباح جمعہ کے دن
دار الجلال میں حاضر ہون سب حاضر ہونگے ایک میدان لق ودق ہے کہ جنت اعلی کے اوپر ہے اور عرش معلے کے نیچے جڑاو
کرسیون اور مشک و عنبر کے ٹیلون پر علی قدر المراتب بٹھلائے جاینگے کھانے لذیذ پانی خوشگوار ملیگا اور لباس نفیس پہنے کو عطر
ملنے کو عنایت فرماینگے اور شراب طہور پلا کر پینگے پس حجاب اٹھ جاویگا تمام حاضرین جمال باکمال سے مسرور ہونگے اور بدر کے مثال
بیچون اور بیچگون اور بے شبہ بے نمون دیکھینگے جنت کے سارے نعمتیں بھول جاینگے اور خلعت رضا رضی اللہ عنہم
ورضوا عنہ پہنینگے اہل تحقیق نے لکھا ہے کہ یہ دیدار بعضون کو آٹھوین دن جمعہ کو ہوگا اور بعضون کو ہر روز ایک بار

اور کسی کو دو بار یا زیادہ اور کسی کو ہر ساعت اور ہر لحظہ والعیاذ باللہ فائدہ اس دیدار کی دولت مین سوا سنت و جماعت کے اہل اعتزال اور
روافض بدخصال کو بھی انکار ہے بہ استبعادات خیالیہ اور بہ استحالات عادیہ اس لذت سے محروم ہین والحق انہم جاہلون اور رد انکا
کتب کلامیہ مین موجود ہے یہ ہے احوال بہشت کا اب احوال دوزخ کا مختصر یہ ہے کہ اسکے سات طبقے ہین ہر طبقے مین وسعت عظیم اور عذاب گوناگون
اور اسمین ستر ہزار وادی ہر وادی مین ستر ہزار شعبے ہر شعبے مین ستر ہزار دار ہر دار مین ستر ہزار بیت ہر بیت مین ستر ہزار چاہ ہر چاہ
مین ستر ہزار اژدہے ہر اژدہے کے کلّے مین ستر ہزار عقرب نیش دار ان وادیون مین ایک نالہ ہے وہ اسقدر عمیق ہے کہ چالیس خریف تک
برابر چلے تب اسکے قعر تک پہونچے ابن مسعود نے فرمایا کہ اسمین دوزخیون کا پسینہ بہتا ہے دوسرا انکی پیپ ویل سے زیادہ بعید القعر ہے اور متعفن بخت
تیسرا آثام ہے چوتھا موبق ان دونون مین خون غلیظ سیاہ بھرا ہے پانچوان حق چھٹا غی یہ اسقدر گرم ہین کہ انکی گرمی سے سارے وادی
پناہ مانگتی ہین پھر ان وادیون مین چاہ کہ دوزخ مین ایک جب الحزن کہ اس سے ہر روز چارسو بار دوزخ پناہ چاہتا ہے دوسرا ہبہب
کہ اسمین اہل غرور و تکبر رہین تیسرا فلق یہ چاہ سرپوش دار ہے چوتھا قسادہ ان لوگون کے واسطے ہے جن پر غضب ہوا کہ حق تعالی
انکی طرف [illegible] نہ دیکھیگا نہ ان سے بات کریگا اور [illegible] اور [illegible] اسمین رہینگے اور دوزخ مین ایک پہاڑ ہے صعود نام کہ ستر برس
کی راہ کی چڑھائی ہے کافرون کو اسپر چڑھائینگے وہان سے دوزخ مین گرا دینگے [illegible] دوزخ مین زنجیرین ہین ستر گز کی اُسکی
ہر حلقہ ہے کافرون کو اسمین باندھینگے اور گرز آتشین کہ جب سر پر پڑین پاش پاش کرین اور سانپ ایسے زہر دار کہ جسکو کاٹین ہڈی تک
گل جاوے اور بچھو ایسے نیش دار کہ جسکو ڈنک مارین اسکے آگے گرمی دوزخ کی بادنا آوے اور [illegible] ہین کہ تم [illegible] ہین اور ہزار برس
[illegible] دوزخیون کے لباس آتشین ہین اور گرزے انکے [illegible] نے فرمایا کہ قطران جو کہ [illegible] ہے قطران
مین واقع ہے [illegible] کہ نہایت گرم ہوتا ہے [illegible] اسکا آگ [illegible] سیند اور [illegible] ہزار برس
[illegible] ہم کو تحقیق پہونچی ہے کہ کافرون کے دونون بازو [illegible] کے برابر ہو جاوینگے [illegible] ان کی راہ
اور انکے دانت [illegible] اور بدن کا چمڑا [illegible] کے برابر موٹا ہو جاوے گا اور ران جیسے کوہ بیضا اور نشستگاہ انکی
مدینہ کی راہ اور [illegible] ہے کہ زبان کافرون کی دوزخ کے [illegible] کے برابر ہوگی اسی قیاس پر باقی اعضا [illegible] ہے کہ دوزخ مین کافرون کے
سر ایسے ہونگے جیسے پہاڑ سخت اور انکے دانت ایسے تیز جیسے [illegible] تلوار اور انکے ہونٹ جیسے اونٹ کے ہونٹ ہو اور انکی آواز
جیسے گدھون کی آواز انکے بدن جلینگے اور [illegible] اور بدن ہونگے یہانتک کہ ایک ساعت مین سات سو بدن متبدل ہونگے لیکن
اجزاے اصلیہ باقی رہینگی مدت دراز کے بعد انپر بھوک پیاس کا عذاب غالب ہوگا کھانا مانگینگے زقوم ملیگا اور پانی چاہینگے حمیم کہ اس سے منہ
اور انتڑیان کٹ کٹ کر [illegible] کی راہ نکل پڑینگی بیقرار ہو کر فریاد کرینگے یا الٰہی [illegible] یا ہم کو نجات دے ہزار برس بعد جواب ملیگا
اخسئوا فیہا ولا تکلمون پھٹکارے ہوئے رہو اسمین مجھسے کچھ نہ کہو تم کو اس عذاب سے نجات ملنی نہین تب حسرت تمام کہینگے اب برابر ہے
ہمارے حق مین ہم بیقراری کرین یا صبر کرین ہم کو خلاصی نہین پھر آپس مین لڑینگے ہر تابع اپنے متبوع سے کہیگا کہ تم ہی تھے کہ اپنے ساتھ
ہم کو لیا تھا [illegible] ہر متبوع اپنے تابع کو جواب دیگا کہ ہمارا تم پر کچھ [illegible] نہ تھا تم ہی تھے قوم طاغی الغرض یہ لوگ ابدالآباد دوزخ مین

رہینگے کوئی بصورت بندر اور ریچھ اور کوئی بصورت سگ و گرگ اور کوئی بصورت مور و مار اور کوئی بصورت موش وغیرہ حدیث مین
وارد ہی کہ حق تعالی نے میرے نام کی صورت پر بنی آدم کو پیدا کیا ہی اسی واسطے کفار کو بصورت شیطان داخل دوزخ کرینگے اہل ایمان
کی نسبت بڑی بشارت ہی الحمد للہ یہان سے واضح ہوا کہ اہل ایمان بسبب عصیان داخل نیران ہونگے لیکن نہ انپر مسخ طاری
ہوگا نہ عذاب بھاری نہ انکو ہمیشگی کا رہنا ہی نہ خلود نار انکا دخال تطہیر اور غسال کے واسطے ہوگا تاکہ قرب الٰہی کی استعداد پیدا کرین
جسطرح زرگر زر کو کٹھریہ مین ڈالتا ہی کہ اسکا کساو زائل ہو نہ انکہ جوہر انسانی زائل ہو حضرت موسی علیہ السلام نے دور سے نار کو دیکھا جب
نزدیک آئے تو نور نظر آیا اسی طرح اہل عصیان نیران مین وہی دیکھینگے جو اہل ایمان جہان مین حضرت یونس علیہ السلام پر گذرا جو
مچھلی کے پیٹ مین قید ہوئے طاعات سابقہ شفیع ہوئی اہل کبایر کہ معصیت کے سبب دوزخ مین پڑینگے توحید الٰہی کیوجہ سے عذر خواہی
کرینگی اہل تحقیق نے فرمایا کہ اگرچہ بظاہر مین ایماندار داخل نار ہی پر حقیقت مین یہ نار گلزار ہی دیکھو زنان مصر کہ جمال یوسفی کے
مشاہدے مین کس قدر محو تماشا ہوئین کہ انکے ہاتھ تک کٹ گئے مگر الم و ملال سے بیخبر رہین اسی طرح اہل ایمان تجلیات الٰہی کے
نظارے مین اسقدر خود رفتہ اور بیخود ہونگے کہ نار اور نکال سے بیخبر ہو جاینگے لو کانت الجنۃ بدون جمالہ و وصالہ ثواہ بلاء و
لو کانت النار مع جمالہ و وصالہ ثواہ شوقاہ اسرار الفاتحہ مین لکھا ہی کہ شب معراج مین حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے ہزار حاجتین روا
ہوئین مگر ایک حاجت کہ آپ نے عرض کیا کہ خداوندا قیامت کے دن امت کا حساب میرے ہاتھ رہے ارشاد ہوا کہ مقصود
تیرا یہی ہی کہ تیری امت کی برائیون پر کوئی آگاہ نہو لو اے محمد مین جو جانتا ہون وہ تجکو معلوم نہین اگر تیرے ذمہ پر امت کا
حق مقرر ہی تو تجکو اداکی قدرت نہین اور اگر امت کے ذمے پر تیرا حق مقرر ہی تو انکو اداکی قدرت نہین اس صورت مین
مناسب ہی کہ انکا حساب میرے ہاتھ رہنے دے کہ اگر میرے ذمے پر انکا حق ثابت ہی تو بخشش مشیت میری آن ہی مین انکو دونگا
اور اگر انکے ذمے پر میرا حق ثابت ہی تو رحمت اور مغفرت میری شان ہی مین انکو اپنی رحمت مین لونگا اے حبیب صلی اللہ
علیک وسلم مجکو اپنی عزت و جلال کی قسم اگر تیری امت کو مین رحمت کا نقد نہ دیتا قیامت کے دن انکا حساب لیتا تیری امت
کا حساب اس عنوان پر ہوگا کہ جیسے پدر مہربان اپنے پسر نادان سے باتین کرتا ہی حالانکہ باپ خوب جانتا ہی جو کچھ بیٹے کے ہاتھ
مین ہی مگر گستاخ کرنے کو پوچھتا ہی یہ کیا ہی تیرے ہاتھ مین اہل لطائف نے فرمایا کہ نبی اور امت مین نسبت واحدہ ہی کہ وہ نبی اس
امت کا نبی ہی اور یہ امت اس نبی کی امت ہی ہرگاہ یہ نسبت واحدہ اتنی رحمت کو مقتضی ہوئی کہ اپنی اولاد احفاد پر نبی نے
امت کو اختیار کیا پھر کیا کہنا چاہیے جہان نسبت متعددہ ہون کہ وہ بندون مین اور اللہ مین متحقق ہی جیسے خالقیت مخلوقیت
رازقیت مرزوقیت ربوبیت مربوبیت محبیت محبوبیت وغیر ذالک نسبتین تو بطریق اولی مقتضی رحمت پروردگار نسبت باعث گنہگار مستحق بخشش ہونگے
اسیواسطے گویا اللہ صاحب فرماتے ہین کہ اے محمد صلی اللہ علیک وسلم اگر تو نے اپنی اولاد پر امت کی شفاعت بمقتضائے شفاعتی لاہل الکبایر
من المومنین اختیار کی مین نے تیری امت کو اپنی رحمت دی اگر تو انکو دوست رکھتا ہی کہ وہ تیری امت مین ہین کیونکر انکو
نہ بخشونگا کہ وہ میرے مطیع الخدمت ہین اے محمد صلی اللہ علیک وسلم ہر چند امت تجکو ناراض و خفا کرتی ہی تو بھی باپ خیر و رحمت

شتابی کے اللھم اہد قومی فانہم لایعلمون پڑھتا ہے اور سر جناب تیری امت مجھکو بیزار اور خفا کرتی ہے تو مین با صد عجز و رحمت فرماتے ہین اگر انہ انذر فمر
در حق نفعو ر فرماتے لگون ترکیا العبید ہو القصہ عہدہ شفاعت کبریٰ ہمارے حضرت کو ملا ہے اور شفاعت کی حقیقت یہ ہے کہ کامل کا کمال
پھیل جاوے اور اپنے ناقص اتباع کو اپنے مین سے لے اور اسکا نقصان اسکے کمال مین پورا ہو جاوے اور مدار شفاعت کا دو چیز
پر ہے اول نفس کامل کا کمال پھیل جاتا کہ سب روز قیامت محض اللہ تعالیٰ کی عنایت بے نہایت سے وعدہ کیا گیا ہے اس سبب اور اجازت
ونہی کو شریعت مین اذن اور حکم کہا ہے دوسرے ناقص لوگون کا اہل کمال کے تابع ہونا کہ بغیر ایمان اور صحت عقائد کے محال ہے اسکو
کہا ہے کہ کافر و منافق کو شفاعت نہین ہے بالجملہ استاد الاستاذی تفسیر العزیزی آب واضح ہے کہ مذہب اہل سنت جماعت مین
شفاعت پیغمبرون اور مقبولون کی گنہگارون کے حق مین اگرچہ فاعل و مرتکب کبیرہ ہون اور بلا توبہ مرے ہون ثابت ہے
کہ بعضے بھیسا سبب شفاعت کے بہشت مین جائینگے اور بعضے باوجود ثابت ہو جانے اس بات کے کہ دوزخ کے مستحق ہین بسبب شفاعت
کے دوزخ مین نہ جائینگے اور بعضے دوزخ مین جاکر بسبب شفاعت کے نکل کر بہشت مین جائینگے اور بعضون کے درجے بلند ہونگے لہذا
اہل سنت فرماتے ہین کہ الشفاعۃ حق یعنی یقیناً ہونے والی ہے موافق وعدہ خدا کے اور شفاعت شافعین کا انکار کو کیا تو تعجب ہی نہین
کفر ہے اور جو گفتگو اہل سنت اور معتزلہ ہے اس مسئلہ مین ہوئی مع دلائل تفسیر کبیر وغیرہ مین مذکور ہے اس وقت مین فرقہ وہابیہ بھی منکر
معتزلہ ہوا ہے اسکو مولوی فضل رسول صاحب سیف اللہ المسلول نے بخوبی رد فرمایا ہے جسکو منظور ہو نور المومنین لشفاعۃ الشافعین
رسالہ مختصرہ انکا ملاحظہ کرے تفسیر عزیزی مین تفسیر کریمہ ولسوف یعطیک ربک فترضیٰ مین لکھا ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضرت
صلعم نے اسوقت سے فرمایا کہ مین ہرگز راضی نہونگا جب تک کہ ایک ایک کو اپنی امت سے بہشت مین داخل نہ کرون اور اسی جگہ لکھا ہے
کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مرتبہ وسیلہ کو کہ نہایت بڑا مرتبہ ہے پہونچینگے کہ وہ کسی مخلوق کو نصیب نہین ہوا کیونکہ حضرت سب روز قیامت
بمنزلہ وزیر کے ہونگے صحیح مسلم مین ہے کہ حضرت آیات عذاب پڑھکر روئے اور فرمایا اللھم امتی امتی اللہ نے جبرئیل کو بھیجا اور سبب
گریہ کے پوچھا جبرئیل نے دریافت کرکے عرض کیا فرمایا اللہ نے یا جبرئیل تو جا محمد کے پاس اور کہہ اس سے ہم تجھکو تیری امت کے
مقدمہ مین راضی کرینگے حسب قرآن مجید اور احادیث سے یہ بات ثابت ہے تو انکار اسکا بلاشبہ کفر ہے ولا یجوز الصلوۃ
خلف من ینکر الشفاعۃ کما فی البحر الرائق ساتوین جماعت نفس النفیس یہ بات دلیل شجاعت لا انتہا کی ہے کسی پیغمبر کو حاصل نہین ہوئی
آٹھوان علم وسیع کہ آیۃ وعلمک مالم تکن تعلم اور کریمہ فاوحیٰ الی عبدہ ما اوحیٰ سے ظاہر ہے نوان جمیع اخلاق حسنہ کہ شرعاً و عقلاً محمود تھے
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مین بوجہ کمال تھے مثلاً عقل حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ مرتبہ تھا کہ تمام عالم کی عقل اسکے مقابلے مین ایک
ذرہ ہے چنانچہ وہب ابن منبہ نے کہا ہے کہ مین نے اکثر کتابین کتب سابقین سے دیکھین سب مین لکھا پایا کہ اللہ صاحب نے
ابتدا دنیا سے تا قیام قیامت سب آدمیون کو اتنی عقل دی ہے کہ مقابلے عقل رسول مقبول ایک چھوٹی کنکری سنگریزہ ل
دنیا [illegible] روایت ابو نعیم نے حلیہ اور ابن عساکر نے [illegible] اور حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی نے عوارف المعارف مین ایک بزرگ سے
روایت کی ہے کہ حق تعالیٰ نے عقل کے سو حصے فرمائے ننانوے حصے حضرت صلعم کو عنایت فرمائے اور ایک حصہ تمام مخلوقات پر تقسیم فرمایا اور

شفاعت کبریٰ حضرت [illegible]

جس کسی کو حضرت کی دانائی کی باتین دریافت کرنا ہو وہ کتب سیر اور تواریخ خوب غور اور تامل سے مطالعہ کرے اور حلم اور عفو مع القدرۃ
اور صبر ایسا تھا کہ بسبب خذ العفو وامر بالعرف واعرض عن الجاہلین سے ظاہر ہو یعنی خوب سا کر معاف کرنا اور نیک کام کو اور کنارہ
کر جاہلون سے اسی طرح واصبر علی ما اصابک ان ذلک من عزم الامور کہ اس سے صبر کیسا نکلتا ہے چنانچہ آنحضرت کا یہ حال تھا
کہ جو کوئی حضرت سے بدخوئی کرتا تھا اور بے ادبی سے پیش آتا تھا اوس سے درگذر فرماتے تھے کافرون نے خاص مکہ شریف
مین کیسی کیسی شرارتین کین لیکن اونکے لیے بددعا نہ فرمائی اسیقدر فرمایا اللہم اغفر لقومی فانہم لا یعلمون اور جود و کرم و سخا کا یہ حال تھا
کہ ہرگز کسی سائل کو بے نیل مرام واپس نہ کرتے تھے اور گھر مین حضرت کے رات تک درہم و دینار نہ رہتا تھا اور اگر ایسا اتفاق ہو جاتا اور کوئی
مستحق نہ آتا تو آنجناب دولت خانے مین تشریف نہ لیجاتے تھے جب تک کسی مستحق کو عطا نہ کر لیتے اور عطایا رخشین و موازن مشہور
ہین وانما بعثت لاتمم مکارم الاخلاق شاہد ہے اور حسن ادب یہ تھا کہ اپنے دوستون کا نہایت اکرام فرماتے اور اونکی مجلس مین
پیر نہ پھیلاتے اور وقت تنگی مجلس کے جگہ فراخ فرماتے اور اپنا زانو ہمنشین سے کبھو ن آگے نہ بڑھاتے اور اونکے ساتھ
اونکے باغون مین تشریف لیجاتے اور ضیافت کھاتے اور ہمیشہ سب کا حال پوچھتے رہتے جو کوئی بیمار ہوتا اوسکی عیادت کرتے
اور جو کوئی سفر مین ہوتا اوسکے واسطے دعا کرتے اور جو مر جاتا اوسکے حق مین انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھ کر دعا فرماتے اور جس کو جانتے
کہ آزردہ ہو گیا ہے اوسکے گھر پر تشریف لیجاتے اور اونکی ملاقات کے واسطے جب چلتے تو تزئین و تجمل لباس اور شانہ وغیرہ سے
فرماتے اور سب لوگون سے تازہ رو رہتے اور توانا و ناتوان کو صدق قول مین برابر جانتے اور کسی کو اپنی پشت پر چلنے نہ دیتے
اور سواری مین کسی کو پیادہ پا نہ لے جاتے یا سوار کرا لیتے یا ارشاد فرماتے کہ تو آگے جا ہم بھی آتے ہین اور جو کوئی حضرت
کے پاس جاتا تو اوسکی تکریم کرتے اور اپنے کپڑے بچھا دیتے اور تکیہ دیتے اور جب نماز مین ہوتے اور کوئی آجاتا تو نماز کو سبک
فرماتے اور اوسکی حاجت دریافت کر لیتے اور اپنے خادم اور غلام اور لونڈی کو ماکول اور مشروب مین اپنے برابر رکھتے اور
خود خادم اپنے کی خدمت فرماتے اور جو کچھ اصحاب اور خادم آپ کے کام کرتے آپ ہی اسمین شریک ہو جاتے اور آپ اسسے زیادہ کرتے اور
حیا اور وقار کا یہ مرتبہ تھا کہ دختر ناکتخدا سے بھی زیادہ شرماتے تھے عن ابی سعید الخدری قال کان رسول اللہ اشد حیاء من العذراء
فی خدرہا وقالت عائشہ رضی اللہ عنہا ما رایت فرج رسول اللہ قط اور جب حضرت کو کوئی شخص یکایک دیکھتا ہیبت مین آجاتا
اور جو صحبت مین رہتا عاشق ہو جاتا اور جب مجلس مین بیٹھتے تو سب اہل مجلس جھکے بیٹھے رہتے اور جب خاموش بیٹھتے تو وقار تھا
اور جب باتین کرتے تو خوبی اور تازہ روئی اور زہد یہ تھا کہ اپنی خواہش سے فقر اختیار کیا اور بیت المال سے کچھ سوا سے قوت
یکسالہ اپنے عیال کی نہ لیتے تھے اور جو لیتے تھے تو ارزان چیز تلاش کر کے لیتے جسطرح خرچ اور جو اسمین بھی ایثار جاری تھا
اہل بیت آپ کے قبل انقضاء سال محتاج ہو جاتے تھے اور یہ بھی ظاہر ہو چکا ہے کہ جب وفات ہوئی تو زرہ آپ کی ایک
یہودی کے پاس گروی تھی اور شفقت اور رافت اور رحمت تمام خلق پر یہ تھی کہ وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین اوسپر گواہ ہے
اور امانت اور صدق لہجہ کا یہ حال تھا کہ مخالفون اور دشمنون نے بھی حضرت کا نام امین رکھا چنانچہ حجر اسود کے رکھنے مین

حکم کیا اور ابوسفیان نے ہرقل بادشاہ سے کہا کہ ہم نے کبھون محمد کو جھوٹ سے تہمت نہیں کی اور ابوجہل باوصف اُس عداوت
کے کہتا تھا کہ ہم تم کو نہیں جھٹلاتے ہین لیکن جو تم خدا کی طرف سے لائے ہو کما قال اللہ لا یکذبونک ولکن الظالمین بآیات اللہ
یجحدون اور یہ تو خوب روشن اور ظاہر ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی عورت کا ہاتھ نہیں چھوا جب تک اُسکے مالک
نہوسے یا نکاح مین نہ لائے یا ذی جسم محرم کا اور عدل اور انصاف حضرت کا ایسا نہیں ہے کہ اُسکے بیان کی حاجت ہو اِس
کتاب سے پیدا ہے اور سلاطین عادلین کا دستور العمل ہے اسی طرح عادات ضروریہ مباحات مین معتدل رائج تھے مثلاً کھانا
بقدر ضرورت کھاتے اور وقت فاقہ شدت جوع سے پیٹ پر پتھر باندھتے اور ہمیشہ بسم اللہ کرکے سیدھے ہاتھ سے کھاتے اور ایک کنارے سے کھاتے
نہ کہ بیچ سے اور فرماتے البرکۃ تنزل وسط الطعام فکلوا من حافتیہ ولا تاکلوا من وسطہ یعنی برکت اُترتی ہے درمیان طعام مین
سو کھاؤ کنارے سے اور نہ کھاؤ درمیان سے اور قبل الطعام اور بعد الطعام ہاتھ دھوتے اور جب کھانے لوگ آپکے ساتھ بیٹھ کر کھاتے اور جب
کھانا اٹھایا جاتا تو فرماتے الحمد للہ الذی اطعمنا وسقانا وارونا وجعلنا مسلمین اور ہدیہ کو بہت دوست رکھتے اور دعوت کا کھانا کھاتے
اور صدقے کا کھانا نہ کھاتے اور جو کوئی ہدیہ بھیجتا تو حضرت اُسکے مقابل مین بہتر اُس سے عنایت فرماتے اور کسی کھانے کو عیب نہ کرتے اگر رغبت
ہوتی کھا لیتے ورنہ ترک کرتے اور تین انگلیون سے کھانا کھاتے اور بعد فراغت انگلیان چاٹتے تھے اور شیرینی و شہد سے آپکو رغبت تھی اور
پانی بیٹھ کر پیتے تین مرتبہ مین اور شیرین اور سرد پانی حضرت کو خوشگوار تھا اور جب سوتے تو داہنی کروٹ تاکہ نیند کم آئے
اور آنکھیں حضرت کی سوتین اور دل جاگتا رہتا اور جب سو جاتے تو آواز دم لینے کی سنی جاتی تھی مگر خراٹا کبھون نہوتا تھا
اور اکثر مستقبل قبلہ کف دست تحت الخد رکھ کر آرام فرماتے اور فرماتے رب قنی عذابک یوم تبعث عبادک اللہم باسمک اموت
واحیی اور جب جاگتے تو کہتے الحمد للہ الذی احیانا بعد ما اماتنا والیہ النشور اور بہترین جامہ آپکے نزدیک قمیص تھا اور
جامہ سپید سے مسرور ہوتے تھے اور عمامہ بھی باندھتے تھے اور دونون شانون کے بیچ مین شملہ چھوڑتے تھے اور خوشبو سے
بہت خوش ہوتے اور بدبو سے ناخوش اور سرمہ اثمد کہ اعلی قسم سرمہ کی ہے بعدد طاق رات کو استعمال کرتے تھے اور کبھی
حالت صوم مین بھی لگاتے تھے اور روغن زیت وغیرہ سر اور ڈاڑھی مین ملتے تھے اور آئینہ دیکھتے اور مسواک کرتے تھے
اور حال وضع عبادات و دیگر احوال و افعال سفر السعادت اور تحفۃ المحافل وغیرہ کتب مطولہ مین ملاحظہ کرنا چاہیے نوان
عرفان پہلے مرتبے کا کہ قرب اتم سے ظاہر ہے کیونکہ جسقدر قرب زیادہ معرفت زیادہ اور جسطرح قرب کے کنہ دیدۂ عقل سے
نہیں معلوم ہوتی اسی طرح عرفان اتم کی حقیقت دریافت نہیں ہوتی دسوان منصب قضا گیارھوان منصب فتوی بارھوان
منصب اجتہاد تیرھوان منصب احتساب کہ ان چارون کے قواعد اور جزئیات کتب حدیث مین مصرح ہین اور قاضیون
اور مفتیون اور مجتہدون کے دستور العمل مین چودھوان عمدہ قرأت کہ قرأت قراء سبعہ سے واضح ہے پندرھوان عالم ارواح
مین سب سے پہلے پیدا ہونا چنانکہ تفسیر نظم الجواہر اور شرح وردیا ... مین مفتی ولی اللہ صاحب نے لکھا ہے کہ امیرالمومنین
علی مرتضی علیہ السلام سے مطالع المسرات شرح دلائل الخیرات مین روایت ہے کہ جب ارادہ الٰہی ایجاد موجودات سے متعلق

ہوا تو اللہ نے صورت عالم قائم فرمائی اور اسوقت حضرت خالق فردانیت ملکوت اور وحدانیت جبروت مین تھے بعد اسکے
ایک نور اپنی ذات سے نکالا کہ وہ نور بصورت بیانہ مجتمع ہوا وہ صورت ہمارے حضرت کی تھی پھر اسے ارشاد کیا انت المختار

المنتخب وعندک مستودع نوری وکنوز ہدایتی من اجلک ابسط البطحاء وارفع السماء واجعل الثواب والعقاب والجنۃ
والنار پھر بعد ایک مدت کے عالم بنایا اور زمانہ پیدا کیا اور پانی نکالا اور کف کو جوش دیا چنانچہ بیان اسکا مقدمہ کتاب
مین لکھا گیا اس سے واضح ہوا کہ روح حضرت صلی اللہ علیہ وسلم قبل وجود جسمانی متصف بہ نبوت تھی اور بعد وجود وظہور جسمانی
عالم اجساد مین موصوف بہ نبوت ہوئی اور بعد وفات بھی حلیہ نبوت سے آراستہ ہے اور دُرُود امتیون کا بخوبی پہونچتا ہے اگرچہ
جسم شریف بھی تصرفات زمین سے محفوظ ہے اگر کوئی نافہم کہے کہ جب اسبار کل کائنات کا نور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہوا
تو خوک اور سگ اور کافر بھی اسی سے ہوتے حالانکہ نجس ہین اور اسمین قباحت صریحہ لازم آتی ہے سو دفع اس تردد کا
یون ہوتا ہے کہ نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم اگرچہ اصل جمیع اشیا کا ہے مگر احکام اور آثار فرع کے اصل پر جاری ہونا واجب
نہین ہے جس طرح خاک کہ اس سے سبزہ وتخم ودانہ اور گوشت حیوانات وغیرہ اشیا پیدا ہوئے ہین اور یہ سب انسان کی غذا ہین
اور وہی غذا پشت مین نطفہ ہوتی ہے اور مثانہ مین بول اور عروق مین خون یعنی ہر مقام مین احکام جدید ظاہر ہین اور خاک
جملہ آثار اور احکام سے پاک ہے اسی طرح ہزارہا صورتین نکلتی ہین کہ جس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ آثار فرع کی اصل پر جاری ہونا
پایا نہین جاتا ہے ۵ ہر مرتبہ از وجود حکمی دارد ؛ گر فرق مراتب نکنی زندیقی ؛ الحاصل ان پندرہ کمالون مین کوئی اور نبی
علیہ السلام حضرت سرور کائنات علیہ التحیات والصلوۃ کا شریک نہین ہے اسی طرح اور کمالات غیر مشترکہ بھی ہین جس طرح تمام عمر
جماہی کا نہ آنا اور احتلام کا نہونا اور عرق بدن سے مشک وعنبر کی خوشبو آنا اور بغل شریف کا ہمرنگ بدن ہونا اور آگے پیچھے
اندھیرے اجالے مین برابر دیکھنا اور زمین کا وقت قضاے حاجت پھٹ جانا اور بول اور غائط کا فی الفور غائب
ہو جانا اور اس مکان سے مشک کی خوشبو ظاہر ہونا اور اثر فضلہ زمین پر نہ دیکھنا اور مختون پیدا ہونا اور ناف بریدہ
بطن مادر سے نکلنا اور وقت تولد سجدہ کرنا اور انگشت سبابہ جانب آسمان اٹھانا اور کلمہ پڑھنا اور فرشتون کا مہد حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم ہلانا اور ماہتاب سے باتین کرنا اور حرارت شمس مین ابر کا سایہ کرنا اور درختون کا حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کی طرف متوجہ ہونا اور بدن اور کپڑون کا مکھی سے محفوظ رہنا اور تا مدت رکوب مرکب کا بول اور براز نہ کرنا اور
مرقد شریف پر ایک فرشتہ مقرر ہونا کہ جو کوئی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھے وہ حضور مین پہونچاوے اور اعمال امت
کے ہر روز عرض کیے جانا اور آپنی امت کے واسطے اعمال بد پر استغفار فرمانا اور حضرت حق کا آنجناب کی عمر کا قسم کھانا
اور معراج مین باروح وجسد آسمانون پر تشریف لیجانا اور خدا ے پاک کو بچشم سر دیکھنا اور کافرون سے فرشتون کا لڑنا اور
بروز حشر اول قبر سے اٹھنا اور اول بیہوشی سے افاقہ پانا اور اول بزانوے ادب شفاعت کے واسطے روبروے
حضرت مالک الملک کے بیٹھنا اور اول ماذون شفاعت ہونا اور اول خاکساری کا سجدہ کرنا اور اول سر سجدے سے

اٹھانا اور اوّل مرتبان شفاعت کھولنا اور اوّل حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت مقبول ہونا اور اوّل سب اہل محشر سے
اپنی امت مرحومہ کے ساتھ صراط سے گذرنا اور اوّل دروازہ بہشت کو جنبش دینا اور کھٹ کھٹانا اور اوّل آپ کے واسطے دروازہ
بہشت کا کھولا جانا اور اوّل با قرار راست بہشت میں داخل ہونا اور لواء احمد کا ہاتھ میں لینا اور سب انبیا کا پس رو ہونا اور اوّل
دیدار حق سے مشرف ہونا اور مرتبہ وسیلہ یعنی وزارت کا حاصل کرنا کہ ان کمالات میں بھی کوئی پیغمبر حضرت صلعم کا شریک نہیں ہے
صرف ایک مرتبہ شہادت کا باقی رہ گیا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بذات خود حاصل نہوا اور بلا واسطہ ممکن نہ تھا اس واسطے
حکمت الہی نے چاہا کہ یہ کمال کسی قریب کے واسطے سے حضرت کے کمالات میں ملجا سے سو صد دو نواسے جو تھے اُس نہر کے
صغیر اور کبیر جو شبر اور شبیر بڑے چھوٹے تھے انسے شبیر ہو بہو آن میں تھی تصویر نبی عکس نذیر یعنی تھے صورت و معنی
میں ہمرنگ تطہیر تو بہر تکمیل کمالات نبی کام آ گئے دونوں نے خلعت پر خون شہادت پائے اور شہادت دو قسم تھی ایک شہادت
خفی اور دوسری جلی اور ظاہر ہے کہ غیب کو شہادت سے اور خفیہ کو علانیہ سے تقدم ہے اور سر بطور اجمال ہے اور علانیہ مثل تفصیل اس واسطے
حضرت امام حسن سبط اکبر علیہ السلام مخصوص ہیں بشہادت خفانیہ تاکہ تقدم میں سبطین کے ہاتھ سے نجائے اور ظہور شہادت
بعد مرتبہ غیب اور وقوع تفصیل بعد اجمال صورت پذیر ہوا اور ہر گاہ کہ شہادت سر یہ عبارت پوشیدگی سے تھی اس سبب سے
وحی الٰہی اور حدیث حضرت مصطفوی اور اشارات جناب مرتضوی میں اسکا کچھ اثر نہ پایا گیا بلکہ بیان کا اخفا منظور ہوا کہ یہ حادثہ
حضرت امام حسن کی بی بی کے ہاتھ سے حادث ہوا کہ علاقہ محبت سے تھی نہ عداوت سے اور چونکہ شہادت جلی کی بنا شہرت
و اعلان پر تھی اسلئے قبل وقوع واقعہ وحی سماوی اور زبان نبوی میں با تعیین زمان و مکان بھی وارد ہوا اور حضرت امیر
نے بھی خبر دی اور بعد وقوع واقعہ ایسے آثار ارضی اور سماوی اور غیب و شہادت ظاہر ہوئے کہ موجب کمال اشتہار اور باعث
نہایت اظہار واقع ہوئے تاکہ جملہ حاضر و غائب اس واقعہ سے خبردار اور ہر ایک قریب و بعید اس غم سے واقف کار ہو جائیں
بلکہ مقصود حقیقی اور مطلوب اصلی یہ ہے کہ غم و الم اسکا پائدار رہے اور جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بذات خود شہادت نہوئی
اسکا سبب یہ تھا کہ اگر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کسی معرکہ میں شہید ہوتے تو کسر شوکت اسلام لازم آتی اور بڑی خرابی واقع ہوتی
دیکھو جنگ احد میں شیطان مردود نے بصورت جعال ابن سراقہ متشکل ہوکر بالکل جھوٹ کہہ دیا تھا کہ الا ان محمدا قد قتل
کیسی پریشانی پڑ گئی کہ تمام فوج متفرق ہو گئی پس مطابق واقع میں معاذ اللہ کس طرح کی خرابیاں متصور تھیں اور اگر حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم پوشیدہ اور دفعتہً شہید ہوتے جس طرح حضرت عمر اور عثمان اور علی مرتضی رضی اللہ عنہم شہید ہوئے تو اس طرح
کی شہادت میں شہرت اور اعلان نہ تھا بلکہ شہادت کا امر ناتمام رہتا کیونکہ تمامی شہادت کی یہ ہے کہ مارا جائے حالت غربت
و کربت میں اور سر کٹے جائیں آگے گھوڑے سے اور ڈالا جائے اسکا بدن زمین پر اور شہید ہوں اسکے ساتھ جماعت کثیرہ
اعزہ و اقربا سے اور مال اسکا لوٹا جائے اور عورتیں قید ہوں اور یتیم لوگ گرفتار ہوں اور یہ صدمے سب صرف
خدا ہی کے واسطے ہوں اور وہ شخص فی سبیل اللہ یہ سب مصیبتیں گوارا کرے اور چونکہ قبل بیان شہادتین اول بیان

فضائل حسنین علیہما السلام ضروری ہے اس لیے بیان کرتا ہون کہ اول تو یہ دونون صاحبزادے حضرت کے بیٹے تھے قطع نظر اس سے کہ بیٹی کا بیٹا فرزند کے حکم مین ہو چنانچہ حضرت فرماتے ہین کہ حسن و حسین دونون میرے بیٹے ہین امام احمد اپنی مسند مین علی مرتضیٰ سے روایت کرتے ہین کہ جب پیدا ہوے امام حسن تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور بولے دکھلاؤ میرے بیٹے کو کیا نام رکھا ہے تم نے مین نے عرض کیا حرب یعنی جنگی حضرت نے فرمایا بلکہ اسکا نام حسن ہے پھر جب پیدا ہوئے حسین فرمایا دکھلاؤ میرے بیٹے کو کیا نام رکھا ہے تم نے مین نے عرض کیا حرب فرمایا بلکہ حسین اسکا نام ہے پھر جب پیدا ہوئے محسن فرمایا دکھلاؤ میرے بیٹے کو کیا نام رکھا ہے مین نے کہا حرب فرمایا بلکہ محسن اسکا نام ہے پھر ارشاد کیا کہ مین نے انکے نام اولاد ہارون علیہ السلام کے نامون پر رکھے ہین کہ عبرانی مین شبر اور شبیر و مشبر ہین فائدہ اول حضرت علی مرتضیٰ نے موافق عرف اور عادت عرب کے ایک رئیس عرب کے نام پر نام رکھے تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بدل دیے تو اس سے معلوم ہوا کہ اکابر دین کے نامون پر نام رکھنا چاہیے نہ رئیس جاہلیت کے نامون پر ولہذا پھر ولایت مآب نے اپنے بیٹون کے نام خلفا و نامدار اور صحابہ عالی مقدار کے نامون پر یعنی ابوبکر اور عمر اور عثمان اور عباس وغیرہ رکھے اور اس حدیث سے یہ بھی ظاہر ہوا کہ حضرت محسن روبرو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم صحیح و سالم پیدا ہو گئے تھے بالجملہ اس تقریر سے بتیا ہوا حضرت حسنین علیہما السلام باحسن وجہ ثابت ہوا دوسرے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین کہ حسن و حسین سردار ہین بہشتی جوانون کے اور فرمایا کہ جس نے حسنین سے محبت رکھی اسنے مجھسے رکھی جسنے انسے عداوت رکھی مجھسے رکھی اور چونکہ دوستی رسول بعینہ دوستی خدا ہے اور دشمن بھی اسی طرح پس حسنین کی محبت خدا ہے اور عداوت انکی عداوت خدا اور نتیجہ محبت جنت اور نتیجہ عداوت دوزخ اور بخاری نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حسن و حسین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت مشابہ تھے اور جناب امیر المومنین سے منقول ہے کہ چھاتی سے سر تک حسن مشابہ رسول تھے اور حسین سینہ سے قدم تک اس سے معلوم ہو کہ ایک جان و دو قالب تھے اور دونون مل کر گویا آنحضرت کی تصویر تھے اور گویا صورت جسمیہ محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم دو حصے ہو کر بادہ خلقت دونون کے بعد ختم نبوت مین جلوہ فرما تھے اور جس طرح صورت مین یہ دونون صاحبزادے اشبہ تھے اسی طرح اخلاق و عادات مین بھی مشابہ تر تھے صحیح مسلم مین وارد ہے کہ ایک دن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم گھر سے نکلے اور آپ کے پاس ایک کملی سیاہ تھی سو حسن ابن علی آئے حضرت نے انکو کملی مین لیا پھر حسین ابن علی آئے انکو بھی داخل کیا پھر فاطمہ علیہا السلام آئین انکو بھی داخل فرمایا پھر علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ آئے انکو بھی اوڑھا لیا پھر حضرت نے فرمایا انما یرید اللہ لیذہب عنکم الرجس ویطہرکم تطہیرا اور ترمذی نے روایت کی ہے کہ حضرت نے فرمایا حسن اور حسین میری دنیا کے باغ کے دو گلدستہ ہین یعنی کل مراد اور ثمرہ فواد میرے باغ دنیا سے بغیر حسن اور حسین کے دوسرا نہین ہے اور بجلی محمد لدسی نے روایت کی ہے کہ فرمایا حضرت نے کہ یہ دو شخص یعنی حسن اور حسین میرے دونوں بیٹے ہین

اور میرے بیٹی کے بیٹے ہین خداوندا مین انکو دوست رکھتا ہون تو بھی دوست رکھ انکو اور انکو جو انسے محبت رکھے ہین کہتا ہون کہ دعاء رسول مقبول بلاشبہہ مقبول ہے پس دوست رکھنا اللہ کا دوستدار حسنین علیہما السلام کو یقینی ہے اور ابوہریرہ سے ابن ابی شیبہ نے روایت کی ہے کہ آنحضرت نے ابوہریرہ سے فرمایا کہ مین حسنین کو دوست رکھتا ہون تو بھی انکو دوست رکھ اور دشمن رکھ اسکو جو انکو دشمن رکھے اور بھی طبرانی نے ابوہریرہ سے روایت کی ہے کہ حضرت نے فرمایا جو شخص حسنین کو دوست رکھتے ہین اسکو دوست رکھتا ہون اور جسکو مین دوست رکھون اسکو خدا بھی دوست رکھے اور جسکو خدا دوست رکھے وہ بہشت مین داخل ہوگا اور جو شخص حسنین سے دشمنی رکھتے ہین اُس سے دشمنی رکھتا ہون اور جسکا مین دشمن ہوا خدا اُسکا دشمن ہوا اور جب خدا دشمن ہوا تو دوزخ اُسے نصیب ہوگی اور ہمیشہ عذاب مین رہیگا اس حدیث سے صاف نکلا کہ یزید اور اُسکے انصار اور اعوان جنھون نے حضرت حسین کو شہید کیا بیشک دوزخی ہین واہلذا لاتیوقف فی شانہ والی اعوانہ والنصارہ اور ابن عساکر نے روایت کی ہے کہ حسنین کو تبرا نہ کہو کہ یہ دونون اولین وآخرین جوانان بہشت کے سردار ہین اور ضیاء نے حذیفہ سے روایت کی ہے کہ حضرت نے فرمایا خوش خبری دی جبرئیل نے کہ حسنین عرش کے دو گوشوارے ہین اور کسی چیز سے معلق نہین ہین اور ابن عساکر نے انس سے روایت کی ہے کہ پیغمبر خدا نے فرمایا کہ کوئی شخص مجلس مین کسی کی تعظیم نہ کرے مگر حسنین اور انکی اولاد کی شیخ ابوسعید ماوردی نے مناقب امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ مین لکھا ہے کہ یہ حضرت توقیر اور احترام سادات مین نہایت مبالغہ فرماتے تھے چنانچہ ایک دن مجلس واحد مین چند مرتبہ تعظیم کو کھڑے ہوئے اور بیٹھے اور سبب ظاہر نہوا اہل مجلس نے پوچھا کیا سبب تھا فرمایا کہ ان مین ایک لڑکا علوی ہے جسوقت مین اسکو دیکھتا ہون تعظیم کے واسطے اُٹھتا ہون اور شیخ عبد الحق محدث دہلوی اخبار الاخیار مین لکھتے ہین کہ شیخ امان پانی پتی بنا بر ارشاد طالبین و درس متعلمین بیٹھے ہوتے اور اطفال سادات کبھی آتے تو یہ حضرت اُٹھ کھڑے ہوتے اور اُسدم تک کھڑے رہتے کہ وہ لڑکے کھیل کود کے چلے جاتے لوگون نے پوچھا اسکا کیا سبب ہے فرمایا کہ امان کی کیا مجال جو بیٹھا رہے اور اولاد رسول کھڑی رہے اور طبرانی نے معجم کبیر مین حضرت فاطمہ علیہا السلام سے روایت کی ہے کہ مین حسنین کو لیکر مرض موت رسول اللہ مین آئی اور عرض کیا یا نبی اللہ یہ دونون تمہارے بیٹے ہین انکو کچھ ورثہ دیجیے فرمایا کہ حسن کو ہیبت و سیادت اور حسین کو جرأت و سخاوت مین نے اپنی ارث دی ہے اور ابن عساکر نے ہیبت و حلم و عزت و محبت بھی بیان کیا ہے اور احمد و ترمذی نے روایت کی ہے کہ ایک دن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ پڑھتے تھے کہ حسنین تشریف لائے اور پاے مبارک انکا پھسلا کہ اندیشہ گرنے کا ہوا حضرت نے دیکھا تو فرط شفقت سے خطبہ چھوڑ کر دونون کو گود مین اُٹھالیا اور فرمایا صدق اللہ ورسولہ انما اموالکم واولادکم فتنۃ اس مقام سے شفقت حضرت دیکھا چاہیے

اور مصائب و بلا جو حضرت سید الشہدا پر واقع کربلا مین گذرے ہین خیال کرنا چاہیے یہ کب موجب رنج عنصر لطیف اور صدمہ روح شریف نہ ہوا ہوگا حضرت ابن عباس فرماتے ہین کہ ایک دن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم گھر کو چلے مین بھی ساتھ ہوا جب گھر مین آئے تو حسین کو گلے سے چپٹا لیا اور فرشتے نے اپنے پرون سے سایہ کیا پھر آپ نے حضرت حسن کو گلے سے لگایا اور فرشتے نے حسین کو گود مین لے لیا اور سب لوگ یہ احوال دیکھتے تھے کہ آنحضرت سے چلے ابوبکر رضی اللہ عنہ اور ابو ایوب انصاری نے التماس کیا کہ یا رسول اللہ حسن کو ہم لیوین کہ آپ کو تکلیف نہو فرمایا نہین جانتے کہ حسنین دنیا اور آخرت مین بزرگ ہین اور باپ انکا انسے بہتر ہی پھر فرمایا کہ آج مین بزرگی دیتا ہون انکو جس چیز سے انکو خدا تعالے نے بزرگی دی ہی پس خطبہ فرمایا اور کہا کہ ای لوگو خبر دون تم کو کہ بہترین آدمی از روے جد وجدہ کے کون ہی حاضرین نے عرض کیا یا رسول اللہ فرمائیے ارشاد ہوا کہ حسن وحسین ہین کہ جد انکا رسول خدا اور جدہ انکی خدیجۃ الکبری بنت خویلد پھر فرمایا خبر دون تم کو کہ بہترین خلائق از روے والدین کون ہی بولے بلے یا رسول اللہ فرمایا کہ حسن وحسین کہ باپ انکا علی ابن ابی طالب اور ما انکی فاطمہ بنت رسول اللہ پھر فرمایا کہ خبر دون بہترین خلائق سے از روے چچا پھوپھی کے بولے نعم یا رسول اللہ فرمایا حسن وحسین کہ چچا انکا جعفر ابن ابی طالب اور عمہ انکی امہانی بنت ابی طالب پھر فرمایا خبر دون تم کو بہترین مردم سے جو از روے خال اور خالہ کے ہی بولے آرے یا رسول اللہ فرمایا کہ حسن وحسین ہین کہ ماموں انکا قاسم ابن رسول اللہ اور خالہ انکی زینب بنت رسول اللہ اب خبردار ہو کہ باپ اور ماموں اور خالہ انکی جنتی ہین اور یہ بھی جنتی ہین اور جو انکو دوست رکھے وہ بھی بہشتی ہی اور جو شخص انکے دوست کا دوست ہو وہ بھی بہشتی ہی اسی طرح طبرانی نے کبیر مین روایت کی ہی پوشیدہ نہ رہے کہ ان روایتون سے واضح ہی کہ بلاشک حسنین علیہما السلام بہترین خلائق اور افضل ترین مخلوقات ہین اور جو اہل حق کے نزدیک ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما افضل البشر بعد رسول اللہ شمار کیے گئے ہین سو اسکے حیثیات اور جہات اور ہین یعنی ایصال نفع اعمال کثیرہ متعددہ وکثرت ثواب انشاے اسلام وترویج احکام اسلام وفتح ممالک کفار وجہاد فی سبیل اللہ وانفاق مال وجان علی رسول اللہ کہ انھین امور کے واسطے بعثت رسول اللہ ہوئی ہی اور آیات اور احادیث انکی فضیلت مین بے حد وحساب ہین جسکو دیکھنا منظور ہو قرۃ العینین فی تفضیل الشیخین ملاحظہ کرے اور جس طرح محبت اولاد رسول اللہ فرض ہی اسی طرح محبت اصحاب رسول اللہ بھی فرض ہی چنانچہ حدیث شریف مین آیا ہی میرے یارون سے دشمنی مت کرو میرے بعد پس جس شخص نے دوست رکھا انکو سو میری محبت سے دوست رکھا اور جسنے انکو دشمن رکھا پس میری عداوت سے دشمن رکھا اور

جس نے انکو ایذا دی مجکو دی اور جسنے مجکو ایذا دی خدا کو ایذا دی اور جسنے خدا کو ایذا دی قریب ہی کہ خدا اُس سے مواخذہ کرے اسی طرح اور
حدیثین اور آیتین اصحاب آنحضرت کی شان مین اسقدر نازل ہین کہ انسے صراحۃً نکلتا ہی کہ عداوت انکی سبب نار ہی ور
اسکے محبت حضرت اہل بیت کی بلا محبت صحابہ کام نہین آتی اسلیے کہ اہل بیت کی شان مین آیا ہی کہ مثال انکی مین
مانند کشتی نوح علیہ السلام کے ہی کہ جو اسپر چڑھا نجات پا گیا اور جس نے خلاف کیا ڈوبا اور اصحاب کی
شان مین ہی کہ میرے یارون کی مثال ستارون کی ہی جس سے اقتدا کروگے ہدایت پاؤگے پس کشتی
محبت اہل بیت بے رہنما سے محبت صحابہ دریاے ایمان مین چل نہین سکتی کیونکہ کشتی شب تیرہ مین بے ہدایت
انجم دریا مین نہین چلتی فصل الخطاب مین عبد اللہ ابن عباس سے روایت نقل کی ہی کہ جب شہر مداین
خلافت حضرت عمر مین فتح ہوا تو حضرت عمر نے فرش چرمین مسجد مین بچھایا اور جمیع غنایم وہان جمع کیے
اول امام حسن علیہ السلام تشریف لائے اور فرمانے لگے یا امیر المومنین ہمارا حق جو اللہ نے مقرر کیا ہی عطا کر
پس حضرت عمر نے کہا بالبرکۃ والکرامۃ اور ہزار درم نذر کیے جب انجناب دولتخانہ کو تشریف لیگئے تو حضرت امام حسین علیہ السلام تشریف
لائے انکو بھی ہزار درم دیے پھر عبد اللہ ابن عمر آئے انکو پانسو درم دیے عبد اللہ نے کہا یا امیر المومنین مین جوان ہون کہ
رسول خدا کے حضور مین بھی جہاد کرتا تھا اور حسنین علیہما السلام صغیر السن تھے اور کوچہ ہاے مدینہ مین
کھیلا کرتے تھے انکو آپ نے ہزار ہزار درم دیے اور مجکو پانسو امیر المومنین عمر نے فرمایا کہ ای بیٹے تو ایسی
فضیلت تو حاصل کر جو حسنین کو ہی تجکو بھی ہزار درم عنایت کرون کیونکہ باپ انکے علی مرتضی اور ماں
انکی فاطمہ زہرا اور جد شریف انکے محمد مصطفے اور جدہ انکے خدیجۃ الکبری اور چچا انکے جعفر طیار اور پھوپھی
انکی ام ہانی اور ماموں انکے ابراہیم ابن رسول اللہ اور خالہ انکی رقیہ و ام کلثوم دختران رسول اللہ پس عبد اللہ
ابن عمر ساکت ہوگئے اور یہ خبر علی مرتضی کو پہونچی تو انھون نے کہا مین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہی
کہ عمر چراغ اہل جنت ہی جنت مین بعد اسکے یہ خبر حضرت عمر کو پہونچی تو وہ ایک جماعۃ مسلمانون کے ساتھ
در دولت علی مرتضی کرم اللہ وجہہ پر گئے اسی وقت حضرت امیر مرتضی باہر تشریف لائے حضرت عمر نے کہا
کہا ہی علی تم نے سنا ہی کہ رسول اللہ نے مجکو چراغ اہل بہشت فرمایا ہی حضرت امیر نے فرمایا ہان مین نے
یہ حدیث آنحضرت سے سنی ہی پس امیر المومنین عمر نے کہا یا علی یہ حدیث اپنے ہاتھ سے مجھے لکھ دیجیے
حضرت نے دست مبارک سے لکھدیا بسم اللہ الرحمن الرحیم ہذا ما ضمن علی ابن ابی طالب لعمر ابن الخطاب
رضی اللہ عنہما عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن جبرئیل علیہ السلام عن اللہ تبارک و تعالی ان عمر ابن الخطاب
سراج اہل الجنۃ فی الجنۃ یعنی ضامن ہی کہ علی ابن ابی طالب عمر کا ضامن ہوا اور لکھ دیتا ہی کہ رسول خدا نے
عمر کے حق مین فرمایا تھا کہ جبرئیل نے خدا کی طرف سے مجھے خبر دی کہ عمر ابن الخطاب چراغ اہل جنت مین

پس حضرت عمر نے وہ نوشتہ لے لیا اور اپنی اولاد کو سپرد کر کے وصیت کی کہ جب میری وفات ہو تو بعد غسل و تکفین یہ کاغذ کفن میں رکھ دینا تاکہ اسکے ذریعہ سے خدا کی ملاقات کروں سو جب حضرت عمر شہید ہوئے تو وہ کاغذ کفن میں رکھ دیا گیا بعض علما فرماتے ہیں کہ معنی سراج اہل جنت کے یہ ہیں کہ وہ چالیس اصحاب جنکی تمامی حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے حاصل ہوئی وہ سب بہشتی ہیں اور عمر رضی اللہ عنہ اُن میں چراغ ہیں کیونکہ اسلام اُنکا آنجناب کے سبب سے قوی ہو گیا اور اُسی طرح اظہار اسلام کیا جس طرح راہ روشنی چراغ سے ہدایت پاتا ہے کذا فی النہایہ للجزری اس مقام سے سند رکھنے شجرہ کی حضرات صوفیہ کو کافی ہاتھ آئی اب گنجایش انکار نہیں رہی واضح ہو کہ تفضیل حضرت علی مرتضی رضی اللہ عنہ کی حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر بعض باعتبار قرابت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و ابوت حسنین علیہما السلام کے ہے نہ کسی اور جہت سے علاوہ اسکے ان دونوں بزرگواروں میں ایسی محبت باہم تھی کہ ایک دوسرے کو اپنی نفس پر تفضیل دیتے تھے کہ تصنیفات محققین کے اس سے مالامال ہیں اگرچہ یہ مقام مقتضی بیان تفضیل صحابہ کا نہ تھا مگر اس لحاظ سے کہ محبت اہل بیت میں یہ تحریر ہو رہی ہے سو وہ محبت بلا محبت صحابہ ناتمام تھی اسلیے بیان بعض مراتب کا ضرور ہو گیا اب پھر مقصد اول پر آیا اور دل یہ چاہتا ہے کہ جس طرح شہادت خفی اور جلی کی علیحدہ علیحدہ بیان کیجائینگی اسی طرح قبل شہادت کے کچھ کچھ فضائل سبطین علیہما السلام بھی علیحدہ علیحدہ اُنکے حال میں لکھے جائیں تو اس کتاب میں زیادہ تر برکت ہو جائے اور سننے والوں کو بھی سرور علی السرور پیدا ہو اگرچہ اختصار اسکا مقتضی نہیں ہے مگر تطویل بھی خالی از فائدہ نہیں ہے

اعد ذکر نعمان لنا ان ذکرہ ہو المسک ما کررتہ یتضوع

پس اول فضائل حضرت سبط اکبر رشک خورشید و قمر امام الاولین سید المتقین امیر المومنین امام حسن علیہ السلام جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے نکلے ہیں سنا چاہیے علی ابن حسین سے روایت ہے کہ جب حضرت امام حسن کے تولد کا وقت پہونچا تو آنحضرت نے اسما بنت عمیس اور ام ایمن کو حضرت فاطمہ زہرا علیہا السلام کی خدمت میں بھیجا کہ آیۃ الکرسی اور معوذتین پڑھے اور جب خبر تولد آنحضرت کو پہونچی تو آپ تشریف لائے اور یہ دعا پڑھی اللھم انی اعیذہ بک وولدہ من الشیطان الرجیم اور اسما سے روایت ہے کہ وقت تولد امام حسن علیہ السلام کے میں حضرت فاطمہ زہرا علیہا السلام کے پاس گئی تو کوئی علامت عورتوں کی از قسم حیض و نفاس فاطمہ میں نہ پائی سو میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا حضرت نے فرمایا کہ میری بیٹی حیض اور نفاس سے پاک پیدا کی گئی ہے اور یحیی ابن زکریا سے روایت ہے کہ حضرت امام حسن ابن فاطمہ بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور عیسی ابن مریم چھ مہینے کے پیدا ہوئے ہیں اسی باعث سے اہل شریعت نے

اقل مدت حمل چھ مہینے کی ابتدا کی ہو اور اسما سے روایت ہو کہ آنحضرت حضرت فاطمہ کے گھر تشریف لائے
اور فرمایا کہ میرے بیٹے کو لاؤ سو ہمین زرد کپڑے مین لپیٹ کر لائی تو حضرت نے وہ کپڑا دور کیا اور فرمایا کہ
مین نے منع کیا تھا کہ مولود کو پارچہ زرد مین مت لپیٹو تب مین نے سفید کپڑے مین لپیٹ کر دیا تو آنحضرت
نے داہنے کان مین اذان اور بائین مین اقامت فرمائی اور حسن نام رکھا اور تاریخ الخلفا مین لکھا ہو کہ حسن
وحسین دونون نام اللہ نے پوشیدہ رکھے تھے کہ تا وقت ولادت انکے کسی کا نام نہین ہوا یہانتک کہ حضرت
نے انکا نام رکھا اور فصول المہمہ مین لکھا ہو کہ ساتوین دن آنحضرت نے نام انکا حرب سے حسن کیا اور
پھر اپنے ہاتھ سے ایک دنبہ ذبح کر کے عقیقہ کیا اور ایک ران دایہ کو دی اور موے مبارک ترشوا کے
ہموزن اسکے چاندی صدقہ دی کنیت انکی ابو محمد اور القاب تقی و زکی و طیب و سبط و ولی مگر مشہور
سید ہو اور جمال و حسن انکا بیان کرنا دشوار ہو خلاصہ یہ کہ تولد آپ کا منتصف رمضان سال سوم ہجری مین
ہوا ہو اور جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی تو حضرت حسن ساڑھے سات برس کے تھے
مرویات آپکی تیرہ حدیثین ہین حضرت انس ابن مالک سے روایت ہو کہ کوئی شخص آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم سے زیادہ تر شبیہ سوا حسن کے نہ تھا اور شیخ عبد الحق محدث دہلوی رسالہ حلیہ مبارک
مین فرماتے ہین کہ جو کوئی آنحضرت کو خواب مین دیکھتا حالانکہ انہے زندگی مین نہ دیکھا تھا اور صحابہ
سے بیان کرتا تو صحابہ اسکی تشبیہ پوچھتے اگر بینندہ خواب امام حسن کی تشبیہ بیان کرتا تو صحابہ یقین
لاتے ورنہ لا اور بخاری مین ہو کہ ایک دن صدیق اکبر نماز پڑھ کر مسجد سے نکلے تو حضرت علی ساتھ تھے
اتنے مین امام حسن نظر پڑے حضرت صدیق نے انکو کندھے پر رکھ لیا اور فرمایا کہ یہ لڑکا مشابہ جمال مصطفوی ہو
اور علی تم سے مشابہ نہین ہو حضرت علی متبسم ہوے صحیحین اور ترمذی مین براء ابن عازب سے روایت
ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت امام حسن کو کندھے پر چڑھائے تھے اور فرماتے تھے یا اللہ مین اس
لڑکے کو دوست رکھتا ہون تو بھی دوست رکھو اسی طرح ترمذی مین ابن عباس سے روایت ہو ایک دن
آپ انکو کندھے پر لیے تھے کہ ایک شخص نے کہا اے لڑکے تو اچھی سواری پر سوار ہو آنحضرت نے فرمایا
کہ نیک سوار ہو یہ لڑکا حافظ ابونعیم فرماتے ہین کہ ایک دن مین آنحضرت کے ساتھ نماز مین تھا جب آپ سجدے مین
گئے تو حسن آکر پیٹھ پر سوار ہوے اور گردن مبارک پر گئے آنحضرت نے بہت آہستگی سے اتارا جب نماز سے
فارغ ہوے تو لوگون نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ یہ کام نماز مین کبھون نہین کرتے تھے حضرت نے فرمایا
کہ یہ لڑکا میرا ریحان جنت اور بیٹا میرا ہو اور قریب ہو کہ اسکے سبب سے اللہ تعالے دو فرقے مسلمانون
مین صلح کرا دے اور امام احمد و نسائی و بغوی و طبرانی و حاکم و بیہقی نے عبد اللہ ابن شداد سے اور انہنے اپنے

باپ سے روایت کی ہے کہ ایک دن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز مغرب یا عشا کے واسطے مسجد مین تشریف لائے حسن بھی ساتھ
تھے انکو بٹھلاکر حضرت نے نماز شروع کی تو آنحضرت نے سجدہ دراز کیا راوی کہتا ہے کہ مین نے سر اُٹھاکر دیکھا تو حسن پشت
مبارک پر سوار تھے پھر مین سجدہ مین چلا گیا جب فراغت ہوئی تو مقتدیون نے التماس کیا کہ یا رسول اللہ اس توقف
سے ہم کو گمان ہوا کہ کوئی امر جدید پیدا ہوا یا وحی آگئی آنحضرت نے فرمایا کہ دونون مین کوئی بات نہ تھی بلکہ یہ بیٹا میرا
حسن سوار تھا سو مین نے اسکا اُتارنا مکروہ جانا تا وقتیکہ اپنی خوشی سے نہ اُترے اور ابو یعلی نے جابر سے روایت کی ہے کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی سید جوانان جنت کو دیکھنا چاہے تو حسن کو دیکھے اور ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ آنحضرت
فرماتے تھے کہ یا الٰہی مین حسن کو دوست رکھتا ہون تو اسکو دوست رکھ اور مین چاہتا ہون اُسکو جو اسکو چاہے اور
اس کلمہ کو تین مرتبہ تکرار فرمایا اور حاکم نے زبیر ابن الاحمر سے روایت کی ہے کہ ایک دن آنحضرت حسن کو بٹھلائے تھے اور
فرماتے تھے کہ جو کوئی مجھکو دوست رکھے حسن کو دوست رکھے اور چاہیے کہ حاضر غائب کو خبر پہنچاوے اور طبرانی نے کبیر
مین انس سے روایت کی ہے کہ ہمارے گھر مین آنحضرت سوتے تھے کہ حسن آئے اور سینہ مبارک پر بیٹھے اور پیشاب کر دیا
مین نے چاہا کہ حسن کو علٰحدہ کر دون آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ چھوڑ دے میرے بیٹے کو جسنے اسکو ایذا دی بیشک
مجھکو دی اور جسنے مجھکو ایذا دی خدا کو رنج دیا اسی طرح کی بہت حدیثین انکے فضائل مین کتب تفاسیر و حدیث مین لکھی
ہین تفسیر حیدری مین لکھا ہے کہ ایک شخص مسجد مین آیا اسوقت عبد اللہ ابن عباس اور عبد اللہ ابن عمر اور حسن ابن علی وعظ
فرما رہے تھے اُسنے اول ابن عباس سے شاہد اور مشہود کے معنے پوچھے اُنھون نے کہا شاہد یوم جمعہ اور مشہود روز عرفہ ہے
پھر ابن عمر نے بھی یہی جواب دیا تب حضرت امام حسن علیہ السلام کے حضور مین گیا تو آپ نے فرمایا شاہد محمد مصطفی ہین اور
اور مشہود قیامت اور یہ آیت پڑھی یا ایہا النبی انا ارسلناک شاہدا و مبشرا و نذیرا و ذلک یوم مجموع لہ الناس و ذلک یوم مشہود
ایک دن حضرت امام حسن بالباس فاخرہ گھوڑے پر سوار تشریف لیے جاتے تھے اور معتقدین ہمراہ رکاب تھے جلے جاتے
تھے راہ مین ایک یہودی مسکین محتاج ہزار رنج و تکلیف مین گرفتار ملا اُسنے عرض کیا کہ تھوڑا توقف فرمایئے
کہ مین آپ سے انصاف چاہتا ہون آپ نے فرمایا کیا انصاف چاہتا ہے اُسنے کہا تمھارے جد نے فرمایا ہے الدنیا سجن المؤمنین و
جنۃ الکافرین سو تم مومن ہو اور ایسی ناز و نعمت مین بسر کرتے ہو اور مین کافر ہون ایسے عذاب مین گرفتار سو یہ دنیا تمھاری بہشت ہے
اور میری دوزخ حضرت امام حسن نے فرمایا کہ ای یہودی اللہ تعالے نے ہمارے لیے جو کچھ ثواب آخرت مین رکھا ہے
اگر تو دیکھے تو مجھکو اُسکی نسبت اب سجن مین جانے اور جو کچھ تیرے لیے یا اور کافرون کے واسطے عذاب آخرت
مقرر ہے اگر اُسکو دیکھے تو آپ کو بہشت مین جانے اور عبد اللہ ابن عبید اللہ ابن عمر سے روایت ہے کہ حضرت حسن نے
پندرہ مرتبہ پیادہ پا حج فرمایا اور سواری آگے آگے کوتل جاتی اور آپ کی سخاوت یہ تھی کہ ایک جوتہ پاؤن مین اور
دوسرا سائل کو دے آئے فصول المہمہ مین لکھا ہے کہ ایک شخص نے حضرت امام حسن سے اپنا حال پریشانی کا

بیان کیا تو حضرت امام نے فرمایا کہ مجھکو مقدور یا استعداد نہین ہی کہ تیرے سوال کا حق ادا کرون مگر جو کچھ مجھسے ممکن ہی
نذر کرتا ہون اسنے عرض کیا کہ مجھکو تھوڑا بھی بہت ہو اسپر شکر کرونگا تب حضرت امام حسن نے پچپن
ہزار درم طلب فرما کر عنایت کیے اور شیخ عبدالحق محدث رحمۃ اللہ علیہ نے رسالہ ائمہ اثنا عشر مین لکھا ہی
کہ ایک دن حضرت امام حسن علیہ السلام کھانا کھاتے تھے کہ ایک سائل نے سوال کیا امام نے دو ہزار
درم عنایت فرمائے اور اسیقدر چاہتے تھے جب وہ چلا گیا تو کسی نے پوچھا یا ابن رسول اللہ آپنے
دو ہزار درم بخشش کیے اور کھانے کی صلاح نہ فرمائی حضرت امام نے کہا کہ مجھکو یہ معلوم نہ تھا کہ آنے
والے سے صلاح کھانے کی بھی کرتے ہین اور ابو نعیم اور ابن سعد نے علی ابن خدبان سے روایت کی ہی
کہ حضرت امام حسن علیہ السلام نے دو مرتبہ اپنا تمام مال و اسباب راہ خدا مین خیرات کیا اور تین بار نصف نصف
اور اس نصف مین یہ احتیاط فرمائی کہ اگر دو جوڑی جوتے کی تھی اسمین سے ایک دیا اور ایک رکھا یہ غور
کا مقام ہی کہ بالکل دفعۃً سب مال کا خیرات کر دینا نہایت مشکل ہی اور اسی طرح کی تقسیم علی السویہ نفس پر
بہت شاق ہی انہین صاحبون کا کام ہی اور اخلاق و علم کا یہ مرتبہ تھا کہ چھ مرتبہ زہر دیا گیا اور زبان پر
نہ لائے جب ساتوین مرتبہ زہر نے اپنا کام تمام کیا تو امام حسین علیہ السلام آئے اور کہنے لگے کہ اے
بھائی صاحب آپ زہر دینے والے کو جانتے ہو تو بیان کیجیے کہ مین اس سے عوض لون حضرت امام نے
فرمایا اے عزیز علی مرتضی شیر خدا میرے باپ مختار تھے اور محمد مصطفی محبوب خدا میرے جد اپنے تھے
اور ماں میری فاطمہ اور میری جدہ خدیجہ تھین یہ قسمت نہ تھی اگر قیامت کے روز میری بخشش
ہوگی تو بلا بخشائش زہر دہندہ کے بہشت مین نہ جاؤنگا اور ابن سعد نے عمر ابن اسحاق سے روایت
کی ہی کہ مروان جب عامل مدینہ ہوا تو اسنے منبر پر چڑھکر حضرت امیر المؤمنین علی مرتضی علیہ السلام
کو برا کہا حضرت امام حسن علیہ السلام نے سنا پر جواب نہ دیا اتنا فرمایا کہ اے مروان مین کچھ نہین
کہونگا خدا پہ چھوڑتا ہون اور حضرت عائشہ صدیقہ زوجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رضی اللہ عنہا
فرماتی ہین کہ ایک شخص شام سے مدینہ مین آیا تو اسنے دیکھا کہ ایک مرد گھوڑے پر سوار جاتا ہی
اسنے لوگون سے پوچھا یہ مرد کون ہی معلوم ہوا کہ حسن ابن علی ہین وہ غیظ مین آیا اور کہنے لگا
کہ اسد علی کا بیٹا اس لائق ہوا اور امام حسن سے کہا تو علی کا بیٹا ہی امام نے فرمایا ہان تب حضرت
علی کو برا کہنے لگا امام حسن خاموش رہے آخر وہ خود شرمندہ ہو کر چپکا ہو رہا تب امام متبسم ہو
اور فرمانے لگے کہ میرا گمان ہی کہ تو شام سے آتا ہی اسنے کہا ہان فرمایا کہ تو میرے گھر چل تو مین
تیری ضیافت کرون اور جو تیری حاجت ہو اسے تمنا کرون وہ اور بھی شرمندہ ہوا اور انکی تہذیب

اخلاق و حلم سے متعجب تھا شامی کہتا ہے کہ مین اُسی دم سے اُنکا عاشق ہو گیا کہ سوائے آنکے کوئی میرا محبوب نہ تھا
انتہی اور اسی طرح ایکدن امام حسن مسند امامت پر بیٹھے ہوئے وعظ فرماتے تھے اور بہت لوگ جمع تھے ناگاہ ایک
کافر نے آکر پوچھا کہ سردار مجلس کا کون ہے حضرت امام حسن نے فرمایا مین ہون حسن ابن علی اُسنے خشونت
سے کہا وہی علی جو مرد خونخوار اور جبار و جفاکار تھا اس بات پر حضار مجلس کو غصہ آیا اور مستعد ہوئے کہ
اُسکو ادب دین حضرت امام حسن نے منع کیا اور فرمایا ای مرد تیری گفتگو سے تراوش کرتا ہے کہ تو کسی مصیبت
مین مبتلا ہے خیر اگر بھوکا ہے تو کھانا لذیذ اور بہتر موجود ہے کھالے اور جو پیاسا ہے تو آب شیرین و سرد خوشگوار
تیار ہے اور جو قرضدار ہے تو ادا اسے دین پر حاضر ہون اور اگر کوئی دشمن پیچھے پڑا ہے تو تیری اعانت اور
مدد کر سکتا ہون جب اُسنے یہ کلام معجز نظام سُنا تو کہنے لگا اسحق تو بیٹا علی ولی اللہ کا ہے جسنے خیبر کا دروازہ
اُکھاڑا اور بھائی اور وصی پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا تھا یہ کہکر مسلمان ہوا اور تمام عمر حضرت امام حسن
کی خدمت مین رہا اور حضرت امام حسن علیہ السلام کی کرامتون کا حصر نہین ہے کہ اُسکو بیان کرون ہر ایک
سخن کرامت اور ہر ایک فعل اعجاز تھا اور دیکھو اب تک کہ بارہ سو برس ہوئے ہین اُنکی تاثیرات اولیاء
امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم مین ظاہر ہین اور جس طرح کے معجزے انبیائے پیشین سے سرزد ہوتے ہین
اسی طرح کی کرامتین اولیاء اس اُمت سے ہوتی ہین یہ برکت محض انھین حضرت کی برکت سے ہے اور
تزویج آنجناب کا حال یہ تھا کہ چار عورتین منکوحہ سے کم کبھون آپ کی خدمت مین نہین رہین سوائے حلو کے
علی ابن حسین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ امام حسن علیہ السلام عورتون کو طلاق دیتے تھے اور کوئی عورت آپسے
جدا نہوئی مگر یہ کہ اُسنے آنجناب کو پیار کیا اور امام جعفر صادق ابن محمد باقر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بسبب
کثیر الطلاق ہونے جناب امام حسن علیہ السلام کے امیر المومنین علی مرتضی فرماتے تھے کہ کوئی شخص اپنی بیٹی
حسن کو نہ دے کہ وہ کثیر الطلاق ہے یہ بات سُنکر ایک ہمدانی نے کہا کہ بخدا اکرم مین اپنی بیٹیون کو اُنسے نکاح
کر دونگا اگر راضی ہو رکھے ورنہ دور کرے اور خلافت رسول اللہ کا حال یہ ہوا کہ جب امیر المومنین
امام المتقین علی مرتضی شیر خدا کرم اللہ وجہہ اکیسوین رمضان سنہ ۴۰ چہلم ہجرت مین جمعہ کے دن شہید ہوئے
تو صبح اُسکی حضرت امیر المومنین حسن علیہ السلام نے لوگون کو جمع کرکے خطبہ فرمایا با آواز بلند کہ مستدرک حاکم مین بسند
صحیح متصل بلفظہ یون مذکور ہے لقد قبض فی ہذہ اللیلۃ رجل لا یسبقہ الاولون بعمل ولا یدرکہ الآخرون بعلم وقد کان رسول اللہ
یعطیہ الرایۃ فیقاتل وجبرئیل عن یمینہ ومیکائیل عن یسارہ فما یرجع حتی یفتح اللہ علیہ ثم قال علیہ السلام من عرفنی
فقد عرفنی ومن لم یعرفنی فانا الحسن ابن علی وانا ابن النبی وانا ابن الوصی وانا ابن البشیر وانا ابن النذیر وانا ابن الداعی
الی اللہ وانا ابن السراج المنیر وانا من اہل البیت الذی کان جبرئیل ینزل الینا ویصعد من عندنا وانا من اہل البیت

الذی اذہب اللہ عنہم الرجس وطہرہم تطہیرا اور ہم ان اہل البیت الذی افترض اللہ مودتہم علی کل مسلم حاصل یہ کہ وفات
پائی آج رات کو ایک شخص نے کہ نہ پہنچ سکے اسکے علم و عمل میں نہ اگلوں میں تھا نہ پچھلوں میں اور تھے رسول اللہ کے ہمراہ
میں علم ہوا کرتے تھے انکو ... لڑتے تھے اور جانب یمین جبرئیل اور یسار پر میکائیل رہتے تھے پھر نہ مڑتے تھے
جب تک اللہ تعالی انکے ہاتھ پر فتح نہ دے پھر جو کوئی مجھکو جانتا پہچانتا ہے اسکو آگاہ کرنے کی ضرورت نہیں ہے اور جو نہ پہچانتا ہو
اور جو نہیں پہچانتا ہے وہ خبردار ہو کہ میں حسن بیٹا علی کا ہوں اور میں بیٹا نبی کا ہوں اور میں اسپر وصی ہوں اور میں
فرزند بشارت دینے والے اور خوشخبری سنانے والے کا ہوں اور میں فرزند ڈرانے والے کا ہوں اور میں بیٹا اس
اسکا ہوں جو تمکو اللہ کی طرف بلانے والا ہے اور میں نور چشم چراغ روشن کا ہوں اور اس خاندان عالیشان سے ہوں
جسمیں جبرئیل امین خدا آمد و رفت رکھتے تھے اور اس گھرانے کا ہوں جنکے گناہوں کو اللہ نے لے گیا ہے اور پاک کیا ہے اور
خوب پاک کرنا اور اس گھر کا لڑکا ہوں جنکی محبت اللہ نے سب مسلمانوں پر فرض کی ہے یعنی اللہ نے فرمایا ہے قل لا اسئلکم
علیہ اجرا الا المودۃ فی القربی پھر خطبہ تمام فرما کر رو دئے اور بعض مورخین نے اسی خطبہ میں اسقدر عبارت اور زیادہ
روایت کی ہے کہ اسی رات میں وفات پائی یوشع ابن نون نے اور آسمان پر گئے عیسی ابن مریم اور سوائے سات سو
درہم جو انہوں نے واسطے مول لینے کنیز کے رکھے تھے کچھ نہیں چھوڑا بالجملہ بعد اختتام خطبہ حضرت عبداللہ ابن عباس رض
کھڑے ہوکر فرمایا کہ اے حاضرین یہ حسن تمہارے پیغمبر کا بیٹا ہے اور تمہارے امام کا وصی ہے سو بیعت کرو انسے چنانچہ
حاضرین نے بلا تامل بیعت خلافت کی اور چالیس ہزار کوفی اسی دن کہ تاریخ بست و دوم رمضان سال چہلم ہجری
تھا بیعت میں در آئے اور عمر آنجناب اسوقت سینتیس برس کی تھی بعد ازاں آنجناب نے عبداللہ ابن عباس کو
حاکم بصرہ فرمایا یہ خبر معاویہ کو پہنچی اسنے دو آدمی روانہ کیے ایک بصرہ میں دوسرا کوفہ میں تاکہ اخبار نویسی کریں
اور لوگوں کو تالیف قلب بہکا دیں یہ حال حضرت امام علیہ السلام پر کھلا تو آنجناب نے ان دونوں کو قتل کرایا
تاکہ فتنہ نہ ہو جائے اور معاویہ کو لکھا کہ اگر تو ارادہ لڑائی کا رکھتا ہے تو میں حاضر ہوں سو معاویہ بالشکر شام مقابل
ہوا اور آنجناب بھی چالیس ہزار آدمی سے جانب معاویہ تشریف لے گئے اور مقابلہ فوجوں کا ہوا اسوقت اللہ نے
تردد حضرت امام حسن علیہ السلام کے دل میں ڈالا کہ دونوں فرقوں میں غلبہ کسی کو نہیں ہوگا مگر ایک فتنہ عظیم برپا
ہو جائیگا اسلیے معاویہ کو لکھ بھیجا کہ ہم امارت دنیا تجکو سپرد کرتے ہیں بچند شروط یہ انشراح صدر بصلح مطہر پیغمبر خدا
اور بخاری نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت کی ہے کہ جب حضرت امام حسن علیہ السلام نے لشکر عظیم الشان
معاویہ ابن ابی سفیان پر بھیجا تو عمرو ابن عاص نے کہا اے معاویہ یہ لشکر ایسا نہیں ہے کہ بلا جدال و قتال پھر جائے
ہزار مردوں کا خون ہوگا معاویہ نے کہا اگر لڑائی ہوئی تو ہزاروں مسلمان مارے جاوینگے اور کوئی باقی نہ رہیگا جو حفاظت
اسپر وسے مسلمانوں کی کرے لہذا عبدالرحمن ابن عامر و عبدالرحمن ابن سمرہ کو جناب امام علیہ السلام کی خدمت میں

سمجھا اور سمجھا دیا کہ تم دونوں حاضر ہو کر آنجناب کی حضور میں جس تقریب سے عرض کیجیو اور جسکو طلب کرائیو اور جسطرح ہو سکے
صلح کی تدبیر کیجیو چنانچہ اُنھوں نے حاضر ہو کر ہر طرح سے التماس کیا مگر آنجناب نے جوابات اول عذر آمیز فرمائے پھر اُنھوں نے
کہا کہ معاویہ کی یہ عرض ہے کہ جس طور سے آپ ارشاد کریں مجکو قبول و منظور ہے حضرت نے فرمایا آن شرائط کا ضامن کون ہوتا ہے
آن دونوں نے کہا ہم ضامن ہیں سب شرائط قبول کرتے ہیں بجا لاوینگے حضرت حسن بصری فرماتے ہیں کہ صلح آنجناب کی طرف
سے واقع ہوئی جیسا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا یعنی ابنی ہذا سید و لعل اللہ ان یصلح بہ بین فئتین من المسلمین کما روی
البخاری و نیز سمجھ اس مقام سے معلوم ہوا کہ صلح آنجناب کی طرف سے بسبب قلت و ذلت کی نہ تھی بلکہ آنجناب از روے فوج و حشم
غالب تھے اور حق بھی جانب امام تھا مگر جب چھہ مہینے خلافت حقہ پر گذر گئے تو حضرت کے دل میں الہام ہوا کہ حضرت پیغمبر خدا صلعم
نے فرمایا ہے الخلافۃ بعدی ثلثون سنۃ ثم یصیر ملکا عضوضا رواہ احمد والترمذی وابوداؤد وصححہ ابن حبان اور وہ تیس برس گذر گئے
تو اب وقت ملوک و سلاطین آگیا ایسا نہو کہ میں انھیں میں معدود ہو جاؤں لہذا از خود صلح فرمائی بالجملہ جب صلح امام کی طرف سے
موافق ارشاد رسول خدا صلعم ہوگئی تو آنجناب نے معاویہ کو خط لکھا بسم اللہ الرحمن الرحیم حسن ابن علی نے معاویہ ابن ابی سفیان
سے صلح کی اس بات پر کہ ولایت مسلمانوں کی اسکی تفویض کی باین شروط کہ مطابق قرآن و سنت رسول و سیرت خلفاء
راشدین مہدیین عمل کرے اور اسکو یہ اختیار نہیں کہ یہ امر بعد اپنے کسی کو تفویض کرے بلکہ مسلمانوں کی راے پر چھوڑ دے
اور سب لوگ امن میں رہیں جہاں کہیں ہوں اس ملک میں یا شام و عراق و حجاز و یمن میں اور توابع علی مرتضی اپنے مال اور
والارواح و النفوس سے جہاں کہیں رہیں محفوظ رہیں اور معاویہ ابن ابی سفیان پر ان امور میں عہد و پیمان خدا کا ہے اور مجھکو اور میرے
بھائی کو اور کسی اہل بیت کو علانیہ و پوشیدہ ہرگز نہ پہونچاوے اور یہ بھی معاویہ سے بد عہدی نہ کریں شہد بذالک فلان بن فلان و
ابن فلان وکفی باللہ شہیدا ذکرہ فی تحفۃ صواعق و نحیرہ کتب معتبرہ اہل سنت میں موجود ہے اور ابن بابویہ قمی و قطب راوندی و ابن شہر آشوب مازندرانی
نے بھی ایسا ہی لکھا ہے بعد ازان معاویہ کوفہ میں حاضر ہوا اور بصلاح عمرو ابن عاص التماس کیا کہ آنجناب اس صلح کا خطبہ فرماوین
چنانچہ حضرت نے منبر پر چڑھ کر بعد حمد و صلوۃ فرمایا اے لوگو آگاہ ہو کہ مابین جابلقا و جابلصا کوئی آدمی جسکا جد رسول خدا ہو سوائے
میرے و حسین کے نہ پاؤگے اور خدا نے تم کو میرے جد کے ہاتھ سے ہدایت فرمائی اور گمراہی سے بچایا اور جہالت تم سے دور کی اور
بعد ذلت کے عزت دی اور بعد قلت کے کثیر کیا سوا سنو کہ معاویہ ابن ابی سفیان نے مجھسے نزاع کی خلافت میں کہ میرا حق تھا
نہ اسکا سو میں نے بنا بر صلاح حال امت محمد صلعم برفع فتنہ کے صلح کی ہے اور تم لوگوں نے مجھسے بیعت کی تھی اس بات پر کہ جس
میں صلح کروں تم صلح کرو اور جس سے لڑوں اس سے لڑو پس میں نے مصلحت دیکھی کہ امر خلافت معاویہ کو تسلیم کروں اور میں نے
بیعت کر لی اور خونریزی سے دست بردار ہوا کیونکہ حفاظت خون کی خونریزی سے بہتر ہے اور اس صلح سے میرا اور کچھ مطلب
نہیں ہے مگر اصلاح حال تم لوگوں کا اور میں نہیں جانتا ہوں شاید کہ یہ صلح آزمائش ہو تمہاری اور بہرہ وری تا اجل موعود سلام
یہ خطبہ سنکر معاویہ نے کہا کہ اے عمرو تو نے یہی ارادہ کیا تھا کہ سب کے روبرو میری عدم قابلیت ظاہر ہو اور نیز اغ ناحق اسکا اور

بالجملہ یہ صلح ماہ ربیع الاول سنہ اکتالیس ہجری مین واقع ہوئی اور اکثر لوگ یاران علی مرتضیٰ اور تابعین امام حسن مجتبیٰ سے
ناراض ہوئے اور بعض نے کہا یا عار المؤمنین مسودت وجہ المؤمنین حضرت نے فرمایا العار خیر من النار بعضے کہتے ہین کہ
صلحنامہ مین یہ بھی شرط تھی کہ مجکو مع اہل بیت مدینہ مین پہونچا دے اور بیت المال کا کل مال میرے لیے چھوڑ دے اور جو کچھ
عراق مین ہو اسکو تقسیم کرے مجھ مین اور میرے بھائیون مین اور پانچ ہزار درم ماہیانہ مقرر کرے اور اہل مدینہ و عراق سے کچھ مطالبہ
نہ کرے اور بعض روایات مین ایک لاکھ درم سالیانہ ہے الغرض معاویہ نے جملہ شرائط قبول کیے اور صحیح یہ معلوم ہوتا ہے کہ آنجناب نے
کچھ بھی معاویہ سے طلب نہین کیا کیونکہ مضمون صلحنامہ سے جو بخاری نے روایت کیا ہے کچھ ذکر اسکا نہین ہے کما ذکرنا سابقا الحاصل
بعد صلح آنجناب مع اہل و عیال و خدم و حشم مدینہ مین تشریف لائے اور معاویہ نے بسر ابن ارطاۃ کو حاکم بصرہ مقرر کیا اور عبداللہ ابن عامر
کو مصر کا عامل کیا اور مروان علیہ اللعن کو مدینہ بالکلیۃ مین بھیجا ○ موضوع جنکے فضائل کی ہوئی یہ تقریر سبب آنجناب کی شہادت کی یہی
تفسیر ہے کہ جعدہ بنت اشعث ابن قیس زوجہ جناب امام حسن علیہ السلام کے پاس یزید پلید نے اسماء ابن قیس کو پوشیدہ بھیجا کہ اگر تو
امام حسن کو زہر دیدے تو مین تجھسے نکاح کرون گا اسنے زہر دیا چالیس روز آنجناب بیمار رہے اور وفات پائی اور بعض اہل تاریخ
لکھتے ہین کہ عامل مدینہ مروان علیہ اللعن نے بابائے یزید مسماۃ السوسیہ رومیہ کو جو ایک بڑی قحبہ دلالہ تھی طلب کرکے پوچھا تو امام حسن
کے گھر جاتی ہے اسنے کہا اکثر جاتی ہون یہ سنکر اسنے کہا ایک بات کہتا ہون کسی سے نہ کہنا تجکو تین ہزار دینار وقت برآمد کار عطا
کرونگا اور سو دینار فی الحال لے اسنے کہا مین نہ کہونگی مروان نے کہا کہ تو جعدہ کو کسی طرح وہان سے نکال تو یزید اُس سے نکاح
کرے اسنے قبول کیا اور حالت تنہائی مین جعدہ کے پاس گئی اور چکنی چپڑی باتین کرکے کہنے لگی کہ یزید تم پر عاشق ہے اگر اسکے پاس
رہو تو ملک شام و عراق تمہارے تصرف مین آوے اور ملکہ کہلاؤ حسن ابن علی کے پاس سوائے محتاجگی کے اور کیا ہے کسی قائل
نے سچ کہا ہے ○ شیطان نزند از عصیان ہر لحظہ رہ مردان را در مکر و حیل اما شاگرد زنان باشد + پس جعدہ سودائے ملک و دولت
مین گرفتار ہوکر حق صحبت و بیعت حضرت حسن علیہ السلام یکقلم بھول گئی اور بولی مجکو یزید کے پاس رہنا بدل منظور ہے اُس قطامہ
ثانیہ نے یہ احوال مروان علیہ اللعن سے کہا تب مروان نے اُسی مکارہ کے ذریعہ سے کہلا بھیجا کہ امام حسن کی زندگی مین ملاقات
یزید مشکل ہے انکو دفع کر تو مطلب حاصل ہو جعدہ نے کہا کہ مین کس طرح امام حسن کو دفع کرون پس مروان ملعون نے تھوڑا سا زہر
بھیجا کہ اسے شہد مین گھول کر پلا دے چنانچہ اُس کم بخت نے ویسا ہی کیا کہ حضرت حسن علیہ السلام کو رات بھر قے ہوتی رہی مگر
اللہ نے صحت بخشی پھر حضرت امام حسن نے اُسی دن سے جعدہ کے گھر کا کھانا پینا موقوف کیا ام قاسم کے گھر کا کھانا کھانے لگے
بعد چند روز کے ایک روز جعدہ کے پاس تشریف لے گئے تو اسنے کھجورون مین ملا کر جو مروان ملعون نے زہر بھیجا تھا کھلایا اسی طرح
چند مرتبہ زہر کھلایا مگر اللہ نے صحت بخشی اور مروان کو خبر پہونچتی رہی آخر ایک دن مروان نے اُسی دلالہ کو پھر طلب کرکے
کہا کہ تو جعدہ کے پاس جاکے کہدے کہ اب یزید کا حال بہت پریشان ہے ہلاکت امام حسن کی تدبیر جلد کرنا چاہیے ورنہ
ملک و دولت جعدہ کے ہاتھ سے جاتا ہے اور تھوڑا الماس پیسا ہوا دیا کہ جعدہ کو دینا کہ یہ زہر کسی طرح امام حسن کو کھلادے

وہ دلالہ جعدہ کے پاس آئی اور امانت کا فریدکیش بلاخیانت جعدہ کے پاس پہونچائی تو اُسنے کسی تدبیر سے الماس پانی مین پلادیا کہ حضرت حسن کو اسہال کبدی عارض ہوگیا اور آنتین کٹ کٹ کے گرنے لگین آخرکار حال بہت متغیر ہوا کہ امید جینے کی نرہی جب وفات امام حسن علیہ السلام کی قریب پہونچی تو امام حسین علیہ السلام تشریف لائے اور پوچھا کہ ای بھائی صاحب یہ حرکت کس نے کی ہی فرمایا کیا تم اُسکو قتل کیا چاہتے ہو امام حسین نے کہا ہان بیشبہ فرمایا اگر وہی میرا قاتل ہی جسکو مین گمان کرتا ہون تو اللہ منتقم ہو اُس سے انتقام لیگا اور جو واقع مین وہ نہین ہی تو مین نہین چاہتا کہ بیگناہ کے قتل کا تم سے مواخذہ ہو اور مین تو کئی مرتبہ زہر کھلایا گیا مگر یہ بہت سخت ہی ایسا حال میرا کبھی نہین ہوا جو ابکی مرتبہ ہی گویا اشارہ کیا کہ اب امید زندگی منقطع ہی مخفی نرہے کہ حضرت امام حسن علیہ السلام نے کئی وجہ سے اپنے قاتل کو نہ بتلایا اول یہ کہ بنا اس شہادت کی اخفا پر تھی لہذا قاتل کو بھی مشتبہ رکھا دوسری یہ کہ بموجب احکام شرعیہ کے قصاص کا حکم جاری نہ ہوسکتا تھا تیسری افشا اس راز کا آپکے حلم و مروت و صبر و اخلاق کے خلاف تھا سو بتقاضا ے کمال تحمل زبان پر نہ لائے ورنہ یہ بات ایسی نہ تھی اگر تحقیقات ہوتی تو بیشبہ زہر دینا جعدہ پر ثابت ہوجاتا مگر سچ یہ ہی کہ ایسے مقام مین باوجود قدرت کے انتقام دشمن سے قطع نظر کرنا انہین حضرات کا کام ہی کہتے ہین کہ اس حال مین جعدہ کو خلوت مین بلاکر ارشاد کیا کہ ای بانو ناسازگار و ای یار بیوفا جفا کار تیرے اس کردار سے مین نے اپنے عزیزون کو مطلع نہین کیا محکمہ قیامت پر اسکا فیصلہ رکھا ہی افسوس کہ تو خدا سے نہ ڈری اور اس محبت دیرینہ کو تو نے برباد کردیا کیا دشمنون سے بھی امید ہوئی ہی جو تو نے کیا اور فرمایا کہ جو تیرا مطلب ہی کبھون نہوگا پھر اُسکی طرف سے منہ اپنا پھیر لیا اور حلیہ ابو نعیم مین عمر ابن اسحاق سے روایت ہی کہ مین و ایک شخص اور حضرت امام حسن علیہ السلام کے مرض موت مین عبادت کو گیا تو حضرت نے فرمایا کہ مجھسے کچھ دریافت کرین نے کہا یا ابن رسول اللہ اس حالت مین کیا پوچھون آپ کی طبیعت نادرست ہی بعد اُسکے گھر مین تشریف لے گئے اور پھر باہر آکر فرمانے لگے کہ جو کچھ پوچھنا منظور ہو پوچھ لے شاید پھر فرصت سوال نملے اور مجھکو طاقت جواب دینے کی نرہے اور فرمایا کہ مجھکو کئی مرتبہ زہر دیا گیا مگر ابکی بار حالت میری از بس متغیر ہی کہ ٹکڑے جگر کے کٹ کٹ گرتے ہین پھر مین دوسرے دن جو آپ کی خدمت مین حاضر ہوا تو دیکھا کہ حالت احتضار ہی اور حضرت امام حسین علیہ السلام سرہانے بیٹھے ہوے قاتل کا نام پوچھتے ہین اور فصل الخطاب مین ہی کہ چھ مرتبہ آپ کو زہر دیا پانچ مرتبہ اثر نہ کیا چھٹے مرتبہ اپنا کام کر گیا کہ شہید ہوے روایت ہی کہ ایک دن قبل اس سے حضرت امام حسن علیہ السلام نے خواب دیکھا کہ گویا دونون آنکھون کے بیچ مین قل ہو اللہ لکھا ہی سعید ابن مسیب رضی اللہ عنہ نے سنکر کہا کہ اگر خواب حضرت حسن کا سچا ہی تو وفات قریب ہی حافظ ابو عمر و یوسف ابن عبد اللہ ابن عبد البر قرطبی نے روایت کی ہی کہ جب وقت رحلت بہت قریب پہونچا تو آپ نے حضرت امام حسین علیہ السلام سے یہ وصیت فرمائی کہ کوفیون کے قول

وتعلی پر اصلا اعتماد نہ کیجیو یہ لوگ اپنی سفاہت وحماقت سے تم کو خلافت کے واسطے قائم کرینگے اور مدینہ سے بلا لینگے
سو تم ہرگز خلافت کا قصد نہ کرنا اس لیے کہ مین جانتا ہون کہ خداوند تعالی اہل بیت نبوت مین خلافت و نبوت جمع نکریگا
اور یہ بھی فرمایا کہ مین نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی سے پوچھ لیا ہی کہ مین روضہ مبارک جد امجد کے قریب دفن ہون اور انھون نے
محبت و عندہ کیا ہو سو تم کو چاہیے کہ بعد میری وفات کے میرا جنازہ روضہ مبارک رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم پر لیجانا
اور حضرت عائشہ رضی سے پھر یہ تجدید اجازت لینا اگر وہ کہین تو دفن کرنا مگر مین جانتا ہون کہ بنی امیہ منع کرینگے جو ایسا ہو تو
تقصد نکرنا اور ضرور نہین جنت البقیع مین میری مان کے پاس دفن کردینا جب وفات ہوئی تو حضرت امام حسین نے حضرت
عائشہ سے اجازت چاہی جناب صدیقہ رضی اللہ عنہا نے باآل الطیب خاطر اجازت دی جب یہ خبر مروان علیہ ما یستحقہ کو پہونچی
آن کے کہا یہ نہوگا جب حضرت امام حسین جنازہ آدمیون کو لیکر مستعد ہوئے مروان بنی امیہ کو ساتھ لیکر آیا حضرت ابوہریرہ نے حاضر ہوکر
کہا کیا ہی ظالم لوگ ہین کہ ابن رسول اللہ کو رسول اللہ کے پاس دفن نہین ہونے دیتے اور امام حسین کے پاس گئے اور وصیت
حضرت امام حسن کی یاد دلائی وہ جنازہ لیکر اٹھا کر جنت البقیع مین لیگئے سعید ابن عاص نے نماز جنازہ پڑھی اور حضرت
فاطمہ کے پاس دفن کیا امام حسین علیہ السلام و محمد ابن حنفیہ و عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہم نے قبر مین اتارا تھا اور فرقت
بنی امیہ سے کوئی شخص جنازہ سے پرے آیا مگر سعید ابن عاص کہ اسوقت امیر مدینہ تھا وہ خالد ابن ولید کے اجازت حاضر ہوا اور
آپنے باجازت امام حسین علیہ السلام نماز جنازہ پڑھی تہذیب التہذیب مین ثعلبہ سے روایت ہی کہ مین وقت دفن حاضر
تھا اسقدر کثرت آدمیون کی تھی کہ اگر سوئی بھی ڈالی جاتی تو آدمیون پر پڑتی حضرت ابوہریرہ رضی سے روایت ہی کہ بنی ہاشم
کی عورتون نے ایک ماہ کامل غم والم کیا عمر شریف حضرت امام حسن علیہ السلام کی بروایت اصح چھیالیس برس کی وبقولے
صحیح سینتالیس برس چھ مہینے کسی سے کم کی تھی دنون کے حساب سے سات برس حضور رسالت پناہ مین پرورش پائی
اور تیس برس ظل حمایت پدر بزرگوار حیدر کرار مین رہے اور آٹھ برس کئی مہینے بعد رحلت جناب امیر مین زندگی
کی اور پیدایش آپ کی ایک روایت مین نصف شعبان سنہ تین ہجری مین اور بعض کے نزدیک پندرھوین ماہ مبارک
رمضان ہی اور آنجناب کی اولاد مین پندرہ بیٹے آٹھ بیٹیان ہوئین اور نسل آپکی پانچ بیٹون سے باقی رہی پوشیدہ
نرہے کہ جسطرح حضرت کی ولادت مین اختلاف ہی ویسے ہی آپکی شہادت مین روایات مختلفہ ہین بعض کے نزدیک
غرہ ربیع الاول اور بعض کے نزدیک پانچوین مگر بقول مختار ماہ ربیع الاول ہی اور مشہور ماہ صفر سنہ انچاس ۴۹ ہجری کا آخر تھا
کذا فی اخبار الاول
حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی خیبر مین زہر دیا گیا تھا چنانچہ بخاری و مسلم مین حضرت عائشہ رضی سے روایت ہی
کہ حضرت نے فرمایا کہ اے عائشہ مین ہمیشہ اس کھانے کی تکلیف پاتا ہون جو مین نے خیبر مین کھایا تھا سو یہ وقت ہی
کہ مجھکو معلوم ہوا اپنی جان کی رگ ٹوٹنا اسی زہر سے علامہ سیوطی نے اپنی تاریخ مین لکھا ہی کہ جب حضرت امام حسن علیہ السلام
شہید ہوئے تو جعدہ نے یزید پلید کو لکھا کہ ایفاء وعدہ کر یزید نے لکھ بھیجا کہ مین راضی نہ تھا کہ تو حسن ابن علی کے پاس

رہے حالانکہ مین انکو اپنا دشمن جانتا تھا پھر تجکو اپنے پاس رکھنے کا ارادہ کرونگا استغفر اللہ کیا کارخانے قضا و قدر
کے ہین کہ جعدہ سے نصیب دونون طرف سے گئی نہ ادھر کی ہوئی نہ اُدھر کی ہوئی خسر الدنیا والآخرہ اسکو کہتے ہین اور
بعض محققین نے یون لکھا ہے کہ جعدہ اس حرکت سے سخت پشیمان ہوکر بھاگی اور مروان علیہ اللعنۃ کے گھر مین چھپی اُسنے
دو غلام اور تین لونڈیان ساتھ کرکے جانب شام روانہ کیا اور امیر معاویہ کو لکھا کہ اسکو مخفی رکھنا چاہیے نہین تو بنی ہاشم
کے ہاتھ سے نجات مشکل ہے سو امیر معاویہ سخت رنجیدہ ہوے یعنی جب جعدہ پہونچی تو اسکو طلب کرکے کہا تونے
نہایت بد حرکت کی لعنت خدا کی تجہ پر اور اُسپر جس نے امام حسن کی شہادت مین سعی کی بتخصیص اُسپر جسنے زہر
بھیجا اے جعدہ تجکو شرم نہ آئی کہ تونے اپنے دوست کو اسطرح مارا اور خدا اور رسول کے غضب سے نہ ڈری
دور ہو میرے پاس سے تو ہرگز لائق یزید نہین ہے تب جعدہ نے یزید کو لکھا کہ اب مین نے اپنا کام کیا تو بھی اپنا
وعدہ کر اُسنے وہ جواب دیا جو علامہ سیوطی نے اپنی تاریخ مین لکھا ہے مخفی نہ رہے کہ یہ شہادت حضرت پیغمبر خدا
محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم کی تھی اور یہی قسم اول تھی جسکو سریہ اصلیہ کہتے ہین اب سُنا چاہیے حال شہادت
جہریہ کا جو سبط اصغر حضرت امام حسین علیہ السلام سے خاص ہوئی اور ہر گاہ کہ بنا اسکی اعلان پر تھی اسلیے
اول وحی مین فرشتون کی زبان سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر ہوئی اور مکان و زمان اسکا معلوم ہوا اور یہ
خبرین بطریق شہرت و تواتر کے پہونچین تا کہ کسی طرح کا شبہہ نہ رہے مگر قبل تحریر واقعہ بیان حال ولادت باسعادت
اور فضائل و مناقب انکے جو بتخصیص بلا شرکت سبط اکبر علیہ السلام کے زبان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
سے صادر ہوئی ہین ضرور ہے اور لکھنا اخبار موحشہ کا کہ دلالت شہادت پر کرتے ہین واجب لہذا التماس ہے کہ ولادت
حضرت امام حسین علیہ السلام کی پانچوین شعبان سنہ ہجری مین ہوئی بعد پچاس روز کے تولد امام حسن سے حمل مادر
مین آئے اور دس مہینے چند روز مان کے پیٹ مین رہے اسی قدر بزرگی و خوردی سبطین علیہما السلام مین تھی
اور بعد پیدا ہونے کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اذان و تسمیہ و ختنہ وغیرہ امور جو کہ حضرت سبط اکبر کے ساتھ
فرمائے وہ سب انکے ساتھ بھی کیے اور کنیت انکی ابو عبد اللہ و القاب سید و طیب و ولی و زکی و مبارک و تابع
بمرضیات اللہ و سبط رسول اللہ مگر اشہر القاب زکی اور اعلی سید ہے اور حضرت امام حسین علیہ السلام سینہ سے قدم
تک مشابہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے اور آپ کی انگوٹھی مین کندہ تھا لکل اجل کتاب فضائل شریف حد حصر سے
خارج ہین علم و عمل زہد و تقوی جود و سخا شجاعت و فتوت اخلاق و مروت صبر و شکر و حلم و حیا وغیرہ صفات
کمال مین بوجہ کمال طاق اور مہمان نوازی و غربا پروری و اعانت مظلوم بمقابلہ ظالمین و ایصال رحم و انعام فقیر
و مساکین مین شہرہ آفاق تھے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک لونڈی دستہ گل لائی حضرت
امام نے سونگھا اور اُسکو آزاد کیا انس کہتے ہین مین نے کہا کہ یا ابن رسول اللہ آپ نے دستہ گل کے بدلے

آزاد کیا فرمایا اللہ صاحب فرماتے ہین واؤ انتہیم تتمہ تیسوا باحسن تھا اور شیخ عبدالحق محدث فرماتے ہین کہ ایک دن حضرت
امام کھانا کھاتے تھے لونڈی آپکی پیالہ پانی کا لیے ہوے کھڑی تھی دفعۃً وہ پیالہ ہاتھ سے گرا ٹوٹ گیا حضرت امام
غصہ ہوے لونڈی نے کہا الکاظمین الغیظ والعافین عن الناس حضرت نے فرمایا کہ مین نے غصہ کھایا اور تیرے گناہ
در گذرا لونڈی نے کہا واللہ یحب المحسنین اسی وقت حضرت نے آزاد کیا اور عبادت کا یہ مرتبہ تھا کہ پچیس مرتبہ پیادہ پا
حج کیا چنانچہ علی ابن حسین سے کسی نے پوچھا کہ تمہارے باپ کی اولاد کیونکر کم ہوئی فرمایا کہ جس قدر ہوئی
وہی تعجب ہے آنکو فرصت کہان ہوتی تھی کہ عورتون سے صحبت کرین دن اور رات مین ہزار رکعتین پڑھتے
اور سخاوت کا یہ حال تھا کہ معاویہ ابن ابی سفیان نے کئی مین آکر بہت مال و اسباب نذر کیا حضرت نے پھیر دیا
شواہد النبوۃ مین لکھا ہے کہ چہرۂ شریف ایسا نورانی تھا کہ لوگ اسکی روشنی مین راہ چلتے تھے اور فضائل انجناب
خاصۃ یہ ہین شواہد النبوۃ مین ہے کہ ایک دن رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم انکو ران راست پر بٹھالے تھے اور
ابراہیم اپنے صاحبزادے کو بائین جانب پر کہ حضرت جبرئیل تشریف لائے اور کہا کہ اللہ صاحب ان دونون کو
آپ کے واسطے جمع نہین کرینگے سو آپ ایک ہی کو اختیار کیجیے حضرت نے خیال کیا کہ حسین کے مرنے مین
مجکو اور علی اور فاطمہ کو غم ہوگا اور ابراہیم کے مرنے مین زیادہ مجہی کو رنج ہوگا سو مین اپنا رنج گوارا کر سکتا ہون
چنانچہ تیسرے دن ابراہیم نے وفات پائی بعد ازان جب حضرت امام حسین آنحضرت کے پاس آتے تو آپ بوسہ
دیکر فرماتے کہ اسی پر مین نے اپنا بیٹا فدا کیا ہے اور ترمذی نے یعلی ابن مرہ سے روایت کی ہے کہ رسول خدا نے
فرمایا کہ حسین مجھسے ہے اور مین حسین سے ہون اللہ دوست رکھے اسکو جو حسین کو دوست رکھے اور حسین سبط ہے
اسباط سے سبط بمعنی نواسے اور گروہ کے ہے اور دونون معنی یہان درست ہوتے ہین اول ظاہر ہین دوسرے یہ کہ
امام حسین حسنات و مبرات مین مثل گروہ تھے کہ اچھے کام انسے برابر جماعت کے ہونگے اور ایک نفس شریف انکا
برابر انفاس کثیرہ ہے اور یہ بھی اشارہ ہے کہ انکی نسل سے اکثر اولاد باقی رہیگی اور ابن اخضر نے یزید ابن زیاد سے
روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ صدیقہ کے گھر سے فاطمہ علیہا السلام کے گھر مین تشریف
لے گئے تو حسین کے رونے کی آواز آئی فرمایا اے فاطمہ تو نہین جانتی کہ حسین کے رونے سے مجکو ایذا ہوتی ہے اور
براء ابن عازب سے روایت ہے کہ مین نے دیکھا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ حسین کو اپنے کندھے پر چڑھائے
اور فرماتے تھے اے خدا مین اسکو دوست رکھتا ہون تو بھی دوست رکھ اور تہذیب التہذیب مین یعلی
ابن مرہ سے روایت ہے کہ مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک شخص کے گھر دعوت کھانے کو گیا اور بھی
لوگ ساتھ تھے پس آنحضرت جماعت سے علیحدہ ہوے اور امام حسین لڑکون مین کھیلتے تھے حضرت نے
چاہا کہ انکو پکڑین امام حسین بھاگے حضرت نے پکڑا اور ایک ہاتھ پیٹھ پر اور دوسرا زیر ذقن لگاکر بوسہ دیا

اور فرمایا کہ حسین مجھسے ہی اور مین حسین سے ہون دوست رکھتا ہی اللہ اُسکو جو حسین کو دوست رکھتا ہی اور طبرانی نے
حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ خبر دی مجھکو
جبرئیل نے کہ میرا بیٹا حسین مارا جائیگا میرے بعد زمین طف مین اور میرے پاس یہ مٹی لائے فائدہ طف کنارہ دریا
اور جانب دشت کو کہتے ہین اور کربلا کو طف اس سبب سے کہتے ہین کہ کنارہ جنگل فرات واقع ہی اور
ابو داؤد اور حاکم نے ام الفضل یا ورعبد اللہ ابن عباس سے روایت کی ہی کہ فرمایا آنحضرت صلعم نے کہ آئے
میرے پاس جبرئیل اور مجھے خبر دی کہ میری امت قریب ہی کہ قتل کرے میرے اس بیٹے کو یعنی حسین کو اور
مجھے دی تھوڑی مٹی سرخ اور بھی فرمایا رسول اللہؐ نے کہ بے شک میرے گھر آیا ایک فرشتہ کہ کبھون
میرے پاس نہ آیا تھا اس سے پہلے سو کہا مجھسے کہ آپکا یہ بیٹا یعنی حسین مارا جائیگا اور آپ چاہین تو دکھاؤن
اس زمین کی مٹی جہان یہ مارا جائیگا پھر نکالی تھوڑی سی مٹی سرخ از آنجملہ ایک دن فرشتے موکل باران نے
اجازت مانگی اپنے پروردگار سے کہ زیارت کرے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پس اجازت ہوئی اُسکو
اور اُسوقت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ام المومنین ام سلمہ کے گھر مین تشریف فرما تھے اور فرمایا رسول اللہ نے
کہ اے ام سلمہ بند کرلے دروازے اور خبرداری کر کہ کوئی آنے نپاوے اسی اثنا مین کہ وہ دروازہ پر نگہبان تھین
امام حسین بزور اندر چلے گئے پھر کودنے لگے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر سو رسول خدا نے انکو گود مین لیا
اور چومنے لگے اُس فرشتہ نے کہا آپ انکو پیار کرتے ہین فرمایا ہان اسنے کہا آپکی امت قریب ہے انکو قتل کریگی
اور آپ چاہین تو مین وہ مکان جسمین مارے جائینگے دکھلا دون پھر دکھلایا وہ مکان اور لایا ریتا مٹی سرخ
پھر اُس بالو کو ام سلمہ نے اپنے کپڑے مین لے لیا ثابت راوی اس حدیث کا کہتا ہی کہ ہم کہا کرتے تھے کہ وہ
زمین کربلا ہی اور بھی ام الفضل بنت حارث والدہ عبد اللہ ابن عباس کہتی ہین کہ مین ایک دن حسین کو لیکر حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس گئی اور مین نے انکو گود مین دیا اور دوسرے کام مین مشغول ہوگئی پھر جو میری
نظر پڑی تو آنحضرت کی آنکھون سے آنسو جاری تھے پھر حضرت نے فرمایا کہ مجھکو جبرئیل نے خبر دی ہی کہ میری
امت شہید کریگی میرے اس بیٹے کو اور دی ہی مجھکو اُسکے مقتل کی مٹی سرخ تمام حدیث جو بیہقی نے ام الفضل
رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہی یہ ہی کہ ام الفضل نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور مین حاضر ہوکر عرض کیا
کہ یا رسول اللہ مین نے بہت بری خواب دیکھی ہی آپ نے فرمایا کہ بیان کر مین نے کہا کہ مین نے خواب مین
دیکھا کہ گویا ایک ٹکڑا آپکے جسم مبارک کا کٹ کے میری گود مین رکھا گیا آپ نے فرمایا کہ تمنے اچھی خواب دیکھی
فاطمہ کے بیٹا پیدا ہوگا وہ تمہاری گود مین رہیگا سو حضرت امام حسین پیدا ہوے اور میری گود مین رہے
جیسا کہ جناب رسول صلعم نے فرمایا تھا اور مین ایک دن آپکی خدمت مین حاضر ہوئی اور امام حسین کو

آپکی گود مین دیا پھر اور طرف دیکھنے لگی ایکبارگی جناب رسول اللہ صلعم کو دیکھا کہ آپکی آنکھون سے آنسو جاری ہین مین نے کہا کہ یا نبی اللہ میرے ماں باپ آپکے قربان آپ کیون روتے ہین فرمایا کہ جبرئیل نے اگر مجھے خبر دی کہ تیری امت اس تیرے بیٹے کو قتل کریگی مین نے اُس سے کہا ہان اور مجھے ایک مٹی سرخ لا دی اور حضرت ام سلمہ فرماتی ہین کہ ایک دن حضرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کروٹ سے سوتے تھے یکایک جاگ پڑے تو غمگین تھے اور آپکے ہاتھ مین سرخ مٹی تھی کہ اُسکو اُلٹتے پلٹتے تھے مین نے پوچھا یہ کیا مٹی ہی یا رسول اللہ فرمایا کہ خبر دی مجھکو جبرئیل نے کہ حسین مارا جائیگا عراق کی زمین مین اور یہ مٹی وہین کی ہی اور بھی انھین سے روایت ہی کہ کہا ام سلمہ نے حسن اور حسین میرے گھر مین کھیلتے تھے جبرئیل آئے سو کہنے لگے کہ اے محمد تیرے بیٹے کو تیری امت قتل کریگی تیرے بعد اور اشارہ کیا امام حسین کی طرف اور دی آپکو تھوڑی سی خاک سو حضرت نے اُسکو سونگھا اور فرمایا اسمین بو آتی ہی رنج و بلا کی اور فرمایا کہ اے ام سلمہ جب یہ مٹی خون ہو جائے تو جانیو کہ میرا بیٹا شہید ہوا پھر مین نے اُس مٹی کو شیشے مین رکھ چھوڑا اور انس ابن حارث سے روایت ہی کہ وہ کہتے ہین کہ مین نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے یہ بیٹا میرا مارا جائیگا اُس زمین مین جسکو کربلا کہتے ہین جب جو شخص وہان موجود ہو اُسکی مددگاری کرے سو گئے ابن حارث کربلا کو اور شہید ہوے اور ابی سلمہ ابن عبد الرحمان سے روایت ہی کہ ایک روز حضرت امام حسین علیہ السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اُسوقت جبرئیل علیہ السلام بھی موجود تھے اور حضرت صلے اللہ علیہ وسلم اُسوقت حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے بالاخانے پر جلوہ فرما تھے سو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے اُنکو دیکھکر فرمایا کہ یا رسول اللہ آپکی امت قریب ہی کہ شہید کرے اسکو اگر آپ چاہین تو بتا دون آپکو وہ زمین جسمین یہ شہید ہونگے اور زمین طف کا اشارہ کیا اور مٹی سرخ لیکر دکھلائی اور ابو نعیم نے یحیی حضرمی سے روایت کی ہی کہ مین صفین کے سفر مین حضرت امیر المومنین علی مرتضے کے ساتھ تھا جب نینوی کے برابر پہونچے تو حضرت مرتضی نے پکار کر فرمایا کہ اے ابو عبد اللہ کنارے فرات کے صبر کیجیو مین نے کہا آپ نے کیا کہا فرمایا کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھکو خبر دی ہی کہ جبرئیل کہتے تھے حسین میرا بیٹا مارا جائیگا کنارہ فرات کے اور مٹی وہان کی دکھلائی تھی اور بھی حضرت امیر المومنین علی مرتضی کرم اللہ وجہہ نے ایک شخص کو تبلایا تھا کہ یہ مقام شہیدون کے اونٹ بندھنے کا ہی اور یہ جگہ کجاوے کھولنے کی ہی اور یہ موقع خون بہنے کا ہی اور کئی جوان اہلبیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس جگہ مارے جائینگے کہ اُنپر آسمان و زمین روئینگے یہ کلام اُسوقت ارشاد کیا؛

جب مقام شہادت امام حسین علیہ السلام پر پہونچے ہین آب واقعہ شہادت کا سننا چاہیے
سو اول اسباب ظاہری واقعہ کا بیان ہی بطور تفصیل مختصر کہ پوشیدہ نہ رہے کہ منجملہ اسباب ظاہرہ کے
ایک یہ سبب ہی کہ سنہ پچاس ہجری مین بعد وفات حضرت امام حسن علیہ السلام کے معاویہ
ابن ابی سفیان نے بیعت یزید اہل شام سے کرائی اور مروان کو لکھ بھیجا کہ اہل مدینہ سے بھی بیعت
یزید لے سو مروان نے لوگون کو جمع کر کے کہا امیر المومنین معاویہ نے یہ مصلحت دیکھی ہی کہ اپنے
بیٹے یزید کو تمپر خلیفہ کرے سو تم لوگ طریقۂ ابو بکر و عمر پر اسکی بیعت کرو عبد الرحمان ابن ابی بکر نے
کہا بلکہ بر طریقۂ کسریٰ و قیصر یعنی طریقہ ابو بکر و عمر نہین ہی کیونکہ انھون نے اپنی اولاد سے کسی کو
خلیفہ نہین کیا یہ تو طریق کسریٰ اور قیصر کا البتہ ہی پھر سنہ اکاون ہجری مین خود معاویہ ابن ابی سفیان
واسطے حج بیت اللہ و اخذ بیعت یزید عدو اللہ مکے مین آئے اور اہل حجاز و حرمین شریفین سے
جبراً بیعت یزید کرائی صرف حضرت امام حسین علیہ السلام و عبد الرحمن ابن ابی بکر و عبد اللہ
ابن عمر و عبد اللہ ابن زبیر و عبد اللہ ابن عباس نے بیعت نہ کی گو کہ معاویہ نے انکو عطا و انعام بھی دیا
اور سختی و نرمی سے بھی کہا تاہم اُن لوگون نے بیعت نہ فرمائی اور جب کلام اس باب مین بڑھا تو عبد اللہ
ابن عمر نے فرمایا کہ ای معاویہ تجھسے پہلے خلیفہ گذرے ہین اور اُنکی اولاد تیری اولاد سے بہتر تھی مگر انھون نے
وہ بات اُنکے واسطے نہین چاہی جو تو نے اپنے بیٹے کے لیے تجویز کی ہی بلکہ خلافت کو مسلمانون پر چھوڑ دیا
کہ انھون نے جسکو مناسب جانا خلیفہ کیا اور تو مجھکو تخویف کرتا ہی کہ مین مسلمانون کی نافرمانی کرون
اور اُنکو مشقت مین ڈالون سو یہ مجھسے ہرگز نہوگا مین ایک مرد مسلمان ہون جس بات پر سب مسلمان
قرار پکڑینگے مین بھی اُنکا پیرو ہونگا معاویہ نے کہا خدا تجھکو خیر دے اور عبد الرحمن ابن ابی بکر نے
کلام معاویہ قطع کر کے فرمایا بخدا ای معاویہ مین تجھکو امر خلافت یزید مین وکیل بخدا کرتا ہون اور
خدا کے سپرد کرتا ہون تو ہرگز یزید کو خلیفہ نہ کر بلکہ امر خلافت مسلمانون مین چھوڑ دے اور
اُس مجلس سے اُٹھ کر چلے گئے پھر عبد اللہ ابن زبیر نے کہا کہ ای معاویہ اگر تو یزید کو اپنا خلیفہ
کرتا ہی تو خود الگ ہو اور یزید کو لا کہ ہم بیعت کرین اور جب تجھسے بھی بیعت کی اور تیرے بیٹے سے بھی
بیعت کرین تو اطاعت کسکی کرین واللہ بیعت تم دونون کی قیامت تک کبھی درست نہوگی یہ فرما کر
چلے گئے معاویہ نے منبر پر چڑھ کر بعد حمد خدا و نعت مصطفیٰ خطبہ پڑھا اور کہا کہ لوگون کو گمان تھا
کہ ابن عمر اور ابن ابی بکر اور ابن زبیر یزید کی بیعت نہ کرینگے حالانکہ ان تینون نے بیعت کی اہل شام
بولے کہ ہم ایسی خفیہ بیعت پر راضی نہین ہین جب تک علانیہ بیعت نہ کرین والا ہم اُنکی گردن مارینگے

معاویہ نے کہا سبحان اللہ تم کون لوگ ہو واللہ پھر ایسا سخن زبان پر نہ لانا اور جب ابن ابی بکر و ابن عمر
اور ابن زبیر رضی اللہ عنہم سے لوگوں نے حال بیعت کا پوچھا تو وہ منکر ہوئے شیخ عبد الحق محدث نے
رسالۂ ما ثبت بالسنۃ میں ذکر کیا ہے کہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ دو شخصوں نے کام معاویہ و اہل شام
ابتر کر دیا ایک عمرو ابن عاص نے کہ اُسنے مصحف مجید کے باندھنے کی تجویز صلاح دی اور دوسرے مغیرہ
ابن شعبہ نے کہ عامل کوفہ تھا جب معاویہ نے اُسکو خط لکھا کہ بمجرد ملاحظہ خط آپکو معزول جانکر میرے
پاس حاضر ہو اُسنے توقف کیا اور جب آیا تو معاویہ نے سبب توقف دریافت کیا اُسنے کہا کہ خلافت یزید کی
بیعت لوگوں سے لیتا تھا بموجب تیری کے چاہتا تھا معاویہ نے کہا تو نے یہ کام کر لیا مغیرہ نے کہا کر لیا معاویہ نے
اُسی کام پر رخصت کیا جب کوفے میں پہونچا تو کوفیوں نے پوچھا تو نے معاویہ کو کس حال میں چھوڑا ہے
مغیرہ نے کہا کہ میں اُسکا قدم گمراہی میں ڈال آیا ہوں کہ قیامت تک رہیگا بالجملہ معاویہ نے حضرت
امام حسین کو اسباب و مال بہت دیا اور کہا کہ یزید کی بیعت کرو حضرت نے جواب دیا کہ اگر عبد الرحمن
ابن ابی بکر اور عبد اللہ بن عمر اور عبد اللہ بن زبیر اور عبد اللہ بن عباس بیعت نہ کرینگے میں بھی نہ کرونگا
اسی وجہ سے یزید پلید کو حضرت امام حسین سے عداوت تھی اور دوسرا سبب عداوت کا یہ تھا کہ عبد اللہ
ابن زبیر نے اپنی زوجہ کو طلاق دی تو یزید پلید نے ابو موسیٰ اشعری کو بھیجا تاکہ میرا خطبہ کرے اثناء راہ قثم
ابن عباس نے ابو موسیٰ سے احوال دریافت کیا اور کہا میرا پیغام بھی کہنا اتفاقاً حضرت امام علیہ السلام نے بھی
خواہش فرمائی تھی جبکہ ابو موسیٰ وہاں پہونچے تو قثم اور یزید کا پیغام کہا اُس عورت نے کہا کہ حضرت حسین
ابن علی نے بھی میری خواہش فرمائی ہے تمھاری صلاح کیا ہے ابو موسیٰ نے کہا اگر دنیا درکار ہے تو یزید کو
قبول کر اور اگر حسن صورت ظاہری مطلوب ہو تو قثم کو اختیار کر اور اگر حسن صورت و خوبی سیرت و نعمت
آخرت و کرامت نسبت مرغوب ہو تو امیر المومنین حسین علیہ السلام کو منظور کر سو اُسنے بلا تامل انجناب کو پسند کیا
اس بات سے یزید پلید کو کوفت خاطر پیدا ہوا کہ اکثر کہا کرتا تھا بخدا اگر مجھے حسین پر قدرت ملیگی تو قتل
کرونگا چنانچہ سعادت الکونین میں لکھا ہے کہ جب معاویہ نے شام میں یزید کو ولیعہد اپنا کیا اور وصیت کی
کہ حسین ابن علی کے مراتب کا لحاظ رکھنا کیونکہ سب لوگ اُنسے محبت رکھتے ہیں تو بھی سلوک کرنا پھر تاریخ
بائیسویں رجب بروایتے پندرھویں ماہ مذکور سنہ شصت ہجری میں معاویہ نے اسی برس کی عمر میں
وفات پائی اُسی دن یزید مردود خلیفہ پدر ہوا اور تخت سلطنت پر بجاے پدر قائم ہوا اور شقاوت ازلیہ کے
اظہار میں سرگرم ہوا یزید معاویہ ابن ابی سفیان ابن حرب ابن امیہ ابن عبد شمس ابن عبد مناف ہیں
اور مولفۃ القلوب میں حسب تحقیق جمیل الدین محدث مصنف درج الدرر معدود ہیں ولادت خفی

احوال یزید پلید

میں پائی والدہ انکی مسماۃ ہندہ بنت عتبہ ابن ربیعہ بن عبدالشمس بن مناف ہے اور کنیت ابو عبدالرحمن بعض نے
کاتب وحی میں شمار کیا ہے اور بعض نے منشی یا خطوط نویس لکھا ہے اور ایکسو تراسی حدیث کی روایت بھی انسے
کتب حدیث میں پائی جاتی ہے اور مدت سلطنت چالیس برس کیونکہ حضرت عمر رض کے وقت سے عامل دمشق تھے
کہ بیس برس بانسے اس مدت میں خلیفہ ثانی اور ثالث کا وقت گذر گیا اور حضرت امیر المومنین یعسوب المسلمین
علی ابن ابیطالب کرم اللہ وجہہ خلیفہ برحق ہوئے تو آنجناب نے معزول فرمایا فصار متغلباً علی امارۃ دمشق اور
بعد تفویض امر حق حضرت امام حسن علیہ السلام کے انیس برس حاکم رہے آخبار الدول میں ہے وفی فضلہ احادیث
قل ما تثبت یعنی انکی فضائل میں حدیثیں ہیں کمتر ثبوت کو پہونچی اور بابین باب جابیہ اور دروازہ دمشق کے
مدفون ہیں نماز جنازہ ابن قیس خواہ ضحاک فہری نے پڑھی تھی اور علماے اہل سنت جماعت حال معاویہ بن ابی سفیان
میں مختلف ہیں ماوراء النہر کے علما اور متقشفین فقہا انکے جنگ جدال کو جو حضرت امیر المومنین علی مرتضی سے
واقع ہوئیں محمول خطاے اجتہادی پر کرتے ہیں اور محققین اہل حدیث بعد تتبع روایات صحیحہ فرماتے ہیں کہ حرکات
معاویہ خالی شائبہ نفسانیت و حمیت و تعصب قرابت سے جو کہ حضرت عثمان سے رکھتے تھے نہ تھے پس نہایت کار یہ ہے
کہ مرتکب کبیرہ و باغی ہوئے الفاسق لیس باہل اللعن و اگر مراد سب لعن سے اسی قدر ہے کہ انکی حرکات کو برا کہنا اور
مبرا جاننا پس بلاشبہہ اہل تحقیق کے نزدیک یہ امر واقع ہے اور اگر سب لعن شتم مراد ہے تو معاذ اللہ کوئی اہل سنت سے
اسکا قائل نہیں کیونکہ فاسق و مرتکب کبیرہ کے واسطے استغفار ہے پس لعن حرام ہے خاصۃ وہ صحابی تھے شفاعت حضرت
رسول بقبول عفو حضرت امیر المومنین انکے حق میں اور فاسقوں سے زیادہ تر متوقع و مرجو ہے کذا قال الاستاذ رحمۃ اللہ علیہ
فی الجواب الخامس من الاسولۃ العشر مفتاح میں ہے کہ مدت خلافت حضرت سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم تیس برس موافق حدیث
صحیح الخلافۃ بعدی ثلثون سنۃ ثم یصیر ملکا عضوضا کے یعنی خلافت میرے بعد تیس برس ہے بعد ازاں ہونگے بادشاہ سخت گزندہ
ثابت ہوتی ہے اور انقضاے خلافت کے دو طریق ہیں اول یہ کہ عین کمال و رواج تمام میں مانند آجال اخترامیہ منقضی ہو
دوسرے یہ کہ تھوڑی بتدریج تساقط اور اضمحلال قبول کریں و مثل آجال طبعیہ منقضی ہو سو انقضاے مدت خلافت بطریق دوم
واقع ہوا اسلیے کہ انتقال وضعی خیر محض سے جانب شر محض کہ ملک عضوض ہے عادت الہی میں محال ہے چنانچہ حکما نے
قاعدہ امکان اشرف میں انتقال بامکان اخس معقول فعالہ سوا عناصر کے ساتھ قرار دیا ہے اور جب یہ قرار پایا تو تعدیل اسنان
اربعہ کا خلافت میں لازم آیا پس سن اول سن صبا ہے کہ حرارت و رطوبت اس عمر میں زیادہ ہوتی ہے اور بدل ما تحلل
قدر ماتحلل سے افزون ہوتا ہے اور بخوبی نشو و نما ہوتا ہے اور یہ حال خلافت خلیفہ اول کا ہے کہ دو برس کئی مہینے میں تمام جزیرۂ
عرب کا اہل ارتداد سے پاک ہوا اور رونق اسلام عراق و شام میں ہویدا ہوا بعد اسکے خلافت خلیفہ ثانی میں استداد
احکام اور قوت اسلام میں گذری کہ یہ حالت شباب تھی پھر خلافت ثالث میں انحطاط خفی شروع ہوا اور تساقط

غیر ظاہر قوت اسلام میں پیدا ہوا اور خلافت خاتم الخلفاء علی مرتضیٰ میں تساقط و اضمحلال ظاہر ہونا شروع ہوا اور
اعضائے رئیسہ اسلام میں کہ ازواج اور اولاد اور مہاجرین تھے مختلف المزاج ہوئے اور احکام متعارض پیدا ہوئے
اور بہر وقت میں بعض اعضا کا فقدان یا تعطل نمودار ہوا یہانتک کہ خلیفۂ وقت جو کہ بمنزلۂ قلب وجود انسانی کے
تھا حرارت غریبہ خوارج المارقہ سے ماؤف ہوا اور روح عزیزی اسلام نے کہ عبارت نفس مقدس سے تھی مفارقت کی مگر
خوب خیالی رہے کہ خلافت پیغمبر علیہ السلام کی جسقدر ظاہر اسلام سے قاصر ہوتی تھی باطن میں کامل ہوتی جاتی تھی لہذا
ایام خلافت حقہ خلیفۂ رابع میں خلافت برنگ ولایت ظہور پذیر ہوئی اور بعد اسکے حیات بالکلیہ ظاہر سے مختفی ہوئی اور
باطن میں نہ رائی اور مستور ہوئی اسی معنی سے ورثہ ائمہ علیہم السلام میں بترتیب ظہور پکڑا اور اسی باعث سے فیض باطن نے
حضرات ائمہ سے تمام امت میں انتشار پایا اور سلاسل اہل ولایت پیدا ہوئے انتہی اور جو حضرت سلطان الاولیا غوث الثقلین
عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے غنیۃ الطالبین میں فرمایا ہے کہ ثم ولا یا معاویہ تسع عشر سنۃ یعنی بعد خلیفہ رابع
معاویہ والی خلافت ہوا انیس برس اور اس قول سے اہل تشیع معاویہ کو خلیفۂ خامس بقول حضرت شیخ قدس سرہ ثابت
کرکے زبان طعن و تشنیع کھولتے ہیں سو یہ بات حضرت سے ہرگز مفہوم نہیں ہوتی اسلیے کہ آنجناب نے بحث امامت اور
خلافت میں مشاجرات صحابہ میں صریح معاویہ کو باغی لکھا ہے یا قال فکان اماما حقا الی ان قتل ومن خرج عن ذلک ناصبہ
حربا کان باغیا خارجا علی الامام یعنی حضرت امیر المومنین علی امام برحق تھے تا وقت شہادت اپنی اور جسنے خروج کیا اور جنگ کی
ان حضرت سے وہ شخص باغی خروج کرنیوالا ہوا امام برحق پر انتہی فقط مطلب کا یہ ہے کہ حضرت شیخ نے بتقریب شرح اس حدیث کے
تدور رحی الاسلام لخمس وثلثین او ست وثلثین او سبع وثلثین یعنی پھریگی چکی اسلام کی اس پینتیس یا چھتیس یا سینتیس برس میں وقوع انقلاب عظیم اور تغیر روش
طریق اسلام میں پینتیس یا چھتیس برس کے مفہوم ہوتا ہے یہ تقریر کی ہے کہ ابتداء رحلت حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم
سے تک شان اسلام تھی پس کسی برس تک بات عادیہ یہی جو بلی اسلام میں داخل ہو کیونکہ انقراض زمان خلافت تیس برس
تھا بعد ازان چھ برس یا سات برس اگر شامل کریں تا انقضاء زمانہ معاویہ میں ہونگے اس تقریر سے خلافت معاویہ چھ مہینے تک نہ دیکھا
اہل سنت وجماعت کے کسطرح بھی حق ثابت نہ ہوا میں کہ چند سال کو خصوصیت کیا کہ ان خوبی میں داخل ہوں اور باقی ایام
خلافت معاویہ میں فساد و ہلاک ہونے کو دونوں ... کہ مراد رحی اسلام سے ریاست اسلام ہے اور لشکر کشی و سرداری
خیر الانام صلعم دین اور مخالفین ہے ابتدا اس معاملہ کی سال دوم ہجرت سے ہے کہ اسمیں غزوہ بدر واقع ہوا اور پیشتر سے محض مقابلہ
زبانی تھا نہ سیفی اور سنانی تیسرے سال تک رہے انتہا پینتیس صورت ریاست اسلامی یعنی ہونا رئیس کا خاندان نبی خواہ
رعیت ان مصطفوی سے تھا اور اسی سال میں حضرت امام حسن علیہ السلام نے وفات فرمائی بعد اسکے معاویہ کو گنجایش اپنے
یعنی مشورت ۱۲
استقلال کی اور بھی یزید پلید اپنے بیٹے کی ولی عہدی اور اسوقت تک آپکو نائب امام حسن علیہ السلام کا جانتا تھا اور
تفویض آنحضرت کا سند تھا سو ... ہیں کہ تا آخر خلافت خلیفۂ اول رضی اللہ عنہ تھے منہا کیے جائیں تو

اُسی قدر باقی رہتا ہو اور اگر تتمیم کسور کرکے گیارہ برس منہا کیے جائین تو چھبیس برس رہ جاتے ہین اور وجہ منہائی کی
یہ ہو کہ اس مدت مین افواج اسلام بلاد عرب سے تجاوز نہین ہوئی اور اُسنے عراق و عجم اور فارس اور کرمان اور خراسان مین
رونق نہین پائی پس گویا ترقی اسلام کی عہد خلیفۂ ثانی سے شروع ہوئی اور وفات حضرت امام حسن علیہ السلام تک رہی انتہی
استاد الاستاد قدس سرہ فی شرح الحدیث النبوی صلی اللہ علیہ وسلم اس مقام سے واضح ہوا کہ شمار معاویہ بن ابی سفیان کا ملوک
مین ہو نہ خلفائے رسول اللہ مین اور جو بعضے جہال امامیہ فرط عناد سے کہتے ہین کہ اہل سنت بعد حضرت عثمان کے معاویہ کو
خلیفہ و امام جانتے ہین سو یہ بات انکی مبنی کمال شوخ چشمی پر ہو والا ہر جاہل فارسی خوان بلکہ طفل دبستان جسنے عقائد نامہ ملا جامی
پڑھا یا سنا ہو یقیناً جانتا ہو کہ باجماع اہل سنت معاویہ بن ابی سفیان ابتدائے امامت حضرت امیر سے تا تفویض امام حسن منجملہ
بغاۃ تھا کہ اطاعت امام وقت کی نہ رکھتا تھا اور بعد تفویض کے سلاطین مین ہوا باقی رہا یہ کہ ستمگار اور باغی ہوا پھر لعن کیون
نہین کیے تو سوال اہل سنت کے نزدیک مرتکب کبیرہ مستوجب لعن نہین ہوتا بالخصوص باغی بھی مرتکب کبیرہ ہو اُسکو کیونکر لعن کرین اور متمسک
ہمارا اس باب مین کتاب اللہ اور اقوال عترت رسول اللہ ہو لیکن کتاب اللہ و استغفر لذنبک وللمؤمنین والمؤمنات کہ صریح نص قرآنی
دلالت کرتی ہو کہ مقصود شارع حق مومن مین استغفار ہو و الامر بالشئ نہی عن ضدہ پس امر باستغفار نہی صریح ہوئی لعن سے
اور موافق قاعدۂ اصولیہ امامیہ کبھی ایسا ہو چنانچہ مقداد نے شرح [illegible] مین لکھا ہو ان الفاسق فاعل کبیرۃ اہل یسمی مومنا و الحق
انہ مومن لما قررناہ ان حقیقۃ الایمان ہو التصدیق القلبی فاذا کان مومنا کان مستحقا للثواب الدائم لانہ عوض ایمانہ یعنی
فاسق کرنے والا گناہ کبیرہ کا آیا نام اسکا مومن ہی یا نہین تو حق یہ ہو کہ وہ مومن ہو اسلیے کہ ہم ثابت کر چکے ہین کہ حقیقت ایمان کی تصدیق قلبی ہو
پھر جب ہوا مومن تو مستحق ثواب ہمیشہ کے ہوگا کیونکہ یہ عوض اسکے ایمان کے ہو اسی طرح کریمہ وبشر الذین آمنوا ان لہم قدم صدق
عند ربہم یعنی خوشی سنا انکو جو ایمان لائے ہین کہ انکو ہو پایہ سچا اپنے رب کے یہان نزدیک پروردگار کے اور باغی اور مرتکب کبیرہ بالاتفاق
ایمان رکھتا ہو کما قال اللہ تعالی و ان طائفتان من المؤمنین اقتتلوا فاصلحوا بینہما یعنی اگر دو فرقے مسلمانون کے آپس مین لڑ پڑین تو
انمین ملاپ کرا دو پس لعن کرنا باغی کا ممنوع ہوا لیکن ہان باصفت حق اہل کے [illegible] البتہ وارد ہو مثل الا لعنۃ اللہ علی الظالمین
مگر یہ لعن در حقیقت لعن اس صفت کی ہو نہ لعن صاحب صفت کی اور اگر بالفرض لعن صاحب صفت کی ہو تو وجود ایمان
مانع لعن ہین اور وجود صفت مجوز لعن اور یہ بھی اصول امامیہ مقرر ہو کہ اذا اجتمع المبیح و المحرم غلب المحرم اور یہی وجود مقتضی
باوصف تحقق مانع اقتضاء حکم نہین کرتا پس لعن صرف وجود صفت پر مترتب نہین ہوتی تا وقتیکہ رفع ایمان کہ مانع ہو
صورت نہ پکڑے جسطرح کافر کے حق مین جسکی موت کفر پر متیقن ہو باوجود صفات حسنہ اسکے استغفار روا نہین ہو لیکن
اقوال عترت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سو بتواتر ثابت ہو کہ حضرت امیر المومنین علی مرتضی نے لعن اہل شام سے نہین فرمائی ہو
اور حضرت امیر کا بجا لانا کام اہل سنت کا نہین ہو اور منشاء اشتباہ فرقۂ امامیہ کا یہ ہو کہ امیر معاویہ اور مروانیہ اور عباسیہ
انکو خلیفہ کہا اور کہلایا بسبب مشابہت صوری خلافت پیغمبر کے کہ اجرائے جہاد اور فتح بلدان اور تجہیز عساکر اور

جیوش اور تقسیم غنائم اور صدقات اور حفاظت دار اسلام سے کفایت سے عبارت ہے علماء اہل سنت بھی
یہ لقب بسبب مشابہت صوری اور نیز عدم حرج خاص القاب اور اسماء مصطلحہ کسی قوم بلا ضرورت اطلاق کرتے تھے
چنانچہ اب جو کوئی کربلا میں جا کر کتاب شرائع گذرانتا نزدیک امامیہ کے وہ مجتہد کہلاتا ہے اسی طرح اس زمانے میں لفظ
خلیفہ نے ابتذال پیدا کیا تھا اس گروہ نے سمجھا کہ چونکہ خلیفہ مرادف امام ہے اہل سنت اس جماعت کو خلیفہ اور امام حق جانتے ہیں
حالانکہ یہ محض غلط فہمی فرقۂ امامیہ کی ہے و الا محققین اہل سنت اطلاق لفظ خلیفہ سے تحاشی کرتے ہیں چنانچہ سعید ابن جمہان
راوی حدیث الخلافۃ بعدی ثلثون سنۃ سے کسی نے کہا کہ مروانیہ اپنے کو خلیفہ کہتے ہیں فرمایا کذب بنو الزرقاء انما ہم ملوک
من شر الملوک اور ابوبکر بزار نے بسند حسن ابو عبیدہ ابن الجراح سے روایت کیا ہے کہ فرمایا رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اول
دینکم بدأ نبوۃ و رحمۃ ثم یکون خلافۃ و رحمۃ ثم یکون ملکا و جبریۃ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب امیر معاویہ کو دیکھتے تھے فرماتے
ہذا کسری العرب اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ الخلافۃ فی المدینۃ والملوک بالشام
بالجملہ جب یزید پادشاہ ہوا اہل شام نے بیعت کی اور فرامین اور پروانجات بنا بر اخذ بیعت اطراف میں جاری ہوئے چنانکہ
ایک رقیمہ شقاوت پر ضلالت ولید ابن عقبہ عامل مدینۂ منورہ کے نام بھی بھیجا کہ معاویہ ایک بندہ بندگان خدا سے تھا مر گیا
اور میں خلیفہ ہوا چاہتا ہوں کہ رعایا تمہارا میری بیعت کریں اسلیے لکھتا ہوں کہ حسین ابن علی وغیرہ اہالی مدینہ سے میری
بیعت کر لے اسمیں تاخیر نہ کرنا ولید نے خط پڑھا اور کہا انا للہ وانا الیہ راجعون مجھکو جگر گوشہ رسول اور نور چشم بتول سے کیا کام ہے پھر
مروان خبیث الباطن سے مشورہ کیا اسنے کہا کہ حسین ابن علی اور عبد الرحمن ابن ابی بکر اور عبد اللہ ابن عمر اور ابن زبیر سے بیعت لینا
ضرور ہے اگر کر لیں فہو المراد والا قتل کر ولید نے کہا استغفر اللہ ایسا ہرگز نہ کرونگا پھر حضرت امام حسین علیہ السلام کو طلب کیا
تو آنجناب مع پچاس تابعدار مسلح تشریف لے گئے اور ولید بن عتبہ کے پاس تنہا گئے اسنے نہایت تعظیم سے بٹھلایا اور خط کا مضمون
عرض کیا آنجناب نے ارشاد کیا کہ ہمیں چاہیے آدمیوں کا نام ہے انکو سنانا کہ ایک ہی تب سب بیعت کریں اسنے کہا بہتر خوب اور بعضے کہتے ہیں
کہ آنجناب نے فرمایا کہ میں یزید کی بیعت نہ کرونگا وہ فاسق و دائم الخمر ہے ولید نے کچھ جواب نہ دیا آنجناب رخصت ہوئے مروان نے
بشرارت جبلیہ کہا تو نے عبث چھوڑ دیا اب ہاتھ نہ آوینگے مناسب ہے کہ انکو قید کر اور بجبر بیعت یزید لے اگر نہ کریں گردن مار تاکہ
یزید راضی ہو ولید نے کہا اے مروان اگر مجھکو ربع مسکون کوئی بخش دے تو بھی جگر گوشہ رسول کا خون اپنی گردن پر نہ لوں
اے مروان ایسی باتوں سے تیرا نامۂ اعمال سیاہ ہوگا بعضوں نے لکھا ہے کہ مروان کا کلام حضرت امام حسین کے کان میں پہونچا
تو حضرت نے فرمایا اے مروان کسکو یہ طاقت ہے جو مجھسے ایسی حرکت بے ادبانہ کر سکے اے ولید میں ابن علی و سبط نبی ہوں
یزید شارب خمر فاسق کی بیعت کسطرح کروں کل مجلس عام میں اسکا جواب دیا جائیگا اور دیکھا جائیگا کہ اولی و احق
بالخلافۃ کون ہے بعد اسکے گھر کو روانہ ہوئے فائدہ مروان ابن الحکم ابن ابی العاص ابن امیہ ابن عبد شمس ابن عبد مناف ہے اسی کے
حق میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے الملعون ابن الملعون چنانکہ حاکم نے کتاب الملاحم والفتن میں مستدرک سے روایت

کی ہے کہ عبدالرحمن ابن عوف رض فرماتے تھے کہ جس کسی کے لڑکا پیدا ہوتا تھا اُسکے دیکھنے کو حضرت صلعم تشریف لیجاتے تھے
اور دعا فرماتے تھے جب مروان ابن الحکم کے پاس تشریف لیگئے تو فرمایا ہذا الوزغ ابن الوزغ الملعون ابن الملعون اور بیہقی
حاکم نے عمرو ابن مرہ جہنی سے روایت کی ہے کہ حکم ابن العاص نے اجازت حاضر ہونے کی حضرت صلعم سے چاہی فرمایا
اذن دے دو اسکو لعنۃ اللہ علیہ و علی من یخرج من صلبہ الا المومن منہم وقلیل ما ہم یشرفون فی الدنیا و یضعون فی الآخرۃ
وما لہم فی الآخرۃ من خلاق اور مروان کو طرید بھی کہتے تھے اس سبب سے کہ حضرت صلعم نے اسکو نکال دیا تھا لیکن
جب حضرت عثمان رض نے اپنے عہد میں اسکو طلب کرلیا اور منشی مقرر فرمایا اور جو کچھ واقعات کہ اُس ملعون کے سبب سے
واقع ہوئے ظاہر ہیں اور اول فساد اسلام میں اُسی کی وجود سے پڑا ہے لعنۃ اللہ علیہ اور امارت معاویہ میں حاکم مدینہ
ہوا یہی مردود قاتل طلحہ رضی اللہ عنہ ہے اور بعد معاویہ ابن یزید اُسنے شہر جابیہ کے لوگوں سے خلافت کی بیعت لی
اور شام میں آیا وہاں کے لوگوں کو بھی اپنا مطیع کیا پھر مصر میں گیا اہالیان مصر نے بعد محاربہ کثیر بیعت کی
عمر اس ملعون کی تراسی برس کی ہوئی اور مدت سلطنت نو مہینے آٹھ دن نقش خاتم بجائی الصمد اور زخم بر چھے سے
فی النار و السقر ہوا اور بعضے کہتے ہیں کہ اُسنے اپنی عورت کو گالی دی تھی اُسنے حالت خواب میں ذبح کر ڈالا اور عبد الملک
ابن مروان نے نماز جنازہ پڑھی شہر دمشق میں بیرون دروازہ جابیہ مدفون ہے کذا فی اخبار الدول روایت ہے کہ
ایک مرتبہ مروان نے خواب دیکھا کہ اُسنے چار مرتبہ محراب رسول اللہ میں بول کیا ابن سیرین نے خواب سنکر فرمایا
اگر تیرا خواب سچ ہے تو چار شخص تیری اولاد سے خلافت کرینگے بعد تیرے سو ویسا ہی ہوا کہ ولید و سلیمان و ہشام
و یزید نے خلافت کی بالجملہ جب امام حسین رخصت ہو کر گھر آئے تو ولید نے عبد اللہ ابن زبیر کو طلب کیا وہ بسبب
غروب ہوجانے آفتاب کے تشریف نہ لائے کہلا بھیجا کہ صبح کو انشاء اللہ علی رؤس الاشہاد بیعت کرونگا اور شب کو
جانب بیت اللہ روانہ ہوے ولید نے یزید کو اطلاع کی اُسنے لکھا کہ ابن زبیر سے ہاتھ اُٹھا امام کی تدبیر کر
اور سر اُنکا بھیجدے ولید نے کہا لا حول و لا قوۃ الا باللہ مجھسے یہ حرکت نہو گی اور وہ خط پوشیدہ حضرت کے پاس بھیجا
تب آنجناب جانب بیت اللہ شریف تاریخ چہارم شعبان سال شصت ہجری بروز جمعہ با اہل و عیال روانہ ہوگئے
اور بعض کے نزدیک تاریخ روانگی بست و ہشتم شعبان المعظم ہے بہر دو تقدیر شارع پر تشریف لے چلے و سرگردانی
موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام یاد کرتے اور فرماتے فخرج منہا خائفا یترقب و قال رب نجنی من القوم الظالمین بعض منازل میں
عبد اللہ مطیع ملا اُسنے کہا آپ کہاں تشریف لیے جاتے ہیں فرمایا ظالموں نے مدینے طیبہ میں رہنے نہ دیا ناگزیر
مقتضائے من دخلہ کان آمنا کعبے کو جاتا ہوں اُسنے التماس کیا یا امیر المومنین آپ سردار عالم و فخر اولاد آدم ہیں
آپ رونق افروز بیت اللہ شریف ہوں وہاں کے رہنے والے آنجناب کے سوا کسی کی اطاعت و فرمان برداری نہ کرینگے
مگر قول و فعل کوفیوں پر اعتماد نہ کیجیئیگا کہ تمھارے باپ کو انھیں لوگوں نے شہید کیا اور حضرت امام حسن کے ساتھ

جو معاملہ کیا وہ آپکو خوب معلوم ہے اور مین بالیقین جانتا ہون کہ اہل کوفہ آپکو کمال اختصاص طلب کرینگے اگر
آپ تشریف لیجائینگے تب سب آپ سے جدا ہونگے کیونکہ وفا و مروت انکی جبلت مین نہین ہے حضرت نے انکے حق مین
دعاے خیر فرمائی اور روانہ ہوے اور فرمایا عسیٰ ربی ان یہدینی سواء السبیل بعد طے منازل داخل حرم شریف ہوے
وہان کے باشندون نے نہایت تعظیم سے استقبال کرکے اُتارا یہ خبر یزید پلید علیہ ما یستحقہ نے سُنی اُسنے ولید کو
مدینہ کی حکومت سے معزول کیا اور ابن الاسدق کو حاکم مقرر کیا اور حاکم مکہ معظمہ یحییٰ بن حکم بن صفوان کو بھی موقوف کیا
اور ابن سعد بن عاص کو حاکم مقرر کیا مگر وہ بسبب عمل دخل عبد اللہ بن زبیر کے بھاگ گیا کیونکہ عبد اللہ نے مکہ معظمہ مین
دخل جمے تھے باتفاق اہل مکہ اپنی حکومت جمالی تھی ہرچند امام حسین علیہ السلام نے منع بھی فرمایا جب یزید پلید کو خبر ہوئی
تو اُسنے حاکم مدینہ کو پروانہ لکھا کہ بنا بر قلع و قمع ابن زبیر فوج کثیر جانب حرم محترم روانہ کر اُسنے عمر بن زبیر برادر عینی
عبد اللہ بن زبیر کو کہ باہم دونون کے سوء مزاجی تھی امیر کیا ہرچند لوگون نے عمر سے کہا کہ دو سبب سے اس امارت کا
اقبال زیبا نہین ہے اول حرم شریف مین جنگ و جدال منع ہے دوسرے ابن زبیر تمھارا بھائی حقیقی ہے لیکن اُسنے
بطمع مال نہ مانا اور جانب بیت اللہ شریف روانہ ہوا اور ایک طوق چاندی کا طیار کراکے ساتھ لیا اس خیال سے
کہ جب ابن زبیر کو گرفتار کرونگا تو یہ طوق گلے مین ڈالکر یزید کے پاس بھیجونگا الغرض قریب بیت اللہ پہونچکر
آدھی فوج ہمراہ انیس بن عمرو اسلمی کرکے ایک طرف کا ناکہ روکا اور دوسرا ناکہ اپنے متعلق رکھا اور ابن زبیر کے
کہلا بھیجا کہ حرم شریف سے باہر نکلو اور یہ طوق اپنے گلے مین ڈالکر یزید کے پاس حاضر ہو کہ تیرا قصور معاف ہو جائے
عبد اللہ نے بھی جواب درشت کہلا بھیجا اور اول بمقابلہ انیس بن عمرو روانہ ہوے اور اُسکو شکست فاش دی کہ انیس مارا گیا
پھر مصعب بن زبیر اپنے بھائی کو عمر بن زبیر کے مقابلے کو بھیجا وہ غالب آئے اور عمر بھاگا اور اپنے بھائی عبیدہ بن زبیر کے
گھر پوشیدہ ہوا عبد اللہ بن زبیر نے عبیدہ کو گرفتار کراکے اسقدر تازیانے لگائے کہ وہ مر گیا پھر حکومت مکہ مین قائم ہوئی
بعد ازان اہل کوفہ نے بطلب حضرت امام حسین علیہ السلام مین خطوط متواتر لکھے روایت ہے کہ ڈیڑھ سو خط کوفیون نے پے در پے
بھیجے خلاصہ انکا یہ کہ ہم یزید کی حکومت پر راضی نہین ہین آپ تشریف لائین تو ہم اُسے کوفے سے نکال دین اور پچھلا خط جو آیا
اُسمین تملق اور چاپلوسی زیادہ تھی حضرت علیہ السلام نے لکھا کہ اب مجھکو آنے مین تامل نہین ہے انشاء اللہ جلد آتا ہون
القصہ حضرت امام حسین علیہ السلام نے عزم بالجزم جانب کوفہ فرمایا عبد اللہ بن عباس وغیرہ اصحاب نے منع کیا اور کہا کہ بے وفائی
اہل کوفہ ضرب المثل ہے انکے قول و فعل لائق اعتماد نہین آپ ہرگز ہرگز تشریف نہ لیجائین آخر بعد قیل و قال بسیار حضرت
امام حسین علیہ السلام نے یہ قرار دیا کہ اگر میرا جانا مناسب نہین ہے تو کوئی اور ہی شخص میرے متوسلین سے جانب کوفہ
روانہ ہو اور انکی کیفیت و یگانگی حالات سے اطلاع کرے چنانچہ مسلم بن عقیل اپنے چچیرے بھائی کو نائب اپنا کرکے
روانہ کیا اور اہل کوفہ کو ایک خط لکھدیا گو عبد اللہ ابن عباس اس تجویز پر بھی راضی نہوے روایت ہے کہ جب حضرت امام علیہ السلام

حضرت مسلم کو رخصت فرماتے تھے روتے تھے اور مسلم بزبان حال گویا تھے ؎ وداعت میکنم جانان وداع آخرین از دل
کوئیت میروم وازغصہ دارم قصۂ مشکل + ندارم طاقت دوری ندارم تاب مہجوری عجب بندی ست بیدرمان عجب کاریست بیحاصل
بود حاصل مرادمن گرت بینم ولے دیدن بہ چسان آید زمہجوری بخون آغشتہ پا در گل + القصہ حضرت مسلم مع اپنے بیٹوں کے
کوفے میں پہونچے اور مختار بن عبید ثقفی کے گھر جاپذیر ہوئے اور کوفیوں نے جوق جوق حاضر ہو کر بیعت کی بروایتے بارہ ہزار اور بروایتے
بیس ہزار و بروایتے چالیس ہزار چند روز میں داخل طاعت ہوگئے یہ خبر نعمان ابن بشیر حاکم کوفہ کو ہوئی تو ظاہر میں کوفیوں کا
ڈر رکھا اور باطن میں اعانت حضرت مسلم میں ساعی رہے اور کسی طرح کا تعرض نہ کیا تب مسلم بن یزید حضرمی اور عمارہ
بن ولید بن عقبہ وغیرہ اخبار نویسوں نے یہ حال یزید پلید کو لکھا اور تغافل نعمان کی شکایت کی اور حضرت مسلم نے اطاعت
کوفیوں کی کیفیت حضرت امام علیہ السلام کو لکھی وہ آمادہ روانگی جانب کوفہ ہوئے اور یزید نے خطوط اخبار نویسوں کے سنکر
مشورہ کیا اہل شوریٰ نے بالاتفاق کہا کہ ابھی تک خیر ہے جب کہ امام علیہ السلام داخل کوفہ ہو جائینگے تو حکومت عراق یکقلم
جاتی رہیگی بلکہ بنائے سلطنت ٹوٹ جائیگی صلاح وقت یہ ہے کہ نعمان معزول کیا جائے اور دوسرا شخص قسی القلب حاکم ہو کہ وہ
اول مسلم اور اسکے توابع کو قتل کرے چنانچہ عبید اللہ بن زیاد بانیٔ فساد لائق ٹھہرا پھر یزید پلید نے نعمان بن بشیر کو معزول کرکے
ابن زیاد کو بصرے سے امارت کوفے پر روانہ کیا اور تاکید لکھی کہ بہت جلد کوفے میں جاکے مسلم بن عقیل کو مع توابع قتل کرا اور جو
امام حسین آجائیں تو میری بیعت لے اور اگر بیعت کریں تو بہتر ورنہ انکو بھی قتل کر جب یہ پروانہ ابن زیاد کو پہونچا تو اسنے اپنے بھائی کو
قائم مقام اپنا کرکے روانہ جانب کوفہ ہوا یہاں تک کہ قادسیہ میں آیا اور لشکر اسی مقام میں چھوڑ کر خود بخوف بلوے حجازیوں کے لباس میں
عمامہ سیاہ باندھ کر اونٹ پر سوار ہوا اور کئی آدمی ہمراہ لیکر اس راہ سے جدھر قافلہ حجاز آتا ہے بین المغرب والعشا کوفے میں داخل ہوا
اہالیان کوفہ کہ منتظر قدوم میمنت لزوم حضرت امام علیہ السلام تھے غایت شوق سے غلطی میں پڑے اور جناب امام علیہ السلام کو سمجھ کر استقبال کو
نکلے اور سلام کیا اور مرحبا بک یا ابن رسول اللہ کہتے ہوئے پیش پیش ہو لئے ابن زیاد نے از رہ مغالطہ دہی جواب سلام نہ دیا اور
دانتوں کو پیستا دارالامارۃ کوفے میں داخل ہوا از روایت ہے کہ نعمان نے دروازہ بند کرلیا اور بالا خانہ پر چڑھ کر کہا
یا ابن رسول اللہ صلعم یہاں آپ تشریف نہ لاویں کہیں اور جلوہ فرما ہوں کہ یہیں فتنہ برپا ہوگا کوفیوں نے سخت شورش کی یہ سنکر کہا دروازہ کھول ابن رسول اللہ
گھر سے ہیں اسوقت عبید اللہ بیکار بدذات نے چادر چہرہ سیاہ سے اٹھا دی تب اہل کوفہ نے پہچانا اور جابجا اپنے گھر گئے صبح کو ابن زیاد
مسجد جامع میں گیا اور اشراف کوفہ کو طلب کرکے سند حکومت دکھلائی کہ بالی دھمکی سے جماعت کوفہ متفرق ہوگئی اور حضرت مسلم مختار کے
گھر سے ہانی بن عروہ کے گھر آگئے ابن زیاد نے محمد بن اشعث کی معرفت ہانی کو بلایا اور گرفتار کرکے قید کیا حضرت مسلم نے اپنے
توابع کو آواز دی کہ چالیس ہزار آدمی نے قلعے کو گھیر لیا اور ابن زیاد ایک کوٹھے میں چھپ گیا اور روسائے کوفہ سے کہا کہ اس جماعت کو
روکو نہیں تو سب کو گردن مارونگا چنانچہ کثیر بن شہاب اور محمد بن اشعث اور شمر ذی الجوشن اور شبث ربعی نے سمجھا بجھا کر لوگوں کو
بازرکھا کہ سب لوگ بکھر گئے پانسو آدمی رہ گئے جب حضرت مسلم نے نماز مغرب انکے ساتھ شروع کی وہ بھی روانہ ہوئے سلام پھیرا تو کوئی نہ رہا

آنجناب سراسیمہ ہوکر مسماۃ طوعہ کے گھر گئے اُسنے ٹھہرالیا اب کارخانۂ قضا اور قدر دیکھنا چاہیے کہ طوعہ کا بیٹا گھر مین
آیا وہ بدبخت محمد بن اشعث کا چیلہ تھا اُسنے حضرت مسلم کے حال سے ابن زیاد کو مطلع کردیا اُس بانیٔ فساد نے عمرو بن حریث
کوتوال شہر کوفہ اور محمد بن اشعث کو مع ساٹھ نفر سپاہیون کے بنابر گرفتاری حضرت مسلم روانہ کیا اُنھون نے جاکر طوعہ کا گھر گھیر لیا
اور یہ قصد کیا کہ حضرت مسلم کو گرفتار کرلین اُسوقت حمیت و شجاعت ہاشمی نے یہ تقاضا نہ کیا کہ ایک عورت کے گھر مین
بیٹھ رہیے سو حضرت مسلم تلوار میان سے لے مثل شیر غران نکل پڑے اور اُن نامردون کو تہ تیغ کرنے لگے جب اکثر مارے گئے اور
کسی نے مقابلہ نہ کیا تب محمد بن اشعث اور کوتوال بدمآل نے کہا کہ بنی ہاشم کی تلوار کا سامنا کون کرسکتا ہے اور کسکا مقدور ہے
کہ انکی تلوار کے مقابل ہوسکے اب کچھ فریب ہی بن آوے تو بہتر ہے چنانچہ دونون مردود مکار بنے اور فریب پیش آئے اور کہنے لگے
کہ آپ کیون بے وجہ لڑتے ہین ہم لوگ تو لڑنے کو نہین آئے ہین ہم لوگون کو امان دیجیے اور ہمارے ساتھ تشریف لے چلیے
حضرت مسلم بتقدیر ازلی فریب سے واقف نہوے اور بمقتضاے حلم اور مروت جبلی برسر رحم آئے اور لڑنا موقوف کرکے مع
دونون صاحبزادون کے انکے ساتھ چلے وہان ابن زیاد بانیٔ فساد نے پہلے ہی دربانون سے کہدیا تھا کہ جب حضرت مسلم دروازے مین
قدم رکھین تو اُنکا سر کاٹ لینا میرے پاس نہ لانا ضرور نہین ہے دفعۃً حضرت مسلم مظلوم کریمہ ربنا افتح بیننا وبین قومنا
بالحق وانت خیر الفاتحین پڑھتے ہوے دارالامارہ کوفہ مین داخل ہوے اور دربانون نے شربت شہادت انکو اور محمد اور
ابراہیم دونون بیٹون کو پلایا بعد ازان ابن زیاد نے ہانی بن عروہ کو سولی دی اور اُنکے سر کو نیزون پر کوچہ و بازار مین پھرایا
یہ واقعہ بتاریخ سوم ذیحجہ سنہ ۶۰ ہجری مین واقع ہوا آج ہی کے دن خواہ آٹھوین ذیحجہ حضرت امام حسین علیہ السلام آمادۂ
روانگی جانب کوفہ ہوے اور اسباب سفر مہیا کرنے لگے کہ حضرت عبد اللہ بن عباس اور جابر اور ابو سعید خدری اور ابو واقد لیثی
رضی اللہ عنہم مانع ہوے حضرت ابن عباس نے عرض کیا کہ یا ابن رسول اللہ حرم شریف سے باہر نہ جائیے اور کوفیون کے قول و فعل پر
اعتماد نہ کیجیے آپکو معلوم نہین کہ ان لوگون نے آپکے بھائی اور باپ سے کیا معاملہ کیا ہے اور جو آپکو یہین منظور ہو تو اہل و عیال کو
ساتھ نہ لے جائیے مین ڈرتا ہون کہ آپ شہید ہون اور اہل و عیال اسیر اور مجھکو گمان ہے کہ مثل عثمان بن عفان آپکو اہل و عیال کے
شہید کرینگے ہرچند التماس انکا قبول نہوا تب ابن عباس رنجیدہ ہوے اور بہت روئے اور بیہقی نے شعبی سے روایت کی ہے
کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ مدینے سے آگئے اور خبر پائی کہ امام حسین علیہ السلام حرم محترم سے جانب عراق جاتے ہین تا آپکو
دوڑے اور اُس جگہ ملے جہان سے بعد دو منزل تھا اور التماس کیا کہ یا ابن رسول اللہ خداے تعالے نے اپنے پیغمبر کو دنیا
اور آخرت مین اختیار دیا تھا سو حضرت نے دنیا کو اختیار نہ کیا اور آپ جگر گوشۂ رسول مقبول ہین واللہ نملیگی تم مین سے دنیا
کسی کو کبھی اور اسی مین تمہارے واسطے بہتری ہے کہ حکومت دنیا نہ ملے آپ پلٹ چلیں حضرت نے نہ مانا تب عبد اللہ نے امام کو
گلے لگایا اور کہا تمکو سپرد خدا کرتا ہون اے شہید ہونے والے روایت ہے کہ عبد اللہ بن زبیر نے بھی منع کیا حضرت نے جواب دیا
کہ تم لوگ راز نہانی سے واقف نہین ہو بسبب رنجیدہ ہوتے ہو مین نے اپنے باپ سے سنا ہے کہ حضرت صلعم فرماتے تھے کہ ایک

تکے مین ذبح کیجائیگی اُسکے سبب سے خانۂ خدا کی بیحرمتی ہوگی مین نہین چاہتا کہ وہ بکری مین ہون اور میرے سبب سے
حرمت کعبہ مین فرق آوے ترجمہ طبری مین ہو کہ مصداق حدیث آخر کو عبد اللہ بن زبیر ہوے سبحان اللہ کیا جودت طبع
اور کرامت صریح کہ عبد اللہ کو وہ حدیث سنائی جسکا مصداق ہونے والے تھے اور یہ احتیاط کا مرتبہ تھا کہ بیحرمتی کعبہ گوارا نہ کی
گو درجۂ شہادت تھا ترجمہ صواعق مین ہو کہ جب محمد ابن حنفیہ کو خبر توجہ حضرت امام حسینؑ جانب عراق معلوم ہوئی تو اتنا
روئے کہ طشت وضو اشکون سے بھر گیا اور بعض روایات صحیحہ مین ہو کہ عبد اللہ ابن جعفر اور محمد ابن الحنفیہ نے بھی خطوط
منع متواتر لکھے اور تہذیب التہذیب مین ہو کہ مسور ابن مخرمہ نے لکھا کہ آپ کوفیون کے فریب مین نہ آئیے اور عراق
کی طرف قصد نہ فرمائیے اور بعض خواص اہل مکہ نے التماس کیا کہ یوم عید اضحیٰ قریب تر ہو اور مسلمان لوگ جمع ہونگے
چندے توقف فرمائیے کہ آپکے ساتھ بہت مسلمان ہو جائینگے مگر امام حسین علیہ السلام نے کہ سہام تقدیر کے ہدف بنگئے تھے
اور گردن تسلیم قضا رابزدی پر خم فرما چکے تھے راضی برضائے الٰہی ہو چکے کسی کا کہنا نہ مانا اور جو لوگ منع کرتے تھے اُنکو
یہ حال معلوم نہ تھا کہ اس سفر پُر خطر مین کارگزاران قضا و قدر احکام تقدیر جاری کرینگے والا عبد اللہ
ابن عباس اور عبد اللہ ابن جعفر اور محمد ابن حنفیہ وغیرہ صحابۂ کبار اور اقربا ضرور ہمراہ ہوتے اور
سعادت رفاقت حاصل کرتے چنانچہ ابن عباس سے حاکم نے روایت کی کہ فرماتے تھے کہ ہم شک نکرتے تھے
اور اہلبیت کثیر اسمہین کہ بتحقیق حسین شہید ہونگے کربلا مین اور یہ بھی ہو کہ اگر ابن عباس وغیرہ اہلبیت جانتے کہ
اسی سفر مین سابقۂ ازلی کام اپنا کریگا تو بروقت عزیمت کوفہ رفاقت سے مُنہ نہ موڑتے اور وقت عزم عراق ہرگز تنہا
نہ چھوڑتے اور جو حدیث ابن السکن اور بغوی نے کتاب الصحابہ مین اور ابو نعیم نے سُحیم سے روایت کی ہو کہ انس ابن حارث نے
کہا مین نے سنا جناب رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے یہ بیٹا میرا مارا جائیگا اُس زمین مین جسکا نام کربلا ہو
سو جو شخص کہ تم لوگون مین سے وہان موجود ہو اُسکی مدد کرے سو گئے انس ابن حارث کربلا کو اور شہید ہو گئے سو یہ حدیث
احاد ہو اسپر عمل ہر ایک کو واجب نہ تھا مگر جسنے کہ اس بات کو زبان مخبر صادق سے سنا اوسپر شریک ہونا واجب ہو گیا
لہذا انس ابن حارث گئے اور عبد اللہ ابن عمر کا کلمۂ تاسف زبان پر لانا کئی وجہ سے تھا ایک شہرۂ خبر شہادت
امام حسین مدت سے تھا دوسرے نظر بیوفائی اور بدعہدی اہل کوفہ کے تیسرے بسبب بے سامانی جناب امام کے اسی طرح
حضرت استادی مولانا سلامت اللہ نے شرح سر الشہادتین مین تحریر فرمایا ہو کہ حاصل حضرت امام حسین علیہ السلام
مع اہلبیت اور دوست غلام کے کہ سب بیاسی آدمی تھے جانب کوفہ روانہ ہوے کہتے ہین کہ اثنار راہ مین فرزدق شاعر
با جماعہ جبہ پوش ملا اور وہ کوفہ کی طرف سے آتا تھا آپ نے اُس سے کوفے کا حال پوچھا اُسنے عرض کیا کہ یا حضرت
اتنا تو مین جانتا ہون کہ دل کوفیون کے آپکے ساتھ ہین اور تلوار اُنکی بنی امیہ کے ساتھ اور قضا و قدر آسمان سے
نازل ہو رہی ہو واللہ یفعل ما یشاء و یحکم ما یرید حضرت امام حسین علیہ السلام نے فرمایا کہ سچ ہو قضائے الٰہی کسی طرح نہین ٹل سکتی

اور تہذیب التہذیب مین لکھا ہی کہ حضرت امام حسین علیہ السلام نے فرزدق سے ملاقات کی اور حال کوفیون کا
پوچھا فرزدق خود کہتا ہی کہ مین بسبب بیماری کے بات نہ کرسکتا تھا سو مین نے اشارے سے کہا کہ آپ کوفے کو
نہ جائیے مکۂ شریف کو لوٹ جائیے پھر آگے کو تشریف لے چلے تو خبر پائی کہ اہل کوفہ نے بدعہدی کی اور ابن زیاد
شقی نے حضرت مسلم اور اُنکے صاحبزادون کو شہید کیا اور جماعت مسلم بالکل متفرق ہوگئی اور کسی نے ساتھ نہ دیا
تب تو حضرت امام علیہ السلام نے بتقضاے رعایت اسباب ظاہری کہ عالم اسباب مین مستلزمات بشریت سے ہی
مراجعت کا قصد فرمایا اور کہا کہ ہرگاہ اہل کوفہ کا یہ حال ہی تو وہان جانا کیا ضرور ہی اور مصلحت بھی مقتضی نہین ہی
حضرت مسلم کے بھائی جو آپکے ساتھ تھے کہنے لگے کہ ہم تو ہرگز نہ پھرینگے یہان تک کہ اپنے بھائی کا بدلا لین یا شہید
ہون حضرت امام حسین نے برادران مسلم کا عزم مصمم دیکھ کر فرمایا لاخیر فی الحیوٰۃ بعدکم یعنی جب تم سب مارے گئے
تو پھر زندگی کا کیا مزہ اور جینے کا کیا لطف ہی بسم اللہ چلیے جو کچھ ہو سو ہو الغرض حضرت امام حسین علیہ السلام روانہ ہوے
اور نواحی عراق مین کہ وہان سے کوفہ دو منزل رہجاتا ہی پہونچے اُس مقام پر حُر ابن یزید ریاحی کہ ہزار سوار مسلح
ابن زیاد کے اُسکے ساتھ تھے ملا اور عرض کی کہ یا امام گو مجھکو ابن زیاد نے اسواسطے بھیجا ہی کہ جسطرح سے
آپکو اُس شقی کے پاس لیچلون مگر واللہ مین اس کام کو مکروہ جانتا ہون اب سخت مشکل ہی نہ تو آپکو لیجا سکتا ہون
اور نہ چھوڑ سکتا ہون حضرت امام علیہ السلام نے فرمایا کہ بھائی سنو مین از خود تمھاری طرف نہین آیا جب تم سب
لوگون نے ملکر خطوط لکھے اور قاصد بھیجے تب مین نے قصد کیا ورنہ کیا غرض تھی کہ مین یہان آتا اور تم بھی کوفے سے ہو
اگر اپنے عہد پر قائم ہو تو مین تمھارے شہر کو چلتا ہون نہین پھر جاتا ہون مجھکو نہ تم سے کچھ مطلب ہی نہ تمھارے شہر سے
کسی طرح کی غرض حُر نے کہا واللہ مجھکو ہرگز خبر نہین کہ کسنے آپکو خط لکھے اور کسنے قاصد بھیجے اور کیون بلایا مین نے
سنا بھی نہین خدا جانے آپ کیا فرماتے ہین اور مین بغیر آپکے کوفے کو پھر نہین سکتا الغرض اس بات مین بہت
گفتگو ہوئی اور حُر کی ناواقفی کی یہ وجہ تھی کہ وہ کوفے مین نہ تھا نواح کوفے مین کسی ملک کا عامل تھا سو یہ باتین
اور بیشتر نامہ اسکی غیبت مین آئے گئے تھے اس سبب سے حُر نے انکار کی اور روایت ہی کہ حُر نے بعد قیل و قال بسیار بتقضاے سعادت
ازلیہ التماس کیا کہ آپکا جہان دل چاہے تشریف لیجائیے مین آپسے متعرض نہین ہوتا اور کوفے پھرا جاتا ہون ابن زیاد سے
کہونگا کہ امام حسین مجھکو نہین ملے چنانچہ امام حسین علیہ السلام تمام رات چلے صبح ہوئی تو وہین تھے جہان سے
چلے تھے پھر حُر ابن یزید ریاحی حاضر ہوا اور عرض کی یا ابن رسول اللہ رات کو ابن زیاد نے ایک خط بھیجا ہی اگر تو
حسین ابن علی کی گرفتاری مین پہلو تہی کریگا تو مین ایسی سزا دونگا کہ اسکا تحمل نہو سکیگا سو یا حضرت اب مین
کیا کرون آپ کسی طرف چلے جائین تو بہتر ہی مجھپر جو کچھ گذریگی دیکھ لونگا الغرض دوسری محرم کو کربلا مین پہونچے تھے
اُسدن سے سات راتین برابر چلے پھر صبح کو وہین تھے جہان سے کوچ کیا تھا تب آپنے پوچھا یہ کون جگہ ہی

کسی نے کہا یہ مقام کربلا ہے فرمایا ع این زمین ست کہ آلودہ بخون خواہد شد علم سید ابرار نگون خواہد شد
بے شک یہ مقام کرب و بلا ہے اور یہ مقام ہے اونٹون کے بندھنے کا اور یہ جگہ ہے اسباب رکھنے کی اور مقتل جوانان
و انصار ہے پھر تو یہ احوال ہو گیا کہ اونٹون کو مارتے تھے وہ اپنی جگہ سے جنبش نہ کرتے تھے اور جو میخ زمین مین گاڑتے
بیجان مادہ دموی سے خون نکلتا تھا اور جو لکڑی درخت سے توڑتے تھے خون جاری ہوتا تھا آخر کار اُسی مقام پر اُترے
تو خاک کربلا زرد ہو گئی اور ایک غبار عظیم اُٹھا کہ چہرۂ مبارک زرد آلودہ ہو گیا اُسی وقت زینب آپکی بہن نے کہا اے بھائی
اس جگہ میرا جی گھبراتا ہے فرمایا یہ مقام شہیدون کا ہے صبر کرنا لازم ہے ترجمۂ طبری مین لکھا ہے کہ اس اثنا مین
حضرت امام حسین علیہ السلام نے ایک خواب دیکھا کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم با جماعت ملائکہ تشریف لائے
اور مجھے گود مین لیکے فرماتے ہین کہ اے نور العین لخت جگر مین خوب جانتا ہون کہ دشمن دین تیرے مارنے پر مستعد ہین
یہ لوگ میری شفاعت سے محروم ہین اور تجھکو درجۂ شہادت ملیگا بہشت تیرے واسطے آراستہ ہے اور والدین تیرے
منتظر ہین اور دست مبارک اپنا سینہ پر رکھا اور فرمایا اللھم اعط الحسین صبراً واجراً چنانچہ یہ خواب حضرت امام حسین علیہ السلام نے
اپنے اہلبیت سے بیان کیا سب نے کہا انا للہ وانا الیہ راجعون اور رونے لگے الحاصل جب حضرت امام حسین علیہ السلام کربلا مین
فروکش ہوئے تو حر بن یزید ریاحی مع اپنے لشکر کے مقابل حضرت امام علیہ السلام کے اُترا اور ابن زیاد مایۂ فساد کو خبر ہوئی
اُسنے حضرت امام حسین کو خط لکھا کہ مجھکو یزید بن معاویہ نے لکھا ہے کہ میری بیعت امام حسین سے طلب کر اگر بیعت کرلین
تو بہتر نہین تو سر اُنکا کاٹ کے بھیجدے سو مین نصیحت کرتا ہون کہ تم بیعت کر لو نہین تو لڑائی کے واسطے مستعد ہو حضرت
امام حسین علیہ السلام نے نامۂ اعمال سیاہ ابن زیاد کا پڑھا اور ڈالدیا اور فرمایا کہ اسکا جواب بجز عذاب میرے پاس
نہین ہے ہرکارہ ابن زیاد نے پلٹ کر تقریر حضرت کی ابن زیاد سے بیان کی تو آتش غضب اُس ناری کی بھڑک اُٹھی اور
کہنے لگا کون شخص ایسا ہے کہ حسین علیہ السلام پر جاتا ہے کسی نے اقبال نہ کیا تب تجویز ہوئی کہ عمر وسعد حاکم ری بڑا قسی القلب
بیباک ہے اُسکو بھیجنا چاہیے سو اُسکو پروانہ بھیجا اولاً اُسنے انکار کیا اور لکھ بھیجا کہ مجھسے یہ کام نہو گا کہ مین سبط رسول اللہ کے
مقابلے مین جاؤن کسی اور کو تجویز کیجیے ابن زیاد ملعون ناراض ہوا اور دوسرا پروانہ بھیجا کہ اگر تجھکو حکومت ری کی
منظور ہے تو امام حسین کے مقابلے پر جا نہین تو سند حکومت واپس کر اور اپنے گھر بیٹھ مین دوسرے کو حاکم ری مقرر کرتا ہون
اور یہ کام ضروری اُس سے لیتا ہون جب نوشتۂ ابن زیاد حامی طریقۂ نمرود وشداد علیہ اللعنۃ الی یوم التناد کا ابن سعد
بدکردار نابکار کے پاس پہونچا تو طمع جاہ دنیا نے اُس ناکام کو کشان کشان مستعد کر دیا کہ اسی دن جانب کوفہ روانہ ہوا اور جلد
ابن زیاد کے پاس پہونچا اُسنے بائیس ہزار پیادے اور سوار بنام کرکے کربلا کی طرف بھیجدیا اور لکھدیا کہ پیچھے سے
اور بھی فوج تیری کمک کو پہونچیگی اطمینان رکھنا اور بعض محققین نے اس مقام کے یون تقریر کی ہے کہ جب نامۂ اول
ابن زیاد ملعون عمرو ابن سعد مردود کے پاس پہونچا تو اُسنے جواب لکھا کہ اس مقدمے مین بعد مشورے کے عرض کرونگا

یہ کہکے اپنے گھر میں آیا اور اپنے بیٹوں سے صلاح پوچھی بیٹوں نے کہا اے عمرو تیرا باپ سعد ابن ابی وقاص جانثار
رسول اللہ حضرت امام حسین علیہ السلام پر عاشق اور فدا تھا تجھکو ہرگز لائق نہیں ہے کہ تو اُنکے مقابلے کو جائے تجھکو
حیا نہیں آتی تُو نے انکار کیا جب دوسرا نامہ ابن زیاد کا تاکیدی آیا اور حکومت رے کی جانے کا اندیشہ زیادہ ہوا تب
دین کو دنیا کے بدلے کھو بیٹھا اور چلنے پر مستعد ہوا حمزہ ابن مغیرہ اُسکے بھانجے نے کہا اے ابن سعد دنیا چند روزہ ہے
حکومت اور سلطنت کچھ کام نہیں آئیگی آخرت میں اسکا محاسبہ سخت ہے اور مقابلہ امام حسین علیہ السلام سے سوا خواری
دوزخ کی البتہ حاصل ہوگی مگر ابن سعد نے کچھ خیال نہ کیا اور پانچ ہزار سوار لیکر سیدھا کربلا میں آیا اور امام حسین
علیہ السلام سے پیغام بھیجا کہ تم اس مقام میں کیونکر آئے آپ نے جواب دیا کہ تمھارے قاصد اور رہبر کا ہے یہاں لائے
نہیں تو میں کیوں آتا مجھے کیا کام تھا مگر تم لوگوں نے اپنا عہد توڑ دیا اب بھی اگر کوئی مانع نہو چلا جاؤں عمرو
ابن سعد خوش ہوا کہ شاید ابن زیاد سے صلح ہو جائے اسواسطے یہ معاملہ ابن زیاد کو لکھا اُس شقی نے لکھا کہ تو بیعت
یزید کی طلب کر اگر قبول کریں تو مجھکو اطلاع دے اور قاصد و حکم ثانی انتظار کر اس تحریر سے ابن سعد نے جانا کہ ابن زیاد
صلح پر راضی ہے سو اُسنے نامہ سیاہ اُس روسیاہ بدمآل کا حضرت امام حسین علیہ السلام کی خدمت میں بھیجا حضرت نے فرمایا
کہ میں ابن زیاد کے قول پر عمل نہ کرونگا یہ خبر بھی ابن زیاد کو پہونچی اُسنے حصین ابن نمیر اور شیث ابن ربعی و شمر ذی الجوشن
وغیرہ ملاعنہ کو بافوج قاہرہ روانہ کیا کہ اب بائیس ہزار پیادے اور سوار مقابلہ اولاد حیدر کرار و اہلبیت رسول مختار
دشت کربلا میں جمع ہوئے ساتویں محرم سنہ اکسٹھ ہجری میں انھیں کافروں سے پانسو سوار نہر فرات پر مقرر کیے گئے اور
پانی کی بندش ہوئی اور اہلبیت رسول اللہ پر عرصہ زندگی سخت تنگ ہوا یزید ہمدانی ایک شخص حضرت کے انصار میں سے تھے
وہ حاضر ہوئے اور عرض کی کہ یا رسول اللہ مجھے و ابن سعد سے بہت ملاقات ہے اور وہ میرا مدت کا یار ہے یقین ہے کہ میری مروت سے
پانی میں مضائقہ نہ کرے اگر ارشاد ہو تو اُس سے پانی کے واسطے استدعا کروں حضرت امام حسین علیہ السلام نے فرمایا تمکو
اختیار ہے چنانکہ یزید ہمدانی ابن سعد کے پاس تشریف لے گئے اور بغیر ادائے رسم سلام علیک بیٹھ گئے ابن سعد نے کہا اے برادر
ہمدانی تو نے رسم سلام سنت اسلام کیوں ترک فرمائی کیا میں مسلمان نہیں ہوں اور خدا و رسول خدا کو نہیں پہچانتا ہوں
یا کوئی اور سبب ہے یزید ہمدانی نے کہا واسطے اسلام تو کہ دعوی مسلمانی کرتا ہے اور جگر پارۂ رسول اور نور دیدۂ بتول کا
دشمن جانی بن کے اُنکے خون کا پیاسا ہوا ہے بڑے افسوس کی جا ہے کہ کتے اور سؤر فرات سے پانی پئیں اور اہلبیت
نبی صلی اللہ علیہ وسلم پانی کو ترسیں یہ کیا اسلام ہے اور کیا ایمان ابن سعد یہ کلام سنکے دل میں پشیمان ہوا اور
کہنے لگا کہ یہ تو سب سچ ہے لیکن حکومت رے سے دست برداری نہیں ہو سکتی ناچار یزید ہمدانی بے نیل مرام
واپس ہوئے اور سارا حال جناب امام علیہ السلام سے نقل کیا تو امام علیہ السلام نے کنوئیں کھدوائے مگر
ستر ہاتھ تک بھی پانی کا نشان نظر نہ پڑا اور اہلبیت کا یہ حال تھا کہ نماز تیمم سے ادا فرماتے تھے اور کلام

اشارون سے تب عباس ابن علی چند آدمی اپنے ساتھ لیکر فرات پر گئے کہ اشقیا نے سپاہیون کو شہید کیا اور عباس علمدار
زخمی ہوکر لوٹ آئے اور عرض کی کہ یا حضرت سوائے آب شمشیر آب فرات ہمارے نصیب مین نہین ہے بعد اسکے
حضرت امام حسین علیہ السلام خیمۂ مبارک سے نکلے اور مقابل لشکر شام کھڑے ہوکر حمد وثنا سے خالق کبریا اور نعت سرور انبیا
بیان فرمائی پھر ارشاد کیا کہ اے لشکریان یزید خوب تامل کرکے دیکھو کہ مین کون اور کسکی اولاد ہون اور اپنے دل مین سوچو
کہ میرا خون کرنا اور میرے اہلبیت کی ہتک حرمت چاہنا تمکو درست ہے آیا مین لڑکا تمھارے پیغمبر کی لڑکی کا نہین ہون اور بیٹا
علی مرتضی برادر وعم زاد رسول خدا احمد مصطفے صلعم کا نہین ہون اور رسول خدا نے میرے حق مین نہین فرمایا سید اشباب
اہل الجنۃ یعنی حسن وحسین دونون جوانان بہشت کے سردار ہین اسی طرح بہت فضائل آپ نے بیان فرمائے اور
دشمنان دین پر حجت خدا ختم کی مخفی نہ رہے کہ یہ کلام حضرت کا از روے عاجزی نہ تھا کیونکہ حضرت امام حسین علیہ السلام
اپنی شہادت سے واقف کار تھے اور میدان کارزار کے شہسوار بلکہ یہ ارشاد بنابر قطع حجت تھا تاکہ دشمنون کو خدا کے روبرو
عذر کی جگہ نہ رہے اور ماکنا معذبین حتی نبعث رسولا مین مزہ جائین تہذیب التہذیب مین لکھا ہے کہ حضرت امام حسین علیہ السلام
بعد اس کلام کے ابن سعد کو لکھا کہ تین باتون سے ایک بات اختیار کر یا تو مجھکو مکہ شریف مین جانے دے کہ وہان جاکر
بیٹھ رہون اور اگر یہ منظور نہو تو مجھکو ترکستان کی طرف جانے دے کہ وہان کفار ترک سے جہاد کرکے شہید ہون اور اگر
یہ دونون باتین منظور نہون تو مجھکو یزید کے پاس بھیجدے وہان جو کچھ شدنی ہے ہوگا ابن سعد نے جواب لکھا کہ مین ابن زیاد کو
آپکے سوال لکھتا ہون جو کچھ جواب ملیگا عرض کرونگا تامل کیجیے چنانچہ اسنے لکھا تو ابن زیاد بد نہاد نے کمال تہور سے لکھ بھیجا کہ
مین نے تجھکو لڑنے کے واسطے بھیجا ہے نہ صلح کے واسطے اگر حسین ابن علی بیعت کرین تو بہتر ورنہ قتل کر اور اگر تجھکو تامل ہے تو مین تجھے
معزول کرکے دوسرے کو تیری جگہ بھیجتا ہون اور یہ کام اس سے لیتا ہون جب کہ نامہ ابن زیاد لعنۃ اللہ علیہ الی یوم التناد
ابن سعد بدمآل کے پاس پہونچا تو اسنے صف قتال آراستہ کرکے امام حسین علیہ السلام سے کہلا بھیجا کہ مین نے ہرچند چاہا کہ
تم یزید کی بیعت کرلو مین تمھارے خون مین گرفتار نہون پر تمنے قبول نہ کیا آپ لڑنے پر مستعد ہوجاؤ حضرت امام حسین
علیہ السلام نے فرمایا کہ آج مجھے مہلت دے ترجمہ صواعق محرقہ مین لکھا ہے کہ جب حضرت امام حسین علیہ السلام پر سختی اور
تکلیف گذری تو آپکو نصیحت ووصیت حضرت امام حسن کی یاد آئی کہ انھون نے آپکو سمجھایا تھا کہ اے حسین کوفیان بدعہد کے
قول وفعل پر ہرگز اعتماد نہ کرنا اور انکے بلانے سے زنہار کوفے کی طرف نہ جانا وہ لوگ سخت نالائق ہین وہان کا جانا
تمھارے حق مین بہتر نہین ہے اور باعث کمال خفت وپریشانی ہوگا ترجمہ طبری مین لکھا ہے کہ حضرت امام حسین علیہ السلام
خیمۂ مبارک مین تشریف لائے اور اہل حرم کو نصیحت کی کہ صبر بہت خوب چیز ہے اور اللہ نے صبر کا بڑا اجر مقرر کیا ہے خبردار
ایسا نہو کہ تم صبر واستقلال کو ہاتھ سے دو اور کسی طرح سے ہماری ثابت قدمی مین فرق آئے اور رونے سے منع فرمایا
اور آسمان کی طرف منھ کرکے کہا کہ خداوندا تو جانتا ہے کہ اہل کوفہ نے مجھسے بیعت کی اور پھر عہد شکنی کی اسکا انصاف

تیرے ہاتھ ہو اور خیمہ سے باہر آکر اپنے انصار سے فرمایا کہ مین تمسے بہت راضی ہون جو کچھ حق خدمت اور رفاقت تھا
وہ تمنے بخوبی ادا کیا اللہ تمکو جزاے خیر دے حال یہ ہے کہ تم لوگ کم ہو دشمن دین بہت اس سے میرے نزدیک مناسب
یہ ہے کہ مین تمکو اپنی بیعت سے علٰحدہ کرتا ہون جسطرف تمہارا جی چاہے وہان جاؤ مجھکو منظور نہین کہ میرے ساتھ
تمہاری بھی جان جاے اور مین تو اپنی زندگی تا امید ہون خیر جو کچھ میرے باب مین منظور آلٰہی ہوگا وہ قبول ہے اس سے
چارہ نہین انصار یہ بات سنکر رونے لگے اور عرض کیا کہ یا حضرت آپ یہ کیا فرماتے ہین ذرا خیال تو کیجیے کہ ہم ایسے وقت مین
آپکو چھوڑکر چلے جائین روز حشر جناب رسول خدا و علی مرتضٰی و فاطمہ زہرا علیہم السلام کو کیا منھ دکھائینگے اور دولت
شفاعت محمدی کیونکر پائینگے ہم تو حضرت کو کبھون اکیلا نہ چھوڑینگے ؎ گر دست دہد ہزار جانم ٭ در پاے مبارکت فشانم
پھر یہ کہکر سامان لڑنے کا درست کیا اور ایک سنگر شبیہ بخندق گرد اپنے لشکر کے کھودی اور ایک راہ آمد و رفت کی
رکھی جب کہ محرم ہوئی اور صبح عاشورہ مصیبت نے افق شہادت سے طلوع کیا تو لشکر ابن سعد صف آرا ہوکر مقابلے
مین آیا جناب سید الشہدا نے نماز صبح ادا کی اور ناقے پر سوار ہوکر لشکر ابن سعد کے مقابل تشریف لائے اول
خطبہ پڑھا بعد حمد جناب کبریا و نعت سرور انبیا اُن لوگون سے مخاطب ہوے کہ اے لشکریان یزید غور کرو اور سمجھو کہ
نصاریٰ نشان سُم خر عیسیٰ علیہ السلام کی ابتک تعظیم کرتے ہین اور یہود اگر کوئی آثار موسیٰ علیہ السلام پاتے ہین تو اُسکو
دل و جان سے عزیز رکھتے ہین اور مین تمھارے نبی کے لڑکی کا لڑکا ہون اور مجھکو بھی تمھارے پیغمبر نے بیٹا کیا ہے
سو تم میرے قتل پر مستعد ہوا ہو مین نے تم مین سے کسی کا خون کیا ہے کہ اُسکے عوض مین مجھکو قتل کرتے ہو یا کسی کا
تم مین سے مین نے کچھ مال لے لیا ہے کہ اُسکے مطالبے مین مجھکو ایسا تنگ کرتے ہو یا اور کسی طرح کا مجھپر دعویٰ ہے کہ تم
اُسکے واسطے عاجز کر رہے ہو مین تو مدینے مین اپنے جد امجد کی قبر پر بیٹھا تھا وہان تمنے رہنے نہ دیا ناچار حرم شریف مین
آیا وہان بھی تمنے خطوط لکھکر بلوایا اور مسلم کے ہاتھ پر بیعت کی پھر عہد اپنا توڑا خداے تعالےٰ کو کیا جواب دوگے
سوا اس اتمام حجت کا جواب دشمنان دین نے کچھ بھی نہ دیا تب حضرت امام نے فرمایا کہ خدا کی حجت تمپر ہی مجھپر نہین
یہ فرماکر ناقے سے اُترے گھوڑے پر سوار ہوے صف لشکر آراستہ فرمائی اور سب سے کہدیا کہ تم کوئی اپنی طرف سے
لڑنے مین سبقت نہ کیجیو جانب اشقیا سے ابتدا ہونے دو دیکھا کہ ایک آدمی لشکر اشقیا سے عبد اللہ نام کہ درحقیقت عبد الشیطان تھا
گھوڑے پر سوار میدان مین آیا اُسنے دیکھا کہ خیمۂ اہلبیت کے گرد آگ جلتی ہے اور یہ آگ حضرت امام حسین علیہ السلام نے
بنظر احتیاط گرد خیمہ کے روشن کرادی تھی تاکہ کوئی مخالف جا نہ سکے اُس عبد الشیطان نے جسارت کر کے کہا اے
حسین آتش دنیا کی تمکو بشارت ہے قبل آتش دوزخ حضرت نے فرمایا اللھم احرقہ بالنار یعنی اے اللہ اسکو آگ مین جلا دُ اُسی دم
گھوڑے نے آگ مین ڈالدیا کہ عبد الشیطان مخلد فی النار ہوا تو حضرت امام علیہ السلام نے سجدۂ شکر ادا کیا اور باواز بلند
دعا کی کہ یا آلٰہی مین اہلبیت رسول مین ہون تو میرا انصاف کر ابن شعث نے پکار کر کہا کیا نسبت تمکو پیغمبر خدا سے

قرابت ہی کہ جسپر اتنا لاف وگزاف مارتے ہو تب تو امام حسین علیہ السلام کا دل کڑھا ناچار دعا فرمائی کہ یا الٰہی
ابن اشعث مجھکو فرزند رسول نہین جانتا اور بیمحابا قطع نسبت کرتا ہی اسکو ذلیل فرما اسی وقت ابن اشعث پیشابکو
بیٹھا تو بچھو نے خصیتین مارا کہ اسکی تکلیف سے ننگا تمام لشکر مین پھرتا تھا اور اسی حالت مین واصل نار ہوا اسیا
شمر علیہ اللعنۃ نے ابن سعد سے کہا کہ وقت مہلت ہوچکا اور خود آگے بڑھا اور ایک تیر لشکر امام کی طرف چلایا
اور فخریہ کہنے لگا کہ سب لوگ گواہ رہیو کہ اول لشکر امام حسین پر مین نے تیر مارا ہی پھر زیاد و سالم دو غلام ابن زیاد کے
نکلے اسطرف سے دو بہادر ایک حبیر ابن مظہر دوسرے یزید ابن حصین انکے مقابل ہوے اور دونون کو قتل کر آئے
پھر معقل ابن یزید لشکر یزید سے نکلا سو اسکو بھی یزید ابن حصین نے مارا بعد اسکے دوسرا نکلا وہ بھی انھین کے ہاتھ سے
مارا گیا پھر مزاحم ابن حریث نکلا اسکو نافع ابن ہلال نے تہ تیغ کیا اسی طرح جو کوئی فوج مخالف سے نکلا مارا گیا
اور ہر مرتبہ امام حسین علیہ السلام کا یہ حال تھا کہ خود بسبب شجاعت کے مقابلے کا قصد کرتے تھے انصار
نہ جانے دیتے تھے اور کہتے تھے کہ جب تک ہم لوگون سے ایک شخص بھی باقی رہیگا آپ جانے نہ پائینگے اور
انصار کی یہ مردانگی تھی کہ مخالف کو اسطرح جھٹ پٹ مار لیتے تھے جیسے کتے کو مارتے ہین جب لشکریان شام نے
دیکھا کہ اسطرح کا مقابلہ کہ ایک شخص کا مقابلہ ایک کرے سخت مشکل ہی ہرگز عہدہ برائی نہوگی ایک ہی
انصار سارے لشکر کو کافی ہی تب یہ تجویز کی کہ دس دس ایک ایک انصار کے مقابل ہون چنانچہ دس کافر
ایک ایک اہل اسلام کے مقابل ہونے لگے مگر تاہم یہ حال تھا کہ کوئی نامرد نزدیک نہ آتا دور ہی سے تیر اندازی کرتا
اور جو بہادر صف اسلام سے نکلتا کئی نامرد مل کر شہید کر ڈالتے یہان تک کہ پچاس انصار سے زیادہ
شہید ہوے صرف عزیز و قریب حضرت امام حسین علیہ السلام کے باقی رہے تب حضرت نے ایک نعرہ پر درد
مارا کہ کوئی فریادرس بھی ہی جو اللہ کے واسطے ہماری مدد کرے اور کوئی بچانے والا ہی کہ حرم رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کو اعدا سے بچاوے یہ استغاثہ صرف اتمام حجت تھا تا کہ پھر کسی کو فوج اشقیا سے مقام عذر باقی نہ رہے
اور یہ بھی غرض تھی کہ اسوقت آتش غضب فوج مخالف مین شعلہ زن ہی ایسا نہو کہ اس اندھا دھند مین
کوئی شخص اہل ایمان سے جہنمیون کے ساتھ ہو رہے اور مجھ تک نہ پہونچ سکے چنانچہ اسکا فائدہ یہ ہوا کہ
حر ابن یزید ریاحی مع مصعب برادر اور علی ابن حر پسر اور عروہ غلام معتبر ساتھ لیکر فوج ابن سعد سے نکل کر
حاضر ہوا اور التماس کیا کہ یا ابن رسول اللہ مین سب سے پہلے آپکے مقابلے کو نکلا تھا اب مین آپکے گروہ مین
داخل ہون اجازت دیجیے کہ جان نثاری سے پیش آؤن تا کہ شفاعت تمہارے جد کی مجھے نصیب ہو اور
میری تقصیرین معاف فرمائیے حضرت امام حسین علیہ السلام نے عفو تقصیر فرما کے اجازت قتال دی کہ حر
ابن یزید لشکر اشقیا پر شیر کی طرح جھپٹا ابن سعد نے دیکھا صفوان ابن حنظلہ کو بھیجا کہ تو حر کو سمجھا کے

یہاں لاؤ اگر نہ آوے ناچار قتل کر صفوان نے نزدیک آکر نصیحت کی اور کہا کہ تجھکو پھر چلنا مناسب ہی حر نے کہا
کہ تیری عقل سے بہت بعید ہی حالانکہ تو جانتا ہی کہ یزید فاسق و شارب خمر ہی اور حسین علیہ السلام پاک و صادق
و نور دیدہ رسول مقبول آیا حسین کی رفاقت و تبعیت اولیٰ ہی یا یزید ناپاک کی صفوان نے کہا یہ تو سچ ہی لیکن
مال و دولت یزید کے پاس ہی اور سپاہی مال کے محتاج ہوتے ہین نہ تقویٰ و طہارت کے حر نے کہا ای
صفوان تو حق پوشی کرتا ہی تیرا اسلام منافقانہ ہی تب صفوان نے نیزہ چلایا حر ابن یزید بچ گئے اور وہی نیزہ
چھین کے صفوان کو ہلاک کیا بعد اسکے صفوان کے دو بھائی اور تھے وہ دوڑے اور صفوان پر آکر گرے کہ حر نے
اُن دونون کو بھی قتل کیا غرض جو شقی ہاتھ لگا حر نے تہ تیغ کیا یہان تک کہ مخالفون نے گھیر لیا اور تیر اور
نیزے سے شہید کیا بعد اُسکے مصعب و علی اور عروہ بھی اسی طرح شہید ہوئے اور ترجمہ متعارف طبری مین لکھا ہی
کہ ہنوز لڑائی شروع نہوئی تھی کہ حر ابن یزید فوج اعدا سے نکل کر امام حسین علیہ السلام کی خدمت مین حاضر
ہوئے تھے مگر روایت اول صحیح ہی الحاصل جب نائرۂ جنگ و جدال نے اسقدر اشتعال پایا کہ انصار و اعوان
شہید ہوگئے تو حضرت امام حسین نے فرمایا کہ اب میری نوبت ہی آپکے عزیزون نے کہا جب تک ہم مین سے کوئی باقی
رہیگا آپ مقابل مخالف کو جانے نہ پائینگے اور سب سے پہلے علی اکبر بڑے صاحبزادے حضرت امام حسین کے مسلح ہوئے
روایت ہی کہ علی اکبر بھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت مشابہ تھے چنانکہ جب کبھون اہل مدینہ دیدار رسول خدا کے
مشتاق ہوتے تھے علی اکبر کو دیکھ لیتے تھے جب علی اکبر عازم آراے معرکہ ہوئے اشقیا نے دیکھا تو ہیبت و جلالت
شان حضرت علی اکبر سے صورتین سب کی زرد ہوگئین اور دل اُنکے پانی پانی ہوئے اور ابن سعد نے اپنے لشکر سے
کہا کہ یہ فرزند اکبر امام حسین ہی کہ پیغمبر خدا سے شبیہ ہی اسکی شجاعت و بہادری دیکھنا چاہیئے چنانچہ علی اکبر نے
مبارز طلب کیا کوئی شخص مقابلہ پر نہ آیا ناچار خود حضرت فوج مین در آئے تو لشکر تہ و بالا ہوگیا اور دس حملے حضرت نے
فرمائے ہر حملہ مین فوج اشقیا کے دو تین آدمی مارے کہ تینتیس یا چھپن شقی آپکے ہاتھ سے سیدھے دوزخ کو گئے
اور ریاضت شاقہ سے پیاس نے غلبہ کیا کہ زبان مبارک خشک ہوگئی ناچار لشکر مخالف سے لوٹے اور امام حسین
علیہ السلام سے پیاس کی شکایت فرمائی حضرت نے فرمایا ای جان پدر کیا کرون میری زبان منہ مین رکھ لے
تو تسکین ہوجائے کہ علی اکبر نے زبان مبارک چاٹی اور پھر لشکر اعدا پر حملہ کیا تو پیچھے سے مرہ ابن سعد نے ایک
تلوار ماری کہ علی اکبر زمین پر گرے ظالمون نے تلوارون سے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا انا للہ وانا الیہ راجعون
بعد اُنکے عبد اللہ ابن مسلم ابن عقیل مسلح ہوکر نکلے تو ایک ظالم نے دور ہی سے ایک تیر پیشانی شریف پر مارا شہید ہوگئے
پھر جعفر ابن عقیل نکلے وہ بھی تیر سے شہید ہوئے اب فقط آل عبا سے حضرت امام حسین علیہ السلام اور عبد اللہ اور
عباس اور جعفر اور عثمان اور محمد پانچون بھائی اور قاسم ابن حسن علیہ السلام بھتیجے اور علی زین العابدین اور علی اصغر

دونون بیٹے امام حسین علیہ السلام کے باقی رہے اور محمد ابن حنفیہ اور عمر ابن علی دونون بھائی آپکے جو اس معرکے مین
نہ رہے تھے سو بقیہ آل عبا سے اول قاسم ابن حسن کہ عمر انکی اُنیس برس کی تھی مسلح ہو کر خیمے سے برآمد ہوئے ہر چند کہ
حضرت امام حسین علیہ السلام نے منع کیا مگر تقدیر الٰہی کشان کشان فوج اعدا مین لے گئی تو ایک کافر بے دین نے
مار کے شہید کیا انا للہ وانا الیہ راجعون اور روایت ہی نکاح سکینہ دختر امام کی حضرت امام قاسم سے فریقین کے
نزدیک غلط و بیہودہ ہے کیونکہ اسوقت اس کام کی فرصت کہان تھی اور یہ جو مشہور ہی کہ سکینہ نے دیار شام مین وفات پائی یہ بھی
امر غلط ہی وہ تو اہلبیت کے ساتھ مدینہ مین آئین اور مصعب ابن زبیر کے ساتھ نکاح ہوا پھر عبد اللہ اور عباس اور
جعفر اور عثمان اور محمد پانچون بھائی ایک ساتھ مسلح ہو کر نکلے ظالمون نے نرغہ کر کے شہید کیا جب یہ سب شہید ہو چکے
تو کافرون نے جناب سید الشہدا علیہ السلام پر ہلہ کیا اور ایک تیر چلایا کہ حضرت کے گھوڑے کے لگا کہ آپ گھوڑے سے
اُتر کے اور زمین پر بیٹھ گئے اس عرصہ مین علی اصغر کہ شیر خوار تھے شدت پیاس سے خیمے مین رونے لگے تو آپ نے انکو
گود مین لیا اور زبان مبارک انکے منہ مین ڈالی کہ فی الجملہ تسکین ہوئی یہ معجزہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کا
ابتک باقی تھا اتنے مین ایک ظالم بے دین نے تیر مارا کہ علی اصغر کے حلق مین لگا اور کنار پدر مین شہید ہو گئے
تو حضرت نے انکو گود سے رکھدیا اور فرمایا انا للہ وانا الیہ راجعون اور زبان حال سے کہا ع ای فلک پیر و جوانان
ہمہ بر چیدی تو ٭ طفل را ہم بکنارم نپسندیدی تو ٭ اور فرمایا یا الٰہی مجھکو ان مصائب مین صبر عطا کر اور خیمہ مبارک مین
تشریف لائے اور اہلبیت کو سپرد بخدا کیا امام زین العابدین علیہ السلام نے عرض کیا کہ اب مجھکو اجازت دیجیے تو مین بھی
آپکے سامنے ہی شربت شہادت پیون حضرت نے فرمایا ابھی تجھسے بہت کام درپیش ہین اور تیری نسل قیامت تک
قائم رہیگی تو میرا وصی ہی میرے بعد کسی سے لڑائی نہ کرنا اور صبر اور شکر مین بسر کرنا ناچار امام زین العابدین اسی حالت سے
خیمے مین پڑے رہے اور حضرت امام حسین لشکر یزید کے مقابل ہوئے پہلے اپنے فضائل بیان فرمائے پھر مبارز طلب کیا کسی کی
جرأت نہ پڑی آخر کئی نامرد نکلے اور دست مبارک سے داخل نار ہوئے پھر کئی سردار نکلے وہ بھی جہنم واصل ہوئے اب لشکر مخالف
مین تزلزل پڑ گیا کہتے ہین کہ چار سو سوار اور دس پیادے آنجناب کے ہاتھ سے داخل نار ہوئے یہ حال شمر پلید اور ابن سعد
ملعون دیکھ رہے تھے اور کہتے تھے کہ ہمنے حسین علیہ السلام کا نظیر شجاعت اور مردانگی مین نہین دیکھا کہ سب اہلبیت انکے شہید
ہو گئے ہین اور خود زخمون سے چور ہین اور اتنی فوج گھیرے ہی اور پیاس کی شدت ہی مگر لڑنے سے باز نہین آتے آخر جب لشکر کے
لوگ سخت تنگ آئے اور کسی کے ہوش و حواس باقی نرہے اور سپاہ مرد مقابلے سے جی چرانے لگے تو سرداران لشکر نے دیکھا
کہ لڑائی بگڑنی قریب ہی کہ سب لوگ بھاگین تب شمر ذی الجوشن نامرد نے یہ حیلہ کیا کہ چند آدمی مخصوص لیکر خیمہ کے قریب
پہونچا اور حضرت کے بیچ مین حائل ہو گیا تو حضرت نے یہ حال دیکھ کر نعرہ مارا کہ دیکھو یا شیعۃ الشیطان مین تمسے
لڑتا ہون یا عورتون سے تب شمر ملعون ڈرا اور لوگون سے کہا کہ عورتون سے تعرض نہ ہوا اور ادھر سے فوج کو کھینچ کر حضرت سے

امام حسین پر چھا گیا کہ دونوں طرف سے حضرت علیہ السلام گھر گئے اور چاروں طرف سے تیر اور نیزے برسنے لگے جب
جسم شریف زخموں سے چور چور ہو گیا اور اتنے زخم لگے کہ شمار انکا ممکن نہیں ایک ایک زخم پر سو سو زخم تھے تب حضرت
امام حسین علیہ السلام گھوڑے سے جدا ہوئے اور زمین پر شہید ہو کر گرے نصر ابن خرشہ ملعون سر مبارک کاٹنے لگا
نہ کاٹ سکا تب خولی ابن یزید اترا اور سر کاٹا حقیقت یہ ہے کہ نصر ابن خرشہ کس طرح کاٹ سکتا یہ شقاوت تو ازل میں
خولی ابن یزید کی قسمت میں لکھی تھی اسی سے صادر ہوئی اور بعض روایت میں لکھا ہے کہ شبل ابن یزید نے سر کاٹا اور اپنے
بھائی خولی کو دیا یہ سانحہ بعد زوال آفتاب قطعہ دائرہ نصف النہار سے کہ جزو اول اخر نماز ظہر کا ہو واقع ہوا اور
اور یہ حال اس روایت پر دلالت کرتا ہے کہ نماز کا افتتاح آپ نے گھوڑے کی پیٹھ پر شروع کی اور جب کثرت جراحات سے جھکا
تو رکوع ہوا اور جب زمین پر آئے تو وہ سجدہ تھا قرطبی ابن ... سے بھی منقول ہے نماز ظہر ادا کر کے قتال برین کے متقابل کا شروع کیا
روایت ہے کہ جب تک حضرت امام حسین پشت زین پر تھے کسی کافر کی جرأت نہ ہوئی کہ آپکے پاس آکر آپ سے مقابلہ کرے
بلکہ نیزے کی نوک پر بھی آپکا مقابلہ تیروں سے مارتے تھے اور جب تن مبارک کثرت جراحات سے مضمحل ہوا تب بھی کسی نامرد کی
جرأت نہ پڑی کہ آپ پر تلوار کا حربہ کرے اس حالت میں شمر شقی نے اپنے سواروں سے کہا کہ زوق تمہاری بہادری پر کہ
ایک شخص زخموں سے چور چور ہو اور کوئی مقابلے میں نہیں جاتا اس پر بھی کوئی نہ گیا مگر تیروں اور نیزوں کا تار باندھ دیا یہاں تک کہ
ایک شقی ناری کا تیر حلق مبارک پر لگا کہ حضرت شہید ہو کر گھوڑے سے گرے اور اسی حال میں شمر نامرد نے چہرہ مبارک پر
تلوار ماری پھر سنان ابن انس نخعی نے نیزہ مارا اور خولی ابن یزید سر کاٹنے کو اترا مگر اسکے ہاتھ کانپے پھر اترا اسکا بھائی
شبل ابن یزید اس نے سر کاٹا اور اپنے بھائی کو دیا اور قیس ابن اشعث ملعون نے پیراہن شریف تن بے سر سے اتار لیا اور خبیب
ابن بدیل نے تلوار حضرت کی اپنے قبضہ میں کی ابن عساکر نے امام حسن علیہ السلام کے بیٹے محمد ابن عمر سے روایت کی ہے کہ وہ
فرماتے ہیں کہ ہم امام حسین علیہ السلام کے ساتھ تھے کربلا کی دو نہروں یعنی دونوں فرات پر کہ گرد کربلا واقع ہیں دیکھا
امام نے شمر ذی الجوشن کو اور فرمایا سچا ہے اللہ اور اسکا رسول فرمایا تھا نانا نے رسول مقبول نے کہ گویا میں دیکھتا ہوں کہ کتا ابلق
منہ ڈالتا ہے میرے اہلبیت کے خون میں اور تھا شمر کوڑھی یعنی حضرت نے جو فرمایا تھا کہ قاتل اہلبیت کا سفید داغ والا ہو گا سو
شخص یہی ہے اور سوء الواقع ملعون پیشتر اوروں کے زیادہ تر جس نے عداوت اہلبیت رسول اللہ تھا اور اگرچہ امام کے قتل میں
اکثر ملاعنہ شریک تھے الا یہ دو روح مبارک کا ملا اعلیٰ کو شمر بدنہاد کی تلوار سے اور سنان ابن انس کے نیزے لگنے کے
ساتھ ہی واقع ہوا اسی جہت سے یہ دونوں قاتل مشہور ہیں یہ واقعہ دسویں محرم بروز جمعہ بعد زوال آفتاب خط نصف النہار سے
سنہ اکسٹھ ہجری میں واقع ہوا اور سن عمر شریف چھپن برس پانچ مہینے پانچ روز کی تھی اور صحیح یہ ہے کہ ولادت آنجناب
مدینہ میں پانچویں شعبان سال چار ہجری میں ہوئی اور شہادت روز جمعہ دسویں محرم بمقام کربلا اور چھ اولاد ذکور تین اناث
و نسل آپکا حضرت امام زین العابدین سے باقی رہی القصہ جب شجرہ رسالت و دوحہ نبوت تیشہ ظلم سے کاٹا گیا تو شمر

اور ابن سعد ملعونون نے خیمۂ اہلبیت لوٹ لیا اور بارہ آدمی کہ اہلبیت نبوت مع زنان و اطفال باقی رہے تھے قید کر لیے اور جو کچھ اسباب پایا لوٹ لیا جب نظر انکی علی ابن حسین یعنی امام زین العابدین علیہ السلام پر پڑی تو شمر شقی نے چاہا کہ انکو بھی شہید کرے ایک شخص نے ہاتھ پکڑ لیا اور کہا کہ کافرون کے لڑکون کو بھی نہین مارتے ہین یہ تو مسلمان کا لڑکا ہی اور بیمار ہی شمر پر پیکر نے کہا ابن زیاد کا یہ حکم ہی کہ کوئی لڑکا آل عبا کا باقی نہ رہے اُسنے کہا تو ان سب کو ابن زیاد کے پاس روانہ کر جیسا چاہے وہ کرے یہان نہ مار تب شمر بد اطوار اور ابن سعد ملعونون نے صلاح کر کے تن مبارک سید الشہدا علیہ السلام پر گھوڑے دوڑائے اور بھی بیس کافرون نے گھوڑے دوڑا کر لاش کو روندا کہ ہڈیان تن مبارک کی چور چور ہو گئین اُسی دن اہلبیت نبوت کو بے پردہ اونٹون پر سوار کرا کے مع سر مبارک سید الشہدا اور کئی سر شہدائے کربلا کے نیزے پر رکھ کر بشیر ابن مالک اور خولی بن یزید کے ساتھ ابن زیاد نابہ فساد لعنۃ اللہ علیہ کے یوم الثلثا کو پاس روانہ کیا اور خود ابن سعد علیہ اللعن نے ایک دن کربلا مین مقام کیا اور اپنے مقتولون و زخمیون کو گور و کفن کیا اور لاش بے سر حضرت امام حسین علیہ السلام نور دیدۂ رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام مع اور لاشون کے وہین پڑی رہے دن تیسرے دن قریۂ غاضریہ کے لوگ کہ ایک موضع کنارے فرات کے واقع ہی آئے اور تن مبارک سید الکونین امام حسین علیہ السلام ایک جگہ دفن کیا و عباس و علی و محمد و عبد اللہ و جعفر فرزندان حیدر کرار و قاسم ابن حسن و عبد اللہ ابن حسن و ابوبکر ابن حسن و عمر ابن حسن و علی اکبر و عبد اللہ کہ جنکو بعضے علی اصغر کہتے ہین و محمد و عون پسران زینب بنت فاطمہ علیہا السلام یعنی عبد اللہ ابن جعفر طیار کے بیٹے و عبد اللہ و عبد الرحمن و جعفر تینون بیٹے عقیل ابن ابیطالب کے پہلو سے امام حسین علیہ السلام میں دفن کیے حضرت عباس ابن علی کہ علمدار تھے اُنکا روضہ ایک تیر پرتاب کے فاصلے سے واقع ہی اور اولاد مہاجرین و انصار اور جو لوگ کہ اُس دن شہید ہوئے تھے یکجا مدفون ہوئے ہین تنبیہ امام احمد و بیہقی نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ کہا ابن عباس نے مین نے دیکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک دن دوپہر کے وقت خواب مین دیکھا بال بکھرے ہوئے گرد آلودہ ہاتھ مین شیشہ خون کا بھرا ہوا مین نے کہا یہ کیا ہی فرمایا کہ حسین اور اُسکے ساتھیون کا خون ہی مین اُسے اُٹھاتا ہون آج صبح سے ابن عباس کہتے ہین کہ مین نے وہ وقت وہ دن یاد رکھا یہان تک کہ مجھکو خبر پہونچی کہ حسین شہید ہوئے اُسی دن یعنی جس دن یہ خواب دیکھا تھا اور حاکم و بیہقی نے حضرت ام المومنین ام سلمہؓ سے روایت کی ہی کہ کہا اُنھون نے مین نے دیکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب مین کہ آپکا سر و داڑھی خاک آلودہ ہی مین نے کہا یہ کیا حال ہی یا رسول اللہ فرمایا کہ مین مقتل حسین پر ابھی گیا تھا اور صواعق محرقہ مین ہی کہ حضرت ام سلمہ فرماتی تھین کہ شب شہادت مین نے ایک آواز غیب سنی کوئی کہتا تھا ؎ ایہا القاتلون جہلاً حسیناً * ابشروا بالعذاب و التنکیل * قد لعنتم علی لسان داؤد * و موسی و حامل الانجیل یعنی اے کشندون حسین کے نادانی سے مژدہ ہو تمکو عذاب کا بیشک تم ملعون ہوئے داؤد و موسیٰ و عیسیٰ کی زبانون پر یعنی قاتلین حسین کو موسیٰ و عیسیٰ و داؤد علیہم السلام نے بھی لعنت کی ہی اور ابو نعیم نے حبیب ابن ثابت سے روایت کی ہی کہ اُسنے کہا مین نے سُنا جنون کو کہ روتے تھے حسین پر یہ پڑھکر ؎ مسح النبی

جبینہ ٭ ولہ بریق فی الخدود ٭ ابواہ فی علیا قریش ٭ وجدہ خیر الجدود ٭ یعنی ہے اس جبین کو
مین نے چوما تھا ٭ تھی چمک کیا ہی اُسکے چہرہ پر ٭ اُسکے ماں باپ تھے قریش کی جان ٭ اُسکا نانا جہان سے
بہتر ٭ اور بھی ابونعیم نے حبیب ابن ثابت سے روایت کی ہی کہ حضرت ام سلمہ نے کہا مین نے نہین سُنا
رونا جنون کا جبسے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوا مگر آج کی رات تو مین نے جانا کہ میرا بیٹا حسین
شہید ہوا پھر کہا ام سلمہ نے اپنی لونڈی سے کہ تو گھر سے نکل کر پوچھ اُسنے پوچھا تو معلوم ہوا کہ حسین
شہید ہوے اور جن یہ کہکر رونے لگے ٭ الا یا عین فاحتفلی بجهد ٭ ومن یبکی علی الشہداء بعدی
علی رہط تقودہم المنایا ٭ الی متجبر فی ملک عهدی ٭ یعنی ہے ہو سکے جتنا روئے تو اے چشم ٭
کہ دن روویگا پھر شہیدون کو ٭ پاس ظالم کے کھینچ لائی ٭ موت اُن واسطے ان عزیزون کو ٭
پوشیدہ نہ رہے کہ نوحہ عبارت ہو اس سے کہ میت پر گریہ کرے اور اوصاف پسندیدہ اُسکے ذکر کرے
مگر واویلا وامصیبتا کرنا وبے صبری وسینہ کوبی وطمانچہ زنی حرام ہی جیسا کہ حدیث شریف مین وارد ہی
کہ النیاحۃ من عمل الجاہلیۃ یعنی نوحہ کرنا رسوم کفر دیسک سے ہی اور آنکھون سے رونا دل سے غم کرنا
پسندیدہ ہی اور بیہقی و ابونعیم نے زہری سے روایت کی ہی کہ جسدن شہید ہوے امام حسین علیہ السلام
تو اُسدن جو پتھر بیت المقدس مین اُٹھایا گیا اُسکے نیچے خون تازہ نہایت سرخ نکلا اور کہتے ہین کہ
تمام دنیا مین جس جگہ کا پتھر اُٹھایا اُسکے نیچے سے خون سرخ نکلا بیہقی نے ام حبان سے روایت کی ہی
کہ وہ کہتے ہین جسدن شہید ہوے امام حسین علیہ السلام اندھیرا رہا ہمپر تین دن اور جسنے منہ پر زعفران ملی
اُسکا منہ جل گیا بروایت صحیح ثابت ہی کہ یزیدیون نے کئی اونٹ لشکر حسینی کے پکڑے تھے جب اُنکو ذبح کیا اور پکایا
تو ایسے کڑوے تھے جیسے اندراین کا پھل کوئی اُنکو کھا نہ سکا اور ترجمہ صواعق مین لکھا ہی کہ ایک قافلہ
درس بھر کے یمن سے عراق کو جاتا تھا راہ مین یزید کے لشکریون کا ساتھ ہوگیا تو اُنکی شامت سے
اُنکی درس راکھ ہوگئی اور جس اونٹ کو ذبح کیا اُس سے آگ نکلی اور بیہقی نے علی ابن مسہر سے روایت کی ہی
کہ اُسنے کہا مین نے سنا اپنی دادی سے وہ کہتی تھی کہ مین لڑکی نوجوان تھی جب امام حسین شہید ہوے تھے
تو مین نے دیکھا کہ چند روز آسمان اُنپر رویا کیا اور ابن جوزی و ابن سیرین سے روایت ہی کہ تین دن
عالم مین تاریکی رہی بعد اُسکے آسمان سرخ ہوگیا اور ثعلبی سے منقول ہی کہ آسمان حضرت امام حسین پر
رویا اور چھ مہینے تک اُسکی نشانی رہی یعنی سرخی اور ابن سیرین و ابن سعد کہتے ہین کہ شفق کی
سرخی بعد قتل امام حسین علیہ السلام کے ظاہر ہوئی ہی پہلے اسکا وجود نہ تھا اور اسکا سبب
معلوم ہوتا ہی کہ جب کوئی غضبناک ہوتا ہی تو خون جوش کرتا ہی اور چہرہ سرخ ہوجاتا ہی

اُسکا

اور حق تعالی شانہ عوارض جسمانی سے مانند غضب اور غصہ وغیرہ پاک ہی سو اسنے بنا بر اظہار غضب تمام آسمان کو سرخ کر دیا اور اسکا
نشان تا قیامت قائم رکھا روایت ہی کہ سات دن آسمان رویا اور اسکی سرخی سے دیوارین گویا لحاف گلنار ہوگئین اور جو کپڑا اس سے
سرخ ہوگیا پھر وہ سرخی ہرگز نہ گئی یہان تک کہ پارہ ہوگیا اور ستارے اور شہاب آسمان بکثرت گرے اور اسی دن کسوف کامل
واقع ہوا کہ دوپہر کو ستارے نظر آنے گے گویا قیامت قائم ہوئی اصل یہ ہی کہ ایسا سانحہ ہوش ربا اور اسطرح کا معرکہ عبرت افزا حضرت
آدم علیہ السلام کے وقت سے اسوقت تک کسی نبی کے اہلبیت پر نہین گذرا ہی پھر خون ہونا آسمان اور زمین کا اور تیرہ و تار ہونا
عالم کا اور ٹپکنا خون کا شجر اور حجر سے اور دیوار و در سے کیا تعجب ہی بلکہ اگر اسی دم قیامت قائم ہو جاتی اور ہر ایک کا فاسق اپنی
سزا کو پہونچتا تو عجب نہ تھا مگر زمانہ موعود قریب ہی اور خداوند کبریا نے ہر چیز کا ایک وقت مقرر کیا ہی فائدہ ہمارے استاد الاستاد
مولانا مقتدانا حضرت شاہ عبد العزیز قدس سرہ ایک سائل کے جواب مین تحریر فرماتے ہین کہ جب امام حسین علیہ السلام کربلا مین تشریف
فرما ہوئے ہین تو انکے ہمراہ تین فرزند خاص تھے یعنی اول علی اوسط امام زین العابدین بعمر بائیس ۲۲ برس کہ بیمار خیمہ مبارک مین تشریف
رکھتے تھے اور شہید نہین ہوئے دوسرے حضرت علی اکبر بعمر اٹھارہ ۱۸ برس کہ شہید ہوئے تیسرے علی اصغر شیرخوار کہ شہید ہوئے
اور انکے نام مین اختلاف ہی بعضے عبد اللہ کہتے ہین اور بعضے جعفر اور بعضے علی اصغر اور ایک بیٹی سکینہ نام بعمر ہفت سالہ کہ حضرت
امام قاسم ابن حضرت امام حسن علیہ السلام سے منسوب تھین کربلا مین ہمراہ تھین روایت انکے نکاح کی سراپا غلط ہی اور وفات
سکینہ راہ شام مین بھی غلط محض ہی کیونکہ وہ بعد معرکہ کربلا مدت تک زندہ رہی ہین اور مصعب بن زبیر سے منکوحہ ہوئی ہین
یہ زبیر برادر پھوپھی زاد حضرت علی مرتضی اور جناب رسول خدا کے تھے اور دختر کلان حضرت امام حسین علیہ السلام فاطمہ صغری نام اپنے
شوہر کے پاس یعنی حضرت حسن مثنی بن امام حسن علیہ السلام کے مدینہ منورہ مین رہ گئی تھین کربلا مین نہین گئی تھین اور نام والدہ
حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ شہربانو ملقب بشاہ زنان بنت یزدجرد بن شہریار بن خسرو پرویز بن ہرمز بن نوشیروان تھا
اور نام مادر علی اکبر یعنی دختر ابی مرہ بن عروہ بن مسعود سردار بنی ثقیف تھا اور نام والدہ پسر سوم یاد نہین ہی مگر عربیہ تھین نسل
بنی قضاعہ سے اور نام والدہ سکینہ رباب دختر امرء القیس بن عدی کہ بنی کلاب سے تھا اور حضرت امام علیہ السلام رباب سے محبت
زیادہ رکھتے تھے چنانچہ فرماتے ہین ع لعمری انی لاحب ارضا ٭ تحل بہا سکینۃ والرباب ٭ یعنی اپنی جان کی قسم کہ مین اس زمین کو
دوست رکھتا ہون کہ جسمین سکینہ اور رباب قیام کرین اور منزل پکڑین اور نام والدہ فاطمہ صغری کا ام اسحق بنت حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ
اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام اندنون چار برس کے تھے کیونکہ معرکہ کربلا سے چار برس پیشتر یعنی سنہ ستاون ۵۷ ہجری مین پیدا ہوئے
اور یہ معرکہ سنہ ۶۱ مین ہوا ہی اور ازواج مطہرات امام سے صرف شہربانو اور والدہ علی اصغر ہمراہ تھین اور حال اورون کا معلوم نہین
کہ زندہ تھین یا مردہ اور فرزندان حضرت امام حسن علیہ السلام سے چار شخص شہید ہوئے حضرت قاسم اور عبد اللہ اور عمر اور
ابوبکر یہ سب نوجوان تھے اور حضرت حسن مثنی کربلا مین نہین آئے مع اپنی زوجہ فاطمہ صغری بنت امام حسین علیہ السلام کے
مدینہ یا سکینہ مین رہ گئے تھے اور فرزندان علی مرتضی کرم اللہ وجہہ سے پانچ نفر کربلا مین تھے حضرت عباس اور عثمان اور محمد اور

عبداللہ اور جعفر کہ یہ سب شہید ہوئے روضہ حضرت عباس کا ایک تیر کے فاصلہ پر حضرت امام حسین علیہ السلام کے روضہ مبارک
سے اور سب اسی روضہ مین مدفون ہین اور فرزندان حضرت عقیل سے حضرت مسلم مع محمد ابراہیم دو بیٹون کے حسب ارشاد حضرت امام
کوفہ مین بنابر استحکام قول و قرار تشریف لیگئے تھے وہین شہید ہوئے بتاریخ دوم ذیحجہ سنہ ۶۰ ہجری مین اور تین شخص یعنے عبداللہ
و عبدالرحمن و جعفر ہمراہ امام کربلا مین شہید ہوئے اور فرزندان حضرت جعفر طیار سے محمد اور عون پسران حضرت زینب خواہر حقیقی حضرت امام
کے کہ پوتے جعفر طیار کے تھے ہمراہ امام کربلا مین شہید ہوئے از جملہ صاحبزادہائے اہلبیت سترہ آدمی کربلا مین شہید ہوئے
اور حضرت امام زین العابدین اور عمر بن الحسن اور محمد بن عمر بن علی وغیرہ صاحبزادگان صغیر السن بندیون مین تشریف لیگئے تھے
اور حضرت زینب خواہر حقیقی حضرت امام علیہ السلام اور شہربانو زوجہ امام اور حضرت سکینہ دختر امام وغیرہ زنان اہلبیت ہمراہ
کربلا مین تھین اور قیدیون کے ساتھ روانہ شام ہوئین انتہی القصہ جب اہلبیت رسالت مع سر مبارک سید الشہدا علیہ التحیہ والثنا
یا دیگر سرہائے آل عبا ہمراہ اشقیا کوفہ مین رونق افروز ہوئے تو ابن زیاد نے مطلع ہو کے مجلس کو آراستہ کیا اور باہیبت و
وقار صف مجلس بنکر بیٹھا اور اہل اونٹے کو جمع کر کے قیدیون کو طلب کیا پھر کہا الحمد للہ الذی اکرب واکرب یعنی شکر خدا ہے کہ اسنے
دشمنون پر سختی ڈالی اور سختی دی حضرت زینب نے فرمایا الحمد للہ الذی کرمنا بمحمد وطہرنا تطہیرا یعنی سب تعریف ہے خدا کو جسنے حضرت مصطفی
کے سبب سے ہمکو بزرگ کیا اور بخوبی پاک کیا ابن مرجانہ نے کہا کیف رایتم قدرۃ اللہ حضرت زینب نے فرمایا سیجمع اللہ بیننا و بینکم
و ینتصف بیننا و بینکم یعنی قریب ہے کہ اللہ تعالی ہمکو اور تمکو جمع کر کے انصاف فرمانے ابن زیاد اس کلمے سے سخت برآشفتہ ہوا اور کہنے لگا کہ
ظاہرا ابتک تم مین دلیری باقی ہے اور حیا کہ سبب ادب پیش آئے حضار مجلس نے کہا عورتون کے کلام پر اعتنا نہ چاہیے ناچار جانب
علی بن حسین علیہ السلام متوجہ ہوا اور کہا کہ یہ کون اور کسکا لڑکا ہے کسی نے کہا حسین بن علی علیہما السلام کا بیٹا ہے کہا اسکو بھی قتل کرنا
لازم ہے کیونکہ مین نہین چاہتا کہ آل عبا مین سے کوئی موزندہ رہے کوتوال کوفی نے چاہا کہ امام علی زین العابدین علیہ السلام کو لیجا
اور بیرون قلعہ شہید کرے اسوقت حضرت زینب نے اپنی گود مین لیا اور کہا کہ اول مجھکو قتل کر تب آپ پر ہاتھ ڈالو یہی ایک
لڑکا نسل فاطمہ علیہا السلام سے ہمارا محرم باقی ہے اگر اسکو بھی مارتے ہو تو ہم سب بلا محرم رہے جاتے ہین اس کلام سے ابن زیاد کو
گونہ خوف لاحق ہوا کہ خون ناحق حضرت امام سے درگذرا پھر نظر اس ملعون کی سید الشہدا کے سر مبارک پر پڑی تو وہ مردود
ہنس پڑا اور ایک چھڑی سے جو اسکے ہاتھ مین تھی لب مبارک کو مس کیا اور دندان ثنایین کو توڑنے لگا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ
نے فرمایا کہ اے ابن زیاد یہ لکڑی اب دندان شریف سے علحدہ رکھ بخدا کہ مین نے بارہا حضرت رسول مقبول صلعم کو انپر لب
ملتے دیکھا ہے اور بہت روئے اس مردود نے نہ مانا اور کہا قسم ہے اس خدا کی جو آنکھ تیری پر آب رکھتا اگر تو ضعیف نہوتا تو مین
گردن مارتا زید نے کہا کہ ایک کلام اور زیادہ غصہ دلانے والا سن کہ مین نے دیکھا حضرت صلعم کو ایسے حال مین کہ حسن کو سیدھی ران پر
اور حسین کو بائین پر بٹھلائے اور ہاتھ سرون پر پھیرتے اور فرماتے تھے کہ یا الہی مین انکو تیرے اور مومنین صالحین کے پاس
بطور امانت سپرد کرتا ہون سو اے ابن زیاد تو نے امانت رسول خدا سے کیا سلوک کیا اے لوگو حق تعالی تمسے خوش نہو کہ تمنے

ابن فاطمہ کو قتل کیا اور ابن مرجانہ کو اپنا سردار بنایا بعد اسکے ابن زیاد نے منبر پر چڑھ کر خطبہ پڑھا کہ شکر خدا کا ہے جسنے اظہار حق کیا اور امیر المؤمنین یزید اور اسکے لشکر کو فتح دی اور کاذب ابن کاذب کو قتل کیا عبد اللہ ابن عفیف نے فرمایا کہ تو جھوٹھا اور تیرا باپ اور جسنے تجھکو امیر کیا افسوس ہے کہ مقام صدیقین پر کھڑے ہوکر کلمات قبیحہ زبان پر لاتا ہے اور شرماتا نہین ہے ابن زیاد نے حکم قتل صادر کیا مگر اُسوقت انکی قوم نے بچا لیا رات کو مارے گئے القصہ ابن زیاد نے اہلبیت کو قید کیا اور سر مبارک کو تشہیر کرایا زید ابن ارقم فرماتے ہین کہ جب سر سید الشہدا نیزے پر قریب میرے دریچہ کے آیا تو مینے کانون سے سُنا یہ آواز آتی تھی ام حسبت ان اصحاب الکہف والرقیم کانوا من آیاتنا عجبا یعنی تو نے جانا اے محمد کہ اصحاب کہف اور رقیم نشانیان اعجوبہ ہماری قدرت کی ہین کہ تین سو نو برس ایک غار مین سوتے رہے اور جب جاگے تو ایک دن یا کم اس سے اپنے گمان مین سوئے تھے زید ابن ارقم رضی اللہ عنہ کہتے ہین کہ جب یہ آیت زبان سر مبارک سے میرے کان مین پہونچی تو بخدا میرے بدن کے بال کھڑے ہوگئے اور مین نے کہا یا ابن رسول اللہ صلعم حقیقت حال تمہاری اُس سے عجیب تر ہے خلاصہ یہ کہ حضرت امام حسین علیہ السلام کے سر مبارک نے فرمایا کہ قصہ اصحاب کہف جو مشتمل بر عجائبات و خوارق عادت ہے اگرچہ عجیب تر ہے لیکن میرا قصہ اس سے زیادہ تر عجیب ہے یعنی امام کو ناحق و بیگناہ مارا اور اہل و عیال کو اسطرح بے پردہ و ذلیل کیا اور سر مبارک کو چھ و بازار مین نیزے پر لٹکا کر پھرایا اور اصحاب کہف جنکے خوف سے غار مین پوشیدہ ہو رہے تھے وہ لوگ بُت پرست کافر تھے اور قاتل اور آمر قتل حسین علیہ السلام دعوی اسلام کرتے ہین و خوب جانتے ہین کہ یہ نور دیدۂ حضرت بتول و راحت جان رسول مقبول ہین اور اصحاب کہف جو سو کر بعد سالہا سال کے بولے تھے تو آخر وہ زندہ تھے اور روح انکی بدن مین موجود تھی اور امام کے سر مبارک نے بدن سے جدا ہونے کے بعد کلام کیا تو در حقیقت جسقدر تعجب امام کے قصے مین ہے اتنا اصحاب کہف کے قصے مین نہین ہے فاعتبروا یا اولی الالباب ان ہذا لشیء عجاب سبحان اللہ و بحمدہ کیا کارخانے الٰہی ہین کہ اُسکی درگاہ لا ابالی مین کسی کی پروا نہین کوئی فعل حکمت سے خالی نہین ہوتا اسمین یہ حکمت یہی کہ قاتلون اور آمرون کا گھر دوزخ بنایا اور شہیدون کو بہشت کا سردار کر دیا فتاوی قرطبی مین لکھا ہے کہ جب علی ابن حسین ع کا ہاتھ گردن مین بندھا تھا اور اہلبیت نبوت کو ظالم لوگ مجلس مین لیے جاتے تھے تب کوفے کے لوگ انکے ساتھ تھے اور مطلق شرمندہ نتھے مین کہتا ہون کہ حیا و شرم لازمہ ایمان ہے کما قال رسول اللہ صلعم الحیاء من الایمان ہرگاہ کہ اُسوقت اہل کوفہ نے بے ایمان محض تھے پھر شرم کہان سے آتی ابن الاخضر نے لکھا ہے کہ اول اول اسلام مین سر مبارک امام حسین علیہ السلام کا نیزے پر چڑھایا گیا اس سے پہلے یہ حرکت نہوئی تھی بالجملہ بعد اس ظلم و بدعت کے ابن زیاد بانی فساد نے فرق مبارک سید الشہدا اور دیگر شہدائے کربلا مع جملہ اسیران اہلبیت مصطفی علیہ التحیۃ والثنا شمر ذی الجوشن ملعون بدنہاد کے ساتھ جانب دمشق یزید پلید علیہ ما یستحقہ کے پاس روانہ کیا اور تقید بلیغ کر دیا کہ جو قریہ یا شہر راہ مین پڑے فرق مبارک امام حسین علیہ السلام کو نیزہ پر لٹکا کر تشہیر کیجیو کہ اُس جگہ کے لوگ بھی آگاہ ہو جائین کذا فی تذکرۃ القرطبی مین کہتا ہون

کہ غرض ابن زیاد مردود کی یہ تھی کہ حضرت سید الشہدا اور اہلبیت مصطفےٰ کی ذلت قرار واقعی ہو اور جو لوگ کہ یہ گمان رکھتے تھے
کہ یزید اور ابن زیاد مسلمان ہے سو مطلع ہو جاوین کہ انکو اسلام سے کچھ کام نہین ہے اور یہ بھی منظور نظر تھا کہ سب جگہ کے
لوگ بواسطہ بلا واسطہ آگاہ ہوون کہ پیغمبر خدا کی وفات سے تھوڑے عرصے کے بعد عوض اپنے اعزہ و اقارب کا جو بسبب پیغمبر کے
کفر مارے گئے تھے پیغمبر کی اولاد سے کیا خوب لیا القصہ جب شمر بیگر وغیرہ ملاعنہ کوفے سے چلے اور ایک منزل
چلکر اترے وہان ایک درویش بنی اسرائیل کا عبادت خانہ تھا اسکی دیوار پر یہ بیت لکھی تھی ؎ اترجوا امۃ قتلت
حسیناً * شفاعۃ جدہ یوم الحساب * یعنی ؎ شبیر کے قاتل کیا فردائے قیامت مین * امید بھی رکھتے ہین نانا کی شفاعت
کی ** سو یہ بیت ان ملاعنہ کی نظر پڑی درویش سے پوچھا کہ یہ بیت کسنے لکھی ہے اسنے کہا اتنا تو مین جانتا ہون
کہ پانسو برس قبل بعثت تمہارے نبی سے یہ بیت لکھی گئی ہے اور بعض کہتے ہین کہ اس دیر کی دیوار پھٹی اور ایک ہاتھ
نکلا اسنے قلم سے یہ بیت لکھی اور ابو نعیم نے طریق ابن اشعر سے اور اسنے قبیل سے روایت کی ہے کہ جب سر مبارک
شام کی طرف لیچلے تو اشقیا پہلی منزل پر بیٹھکر نبیذ کا شیرہ پینے لگے اس حالت مین ایک قلم آہنی غیب سے
نمودار ہوا اور اسنے خون سے یہ بیت لکھی بہر تقدیر اس بیت کے لکھے ہونے مین شک نہین اور روایت ہے کہ اس
درویش نے سر مبارک کو دیکھکر کہا کہ یہ لوگ نہایت بد ہین کہ اپنے نبی کے بیٹے کو قتل کرکے اسکے اہلبیت کو
اس ذلت و خواری سے لیے جاتے ہین پھر اسنے جماعت اشقیا سے متوجہ ہو کر کہا کہ اگر ایک رات سر امام حسین
علیہ السلام میرے پاس رہنے دو تو مین تمکو دس ہزار درہم دیتا ہون انھون نے قبول کیا درویش نے
فرق مبارک دونون ہاتھون سے لیا اور خلوت مین خوشبوؤن سے معطر کرکے اپنے زانو پر رکھا اور دیکھکر رونے لگا
رات بھر انوار خدا جمال حق نما سے مشاہدہ کرتا رہا اور دیکھتا تھا کہ تمام رات آسمان سے طبقات
نور اترتے تھے صبح کو مسلمان ہوا اور تمام عمر اپنی محبت اہلبیت مین گذرانی اور دس ہزار درہم
مطابق وعدہ کے ان ظالمون کو عنایت کیے تھوڑی دور چلکر ان کمبختون نے تقسیم کرنے کے واسطے
تھیلیون کے منھ کھولے تو سب درم ٹھکریان ہوگئین تھین ایک طرف لکھا تھا ولا تحسبن
اللہ غافلاً عما یعمل الظالمون یعنے نہ جانو تم اللہ کو غافل اس سے جو کرتے ہین ظالم لوگ اور دوسری جانب
لکھا تھا سیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون یعنے اب معلوم کرینگے ظلم کرنے والے کس کروٹ الٹتے ہین القصہ
بعد طے منازل اسیران کربلا مع فرق مبارک سید الشہدا دمشق مین پہونچے یا ابن عساکر منہال ابن عمر سے روایت
کرتے ہین کہ جب سر مبارک نیزہ پر دمشق مین نکلا تو مین نے واللہ یہ دیکھا کہ ایک شخص آگے آگے سورہ کہف پڑھتا ہوا
جاتا تھا یہان تک کہ اس آیت پر پہونچا ان اصحاب الکہف والرقیم کانوا من آیاتنا عجبا دفعۃً اللہ نے فرق مبارک
کو گویا کیا کہ اسنے بزبان فصیح فرمایا اعجب من ذلک قتلی وحملی یعنے عجب تر اس سے ہے میرا قتل ہونا اور سر کا نیزہ پر

لیے ہوئے پھر ازانجملہ یزید پلید علیہ ما یستحقہ نے خبر آمد اہلبیت نبوت سنکر قصر امارت آراستہ کیا اور عظماء شام کو جمع کر کے سب کو
مجلس عام مین طلب کیا اور کمال انبساط سے ایک ایک سر پر نظر ڈالی اور سب کے نام پوچھے شمر ذی الجوشن ملعون نے نام
بتلائے یہان تک کہ اسنے سر مبارک سید الشہدا بھی پیش کیا اور ماجرائے لڑائی پر مباہات و افتخار اسطرح بیان کیے کہ مجکو
عبید اللہ ابن زیاد نے حسین ابن علی کے مقابلے مین بھیجا سو مین لشکر جرار لیکر انپر ٹوٹ پڑا اور ہر طرف سے انکے ساتھیون کو
گھیرا اور ایک ایک کو ذبح کر چلا یہان تک کہ مین نے سب کو کوشش سے مارا کہ ان سب کے سر حاضر ہین اور یہ سر حسین کا ہے
یزید پلید یہ کلام سنکر بہت خوش ہوا اور بوتل شراب ہاتھ مین لیکر پینے لگا اور انواع اہانت سے پیش آیا اور ایک
لکڑی چھوٹی درخت خیزران کی کہ اس ملعون کے ہاتھ مین تھی لب دندان پر مارتا تھا اور اشعار ابن زبعری پڑھتا اور ان شعرون
مین دو شعر اور کہ دلالت صریحہ کفر پر کرتے تھے زیادہ کرتا تھا اور کہتا تھا اے ابو عبد اللہ مجکو گمان نہ تھا کہ تیری عمر اسقدر ہوگی اور خضاب ریش
کی حاجت نہوگی یہ خبر بعض اصحاب اخیار سید مختار حضرت رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کو پہونچی وہ روتے پیٹتے اس مجلس
نامعقول مین آئے اور فرمانے لگے کہ اے یزید یہ کیا بے ادبی سر مبارک سے کرتا ہے یہ وہ سر ہے جسکو رسول اللہ چومتے تھے یزید نے
سات نفر صحابیون کو اسی وقت قتل کروایا فائدہ نہ لا خضاب کا ریش مبارک پر صحیح نہین ہے اسلیے کہ صحیح بخاری مین ہے کہ جب
امام حسین شہید ہوئے ہین تو ریش مبارک مخضوب بوسمہ تھی اور کاتب الحروف نے اپنے استاد مولانا میر حسن علی محدث رحمۃ اللہ
علیہ سے سنا ہے کہ خضاب سیاہ سوائے وسمہ کے مکروہ ہے اور وسمہ کا ممنوع نہین ہے روایت ہے کہ سمرہ ابن جندب صحابی اسوقت
حاضر تھے انھون نے جرات کر کے فرمایا اے یزید قطع اللہ یدک یعنی کاٹے اللہ تیرا ہاتھ تو لکڑی ان ہونٹون پر لگاتا ہے جو بوسگاہ رسول اللہ ہے
یزید نے کہا اے سمرہ اگر شرف صحبت رسول اللہ مانع نہوتا تو مین تجکو قتل کرتا سمرہ رضی اللہ عنہ نے کہا سبحان اللہ تیرے
حق مین ملاحظہ صحبت رسول خدا باعث مرتبہ اور جگر گوشگان رسول و فرزندان بتول سے یہ معاملہ ہے کہ کوئی کافر بھی کسی
مسلمان سے نکریگا یہ کہکر مجلس سے اٹھ آئے روایت ہے کہ ایک سوداگر یہودی بھی اس مجلس مین حاضر تھا اسنے پوچھا یہ
کسکا سر ہے یزید نے کہا کہ یہ سر اس شخص کا ہے جو دعوی مقابلہ خلیفہ وقت سے رکھتا تھا سوداگر نے کہا معلوم ہوتا ہے کہ
صاحب اس سر کا شرافت و بزرگی رکھتا ہے جو اسکو داعیہ خلافت تھا یزید نے کہا کہ اشراف بنی ہاشم مین تھا تاجر نے کہا
انکا نام کیا ہے اور انکے ماباپ کون تھے یزید نے کہا حسین اسکا نام اور باپ کا نام علی ابن ابیطالب اور ما کا نام فاطمہ
بنت رسول اللہ محمد مصطفے صلعم یہودی نے کہا معلوم ہوا کہ تمہارے نبی کا فرزند ہے یزید نے کہا ہان تب یہودی نے
دانت کے نیچے انگلی دابی اور کہا اے یزید افسوس صد افسوس میرے اور داؤد پیغمبر کے بیچ مین ستر پشتین گذری ہین
اور ہنوز فرقہ یہود میری تعظیم اور توقیر کرتے ہین اور محمد رسول عربی تمہارے پیغمبر کہ ابھی کل کے دن اس عالم سے تشریف
لیگئے ہین تمنے یہ معاملہ انکی اہلبیت سے کیا کہ نہ ایسا معاملہ کانون سے سنا اور نہ آنکھون سے دیکھا واے بر شما
تملوگ تو سخت شریر اور بد ہو اور اسی جگہ قیصر روم کا سفیر بھی حاضر تھا اسنے کہا اے یزید بعض جزائر مین عیسی علیہ السلام

کے گرجے کے تھم کا نشان ہے سو ہم لوگ ہر سال جواہرات اور تحائف لیکے جاتے ہین اور اُسکی زیارت کرتے ہین اور مراتب تعظیم
جسطرح مسلمان بیت اللہ سے ادا کرتے ہین ہم اُس سے کرتے ہین حیف کہ تمنے اپنے نبی کے لڑکون کو قتل کرکے عورتون اور یتیمون کو
ایسی ذلّت سے قید کیا ہم لوگ بڑے شریر ہو یزید نے کہا اگر تو سفیر قیصر کا نہوتا تو مین تیری گردن مارتا اُسنے کہا اے یزید تجکو
شرم نہین آتی کہ قیصر کی تونے یہ پاسداری کی اور اپنے پیغمبر کی کچھ قدر نجانی اس حال مین قبول غلام یزید نامعقول کا
اُس جگہ حاضر تھا اُسنے کہا اے یزید خدا سے ڈر کہ حسین علیہ السّلام سردار اولاد محمد صلے اللہ علیہ وسلّم ہین میرے روبرو
اُنکے لب و دندان سے بے ادبی نکر کہ پیغمبر خدا نے ان لبون پر کئی مرتبہ بوسہ دیا ہے یزید مردود نے کہا کہ تجکو بھی
انھین دشمنون مین شمار کرتا ہون جب غلام نے یہ کلام سنا تو اُسنے تین بار تلوار ماری خالی پڑی اور مجلس
مین ایک شور برپا ہوا اُسنے چالیس آدمی داخل نار کیے آخر شہید ہوکر داخل بہشت ہوا یعنی امام زین العابدین
اور زینب بنت فاطمہ علیہم السّلام نے وعدہ جنت فرمایا بعد اُسکے یزید پلید حضرت امام زین العابدین کی طرف متوجہ ہوا پوچھا
یہ کسکا لڑکا ہے کسی نے کہا حضرت حسین ابن علی کا کہا مین نے سنا تھا کہ علی بن حسین قتل ہوگئے لوگون نے کہا حضرت امام حسین کے
تین بیٹے تھے علی اکبر علی اوسط علی اصغر دو شہید ہوئے یہ علی اوسط بیمار تھے وہ مقید ہین حاضر یزید نے کہا اے لڑکے جانتا ہے کہ تیرا
باپ مسند خلافت پر بیٹھنا چاہتا تھا اور اُسکو یہ دعوی تھا کہ اُسکے نام خطبہ پڑھا جاے الحمد للہ کہ اپنی مراد کو پہونچا امام زین العابدین
نے فرمایا اے یزید بیچ بتا کہ یہ منبر ہمارے باپ دادے کے رکھے ہوئے ہین یا تیرے اور خلافت و امامت ہماری خاندانی ہے
یا تیرے آبا و اجداد کی جو مشرک تھے قیامت کے دن ہمارا تیرا فیصلہ ہوگا و سیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون پھر کہا
ختم کلام فرمایا پھر یزید نے کہا کہ ان سب کو اُس مقام پر پہنچاؤ جہان فروکش ہین اور سر مبارک امام حسین علیہ السلام
دروازے دمشق پر لٹکاؤ چنانچہ تین شبانہ روز برابر سر پر نور دروازے دمشق پر آویزان رہا پھر سب اہلبیت رسالت مع
سر مبارک ہمراہی نعمان بن بشیر صحابی اور تیس نفر جماعہ سواران یزیدی روانہ مدینہ ہوئے نعمان بن بشیر نے راہ مین خوب
خدمت اور اطاعت کی کہ تقریر اور تحریر سے خارج ہے بعض کے نزدیک حضرت امام زین العابدین نے کربلا مین پہونچکر سر مبارک
امام اور سرہاے دیگر شہدا بدنون سے ملاکر یہین جگہ دفن کیا واللہ اعلم جب قریب مدینہ منورہ پہونچے تو اولاد مہاجرین
اور انصار اور تابعین سید ابرار نے استقبال کرکے لیا اور اہلبیت کو بحالت مصیبت دیکھکر واویلا وا مصیبتا پکارتے ہوے
لاے اُس دن مدینہ یا سکینہ مین ایسا غم و الم تھا گویا آج حضرت رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلّم نے وفات فرمائی ہے ام المومنین
ام سلمہ رضی اللہ عنہا ایک ایک کو گلے لگاکر روتی تھین اُسی حال سے سب کو روضہ مبارک پر لیگئین اور روتے روتے
بیتاب ہوگئین اور گویا بزبان حال فرماتی تھین سے ۵ یا رسول اللہ برار از روضہ تا بنگری + اہلبیت خویش را زار و
حزن اک و حزین + در بلاے دشمنان دین گرفتار آمدہ + کس نباد و درمان یا رب گرفتار آمدہ **فائدہ** حضرت شہر بانو والدہ
امام زین العابدین کا حال بعد واقعہ کربلا کسی تاریخ اسلام سے صحیح لائق اعتماد دریافت نہین ہوتا کہ جناب عفت مآب

بی بی

ملک شام مین رہین یا مدینہ مین تشریف لائین الانعمت اللہ جزائری شیعی نے شرح تہذیب مین دو قول لکھے ہین ایک یہ کہ جناب موصوفہ کربلا مین ہمراہ امام تھین دوسرا یہ کہ حضرت امام نے فرما دیا تھا کہ جب اسپ ذو الجناح کی پشت سے جدا ہونگا تو وہ خیمہ پر حاضر ہوگا تم اُسی پر سوار ہوکر باگ چھوڑ دینا جسطرف کو مامور ہے لیجائیگا بعد اُسکے لکھا ہے کہ قد ورد فی الآثار انہا مدفونۃ فی الرّی ومزارہا مشہور معروف اور بعض امامیہ نے لکھا ہے کہ حوالی کوہ طہران مین ایک دَرہ ہے وہان اثر قبر اور صندوق کا پایا جاتا ہے بلکہ ضریح بھی ہے اور اکثر درخت وہان لگے ہین اور ایک مجاور بھی رہتا ہے واللہ اعلم مگر صحیح یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت شہربانو اہلبیت مین رہین کبھی جدا نہین ہوئین الخ جو بعضون نے لکھا ہے کہ ایک شخص اُنکے وطن کا ہمراہ اپنے لیگیا اور ملک نوشیروان مین اُنکے گھر پہونچا یا غلط ہے الغرض سر مبارک امام علیہ السلام کو کفنا کر جنت البقیع مین دفن کیا علامۂ قرطبی کہتے ہین کہ پہلوے حضرت فاطمہ قریب حضرت امام حسن علیہ السلام دفن کیا اور خلاصۃ الوفا مین بھی ایسا ہی ہے یعنے جنت البقیع پہلوے امام حسن علیہ السلام اور جو بعضے کہتے ہین کہ سر مبارک بھی کربلا ہی مین مدفون ہے یا یہ کہ سلیمان بن عبد الملک کے وقت تک خزانہ مین تھا صحیح نہین تنبیہ بخاری اور مسلم مین حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ روحون کے لشکر ہین جھنڈ کے جھنڈ جو انمین سے ازل مین آشنا اور واقف تھا وہ اس عالم مین ملا ہی اور الفت والا رہا اور جو انمین سے وہان ناآشنا اور بے پہچان تھا وہ یہان بھی جدا اور بھٹکا رہا یعنی ازل مین خدا نے روحون کی قسمین طرح طرح کی پیدا کی ہین اور اُنمین استعدادین مختلف اور گوناگون رکھی ہے سو جنہین مناسبت تھی وہ اس عالم مین شیر وشکر ہو گئے جیسطرح سعد بن وقاص والد عمر ملعون کہ عاشق زار رسول اللہ صلعم تھے اور جان نثار امام حسین کہ اُنکے بہشتی ہونے کی بشارت قطعی ہے اور جو وہان بے شکل تھے یہان بھی بھولے بھٹکے سے ہے جیسطرح عمرو بن سعد اور یزید وغیرہ ملاعنہ کہ خاندان نبوت کے دشمن جانی تھے اور ظاہر مین ایماندار اسی سبب سے کہتے ہین کہ ولی سے شیطان شیطان سے ولی پیدا کرتا ہے خدا اپنی قدرت عجیبہ سے ع حسن زبصرہ بلال از حبش صہیب از روم ٭ زخاک مکہ ابوجہل این چہ بو العجبی ست ٭ سبحان اللہ سعد بن ابی وقاص کی یہ فضیلت کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم جنگ احد مین فرماوین کہ اے سعد تیر مار میرے مان باپ تجھپر فدا کہ یہ حدیث صحیحین مین حضرت امیر المومنین علی مرتضی سے مروی ہے اور مصابیح مین حضرت موصوف سے روایت ہے کہ مین نے کسی کے حق مین یہ کلمہ حضرت صلعم سے سواے سعد ابن ابی وقاص کے نہین سنا اور عمرو بن سعد اسطرح کا ناخلف بے وقت کہ جگر گوشہ رسول مقبول کے خون کا پیاسا ہوگیا قدرت حق ہے پوشیدہ نہ رہے کہ جو شخص سہیم اور شریک اور راضی اور خورسند شہادت شاہ شہیدان حضرت امام حسین علیہ السلام تھا قطع نظر از عذاب آخرت اس عالم مین بھی اپنے جزاے اعمال کو پہونچکر داخل دوزخ ہوا زہری سے روایت ہے کہ جو کوئی معرکہ کربلا مین مقابلہ سید الشہدا امام حسین علیہ السلام تھا بامعائنہ عذاب اور نکال دنیا سے نہین گیا بعضے بہزار ذلت اور خواری مقتول ہوئے اور بعضے آنکھون سے اندھے ہو گئے اور ٹھوکرین کھاتے پھرے پھر نہایت تکلیف اور فاقہ کشی سے ہوید رین ہوئے

اور بعضون کا منہ کالا ہوگیا کہ دیکھنے والے اُسکی صورت سے خوف کرتے تھے اور بعضے شدت پیاس سے کپھا لین پانی کی
ہضم کرکے حطب جہنم ہوئے اور بعضے برص اور جذام مین مبتلا ہوکر داخل سقر ہوئے اور بعضے اور عذابون مین گرفتار ہوکے
تحت الثری کو گئے اور بعضے تھوڑے دنون کے بعد بھیک مانگنے لگے اور تمام مال و دولت موروثی اور ذاتی جو [illegible] ہاتھ
کے خزانہ سے پایا تھا جاتا رہا اور اسی حالت دریوزہ گری مین مر کے خسر الدنیا والآخرۃ ہوئے سچ ہے کلوخ انداز را پاداش
سنگ است ٭ اور بعضے اسطرح مارے گئے کہ پھر اُنکا نشان قیامت تک نرہا روایت ہے کہ ایک مجلس مین چند آدمی باہم
گفتگو کرتے تھے کہ دشمنان حضرت امام حسین علیہ السلام سے کوئی شخص نظر نہین پڑتا کہ بلا مصیبت اور بلا اس عالم فانی
سے عالم باقی کو گیا ہو جو دیکھا اُسکو بلاہی مین مبتلا ہوکر فنا ہوتے دیکھا ایک بوڑھا آدمی اُس مجمع کا بول اُٹھا کہ ہم بھی کر
بلا مین شریک تھے ہمکو اسوقت تک کوئی مصیبت اور بلا نہین پہونچی دفعۃً چراغ اُس مجلس کا بجھنے لگا یہ مردود
اُسکے اشتعال کے واسطے گیا ہاتھ بڑھاتے ہی شعلہ چراغ نے پکڑا کر ساری مجلس مین لوٹتا تھا اور کہتا تھا مین جلا مین جلا
یہان تک کہ افتان وخیزان دریا مین جا گرا چونکہ یہ آتش غضب الٰہی کی تھی دریا کا پانی اُسکے حق مین روغن چراغ
ہوگیا اور ایسا جلا کہ خاکستر ہوا اور سدی سے روایت ہے کہ مین ایک جگہ ضیافت کھانے گیا تھا بہت لوگ
شریک تھے تذکرہ معرکہ کربلا ہونے لگا اہل مجلس نے کہا بھائیو جو کوئی اس معرکہ مین تھا لاریب مصیبت اور بلا
مین گرفتار ہوا میزبان کہ میر مجلس تھا بول اُٹھا کہ ہم بھی اس معرکہ مین تھے سو کوئی آفت ابتک ہمکو نہین پہونچی
ہنوز کلام اُسکا تمام نہ ہوا تھا کہ ایک شعلہ چراغ سے اُٹھا اور اُسکے بدن پر گرا تمام بدن اُسکا جلکر خاک
ہوگیا راوی کہتا ہے بخدا اسکے مستقیم مین نے اپنی آنکھون سے دیکھا کہ گویا کوئلا ہو جلا ہوا اور منصور ابن عمار نے روایت کی ہے کہ جسنے
سر مبارک سید الشہدا امام حسین علیہ وعلی آبائہ الصلوٰۃ والسلام کا نیزے مین باندھا تھا وہ شخص اول بہت حسین و
خوبصورت شہرۂ آفاق تھا اُسی روز سے ایسا سیاہ و قبیح منظر بلکہ تیرہ و تاریک ہوگیا کہ لوگون نے از روے تعجب اُس سے
پوچھا کہ اے مرد تو تو خوبصورت اور حسین تھا یہ حال تیرا کیا ہوا ہے اُسنے کہا واللہ جس دن سے مین نے سر مبارک سید الشہدا
علیہ السلام نیزے مین لٹکایا اُس دن سے دو شخص مہیب صورت ہر روز میرے پاس آتے ہین اور دونون بازو
پکڑ کے کھینچتے ہوئے آگ مین لیجاتے ہین اُلٹا لٹکاتے ہین پھر واپس لاتے ہین اسی سبب سے تمام منہ میرا سیاہ ہوگیا ہے
کہ مین خود مخوف ہوں راوی کہتا ہے کہ وہ شخص اسی بلا مین رہا اور اسی کیفیت مین مر کر داخل دوزخ ہوا اور
یہ بھی روایت ہے کہ ایک بوڑھے آدمی نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو خواب مین دیکھا کہ ایک طشت خون سے
بھرا ہوا حضرت کے روبرو رکھا ہے اور لوگ آتے ہین اور حضرت اُنکو اسی خون سے آلودہ فرماتے ہین یہان تک
کہ نوبت اُس پیر مرد تک پہونچی اُسنے کہا یا رسول اللہ مین قتل امام حسین علیہ السلام مین شریک نہ تھا فرمایا تو شریک
نہ تھا لیکن تیری خواہش تھی اور تو اس بات پر راضی تھا پھر انگشت شہادت سے اُسکو اشارہ کیا جسسے وہ

صبح کو سوکر اُٹھا تو اندھا تھا اور امام احمد نے روایت کی ہے کہ ایک شخص نے کہا کہ اللہ نے فاسق ابن فاسق کو قتل کیا
اسی وقت دو ستارے آسمان سے اُسکی دونون آنکھون پر گرے کہ وہ نابینا ہوگیا اور ابونعیم نے طریق سفیان سے اور اُسنے
اپنے دادے سے روایت کی ہے کہ سفیان نے اپنے دادے سے کہا کہ دو آدمی معرکہ کربلا مین بمقابلہ سید الشہدا امام حسین
علیہ وعلی آبائہ التحیۃ والثنا کے تھے سو ایک کا عضو تناسل اسقدر بڑھ گیا تھا کہ کمر مین یا گردن مین لپیٹتا تھا اور دوسرے
آدمی کا یہ حال تھا کہ پیاس اُسکی اِس مرتبہ تھی کہ پکھالین پانی کی پی جاتا تھا اور پیاس نجاتی تھی آخر کار قدرت الٰہی
یہ ہوئی کہ اِسی حالت مین داخل جہنم ہوا اور وہان کے پانی سے سیراب ہوا اور آقدی سے منقول ہے کہ ایک پیر مرد
حاضرین معرکہ کربلا سے نابینا ہوگیا اُس سے لوگون نے پوچھا کس سبب سے تو اندھا ہوگیا اُسنے کہا مین نے رسول خدا
صلے اللہ علیہ وسلم کو خواب مین دیکھا کہ آستین بازو تک چڑھائے ہوئے تلوار ننگی ہاتھ مین لیے بیٹھے ہین اور ایک
فرش چرمین روبرو بچھا ہے اُسپر دس آدمی قاتلین امام حسین علیہ السلام سے ذبح کیے پڑے ہین وہی نابینا کہتا ہے اِس
حال مین مجھپر نظر پڑی تو حضرت صلعم نے لعنت کرکے ایک سلائی خون سے ترکی اور میری آنکھ مین پھیردی کہ مین اندھا
ہوگیا اور ایک شخص قاتل حسین علیہ السلام سے شام مین تھا مُنہ اُسکا سور کا ہوگیا تھا کہ آدمی اُسکو دیکھ کر ڈرتے تھے
اور جسنے حضرت علی اصغر کے حلقوم مین تیر مارا تھا وہ اِس بلا مین تھا کہ آگ کے بدن مین گرمی اور پس پشت سردی
تھی ہر چند لوگ سامنے سے پنکھے جھلتے تھے اور پیچھے سے آگ جلاتے تھے پر کچھ اثر نہ تھا اور شدت پیاس سے
گھڑے کے گھڑے پانی کے پی جاتا تھا آخر اُسکا پیٹ پھٹ گیا اور اُسی عقوبت مین مرا اسقدر جو بیان ہوا سو ایک
شمہ سے احوال عوام الناس سے جو معرکہ کربلا مین حاضر تھے آہ حال خواص یعنی یزید پلید و ابن زیاد مائہ فساد و ابن سعد و
شمر و سنان و غیرہ ملاعنہ کا مجملاً بیان کرتا ہون کہ سر آمد اشقیا یزید علیہ ما یستحقہ جب قتل امام حسین سے خوش ہوا تو
حق سبحانہ تعالیٰ شانہ نے قطع نظر امراض جسمانیہ کہ شاق تر ہون لیکن بلحاظ سزا سے اعمال اختمال اُنکا سہل ہے ایسے ایسے
افعال اور احوال شنیعہ مین مبتلا فرمایا کہ صورت عذاب الٰہی بے تکلف اُسکی پیشانی سیاہ سے نمودار تھی از انجملہ
ایک شنیعہ واقعہ حرہ ہے جسکو حرہ واقم اور حرہ زہرہ کہتے ہین یہ موضع ایک میل مدینہ منورہ سے واقع ہے اور اِس واقعہ کی
کی خبر حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے دی تھی سو اُسکے ہاتھ سے وقوع مین آیا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے صحیح بخاری مین
روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ ایک دن اہل مدینہ کو پیش آویگا جسمین اہل مدینہ کو مدینے سے
باہر نکالینگے صحابہ نے کہا یا رسول اللہ کون ایسا ہے جو نکال دیگا فرمایا کہ امرا ءالسوء اور حدیث صحیح بخاری اور
صحیح مسلم مین ہے کہ ہلاکت میری ایک قبیلہ قریش کے ہاتھ سے ہوگی اصحاب نے عرض کیا کیا فرماتے ہین آپ
یا رسول اللہ ہم لوگون کو اُس زمانے مین فرمایا عزلت اور گوشہ نشینی خلق سے اور دوسری حدیث ابوہریرہ سے مروی ہے
کہ فرمایا حضرت نے قسم خدا کی کہ جان میری اُسکے قبضہ قدرت مین ہے کہ مدینے مین مقاتلہ واقع ہوگا کہ دین اسطرح

جاتا رہیگا جسطرح سر کے بال کستہ سے جاتے ہین جاتے رہو اس دن سے سے اگرچہ مقدار ایک منزل کی بھی ہو اور
حضرت ابوہریرہ خود فرمایا کرتے تھے کہ خداوندا حوادث سال ساٹھ ہجری اور امارت چھوکرون سے محفوظ رکھ اور
قبل اسکے مجھکو اس عالم سے اٹھا لے یہ اشارہ زمان دولت یزید بے دولت پر فرماتے تھے کہ سنہ ساٹھ ہجری مین
تخت شقاوت پر بیٹھا تھا اور واقعہ حرہ اسی زمانہ مین واقع ہوا اور واقدی نے کتاب الحرہ مین ایوب ابن بشیر
سے روایت کی ہی کہ حضرت سید ابرار ایک سفر مین تشریف لیگئے جب حرۂ زہرہ پر پہونچے تو آیۃ مصیبت انا للہ وانا الیہ
راجعون فرمائی صحابہ نے جانا کہ مگر کوئی امر مکروہ جو اس سفر کے خلاف مدعا حضرت کے معلوم ہوا ہوگا آپ پر ارشاد
کیا ہی حضرت عمر ابن خطابؓ نے پوچھا یا رسول اللہ کیا بات نظر آئی کہ آپ نے یہ آیت فرمائی ارشاد کیا کہ کوئی امر
تمھارے اس سفر سے متعلق نہین ہی عرض کیا یا رسول اللہ پھر کون بات ہی بتلائیے فرمایا اس سنگستان مین
خیار امت جو بعد اصحاب کے ہین مارے جاوینگے بلکہ جب آنحضرت اس موضع پر پہونچے تو دست مبارک سے
اشارہ کرکر فرماتے یہان اچھے اچھے لوگ میری امت کے مارے جاوینگے اور کیفیت اس حادثہ شنیعہ کی ابن جوزی
اور قرطبی اور طبرانی وغیرہ محدثین نے یون بیان کی ہی کہ جب یزید پلید نے قتل امام حسین علیہ السلام اور تذلیل
اہلبیت نبوت سے فراغت پائی تو سال باسٹھ ۶۲ ہجری مین عثمان بن محمد بن ابی سفیان اپنے چچیرے بھائی کو
مدینہ مین بھیجا کہ اہل مدینہ سے میری بیعت لے سو اسنے مدینے مین جاکر ایک جماعت کو یزید کے پاس روانہ کیا
انھون نے بیعت کی جب یہ لوگ مدینے مین پلٹ کر آئے تو یزید کی بیدینی اور شرابخواری اور ارتکاب جمیع
مناہی اور ملاہی اور ترک نماز اور رواج زنا اور لعب کلاب وغیرہ امور ذمیمہ اسکے یاد کرکر بیزار ہوئے اور خلع بیعت
فرمائی اور باقی اہل مدینہ بھی قصد اطاعت اور بیعت سے بیزار ہوئے منذر ایک شخص اس جماعت مین تھا
کہنے لگا واللہ یزید اگر مجھکو لاکھ درہم انعام دے لیکن راستی کو ہاتھ سے نہ دونگا یزید بلاشک شراب خوار اور
تارک نماز ہی پھر اہل مدینہ نے عبد اللہ بن حنظلہ سے بیعت کی اور عثمان بن محمد کو جو عامل مدینہ تھا نکال دیا کہ مدینہ
اغیار سے پاک ہوگیا عبد اللہ بن حنظلہ کہتے تھے کہ واللہ بیعت یزید سے ہم نہین نکلے مگر اس خوف سے کہ پتھر
آسمان سے برسین گے یعنی بخوف عذاب الٰہی غرض اہل مدینہ نے بعد از ظہور فسق و فجور یزید منبر پر چڑھکر خلع بیعت کی
عبد اللہ بن ابی عمر بن حفص مخزومی نے عمامہ اپنے سر سے اتارا اور فرمایا کہ اگرچہ یزید نے مجھکو انعام دیا اور میرا
مشاہرہ زیادہ کر دیا ہی لیکن وہ دشمن خدا دائم الخمر ہی مین اسکو اپنی بیعت سے نکالے دیتا ہون جسطرح
عمامہ سر سے اتارا ہی دوسرا آدمی اٹھا اسنے پاپوشین اتارین اور کہا اسطرح اسکو بیعت سے نکال ڈالا ہی
جسطرح پاپوشین اتاری ہین یہان تک کہ مجلس عمایم اور نعال سے بھر گئی بعد اسکے عبد اللہ ابن مطیع کو قریش کا
اور عبد اللہ بن حنظلہ کو انصار پر والی کیا اور جو کوئی مدینے مین فرقہ بنی امیہ سے تھا اسکو مروان کے گھر مین

لکھ بھیجا تب مروان نے یزید کے پاس استغاثہ کیا تو یزید مردود مسلم ابن عقبہ کے پاس آیا یہ مردود مرض علت فالج
مین مبتلا تھا اور قریب ہلاکت یزید نے کہا اگر تجھکو ضعف مرض نہوتا تو مین تجھکو اہل مدینے کے قلع اور قمع پر روانہ
کرتا کہ تجھسے زیادہ کوئی مخلص اور محب نظر نہین آتا سو مسرف اٹھ بیٹھا اور بولا قسم ہی خدا کی ای امیر المومنین
مین طیار ہون اور میرے سوا سے کسی سے سرانجام اس کام کا نہوگا مین نے ایک خواب دیکھا ہی کہ ایک
درخت سینٹھ کا اپنی شاخون سے انتقام عثمان ابن عفان مین فریاد کر رہا ہی سو مین نزدیک گیا تو سنتا ہون
کہ وہ درخت مجھسے کہتا ہی کہ برآمد اس کام کا مسلم بن عقبہ کے ہاتھ پر ہوگا اس دن سے مین نے یہ فال
قتال اہل مدینہ پر دیکھ لیا ہی یزید نے کہا پھر جلدی کر اور مدینے مین پہونچکر بیعت اور اطاعت میری اہل مدینہ
سے طلب کر اگر نمانین تو بلا تامل بیدریغ قتل کر کہ نام و نشان کسی کا نہ رہے اور تین دن تک مدینے کو
لوٹ کہ کسی کے گھر مین کوئی چیز باقی نہ رہے اور بعد اسکے عبد اللہ بن زبیر سے متوجہ ہو کہ وہ
مکے مین ہی چنانکہ یزید نے بیس ہزار سوار اور پیادے مسرف کے ساتھ کر کے جانب حجاز روانہ کیے اور ابن مرجانہ کو حکم دیا
کہ تو عبد اللہ بن زبیر پر جا اُسنے توقف کیا اور کہا مین ہرگز بیت اللہ شریف مین فرزند پیغمبر سے نہ لڑونگا اور مسرف
سے یہ بھی نصیحت کر دی تھی کہ اگر تجھپر کوئی حادثہ پیش آوے تو حصین ابن نمیر سکونی کو خلیفہ کر دینا اور علی ابن حسین یعنی زین العابدین
سے کچھ متعرض نہونا کہ وہ ان لوگون مین شریک نہین ہین غرض یہ خبر مدینے مین فاش ہوئی تو سب اہل مدینہ
مدافعت اہل فساد پر مستعد ہوئے اور جماعت بنی اُمیہ سے جو محصور تھی قرار و عہد ہو گیا کہ امداد و اعانت اہل فساد کی نہ کرینگے
اور مدینے سے باہر آئے پس مروان بن الحکم نے اپنے بیٹے عبد الملک کو خفیہ مسلم بن عقبہ کے پاس بھیجا اور کہہ دیا کہ ناحیہ
حرم سے آکر تین روز لڑائی اور جدال موقوف رکھنا چاہیے انھون نے ویسا ہی کیا بعد تین دن کے اہل مدینہ سے
کہنے لگا کہ اب تدبیر کیا ہی اہل مدینہ بولے کہ سوا سے محاربہ اور مقابلہ کے کوئی تدبیر نہین ہی تاکہ فتنہ اور فساد حرم مدینہ
سے رفع ہو جاوے تو مروان نے کہا یہ بہتر نہین ہی اطاعت کرنا اولی ہی اہل مدینہ نے نہ مانا آخر عبد اللہ بن غسیل سوار ہو کے
لڑے اور شہید ہوئے اور عبد اللہ بن مطیع بھی مع اپنے ساتون بیٹون کے شہید ہوئے مسلم نے سر انکا کاٹ کر یزید کے
پاس بھیجا آخر کار قہر و غلبہ یزیدیون کے نصیب ہوا اور تین دن تک موافق حکم یزید کے مدینہ منورہ خوب لوٹا گیا
اور زناکاری کی بازار گرم ہوئی اور چھوٹے بڑے قتل ہوئے کہ ایک ہزار سات سو صحابی بقایا سے مہاجر و انصار
و علما سے تابعین اخیار سے شہید ہوئے اور سات سو آدمی حافظ قرآن اور ستانوے آدمی سردار قریش
تیغ تظلم سے مارے گئے کہ سب عورت و لڑکے قریب دس ہزار آدمی کے از قسم عوام ناس تہ تیغ ہوئے اور فسق و فساد
و زنا مباح ہو گیا حتی کہ ہزار عورت بعد اس واقعہ کے اولاد زنا جنی اور گھوڑے مسجد شریف نبوی صلے اللہ علیہ وسلم
مین باندھے گئے اور روضہ مبارک مین جو ایک موضع میان قبر و منبر شریف ہی اور جسکی شان مین حدیث صحیح

وارد ہو کہ یہ مقام ایک روضہ ہو ریاض جنت سے گھوڑون نے لید اور پیشاب کیا اور آدمیون کو یزید کی بیعت پر
مدعو کیا اسلئے کہ اگر چاہے بیچ ڈالے اور چاہے آزاد کرے اور چاہے طاعت خدا پر حکم دے خواہ معصیت پر مجبور کرے
دعوت شروع کی یہان تک کہ یزید بن عبد اللہ ابن ربیعہ رضی اللہ عنہ نے جب کہا کہ ہم بیعت بر حکم قرآن و سنت
رسول کرینگے انکی گردن ماری گئی اور سعید بن المسیب کہ اکبر تابعین مین سے تھے گرفتار آئے تو انسے بیعت یزید کی
طلب کی گئی انھون نے کہا مین بیعت سیرت ابوبکر اور عمر پر کرونگا مسرف نے کہا انکی بھی گردن مارو سو ایک
شخص نے کہا سعید بن مسیب مجنون ہو تب انکو چھوڑا غرض مدینہ منورہ آدمیون سے خالی ہوگیا اور فواکہ و
ثمرات اسکے نصیب وحوش و بہائم ہوئے اور کتے وغیرہ حیوانات مسجد شریف نبوی مین رہنے لگے سعید
بن مسیب سے محدث ابن جوزی روایت متصل کرتے ہین کہ اُن دنون مسجد نبوی مین سوا میرے رات کو
کوئی نہ ہوتا تھا اور اہل شام مسجد مین آتے تھے اور کہتے تھے یہ بوڑھا دیوانہ ہے یہان کیا کرتا ہے اور نماز کے وقت
حجرۂ شریف سے آواز اذان و اقامت آتی تھی اسی سے مین نماز بھی پڑھتا تھا اور کوئی آدمی میرے ساتھ نماز
مین نہوتا تھا روایت ہو کہ اسی واقعہ مین ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی داڑھی کے سب بال اہل شام نے
اکھاڑ ڈالے تھے چنانچہ ابو سعید خدری کو جب لوگون نے اس حال مین دیکھا تو پوچھا کیا تم اپنی داڑھی سے لعب کرتے ہو
اور بال انکو کھا لیتے ہو حضرت ابو سعید نے فرمایا کہ یہ آثار ظلم اہل شام سے ہو کہ واقعہ حرہ مین مجھ پر پڑا تھا کہ اول
کچھ لوگ میرے گھر مین آئے اور جو کچھ مال و متاع تھا لیگئے پھر اور لوگ آئے تو کچھ بھی اسباب اور مال نہ تھا
تب مجھکو پچھاڑ کے بال داڑھی کے اکھاڑ ڈالے اور مال غنیمت سمجھکر لیگئے روایت ہو کہ مسرف ملعون اور مروان
نابکار کشتگان حرم کو بطور سیر و تفریح دیکھتے پھرتے تھے تو عبد اللہ بن الغسیل کو کہ شہید ہوگئے تھے اپنی انگشت شہادت
جانب آسمان اٹھائے ہوئے پڑے تھے مروان نے کہا واللہ تو نے بعد موت کے انگلی آسمان کی جانب اٹھائی اور
جیتے تمھارے ہاتھ سے انگلیان آسمان کی طرف اٹھائی ہین اور درگاہ الٰہی مین تضرع اور زاری کرتے رہے ہین
اسوقت ایک مرد شامی نے کہا اگر حال ان لوگونکا ایسا ہو تو ہماری دعا قتل اہل بہشت مین تھی تب مروان نے کہا
کہ ان لوگون نے مخالفت دین کی کی تھی اور عہد سلطانی توڑ ڈالا تھا نقل ہو کہ جب مروان بعد اس واقعہ کے
یزید پلید کے پاس گیا تو یزید سے احوال کہا یزید بہت شکر گذار ہوا اور مروان کو اپنے مقربین مین داخل کیا
اور مسرف ملعون کشتگان حرم کو دیکھ کر کہتا تھا کہ باوجود قتل ان لوگون کے اگر مین دوزخ مین جاؤن تو
مجھسے زیادہ کوئی بدنصیب نہین ہو اور آنسے کہ موالی مروان مین تھا روایت ہو کہ مسلم ابن عقبہ نے اپنی
بیماری کی دوا استعمال کی اور بالا توقف کھانا مانگا تو طبیب نے کہا چندے صبر کیجیے کہ دوا کا اثر ہولے مسرف
نے کہا کہ اب مجھکو تمنا ہے حیات نہین ہو مین زندگی اسی واسطے چاہتا تھا کہ سوزش سینہ قاتلین عثمان سے

آب شمشیر رفع کرون سو اب میری مراد حاصل ہوئی اب کوئی چیز محبوب تر موت سے نہین ہو کیونکہ مجھے یقین ہو کہ اللہ تعالی
نے ان ناپاکون کے قتل کرنے سے تمام گناہون سے مجھے پاک کر دیا ہو سبحان اللہ یہ تو کچھ میان یزید سے بھی بازی
لیگئے روایت ہو کہ اس مردود کو اس باعث سے مسرف کہتے تھے کہ اسنے ہتک حرمت مدینہ مین افراط کی اور داد
اسراف دی حالانکہ اسکی شان مین حضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے من اخاف اہل المدینۃ ظالمًا اخافہ اللہ وکانت
علیہ لعنۃ اللہ والملائکۃ والناس اجمعین رواہ النسائی لیکن اسکو مسلمان البتہ مانتا ہو نہ کہ کافر عدو رسول اللہ روایت ہو
کہ جب مسرف نے بیعت یزید باختیار عبودیت و اطاعت در معصیت و طاعت بجبر و اکراہ لی تو اکثر لوگون نے
باضطرار قبول کی انہین سے ایک مرد قریش نے کہا کہ ہم بیعت کرتے ہین لیکن اطاعت مین نہ معصیت مین مسرف نے
قبول نہ کی اور اسکو قتل کیا تب اسکی مان نے قسم کھائی کہ اگر مجھکو خدا قدرت دیگا تو مین مسرف کو زندہ یا مردہ جلا دونگی
القصہ مسلم ابن عقبہ بعد غارت مدینہ و قتل اصحاب رسول و خواص و عوام مدینہ بنا بر قلع و قمع عبد اللہ ابن زبیر جانب
مکہ معظمہ روانہ ہوا قرطبی روایت کرتے ہین کہ جب مسرف موافق ایماے یزید پلید جانب مکہ معظمہ روانہ ہوا تو تیسرے دن
بعد واقعہ حرہ کے پیٹ اسکا زرد آب اور ریم سے پر ہوگیا اور نہایت فضیحتی سے ہلاک ہوا اور نہایت قساوت
اور حماقت سے مرتے وقت کہتا تھا کہ خداوندا مجھے بعد از شہادت کلمہ لا الہ الا اللہ کوئی عمل محبوب تر اور قابل
قبول تیری درگاہ کے نہین ہوا مگر قتل اہل مدینہ اگر باوجود اس عمل کے بھی مجھکو دوزخ مین ڈالے تو مجھسے بدبخت
زیادہ کوئی نہوگا اور اس حالت مین بایماے یزید پلید حصین ابن نمیر سکونی کو طلب کرکے کہا کہ تجھکو امیر المومنین
یزید نے میرے بعد امیر کیا ہو اب مین مرتا ہون تو جلد متوجہ مکہ ہو اور قلع و قمع ابن زبیر مین تاخیر مت کر اور قتال
بیت اللہ مین تقصیر روا نرکھ اور جو عبد اللہ بن زبیر خانہ کعبہ سے پناہ پکڑے تو کچھ باک نہ کر غرض یہ سب مراتب طے کیا
یزید پلید مسرف ملعون نے حصین بن نمیر کے گوش گذار کردیے چنانچہ یہ مردود جانب بیت اللہ شریف روانہ ہوا اور اسنے
جاکر چونسٹھ روز برابر مکہ معظمہ کو گھیرا اور ہتک حرمت بیت اللہ مین سرگرم ہوا اور سنگ منجنیق سے صحن
کعبہ بھر دیا اور ستون مسجد شریف کے گروادیے اور لباس کعبہ جلوادیا اور پردہ بیت اللہ جو دروازہ پر
کھنچا رہتا تھا سمیہ تنور کیا گیا یہان تک کہ کئی دن خانہ کعبہ بے لباس رہا اور اتفاقات قضا و قدر سے آج
ہی کے دن یزید پلید باطوق لعنت ابدی داخل دوزخ ہوا یا کہ اسکی موت کی خبر اسی دن پہونچی کہ مرض ذات الجنب
مین مبتلا ہوکر کمال ذلت اور خواری سے قعر دوزخ مین گیا اور اصح یہ ہو کہ عارضہ سل اور دق سے مرا
حدیث شریف مین وارد ہو کہ فرمایا حضرت نے کوئی بدسگالی نکرے اور ایذا نہ دے اہل مدینہ کو مگر یہ کہ فانی
ہوجاے قریب تر جسطرح کہ گھل جاتا ہو نمک پانی مین سو دیکھو بعد واقعہ حرہ کے اندک فرصت مین یزید پلید
عارضہ سل و دق سے گداختہ اور فانی ہوا جسطرح نمک پانی مین گھلتا ہو بالجملہ اسکے مرنے سے اہل شام

اور بنی امیہ پر پریشانی پڑگئی اور سب کے سب رسوا اور ذلیل ہوگئے اور عبد اللہ ابن زبیر محفوظ رہے بعض محققین
نے تاریخ فوت یزید پلید پندرھوین ربیع الاول ۶۴ھ مقام حمص مین لکھی ہے اور عمر اڑتالیس برس یا سینتیس برس کی بیان
کی ہے اور لکھا ہے کہ بعد قتل امام حسین کے ہمگین تین برس اور سات مہینے اس ملعون نے کفر اور کافری کو رونق دی
اور حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی جذب القلوب مین فرماتے ہین کہ وقوع واقعہ حرہ روز چہارشنبہ ستائیسوین
یا اٹھائیسوین ذیحجہ سال ترسٹھ ہجری مین ہوا اور مسلم ابن عقبہ غرہ محرم سال چونسٹھ مین واصل جہنم ہوا اور ہتک حرمت
بیت اللہ اور تخریب بیت اللہ سنگہا سے منجنیق بروز شنبہ تیسری ربیع الاول اور واقعہ حرہ سے تین مہینے کے
بعد تاریخ یکم ربیع الثانی کو یزید پلید دوزخ مین پہونچا توضیح اگر صرف قتل امام حسین علیہ السلام اور آمر اور راضی ہونا یزید پلید
ہتک حرمت اہلبیت نبوی پر موجب لعن اور کفر یزید اور اوسکے اعوان و انصار کا ہے اور اسیر تخریب مدینہ منورہ
اور قتل صحابہ رسول اللہ اور لوٹا جانا گھر ام المومنین ام سلمہ کا اور باندھا جانا گھوڑون کا مسجد نبوی مین اور
قیام کرنا کتون اور بلیون کا منبر شریف پر کہ موجود بلا کہ ہے اور ہتک حرمت بیت اللہ شریف اور آباحت خلیت
منہیات شرعیہ مثل قتل و زنا و لواطت و شرب خمر اور تزویج ہمراہ و با خواہر وغیرہ جو یزید کے اور آسکے اعوان
و انصار کے ہاتھون سے صادر ہوئے اور باخبار متواترہ ثابت ہین گویا سلاسل و طوق زینت بخش کفر ہین
پیمر یا این ہمہ جو کوئی یزید کے حق مین خیال اسلام رکھتا ہے خالی حماقت اور جہالت سے نہین ہے غرض اقم الحروف
کو ملاحظہ کتب معتمدہ اور اسفار معتبرہ سے کسی طرح کا شبہ نہین رہا ہے کہ یزید پلید آمر اور راضی اور مستبشر
قتل امام حسین علیہ السلام سے تھا و لہذا لعن اُس ملعون پر بدلائل واضحہ جائز اور درست ہے بلکہ مجرد لعن بھی قصور ہے
اور اگر اب بھی کسی کو شبہہ ہو تو مفتاح النجا میرزا محمد بدخشی اور مناقب السادات قاضی شہاب الدین دولت آبادی
اور شرح عقائد نسفی ملا سعد الدین تفتازانی اور تکمیل الایمان شیخ عبد الحق دہلوی و سیف المسلول قاضی ثناء اللہ
پانی پتی وغیرہ کتب معتبرہ بامعان نظر دیکھے اور شبہات واہیہ کو دفع کرے اور ہمارے استاد الاستاد حضرت
شاہ عبد العزیز دہلوی رسالہ حسن العقیدہ کے حاشیہ مین جو کلمہ ما یستحقہ پر تعلیق فرمایا ہے کہتے ہین کہ یہ کلمہ لعنت کا کنایہ ہے
والکنایۃ ابلغ من التصریح کیا معنے کہ جو بات اس لفظ مین پائی جاتی ہے وہ لفظ لعنت مین نہین ہے اور حق یہ ہے کہ اُس
پلید کے حق مین فقط لعنت پر اکتفا کرنا زیبا نہین ہے اس سبب سے کہ اللہ تعالی نے لعنت تو اُس شخص پر فرمائی ہے
جو ایک مسلمان کو قتل کرے اور اُس شقی نے تو ایسے امیر المومنین ابن امیر المومنین کو قتل کیا ہے سزا اسکی اللہ ہی خوب
جانتا ہے کہ کسقدر ہے یہ ناپاک تو مستحق اُس بات کا ہے جو لعنت سے کروڑ درجے زیادہ ہو اور اسکا علم سوا ے علام الغیوب
کے بشر کو نہین ہو سکتا واللہ اعلم بحقیقۃ الحال **فائدہ** رویانی نے اپنے مسند مین ابو الدرداء سے روایت کی ہے کہ فرمایا
حضرت صلعم نے کہ اول وہ شخص کہ میری سنت کو تغیر دے ایک شخص بنی امیہ سے ہوگا جسکو یزید کہینگے الحدیث

حاشیہ:
۱ اور بعض نے ترپن برس ۔۔۔ لکھے ہین ۱۲ منہ
۲ ابن الوردی ۔۔۔ پندرھوین ربیع الاول ۶۴ ہجری مین بمقام حوارین ۔۔۔ وفات پائی ۔۔۔ ۱۲ منہ

یزید پلید بالطوق لعنت داخل دار البوار ہوا تو معاویہ ابن یزید المشہور بمعاویۃ الاصغر کہ ولیعہد و خلیفہ تھا باستر ضائے عمائد
شام بعد فوت یزید تخت سلطنت پر بیٹھا یہ معاویہ جوان صالح باعقل و دین تھا اور زہد و تقوی میں کمال رغبت رکھتا تھا
اور دنیا و مافیہا سے نفرت چنانچہ نقش خاتم اسکا الدنیا غرور تھا والدہ اسکی ام خالد بنت ہشام ابن عتبہ تھی سو اسنے منبر پر چڑھکے
خطبہ پڑھا اور بعد حمد و صلوۃ آواز بلند کہا کہ خلافت آئین مضبوط خدا اور حق خلفاء باصفا ہے معاویہ ابن ابی سفیان
میرے جد نے از راہ خلاف خلیفہ برحق علی مرتضی سے ناحق نزاع کی بعد ان یزید میرے باپ نے کہ اصلا
اہلیت و استحقاق نہ رکھتا تھا تخت سلطنت پر بیٹھا اور بنا بر استحکام اپنی سلطنت کے حسین ابن علی فرزند رسول ثقلین کو
قتل کیا آخر خود بھی جوان مرا اور وبال و نکال دونوں جہان کا بطمع حکومت چند روزہ اپنی گردن پر لیگیا بعد اسکے بہت رویا
اور کہا کہ میں جانتا ہون کہ ہمارا برا امیر المومنین حسین علیہ السلام سے نہایت بد تھا جو میرے باپ سے واقع ہوا انتقام
اسکا دوزخ ہے کہ اسنے اولاد رسول خدا کو قتل کیا اور شراب کو مباح کیا اور مدینہ طیبہ کو خراب و برباد اور بیت اللہ شریف
سے بے ادبیان کین سو میں ہرگز اس امارت و خلافت میں لذت نہیں پاتا اولاد ابی سفیان سے جو کوئی
راضی ہو اسکو امیر کرو میں عقد بیعت اپنا مسلمانوں کی گردن سے نکالے لیتا ہون بعد ازان منبر سے اتر آیا
اور ایک گوشہ عافیت میں دروازہ بند کرکے بیٹھ رہا اور چالیس دن بعد اسی حال میں دنیا سے عازم
ملک بقا ہوا اور زبدۃ المحققین قاضی ثناء اللہ سیف المسلول میں فرماتے ہیں کہ چون یزید عمر بیش از مردن خود
معاویہ ابن یزید را خلیفہ ساخت معاویہ مردے صالح بود چون بعمر بست سالہ خلیفہ شد بر منبر برآمد و
حمد و سپاس الٰہی و نعت و درود رسالت پناہی برخواند پس گفت ان ہذہ الخلافۃ حبل اللہ وان جدی معاویۃ
نازع الامر اہلہ ومن ہو احق بہ منہ علی ابن ابیطالب رکب بکم ما تعلمون حتی اتتہ منیتہ فصار فی قبرہ رہینا بذنوبہ ثم قلد ابی الامر
وکان غیر اہل لہ ونازع ابن بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقصف عمرہ وانبتر عقبہ وصار فی قبرہ رہینا بذنوبہ
ثم بکی وقال ان من اعظم الامور علینا بسوء مصرعہ وبئس منقلبہ وقتل عترۃ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم واباح الخمر
وخرب الکعبۃ وانی لم اذق حلاوۃ الخلافۃ فلا اتجرع مرارتہا فشانکم امرکم واللہ لئن کانت الدنیا خیرا فقد نلنا منہا حظا
ولئن کانت شرا فکفی ذریۃ ابا سفیان ما اصابوا منہا فشانکم امرکم خذوہ ومن رضیتم فولوہ فقد خلعت بیعتی من
اعناقکم والسلام عمر معاویہ اصغر کی تیئس ۲۳ برس کی ہوئی اور مدت خلافت سہ ۳ ماہ بست ۲۲ دو روز اور عبد الرحمن
برادر معاویہ نے نماز جنازہ پڑھی اور باب جابیہ دمشق کے باہر دفن کیا اور مسامرات میں لکھا ہے کہ ولید ابن عتبہ
ابن ابی سفیان نے نماز جنازہ شروع کی تھی لیکن دو تکبیروں کے بعد مرگیا بعد اسکے مروان ابن الحکم نے
نماز پڑھی اب ابن زیاد بانی فساد لعنۃ اللہ علیہ لئے یوم التناد اور شمر بدتر سگ ابلق اور عمرو ابن سعد وغیرہم کا
احوال بگوش ہوش سننا چاہیے کہ ابن عساکر نے ابن عباس رضی اللہ عنہ بروایت صحیح کہا ہے کہ فرمایا ابن عباس نے

وحی بھیجی اللہ جل شانہ نے حضرت رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کو کہ مین نے مارے یحییٰ ابن زکریا کے عوض ستر ہزار
اور مجھکو مارنے ہین تیرے نواسے کے بدلے ستر ہزار اور ستر ہزار یعنی ایک لاکھ چالیس ہزار سو اسکا ظہور مختار ابن عبید ثقفی
اور سفاح عباسی کے ہاتھون سے ہوا حال اجمالی اسکا یہ ہو کہ جب مختار ابن عبید ثقفی عبد الملک کے عہد سلطنت
مین کوفہ پر غالب ہوا تو اُسنے اول بار قاتل اپنے ایک خواص کو عمرو ابن سعد کے بلانے کو بھیجا سو ابن سعد کا بیٹا
حفص نام حاضر ہوا مختار نے پوچھا کہ تیرا باپ کہان ہو اُسنے کہا خانہ نشین ہو مختار نے کہا کہ اب کیونکر حکومت رے سے
دست بردار ہوکے گھر مین بیٹھا امام حسین علیہ السلام کے قتل کے دن کیون خانہ نشینی اختیار نہ کی بعد اُسکے حکم دیا کہ
جو کوئی کربلا مین شریک عمرو بن سعد تھا اُسکو جہان پاؤ مار ڈالو یہ سنکر سب کوفے والے ادہر سے کو بھاگے وہان مصعب
ابن زبیر کا عمل تھا اور مختار کا حکم جاری نہ تھا مگر مختار کے لشکر نے تعاقب کیا تو جسکو پایا مار ڈالا اور اُسکی لاشیں
جلادی اور گھر لوٹ لیا اور جب خولی ابن یزید کو قید کرکے مختار پاس لائے تو اُسنے پہلے ہاتھ پیر کاٹ ڈالے پھر
اُسکو سولی چڑھایا بعد اُسکے بدن کو آگ مین جلادیا اسی طرح ہر ایک آدمی لشکر ابن سعد کا طرح طرح کے عذاب
سے مارا گیا صواعق محرقہ مین لکھا ہو کہ مختار نے چھ ہزار کوفے والون کو جو شریک معرکہ امام حسین علیہ السلام مین
تھے طرح طرح سے عذاب کرکے مارا پھر عبید اللہ ابن زیاد کی فکر مین ہوا یہ مردود اُن دنون موصل مین حاکم تھا
اور اُسکے ساتھ بیس ہزار سوار اور پیادے تھے چنانچہ ابراہیم ابن مالک اشتر کو فوج ہمراہ کرکے ابن زیاد کے
مقابلہ کو بھیجا جب ابراہیم سرحد موصل مین پہونچا تو ابن زیاد نے دریا کے کنارے پندرہ کوس پر موصل سے
نکلکر مقابلہ کیا صبح سے شام تک خوب لڑائی ہوئی قریب شام کے ابراہیم کی فوج نے ابن زیاد کو شکست دی
جب ابن زیاد کے ہمراہی بھاگے ابراہیم نے حکم دیا کہ جس کسی کو فوج مخالف سے پاوین زندہ نہ چھوڑین چنانچہ
بہت لوگ مع ابن زیاد کے مارے گئے اور ابن زیاد اور اُسکے سردارون کے سر کاٹ کر ابراہیم کے پاس
حاضر کیے ابراہیم نے مختار کے پاس بھیجدیے جب سر اُنکے کوفے مین آئے تو مختار نے دار الامارت کوفے مین محفل آراستہ کرکے
کوفے والون کو جمع کیا اُسوقت منبر پا کے اُس ابن فساد کا سر منگوا کے کہا اے اہل کوفہ دیکھو کہ خون ناحق حضرت
امام حسین علیہ السلام نے ابن زیاد کو زندہ نہ چھوڑا ملاحظہ تواریخ سے واضح ہوتا ہو کہ مختار کی لڑائی مین ستر ہزار
اہل شام مارے گئے اور یہ واقعہ سال سڑسٹھ ہجری مین چھ برس واقعہ کربلا کے بعد عاشورے کے دن
واقع ہوا اور بعضون نے سنہ شصت و شش ۶۶ مین اسی دن بیان کیا ہو ہر تقدیر یہ کمال ذلت سے ابن زیاد مارا گیا
اور سر اُس ملعون کا اُسی جگہ لٹکایا گیا جہان حضرت امام حسین علیہ السلام کا سر آویزان تھا اُسکے بعد اُس جگہ
سے دوسرے مقام پر لٹکایا ترمذی کی صحیح روایت مین وارد ہو کہ جب ابن زیاد اور اُسکے یارون کے سر مختار
کے پاس رکھے گئے تو یکایک ایک سانپ بہت بڑا ظاہر ہوا کہ لوگ اُسے دیکھ کے ہٹ گئے سانپ

سب سرون مین سے عبداللہ ابن زیاد کے سر کے پاس آکر اُسکے نتھنے مین گھسا اور تھوڑی دیر ٹھہر کے اُسکے منھ سے نکلا پھر اُسکے منھ مین گھسا اور نتھنے سے نکلا اسی طرح سات بار سانپ نے آمد و رفت کی پھر غائب ہو گیا یہ عبداللہ ابن زیاد ولد الزنا تھا ماں اُسکی مسماۃ سمیہ کنیزک حارث ثقفی کی تھی اور حارث کے غلام کے نکاح مین سو مسماۃ مذکورہ سے ابوسفیان پدر معاویہ نے زنا کی اور گرفتار ہوا اُس سے زیاد پیدا ہوا لڑکپن مین اُسکو عبد الحارث کہتے تھے حتی کہ ہوشیار ہوا اور آثار فصاحت اور بلاغت اور خوش بیانی اور طلاقت لسانی زبان زد خلائق ہوئے ایک روز عمرو بن عاص نے کہا کہ لو کان ہذا الغلام من قریش لساق العرب بعصاہ یعنی یہ اگر غلام قریش کا ہوتا تو اسکو لوگ لکڑی سے ہانکتے ابوسفیان نے سنکر کہا انی لاعرف واللہ فی بطن امہ من وضعہ یعنی مین اسکو جانتا تھا ماں کے پیٹ مین قسم خدا کی اسکی وضع سے حضرت امیر المومنین علی مرتضی کرم اللہ وجہہ موجود تھے وہ بولے من ہو یا ابا سفیان کون ہے وہ اے ابوسفیان وہ بولا مین فرمایا سچ بول اُسنے کہا واللہ اگر خوف ایک شخص کا نہ ہوتا جو دیکھ رہا ہے مجھکو تو اس امر کو ظاہر کرتا صخر ابن حرب وقال لم یکن المقالۃ من زیاد وضلالت محامد علی نفیاد تیز کی قسیم ثمرۃ الفواد چنانچہ زیاد بھی اس قصہ سے واقف ہوا در فرط بیحیائی سے لوگون مین بیان کرتا کہ مین اصل مین نطفہ ابوسفیان کا ہون نسل قریش سے جب امیر المومنین نے اسکو والی فارس فرمایا تو اُسنے کار نمایان کیے معاویہ نے اُس سے خط و کتابت پوشیدہ شروع کی اور انواع خوش آمد سے پیش آیا کہ اگر میرے پاس حاضر ہو تو مین تجھے اپنا بھائی قرار دون آخر تو نطفہ ابوسفیان کا ہے جب حضرت امیر کو اس حال سے اطلاع ہوئی تو آنجناب نے خط لکھا اور سب حال اُسمین مندرج فرمایا اُسنے کہا واللہ ابوالحسن نے گواہی دی کہ مین بیٹا ابوسفیان کا ہون یہ حرکت بھی اُسکی کمال بیحیائی سے تھی لیکن تا وقت شہادت جناب امیر ظاہرداری کرتا رہا ترک رفاقت سے باز رہا تھا جب امیر المومنین امام حسن نے تفویض ملک اور سلطنت معاویہ کو کر دیا اور اُسکو ملک عضوض قرار دیا تو اُسنے زیاد سے استمالت شروع کی اور اپنا بھائی قرار دیا بلکہ منادی کرائی کہ سال چوالیس مین لوگ ابن ابی سفیان کہنے لگے اول فعل کہ زیاد مردود سے سرزد ہوا عداوت اولاد حضرت امیر کی تھی جب تک سبط اکبر زندہ رہے فی الجملہ ملاحظہ کرتا تھا بعد وفات والی عراق ہوا اور کوفہ مین متصرف ہوا تو اُسنے سعید ابن جبرہ سے مصادرہ چاہا وہ مدینہ مین بھاگ آئے اُس مردود نے اسباب نقد و جنس ضبط کیا اور گھر جلا دیا امام حسین علیہ السلام نے خط سفارش لکھا اُسنے نہایت سخت جواب بے ادبانہ لکھا اور گالی دی آنجناب نے شکایت معاویہ کو لکھی معاویہ نے ایک خط نہایت سرزنش کا لکھا اور سعید کی سفارش کی اُسی مردود کا بیٹا عبیداللہ ہے کہ باپ زنا زادہ سے زیادہ شریر و بدذات دشمن اہلبیت نکلا حضرت مسلم رضی اللہ عنہ نے قبل شہادت اس بیان سے عبیداللہ کو مطلع کر دیا تھا جیسا جامع التواریخ قاضی فقیر محمد راجپوری مین موجود ہے اسقدر زیادہ ہے کہ سمیہ کنیز دہقانی تھی حارث کی دوا سے اچھی ہوئی اُسکے مالک نے حارث کو ہبہ کی اُسنے اپنا تصرف جاری کیا وہ مرد ابوبکرہ اور

حال عبیداللہ [illegible]

نافع پیدا ہوئے پھر حارث نے ترک کیا ابوسفیان نے حالت مستی شراب مین زنا کی کہ اس سے زیاد پیدا ہوا الحاصل
ابن حیا زنازادہ اور ابن سعد اور شمر ذی الجوشن اور قیس ابن اشعث کندی اور خولی ابن یزید اور سنان ابن انس نخعی
اور عبداللہ ابن قیس اور یزید ابن مالک وغیرہ اشقیا طرح طرح کے عقوبتون سے قتل ہوئے اور لاشون کو انکی
اسطرح گھوڑون کے سمون سے روندا کہ ہڈیان چور چور ہو کر خاک برابر ہوگئین مگر اہل سیر کو اختلاف ہے کہ ابن سعد و
شمر وغیرہ ملاعنہ قبل ابن زیاد کے مارے گئے ہین یا بعد اسکے بعضے قائل باول ہین اور بعضے قائل بثانی الغرض جب
مختار کا قبضہ کوفے اور حوالی کوفہ مین بخوبی ہوگیا تو اسکو دعوی لڑائی کا عبداللہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ سے ہوا اور
یہ خبط دل مین سمایا کہ مجھپر وحی آتی ہے اور محمد ابن حنفیہ مہدی موعود ہین یہ خبر عبداللہ ابن زبیر کو معلوم ہوئی۔
تب مصعب ابن زبیر اپنے بھائی کو جو حاکم بصرہ تھے بنا بر مقابلہ متعین فرمایا کہ وہ وقت مقابلہ فتحیاب ہوئے اور
مختار مارا گیا اور مصعب کا قبضہ کوفے پر ہوگیا آخر کو عبدالملک مصعب پر چڑھا اس لڑائی مین مصعب و مالک اشتر
کا بیٹا ابراہیم دونون مارے گئے یہ معرکہ سنہ ہفتاد و یک ہجری مین ہوا عبدالملک ابن عمر ولیثی سے روایت
ہے کہ عجب اتفاق ہے کہ مین نے دارالامارت کوفے مین اول امام حسین علیہ السلام کا سر دیکھا کہ ابن زیاد کے روبرو
رکھا تھا پھر ابن زیاد کا سر دیکھا کہ مختار کے سامنے رکھا تھا پھر مختار کا سر دیکھا کہ مصعب کے آگے رکھا تھا پھر دیکھا کہ
مصعب کا سر عبدالملک کے روبرو رکھا تھا عبدالملک نے یہ کلام سنکر کہا خدا تجھکو یہ پانچوان سر نہ دکھائے اور
اسی وقت عبدالملک نے اس مکان کو گروا دیا القصہ جب عبدالملک نے مصعب ابن زبیر پر فتح پائی تو
چاہا کہ فوج ابن زبیر عبداللہ پر بھیجے سردارون نے منع کیا کہ حرم محترم مین جدال و قتال حرام ہے وہان جا کر کیونکر
لڑین آخر ایک دن حجاج ابن یوسف نے عبدالملک کے روبرو بیان کیا کہ مین نے خواب مین دیکھا ہے کہ
عبداللہ کا سر مین نے کاٹ لیا عبدالملک نے جانا کہ حجاج مکے جانے کو طیار ہے سو اسنے بہت جلد ایک لشکر
حجاج کے پاس نامزد کر کے مکہ معظمہ کی طرف روانہ کیا حجاج طائف کا رہنے والا تھا اسنے وہان سے اور
فوج لی اور جانب حرم محترم روانہ ہوا اور وہان جا کر سرگرم جدال و قتال ہوا یہان تک کہ تمام حرم کو شہدا
کے خون سے رنگ دیا اور عبداللہ ابن زبیر کو بھی شہید کیا اور سر کاٹ کر بھیج دیا بعد اسکے سولی چڑھایا پھر سولی
سے اتار کر قبور یہود مین ڈلوا دیا یہ معرکہ سنہ ہفتاد و سہ ہجری مین ہوا اسوقت سے حکومت مروانیون کی
شام و عراق و حجاز مین جم گئی کہ اسی برس انھون نے حکومت کی فائدہ عبدالملک ابن مروان سنہ چھبیس
ہجری مین چھ مہینے کا پیدا ہوا والدہ اسکی مسماۃ عائشہ بنت معاویہ ابن المغیرہ تھی بسبب بخل کے اسکو رشح الحجر کہتے
اور کنیت ابوذباب تھی اس سبب سے کہ جب مکھی اسکے منہ پر بیٹھ جاتی تو بسبب گندہ دہنی کے مرجاتی تھی
یہ نابکار بزور قوت پدر ناہنجار یعنے مروان علیہ اللعن کے خلیفہ بنا اور بڑا ظالم و سفاک ہوا و عمال بھی مستعد ظلمہ

سیر حجاج

شہادت عبداللہ ابن زبیر

عبدالملک ابن مروان

مقرر کیے چنانچہ حجاج مردود کو عراق مین مہلب ابن ابی صفرہ کو خراسان مین اور ہشام ابن اسمعیل کو مصر مین اور موسی ابن نصیر
کو مغرب مین اور محمد برادر حجاج کو یمن مین اور محمد ابن مروان کو جزیرہ مین معین کیا اسی نے دراہم و دنانیر پر قرآن لکھوایا اور سکہ
اسلام قرار دیا قبل اسکے دینار رومی پر نقش رومیہ اور دراہم پر نقش فارسی تھا اس مردود نے علما کو امر بالمعروف
کرنے کی امتناع کی اور یہ بھی حکم دیا کہ خلیفہ کے روبرو کوئی شخص بات نہ کرے اسی کا نام اسلام مین اول عبد الملک ہوا ہے
اور قبل خلافت کے بڑا عابد و فقیہ و عالم تھا اسکو حمامۃ المسجد کہتے تھے جس وقت امیر ہوا قرآن پڑھتا تھا سو اسنے قرآن کو
غلاف مین بند کرکے کہدیا السلام علیک ہذا فراق بینی و بینک اخبار الدول مین ہے کہ عبد الملک کہتا تھا مین پیدا ہوا
رمضان مین اور فطیم ہوا رمضان مین اور ختم کیا قرآن کو رمضان مین سو مین ڈرتا ہون کہ مرونگا رمضان مین چنانچہ
جب رمضان گذر جاتا تھا تو جانتا تھا کہ سال بھر بچا آخر مرگیا شوال مین عمر اسکی ترسٹھ ۶۳ برس کی ہوئی باب جابیہ
و باب صغیر دمشق کے دفن ہوا نماز جنازہ ولید ابن عبد الملک نے پڑھی گیارہ برس چھ مہینے اسنے خلافت کی مدت خلافت
کی اسمین سے آٹھ برس فراحم ابن زبیر رضی اللہ عنہ سے اور سترہ اولاد چھوڑ مرا اسی کے عہد مین ابن زبیر شہید ہوئے حجاج
ابن یوسف ثقفی کو بیت اللہ شریف مین بنا بر قلع و قمع عبد اللہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے روانہ کیا تھا آپ ہیں ابن ام ... عشرہ مبشرہ
بالجنۃ مین سے ہین والدہ شریفہ عبد اللہ اسماء بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور دادی انکی صفیہ عمہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہین
ولادت باسعادت عبد اللہ ابن زبیر کی بیس ۲۰ مہینے بعد ہجرت کے واقع ہوئی اور مسلمانون کو انکے پیدا ہونے سے نہایت
سرور ہوا اس سبب سے کہ یہود کہتے تھے ہمنے سحر کیا ہے مسلمانون کو اولاد نہ ہوگی نام انکا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے عبد اللہ رکھا اور کنیت ابو بکر بڑے عابد اور زاہد اور صائم الدہر قائم اللیل تھے اور جب عبد اللہ پیدا ہوئے
تو اسماء بنت ابی بکر انکو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائین اور آپ کی گود مین دیا آنحضرت صلعم نے کھجور
منگائی اور چبائی اور لعاب دہن انکے منہ مین ڈالا اور تالو مین لگایا اسکو تحنیک کہتے ہین اور یہ سنت ہے
اول انکے پیٹ مین حضرت کا تھوک گیا ہے پھر دعا کی انکے واسطے حضرت نے اور برکت طلب فرمائی ترمذی نے حضرت
عائشہ صدیقہ سے روایت کیا ہے کہ دیکھا حضرت نے زبیر کے گھر مین چراغ پس فرمایا اے عائشہ نہین گمان کرتا ہون مین
اسماء کو مگر تحقیق جنی ہے یعنے چراغ جو اسوقت جلایا ہے نشان اسکا ہے کہ اسماء حاملہ تھی سو جنی ہے سو نہ نام رکھنا اوسکا
یہان تک کہ مین نام رکھون پس نام رکھا اسکا عبد اللہ اور تحنیک کیا دست مبارک سے اور تینتیس ۳۳ حدیثون کی روایت
انسے کتب صحاح مین ہے اول انھین نے یزید لعین کی بیعت سے انکار کی اور مدینے سے مکہ کو تشریف لیگئے سو
اہل حرمین و یمن و عراق و خراسان نے انسے بیعت کی تب انھون نے تجہیز لشکر بنا بر قتال یزید اور یزیدیان فرمایا اور
یزید نے لشکر حرم محترم کو بھیجا کہ اثناے حرب مین خبر موت یزید مشہور ہوئی اور لشکر جانب شام چلا گیا بعد ازان عبد الملک
ابن مروان نے حجاج کو مع چالیس ہزار فوج کے بھیجا اسنے داد الحاد حرم محترم مین قرار واقعی دی اور عبد اللہ ابن زبیر

جب حجاج تعاقب مین پہونچا تو وہ باب کعبہ کے اندر بیہوش ہوگئے تب اُسنے سر مبارک اُنکا کاٹ کر عبدالملک کے پاس بھیجدیا
اور لاش کو اُلٹا لٹکوایا یہ معرکہ سترھوین جمادی الاولیٰ سنہ ہفتاد و سہ ہجری مین واقع ہوا بعد اُسکے حجاج مخذول والدہ عبد اللہ
کے پاس تعزیت کو آیا اُنھون نے فرمایا تو نے عبد اللہ کو قتل کیا اچھا نہ کیا بولا اے دختر ابی بکر کی مین قاتل ملحدین ہون
فرمایا بل انت قاتل الموحدین ابن حجاج تو نے بگاڑی اُسکی دنیا اُسنے بگاڑی تیری آخرت کچھ مضائقہ نہین اللہ تعالی نے
تیرے ہاتھ سے اُسکو بزرگ کیا اور جب لوگون نے جسد عبد اللہ حجاج سے مانگا واسطے دفن کے تو اُسنے انکار کیا اور
کہا جب تک والدہ عبد اللہ کی شفاعت نہ کریگی نہ دونگا چنانچہ ایک مدت جسد مبارک عبد اللہ بلا دفن پڑا رہا آخر کار
اسماء بنت ابی بکر نے طلب کیا اور پایا اور غسل دیکر اُسکو بیت یحیی واقع مدینہ مین دفن کیا روایت ہے کہ جسد مطہر
ابن زبیر کی اسماء کے روبرو آئی تو اُنکی چھاتیون مین دودھ اُتر آیا کذا فی اخبار الدول مسعودی نے مروج الذہب مین
لکھا ہے کہ مادر حجاج فارعہ بنت ہمام تھی اول کلدہ کے بیٹے سے حارث کے نکاح مین تھی جب اُسنے طلاق دیا تو یوسف
ابن عقیل کے نکاح مین آئی اُس سے حجاج پیدا ہوا ابو محمد کنیت اُسکی تھی بدن مین جائے خروج براز نہ تھی سوراخ
چیر کر گیا جب بیس برس کا ہوا عبد الملک نے اُسکو حاکم عراق مقرر کیا اور اول وزیر کی خدمت مین رہتا تھا یہ مخذول بڑا
ظالم سفاک خونریز گمراہ تھا اکثر کہا کرتا تھا کہ مجھکو جیسی خون کرنے مین لذت ہوتی ہے کسی اور چیز مین نہین ہے چنانچہ حسب الحکم
اُسکے جیتے مقتولون کا شمار کیا گیا تو سوا لڑائیون کے ایک لاکھ بیس ہزار آدمی ہوئے اور جو قید ناحق مین مرے
وہ پچاس ہزار مرد اور تیس ہزار عورت تھا مین آئی اور جو قیدخانہ تعمیر کرایا تھا اُسمین چھت نہ تھی تا گرمی و سردی کا
بچاؤ ہو اور جسوقت یہ ملعون داخل دار البوار ہوا تو محبس مین تینتیس ہزار آدمی مظلوم بلا وجہ قید تھے ولید ابن عبد الملک
نے اُنکو چھوڑا ہے روایت ہے کہ حجاج ایک روز سوار ہو کر جانب محبس نکلا اور وہ دن جمعہ کا تھا دفعۃً آوازین بلند کے اُنکی
اُسنے پوچھا یہ شور کیسا ہے سپاہیون نے کہا قیدی محبس مین بھوک پیاس سے روتے ہین اور نماز جمعہ بھی پڑھتے ہین
اُسنے حکم دیا کہ قیدی بولنے نہ پاوین ناچار قیدیون نے اُس دن سے جمعہ بھی ترک کر دیا اور بولنا موقوف کیا ایسا
مقام سے علماء مثنا امام و فضلائے عالی مقدار نے حجاج کی تکفیر کا فتوی دیا ہے کذا فی اخبار الدول مین ہے کہ اُسنے ایک روز دیکھا
آدمیون کو کہ حجرہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا طواف کرتے ہین تب کہا کہ نہین طواف کرتے ہین مگر تودہ خاک کا
اس قول سے بھی علماء نے اُسکی تکفیر فرمائی ہے اور عمر ابن عبد العزیز سے روایت ہے کہ مین نے حجاج ابن یوسف ثقفی کو
بعد موت اُسکے خواب مین دیکھا تو نہایت بدشکل نظر آیا مین نے پوچھا اللہ نے تیرے ساتھ کیا معاملہ کیا کہنے لگا کہ اللہ نے
بعوض ہر مقتول کے مجھکو ایک ایک مرتبہ قتل کیا لیکن بعوض سعید ابن جبیر کے ستر بار قتل کیا عمر اس ناپاک کی ترپن
برس کی ہوئی خلافت ولید مین ماہ رمضان سال نود و پنج ہجری شہر واسط مین مرا اور وہین دفن کیا گیا اور قبر اُسکی
پوشیدہ کر دی گئی اور بعضے کہتے ہین کہ حجاج کی موت سے کسی کو اطلاع نہین ہوئی یہان تک کہ اُسکا جنازہ

اسکا روایت ہے کہ وقت موت حجاج نے کہا تھا اللّٰھم اغفر لی فان الناس یزعمون انک لا تغفر کتب سیر میں ہے
کہ عبد الملک کے پاس نو برس بائیس دن رہا تھا چونکہ احوال حضرت سبطین علیہما السلام اس کتاب میں بہ تفصیل
لکھا گیا ہے غالباً کسی اور کتاب میں اس ترتیب و تنقیح کے ساتھ نہو لیکن اور ائمہ اطہار کا حال فقیر نے اجمالاً یا تفصیلاً
کسی جگہ نہیں لکھا ہے منظور یہ ہے کہ ایک رسالہ مختصر علیحدہ فضائل اہلبیت میں وقت فرصت لکھونگا مگر یہ کتاب
بلا ذکر احوال ائمہ اطہار کے مکمل نہ تھی اسلیے مناسب معلوم ہوا کہ احوال ان بزرگواروں کا بھی بالاجمال جس سے
حالات ولادت و وفات اور بعض بعض صفات کمالات ان حضرت کے مسلمانوں پر واضح ہوں کتب معتبرہ سیر و
تفاسیر سے نکال کر لکھوں کہ مشتے نمونہ از خروارے باشد لہذا بطریق تکملہ بیان کرتا ہوں تکملہ پوشیدہ نہ رہے کہ بعد
سبطین علیہما السلام کے نو شخص اور ائمہ اطہار میں معدود ہیں اول علی ابن حسین مشہور بزین العابدین ولادت
باسعادت انکی دو برس پیش از وفات امیر المومنین علی ابن ابیطالب کرم اللہ وجہہ کے اور روز شنبہ نہم شعبان سال
سی و ششم ہجری میں مدینہ منورہ میں ہوئی تھی گندم رنگ لاغر بدن کوتاہ قد تھے اور بڑے عابد و متقی و خاشع و خائف
من اللہ القہار تھے یہاں تک کہ جب وضو کرنے کو بیٹھتے تو رنگ بشرۂ مبارک کا زرد ہو جاتا تھا خوف خدا سے اور ہزار رکعت
روز و شب میں پڑھتے تھے اور صدقہ پوشیدہ دیا کرتے تھے اور فرماتے تھے صدقۃ السر تطفی غضب الرب محمد ابن اسحاق
کہتے ہیں کہ مدینہ میں کئی شخص بلا معاش ظاہری خوش و خرم بصورت امرا اوقات بسر کرتے تھے اور کوئی انکی بسر اوقات سے
واقف نہ تھا جبکہ علی ابن حسین نے وفات پائی تو وہ لوگ محتاج و بے مایہ ہوگئے آخرکار دریافت ہوا کہ آنجناب
وقت شب خفیہ انکو خرچ پہونچاتے تھے اُس سے بسر اوقات بخوشی و خرمی کرتے تھے اور نقش خاتم آنجناب وما توفیقی
الا باللہ اور استقامت و صبر کا یہ مرتبہ تھا کہ ایک مرتبہ نماز پڑھتے تھے اُسی حال میں ایک بیٹا آپکا کنویں میں گر پڑا
تو اہل مدینہ نے بڑا شور کیا اور بمشکل تمام اُسکو نکالا لیکن آنجناب خبر بھی نہوئے بطرح نماز میں مشغول تھے اسی طرح پڑھتے رہے
اور اپنی اولاد سے فرمایا کرتے تھے کہ جب تمکو دنیا کی مصیبت پہونچے یا فاقہ ہو یا کوئی امر اور مکروہ پیش آوے تو لازم ہے
کہ وضو کرے واسطے نماز کے اور پڑھے چار یا دو رکعت اور بعد سلام کے یا موضع کل شکوی یا سامع کل نجوی و یا شافی کل
بلوی یا عالم کل خفیۃ و یا کاشف ما یشاء کل بلیۃ ادعوک دعاء من اشتد فاقتہ و ضعف قوتہ و قلت حیلتہ دعاء الغریب الفقیر
الذی لا یجد لکشف ما ہو فیہ الا انت یا ارحم الراحمین لا الہ الا انت سبحانک انی کنت من الظالمین بسبب اللہ اسکو بلا سے نجات بخشے
اور حضرت امام علیہ السلام اکثر دعا میں فرماتے تھے اللّٰھم اساءت فاحسن فان عدت فعد علی اور آنجناب کے سوا ے
کوئی اولاد ذکور حضرت امام حسین علیہ السلام کی باقی نہیں رہی تھی عمر آنجناب ستاون برس یا اٹھاون برس کی ہوئی
بعضے کہتے ہیں کہ ولید ابن عبد الملک نے زہر دیا تھا اور جنۃ البقیع میں مدفون ہیں کذا فی تاریخ الخلفاء و
آخبار الدول فی احوال الاول اور صحیح تاریخ وفات ہیجدہم محرم سنہ ۹۵ ہجری میں ہوئی اور ترجمہ صواعق میں ہے کہ

کہ وفات امام زین العابدین میں ستاون برس کی عمر میں ہوئی اور چار بیٹیاں اور گیارہ بیٹے عقب چھوڑے دوم منبع الفضائل
والمفاخر الامام محمد الباقر ابن علی زین العابدین والدہ شریفہ آنجناب کا اسم فاطمہ بنت امام حسن علیہ السلام تھیں تولد انکا
تین یا چار برس قبل از شہادت سید الشہدا روز جمعہ سوم صفر سنہ پنجاہ و ہفت مدینہ میں ہوا اور معرکہ کربلا میں موجود تھے
آنجناب معتدل القامت اسمر اللون تھے اور نقش خاتم [illegible] فرد اور بڑے صاحب کرامات و مقامات و ذی علم تھے و
لہذا اسمی بالباقر لانہ بقر العلم والباقر مشتق ہے بقر الارض یعنی پھاڑا زمین کو اور مخفیات اسکے نکال کر ظاہر کر دیے پس
باقر اسی سبب سے کہلائے کہ انھون نے مخفیات کنوز معارف وحقائق احکام ولطائف حکم کو ظاہر کر دیے اور بعضے کہتے ہیں
کہ یہ لقب اس وجہ سے ہوا کہ جابر ابن عبد اللہ انصاری سے حضرت صلعم نے فرمایا تھا کہ تیری ملاقات ایک مرد اولاد حسین سے
ہوگی اسکا نام میرے نام پر ہوگا وہ بقر العلم بقرا [illegible] جب تو اس سے ملے تو میری طرف سے سلام کہنا حضرت جابر
رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اسوقت تک زندہ رہا کہ امام محمد باقر سے ملاقات ہوئی اور میں نے حضرت صلعم کا سلام پہونچایا
یہ حضرت اپنے باپ کے خلیفہ و وصی ہوکر قائم بالامامت ہوے عمر شریف ستاون خواہ اٹھاون برس کی ہوئی اور سال
یکصد و چہار دہ میں وفات پائی جنت البقیع میں عباس و حسن رضی اللہ عنہما کے پاس مدفون ہیں کذا فی اخبار الدول اور ترجمہ صواعق میں ہے کہ
کہ سال یکصد و ہفدہ میں وفات پائی [illegible] کہتے ہیں کہ ابراہیم ابن الولید کے عہد میں آنجناب کو زہر دیا گیا اسی سے
وفات ہوئی اور [illegible] اور نسل انکی امام جعفر سے باقی رہی سوم عالم حقائق وکاشف
دقائق ابو عبد اللہ امام جعفر ابن محمد الصادق ولادت انکی سال ہشتاد یا ہشتاد و سہ ہجری میں روز دوشنبہ ۱۷ ماہ ربیع الاول
مدینہ میں ہوئی والدہ انکی ام فروہ بنت قاسم ابن محمد ابن ابی بکر تھیں یہ حضرت افضل و اکمل اولاد امام محمد باقر سے تھے
اور [illegible] جمیع علوم [illegible] علما مثل یحیی ابن سعید و ابن جریج و امام مالک و سفیان ثوری و امام ابو حنیفہ
و ابن عیینہ و شعبہ و ابو ایوب سجستانی وغیرہ انھین سے تلمذ رکھتے تھے ایکمرتبہ سفیان ثوری سے ارشاد کیا کہ ای
سفیان جب خدا تعالیٰ کوئی نعمت تجھکو عطا کرے اور تو اسکی بقا چاہتا ہو تو اکثر حمد وشکر میں مشغول رہا کر چنانچہ اللہ صاحب
فرماتے ہیں لئن شکرتم لازیدنکم اور جب رزق کی تنگی ہو تو اکثر استغفار کیا کر چنانچہ اللہ صاحب فرماتے ہیں استغفروا
ربکم انہ کان غفارا یرسل السماء علیکم مدرارا اور جب حزن واندوہ کسی رئیس بادشاہ کے حکم سے لاحق ہو تو لاحول ولا قوۃ
الا باللہ پڑھا کر کہ لانہ مفتاح الفرج و کنز من الکنوز روایت ہے کہ ایک مرتبہ منصور عباسی زیارت کعبہ کو آیا کسی شخص نے
غیبت امام کی منصور سے کی جب آنجناب منصور کے پاس گئے تو غیبت کرنے والا بھی موجود تھا حضرت نے فرمایا کہ تو قسم کھا
بیان کر کہ جو کچھ میں نے منصور سے کہا ہے سچ ہے اسنے کہا باللہ العظیم آنجناب نے فرمایا اے امیر المومنین جسطرح میں کہون
اسطرح یہ شخص حلف کرے تب قابل قبول ہے منصور نے کہا آپ فرمائیں حضرت نے فرمایا اسطرح حلف کرے برئت
من حول اللہ وقوتہ والتجأت الی حولی وقوتی لقد فعل جعفر کذا و قال کذا و کذا اسنے اول انکار کیا بعد ایسکے

اسی طرح سے قسم کھائی کہ اُسی وقت مر گیا منصور نے کہا اے جعفر تو پاک ہے اُس سے جو تیری نسبت اُسنے کہا تھا
روایت ہے کہ ایک روز آنجناب مجلس منصور عباسی میں جلوہ فرما تھے اور مکھیاں بار بار اُسکے منہ پر بیٹھتی تھیں
منصور نے کہا یا ابا عبد اللہ مکس کو اللہ نے کیوں پیدا کیا ہے فرمایا تاکہ ذلیل کریں جباروں اور متکبروں کو منصور نے
سکوت کیا روایت ہے کہ مسمی ناقد غلام آزاد اپنے سے فرمایا کہ جب کسی کو رقعہ یا خط بنا بر حاجت لکھنا منظور ہو تو قلم
غیر مداد سے اُسکے سرے پر لکھ بسم اللہ الرحمن الرحیم وعد اللہ الصابرین المخرج مما یکرہون والرزق حیث لا یحتسبون جعلنا
اللہ وایاکم من الذین لا خوف علیہم ولا ہم یحزنون پس تیری حاجت روا ہوگی ناقد کہتے ہیں کہ میں اسی طرح کرتا رہا اور
میری حاجت روائی ہوتی رہی الغرض کرامات آنجناب حیطۂ حصر سے خارج ہیں اگر زمانہ فرصت دیگا تو بطور نمونہ
رسالۂ علیحدہ میں لکھونگا عمر شریف اڑسٹھ برس کی ہوئی تھی سنہ وفات یکصد چہل و ہشت ہجری تھی اور بروز دوشنبہ ماہ رجب
خواہ شوال تھا جنت البقیع میں اپنے اب وجد کے پاس مدفون ہوئے بعضے کہتے ہیں کہ زمانۂ منصور میں زہر دیے گئے
اور عقب ایک بیٹی اور چھ نفر اولاد ذکور چھوڑی چہارم المتصدق الصائم الامام موسیٰ کاظم ابن جعفر صادق رضی اللہ عنہما
ولادت انکی موضع ابوا میں کہ میان مکہ و مدینہ واقع ہے بروز یکشنبہ ہوئی اور وقت تولد سال ہجری ایکسو اٹھائیس تھے
والدہ شریفہ انکی ام ولد حمیدہ بربریہ تھیں اور کنیت آنجناب ابو الحسین و ابو ابراہیم معتدل القامۃ اسمر اللون تھے اور
نقش خاتم الملک للہ وحدہ یہ حضرت ولی کامل صاحب مناقب فاخرہ اور قائم اللیل صائم النہار تھے اور حلیم ایسے تھے
کہ نام مبارک کاظم ہوگیا تھا اہل عراق آپکو باب الحوائج کہتے تھے اس سبب سے کہ جس کسی نے آنجناب سے توسل چاہا وہ
اپنے مقصود کو پہونچا اور بعد وفات بھی مزار مبارک باب الحوائج ہے چنانچہ امام شافعی سے منقول ہے کہ قبر امام موسیٰ کاظم
برائے اجابت دعا تریاق مجرب کا حکم رکھتی ہے روایت کہ ایک مرتبہ ہارون رشید نے کہا کہ تم کسطرح کہتے ہو کہ ہم اولاد
و ذریۂ رسول اللہ ہیں حالانکہ تم اولاد علی ابن ابیطالب ہو اُسوقت امام نے فرمایا قال اللہ تعالیٰ ومن ذریتہ داؤد
وسلیمان الی قولہ وعیسیٰ حالانکہ عیسیٰ کے باپ نہ تھا اور ذریۂ ابراہیم میں خدا نے شمار کیا پھر یہ آیت پڑھی فمن حاجک فیہ
من بعد ما جاءک من العلم فقل تعالوا ندع ابناءنا وابناءکم ونساءنا ونساءکم الی آخرہ اور فرمایا اے ہارون تو جانتا ہے کہ
وقت مباہلہ سوائے علی و حسن و حسین و فاطمہ کے اور کسی کو حضرت صلی اللہ علیہ نے نہیں بلایا پس اسی آیت سے حسنین
علیہما السلام ولد رسول ہیں اور میں اولاد امام حسین سے ہوں آخر ہارون ساکت ہوگیا اور ابن جوزی نے شقیق بلخی سے
روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے کہ میں سال یکصد و چہل و نہ ہجری میں بنا بر حج بیت اللہ شریف جاتا تھا جب قادسیہ میں
پہونچا تو ایک مرد گوشہ گزین یعنی آدمیوں سے جدا بیٹھا ہوا نظر پڑا میرے دل میں خطرہ آیا کہ یہ شخص صوفیہ سے ہوگا
چاہتا ہے کہ لوگوں کو اپنے دام فریب میں پھانسے سو میں جاکر اُسکو سرزنش کروں تاکہ یہاں سے چلا جائے جب اُسکے
قریب گیا تو ہنوز میں نہ بولا تھا کہ اُسنے مجھسے فرمایا اے شقیق تو نے یہ آیت سُنی ہے اجتنبوا کثیرا من الظن ان بعض الظن اثم

اُسی وقت مین نے چاہا کہ امام ہین اور چاہا کہ عذر کرون وہ حضرت غائب ہوگئے اور پھر مجھکو نہ ملے مگر بموضع واقصہ
دوسری منزل مین نماز پڑھتے ہوے نظر آئے اور حال یہ تھا کہ تمام اعضا و جوارح انکے مضطرب و مضطر تھے اور آنکھون سے
آنسو جاری تھے مجھکو پایا خواہ مخواہ سمجھ کر نماز سبک فرمائی اور یہ آیت پڑھی انی لغفار لمن تاب الی آخرہ بعد اُسکے موضع
زبالہ مین ایک چاہ پر کھڑے تھے اور سبب یہ تھا کہ چھاگل جسکو ابریق اور کوزہ کہتے ہین گرگیا تھا اُسکو نکالنا منظور تھا
آخر دعا فرمائی تو آب چاہ لب چاہ آگیا آنجناب نے رکھ لیا اور وضو فرماکر چار رکعت نماز ادا فرمائی بعد اُسکے اُسی
مقام مین قریب تر ایک تودہ ریگ تھا وہان تشریف لےگئے اور قدرے ریگ اُسی چھاگل مین ڈالی اور نوش
فرما گئے شقیق کہا کہ حضرت اسمین سے مجھکو بھی عنایت فرماؤ سو مجھکو بھی عطا کیا مین نے کھایا تو ستو لطیف سمین مملو
و تشنہ بفوقانیہ شکر مین ملے ہوے تھے اور مین اُس سے سیر ہوگیا ایسا کہ چند روز مجھکو میل جانب طعام و شراب نہوا
بعد اُسکے پھر ملاقات نہوئی مگر بیت اللہ مین کہ وہان ہمراہ اُنکے خادمون و غلامون کی فوج تھی نقل ہے کہ جب
ہارون رشید بیت اللہ مین آیا تو بعض کوتہ اندیشون نے حضرت امام کی غمازی و بدگوئی کی اور کہا کہ اُنکے واسطے
ہر جگہ سے تحفے و ہدایا از قسم لباس و نقد ہمیشہ آیا کرتے ہین اور بہت لوگ انکے معتقد ہین اور اسی سبب سے یہ قول
حاصل ہوا ہے کہ تیس ہزار دینار طلا کافی الحال الباب خبر یہ ہے ہارون رشید نے حضرت کو گرفتار کیا اور عیسیٰ ابن جعفر
بن منصور والی بصرہ کے پاس بھیجدیا اُسنے ایک برس قید رکھا بعد ازان ہارون رشید نے والی بصرہ کو ایک خط
درباب قتل امام علیہ السلام کے بھیجا اُسنے جواب مین انکار لکھا اور لکھدیا کہ کسی کو یہان روانہ کر تا کہ مین امام کو
اُسکے سپرد کرون ورنہ مین چھوڑے دیتا ہون چنانچہ ہارون نے سندی ابن شاہک کو بھیجا کہ والی بصرہ نے امام کو
اُس ملعون کے سپرد کردیا اُس ناپاک نے آنجناب کو زہر کھلایا کہ تیسرے دن وفات ہوئی کذا فی اخبار الدول اور
مسعودی نے روایت کی ہے کہ حالت حبس امام مین ہارون نے خواب دیکھا کہ علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ ایک حربہ دست مبارک
مین لیے ہوے تشریف لائے اور فرمانے لگے کہ اگر کاظم کو نہ چھوڑیگا تو اسی حربہ سے قتل کرونگا ہارون خوفناک جاگا
اور اُسی وقت امام کو بلاکر رہا کیا اور تیس ہزار درہم نذر کئے اور عرض کیا کہ آپکو اختیار ہے چاہیے یہان تشریف رکھیے اور
چاہیے مدینہ مین جب حضرت امام اُسکی مجلس مین تشریف لائے تو اُسنے التماس کیا کہ یا امام تمہاری نسبت مین نے
شب کو ایک معاملہ عجیب دیکھا اُسکے ڈر سے مجھے ایذا دو فرماؤ آنجناب نے فرمایا کہ مین نے شب کو جناب رسول خدا صلعم کو
خواب مین دیکھا اور آنحضرت نے چند کلمے مجھکو تعلیم کیے ہنوز اُنکے پڑھنے سے فارغ نہوا تھا کہ تو نے خلاصی کا حکم دیا
اور بعضے کہتے ہین کہ موسیٰ ابن مہدی نے جسکا لقب ہادی تھا حضرت امام موسیٰ کاظم کو ابتدا سے حال مین قید کیا
تو اُسنے جناب امیر المومنین علی مرتضیٰ کو خواب مین دیکھا کہ فرماتے ہین فہل عسیتم ان تولیتم ان تفسدوا فی الارض
وتقطعوا ارحامکم یعنی آیا تم سے یہ توقع ہے کہ جب حاکم ہو تو فساد کرو زمین مین اور قطع رحم کرو چنانچہ ہادی نے بعد

بیدار رہی فی الفور رہا کیا پھر زمانہ ہارون رشید مین یہ معاملہ ہوا کہ اُسنے حضرت امام کو کعبہ کے نزدیک جلوہ فرما
دیکھا اور کہا تم پوشیدہ لوگون سے بیعت لیتے ہو فرمایا مین امام قلوب ہون اور تو امام اجسام پھر اُسکے اُنکو
لیکر مدینہ منورہ مین آیا جب روضۂ مبارک حضرت سرور کائنات صلعم پر گیا تو ہارون نے کہا السلام علیک
یا ابن عمی اور امام علیہ السلام نے کہا السلام علیک یا ابی اس کلام سے وہ برہم ہوا اور بغداد مین لیجا کر قید کیا
یہان تک کہ وفات ہوئی کذا فی البراہین القاطعہ مین کہتا ہون کہ ظاہر اس حکایت کا باہم منافات رکھتا ہے
اللہم الا ان یحمل علی تعدد الحبس بالجملہ عمر شریف پچپن برس کی و بروایتے پینسٹھ برس کی ہوئی اور سال ہجری
ایکسو تراسی تھی اور تاریخ وفات پانچوین رجب روز جمعہ ہے آخبار الدول مین ہے کہ جس دن آنجناب کی وفات ہوئی تو
ہارون رشید نے حکم دیا کہ نعش مبارک کو بغداد کے پل پر لیجا کر رکھدو اور منادی کرادو کہ یہ موسی ابن جعفر ہے جسکو
روافض گمان کرتے ہین کہ وہ نہین مرا اب دیکھ رکھو کہ وہ مر گیا ہے بعد اُسکے جانب غربی بغداد مقابر قریش مین
دفن کرو چنانچہ ویسا ہی ہوا اور آنجناب نے سینتیس نفر اولاد ذکور اور بائیس اناث مقتضب چھوڑے اور چودہ نفر
ذکور سے نسل باقی رہی مزار شریف مدینۃ السلام بغداد مین فی الحال مرجع خاص و عام ہے اور دعا اُس مقام
نہایت جلد قبول ہوتی ہے ہشتم امام ابو الحسن علی رضا ابن موسی کاظم ولادت انکی مدینہ منورہ مین ہوئی
گیارہوین ربیع الاول روز پنجشنبہ نزدیک بعضے اور حضرت امام یافعی نے اپنی تاریخ مین لکھا ہے کہ ولادت حضرت امام
علی رضا علیہ السلام روز جمعہ بقول مشہور سال ایکسو تریپن مدینہ مین ہوئی اور بعضے کہتے ہین ساتوین شوال اور بعضے
آٹھوین اور بعضے شش سال ایکسو اکاون اور وفات پنجم ذیحجہ و عند بعض تیرھوین ذیقعدہ اور بعضے آخر یوم ماہ صفر
سال دوسو دو مدینہ طوس مین ہوئی اور مامون رشید نے نماز جنازہ پڑھی اور قبر ہارون رشید سے ملصق دفن کیا
انتہی اور شواہد النبوۃ مین لکھا ہے کہ وفات ولایت طوس قریہ سناباد از رستاق نوقان اور قبہ ہارون رشید مین
مدفون ہوئے کہ سرائے حمید بن قحطبۃ الطائی ہے عمر شریف پچپن برس کی ہوئی والدہ انکی ام ولد تکتم حبشیہ
تھین اسی سبب سے آنجناب سود اللون تھے اور بڑے عالم زاہد متقی ولی کامل قلیل النوم کثیر الصوم ایام زمستان
مین فرش خواب بوریا اور تابستان مین بستر استراحت کھال حیوان پہ سمعہ دریا تھا کنیت آنجناب ابو الحسن
اور لقب رضی و زکی و صابر و رضی و محسن نقش خاتم لاحول ولا قوۃ الا باللہ چونکہ آنجناب جامع صفات کمال تھے
لہذا مامون رشید عباسی نہایت تعظیم کرتا تھا حتی کہ اُسنے اپنا داماد بنایا اور مملکت مین سہیم و شریک گردانا
بلکہ امور خلافت آنجناب کے تفویض کیے اور دوسو ایک ہجری مین اپنے ہاتھ سے ایک نامہ لکھا کہ امام علی رضا
ولی عہد میرے ہین اور اُسپر گواہیان کرائین مگر حضرت امام علیہ السلام نے قبل مامون رشید کے وفات پائی
اور مامون رشید کو کمال تاسف و افسوس ہوا منقول ہے کہ حضرت امام نے قبل از موت خبر دی تھی کہ انگور روانا

زہر آلود سے وفات میری ہوگی ویسا ہی واقع ہوا حضرت معروف کرخی استاد خواجہ سری سقطی انھین کے ہاتھ پر
اسلام لائے ہین اور تاریخ نیشاپوری مین لکھا ہی کہ جب حضرت علی رضا علیہ السلام نیشاپور سے تشریف لے چلے تو ایک
خلق کثیر بنا بر زیارت نکلی اور آنجناب بسبب گرمی آفتاب کے ایک مقنعہ سر پر ڈالے روے مبارک چھپائے اشتر پر
سوار جاتے تھے کوئی شخص چہرۂ پرنور انکا دیکھ نہ پاتا تھا اس عرصہ مین اکابر شہر جیسے ابو زرعہ رازی و محمد ابن اسلم
طوسی ایک جماعت طلاب کو لیکر دوڑے اور ملتمس ہوے کہ روے مبارک اپنا ہمکو دکھلائیے اور کوئی حدیث روایت کیجیے
کہ بعد تکرار و جد کد بسیار قبول فرمایا اور اشتر سواری کو روکا اور غلامون سے پردہ چہرۂ مبارک سے اٹھوا کر ارشاد کیا
کہ خبر دی مجھکو میرے باپ موسیٰ کاظم نے اپنے باپ جعفر صادق سے انھون نے محمد باقر اپنے باپ سے انھون نے
اپنے باپ زین العابدین سے انھون نے اپنے باپ حسین سے اور حسین نے علی مرتضیٰ ابن ابیطالب سے کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خبر دی مجھکو جبرئیل علیہ السلام نے کہ فرمایا رب العزت نے لا الہ الا اللہ حصنی فمن قالہا
دخل حصنی ومن دخل حصنی امن من عذابی پس ازان حضرت امام علیہ السلام نے ارشاد کیا کہ پردہ ڈالو اور روانہ ہوے
روایت ہی کہ جو لوگ قلم و دوات لاکر مستعد کتابت ہوے اور لکھ لیا بیس ہزار مرد تھے اور حضرت نے پانچ نفر اولاد ذکور
اور ایک دختر معقب چھوڑی منجملہ انکے اجل و اکرم اولاد محمد جواد تھے تتمہ نہم امام محمد ابن علی الجواد ولادت انکی نوین
رمضان یا دسوین رجب سال ایکسو پچانوے ہجری مین مدینہ باسکینہ مین واقع ہوئی والدہ انکی ام ولد تھین مسماۃ بہ ریحانہ
کنیت انکی ابوجعفر و لقب جواد و تقی معتدل القامۃ و ابیض اللون تھے اور نقش خاتم القدرۃ للہ انکو اللہ نے
صغر سن سے ذی علم و صاحب کرامات فرمایا تھا جب عمر شریف نو برس کی ہوئی تو ایک روز کسی کوچہ مین کہ جہاں
بغداد سے کھڑے تھے اور لڑکے کھیل رہے تھے کہ مامون رشید خلیفہ بقصد شکار سوار ہو کر اس کوچے مین گذرا اطفال
بھاگ گئے مگر امام جواد اسی مقام پر کھڑے رہے مامون نے نزدیک آکر بہت محبت سے پوچھا کہ ای پسر تو کس سبب سے
لڑکون کے ساتھ نہ بھاگا آنجناب نے بلا تامل فرمایا کہ ای امیر المومنین راہ تنگ نہ تھی کہ مین وسیع کر دیتا اور مین
گنہگار نہ تھا کہ خوف کرتا اور میرا گمان تیرے ساتھ بخیر تھا مامون رشید یہ فصاحت لسان و حسن بیان سے متعجب ہوا
اور پوچھا تیرا نام کیا ہی اور تیرے باپ کا نام کیا فرمایا میرا نام محمد اور باپ کا علی رضا مامون نے کہا رحمت خدا کی
تیرے باپ پر ہو بعد اسکے بیرون شہر چلا گیا اور باز کو دراج پر چھوڑا وہ اسکے ہاتھ نہ آیا مگر باز غایب ہوگیا
بعد ایک ساعت کے اپنی منقار مین مچھلی خرد نیم جان دبائے ہوے پھر آیا مامون کو نہایت تعجب ہوا وہ شکارگاہ سے
مستعجلانہ مراجعت فرما ہوا اور اسی موقع پر آیا جہان اطفال بازی کر رہے تھے دیکھا کہ اطفال محلہ لعب مین ہین
اور امام محمد جواد علیحدہ کھڑے ہین مامون رشید قریب حاضر ہو کر کہنے لگا ای محمد میرے ہاتھ مین کیا ہی حضرت نے
با الہام غیب فرمایا کہ ای امیر المومنین خالق کبریا نے بحر قدرت مین مچھلیان چھوٹی چھوٹی پیدا فرمائی ہین کہ باز ہاے

ملوک و خلفا انکو تسکار کرین اور اہل بیت پیغمبر کا امتحان لین مامون نے کہا بالیقین و بالحق امام علی رضی کا
بیٹا ہے اور اسی وقت اپنے ساتھ سوار کرا کر لایا اور بکمال تعظیم و توقیر سے رکھنے لگا اور حضرت امام کو روز بروز علم و فراست
مین ترقی ہوتی تھی اور مامون کا اعتقاد روز افزون ہوتا تھا آخر کار مامون نے چاہا کہ اپنی بیٹی ام الفضل سے
انکا نکاح کر دون فرقہ عباسیہ نے منع کیا اس خیال سے کہ شاید انکو بھی مثل پدر ولی عہد اپنا کرے اور اصل مانع
و معارض یحیی ابن اکثم تھا تب مامون خلیفہ نے کہا اگر تمکو انکے علم و فضل مین کچھ کلام ہو تو امتحان کر لو اور
جسطرح چاہو بحث کر لو عباسیون نے اپنی طرف سے یحیی ابن اکثم کو بنابر مناظرہ تجویز کیا اور اکثر عباسیہ
جمع ہو کر مجلس خلیفہ مین حاضر ہوے اور خلیفہ نے ایک فرش تکلف پر حضرت امام کو بٹھلایا آغاز
بحث مین یحیی ابن اکثم نے چند سوال کیے کہ آنجناب نے جواب معقول صحیح و درست دیے کہ مامون شدید نہایت
مسرور ہو کر بولا احسنت احسنت پھر کہا اے ابا جعفر تم بھی اگر یحیی سے سوال کرو گو ایک ہی مسئلہ ہو تو میرے
نزدیک بہتر ہے امام نے فرمایا اے یحیی کیا جواب ہے اس مسئلہ کا کہ ایک مرد نے ایک زن نامحرم کو وقت صبح
بشہوت دیکھا اور جب آفتاب مرتفع ہوا تو وہ عورت اسپر حلال ہوئی اور ظہر کے وقت پھر حرام ہوئی اور عصر کے وقت
حلال اور جب آفتاب غروب ہوا تو حلال تھی حرام ہوئی اور عشا کے وقت حلال ہوئی اور نصف شب مین پھر حرام
ہوئی اور جب صبح ہوئی حلال یحیی نے بغور و تامل کہا مین نہین جانتا ہون امام نے فرمایا اے یحیی یہ عورت شخص غیر کی
لونڈی تھی کہ دیکھا اسکو بشہوت ایک اجنبی نے وقت صبح کہ بلا شبہہ وہ نظر اسپر حرام تھی جب آفتاب بلند ہوا
تو اسی شخص نے خریدا حلال ہوئی اور جب ظہر کا وقت آیا تو اسنے آزاد کیا حرام ہوئی اور وقت عصر اس سے نکاح کیا
حلال ہوگئی اور وقت مغرب ظہار کیا حرام ہوئی اور وقت عشا کفارہ ظہار ادا کیا حلال ہوئی پھر نصف شب کو طلاق
رجعی دی حرام ہوئی اور صبح کو رجوع کی حلال ہوئی اسی وقت مامون رشید نے عباسیون سے فرمایا تمنے علم و فضل انکا
دیکھا اور اسی مجلس مین ام الفضل سے عقد کر دیا اور دونون کو باعزاز و اکرام تمام روانہ مدینہ با سکینہ فرمایا کہ آنجناب
مدت مدید وہان رہے بعد اسکے عہد معتصم عباسی مین کہ دو سو بیس ہجری تھی بغداد مین تشریف لائے اور آخر ذیقعدہ
سال مذکور مین وفات پائی مقابر قریش مین مزار امام موسی کاظم کے قریب مدفون ہوے عمر شریف اٹھاون برس کی
ہوئی اور صحیح پچیس برس ہین اور انکی اولاد مین چار نفر تھے دو پسر و دو دختر بعضے کہتے ہین کہ انکو بھی زہر دیا گیا تھا
کذا فی البراہین القاطعہ اور اخبار الدول مین ہے کہ عمر شریف نہایت کم ہوئی باین ہمہ کرامات و خوارق عادات نمایان
ظاہر ہوے ہفتم امام علی عسکری ابن محمد جواد ولادت باسعادت تیرھوین رجب بروایتے نوین ذیحجہ سال دو صد چار دہ
ہجری مدینہ منورہ مین ہوئی والدہ شریفہ آنجناب ام ولد سمانہ تھین اور کنیت ابو الحسن و لقب ہادی و متوکل اور
نقش خاتم اللہ ربی و ہو عصمتی من خلقہ اور وجہ تسمیہ عسکری یہ ہوئی کہ موافق حکم متوکل باللہ عباسی کے مدینہ سے

دار سُر من رأی تشریف لے گئے اور وہین رہے اور وہ شہر مشہور و معروف بعسکر تھا لہذا عسکری نام ہوگیا مناقب و
اوصاف آنجناب حد حصر سے افزون ہین از انجملہ سخاوت کا یہ مرتبہ تھا کہ ایک گنوار ساکن کوفہ آیا اور کہنے لگا کہ مین
محبان علی مرتضی کرم اللہ وجہہ سے ہون سو مجھپر دین کثیر ہو کہ اسکے ادا سے عاجز ہون سواے ذات پاک تمھاری کوئی ایسا نہین
کہ اُس سے عرض حال کرون فرمایا دین کسقدر ہے اُسنے کہا دس ہزار درہم ہین فرمایا کچھ اندیشہ نہ کر اور ایک تمسک بدستخط خاص
اُسکو لکھدیا اور کہدیا کہ مجلس عام مین اس تمسک کو پیش کرکے مجھپر دعوی کر مگر تقاضا شدید بغلظت و سختی کرنا چنانچہ اعرابی
اسی طرح دعویدار ہوا آنجناب نے تین دن کی مہلت چاہی اُسنے قبول کیا آخر یہ خبر متوکل خلیفہ کو پہونچی اُسنے تیس ہزار درہم
فی الفور بھیج دیئے آنجناب نے مجموع درہم اُسی کو عنایت فرمائے سو وہ دراہم لیے ہوے پکارتا جاتا تھا اللہ اعلم حیث
یجعل رسالتہ اور ترجمۂ صواعق محرقہ مین بعض حفاظ سے روایت کی ہو کہ ایام حکومت متوکل عباسی مین ایک عورت نے
کہا مین سیدانی ہون متوکل نے کہا اس بات کی ہم تحقیق کرتے ہین پھر اُسنے باستصلاح بعض عقلا مجلس حضرت امام حسن
عسکری کو طلب کیا اور تخت پر اپنے پہلو مین بٹھلا کر التماس کیا کہ آنجناب اس عورت سے کہ آپکو سیدہ قرار دیتی ہو سوال کیجیے
حضرت نے فرمایا کہ اللہ تعالی نے گوشت اولاد حسین علیہ السلام کا درندون پر حرام کیا ہو اگر یہ عورت سچی ہو تو درندون کے پاس جاے
اُسنے سنکر کہا کہ مین اپنے دعوی مین جھوٹی ہون پھر امام رخصت ہوے بعد چندے ترکے کئی عباسیون نے خلیفہ سے کہا اسکا
امتحان کرنا چاہیے سو خلیفہ نے تین جانور درندے اپنے محل اقامت مین رہا کرائے اور امام حسن عسکری کو طلب کیا جب امام
داخل قصر امارت ہوے تو درندے قدمبوس ہونے لگے اور حضرت اپنی آستین سے انکو مسح فرماتے تھے ان کے خلیفہ کے پاس
تشریف فرما ہوے اور ایک ساعت وہان اجلاس فرما کر رخصت ہوے تو پھر درندے اسی طرح پیش آئے حاضرین معاملہ
متعجب ہوے اور بعضون نے متوکل خلیفہ سے التماس کیا کہ جسطرح تیرے بھائی عم زاد نے کیا ہو تو بھی تو کر اُسنے کہا تم لوگ
مجھکو قتل کرایا چاہتے ہو اور ارشاد کیا کہ اس راز کو کسی سے ظاہر کرنا نہ چاہیے اور بعضے اس قصہ کو امام علی رضا سے نسبت
کرتے ہین لیکن یہ امر خلاف صواب ہو کیونکہ جناب موصوف عہد مامون رشید مین وفات پاچکے تھے چنانچہ مسعودی نے
لکھا ہو نسبت اس کرامت کے حسن عسکری سے صواب صحیح ہو عمر شریف بائیس برس کی ہوئی سال ہجری وقت وفات
بروایتے دو سو چھپن و بروایتے دو سو چون تھے اور روز دوشنبہ ماہ جمادی الثانی تھا دار سر من رأے مین مدفون ہین
اور چار پسر اور ایک دختر عقب چھوڑی بست ہشتم امام ابو محمد حسن خالص ابن علی العسکری رضی اللہ عنہ ولادت باسعادت
انکی ماہ ربیع الثانی سال دو سو بتیس ہجری مدینہ منورہ مین ہوئی والدہ انکی ام ولد سوسن تھین اور کنیت ابو محمد و خالص
و نقش خاتم سبحان من لہ مقالید السموات والارض و متحمل القامۃ واللون تھے روایت ہو کہ ایام لڑکپن مین آنجناب
گریہ فرمایا کرتے تھے اور اطفال محلہ بلعب لہو مین مشغول تھے اُس حال مین بہلول دانا آگئے انکو گمان ہوا کہ حسن خالص
اُس چیز کے واسطے روتے ہین جو کہ اور لڑکون کے ہاتھ مین ہو سو عرض کیا کہ اگر آپکو اس چیز کی خواہش ہو تو مین خرید کردون

تا کہ اُس سے آنجناب کھیلین فرمایا یا قلیل العقل ما للعب خلقنا بہلول نے کہا پھر کسلیے پیدا کیا ہے فرمایا للعلم والعبادۃ آسنے
کہا اس قول پر دلیل کیا ہے کہا افحسبتم انما خلقناکم عبثا وانکم الینا لا ترجعون بہلول نے التماس کیا کہ مجھکو نصیحت فرماؤ تو آنجناب
نے ابیات چند متضمن موعظت و نصائح پڑھے اور خود ہی بیہوش ہو گئے جب ہوش مین آئے تو بہلول نے کہا ابھی تو آپ
معصوم ہین وجہ بیہوشی کی کیا ہوئی فرمایا کہ اے بہلول مین نے دیکھا کہ والدہ میری آگ جلاتی تھین اور وہ افروختہ
نہوتی تھی مگر چھوٹی چھوٹی لکڑیون سے اس سے مجھکو خوف و ترس لاحق ہوا کہ مبادا ہیمہ کو جیسے دوزخ کا مجھے بناوین
کذا فی البراہین القاطعہ اور اخبار الدول مین ہے کہ سرمن راے مین قحط کا غلبہ ہوا معتمد باللہ ابن متوکل باللہ نے لوگون سے
دعاے استسقا کرائی تین دن متواتر دعا کی گئی مگر پانی نہ برسا بعد ازان جماعت نصاری کہ وہان رہتی تھی استسقا کو نکلی انمین
ایک درویش تھا جس وقت وہ اپنا ہاتھ بنا بر دعا دراز کرتا تھا پانی برسنے لگتا تھا دوسرے دن پھر ایسا ہی ہوا تو بعضے
ضعیف الایمان شک مین پڑے اور بعضے دین اسلام سے مرتد ہو گئے معتمد باللہ کو سخت تردد ہوا آخر کار اسنے جناب
حسن خالص کو طلب کر کے کہا کہ اپنے جد بزرگوار صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو سنبھالو کہ مرتد ہوئی جاتی ہے حضرت امام
علیہ السلام نے فرمایا اطمینان رکھ علی الصباح انشاء اللہ رفع شک کیا جائیگا اور کہلا بھیجا کہ میرے یارون کو قید سے
چھوڑ دے خلیفہ نے اسی دم سب کو رہا کیا اور صبح کو امام حسن خالص مع اپنے توابع کے میدان استسقا مین رونق بخش
ہوئے اور نصاری مع اپنے راہب کے آئے اور راہب نے بطریق معہود اپنا ہاتھ جانب آسمان دراز کیا اور ابر آیا
امام نے فرمایا کہ اس راہب کا ہاتھ پکڑو اور جو کچھ اُسکے ہاتھ مین ہے ہاتھ سے لیکے بیرون کراؤ جب استخراج کیا تو اُسکے ہاتھ
مین ایک استخوان انسان انگلیون مین لی ہوئی نکلی بعد اسکے اس درویش سے فرمایا کہ اب دعا کر اسنے جب ہاتھ دعا کا اٹھایا ابر غائب ہو گیا حاضر
و شاہدین معاملہ مع خلیفہ سخت متعجب ہوئے اور پوچھنے لگے یہ کیا معاملہ تھا فرمایا کہ یہ ہڈی کسی پیغمبر کی ہے اس شخص کے ہاتھ آگئی اور
دستور یہ ہے کہ جب استخوان جلیل الشان کسی نبی علیہ السلام کے زیر آسمان کھلتی ہے تو پانی برستا ہے امتحان کر لو چنانچہ خلیفہ نے امتحان کیا
اور شک و شبہہ جو کہ قلوب مردم مین پڑ گیا تھا رفع ہو گیا اور وہ درویش پشیمان ہوا اور حضرت نے اس ہڈی کو کفنا کر دفن کرا دیا اور
خلیفہ نے حضرت امام کو باعزاز و اکرام روانہ دولتخانہ کیا اور تا زمان حیات عطایا و انعام بطور ہدایا و نذر بھیجا رہا عمر شریف ستائیس برس
کی ہوئی اور وقت وفات سال ہجری دو سو اکسٹھ ۲۶۱ یا ساٹھ ۲۶۰ تھے اور ماہ ربیع الاول تھا اور سرمن راے مین اپنے والد بزرگوار کے پاس مدفون ہوئے
اور اولاد جناب سواے ابو القاسم محمد حجت کے کوئی اور نہ تھی اور چونکہ عمر شریف بہت قلیل ہوئی اس سبب سے
مناقب و مآثر آنجناب خلق مین کم ظاہر ہوئے تتمہ الامام القائم محمد المہدی ابن حسن الخالص رضی اللہ عنہما یہ حضرت
امام دوازدہم ائمہ اہلبیت سے ہین والدہ آنکی مسماۃ نرجس ام ولد تھین ولادت آنکی شب جمعہ پندرھوین شعبان
سال دو سو پچپن ۲۵۵ ہجری مین ہوئی اور شواہد النبوۃ مین ہے کہ بست و سوم رمضان سال دو صد و پنجاہ و ہشت ہجری
سر من راے مین پیدا ہوئے اور القاب آنکے مشہور نزد امامیہ مہدی و حجت قائم و منتظر و صاحب الزمان

وفات امام عسکری مین وقت موت پدر عالیمقدار پانچ برس کے تھے مگر خدا تعالی نے اسی عمر مین آپ کو حکمت
عطا فرمائی تھی بعضے کہتے ہین کہ سر وا بسر من رائے مین غائب ہوگئے وبقول روافض مہدی آخرالزمان وہی ہین
چنانچہ جمہور امامیہ وکیسانیہ قائل ہین کہ مہدی صاحب الزمان زندہ وموجود ہین لیکن دشمنون کے خوف سے مخفی ہین
بلکہ بغداد شریف کے شیعون کی یہ عادت تھی کہ ہر جمعہ کو ایک گھوڑا مہیا کرکے سر وابہ پر لیجاتے تھے اور پکار پکار کر کہتے تھے
مہدی مہدی جب سلطان سلیمان ابن عثمان بغداد شریف پر مستولی ہوا تو اسنے اس فعل کو بند کرایا کذا فی اخبار الدول
اور سبب اس عقیدہ باطلہ کا امامیہ وکیسانیہ کے نزدیک یہ معلوم ہوتا ہے کہ حق تعالی پر نصب امام ہر عصر مین واجب
ولازم ہے اور امام معصوم ہونا چاہیے مگر یہ دونون مقدمے باطل ہین کما صرح بذلک علمائنا فی محالہ اور عجب تماشا ہے
کہ بعد اذعان وایقان اس امر کے کہ مہدی صاحب الزمان پوشیدہ ہین تاہم کمال اختلاف رکھتے ہین چنانچہ اثنا عشریہ
کہتے ہین کہ مہدی محمد ابن حسن عسکری ہین کہ غایب ہوگئے بحالت طفلی مگر اور لوگ اس قول سے منکر ہین بعضے کہتے ہین
کہ عسکری لاولد تھے کیونکہ جعفر انکے بھائی نے میراث لی اور بعضے کہتے ہین کہ عسکری کے ایک بیٹا محمد ہوا تھا وہ مرگیا
اور شبلی نے جمہور رافضہ سے روایت کی ہے کہ بعضے براہ تعصب حسن عسکری کی اولاد ثابت کرتے ہین اور کہتے ہین کہ انہین
جعفر نے میراث لی اور اسی بات پر جعفر کو کذاب کہتے ہین حاصل کلام یہ کہ امامیہ اس بات مین بیس فرقے متفرق
ہوگئے ہین اور کیسانیہ کہتے ہین کہ مہدی موعود محمد ابن حنفیہ ہین اور اسماعیلیہ کہتے ہین کہ اسمعیل ابن جعفر ہین اور بعضے
کہتے ہین کہ محمد ابن اسمعیل ابن جعفر ہین اور بعضے امامیہ کہتے ہین کہ مہدی محمد ابن علی الباقر ہین اور بعضے جعفر صادق کو کہتے ہین اور
بعضے موسی کاظم کو اور بعضے محمد ابن حسن مثنی ابن حسن مجتبی کو مہدی کہتے ہین اور ایک فرقہ شیعہ قائل ہے کہ مہدی ابوالقاسم
محمد ابن علی ابن الحسین ہین کہ معتصم باللہ نے ایک برس انکو قید کر چھوڑ دیا تھا اور شیعہ دیوار کھود کر نکال لائے تھے پھر وہ غائب
ہوگئے اور ایک فرقہ کہتا ہے کہ محمد ابن عبداللہ ابن حسین ہین اور ایک فرقہ قائل ہے کہ یحیی ابن عمر مہدی آخرالزمان ہین کہ زید
ابن علی ابن حسین کے پوتون مین تھے کذا فی السیف المسلول اور حقیقت حال مہدی آخرالزمان علیہ وعلی آبائہ التحیۃ
والسلام کی واللہ اعلم بحقیقۃ الحال کتب حدیث سے یہ معلوم ہوتی ہے کہ مسلم وابوداود ونسائی وابن ماجہ وبیہقی وغیرہم
ائمہ حدیث روایت فرماتے ہین کہ فرمایا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مہدی میری عترت سے ہوگا اولاد فاطمہ سے اور
محمد ابن عبداللہ نام ہوگا اور مال کو برابر تقسیم کریگا اور قلوب آدمیون کو مستغنی کریگا اور روایت حاکم مین ہے کہ چھ برس یا
سات برس یا آٹھ برس یا نو برس آدمیون مین رہیگا اور طبرانی کی ایک روایت مین بیس برس ہین اور ابونعیم نے روایت
کی ہے کہ مہدی پیوستہ دندان کشادہ پیشانی ہوگا در روایت رویانی چہرہ اوسکا مانند کوکب درخشندہ ہوگا اور لون اوسکا
جیسے مردم عرب اور جسم جیسے جسم اسرائیلیان اور ائمہ حدیث نے جزم کیا ہے اس بات پر کہ احادیث جو تصریح دلالت
کرتی ہین کہ مہدی اولاد فاطمہ سے ہونگے صحیح الاسناد ہین اور احادیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ خروج مہدی قبل نزول علیہ السلام کے ہوگا

اور ابو الحسین آبدی کہتے ہین کہ بتواتر ثابت ہی کہ مہدی خروج کرینگے اور اہلبیت حضرت صلعم سے ہونگے اور سات برس خلافت کرینگے اور روے زمین کو عدل و انصاف سے بھرینگے اور قتل دجال مین حضرت عیسی علیہ السلام کی اعانت و مدد کرینگے اور اس اُمت کی امامت فرماوینگے اور حضرت عیسے مقتدی ہونگے انتہی قولہ اور ابو داؤد نے اپنے سنن مین روایت کیا ہی کہ مہدی اولاد حضرت امام حسن علیہ السلام سے ہونگے اسلیے کہ آنجناب نے براہ شفقت و حرمت اُمت مرحومہ ترک خلافت فرمائی تھی **فائدہ** حضرت امام مہدی خاتم الخلفاء الراشدین ع اولاد حضرت سبط اکبر امام حسن علیہ السلام سے ہونگے اسمین دو سر ہین ایک یہ کہ حضرت ابراہیم ع کے دو بیٹے ایک اسمعیل فرزند اکبر اور دوسرے حضرت اسحق خلف اصغر سو اولاد اصغر سے جملہ انبیا ہوے اور اولاد اکبر سے حضرت خاتم الانبیا سید المرسلین صلے اللہ علیہ وسلم اسی طرح سبط اصغر کی اولاد مین اور آئمہ اطہار ہوئے خاتم الائمہ امام مہدی سبط اکبر کی اولاد مین ہوئے دوسرا یہ کہ حضرت امام حسن علیہ السلام نے حسبۃً للہ بنا بر حفاظت اُمت جد امجد خونریزی و مقتول سے خلافت کو چھوڑ دیا تھا اُسکے صلے مین خاتم الخلفا کو پیدا کیا کہ تمام روے زمین کے بادشاہ ہونگے اور رفاہ اُمت محمدیہ علی صاحبہا السلام اُنکے عہد مین علے وجہ الکمال ظہور مین آویگی اور یہ روایت کہ اولاد حسین علیہ السلام سے ہونگے واہی اور ضعیف ہی کذا فی البراہین القاطعۃ فی ترجمۃ الصواعق المحرقۃ اور اخبار الدول مین ابو نصیر عبد اللہ سے روایت ہی کہ خروج کرینگے مہدی مگر طاق سال مین یعنی ایک یا تین یا پانچ یا سات یا نو مین اور ظہور اُنکا بروز شنبہ عاشر محرم مابین رکن و مقام کے ہوگا ایک شخص سامنے کھڑے ہوکر پکاریگا البیعۃ البیعۃ پھر اکثر لوگ بیعت کرینگے اور اللہ تعالے زمین کو عدل سے پر کریگا پھر مکہ معظمہ سے کوفہ مین تشریف لاوینگے و ہذا القول ضعیف جداً اسواسطے کہ تاریخ ظہور مین کوئی حدیث پائی نہین جاتی ہی اور حضرت امیر المومنین علی مرتضی کرم اللہ وجہہ کے قول سے بھی خلاف ہی کیونکہ آنجناب فرماتے ہین کہ ولد مہدی مدینہ منورہ ہوگا کما رواہ ابو داؤد فی السنن اور شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ فتوحات مین فرماتے ہین کہ مہدی آخر الزمان عترت رسول اولاد فاطمہ سے ہونگے اور تین سو ساٹھ رجال اللہ کامل آنکے ہمراہ ہونگے **فائدہ** امام شافعی رحمۃ اللہ نے فرضیت محبت اہلبیت کی ایک بیت مین تصریح فرمائی ہی بیت یا اہلبیت رسول اللہ حبکم فرض من اللہ فی القرآن انزلہ اور علامہ بیہقی اور بغوی نے لزوم محبت اہلبیت پر تصریح کی ہی اور طبرانی امام زین العابدین رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہین کہ جب بعد واقعہ کربلا آنجناب کو اسیر کرکے جانب شام لیچلے تو ایک شخص نے اہالیان شام سے حوالی شہر مین ملاقات کرکے کہا الحمد للہ خداے تعالی نے تم لوگون کے قتل ہوجانے سے فتنہ فرو کردیا امام زین العابدین نے فرمایا کہ تو نے نہین پڑھا قل لا اسئلکم علیہ اجراً الا المودۃ فی القربی اُسنے کہا اس آیت مین قربی سے مراد تم لوگ ہو فرمایا ہم اس مقام سے معلوم ہوتا ہی کہ محبت اہلبیت کی مومنون پر فرض عین ہی اور احادیث صحیحہ سے وجوب محبت و تحریم بغض و عداوت اہلبیت نبوت باحسن وجوہ ثابت ہی اور ہمارے اسلاف یعنی صحابہ و تابعین و تبع تابعین تعظیم و توقیر و محبت و الفت حسنین کریمین

اہلبیت نبوت کی کرتے تھے کسی کی نہ کرتے تھے چنانچہ کتب حدیث و سیر میں فصل مذکور ہے اور عقیدہ کاتب الحروف
ابوالحسن حسن ابن حسین ابن محمد علوی یہ ہے کہ مسلمان کو تین باتیں دل میں رکھنا واجب ہیں اول محبت حضرت محمد مصطفے
صلے اللہ علیہ وسلم بعد ازان محبت ذریت آنجناب بعد ازان محبت عشرہ مبشرہ بالجنۃ کی اور اب آن کے ذریات
حضرت پیغمبر خدا کو ایسا دیکھنا چاہیے جیسا قبل ان کے آبا کو دیکھتے تھے اور لائق ہے کہ آن کے اعتقادات سے چشم پوشی
و اغماض کرے اور اگر کوئی شخص اہلبیت نبوت سے بواسطہ کسی بدعت یا گناہ کے فاسق ہو گیا ہو تو اسکے فعل کو
دشمن رکھنا چاہیے نہ اسکی ذات کو اسلیے کہ وہ بضعۂ رسول مقبول ہے اگرچہ ہزار واسطہ درمیان میں ہون ابو سعید
شرف النبوۃ میں فرماتے ہین کہ فرمایا رسول اللہ صلعم نے اے فاطمہ خداے تعالی تیرے غضب سے غضب فرماتا ہے اور
تیری خوشنودی سے خوشنود ہوتا ہے پس جو کوئی اولاد فاطمہ علیہا السلام کو ایذا یا تکلیف دیگا وہ بلا شک غضب الٰہی میں
پڑجائیگا اور جو کوئی دوست رکھیگا اور محبت کریگا وہ امیدوار رضا و خوشنودی حق کا رہیگا کہ یہ اسکا ثبت ہے اور علماے
اہل سنت و جماعت نے تصریح فرمائی ہے کہ سزاوار یہ ہے کہ اکرام سکان مدینہ طیبہ ہر مسلمان کرتا رہے گو کہ انسے کوئی بدعت یا فعل
اسکے صادر ہوئی ہو اور یہ بات محض برعایت جوار حضرت سرور کائنات صلعم کے ہے پھر ذریت آنحضرت کہ جگر گوشۂ آنجناب
ہین بطریق اولی لائق اکرام و اعزاز ہین مگر روافض و شیعہ اس مقام سے توہم کریں کہ ہم محب اہلبیت ہین کیونکہ وہ دوستان
اہلبیت سے دشمنی و عداوت رکھتے ہین اور ظاہر ہے کہ دوست کا دشمن دشمن ہے نہ دوست چنانچہ حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ
وجہہ فرماتے ہین کہ نہ جمع ہوگی محبت میری ساتھ بغض ابی بکر و عمر کے کسی مومن کے قلب مین اور امام زین العابدین
فرماتے ہین یا ایہا الناس تم دوست رکھو ہمکو بدوستی اسلام اور دوستی بافراط تمھاری موجب عار ہوئی اور سبب بغض
کیونکہ تمنے اصحاب رسول اللہ کے مقدمہ میں بہتر کذب و بہتان باندھا ہے اس قول سے واضح ہوتا ہے کہ دوستان و محبان
اہلبیت اہل سنت و جماعت ہین کہ بالاولیٰ و الآخرلیٰ مطابق فرمودہ خدا و رسول محبت رکھتے ہین اللہم اجعلنی محبا و احینی محبا و امتنی
محبا و احشرنی فی زمرۃ المحبین فی یوم الدین اگرچہ سبب تالیف اس کتاب کا فقیر نے موافق عادت زمانہ خطبہ مین لکھا ہے لیکن
غایت اصلی یہ تھی کہ صحیح مسلم مین ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا حضرت صلعم نے کہ جب آدمی مرگیا تو اسکا عمل کٹ گیا
اور موقوف ہوا مگر تین طرح کے عمل کہ بعد موت بھی ثواب انکا موقوف نہیں ہوتا ایک خیرات و صدقۂ جاریہ دوسرا وہ علم
جس سے خلق کو فائدہ پہونچے تیسرا نیکبخت بیٹا جو باپ کے واسطے دعا کرے یعنی ہر نیک عمل کا ثواب موت کے بعد نہیں رہتا
زندگی تک ہے اور بعد اسکے نہ عمل ہے نہ ثواب مگر ان تین عمل کا ثواب موت کے بعد بھی موقوف نہیں ہوتا ایک صدقہ جاریہ یعنی
وہ نیک کام ہے کہ فائدہ خلق خدا کو ہمیشہ حاصل رہے جسطرح مسجد و چاہ اور مدرسہ و مہمان سرائے اور زمین معافی
وقف یا گھر یا کتاب موقوف کرانے فوائد عام جاری ہین دوسرا علم جس سے خلقت کو فائدہ ہو یعنی علم دین پڑھانا اور دینی
علم کی کتاب تصنیف و تالیف کرنا جسطرح علم تفسیر و فقہ و حدیث یا کسی دین کی کتاب کا ترجمہ و شرح کرنا تاکہ ناواقفت

مسلمان دین کی باتون سے واقف ہون یا کہ پیغمبرون کے قصے و حکایتین صحیح صحیح جس سے خلق اللہ بنکر پڑہتے پڑہاتے
رہین اور نیک بنا کرے اسکے باعث سے بہت کو ثواب ملتا ہے سو فقیر بے بضاعت نے مطلب حدیث سے شریف یہ سمجھا کہ
موت مردم سر پر کھڑی ہے ایسا ہو کہین کی راہ سے آدمی بے نام و نشان مر جاوے ان تینون کامون مین جو ہو سکے اسکی فکر جلدی
کرے اگر دنیا کا کچھ مقدور ہو تو اسکے موافق صدقات جاریہ کی تدبیر کرے اور اگر علم ہو تو اسکے باقی رہنے کی سبیل کرے
اور اگر اولاد ہو تو انکو علم دین تعلیم کرے اور بری صحبت اور برے کامون سے بچاوے تاکہ بعد موت انکی دعا سے فائدہ
اٹھاوے اور یہ بھی معلوم ہو کہ مرد حقیقت مین وہی ہے جسکا نشان نیک بعد موت کے نہ رہے سو اللہ تعالی نے
اپنی عنایت و فضل سے دو لخت جگر نور العین سعادتمند ازلی مولوی محمد حسن و مولوی محمد احسن کو دی جو الولد سر لابیہ کا
مصداق احسن ہے مین شباب مین خطا کیے کہ ماشاء اللہ لا قوة الا باللہ بدو شعور سے طبع ذکیہ انکی تحصیل علوم دینیہ
و افوہاں صافیہ انکے اکتساب اخلاق حسنہ پر مائل ہو از خود بہدایت ازلیہ بری صحبت اور بد کامون سے نفرت
اور کوئی دقیقہ دقائق متابعت والدین بفضل ایزدی انسے فروگذاشت نہین ہوتا و ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم اللہم بارک
فی عمرہما و اجعلہما محبوبین فی قلوب المومنین و اکثر مالہما و اولادہما و بارک فیما اعطیتہما و اجعلہما وارثا لی و لآل محمد یا الہی
یا الہی مین اس نعمت غیر مترقبہ کا شکر ہزار زبان سے بھی ادا نہین کر سکتا ہون کیونکہ مین نالائق و گنہگار تھا تو نے مجھ
بدکار کو ایسی اولاد صالح و بہتر گار با علم و ہنر و با اخلاق حسن عنایت فرمائی تو اسکے شکر کرنے کو زبان کہان پاؤن
ہوئی کہ اس سے انشاء اللہ تعالی بعد موت مجھکو امید ثواب ہے اور دوسری بات علم کی تھی سو یہ کتاب ہے کہ
تالیف کی ہے اور ابتدا تالیف کی بروز جمعہ بست و ششم ذی الحجہ سنہ بارہ سو انتالیس ہجری مین کی گئی اور
تاریخ پچیسوین رمضان المبارک سنہ بارہ سو ستانوے ہجری مین تسوید سے تمام ہوئی اور بروز شنبہ تاریخ پنجم محرم الحرام سنہ
بارہ سو ستانوے ہجری مین صاف ہوئی لیس باقی رہی تیسری بات یعنی صدقہ جاریہ کہ موقوف مال دنیا پر ہے سو ابتک
نے اسقدر استطاعت عطا نہین فرمائی کہ موافق حدیث خیر الانام علیہ التحیة والسلام بسر و چشم و بطیب خاطر عمل کرتا
مگر ارادہ و نیت خالص انشاء اللہ تعالی رکھتا ہون اگر دنیا کا مالک و صاف اللہ نے دیا اور ارادہ کو دل مین قائم رکھا
تو اسکے ادا مین بھی خالصا و مخلصا قصور نہوگا الہی بحق ذات پاک سلطان سریر لولاک سرور اصفیا خاتم الانبیا محمد
احمد مجتبی صلی اللہ علیہ وسلم اور بحرمت جمیع پیغمبران علیہ السلام میرے گناہون سے درگذر فرما اور اس کتاب کو مقبول خاص و عام
بندگان کر دے اور نظر عیب بینون کو ہنر بین فرما سبحان ربک رب العزة عما یصفون و سلام علی المرسلین والحمد للہ رب العالمین
وصلی اللہ علی خیر خلقہ محمد و آلہ و اصحابہ و ازواجہ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین اللہم اجعل آخر کلامی اشہد ان لا الہ الا اللہ
واشہد ان محمد رسول اللہ آمین یا رب العالمین آمین فقط

استفتا از عدم اہل اسلام قصبہ مین پوری بخدمت مولوی ابو محسن حسن علاوی ساکن حال مین پوری سلمہ اللہ تعالی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سوال یہ ہے کہ کوئی شخص مسلمانوں میں یہ بات کہتا ہے کہ ترتیب قرآن شریف کی جو اصحاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کی ہے ناقص ہے کیونکہ رسول [illegible] متفق ہوتا تھا [illegible] مفہوم کو نہیں سمجھا اور غلط ترتیب دیا یہ سبب ہے کہ اگر ترتیب یہ نہیں ہوتا کہ جو آیت [illegible] علاوہ [illegible] ہوتے سب ایک جگہ پر ہوتی [illegible] تو ہمیں درست جچتا اور پھر یہی کہ کہ جیسا خداوند تعالی نے حکم دیا ہے کرتا اور تو ترتیب قرآن [illegible] کرتا اسطرح کہ قرآن [illegible] مطلب سمجھ [illegible] اصلی ترتیب میں کوشش کرتا ہوں چنانچہ اکثر معتمدین اہل اسلام کی بات [illegible] کیا [illegible] جاہل [illegible] آیتیں [illegible] ملائی ہیں اور سات سات بند کی سورت بنائی اور پھر ایک ایک بیت [illegible] پانچ پانچ آیتیں [illegible] آیتیں [illegible] کو یا معاذ اللہ بلا شبہ وہ پانچ مصرعہ ہیں اور وہ دو آیتیں [illegible] [illegible] داخل قرآن [illegible] بتاتا ہے بلکہ کہتا ہے کہ یہ وہ لوگ ہیں واسطے دفع سحر کے نازل ہوئی تھیں ایسے شخص کی [illegible] شریعت محمدیہ علماء کے نزدیک کیا کرنا چاہیئے بینوا و توجروا ☆☆

جواب از بندہ خادم العلما ابو محسن حسن علاوی عفا عنہ ربہ

ہو المصوب

جواب یہ ہے [illegible] استفتا کا [illegible] بیان پر موقوف ہے اور اسی کے بیان سے حکم ایسے شخص کا صاف صاف بلا اختلاف نکل آئیگا اول یہ کہ قرآن [illegible] کے پاس [illegible] توثیق امور سمعیہ کی بدلائل عقلیہ اہل دانش کے نزدیک [illegible] اسناد ہوتی ہے کیونکہ اگر [illegible] باب میں کوئی [illegible] ہی تو تمام عالم کا کارخانہ ابتر ہو جاتا بلکہ وجود آدم و حوا و موسی و عیسی ثابت نہ ہوتا اور [illegible] توریت و انجیل و زبور و صحائف [illegible] انبیاء ہیں انکی حقیقت پوشیدہ رہتی حتی کہ ثبوت ولدیت و والدیت محال ہو جاتا اور جملہ [illegible] کہ ہمنشین کا حال صحبت کہتا ہی یعنی یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ شخص سنجیدہ کار او صاحب تمکین و وقار و با غیرت و سنجیدہ و [illegible] [illegible] فضول [illegible] واقع ہو اگر ہمنشین پہلی قسم کی صفات سے متصف ہے تو اسکو [illegible] غلط العوام [illegible] ہیں اور جو ہمنشین دوسری قسم کی صفات سے متصف ہوتا ہے تو اسکو عدم ثقاہت سے تعبیر [illegible] ہمنشین کی [illegible] و جب اسکے ثقاہت ذہن نشین ہوئی تو جس کسی کی جس بات کو وہ دیکھی یا سنی ہوئی کہتا ہے [illegible] دیکھی ہوئی یا بلا واسطہ سنی ہوئی ہو جاتی ہے اور جب اسی طرح کے کئی شخص صاحب ثقاہت بیان کریں تو کچھ بھی شک و تردد [illegible] بلکہ یقین کامل ہو جاتا ہے اسی جگہ سے یہ بات نکلی کہ اگر بازار میں کوئی خبر بادشاہی کی سنی جاوے اور اسے پوچھیں تم نے کہاں سے سنی تو وہ [illegible] بازار میں [illegible] ہوتا تھا میں نے سنا کہ خبر کہ جہت سے نکلی ہے تو اس خبر کو غیر سندی کہتے ہیں اور جو کوئی بات مثلاً کسی یا دیوان [illegible] [illegible] وقت استفسار کے کہ مجھ سے فلانے شخص [illegible] فرماتے تھے کہ بابت [illegible] بادشاہ نے یا رمیں فرمائی تھی تو ایسی خبر کو سندی کہتے ہیں اور [illegible] کی خبر مطابق واقع ہوتی ہے خصوصا جب کہ کئی جلیل القدر صاحب ثقاہت کسی بات کو بیان کریں اور آپس میں کسی طرح کا تعارض نہ ہو یا ایک جماعت معتبرہ جماعۃ

سے نقل کرے تو اسمین احتمال بھول چوک کا بھی نہین رہتا ہی چہ جائے احتمال خلاف واقع ہونے کا بلکہ وہ خبر بالضرور مطابق واقع
کے نکلتی ہی ایسی کو خبر متواتر بولتے ہین اگر کسی بادیوان سے کہ ہمنے کبھی سے سنا ہی کہ بادشاہ یون فرماتے تھے تو وہ بھی خبر غیر یقینی
ہوگی کیونکہ بیچ مین سلسلہ ٹوٹ گیا اور جسطرح زبان سے خبر دینے مین احتمال صدق وکذب ہوتا ہی ویسی لکھنے مین بھی ہوتا ہی
اسکے واسطے بھی وہی ضابطہ عقلیہ ہی کہ مثلا کوئی دستاویز ہاتھ آوے اور اسپر کسی معاملہ کی بنا ٹھہرانی منظور ہووے تو پہلے
یہ دریافت کرنا چاہیے کہ کسنے اس دستاویز کو لکھا ہی اور جسکی طرف دستاویز منسوب ہی وہ نسبت صحیح ہی یا بعض نے اسکے نام سے مشہور کر دی
پھر اگر کاتب قرار پایا تو دریافت کرنا ضرور ہی کہ اسنے اپنی دیکھی یا بلا واسطہ سنی لکھی ہی یا بواسطہ اگر بواسطہ ہی تو وہ واسطہ صاحب ثقاہت
تھا یا نہ تھا اور یہ لکھنے والا بھی اہل ثقاہت تھا یا نہین اگر اس تحقیق مین وہ وثیقہ صحیح نہ نکلا تو محض ردی ہی اور جو ان شرائط
کے ساتھ ثابت ہو تو ظن غالب صحیح ہوتا ہی اور جب بہت لوگ اہل ثقاہت اس دستاویز کے گواہ ہوتے ہین تو ہرگز اسمین شک
و شبہ نہین رہتا خصوصاً جب کہ کوئی ایسا ہی شخص معارض نہو اور اگر کوئی معارض ہو اور ویسا نہو تو ہونا نہونا اسکا برابر
ہوتا ہی اور اسی واسطے اسلام مین ایک فن عظیم الشان مقرر ہوا اور اس فن کے سیکڑون عالم گذرے کہ انکی ثقاہت وجلالت مانند
اس فن کی مہارت سب اہل علم جانتے ہین اور انہون نے سیکڑون کتابین اس فن مین تصنیف تالیف فرمائی ہین اور اس فن مین یہ
بحث ہی کہ فلانی بات جو فلان شخص کی طرف منسوب ہی اسکا ناقل کون ہی اور مولد ومنشا اسکا کہان تھا اور وہ کیسا آدمی تھا اور جسکی
یہ بات ہی اس سے بلا واسطہ سنکر لکھی ہی یا بواسطہ اگر بواسطہ ہی تو وہ واسطہ کون شخص تھا کہان رہتا تھا کب پیدا ہوا کب مرا کب تھا
فضول گو یا راستگو مغلوب النسیان یا حافظہ والا صاحب تعصب تھا یا طالب محض اپنے بیان مین مستقل تھا یا مضطر اگر یہ ثابت ہوا کہ جسکی بات
جسنے لکھی ہی اس سے بلا واسطہ سنکر لکھی ہی اور اسنے تنہا اسنے نہین لکھی بلکہ متعدد ثقہ لوگون نے جنہون نے خود بھی بلا واسطہ اس بات کو سنا تھا
بلکہ لکھی ہی اور اہل عصر نے اسکی ضد کچھ نہین لکھا بلکہ اسی کی تعلیم دیتے رہے اور انکے بعد کسی نے انکے مقابلین سے دوسری بات کو اسکے
ہم وزن وہم رتبہ نہین سمجھا بلکہ برابر کہتے آئے کہ کوئی خبر رتبۂ ثبوت مین اسکے ہم رتبہ نہین ہوسکتی اور اول طبقے سے لگاکر جہان تک
چلے آئے کسی درجہ مین ایسا نہین ہی کہ دو ہی ایک اسکے راوی ہون بلکہ سیکڑون ہزارون ہین سو ایسے مکتوب و دستاویز کو اہل فن
در علم قطعیات مین شمار کرتے ہین اور اسکے منکر کو جاہل بیدین کافر کہتے ہین اور اسکی اصل مثال ہمارا قرآن شریف جو مابین الدفتین فی الحال ہمارے
پاس موجود ہی کہ بالفاظہ معہ ترتیب آیات فی السور وبین وصل وفصل حضرت سرور کائنات صلعم سے بواسطہ اصحاب جلیل الشان ہم تک پہونچا ہی
اور جو کچھ اسمین ہی اسپر اصول اعتقاد ووضع و ترتیب محل متواتر ہی اور دین قویم اور صراط مستقیم کی بنا ہی اور اسطرح کے ثبوت عقلی قطعی کے ساتھ کوئی
دستاویز دینی و کتاب آسمانی کسی پیغمبر کی یہود و نصاری کے پاس نہین ہی اور اسی وجہ سے ہم لوگ انکو الزام فاش دیا کرتے ہین اور انکے پاس

کی کتابون کو غیر معتبر جانتے ہین قال صاحب الاتقان جلال الدین السیوطی لا خلاف ان کل ما ہو من القرآن یجب ان یکون متواترا فی اصلہ واجزائہ
کذا فی محلہ ووضعہ وترتیبہ عند المحققین اور محققین محدثین کے بیان سے ظاہر ہی کہ ترتیب آیات کی سورتون مین توقیفی ہی اور موافق وحی الہی ہوئی ہی حضرت
جبرئیل علیہ السلام جب کوئی آیت بسبب واقعہ لاتے تھے تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے کہدیتے تھے کہ اس آیت کو فلان سورت مین فلانے مقام پر لکھو

کہ حضرت رسول خدا صلعم بعض کاتبان وحی کو طلب فرما کر اسی موقع پر لکھوا دیتے تھے چنانچہ مشکوٰۃ شریف میں حضرت ابن عباس سے ایک حدیث طویل
اس باب میں موجود ہے کہ ایک ٹکڑا اس کا بیان کرتا ہوں قال عثمان کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مما یاتی علیہ الزمان وہو ینزل علیہ السور
ذوات العدد وکان اذا نزل علیہ الشیء دعا بعض من یکتب فیقول ضعوا ہؤلاء الآیات فی السورۃ التی یذکر فیہا کذا وکذا رواہ احمد وابو داود والترمذی
یعنی تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ اکثر ایک زمانہ نازل ہوتی تھیں ان پر سورتیں کہ ان میں آیات متعدد ہوتی تھیں اور جب
سبب نازل ہوتی تھیں ان پر کچھ بھی آیتوں سے تو بلا بھیجتے تھے بعض لکھنے والوں کو اور فرماتے تھے کہ لکھو ان آیتوں کو اس
سورت میں جس میں ایسی ایسی باتوں کا ذکر ہے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ دوام و استمرار عادت رسول مقبول [illegible] یہی تھی کہ جب
کوئی آیت نازل ہوتی تھی کاتبان وحی کو فرما دیتے تھے کہ اس کو فلاں مقام پر لکھو کیونکہ حدیث شریف میں لفظ کان اور یقول [illegible]
کہ دوام و استمرار پر دلالت کرتا ہے قال السیوطی فی الاتقان الاجماع والنصوص المترادفۃ علی ان ترتیب الآیات توقیفی لا شبہۃ فی
ذلک اما الاجماع فنقلہ غیر واحد منہم الزرکشی فی البرہان وابو جعفر بن الزبیر فی مناسباتہ وعبارتہ ترتیب الآیات فی سورہا واقع بتوقیفہ صلی اللہ
علیہ وسلم وامرہ من غیر خلاف فی ہذا بین المسلمین قاضی ابوبکر [illegible] نقل کیا کہ ترتیب آیات کی سورتوں میں مروج اور
حکم لازم ہے اس واسطے کہ ہمیشہ حضرت جبریل علیہ السلام حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کرتے تھے کہ فلاں آیت کو فلاں مقام میں [illegible]
اور لکھا قاضی ابوبکر فرماتے ہیں کہ وہ قرآن جو [illegible] حضرت عثمان میں موجود ہے کوئی
آیت [illegible] کم ہوئی نہ زیادہ بلکہ مطابق نظم [illegible] ترتیب [illegible] التقدیم والتاخیر اور [illegible] ترتیب تلاوت رسول اللہ کی
باقی [illegible] ایک آیت کی ترتیب [illegible] حضرت صلی اللہ علیہ وسلم [illegible]
میں اسی قول کے موافق فرماتے ہیں [illegible] قرآن شریف میں ترتیب جو [illegible] ترتیب لوح محفوظ
میں ہے کسی طرح کا فرق نہیں ہے اور امام المحققین علامہ کرمانی برہان میں فرماتے ہیں کہ ترتیب سورتوں کی [illegible] مصاحف
میں ہے اسی طرح لوح محفوظ میں ہے [illegible] اس کے موافق فرماتے ہیں کہ حدیث احمد وابو داود دلالت کرتی ہے کہ ترتیب سورتوں
کی جو فی الحال مصحف مجید میں ہے یہ وہی ترتیب ہے [illegible] قال ابن الحصار ترتیب السور ووضع الآیات مواضعہا
انما کان بالوحی کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ضعوا آیۃ کذا فی موضع کذا وقد حصل الیقین من النقل المتواتر بہذا الترتیب من
تلاوۃ رسول اللہ ومما اجمع علیہ الصحابۃ علی وضعہ [illegible] اس عبارت کا بھی [illegible] شیخ عبدالحق محدث دہلوی شرح مشکوٰۃ میں
اس طرح لکھتے ہیں عبارتہ کذا کہ ترتیب سور و وضع آیات توقیفی بود جبریل علیہ السلام [illegible]
سورہ بعد از فلان آیت [illegible] واحادیث دریں باب بسیار آمدہ وتحقیق حاصل شدہ یقین بنقل متواتر [illegible] ترتیب از تلاوت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم و اجماع صحابہ [illegible] در لوح محفوظ [illegible] ترتیب نوشتہ اند و از انجا بآسمان دنیا فرستادہ [illegible]
جبریل علیہ السلام [illegible] سور و آیات [illegible] ترتیب تلاوت است و جبریل علیہ السلام ہر سال در ماہ
رمضان یک بار تمام قرآن [illegible] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] دو بار کرد

مولانا جلال الدین سیوطی اتقان مین حارث محاسبی سے نقل کرتے ہین کہ کتابت قرآن کی مستحدث نہین ہی
کیونکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود ارشاد فرماتے تھے اسکی کتابت کو اور شیخ عبد الحق محدث شرح مشکوٰۃ
مین لکھتے ہین کہ کتابت قرآن مستحدث نیست بود آنحضرت امر میکرد بکتابت آن لیکن متفرق بود در رقاع
وغیر آن حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ امر کرد بانتساخ آن از جای متفرق بجای مجتمع و این بمنزلۂ آن بود کہ گویا اوراق
متفرق در خانۂ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم یافتند کہ دران قرآن نوشتہ بود لیکن منتشر بود مجتمع ساختند و
در رشتہ انتظام و انتظام کشیدند تا چیزے ازان گم نشود اور اتقان مین خطابی رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہی
کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلیے قرآن کو مصحف واحد مین جمع نہ فرمایا کہ آپکو انتظار نسخ بعض احکام
و تلاوت رہا کرتا تھا اور جب زمانہ نزول قرآن رحلت رسول مقبول سے منقضی ہوگیا تو حق تعالے نے
خلفاء راشدین کو الہام کیا کہ متفرق کو جمع کرو اور صحیح بخاری و مشکوٰۃ مین زید ابن ثابت سے حدیث طویل
جمع تالیف کی جو حضرت صدیق اکبر نے بمشاورت حضرت عمر فرمائی موجود ہی اور جو کچھ حضرت عثمان نے کیا ہی
وہ بھی مشکوٰۃ شریف مین ہی اور حاصل ان حدیثون کا یہ ہی کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے بمشورۂ حضرت عمر رضی اللہ عنہ
زید ابن ثابت رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ ہمکو خوف ہی کہ بسبب قتل ہونے قرا کے قرآن سے کوئی چیز جاتی نہ رہے
اسکو جمع کرنا بہتر ہی سو تم جوان و عاقل و قوی الحافظہ اور امین اور کاتب وحی ہو قرآن کو صحائف مین
جمع کرو تاکہ خوف فوت جاتا رہے چنانکہ زید ابن ثابت نے باتفاق صحابہ صحائف متعددہ مین لکھا یعنی
جو کچھ خرمون کے پتون پر یا سفید پتھرون یا کاغذ کے ٹکڑون پر لکھا ہوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر مین تھا
اُسے طلب کرکے صحائف مین نقل کیا کہ وہ صحیفے حضرت صدیق اکبر کے پاس رہے جب اُنکی وفات ہوئی
تو حضرت عمر کے پاس رہے جب اُنکی وفات ہوئی تو حضرت ام المومنین حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس رہے پھر
سنہ پچیس ہجری مین حذیفہ ابن الیمان صحابی نے جنکی شان مین پیغمبر خدا نے فرمایا ہی کہ گواہی اسکی
دو شخصون کے برابر ہی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ اے امیر المومنین اس امت کی دستگیری
فرمایئے قبل اسکے کہ کتاب خدا مین اختلاف کرین جیسا یہود و نصاریٰ نے توریت و انجیل مین کیا کیونکہ مین نے
اس امت کے لوگون کو بلغات مختلفہ پڑھتے ہوئے قرآن سنا ہی تب امیر المومنین عثمان نے حضرت ام المومنین
حفصہ کے پاس سے وہ صحیفے طلب کیے اور زید ابن ثابت اور عبد اللہ ابن زبیر اور سعد ابن عاص اور
عبد اللہ ابن حارث ابن ہشام رضی اللہ عنہم سے ارشاد کیا کہ ان صحیفون کو مصحف واحد مین بلغت قریش
جسپر اصل نزول قرآن ہی لکھو تاکہ اختلاف جاتا رہے چنانکہ اصحاب رسول اللہ نے اُسی طرح لکھا اور حضرت
عثمان نے سات مصحف لکھوا کر دیار اسلام مین منتشر کرائے یعنی ایک مدینہ مین رکھا اور باقی مکہ اور شام و یمن

دیگر جگہ [illegible] کو قریش مین بھیجے اور حکم دیا کہ جو اسکے سوا کوئی قرآن صحیفہ یا مصحف مین ہو جلا دیا جاوے
و پارہ پارہ کیا جاوے چنانچہ سب صحیفے [illegible] جو کچھ متون پر اور پتھرون پر یا کاغذ کے رقعون پر
لکھا ہوا تھا اور جو کچھ حضرت ام المومنین [illegible] کے پاس [illegible] کے لکھے ہوئے تھے سب جلائے گئے
حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ سے [illegible] مروی ہے کہ اگر [illegible] عثمان نہ کرتے تو مین اسی طرح کرتا
[illegible] جمع ابی بکر [illegible] عثمان [illegible] کہ جمع ابی بکر اس خوف سے تھی کہ مبادا
قرآن شریف سے کچھ گم ہو جاوے اور جمع عثمان [illegible] کہ اختلاف نہ واقع ہو اور جو لوگون مین مشہور ہے
کہ جامع قرآن حضرت عثمان ہین [illegible] حضرت عثمان نے صرف یہ کیا ہے کہ لوگون کو لغت قریش پر جمع کیا
تاکہ فتنہ و فساد جو اہل عراق و اہل شام کے [illegible] قرات مین واقع تھا بند ہو جائے اور اصحاب رسول اللہ
اسی بات پر اجماع کی [illegible] کہ قرآن شریف [illegible] حروف سبعہ پر پڑھا جاتا تھا اب کہ سب پر
آسان ہو گیا تو حضرت عثمان نے سب لوگون کو لغت قریش پر کہ اصل نزول اسی پر تھا جمع کر دیا کیونکہ یہ لغت
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے اور لغت [illegible] قرآن نازل ہوا تھا اور یہ جو حدیث شریف مین ہے کہ انزل القرآن
علی سبعۃ احرف سو حال اسکا یہ ہے کہ اول نزول قرآن لغت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہوا تو اور عرب پر تکلم اسکا
شاق ہوا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبرئیل علیہ السلام سے التماس کیا کہ اس بات مین توسیع درکار ہے
ارشاد ہوا کہ ہر شخص اپنی لغت مین پڑھے اور [illegible] افصح عرب مین سات قبیلہ تھے قریش بنی ہوازن
و [illegible] یمن و ثقیف و ہذیل و بنی تمیم سو قرآن [illegible] حضرت عثمان ان لغات مین پڑھا جاتا تھا جب حضرت
عثمان نے دیکھا کہ اس طرح کا اختلاف ہوا ہے [illegible] ایک دوسرے کو تکفیر کرتا ہے اور اس مین دین کا فساد
لازم آتا ہے اسلیے آپ نے قرآن کو قرات قریش پر لکھوایا اور ان لغات کو باقی نہ رکھا مگر قلیل اور اسی پر سب اصحاب
متفق ہو گئے کہ وہی قرات باقی ہے [illegible] اسی قرات پر پڑھنے لگے تا آنکہ قرا سبعہ کو باسانید متصلہ
پہونچا اور [illegible] باقی رہا ادنی اختلاف ہے کہ اس لغت مین [illegible] مثل ادغام و امالہ و وقف وغیرہ کذا فی الاتقان
و ترجمۃ المشکوٰۃ اور مولانا محمد [illegible] الدین محدث [illegible] ابن محمد [illegible] تحریر فرماتے ہین کہ ترتیب
آیات قرآن [illegible] توقیفی [illegible] حضرت جبرئیل [illegible] آیات [illegible] میگفتند کہ این آیات را در سورہ کذا بعد آیات کذا
باید نہاد [illegible] آخر آیات کہ نازل شدہ واتقوا یوما ترجعون فیہ الی اللہ ثم توفی کل نفس ما کسبت وہم
لا یظلمون گفتہ اند [illegible] البقرۃ [illegible] شواہد دیگر برین مدعا در کتب احادیث
موجود است [illegible] ترتیب سور [illegible] حضرت علی مرتضی [illegible] ترتیب
نزول اوائل سور [illegible] نزول تمام سور [illegible] ذلک ترتیب آیات چنانکہ

گفته شد توقیفی ست و عبد الله ابن مسعود رضی الله عنه بر ترتیب تلاوت آنحضرت صلی الله علیه وسلم در تهجد که بعضے آنرا
مظاهر میگفتند و ابی ابن کعب بر ترتیب خواندن خود از آنحضرت و حضرت شیخین رضی الله عنهما برین ترتیب
که اکنون موجود است و همین ست ترتیب زید ابن ثابت رضی الله عنه چنانچه مسموع شده که زید ابن ثابت
در سال در رمضان المبارک در معارضه آنجناب با حضرت جبرئیل پس پرده استماع نمودند بهمان ترتیب مرتب
ساختند و اجماع صحابه برین ترتیب منعقد شد پس اگر احدے در ترتیب آیات که ثبوت آن بتواتر اسناد
از حضرت صلی الله علیه وسلم است یا در ترتیب سورها که باجماع صحابه و خلفاے راشدین ست نوعی گفتگو کند
یا آیتے را از جاے بجاے دیگر متعلق سازد یا سورتے را بنوعی تغییر و تبدیل کند بسبب مخالفت رسول و اجماع قطعی
کافر گردد او را قتل باید ساخت لانه افسد نظم القرآن ومن افسد نظم القرآن فقد کفر بالاتفاق اور مولانا
استاذ الاستاذ حضرت شاه عبد العزیز محدث قدس سره العزیز بعض تقریرات میں فرماتے ہیں که احادیث صحیحه سے
ثابت ہے که ترتیب آیات میں خلفاے راشدین نے مداخلت و دخل اجتہاد نہیں فرمایا یہ ترتیب وہی ہے جو رسول الله
صلی الله علیه وسلم نے پایا ہے جبرئیل علیه السلام فرماتے تھے که سورة فلاں میں صحابہ نے اسکو لکھا کر دیا اور قرآن شریف
اسی ترتیب سے لوح محفوظ میں ہے پس اگر کوئی شخص اس ترتیب میں دخل و تصرف کا قصد کرے
یا یہ کہے کہ ترتیب اسکی اور طرح سے ہوتی تو بہتر تھا وہ شخص کافر ہے مسلمانوں کو اسکی صحبت سے احتراز کرنا
لازم ہے مگر ترتیب سورتوں میں البته اختلاف ہے اکثر محققین کہتے ہیں که ترتیب سور بھی توقیفی ہے اور جمہور
قائل ہیں که اجتہاد صحابه سے ہے قال السیوطی فی الاتقان قال ابن فارس جمع القرآن علی ضربین احدهما
تالیف السور کتقدیم السبع الطوال وتعقیبها بالمئین فهذا هو الذی تولته الصحابة واما الجمع الآخر فهو جمع الآیات
فی السورة فهو توقیفی تولاه النبی صلی الله علیه وسلم کما اخبر به جبرئیل عن امر ربه وقال الکرمانی فی البرهان ترتیب السور
هکذا هو عند الله فی اللوح المحفوظ علی هذا الترتیب وقال البیهقی ان جمیع السور ترتیبها توقیفی الا سورة البراءة والانفال
مگر محققین متاخرین قائل ہیں که ترتیب سور و وضع آیات سب بوحی ہے اور اجتہاد صحابه اسکے مطابق واقع ہوا ہے
انتهی قوله الصحیح بالجمله اس بیان سے ظاہر ہوا که ترتیب کلام الله سورةً و آیةً بوحی الٰہی ہے اسبابا این ہمہ اگر
کوئی شخص اپنی راے سے اس ترتیب میں سرًا یا علانیه کسی طرح کی گفتگو کرے یا اسکو ناقص کہے خواہ اسکو
ترتیب احسن نه سمجھے وہ شخص اس وعید میں داخل ہے من قال فی القرآن برأیه فلیتبوأ مقعده فی النار رواه الترمذی
عن ابن عباس رضی الله عنه مرفوعًا متصلاً یعنی ترمذی نے روایت کی ابن عباس سے که کہا ابن عباس نے
فرمایا رسول الله نے که جو کوئی کہے اور کلام کرے قرآن میں بہ راے و عقل و قیاس لیے اسکے که کوئی ثبوت بہ
از روے نقل صاحب قرآن سے بواسطه یا بلا واسطه رکھتا ہو پس چاہیے که پکڑے جاوے نشست اپنی آتش دوزخ میں

اور ظاہر ہے کہ جب کسی جاہل نے یہ بات کہی کہ ترتیب قرآن میں آیتوں کو آگے پیچھے کردیا ہے اگر ترتیب مسلسل ہوتی
تو اچھا تھا پس اُسنے لاریب شک اور تشکیک سے قرآن کی نسبت بے ادبی کی اور شک و تشکیک قرآن میں
کفر ہے کما روی احمد و ابو داود عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المراء فی القرآن
کفر یعنی فرمایا رسول مقبول صلعم نے کہ شک و تشکیک قرآن میں کفر ہے اور بھی حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو کوئی
شخص قرآن میں از روے عقل و قیاس اپنے کے گفتگو کرے اور راے اُسکی صواب پر بھی ہو تو بھی اُسنے خطا کی
کما روی الترمذی و ابو داود عن جندب قال قال رسول اللہ صلعم من قال فی القرآن برایہ فاصاب فقد اخطاء
شیخ عبد الحق محدث دہلوی فرماتے ہیں کہ اگرچہ در واقع حق و ثواب اتفاق افتاد اما چون در قصد و طریق آن
خطا کرد حکم خطا دارد و این بر عکس حال مجتہد ہست کہ اگرچہ خطا کند بر صواب ہست یعنی نیل اجر و ثواب کلام در مقام
التفسیر وارد اور مولانا استاذ الاستاذ حضرت شاہ عبد العزیز قدس سرہ العزیز بجواب سوال مولوی عبد الحی صاحب
میفرمایند کہ فہم قرآن و حدیث را اولا علم لغت و صرف و نحو و اشتقاق و معانی و بیان و فقہ و اصول فقہ و علم عقائد
یعنی کلام و علم حدیث و آثار و تواریخ و علم ناسخ و منسوخ و دفع و تعارض و طرق تاویل و توجیہات و امثال آن
ضرور است و بدون معرفت این علوم در آمدن در معانی قرآن و حدیث جائز نیست میزان معرفت حق و باطل فہم
صحابہ و تابعین ہست آنچہ این جماعہ از تعلیم آنجناب بانضمام قرائن حالی و مقالی فہمیدہ اند و دران لحظہ ظاہر
نگردیدہ واجب القبول است پس اگر کسے بر خلاف فہم قرآن اول حمل میکند بہ نسبت او ملاحظہ باید کرد اگر مخالف
ادلہ قطعیہ است یعنی نصوص متواترہ و اجماع قطعی او را کافر باید شمرد و اگر مخالف ادلہ ظنیہ قریبۃ الیقین است
مانند اخبار مشہورہ و اجماع عرفی گمراہ توان فہمید دون الکفر والا از باب اختلاف امتی رحمۃ باید دانست لیکن
تمیز این مراتب بعلم وافر تعلق دارد انتہی قولہ بالجملہ سوال مستفتی سے پیدا ہے کہ شخص ترتیب قرآن میں خلل و تحریف
کرتا ہے پس مخالف نصوص متواترہ و اجماع قطعی ہوا و فی التوضیح جاحد الخبر المتواتر کافر بالاتفاق اور والمحصنات
کے تیرھوین رکوع مین ہے ومن یشاقق الرسول من بعد ما تبین لہ الہدی ویتبع غیر سبیل المومنین نولہ ما تولی
ونصلہ جہنم وساءت مصیرا یعنی جو کوئی مخالفت کرے رسول سے جب کھل چکی اُسپر راہ کی بات اور چلے سب
مسلمانوں کی راہ سے سواے ہم اُسکو حوالہ کرین وہی طرف جو اُسنے پکڑی اور ڈالیں اُسکو دوزخ مین اور بہت
بری جگہ پہونچا اور ترمذی نے بسند مرفوع متصل عبد اللہ ابن عمر سے روایت کی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے اللہ کا ہاتھ ہے مسلمانوں کی جماعت پر جسنے جدی راہ پکڑی وہ جا پڑا دوزخ مین اور امام احمد
و ابو داود نے حضرت ابی ذر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلعم نے جسنے جدائی کی جماعت سے
بقدر ایک بالشت کے بیشک اُسنے کھینچ ڈالا حلقہ اسلام کو اپنی گردن سے اور کتب اصول فقہ مین ہے الاجماع اتفاق

مجتہدین صالحین من امۃ محمد صلعم فی عصر واحد علی امر قولی او فعلی یکفر جاحدہ والاقوی اجماع الصحابۃ نصا مثل
ان یقولوا اجمعنا علی کذا فانہ مثل الآیۃ حتی یکفر جاحدہ۔ دوسرا امر یہ ہے کہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
از روے علم و فہم و دانش افضل الامۃ ہیں خصوصاً خلفاے راشدین رضی اللہ عنہم اجمعین مشکوٰۃ شریف
میں حضرت عبد اللہ ابن مسعود سے روایت ہے عبارتہ ہکذا اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کانوا افضل الامۃ
ابرہا قلوبا واعمقہا علما واقلہا تکلفا اختارہم اللہ لصحبۃ نبیہ صلی اللہ علیہ وسلم ولاقامۃ دینہ فاعرفوا لہم
فضلہم واتبعوہم علی اثرہم وتمسکوا بما استطعتم من اخلاقہم وسیرہم فانہم کانوا علی الہدی المستقیم یعنی یاران
محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمام امت سے افضل ہیں اور از روے صفائی قلوب سب سے بزرگ تر اور از روے
علم و فہم سب سے دور اندیش تر اور تصنع و ریا و تکلفات میں قلیل تر و کمتر انکو اللہ نے اپنے رسول کی مصاحبت
کے لیے اختیار کیا اور اپنے دین کی اقامت کے واسطے تجویز فرمایا سو تم لوگ چلو انکے پیروں کے نشان پر
اور اختیار کرو انکی روش و خو کہ وہ لوگ تھے راہ راست پر اس سے معلوم ہوا کہ کوئی شخص بعد اصحاب کے
علم و فہم میں انسے زیادہ نہیں ہو سکتا کیونکہ اللہ جل شانہ نے جب انکے قلوب متصف بصفات حسنہ پائے
تب انکو اپنے پیغمبر کی مصاحبت کے واسطے منظور کیا اور انکی شان میں ارشاد کیا والزمہم کلمۃ التقوی
وکانوا احق بہا واہلہا یعنی تھے سزاوار و لائق کلمۂ تقوے کے اور زیادہ مستحق اسکے اور انکو اہلیت
بوجہ کمال تھی آثار میں وارد ہے کہ اللہ تعالے نے اپنے بندوں کے قلوب دیکھے تو قلب حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کو روشن تر اور پاک تر پایا کہ نور نبوت اسمیں رکھدیا پھر قلوب اصحاب کو صاف تر و لائق تر پایا
پس انکو اپنے پیغمبر کی مصاحبت میں قبول کیا شیخ عبد الحق دہلوی ترجمہ مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں و ایں خود
ظاہر است و ہیچ عاقل نہ پسندد کہ آنہا یاران پیغمبر خدا باشند عمر یاران محمد مصطفے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم عمرہا در سایہ تربیت او بودہ و خدمت کردہ باشند ہنوز پاک و صاف نشدہ و بدرجۂ کمال علم
و عرفان نرسیدہ باشند آخر ایں نقصان بجناب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم عائد میشود نعوذ باللہ من سوء الاعتقاد و بکمال
علمہم و فہمہم اور میں کہتا ہوں کہ آخر کار یہ نقصان اللہ جل شانہ کی طرف عائد ہوتا ہے کیونکہ قطع نظر اور فضائل کے
جو اللہ نے انکے حق میں ارشاد کیے ہیں حکم مشورہ میں کہ اپنے پیغمبر سے فرماتے ہیں شاورہم فی الامر بڑی
قباحت لازم آتی ہے اور دین کی بنا ہی یکسر گری جاتی ہے اور یہ ظاہر ہے کہ مشورے عقلا و اہل دانش
و ذوی علم سے لیا جاتا ہے نہ کہ بے علم و نافہم سے پس جو کوئی شخص فہیم اصحاب پر طعن کرے اسنے درحقیقت
رسول خدا پر طعن کی اور جسنے رسول پر طعن کی وہ مسلمان نہیں ہے اور بالاتفاق ثابت ہے کہ جامع قرآن
باین ہیئت مجموعیہ جو فی الحال موجود ہے حضرت شیخین رضی اللہ عنہما ہیں اور یہ جز الدفتین صاف موجود ہے

کہ من سب الشیخین او طعن فیهما فقد کفر لا تقبل توبته وبه اخذ الدبوسی وابو اللیث وهو المختار للفتوی
تیسرا امر یہ ہی کہ معوذتین یعنی قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس بلا شبہہ و شک باجماع
امت محمدیہ قرآن مین داخل ہین جو کوئی انمین سے کسی لفظ کی انکار کرے کافر ہی اور نقل اس مذہب
کی عبد اللہ ابن مسعود سے کہ وہ معوذتین کو قرآن سے نہ جانتے تھے نقل باطل اور موضوع ہی قال البزاز
قد صح ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قراهما فی الصلوة بکر ابن قتیبہ نے مشکل القرآن مین لکھا ہی کہ عبد اللہ
ابن مسعود کو یہ گمان ہوا تھا کہ معوذتین قرآن سے نہین ہین اس سبب سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
حضرت حسنین علیہما السلام کو ان دونون سے تعوذ فرماتے تھے مگر یہ ظن اسکا صواب پر نہ تھا کیونکہ جملہ
مہاجرین و انصار معوذتین کو قرآن سے کہتے تھے قنیہ مین موجود ہی کہ جب عبد اللہ ابن مسعود نے قرآن کو
حضرت علی مرتضی سے پڑھا تو اس قول سے انہون نے رجوع کی اور کہا کہ مین نے انکو غلط گمان کیا تھا
اور امام رازی و نووی و ابن حزم نقل اس مذہب کی عبد اللہ ابن مسعود سے بالکل باطل کذب جانتے ہین
اور مستند بھی یہی معلوم ہوتا ہی اسلیے کہ امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوة والسلام کا اس امر پر اجماع ہی
کہ قرات قراء سبعہ کی صحیح و درست ہی کسی طرح کا کلام اسمین نہین ہوا اور قرات امام عاصم و کسائی
و حمزہ عبد اللہ ابن مسعود سے منسوب ہی سو انکی قرات مین اور نیز قرات ابن کثیر و نافع وغیرہ مین جو کہ
منسوب الی ابن کعب کی طرف ہی معوذتین موجود و قال صاحب القنیة من زعم ان المعوذتین لیستا
من القرآن فاولئک علیهم لعنة اللہ والملائکة والناس اجمعین امر چہارم اگر کوئی شخص کہتا ہی کہ مجھکو
اللہ تعالے نے ترتیب کا حکم دیا ہی تو جاننا چاہیے کہ یہ کلام اسکا از قسم جنون و فساد تخیل ہی حکم اسکا
از روے شریعت ظاہر ہی اور قرآن شریف کو شعر جاننا یا رسول اللہ صلعم کو شاعر خیال کرنا ایسا ہی جیسا
حضرت صلعم کے عہد والے کافر تجویز کرتے تھے مگر بعد تجربہ و مشورہ ان کافرون نے بھی شاعر
کہنے مین تامل کیا اور آپ مین شاعر نہونے کے وجوہ بیان کیے ہین کہ بہجة المحافل وغیرہ کتب سیر مین
بتصریح مذکور ہی اور محققین مفسرین نے بھی اس امر کی تفصیل تفسیر کریمہ ما علمناه الشعر وما ینبغی له مین
دندان شکن بیان فرمائی ہی جسکو ضرورت ہو ملاحظہ کرے واللہ اعلم بالصواب فقط

بیان مختصرے از حالات مصنف مرحوم

مصنف اس کتاب کے مولوی حسن بخش مرحوم متوطن قصبہ کاکوری ضلع لکھنؤ کے تھے انکے والد بزرگوار مولوی حسین بخش مرحوم تھے جو قبل ۱۲۷۴ھ کے منصف بمقام اٹاوہ رہے اور ۲۹ جمادی الاول ۱۲۸۵ ہجری مین ایک ظالم کے ہاتھ سے بمقام رسول آباد ضلع اٹاوہ شہید ہوئے اور بمقام اٹاوہ اوس مکان کے باغیچہ مین جہان اوس زمانہ مین عدالت منصفی تھی مدفون ہوئے ایک حظیرہ خوبصورت انکے مزار شریف کا بنا ہوا ہے دادا انکے حضرت شاہ میر محمد قلندر رحمۃ اللہ علیہ جو اطراف لکھنؤ مین بڑے نامی اولیاء اللہ مشہور و معروف ہین ۸ جمادی الاول ۱۲۴۴ھ کو انکی وفات ہوئی اور کاکوری مین بمقام تکیہ شریف روضہ منورہ مین مدفون ہین مصنف مرحوم نے آغاز مین تعلیم عربیہ اپنے چچا اعلم مولانا شاہ حیدر علی اور مولانا شاہ تقی علی رضی اللہ عنہما سے کاکوری مین کیا پھر لکھنؤ مین مولانا حسن علی محدث اور دیگر اساتذہ سے علوم ظاہری کی تکمیل کی اور علم باطن کو اپنے جد بزرگوار سے حاصل کیا کسب معاش کے لیے مدت تک عدالتہا سے انگریزی کے تعلق سے مین پوری مین قیام پذیر رہے اور ۱۳۰۶ھ سے وہ تعلق چھوڑا تب بھی قیام مین پوری نہین چھوڑا اشاغل روز و شب یہ تھے کہ دن کو علوم دینی کی کتابین دیکھتے تھے اور رات کو اذکار و اشغال مین بسر کرتے تھے یہ برکت توجہ خاص و التفات تام مرشد عالی صفات کی تھی جو ہمیشہ بقید حیات و بعد ممات مبذول رہی یہ کتاب تفریح الاذکیا انکے علم ظاہر و باطن کے ثبوت کے لیے دلیل بین ہے اور علاوہ اسکے تفریح العاشقین فی مولد سید المرسلین جناب سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حال میلاد مین اور تذکیر العارفین فی احوال سید الکاملین حضرت پیر دستگیر غوث الثقلین رحمۃ اللہ علیہ کے حالات کے بیان مین اور ذخیرۃ الکلام فی عقائد الاسلام علم کلام مین تکملہ بالاہتمام در ریاست فقہ مین انکی تصنیفات سے ہین ۱۹ جمادی الاولی ۱۳۲۱ ہجری کو بمقام مین پوری انتقال فرمایا اور عیدگاہ کے قریب اپنی وصیت کے موافق مدفون ہوئے [illegible] حظیرہ کی شمالی دیوار مین ایک بڑے پتھر پر اشعار ذیل کندہ ہین دو خلف الصدق یادگار چھوڑے خلف اکبر مولوی محمد محسن وکیل ہائی کورٹ ممالک مغربی و شمالی اور خلف اصغر مولوی محمد احسن سب جج ضلع بارہ بنکی کہ جو بلع جلد اول کتاب ہذا مین خلف اکبر سہو کاتب سے لکھ گئے خدا مصنف کو غریق رحمت کرے اور اس کتاب کو مقبول خاص و عام فرمائے

نظم

فخر اہل علم و فضل فخر زمن
روز میلادش عزیزی محترم
علم ظاہر خواند با صد جستجو
مولدش کاکوری از شصت سال
بنبوا ایان را کریمی جا بہ ساز

قبلہ احسن ابو الحسن حسن
۱۳۲۱ھ
رخت بر خوردار بار و از قلم
از بزرگان خود و در لکھنؤ
مین پوری بود از دو از کمال
مفتی مستفتیان را دلنواز

از سعیدی و از شہیدی نور عین
طالعش مسازود و دولت یار ماند
در طریقت جد عالی جاہ او
بود مہری در عبادت مستتر
در پناہ مصطفیٰ دین را پناہ

ابن ابن یاسین و ابن حسین
از نصیب بخت برخوردار ماند
ہادی و مرشد او شاہ او
ماخذ تشخیص ما حفظ ما کرد
عید اسلام و امام عیدگاہ

بیست و پنجم از ربیع آخرین / بود گشته بیماری حزین
خواب چون آمد غذا افسانه شد / اشک غم خوار اشک ریز دیده شد

از دوا کردن صهبائی فرد / روغن بادام خشکی می نمود
داد از ما دمی عالم نجات / بی دوای قبیل سه روز از وفات

نی بغیر دل بجوید پرداختن / هیچکس ایچیکه نشناختن
لیک می جست با عجز و نیاز / مثل اہل ہوش وقت ہر نماز

قبل و بعد از تیمم می نشست / صحت ارکان نمی رفتی ز دست
با ہر کہ میرسیدی تا سلام / بدہان بیہوشیش با التزام

از دہ و اشنبه از اول جمادی چون رسید / صبح سه شنبه سر از بستر کشید
گشت پیدا دفعة آثار یاس / از اضطراب بیشتر و نبض و حواس

لب او با ربنا الله بود / چند زبان و لنگاران آه بود
قبل وقت ظهر آن مہ جبین / چید از بہر تیمم آستین

چون پیالی که دہ کان پیشه دود / ذکر حق سر کرد با ذوق و شهود
ضرب بر بدن دون تیاب کرد / گرمی جوشش طبیعتها آب کرد

بہر پوشیدن طلب کرد آن ماه / جبه و عمامه پیرس سیان
طاقی مرشد بپیر سر نهاد / از زبان الحمدلله گفت شاد

چون به هنگام زوال آمد نهار / بر زبانش شد روان یارب یا
برد آدرا هیچ پیش خشت خام / زود وقت ناتوان با ذوق تام

رفت بالای [illegible] دست راست / چیست بجانی از انجا برخواست
باز از دست [illegible] کشید / تا آنکہ تاریخ الور رسید

هیچ آن شد در تیمم چاره گر / هر دو دست زا او با هم دگر
از اشارت او [illegible] ادا / با سلام شوق پیش آمد قضا

رفت سوی عرش اعلی [illegible] / کل شیء هالک الا وجهه
تا لفق ز بیتاً [illegible] نوشت / جای ما بانشیل و الهی بهشت

خاتم الشہادة

پہلے کتاب میں روایات کے مضامین پر ہم اس کا اطلاع [illegible] ہیں جامع اور مفصل [illegible] زبان سلیس اردو [illegible] کا قصہ [illegible] ہیں چند امور ایسے پائے گئے کہ [illegible] سے اسکو امتیاز ہے اول یہ کہ [illegible] اور حدیث اور سیر جو ماخذ اس کتاب کے اور معمول سے زیادہ [illegible] کہ ہر مقام پر ثابت [illegible] کسی واقعہ یا مسئلہ اہم کے بابت تھا اسکا تحریر [illegible] مصنف نے [illegible] کی [illegible] روایات [illegible] کتب [illegible] ماخوذ [illegible] میں پائیں سکو مشرح اور [illegible] کے ساتھ لکھا تاکہ ناظرین کو سب روایات پیش ہوجائیں سوم یہ کہ واقعات و روایات مختلف فیہ میں اصول علما [illegible] کیا یعنی تطبیق روایات اور رفع اختلافات کا حسب قاعدہ کیا اور حق قائم اور اکیا [illegible] امر لائق قدر کے ہے چہارم مصنف نے تمام کتاب میں تعصب مذہبی کو دخل نہیں دیا بلکہ جہاں کہیں اختلافات مذہبی کا موقع آیا وہاں سہولت کے ساتھ [illegible] بحث کی اور تشریح مذہب خاص کی جو لازم اہل مذہب ہے فرمائی کوئی فریق جانب مقابل کو موقع شکایت کا نہیں دیا پنجم جیسی کہ یہ کتاب اپنے مضامین میں [illegible] اور مقاصد پاکیزہ سے مملو ویسی ہی مصنف نے عبارت کتاب کو پاکیزہ اور منزہ الفاظ فحش اور نا ملائم سے رکھا اور اس لحاظ سے میں کہہ سکتا ہوں کہ یہ کتاب ایسی بھی قابل ہے کہ عورات اہل اسلام کی

مطالعہ کرین اور اُس سے فائدہ اُٹھائین - اور اہل اسلام کو مصنف کا ممنون ہونا چاہیے کہ ایسی کتاب اپنی قوم کے فائدہ کے لیے جمع کی اور دعا کرنی چاہیے کہ مصنف کو اسکا اجر بارگاہ الٰہی سے عطا ہو

قطعہ تاریخ طبع از نتائج افکار سید رضوی و علی سید تصدق حسین رضوی متخلص عاشق ملازم مطبع

شکر خدا کہ چھپ گئی تفریح الاذکیا
عاشق نے سال طبع کیا عیسوی رقم

پیغمبرون کے حال مین جو ہے عدیم
تاریخ انبیا مین کتاب جلیل ہے
سنہ ۱۸۸۳ء

ولہ

تفریح الاذکیا ہے عجب خوشنما چھپی
عاشق نے سال طبع یہ ہجری مین لکھدیا

ہر خورد و ہر کلان کی یہ مقبول ہے کتاب
حالات انبیا مین یہ معقول ہے کتاب
سنہ ۱۳۰۲ھ

قطعہ تاریخ طبع نتیجہ فکر ارجمند منشی اشرف علی صاحب خوشنویس مطبع

چھپا ہی کیا ہی پاکیزہ یہ نسخہ
انیس خاطر اہل زمن ہے

رقم کر مصرع تاریخ اشرف
کلام شاہ اقلیم سخن ہے
سنہ ۱۳۰۲ھ

ایضاً عیسوی

فضل خدا سے یہ چھپی کیا کتاب
ہوگا ہر اک اہل زبان بہرہ مند

فکر ہے تاریخ سیحی کی گر
لکھہ ہے ریاض سخن دل پسند
سنہ ۱۸۸۵ء

خاتمۃ الطبع

خداتعالی کا شکر اور احسان ہے کہ کتاب مستطاب مسمی بہ تفریح الاذکیا فی احوال الانبیا تصنیف قدوۃ العلما زبدۃ الفضلا حضرت مولوی ابوالحسن حسن بخش کاکوروی طاب اللہ ثراہ وجعل الجنۃ مثواہ بتائید ایزدی و لطف سرمدی بساعت محمود و زمان مسعود ماہ مارچ سنہ ۱۸۸۵ء مطابق شہر جمادی الاولی سنہ ۱۳۰۲ھ مین بمطبع عالیہ جناب منشی نول کشور صاحب طبع ہوئی - اسکے لیے اہالیان مطبع نے اہتمام بلیغ کیا تقطیع اسکی موزون اور مناسب اور کاتبان باتمیز اُسکے خوشنویس کاغذ نہایت عمدہ ہے ابتدا تصحیح اُسکی جناب مولوی محمد ابوالحسن نے فرمائی انکے بعد مولوی میان نجان صاحب فتحپوری مدد دی حتی الوسع اس کتاب کے عمدہ چھپنے مین دقیقہ

فرو گذاشت نہین ہوا اور اگر کہین غلطی باقی رہی تو قابل درگذر ہی اسواسطے کہ کتاب بڑی حجیم ضخیم ہی اور اکثر نظر
چوک ہی جاتی ہی مشکل ہی کہ ایسی بھاری کتاب پاک صاف ایسی ہو کہ غلطی کا نام نہو۔ صاحب فرمایش
جناب مولوی محمد احسن صاحب سپارنٹنڈنٹ جج نے جو توجہ اس کتاب مستطاب کی طبع اور رواج مین کی
کچھ شک نہین ہی کہ وہ موجب خوشنودی روح مقدس حضرت مصنف مرحوم والصفات فرمایش ہوگی اور کیا اس سے
بڑھکر سعادت و ارجمندی فرزندان سعید کے لیے ہوسکتی ہی کہ بعد از انتقال بزرگان نامدار کے ایسی کتاب
یادگار کو رواج دے جسکے سبب مدتہاے دراز تک نام انکا قائم اور برقرار رہے اور چونکہ یہ کتاب بہت اچھا
سمجھنے اور لاجواب ہی اور اس زبان مین جو ہند کی ملکی زبان ہی اور تا زمان قیام سرکار انکا ہی اور روز بروز
اسی زبان مین کتابین بنائی جاتی ہین لہذا امید ہی کہ مدتہاے دراز تک اس کتاب کے اشتہار کے سبب
نام مصنف صفحہ روزگار پر باقی رہیگا اور حقیقت صاحب فرمایش نے اپنا نام مصنف کیا جسطرح اجداد
انکا انسے ہوا اور یہ ایک نعم البدل ہی اور حق اپنا پورا پورا ادا کر دیا اور ہر چند تصنیف جدید کا رائج اور
فروخت کرنا اسوجہ سے کہ باشندگان ملک کو اطلاع اسکے رطب یابس سے نہین ہوتی دشوار ہوتا ہی
لیکن مالک مطبع منشی نولکشور صاحب کی ہمت اور عالی حوصلگی تعریف کے قابل ہی اور قدر شناسی
کتب کی انھین کا حصہ ہی کہ ایک کثیر التعداد نسخے اس کتاب کے بہ بدیع چھپوائے اور از انجا کہ یہ کتاب
مشتمل بر احوال خیر مآل حضرت انبیاء مرسلین علی نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام ہی اور بہ نیت خیر اوسکی
فیض و برکات تصنیف اور طبع ہوئی اسواسطے امید ہی کہ بہت جلد یہ کتاب تمام ہند مین رواج پاوے
اور فائدہ تام مطبع کو اس سے پہونچے اور دوبارہ سہ بارہ چھپنے کی نوبت آوے نے چھپی عمدہ یہ کتاب
چھپی اور اعلی درجہ کا اہتمام اسکی طبع مین ہوا اسکا تقاضا یہ تھا کہ [illegible] مطبع سب تاریخ اور قطعات
اسکے طبع کرنے فرماتے لیکن بہ کثرت مشاغل انکو اسقدر رہتے ہین کہ اپنے خاص کام سے فرصت
سر اٹھانے کی نہین ملتی اور کارخانہ انکی کارگزاری اور عرقریزی کا شکرگزار ہی لہذا خاتمہ کتاب بہ صرف
مولوی سید تصدق حسین صاحب مصحح اور منشی شیخ اشرف علی صاحب خوشنویس وقت کی بہت
تاریخین تہنیت بخش خاتمہ بالخیر ہوئین اللہ تعالی مصنف مرحوم اور مالک مطبع اور کارگزاران مطبع کو اس کتاب
بابرکات کے وسیلے سے اجر عظیم اور کامیابی عظیم عطا کرے اور کارخانہ منشی نولکشور صاحب کو مدت دراز تک
رکھے کہ اسکے باعث ہزارون بلکہ لاکھون کتب علوم دینی و دنیوی کے طبع ہوکر موجب ترقی علوم
و فنون ہوتی ہین اور قدیم و جدید کتابین جو کبھی دیکھنے مین بھی نہین آتی تھین ہر ایک شخص
باسانی و ارزانی میسر آتی ہین فقط۔